


# اہمیت، فضلیت و برکات

## (روزنامہ الفضل آن لائن کے اوراق سے)

ادارہ الفضل آن لائن لندن

## ”آیت استخلاف“

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۶﴾

(النور:56)

”میری تو بہت عرصہ پہلے خدا تعالیٰ نے یہ تسلی کروائی ہوئی ہے کہ اس دور میں وفاداروں کو خدا تعالیٰ خود اپنی جناب سے تیار کرتا رہے گا۔ پس آگے بڑھیں اور اپنے ایمان اور اعمال صالحہ کا محاسبہ کرتے ہوئے آپ میں سے ہر ایک ان بابرکت وجودوں میں شامل ہو جائے جن کو خدا تعالیٰ خلافت کی حفاظت کے لئے خود اپنی جناب سے ننگی تلوار بنا کر کھڑا کرے گا“

(حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ)




# خلافت

## اہمیت، فضلیت و برکات

## (روزنامہ الفضل آن لائن کے اوراق سے)

مرتبہ
عطیۃالعلیم
زاہد محمود

ادارہ الفضل آن لائن لندن



# رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّا

## ادارہ الفضل آن لائن کی 33ویں کاوش



## رابطہ کرنے کے لیے


ویب سائٹ: www.alfazlonline.org

ای میل ایڈریس: info@alfazlonline.org

editor@alfazlonline.org

فون نمبر: +44 7951 614020

+44 7376 159966


آن لائن ایڈیشن

# ابتدائیہ

سال 2023ء کے آغاز پر ادارہ الفضل آن لائن نے یہ فیصلہ کیا کہ تمام اہم جماعتی ایام کے موقع پر اس دن کی مناسبت سے الفضل میں شائع ہونے والے تمام مضامین اور منظوم کلام کو کتابی شکل میں قارئین کے لئے مہیا کر دیا جائے تا احباب وخواتین ان اہم مواقع پر ان کے متعلق آگاہی حاصل کرنے کے علاوہ اپنے لئے تقاریر تیار کر سکیں اور اپنے بچوں و بچیوں اور اطفال، خدام کے لئے بھی تقاریر و مضامین تیار کر سکیں۔ سو اس سلسلہ میں سال کے پہلے 6 ماہ میں آنے والے درج ذیل تین اہم دنوں پر کام کا آغاز کروادیا گیا۔

i۔ یوم مصلح موعودؓ۔ جسے مکرم زاہد محمود نے مکمل کرکے یوم مصلح موعودؓ سے قبل اپلوڈ کروایا۔

ii۔ یوم مسیح موعودؑ اس کو مکرم فضل عمر شاہد نے لٹویا سے مکمل کرنے کی حامی بھری اور انہوں نے اس اہم کام کو مکمل کرنے کی سعادت پائی۔

iii۔ یوم خلافت۔ مکرمہ امۃ القدوس آف لندن نے ابتدائی طور ہر گزشتہ تین سالوں میں خلافت بارے شائع ہونے والے تمام مضامین کے لنکس تیار کئے۔ بعدہ ہالینڈ سے مکرمہ عطیۃ العلیم نے اسے نہ صرف کتابی شکل دی بلکہ خلافت پر تمام نظمیں اکٹھی کر دیں۔ جسے مکرم زاہد محمود فائنل کرکے قارئین کرام کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ فجزاھم اللّٰہ تعالیٰ خیراً فی الدنیا و الآخرۃ

یوں الحمد للّٰہ علیٰ ذالک کہ ادارہ کو جماعت احمدیہ کے تین اہم دنوں کے حوالے سے ایسا مواد یکجائی طور پر پیش کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ جو دنیا بھر کے سینکڑوں مضمون نگاروں کے اذہان کا نچوڑ ہے۔ یہ ان کی تحقیق ہے جو سینکڑوں کتب سے تیار ہوئی ہے۔ اس لئے یہ مضامین بہت

پسند کئے گئے۔ پڑھنے والوں نے اپنے خطوط اور تبصروں میں ان مضامین کو سراہا۔ ابھی تک یوم مصلح موعودؓ کے حوالے سے منظر عام پر آنے والی کتاب بعنوان سیدنا مصلح موعودؓ۔ الفضل آن لائن کے اوراق سے، نے بھی دیگر 28 کتب کی طرح قارئین سے بہت پذیرائی پائی۔ مجھے اس کتاب کے حوالہ سے جو پیغامات، تبصرے ملے ان میں سے ایک پیغام ایک دوست کا ہے جنہوں نے بتایا کہ مجھے بعض والدین نے یوم مصلح موعودؓ کے موقع پر تقریر لکھنے کو کہا تو میں نے ان کو ادارہ الفضل آن لائن کی تیار کردہ کتاب بھجوائی جس کو انہوں نے بہت پسند کیا اور ادارہ الفضل آن لائن کو جزاہ اللہ تعالیٰ کہا۔

اب ہمارے قارئین یوم مسیح موعودؑ اور یوم خلافت پر بھی ادارہ الفضل کی تیار کردہ کتابوں سے فائدہ اٹھا سکیں گے۔ ان شاء اللہ

اللہ تعالیٰ ان کتب کو احباب جماعت کے لئے فائدہ کا موجب بنائے۔ آمین

اس کتاب میں 91 اقتباسات و مضامین اور 147 قطعات و نظمیں شامل ہیں۔ بعض مضامین جو پہلے کتابی شکل اختیار کر چکے ہیں وہ اس کتاب کی ضخامت کے پیش نظر اس میں شامل نہیں کئے گئے۔ یہ کتاب ادارہ الفضل آن لائن کی 33ویں کاوش ہے۔ ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم۔ آمین

**حنیف محمود**

**ایڈیٹر**

**روزنامہ الفضل آن لائن، لندن**

07 مارچ 2023ء

# انڈیکس



﴿1﴾

# خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہو گی

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر وہ اُس کو اُٹھا لے گا اور خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہو گی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اُٹھا لے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذاء رساں بادشاہت قائم ہو گی۔ جب یہ دَور ختم ہو گا تو اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہو گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر اللہ اُسے بھی اُٹھا لے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہو گی اور یہ فرما کر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) خاموش ہو گئے۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الرقاق باب التحذیر من الفتن)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 مئی 2021ء)



﴿2﴾

# خدا تعالیٰ دو قُدرتیں دِکھلاتا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سُنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قُدرتیں دِکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دِکھلاوے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اُس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ مَیں اِس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جُدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دِکھائے گا جس کا اُس نے وعدہ فرمایا۔ اگرچہ یہ دن دُنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دُنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ مَیں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور مَیں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔“

(الوصیت، روحانی خزائن جلد20 صفحہ 305،306)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 مئی 2021ء)



﴿3﴾

## بیعت وہ ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

”کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کا کام صرف نماز پڑھادینا اور یا پھر بیعت لے لینا ہے۔ یہ کام تو ایک مُلّاں بھی کر سکتا ہے اس کے لئے کسی خلیفے کی ضرورت نہیں اور میں اس قسم کی بیعت پر تھوکتا بھی نہیں۔ بیعت وہ ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے اور خلیفہ کے کسی ایک حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے۔“

(الفرقان، خلافت نمبر۔ مئی-جون 1967ء صفحہ 28)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 03 فروری 2023ء)



﴾4﴿

## اطاعت امام

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”تم سب امام کے اشارے پر چلو اور اس کی ہدایات سے ذرہ بھر بھی اِدھر اُدھر نہ ہو۔ جب وہ حکم دے بڑھو اور جب وہ حکم دے بیٹھ جاؤ۔ اور جدھر بڑھنے کا وہ حکم دے اُدھر بڑھو اور جدھر سے ہٹنے کا وہ حکم دے اُدھر سے ہٹ جاؤ۔“

(انوار العلوم جلد 14 صفحہ 515-516)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 20 ستمبر 2021ء)



﴿5﴾

# خلافت کا قلعہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”جس خلافت کے گرد خدا کی مدد اور اس کی نصرت پہرہ دے رہی ہے اس خلافت کے قلعے پر تمہاری لات اگر پڑے گی تو تمہاری ہڈیاں بھی اس طرح چور چور ہو جائیں گی ان کے ذرے ذرے بھی دنیا کو نظر نہیں آئیں گے“

(خطبہ جمعہ 10 مارچ 1972ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 15 فروری 2022ء)



﴾6﴿

# منصب خلافت کا احترام

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”میں بتانا چاہتا ہوں کہ میں نے پہلے بھی یہی دیکھا تھا اور آئندہ بھی یہی ہو گا کہ اگر کسی احمدی کو منصب خلافت کا احترام نہیں ہے، اس سے سچا پیار نہیں ہے، اس سے عشق اور وارفتگی کا تعلق نہیں ہے اور صرف اپنی ضرورت کے وقت دلی دعا کے لیے حاضر ہوتا ہے تو اس کی دعائیں قبول نہیں کی جائیں گی۔ یعنی خلیفہ وقت کی دعائیں بھی اس کے لیے قبول نہیں کی جائیں گی۔ اسی کے لئے قبول کی جائیں گی جو اخلاص کے ساتھ دعا کے لیے لکھتا ہے اور اس کا عمل ثابت کرتا ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے عہد پر قائم ہے، کہ جو کام آپ مجھے فرمائیں گے ان میں، میں آپ کی اطاعت کروں گا۔ ایسے مطیع بندوں کے لئے تو بعض دفعہ ہم نے نظارے دیکھے، ایک دفعہ نہیں، بسا اوقات یہ نظارے دیکھے کہ وہاں پہنچی بھی نہیں دعا اور قبول ہو گئی۔ ابھی کی جارہی تھی دعا تو اللہ تعالیٰ اس پر پیار کی نظر ڈال رہا تھا اور وہ قبول ہو رہی تھی۔ بعض دفعہ دعا بنی بھی نہیں تو وہ دعا قبول ہو جاتی ہے۔ اس لیے یہ ایسا بنیادی اصول ہے جس کو ہمیشہ ہر احمدی کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔“

(روزنامہ الفضل 27 جولائی 1982ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 20 جنوری 2022ء)



﴾7﴿

# خدا ہمیں کبھی نہیں چھوڑے گا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”یاد رکھیں وہ سچے وعدوں والا خدا ہے۔ وہ آج بھی اپنے پیارے مسیح کی اس پیاری جماعت پر ہاتھ رکھے ہوئے ہے۔ وہ ہمیں کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا۔ وہ آج بھی اپنے مسیح سے کئے ہوئے وعدوں کو اسی طرح پورا کر رہا ہے جس طرح وہ پہلی خلافتوں میں کرتا رہا ہے۔ وہ آج بھی اسی طرح اپنی رحمتوں اور فضلوں سے نواز رہا ہے جس طرح پہلے وہ نوازتا رہا ہے اور ان شاءاللہ نوازتا رہے گا۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 21 مئی 2004ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 مئی 2020ء)



﴿8﴾

# نبوت کے فیض کو خلافت کے ذریعہ دوام حاصل ہوتا ہے

## (رقم فرمودہ: حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم رضی اللہ عنہا)

رسالہ الفرقان (قادیان) کا مارچ 1941ء میں خلافت نمبر شائع ہوا تھا۔ اس وقت حضرت اماں جانؓ نے جو پیغام جماعت احمدیہ کے نام دیا تھا اور جو اس خاص نمبر میں شائع ہوا تھا ہم اسے ذیل میں پھر سے شائع کرتے ہیں۔ درحقیقت یہ پیغام ایک دائمی صداقت پر مشتمل ہے۔

(ایڈیٹر)

''مجھے معلوم ہوا ہے کہ ''الفرقان'' کا ایک خلافت نمبر شائع ہو رہا ہے اور مجھ سے خواہش کی گئی ہے کہ اس موقع پر میں بھی جماعت کے نام کوئی پیغام دوں۔ اس کے جواب میں میں اپنی پیاری جماعت سے صرف اس قدر کہنا چاہتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو خلافت کے ذریعہ ایک ہاتھ پر جمع کر رکھا ہے۔ اور اسے حضرت مسیح موعودؑ کے پیغام کی تکمیل اور مضبوطی کا واسطہ بنایا ہے۔ پس اس کی قدر کرو۔ کیونکہ یہی چیز ہے جس کے ذریعہ آپ لوگ نبوت کے انعاموں کو اپنے لئے لمبا دائمی بنا سکتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے موجودہ خلیفہ اور میرے پیارے بچے محمود اور اس کے بھائیوں اور بہنوں اور اس کی اولاد کے لئے خاص طور پر دعائیں کرو کہ اللہ تعالیٰ ان کی زندگیوں کو لمبا کرے اور اعلیٰ سے اعلیٰ خدمت دین کی توفیق دے کہ اسی میں میری ساری خوشی ہے۔

فقط
والسلام
ام محمود
قادیان
14-03-1943''

(ماہنامہ الفرقان مئی 1967ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 02 جون 2020ء)



﴿9﴾

# حضرت خلیفۃ المسیح کے لئے کن الفاظ میں دعا کی جائے؟

(حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ)

میرے مضمون ’’دعاؤں اور صدقات کی حقیقت‘‘ کو پڑھ کر بعض دوست پوچھتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت اور شفایابی کے لئے کن الفاظ میں دعا کی جائے۔ سو ایسے دوستوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ ہمارا خدا ہر زبان کو جانتا اور سمجھتا ہے بلکہ بے زبانوں کی زبان تک سے واقف ہے۔ اس سے نہ کوئی زبان سے نکلا ہوا لفظ مخفی ہے اور نہ کوئی دل کی گہرائیوں میں چھپی ہوئی خواہش اس سے پوشیدہ ہے۔ پس ہر انسان اپنے قلبی جذبات اور لسانی تلفظات کے مطابق جن الفاظ یا جن اشارات سے بھی دعا کرنے میں سہولت اور حضورِ قلب پائے اسی کے مطابق دعا کرے۔ خدا اس کی سنے گا اور اس کے اخلاص اور اپنی سنت کے مطابق اس سے معاملہ کرے گا۔ اسی لئے قرآن نے دعا کے تعلق میں تَضَرُّعاً وَّ خُفْيَةً کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ جس سے یہ مراد ہے کہ خدا ایسی دعا کو بھی سنتا ہے جو پھوٹ پھوٹ کر زبان سے نکلتی ہے اور ایسی دعا پر بھی کان دھرتا ہے جو دل کی گہرائیوں کے اندر ابلتی رہتی ہے اور زبان پر نہیں آسکتی۔

مگر بہر حال عام حالات میں مسنون دعائیں اور خصوصاً وہ دعائیں جو خود خدا تعالیٰ نے سکھائی ہیں اپنے اندر زیادہ برکت اور قبولیت کا زیادہ درجہ رکھتی ہیں۔ میں ان دعاؤں میں سے اس جگہ دوستوں کی تحریک کے لئے صرف وہ دعائیں درج کرتا ہوں۔ ان میں سے ایک دعا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمودہ ہے اور دوسری دعا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک الہام میں بیان ہوئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمودہ دعا یہ ہے جس کا ذکر حدیث شریف میں آتا ہے:

اَذْهِبِ الْبَاسَ ربَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَآءَ اِلَّا شِفَائُكَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَما

یعنی اے انسانوں کے خالق و مالک خدا! تو (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی) بیماری اور تکلیف کو دور فرما کیونکہ تمام شفا تیرے ہاتھ میں ہے اور حقیقتاً تیری شفا ہی اصل شفا ہے۔ پس تو (حضرت امیر المومنین) کو ایسی شفا عطا کر جس کے بعد بیماری کا کوئی نام و نشان باقی نہ رہے۔

دوسری دعا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک الہام میں بیان ہوئی ہے اور اس طرح گویا وہ خود خدا کی سکھائی ہوئی دعا ہے۔ یہ دعا ان الفاظ میں ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الْکَافِی۔ بِسْمِ اللّٰهِ الشَّافِی۔ بِسْمِ اللّٰهِ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْم۔ بِسْمِ اللّٰه الْبَرِّ الْکَرِیْم۔

یَا حَفِیْظُ یَا عَزِیْزُ یَا رَفِیْق۔ یَا وَلِیُّ اِشْفِ (عَبْدَكَ امیر المومنین)

یعنی میں اس خدا کا نام پکارتا ہوں جسے تمام طاقتیں حاصل ہیں اور وہ ہر بات پر قدرت رکھتا ہے۔ اور میں اس خدا کو پکارتا ہوں جو تمام شفاؤں کا مالک ہے اور ہر بیماری کو دور کر سکتا ہے۔ پھر میں اس خدا کا نام پکارتا ہوں جو انسانی تکلیفوں اور دکھوں پر اپنی بخشش کا پردہ ڈالنے والا اور مجسم رحمت ہے اور میں اس خدا کو پکارتا ہوں جو سب سے بڑھ کر مہربان اور سب سے بڑھ کر شفیق ہے۔ اے ہماری حفاظت کرنے والے خدا! اور اے زمین و آسمان کے غالب آقا! اور اے وہ جو اپنی مخلوقات کو خود اپنی چیز سمجھتا اور ان کا ساتھی ہے اور اے وہ جو سب کا دوست اور نگران ہے تو اپنے بندے (امیر المومنین) کو اپنے فضل سے شفا دے۔

یہ دو دعائیں ان شاء اللہ بابرکت اور مؤثر ہوں گی۔ مگر دعاؤں کے تعلق میں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا طریق تھا ہر دعا سے پہلے سورۃ فاتحہ اور درود شریف کا پڑھنا بہت مبارک اور بہت مؤثر ہے۔ پس دعا کے وقت اصل دعا سے قبل سورۃ فاتحہ اور درود ضرور پڑھنا چاہئے بشرطیکہ اس کا موقع ہو۔ ورنہ وقت کی تنگی کی صورت میں تو خدا کے فرشتے مومنوں کے ایک لفظ بلکہ دردمند دل کی خواہش تک کو شوق کے ساتھ اچکتے اور فوراً آسمان پر اٹھا کر لے جاتے ہیں۔ جیسا کہ مچھلی کے پیٹ میں سے حضرت یونسؑ کی مضطربانہ دعا

ایک آنِ واحد میں آسمان تک جا پہنچی۔ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (البقرہ:287) وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ (البروج:15)

(محررہ 9جون 1959ء)

(روزنامہ الفضل ربوہ 13جون 1959ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 13 اکتوبر 2020ء)



﴿10﴾

# ہم خلیفۂ وقت کے لیے کیا دعا کریں؟

حضور انور ایدہ اللہ کے حالیہ دورۂ امریکہ 2022ء میں واقفین نو کی کلاس میں ایک واقف نو نے سوال کیا:

**سوال: جب ہم حضور انور یا خلیفۂ وقت کیلئے دعا کرتے ہیں تو حضور کیا پسند فرمائیں گے کہ ہم کیا دعا کریں؟**

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

"آپ کو یہ دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ خلیفۂ وقت کو اس کے فرائض کی ادائیگی میں نصرت فرمائے اور اللہ تعالیٰ نے جن ذمہ داریوں کا بوجھ خلیفۂ وقت کے کندھوں پر ڈالا ہے وہ پوری طرح سے ادا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اسے قوت دے۔ اللہ تعالیٰ اسے صحت دے تا کہ وہ اسلام اور احمدیت کی خاطر صحیح طرح سے خدمت کر سکے اور خلیفۂ وقت کے ذہن میں جو بھی منصوبے ہوں وہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے کم وقت میں اور بہترین طریق پر مکمل ہوں اور اللہ تعالیٰ اسے مدد گار بھی عطا کرے یعنی سلطانِ نصیر تا کہ مدد گاروں کی ایک ٹیم خلیفۂ وقت کی مدد کر سکے اور اللہ تعالیٰ ہمیں بھی خلیفۂ وقت کے سلطان نصیر میں شامل کرے تا کہ وقف نو کی حیثیت سے ہم خلیفۂ وقت کی، اس کے منصوبوں، خواہشوں اور تدابیر کی تکمیل میں مدد کرتے ہوئے اپنے فرائض کی ادائیگی کر سکیں۔"

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 09 دسمبر 2022ء)



﴿11﴾

# خلافت کی اہمیت

## حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی روشنی میں

### خلافت سے کامل اطاعت کی ضرورت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے جوڑ کر پھر خلافت سے کامل اطاعت کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ یہی چیز ہے جو جماعت میں مضبوطی اور روحانیت میں ترقی کا باعث بنے گی۔ خلافت کی پہچان اور اُس کا صحیح علم اور ادراک اس طرح جماعت میں پیدا ہو جانا چاہئے کہ خلیفہ وقت کے ہر فیصلے کو بخوشی قبول کرنے والے ہوں اور کسی قسم کی روک دل میں پیدا نہ ہو۔ کسی بات کو سن کر انقباض نہ ہو۔ خلافت کا صحیح فہم و ادراک پیدا کرنا بھی مربیان کے کاموں میں سے اہم کام ہے اور پھر عہدیدران کا کام ہے کہ وہ بھی اس طرف توجہ دیں۔“

(روزنامہ الفضل 18 مارچ 2014ء)

### خلافت سے اخلاص و وفا

گوئٹے مالا کے جلسہ سالانہ 2013ء کے موقع پر اپنے پیغام میں نصیحت کرتے ہوئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

” میں یہ بھی نصیحت کرتا ہوں کہ خلافت اور نظام خلافت کے ساتھ اخلاص و وفا کا تعلق پیدا کریں۔ آج اسلام کا غلبہ خلافت احمدیہ کے ساتھ وابستہ ہو چکا ہے۔ اس لئے اس مقدس و بابرکت نظام کے معین و مددگار بن جائیں اور آنے والی نسلوں کو بھی نظام خلافت کے ساتھ وابستہ کرنے کی ہر ممکن جدوجہد کریں۔“

(روزنامہ الفضل 14 مارچ 2014ء)

## احمدیت کی خوبصورتی

خطبہ جمعہ فرمودہ 6 دسمبر 2013ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”احمدیت کی خوبصورتی تو نظام جماعت اور نظام خلافت کی لڑی میں پرویا جانا ہے اور یہی ہماری اعتقادی طاقت بھی ہے اور عملی طاقت بھی ہے۔“

(روزنامہ الفضل 21 جنوری 2014ء)

## خلافت کی برکات حاصل کرنے کا طریق

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”آنحضرت ﷺ نے پہلے دور کی خلافت کی اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر ایک مدت گزرنے کے بعد ختم ہونے کی اطلاع فرمائی تھی اور دوسرے دور کی خلافت کی اللہ تعالیٰ سے اطلاع پاکر ہمیشہ جاری رہنے کی خوشخبری عطا فرمائی۔ لیکن کن لوگوں کو؟ یقیناً ان لوگوں کو جو خلافت کے ساتھ جڑے رہنے کا حق ادا کرنے والے ہیں۔ تقویٰ پر چلنے والے ہیں۔ عمل صالح کرنے والے ہیں۔ عبادتوں پر بڑھنے والے ہیں۔“

(روزنامہ الفضل 9 جولائی 2013ء)

## خلافت کا فیض پانے کا طریقہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”اسلام کی ترقی اب حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ وابستہ ہے ... جو خلافت کے ساتھ منسلک ہے، جماعت کی لڑی میں پروئے ہوئے، جو حبل اللہ کو پکڑے ہوئے ہیں۔... افرادِ جماعت کو بھی یاد رکھنا چاہئے جیسا کہ میں نے کہا تقویٰ پر چلنا، نمازوں کا قیام اور مالی قربانیوں میں بڑھنا انہیں خلافت کے فیض سے فیضیاب کرتا چلا جائے گا۔“

(روزنامہ الفضل 9 جولائی 2013ء)

## خلافت کا نظام جاری رہے گا

جلسہ سالانہ یوکے 2013ء کے موقع پر مستورات سے خطاب کرتے ہوئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”یہ تو اب اللہ تعالیٰ کا مسیح و مہدیؑ کے زمانے کے ساتھ وعدہ ہے کہ ان کی اصلاح ہو گی اور اس کی پیشگوئی آنحضرت ﷺ نے فرمائی تھی کہ مسیح موعود کے بعد خلافت کا نظام جاری رہے گا اور جب خلافت کا نظام جاری رہے گا تو پھر قبلے بھی درست رہیں گے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا ایمان والوں، عمل صالح کرنے والوں، نمازوں کا قیام کرنے والوں اور زکوٰۃ دینے والوں اور رسول کی اطاعت کرنے والوں کے ساتھ وعدہ ہے کہ خلافت کا نظام جاری رہے گا۔“

(روزنامہ الفضل 2 ستمبر 2013ء صفحہ 5)

## کامل اطاعت سے برکات ملتی رہیں گی

جلسہ سالانہ قادیان 2009ء کے اختتامی خطاب میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”یہی بستی تھی جس میں آپؑ کی وفات کے بعد تقویٰ پر چلتے ہوئے مومنین نے خلافت کے ساتھ جڑے رہنے کا عہد کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق جو اس نے مسیح موعودؑ سے کیا تھا جماعت کی وسعت کو اسی طرح جاری رکھا۔ جماعت کی مضبوطی اور استحکام کے نئے سے نئے باب کھلتے چلے گئے اور آج تک کھل رہے ہیں اور ان شاء اللہ کھلتے جائیں گے۔ لیکن شرط تقویٰ ہے اور اس مقصد کے حصول کے لئے اپنی جان، مال، وقت اور عزت کو قربان کرنے کا عہد ہے اور اس پر عمل ہے۔ جب تک یہ قائم رہے گا۔ جب تک آپ کے دل اس عہد کو پورا کرنے کے لئے اپنی تمام تر استعدادوں کو بروئے کار لاتے رہیں گے، جب تک کامل اطاعت کے نظارے نظر آتے رہیں گے۔ ان برکات سے فیض پاتے چلے جائیں گے۔ جن کو اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کی جماعت کے لئے مقدر کر دیا ہے۔“

(روزنامہ الفضل 5 مئی 2012ء)

## اطاعت بجالانے والے فلاح پانے کے مستحق

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”خلافت خامسہ کے قائم ہونے کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے اپنی اس فعلی شہادت کا بھی اظہار فرمادیا کہ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی اور (حضرت مسیح موعود) کی یہ بات کہ خلافت اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے دور میں دائمی ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے اور آئندہ بھی یہ نظام اللہ تعالیٰ کے فضل سے جاری رہے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے خلافت سے فیض پانے والوں کی بعض نشانیاں بتائی ہیں۔ جو آیات (یعنی سورۃ النور 53 تا 57) میں نے تلاوت کی ہیں ان میں اللہ تعالیٰ نے ان تمام باتوں کا نقشہ بھی کھینچ دیا ہے جو خلافت سے فیض پانے والوں کے لئے ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب مومنوں کو فیصلوں کے لئے اللہ اور رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تو ان کا جواب یہ ہوتا ہے کہ سمعنا واطعنا ہم نے سنا اور اطاعت کی۔ فرمایا کہ یہی لوگ ہیں جو فلاح پانے والے ہیں۔ یہی ہیں جو کامیابیاں دیکھنے والے ہیں۔“

(روزنامہ الفضل 9 جولائی 2013ء)

## احمدی اللہ تعالیٰ کے فضل سے خوش قسمت ہیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”جب اعمالِ صالحہ بجالانے کی طرف توجہ ہو گی تو پھر ایسے لوگ خلافت کے انعام سے فیض پاتے رہیں گے یعنی اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ اُن لوگوں سے کیا ہے یا خلافت کے مقام سے وہ لوگ فائدہ اٹھائیں گے، وہ لوگ تمکنت حاصل کریں گے، اُن کے خوف کو امن میں خدا تعالیٰ بدلے گا جو ایمان لانے والے اور اعمال صالحہ بجالانے والے اور عبادت کرنے والے اور ہر طرح کے شرک سے پرہیز کرنے والے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے اس انعام کے شکر گزار ہوں گے جو خلافت کی صورت میں انہیں ملا ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ احمدیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ نظام جاری فرمایا ہے اور اس کے علاوہ اور کہیں یہ نظام جاری نہیں ہو سکتا۔ احمدی اللہ تعالیٰ کے فضل سے خوش قسمت ہیں

جن کو حضرت مسیح موعود کو ماننے کی وجہ سے خلافت کی نعمت سے حصہ ملا ہے۔ پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کا جو وعدہ ہے غیر مشروط نہیں ہے بلکہ بعض شرطوں کے ساتھ ہے اور جب یہ شرطیں پوری ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھر تمکنت بھی حاصل ہو گی، خوف کی حالت بھی امن میں بدلتی چلے جائے گی۔“

(روزنامہ الفضل 9 جولائی 2013ء)

### نظام خلافت کے تائید یافتہ ہونے کی دلیل

اپنے اختتامی خطاب جلسہ سالانہ آسٹریلیا فرمودہ 11/اکتوبر 2013ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”اگر جائزہ لیں تو واضح طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آج روئے زمین پر جماعت احمدیہ کے علاوہ کوئی جماعت نہیں جو اللہ کے بتائے ہوئے اس رہنما اصول کے مطابق ایک نظام سے وابستہ ہو اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکامات پر چلنے کی کوشش کرنے والے ہوں اور خلافت کے نظام سے کامل طور پر وابستگی ہو۔ جماعت احمدیہ کے سچا ہونے اور نظام خلافت کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائید یافتہ ہونے کے لئے یہی دلیل بڑی ہے کہ جماعت احمدیہ کی تعداد اس وقت باقی تمام فرقوں کی تعداد سے انتہائی کم ہونے کے باوجود اسلام کی خوبصورت تعلیم کی تبلیغ جو ہے وہ جماعت احمدیہ کر رہی ہے اور پھر تبلیغ کے ذریعہ سے یہ تعداد روز بڑھتی چلی جا رہی ہے“۔

(روزنامہ الفضل 19 نومبر 2013ء)

### خلافت کی برکات سے جوڑنے کا ذریعہ

خطبہ جمعہ 18/اکتوبر 2013ء بمقام سڈنی آسٹریلیا میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”پس ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ اپنے آپ کو ایم ٹی اے سے جوڑیں۔ اب خطبات کے علاوہ اور بھی بہت سے لائیو پروگرام آ رہے ہیں جو جہاں دینی اور روحانی ترقی کا باعث ہیں وہاں علمی ترقی کا بھی باعث ہیں۔ جماعت اس پر لاکھوں ڈالر ہر سال خرچ کرتی ہے۔ اس لئے کہ جماعت کے

افراد کی تربیت ہو۔ اگر افرادِ جماعت اس سے بھرپور فائدہ نہیں اٹھائیں گے تو اپنے آپ کو محروم کریں گے۔ غیر تو اس سے اب بھرپور فائدہ اٹھا رہے ہیں اور جماعت کی سچائی اُن پر واضح ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کی توحید اور اسلام کی حقانیت کا اُنہیں پتہ چل رہا ہے اور صحیح ادراک ہو رہا ہے۔ پس یہاں کے رہنے والے احمدیوں کو بھی اور دنیا کے رہنے والے احمدیوں کو بھی ایم ٹی اے سے بھرپور استفادہ کرنا چاہئے۔ ایم ٹی اے کی ایک اور برکت بھی ہے کہ یہ جماعت کو خلافت کی برکات سے جوڑنے کا بھی بہت بڑا ذریعہ ہے۔ پس اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔"

(روزنامہ الفضل 3 دسمبر 2013ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 جولائی 2021ء)



﴿12﴾

# اے شمعِ رُخ! اپنا مجھے پروانہ بنادے

## (حنیف محمود کے قلم سے)

کہا جاتا ہے کہ ایک کیڑے نے دعوی کیا کہ میں پروانہ ہوں۔ اس سے کہا گیا کہ فلاں جگہ پر کچھ شمعیں روشن ہیں وہاں سے ہو کر آو۔ اس کے بعد ہم تمہیں پروانہ تسلیم کریں گے۔ وہ اڑتا ہوا گیا اور تھوڑی دیر بعد یہ خیال لیے واپس آیا کہ اب میں اصلی پروانہ کہلانے کا مستحق ہوں۔ جب وہ اصلی حالت میں واپس آیا تو اسے کہا گیا تم اصلی پروانہ نہیں ہو نقلی ہو۔ اگر اصلی ہوتے تو شمع دیکھ کر واپس نہ آتے وہیں مر جاتے۔ پروانے شمع دیکھ کر واپس نہیں آیا کرتے۔ ایک شاعر نے اس مضمون کو یوں بیان کیا ہے۔

شمع تک تو ہم نے دیکھا تھا کہ پروانہ گیا

پروانہ شمع کی طرف جاتا تو دیکھا جاتا ہے۔ اس کی واپسی نظر نہیں آتی۔ گویا شمع اور پروانے کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہے۔ مادی دنیا میں جہاں پروانہ شمع پر اپنی جان نچھاور کر دیتا ہے وہاں شمع بھی جلتی جلتی اپنا وجود کھو دیتی ہے لیکن روحانی دنیا میں روحانی پروانے، روحانی پتنگے جوں جوں روحانی شمع کے ارد گرد جمع ہو کر اپنی جان، مال، وقت، عزت اور اپنے جذبات قربان کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں توں توں روحانی شمع (آج کے دور میں خلافت احمدیہ) مزید روشن سے روشن تر ہوتی چلی جاتی ہے اور ہوتی جارہی ہے اور ان شاء اللہ تا قیامت روحانی پروانوں کی وفا، اخلاص اور محبت بڑھتے چلے جانے کے ساتھ ساتھ روحانی شمع یعنی خلافت احمدیہ مضبوط اور تیز روشنیوں کے ساتھ چمک سے چمک دار ہوتی جائے گی اور اسے تقویت ملتی رہے گی۔ کسی شاعر نے کہا ہے کہ

؎ دونوں طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی

شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

؎خود بھی جلتی ہے اگر اس کو جلاتی ہے یہ
کم کسی طرح نہیں، شمع بھی پروانے سے

شمع اور پروانے کا مضمون بہت دلچسپ اور ایمان افروز ہے۔ ایک طرف ہم، خلیفۃ المسیح کے پروانے ہیں وہاں خلفاء کرام بھی شمع ہوتے ہوئے اپنے سے عظیم روحانی ہستی کے پروانے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا

؎اے حسن کے جادو! مجھے دیوانہ بنا دے
اے شمع رُخ! اپنا مجھے پروانہ بنا دے
جو ختم نہ ہو ایسا دکھا جلوہ تاباں
جو مر نہ سکے مجھ کو وہ پروانہ بنا دے

یہی وہ مضمون ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آنحضور ﷺ کو سورج، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو چاند اور صحابہؓ کو ستارے قرار دے کر بیان فرمایا ہے کہ وہ اپنے سے بڑے وجود سے روشنی لے کر روشن ہوتے ہیں۔ مادی اور روحانی شمع کے پروانوں میں مماثلتوں اور فرق کی بات ہو رہی ہے تو ایک فرق یہ ہے کہ شمع جب رات کو جلتی ہے تو پروانے اس کے ارد گرد جمع ہو کر اپنی جان دیتے ہیں جبکہ روحانی شمع تو 24 گھنٹے ہی نہیں بلکہ مسلسل جلتی اور اپنے فیض سے مستفیض کرتی رہتی ہے۔ اور روحانی پروانے دن کو بھی اور رات کو بھی روحانی شمع کے ارد گرد جمع رہ کر اپنے آپ کو جلا بخشتے ہیں۔

مادی شمع کے بارے میں ایک شاعر نے کہا ہے کہ

؎شمع رو دے گی مگر نہ لے گی پروانے کا نام

جبکہ روحانی دنیا میں خلافت پر جان نثار کرنے والوں کا ذکر خیر خلافت کے دربار سے اکثر ہوتا رہتا ہے۔ اور خلفاء قریباً ہر خطبہ میں مرحومین کا ذکر خیر کرتے رہے ہیں اور ہمارے پیارے

امام ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس مبارک طریق کو جاری رکھا ہوا ہے۔ یہ طریق اور ذکر خیر مرحومین اور شہداء کے عزیز و اقارب کے لئے حوصلہ بلند کرنے کا موجب ہوتا ہے اور جس روز کسی خاندان کے مرحوم بھائی یا بہن کا ذکر ہو وہ باوجود غمزدہ ہونے کے اس بات پر پھولے نہیں سماتے کہ ہمارے پیارے خلیفہ نے ہمارے عزیز از جان کا ذکر کیا ہے اور احباب بھی وارثین کو مبارکباد دیتے نظر آتے ہیں۔

آج 27 مئی کے خلافت نمبر کو ''خلفاء سے وابستہ یادیں'' کا عنوان بھی اسی لئے دیا گیا ہے کہ ہم میں سے بعض پروانے (مضمون نگار) دنیا بھر کے پروانوں (احمدیوں) کی نمائندگی میں اپنے یا اپنے بزرگوں اور عزیز و اقارب کے خلفاء کے ساتھ بیتے ہوئے واقعات بیان کریں تا ایمان کی دیا سلائی سے دیا سلائی روشن ہو کر احمدیوں کے ایمان میں اضافہ کا موجب ہو۔

مادی اور روحانی شمع اور پروانوں میں ایک نمایاں فرق یہ بھی ہے کہ مادی شمع کے ارد گرد محدود علاقہ کے پتنگے جمع ہو کر جان دیتے ہیں جبکہ روحانی شمع یعنی دربار خلافت سے دنیا بھر کے 212 سے زائد ممالک میں پھیلے پروانے ایم ٹی اے کے ذریعہ فیض یاب ہوتے ہیں۔ کبھی خطبات جمعہ کے ذریعہ، کبھی درس القرآن کے ذریعہ، کبھی مجالس عرفان، مجالس سوال وجواب کے ذریعہ اور کبھی آج کل کورونا کے حالات میں ورچوئیل ملاقاتوں کے ذریعہ اپنی بھوک ختم کرتے اور ایمانوں کا جلا دلواتے ہیں۔

آج کل حضور پر نور ایدہ اللہ تعالیٰ مسجد مبارک اسلام آباد ٹلفورڈ یوکے میں خطبہ ارشاد فرماتے ہیں۔ اور کورونا کی پابندیوں کے باعث چند خوش نصیب خلیفہ المسیح کے سامنے بیٹھ کر خطبہ سنتے اور حضور کی امامت میں نماز جمعہ ادا کرتے ہیں۔ لیکن ایم ٹی اے کے مبارک نظام سے دنیا بھر کے لاکھوں احمدی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ براہ راست سنتے اور اس سے فیض پاتے ہیں۔ اور یہ شعر گو جلسہ سالانہ پر آنے والے پروانوں کے لئے حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا تھا مگر اس کا اطلاق خطبہ جمعہ براہ راست سننے والوں پر بھی برابر ہوتا ہے۔

ہوتی نہ اگر روشن وہ شمع رُخ انور
کیوں جمع یہاں ہوتے سب دنیا کے پروانے

روحانی پروانوں کی ایک ادا یہ ہوتی ہے کہ وہ پروانہ وار خلافت کے دربار میں حاضر ہوتے اور سجی محفل میں خلیفۃ المسیح کے قریب سے قریب تر بیٹھ کر فیض پانے کی لگن رکھتے ہیں۔

مؤرخہ 25نومبر 1902ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام مجلس عرفان کے لئے حاضر ہوئے۔اس موقع پر احباب جماعت حضورؑ کے قریب قریب ہو کر بیٹھنے کی کوشش میں تھے۔جس کا نقشہ ایڈیٹر البدر نے یوں کھینچا ہے۔لکھتے ہیں۔

بعد ادائے نماز مغرب لوگوں کا دستور ہے کہ وہ پروانہ وار ایک دوسرے پر گرتے ہیں اور ہر ایک کی کوشش ہوتی ہے کہ ایک قدم آگے ہو جاؤں تا کہ دہن مبارک سے جو کلمات طیبات نکلتے ہیں۔ان کے الفاظ کان تک پہنچیں۔اس لئے احباب میں بیٹھنے کی کشمکش دیکھ کر فرمایا کہ

”آپس میں مل جل کر بیٹھ جاؤ جس قدر تم آپس میں محبت کروگے اسی قدر اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔“

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 400)

دوسری طرف روحانی رہنماؤں کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ وہ اپنے ماننے والے پیاروں سے حد درجہ پیار کرتے اور ان کی آسودگی اور آرام کا خیال رکھتے ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس جب کچھ دیہاتی خواتین دوالینے آئیں جب کہ آپ ایک علمی کام میں مشغول تھے۔تو آپ ماتھے پر شکن لائے بغیر فوراً اُٹھ کر دوا تیار کرنے اندر تشریف لے گئے جس پر حضرت مولوی عبدالکریمؓ نے حضورؑ سے عرض کی کہ آپ اتنی تکلیف نہ کیا کریں۔یہ لوگ تو روز روز آپ کے لئے تکلیف کا باعث بنتے ہیں۔جس پر آپؑ نے فرمایا۔

یہ بھی ایک قسم کا دین کا کام اور خدمت خلق ہے۔میں ان کے لئے ہر قسم کی دوائی منگوا کر اپنے پاس رکھتا ہوں تا کہ جب وہ آئیں تو ان کو تکلیف نہ ہو۔

آپؐ اپنے ان پروانوں کی خاطر کبھی دودھ لے کر دیر رات حاضر ہوتے ہیں اور کبھی پان لے کر، کبھی شدید سردی میں اپنا بستر دے کر خود ساری رات بیٹھ کر گزار دیتے اور کبھی تانگہ میں مہمان بٹھا کر خود میلوں میل پیدل تانگہ کے ساتھ چلتے نظر آتے ہیں۔

یہی کیفیت بعد میں خلفاء کرام میں نظر آتی رہی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ سے کسی نے اپنی اہلیہ کے لئے (جو زچگی کی حالت میں تھی) دُعا کی درخواست کی۔ آپؓ نے کھجور دے کر فرمایا کہ بیوی کو دے دیں۔ اللہ فضل فرمائے گا۔ جب آدھی رات کو ڈلیوری ہو گئی تو اس بزرگ نے یہ سمجھتے ہوئے کہ اب حضورؓ سو رہے ہوں گے میں نے اس وقت اطلاع دی تو تکلیف ہو گی۔ صبح نماز فجر پر اطلاع دی۔ ساری کیفیت سن کر آپؓ نے فرمایا کہ اگر رات کو مجھے بھی آکر بتادیتے تو میں بھی کچھ آرام کر لیتا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ساتھ اس طرح کے بے شمار واقعات مروی ہیں کہ آپ نے کسی کو کسی کام پر بھیجا اس ہدایت کے ساتھ کہ جب بھی واپس آئیں تو اطلاع دیں۔ ایک دوست بیان کرتے ہیں کہ میں جب نصف رات حاضر ہوا تو حضور ٹہل رہے تھے اور میرا انتظار کر رہے تھے۔ اور ایک دوست نے رات کا تصوّر کر کے اطلاع نہ دی تو صبح اسی طرح کے ملتے جلتے الفاظ فرمائے کہ میں ساری رات آپ کا انتظار کرتا اور دُعا کرتا رہا۔ راتوں کو جاگنے اور دعائیں کرنے والے مبارک وجودوں کا ذکر تو خلفاء اپنی زبانی کرتے چلے آئے ہیں۔ ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک دفعہ فرمایا تھا کہ کوئی ایسی رات نہیں گزرتی جس میں بستر پر جانے سے پہلے میں چشم تصور میں دنیا بھر کے ہر احمدی کو لا کر ان کے لئے دُعا نہیں کر لیتا۔ اسی طرح پاکستان کے حالات کے پیش نظر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک پیغام میں فرمایا کہ جب تک پاکستان سے تمام جگہوں سے جمعہ کی نماز خیریت سے گزر جانے کی اطلاع نہیں مل جاتی مجھے فکر لاحق رہتی ہے۔

الغرض دنیوی اور روحانی سلسلوں سے وابستہ شعراء نے اپنے اپنے زعم، ذوق اور خیال کے مطابق شمع اور پروانہ کے مضمون کو اپنے منظوم کلام میں باندھا ہے۔ بلکہ داغ دہلوی نے تو کسی

کے ساتھ وابستگی کو مثالی بنانے اور اس پر عاشق ہونے، فریفتہ ہونے کے لئے پروانہ کے لفظ کو یوں استعمال فرمایاہے۔

؎مجھ سے وہ کہتے ہیں پروانے کو دیکھا تو نے؟
دیکھ ! یوں جلتے ہیں، اس طرح سے دم دیتے ہیں

اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو حقیقی معنوں میں روحانی پروانہ بنائے اور ہم شمع اسلام، شمع محمدؐ، شمع قرآن اور آج کے دور میں شمع خلافت کے لئے اپنی جان، مال، وقت، عزت اور جذبات کی قربانی کرنے والے ہوں۔ ہم اپنے اندر صحابہؓ (جو حقیقی معنوں میں شمع محمدؐ کے پروانے تھے) جیسا رنگ پیدا کریں اور ہم میں ہر ایک پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ اشعار صادق آرہے ہوں۔

؎مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مے ان کو ساقی نے پلادی
فَسُبحَانَ الَّذِی اَخزَی الاَعَادِی

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

’’قدرت ثانیہ خدا کی طرف سے ایک بڑا انعام ہے جس کا مقصد قوم کو متحد کرنا اور تفرقہ سے محفوظ رکھنا ہے۔ یہ وہ لڑی ہے جس میں جماعت موتیوں کی مانند پروئی ہوئی ہے...... ایک لڑی میں پروئے ہوئے موتی ہی خوبصورت اور محفوظ ہوتے ہیں اگر قدرت ثانیہ نہ ہو تو دین حق کبھی ترقی نہیں کر سکتا۔ پس اس قدرت کے ساتھ کامل اخلاص اور محبت اور وفا اور عقیدت کا تعلق رکھیں اور خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنائیں اور اس کے ساتھ محبت کے جذبہ کو اس

قدر بڑھائیں کہ اس محبت کے بالمقابل دوسرے تمام رشتے کمتر نظر آئیں۔ امام سے وابستگی میں ہی سب برکتیں ہیں۔"

(الفضل انٹرنیشنل 23 مئی 2003 صفحہ 1)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 مئی 2021ء)



﴾13﴿

## دربار خلافت میں ایک غلام کی سرگزشت

### مجلس انصار اللہ کی محفل رنگ بہار میں مکرم چوہدری محمد علی مضطر کے روح پرور واقعات

قسط 1

لیکن اللہ تعالیٰ کا احسان ہے ہم اور ہماری نسلیں جو یہاں آباد ہیں۔ اپنے ماحول میں آباد ہیں ۔ جیسے ساری دنیا میں ایک آگ لگی ہوئی ہے میں امن کے لحاظ سے نہیں کہہ رہا۔ ویسے جو دنیاداری کی جو کیفیت ہے۔ یعنی لالچ اور طمع کی جو آگ چل رہی ہے میں اس کی بات کر رہا ہوں۔

اپنے ماحول میں یہاں بیٹھے ہیں یہ اللہ کا احسان ہے ہم پر۔ اس پر ہمارا فرض ہے کہ ہم سب دعاؤں کے محتاج ہیں۔ ایک دوسرے کے لئے دعا کریں۔ ہم سب پر بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ اتنی بڑی ذمہ داری ہے، اتنی بڑی ذمہ داری ہے کہ جتنی خلفاء کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ اب خیال کریں کہ نہ ہمارے پاس پیسہ ہے نہ ہمارے پاس جائیداد ہے نہ ہمارے پاس جمیعت ہے نہ ہمارے پاس حکومت ہے نہ ہمارے پاس تجارت ہے کوئی ذریعہ نہیں ہے لیکن اللہ نے ساری دنیا پر ایک رعب قائم کیا ہوا ہے۔ علمی لحاظ سے بھی اور عملی لحاظ سے بھی۔

ایک واقعہ یاد آیا۔ ربوہ میں پہلا جلسہ ہوا۔ ہم نے خیمہ کے پیسے دے دیئے تھے کہ الگ خیمہ مل جائے اور میں نے اپنی بہنوں کو جو ابھی احمدی نہیں ہوئی تھیں جلسہ پر بلایا۔ جب پہنچے تو دوسرے لوگوں نے خیموں پر قبضہ کیا ہوا تھا اور خالی نہیں کرتے تھے۔ مجھے لوگوں نے اکسایا کہ مرزا ناصر احمد خالی کروا سکتے ہیں۔ معاملہ پہلے ہی تلخ ہو چکا تھا۔ میں نے میاں صاحب سے کہا کہ خیمہ خالی کرادیں۔ آپ نے فرمایا کیسے کرادوں۔ نہ میں افسر جلسہ سالانہ اور نہ میرے سپرد خیمے کئے تھے۔ اس پر میری شامت اعمال کہ میں نے کہہ دیا کہ میاں صاحب ”فیر اپنے اوکھے نہ ہو وو، اساں بیعت

توھاڈے ابا جان دی کیتی اے توھاڈی نئی کیتی‘‘ حضرت صاحب فرمانے لگے میں نے کب کہا ہے کہ میری بیعت کی ہے۔ حضرت مرزا خورشید احمد صاحب اور دیگر احباب بھی وہاں کھڑے تھے خیر میں نے بہنوں کو بلایا، سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیا کروں۔ میاں چوہدری عبد الواحد صاحب مرحوم ہوتے تھے۔ وقف نو میں ہم اکٹھے رہے تھے۔ تو انہوں نے کیا کیا کہ ایک خیمہ میں مرد ہو گئے اور ایک خیمہ مستورات کو دے دیا۔ بہنوں کو میں نے وہاں بٹھا دیا۔ بات یہاں ختم نہیں ہوئی۔ معلوم ہوتا ہے حضرت صاحب (حضرت مصلح موعودؓ) تک یہ بات کسی ذریعہ سے پہنچ گئی کہ محمد علی کی بہنیں بھی آئی ہوئی ہیں۔ اس پر رات کے وقت (میں سمجھتا ہوں ڈیڑھ بجا ہو گا) سید میر داؤد احمد صاحب لالٹین لی ہوئی ہے اور مجھے ڈھونڈتے پھر رہے ہیں۔ حضور کو بھائی کہتے تھے سارے۔ بھائی نے بھیجا ہے اور فرمایا کہ ایک خیمہ خالی کروا دیا ہے اپنی بہنوں کو لے کر وہاں آجائیں۔

اور پھر جب بیعت ہوئی (خلیفہ ثالثؒ کی) تو بہت سے لوگوں نے کہا اب بتاؤ۔

تو حضور کی کیا شفقت بیان کروں۔ بعض ایسے گوشے ہوتے ہیں جو لوگوں کو نظر نہیں آتے۔ خواجہ کمال الدین صاحب جب فوت ہوئے تو حضرت صاحب نے ایک خطبہ دیا۔ سنا نہیں میں نے پڑھا ہے پہلے زمانہ کا خطبہ تھا یا میرے زمانہ کا۔ اللہ بہتر جانتا ہے میں نے تجسس نہیں کیا ہے اس میں۔ حضور نے فرمایا ہم ان کو معاف کرتے ہیں۔

اب دو واقعات ہیں ایک خلیفہ ثانیؓ اور ایک خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا۔ مجھے یاد ہے۔ میں نے خود دیکھا کہ رتن باغ میں میں گیا اور مولوی محمد علی صاحب وہاں حضرت صاحب سے ملنے آئے۔ مولوی صاحب کی ڈلہوزی میں کوٹھی تھی۔ فسادات کے دنوں میں وہاں جا کر ٹھہرے ہوئے تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ کی یہ شان ہے کہ جس شخص نے سب سے زیادہ دکھ حضرت صاحبؓ کو پہنچایا اس کے بعد حضورؓ نے معاف فرما دیا۔ مولوی محمد علی صاحب تھے۔ ان کو ڈلہوزی سے آدمی بھیج کر منگوا لیا۔ اور مولوی صاحب حضور کا شکریہ ادا کرنے آئے تھے..... اس پر بس ایک واقعہ کمیونیکیٹ کرنا چاہتا ہوں، یاد آ گیا ہے۔

واقعہ یوں ہوا میں لندن جلسہ پر گیا۔ جب جلسہ ختم ہوا تو جلسہ گاہ سے باہر آرہے تھے کہ مکرم آفتاب احمد صاحب امیر جماعت نے ایک دوست سے تعارف کرایا کہ چوہدری صاحب یہ لاہوری جماعت کے ہیں۔ بزرگ تھے تو میرے منہ سے ایک بات نکل گئی کہ شکر ہے پیغامی بھائی بھی جلسہ پر آنا شروع ہو گئے ہیں۔ اب مجھے نہیں پتہ تھا کہ وہ پیغامی کہلانا پسند نہیں کرتے۔ حاشاو کلا میں نے اس رنگ میں نہیں کہا تھا۔ تو وہ بگڑ گئے اور کہنے لگے لو اب ہمیں یہ پیغامی کہتے ہیں اور کافی تلخی سے بولنا شروع کر دیا۔ اس پر وہاں لوگ (چونکہ جلسہ کے بعد باہر آرہے تھے) اکٹھے ہو گئے۔ سات سو کا مجمع ہو گیا۔ اس سے زیادہ کا نہیں ہو گا۔ میں نے کہا جناب میری غلطی ہے مجھے اس کا احساس نہیں تھا کہ آپ برا مناتے ہیں لیکن آپ کو یہ بات سن کر جانا پڑے گا۔ یہ بات اب آپ کو سنی پڑے گی۔ میں نے کہا فسادات ہوئے 1974ء کے۔ ہوئے تھے نا جس میں جماعت کے ساتھ خون اور آگ کی ہولی کھیلی گئی تو یہ اس زمانہ کی بات ہے۔ میں نے کہا کہ میں اور حضرت خلیفہ ثالثؒ کالج کی سینیٹ کے ممبر تھے۔ جب خلیفہ ہوگئے تو سینیٹ میں جانا بند کر دیا تھا۔ میں جاتا تھا۔ یہ 1974ء کے فسادات کی بات ہے شروعات ہوئی تھیں۔ میں نے عرض کیا حضور میٹنگ میں شمولیت کی درخواست آئی ہے لیکن میں جاؤں گا نہیں۔ حضور نے فرمایا نہیں، تم جاؤ گے۔ تم نے جانا ہے۔ گورنمنٹ نے ہماری پرفارمنس کی وجہ سے سٹیٹس کی وجہ سے ہمیں انڈیپنڈنٹ سٹیٹس مل گیا ہوا تھا۔ گورنمنٹ کی طرف سے پورے لاہور کو اور ہمارے کالج کو۔ گورنمنٹ نے دیا تھا۔ لیکن یونیورسٹی نے ابھی سرٹیفائڈ نہیں کیا تھا اور یہ معاملہ یونیورسٹی میں پیش کرنا تھا۔ حضرت صاحب نے فرمایا تمہارا معاملہ پیش ہونا ہے تم نے جانا ہے وہاں۔ چنانچہ میں چلا گیا وہاں۔ تو پہلے سے یہ پروگرام بنا ہوا تھا 15-20 آدمی ملے ہوئے تھے کہ جب یہ معاملہ پیش ہو تو بحث ہوتی۔ یہ معاملہ ختم نہ ہو...... لمبی لمبی تقریریں کریں گے اور وقت ختم ہو جائے گا اور یہ میٹنگ ایک دن کی ہوتی تھی اور پھر اگلے سال یہ اجلاس جا پڑے گا اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ یونیورسٹی ہمیں یہ سٹیٹس دے۔ پھر ہمارے دس ایم ایس سی میں لڑکے جاتے تھے اور دس کی فرسٹ کلاس آجاتی تھی۔ تو کہتے تھے مرزائی خود ہی لے لیتے ہیں۔

چنانچہ ہمارا کیس ٹاپ پر تھا۔تو وہاں ڈاکٹر رفیع احمد چوہدری صاحب ہوتے تھے۔وہ فزکس کے تھے اور جو گورنمنٹ کالج کی ہائی ٹینشن لیبارٹری تھی اس کے انچارج بھی تھے۔حضرت صاحب کے بڑے معتقد تھے بڑاادب بھی کرتے تھے۔طبیعت کے بڑے سادہ تھے۔جب ہم نے ایم ایس سی کی اپلی کیشن (درخواست) کی وہ ممبر تھے......انہوں نے کہا یہاں ایم ایس سی نہیں ہونی چاہئے کیونکہ یہاں کلر بہت ہے۔اور عمارت کی کوئی عمر نہیں اور وہ کہا کرتے تھے کہ تمہارے حق میں یہ بات کہی تھی۔اس سے آپ کو بڑافائدہ ہوا تو میں نے ان کو پاس بٹھایاہوا تھا۔اگر یہ نہ بولے تو میں ان کو کہوں گا اٹھو بولو اور اس طرح 15-20 آدمیوں کو بریف کیا ہوا تھا۔بولتے چلے جانا رکنا نہیں۔اتنے میں تلاوت ہوئی۔ڈاکٹر اجمل صاحب وائس چانسلر تھے میرے کلاس فیلو بھی تھے۔ دوست بھی تھے۔وہ ایک احمدی کے بیٹے تھے۔خود تو احمدی نہیں تھے۔والدہ کی سیپریشن ہوگئی تھی۔ والدہ کے پاس ہی رہتے تھے۔شریف آدمی تھے۔ قابل آدمی تھے۔بعد میں سینٹر میں ایجوکیشنل سیکرٹری بھی ہوگئے تھے۔پھر نیشنل پروفیسر ہوگئے تھے۔ حضرت صاحب کا بہت ادب کرتے تھے۔ کیس ابھی پیش ہوا ایجنڈاہوتا تھااتناموٹا(ہاتھ کے اشارے سے)چھپاہوا۔تو پیش اس طرح ہوتا ہے پیج فلاں نمبر فلاں Any Objection. No taken as passed.... objectionاس طرح ہوتا تھا جلدی جلدی پیش ہوتا تھا۔واحد حسین ہمارے رجسٹرار تھے میں ان کے ساتھ معذرت کے ساتھ پیش کرتا ہوں اگر وہ زندہ ہیں کہ حضرت صاحب نے ان کی پرورش کی تھی۔وہ پی اے تھے جب ان کو کالج میں لیکچرار لگادیا تھا۔لیکن انہوں نے ہماری بڑی مخالفتیں کی تھیں۔تو ابھی تلاوت ختم ہوئی ہے تو یہ کیس پیش ہوگیا۔اب پیش کیا ہوا۔ایجنڈاایک اور تھاوہ یہ تھا Sociology of religion ایک Subject بنایا تھا۔Sociology of Religionمذہب کی عمرانیات۔اس پر بہت سی کتابیں ریکمنڈ کی ہوئی تھیں۔یعنی ریکمنڈ کونسل پہلے ریفر کرتی ہے پھر سینٹ میں آتا ہے۔تو 15-20نام تھے۔تو یہ چوہدری صاحب کھڑے ہوگئے۔مسٹر وائس چانسلر سر........I move new Amendment انہوں نے میرے حق میں اپنی طرف سے بات کی ہوگی۔That The Book Religion of The Islam by Molvi Muhammad Ali should be included in the listشور مچ گیا۔آدھے سے زیادہ

ہاؤس تو میرا مخالف تھا۔ایک کھڑا ہوا۔ which Molana M.Ali تو انہوں نے کہا Not Molana Muhammad Ali Johar but Molana Muhamad Ali of Jmat e Ahmadiya Lahore اس پر شور مچ گیا ڈیسک بجنے شروع ہو گئے کہ نہیں ہو سکتا، نہیں ہو سکتا۔اس پر مجھے خیال آیا۔میں کھڑا ہوا تو یہ صاحب بھی کھڑے ہو گئے۔کہا سر Amendment...... اب میں آپ کو بتاتا ہوں کہ جب میں حضرت صاحب کے پاس واپس آیا۔اور حضور سے عرض کیا اور جب میں اس بات پر پہنچا تو حضور نے غصہ میں ٹہلنا شروع کر دیا۔جب حضور کی طبیعت پر بوجھ ہوتا تھا۔چہرہ سرخ ہو جاتا تھا۔فرمایا تم لوگ بڑے بے غیرت ہو۔تم کیوں نہیں بولے؟ میں نے کہا حضور انہوں نے مجھے ڈراپ کر دیا ہوا تھا لیکن بات ختم نہیں ہوئی ابھی بات رہتی ہے۔چنانچہ اس کے بعد وائس چانسلر تھے شیخ امتیاز علی۔وہ لاء کالج کے پرنسپل بھی تھے حضرت صاحب کے بڑے دوست تھے۔حضور میں ان کے پاس گیا۔یہ میں رپورٹ حضرت صاحب کو دے رہا ہوں میں نے کہا شیخ صاحب آپ اتنی تقریریں کیا کرتے ہیں۔ Freedom of Independent Thought آج کیا ہوا ہے۔کہنے لگے چوہدری صاحب ہم بڑے بزدل ہیں۔میں نے کہا آج آپ نہیں بولے تو کل پھر میٹنگ رکھی ہے۔تو کل آپ کو بولنا ہوگا۔وہ کہنے لگے میں آپ سے وعدہ نہیں کرتا اور مجھے کہا کہ آپ بول ہی نہیں سکتے میں نے کہا کیوں؟ یہ ایک دن کی میٹنگ ہوتی ہے اب انہوں نے گورنمنٹ سے سپیشل اجازت لے کر ایک دن کی میٹنگ اور رکھی ہے اور یونیورسٹی پر کئی لاکھ روپے کا بوجھ پڑ گیا ہے۔باہر کے ملکوں سے بھی آتے تھے۔پہلے ایجنڈے پر میٹنگ تھی اب ایجنڈا ختم ہو گیا ہے۔تو آپ نہیں بول سکتے۔میں نے کہا میں نے نہیں بولنا آپ نے بولنا ہے۔میں وعدہ نہیں کرتا موقع دیکھ کر۔میں نے کہا اچھا پھر نہ بولنا۔یہ باتیں حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں میں غصہ کھا کر اٹھ کھڑا ہوا۔جب دروازہ پر پہنچا تو ان کی آواز آئی چوہدری صاحب آپ رک جائیں۔ایک بات میں آپ کو بتا دیتا ہوں ایک اور مضمون ہے جو اسلامیات کا ہے۔ Islamic Studies کہ ایم اے میں یہی کتاب Recommended ہے۔میں نے کہا آپ نہ بولیں میں بول لوں گا۔آپ بول نہیں سکیں گے۔اگلے سال آپ ایجنڈے میں رکھوائیں پھر بول سکیں گے۔میں نے کہا دیکھا جائے گا یہ پیارے دوست ڈاکٹر اجمل

صاحب۔ میں ان کا احترام بھی کرتا ہوں۔ دوست بھی تھے بڑے۔ حضرت صاحب کا بڑا ادب کرتے تھے (یہ باتیں حضرت صاحب سن رہے ہیں اور یہ سب باتیں میں لندن میں سنا رہا ہوں۔ ان کو جو پیغامی دوست تھے) تو اگلے دن میٹنگ شروع ہوئی تلاوت کرنے والا نہ آیا تو مجھے اقبال سمیع صاحب تھے جو رجسٹرار تھے وہ کہنے لگے کہ چوہدری صاحب Do you recite the Holy Quran میں نے کہا With Pleasure لیکن آپ دوستوں سے پوچھ لیں کہ ...... I am Ch.Muhammad Ali from Rabwah. اتنے میں تلاوت کرنے والا آ گیا۔ تلاوت ہوئی میں کھڑا ہو گیا اس پر شور مچ گیا۔ میں نے وائس چانسلر سے کہا Sir .I want your Ruling آپ رولنگ دیں۔ میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ کل This university was Insulted and I want to speak on this .......... اجمل کی یہ خوبی ہے (اللہ ان سے مغفرت کا سلوک فرمائے) قطعاً کل اجازت اس کی نہیں دیتا تھا۔ اس نے کہا۔ All right اب جب میں نے شروع کیا کہ کل یہاں جب واقعہ ہوا اور ایسا ہوا تو شور مچ گیا۔ ڈسک بجنے لگے۔ نہیں ہو سکتا نہیں ہو سکتا وقت ضائع ہو رہا ہے۔ یہ ہو رہا ہے وہ ہو رہا ہے۔ میں نے کہا میں نہیں بیٹھوں گا۔ جب تک مجھے وائس چانسلر صاحب کی پروٹیکشن حاصل ہے اور رولنگ جاری ہے........ میں نے کہا یہ ہے Sociology of Religion مولوی محمد علی صاحب کا بھی ایک ریلیجن تھا۔ ہو سکتا ہے وہ اسلام نہ ہو۔ سمجھ لیں وہ اسلام نہیں تھا۔ وہ ریلیجنز تو تھا۔ اس کا بھی حق تھا۔ دوسرا دیکھیں کھولیں۔ اسلامک سٹڈیز کا نصاب نکالیں۔ ایم اے میں یہ کتاب Recommended ہے۔ اب بات لمبی ہو گئی تھی تو وائس چانسلر نے کہا چوہدری صاحب What you Want میں نے کہا I am not a Book Seller لیکن میں پرنسپل ہوں۔ اس کو واپس بھیجیں اکیڈمک کونسل کے پاس۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور بات ختم ہو گئی۔ حضرت صاحب خوش ہو گئے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 21 دسمبر 2019ء)



﴾14﴿

# دربار خلافت میں ایک غلام کی سرگزشت

## مجلس انصار اللہ کی محفل رنگ بہار میں مکرم چوہدری محمد علی مضطر کے روح پرور واقعات

قسط2

ویسے ایک اور واقعہ یاد آ گیا حضرت صاحب کا۔ علامہ علاؤالدین ہوتے تھے جو پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر ہو گئے تھے لیکن اس وقت تو اسلامیات کے پروفیسر تھے۔ ہمارے کالج میں بھی تشریف لائے تھے۔ میں یونیورسٹی کی سینٹ کا ممبر تھا۔ میٹنگز ہوتی تھیں۔ وہاں ملاقات ہو جاتی تھی۔ میں علامہ صاحب سے ملنے گیا۔ سلام دعا ہوئی جب میں جانے لگا تو کہا کہاں چلے ہو میں تمہیں جانے نہیں دوں گا۔ میں نے کہا کیا بات ہے ؟ آج تو بات ہونی ہے آپ جائیں نہیں۔ چنانچہ اولڈ کیمپس کی بات ہے شامیانہ لگا ہوا تھا۔ جس میں ہائی جنٹری لاہور کی، پڑھے لکھے پروفیسرز، ٹیچرز اور وکیل سب موجود تھے۔ تو ایک صاحب نے مقالہ پڑھا۔ مقالہ کا عنوان تھا۔ ملک یمین اور فلاں کا یہ مذہب ہے۔ فلاں کا یہ مذہب ہے اور حضرات !ایک مذہب مرزا محمود احمد صاحب کا بھی ہے۔ انہوں نے بھی ڈیڑھ انچ کی مسجد الگ بنائی ہے۔ اور وہ یہ کہتے ہیں جب اسے 2 منٹ ہو گئے تو علامہ صاحب کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ یہ... بند کریں حضرات ! میں احمدی نہیں ہوں آج جب میں گھر سے آ رہا تھا تو میں سمجھتا تھا کہ ہمارے بزرگوں نے اس مسئلہ پر جو جھک ماری ہے۔ آج اس کا کچھ مداوا ہو جائے گا۔ حضرات میں احمدی نہیں ہوں۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس مسئلہ پر جو مذہب مرزا محمود احمد صاحب کا ہے۔ وہی صحیح ہے ۔ تو حضور کی جو علمی شان تھی حضور کی جو لیڈرشپ تھی۔ اس کا کیا کیا ذکر کریں ہم اب خیال کریں کہ جب قافلہ آیا ہے قادیان سے۔ ہم لوگ ابھی قادیان تھے تو وہاں سے جو آتا تھا ظاہر ہے قدرتی بات ہے جیسے میگنیٹ لوہے کو کھینچتا ہے

تو وہ لاہور پہنچتے ہی پہلے قصر خلافت پہنچ جاتے تھے۔قصر خلافت تو نہیں تھا وہ رتن باغ پہنچ جاتے تھے۔رتن باغ کی پچھلی طرف ایک باغیچہ سا تھا تو شاید رتن باغ اسی لئے کہتے تھے۔تو وہاں احمدیوں کا پورا کیمپ لگا ہوا تھا ہزاروں کی تعداد میں۔اور حضرت صاحب کے ہاں جو اس وقت سالن پکتا تھا اس کے متعلق حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کا خط گیا وہاں قادیان۔ہم لوگ قادیان مین تھے۔ان کی طبیعت میں بڑا مزاح تھا۔فرمایا جس شوربے سے ہم آجکل کھانا کھارہے ہیں اس کے متعلق ہمارے بعض فقہا کی رائے ہے کہ اس سے وضو جائز ہے۔یہی کھانا حضرت صاحب کھاتے تھے۔یہی کھانا خاندان کے سب افراد جو ایک ہی کوٹھی میں مقیم تھے، تہہ خانہ میں جگہ ملی ہوئی تھی، چھوٹے چھوٹے کمروں میں۔وہیں سب رہ رہے تھے۔اس سلسلہ میں میں بھول نہ جاؤں۔ایک تو میاں حامی کا نواب زادہ میاں حامد احمد خان صاحب کا واقعہ ہے۔انہوں نے مجھے بتایا کہ میری امی کو جو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی صاحبزادی تھیں سخت بخار ہو گیا اور بخار اتر بھی گیا۔چھوٹی سی جگہ ہی ہوتی تھی تو جی چاہتا تھا کہ پسند کی چیز کھائیں۔اب جو ملتی تھی روٹی اور شوربہ سا ملتا تھا، آلو کا ہو گا یا کسی چیز کا تھا۔جی نہیں چاہتا تھا۔تو ہم نے دیکھا کہ رات کے وقت کوئی آیا ہے۔تو امی کے تکیہ کے نیچے ہاتھ مارا ہے اور چلا گیا ہے۔ہم نے اٹھ کر دیکھا تو وہاں 100 روپے کا نوٹ رکھا ہوا تھا۔یہ حضرت صاحب تشریف لائے تھے۔حضور سو روپے کا نوٹ رکھ گئے کہ ان کو ضرورت ہے اور صبح کے وقت وہ کہتے ہیں کہ میں گیا اور سو روپے کے کباب لے آیا۔اب کبابوں کی خوشبو سارے رتن باغ میں پھیل گئی اور سب چلے آئے۔پھر ہمیں تھوڑا سا حصہ ہی ملا۔تو یہ حالت تھی اس زمانہ میں۔

### ایک اور واقعہ حضور کا

ہر روز اجلاس ہوا کرتا تھا انجمن کا۔کرسیاں تو ہوتی نہیں تھیں دریاں ہوتی تھیں۔میرے ایک دوست صدیق جو ہائی کورٹ کے جج ہو گئے تھے۔اس نے مجھے کہا کہ ہائی کورٹ کے دو تین جج ہیں وہ مرزا صاحب سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں تو مناسب ہے اتوار کو ہو جائے۔ان کو پتہ نہیں تھا مجھے تو پتہ ہونا چاہئے تھا۔میری بے وقوفی یا شامت اعمال کہ میں نے کہا میں حضرت صاحب

سے پوچھوں گا تو جب انجمن کی میٹنگ ختم ہوئی تو میں نے حضرت صاحب کے ساتھ اس طرح اندر چلنا شروع کر دیا۔ سیڑھیاں اندر ہی تھیں میں نے کہا حضور اس طرح صدیق میرا دوست ہے۔ اس نے مجھ سے کہا ہے کہ ہائی کورٹ کے تین جج ہیں (یا شاید چار تھے) جو حضور سے ملنا چاہتے ہیں تو اتوار کو مناسب رہے گا۔ میری گستاخی دیکھیں اب بھی پسینہ آجاتا ہے جب میں سوچتا ہوں کہ میں نے کیا کہا۔ میرا کام تھا کہ میں پرائیویٹ سیکرٹری سے کہتا۔ وہ آگے بات کر کے مجھے بتاتے۔ حضرت صاحب چل رہے ہیں اور خاموش ہیں، میں ساتھ ساتھ چلتا رہا۔ حضور سیڑھیوں کے پاس کھڑے ہو گئے اور فرمایا دیکھو یہ کپڑے جو میں نے پہنے ہوئے ہیں ان کو پہنے ہوئے اتنا عرصہ ہو گیا ہے اور میں پسند نہیں کرتا کہ معزز غیر احمدی حضرات سے اس حالت میں ملوں۔

تو اس حالت میں جب ہم پاکستان پہنچے ہیں (قادیان سے) تو صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے فرمایا تھا کہ حضرت کی خدمت میں یہ پیغام پہنچانا کہ پرنسپل کی طرف سے گزارش ہے کہ فی الحال کالج شروع نہ کیا جائے۔ جماعت جب سیٹل ہو جائے گی تو شروع کریں گے چنانچہ میں نے کہا کہ حضور ایک پیغام بھی لایا ہوں۔ حضور نے پیغام سنا۔ اس پر جو کالج کمیٹی کے ممبر تھے۔ ان میں ملک غلام فرید، حضرت درد رضی اللہ عنہ، حضرت میاں بشیر احمد رضی اللہ عنہ کمیٹی کے صدر تھے اور اَور بھی شاید ایک آدھ ہو۔ تو پہلے ملک صاحب نے کہا کہ حضور! میرا بھی یہی خیال ہے۔ پھر درد صاحب کہنے لگے میرا بھی یہی خیال ہے اس پر میاں بشیر احمد صاحب نے بھی کہا کہ حضور خیال تو میرا بھی یہی ہے۔ اس پر فرمایا۔

آپ کو کیا پیسوں کی فکر پڑی ہوئی ہے۔ (بڑی اونچی آواز سے بڑی دور تک سنائی دی۔) آپ کو کیا پیسوں کی فکر پڑی ہوئی ہے۔ یہ کالج چلے گا اور آج سے شروع ہونا چاہئے۔ پاکستان کی زمین پر آسمان کے نیچے جہاں جگہ ملتی ہے آج سے شروع ہونا چاہئے۔ (بات لمبی ہو جائے گی) تو حضرت صاحب کا ایک طرف یہ خیال تھا اور ایک طرف شہروں کے شہر خالی پڑے تھے۔ لوگ آرہے ہیں کہ کہاں سیٹل کیا جائے۔ ایک کمیٹی میں میں بھی شامل تھا۔ حضور کا حکم تھا کہ ہم اس طرح سیٹل

نہیں ہوں گے ،بہت چاہتے تھے کہ سانگلہ ہل خالی پڑا ہے وہاں رہ جاتے ہیں۔وفد بھی گئے تھے۔ لیکن ان حالات میں جو مالی حالات تھے کہ جماعت بالکل ان سیٹل جماعت تھی۔پیسے نہ ہونے کے برابر تھے۔ حضور نے فرمایا نہیں ہم اس طرح الاٹ نہیں کروائیں گے۔ہم اس طرح آباد نہیں ہوں گے۔ ہمارا مرکز ہو گا۔ہم اپنی زمین خرید کر رہیں گے۔یہ زمین خرید کر آباد ہوئی ہے اور اس زمین کا نصف خرچ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے خود ادا کیا اگرچہ اس کے آباد ہونے کے باوجود بھی اس کے کچھ حصہ پر دوسرے قابض ہو گئے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 20 دسمبر 2019ء)



﴿15﴾

# خلافت سے پہلے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ گزرا وقت

(سید قاسم احمد شاہ)

جب حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد نے ایم ایس سی کا امتحان پاس کر لیا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور زندگی وقف کرنے کی درخواست کی۔ حضورؒ نے فرمایا کہ تحریک جدید میں درخواست دے دیں۔ دفتر تحریک جدید نے درخواست لے لی اور انٹرویو کر لینے کے بعد جواب دیا کہ اس مضمون میں، یعنی زرعی معاشیات کے مضمون میں سر دست تحریک جدید کو ضرورت نہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا کہ انہیں نہیں ہوگی، مجھے تو ضرورت ہے، اور فرمایا کہ نصرت جہاں سکیم کے تحت وقف کر دیں۔ یوں نصرت جہاں سکیم کے تحت وقف کر کے حضور غانا تشریف لے گئے۔ حضور کی پہلی پوسٹنگ سالا گانامی شہر میں تعلیم الاسلام ہائی سکول میں بطور ٹیچر ہوئی۔ جو مکان رہائش کے لئے ملا وہ یوں تھا کہ دو کمرے تھے جن میں سے ایک پرنسپل صاحب کا تھا، اور دوسرے کمرے میں حضور کی رہائش تھی۔ ایک چھوٹا سا باورچی خانہ تھا اور باہر ہی ایک چھوٹا سا بیت الخلا تھا۔ پھر جب حضور کی بیگم صاحبہ اور بچی بھی وہاں چلے گئے تو دونوں کمرے حضور کے پاس تھے۔ کافی دیر وہیں سب کی رہائش رہی۔

میں نائیجیریا سے ان کے پاس غانا جایا کرتا تھا۔ نہ حضور سے، نہ حضور کی فیملی سے شکایت کا ایک حرف بھی سنا۔ نہ صرف یہ کہ صرف شکایت نہیں سنی بلکہ بہت اطمینان اور خوشی کے ساتھ رہتے ہوئے اور نہایت محنت سے اپنی ذمہ داریاں ادا کرتے ہوئے دیکھا۔ جو الاؤنس ملتا تھا، وہ بہت ہی تھوڑا تھا۔ اتنا تھوڑا کہ اس میں گزارا قریباً ناممکن تھا۔ لیکن اس کا حل بھی حضور نے یہ نکالا کہ گھر

کے ساتھ جو کچھ جگہ تھی،اس میں سبزیاں لگالیں ،کچھ مرغیاں رکھ لیں اور یوں گزارہ کا انتظام فرمالیا۔

پھر کچھ عرصہ بعد حضور کی تقرری بطور پرنسپل سارچر احمدیہ سکول میں ہوگئی۔ حضور نے پہلے سکول کو تعمیر کیا۔اور جب میں کہتا ہوں کہ تعمیر کیا تو باقاعدہ، عملاً تعمیر کیا۔یہ نہیں کہ پاس کھڑے نگرانی کرتے رہے۔ نگرانی بھی کرتے اور مزدوری میں بھی خود حصہ لیتے۔ تعمیراتی سامان کی فراہمی بھی کوئی عام مرحلہ نہیں تھا۔ایک ایک بوری سیمنٹ کی تلاش کرتے پھر اسے خود لے کر آتے۔ بڑی بڑی دور سے یہ سامان ملتا۔ وہاں جاتے،اپنی گاڑی میں سامان لاد لیتے اور لے کر آتے۔اس کام کے دوران تو حضور اکثر سفر ہی میں رہے۔باقی سامان بھی یونہی بہت مشکل مراحل سے گزر کر جمع کیا اور سکول اور گھر کی تعمیر کی۔ اللہ تعالیٰ نے خاص فضل فرمایا اور اچھی تعمیر ہوگئی۔کچھ سفر مجھے بھی حضور کے ساتھ افریقہ میں کرنے کا موقع ملااور سفر میں بھی انسان کا خوب پتہ چلتا ہے۔میں نے دیکھا عام حالات میں بھی اور سفر میں بھی ، کہ حضور کی قوت برداشت اور حضور کا صبر بہت ہی غیر معمولی تھا۔ آج بھی ہے اور یہ کہ برداشت بھی ہر قسم کی۔ بعض لوگوں میں برداشت کی قوت ہوتی ہے مگر وہ بعض چیزوں تک محدود ہوتی ہے۔ حضور تو ہر چیز، ہر بات، ہر مشکل کو برداشت کر جاتے تھے۔ تکالیف ہوں، کسی کا ناروا رویہ ہو، بھوک کی شدت ہو، یعنی یہ کہ سخت سے سخت حالات میں بھی حضور کے مزاج میں کوئی تبدیلی نہیں آتی تھی۔نہ زبان سے نہ ردعمل سے کہیں محسوس نہیں ہوتا تھا کہ حالات سخت ہیں اور انہیں برداشت کر رہے ہیں۔

پھر میں 1982ء میں پاکستان گیا اور زندگی مستقل وقف کی۔پہلے تو نصرت جہاں سکیم کے تحت تین سال کا وقف تھا،پھر مستقل وقف کی درخواست کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا کہ تم واپس نائیجیریا جاؤ۔ ایک زرعی پراجیکٹ ہے جو تمہارے اور مسرور کے سپرد کرنا چاہتا ہوں۔ میں نائیجیریا پہنچا تو وہاں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ہدایات پہنچ چکی تھیں۔وہاں سے غانا گیا۔ ہم دو لوگ نائیجیریا سے گئے تھے اور حضور تو تھے ہی غانا میں۔ ایک ہزار ایکڑ کی زمین دیکھی۔وہ

بھی بڑے ہی سخت حالات تھے، مگر حضور نے فوراً ہی کام شروع کر دیا۔وہاں کے مقامی لوگ بغیر ٹریکٹر وغیرہ کے ہی زراعت کرتے تھے۔ٹریکٹر تو تھے مگر بسہولت دستیاب نہ تھے۔سارا کام نئے سرے سے کیا۔وہاں لوگوں میں پانی لفٹ کرنے کا تو کوئی تصور ہی نہیں تھا۔پاکستان سے ایک پمپ خرید کر بھجوایا گیا تاکہ پانی لفٹ ہوسکے۔سارا پمپ حضور نے خود انسٹال کیا۔ایک ایک پائپ یعنی ہر چیز خود لگائی۔کھالے بنانے نہیں آتے تھے مقامی لوگوں کو۔حضور نے خود بیلچہ سے کھدائی کر کے انہیں کھالے بنانے سکھائے۔حالات یہ تھے کہ جب پہلی دفعہ مقامی لوگوں کو کھالا بنانے کے لئے کہا گیا،تو انہوں نے بہت سی مٹی دیوار کے طور پر جمع کر کے اونچائی پر ہی ایک کھالا بنالیا۔جب پانی اس تک پہنچایا تو ساری مٹی بہہ گئی اور کھالا غائب ہو گیا۔تو حضور نے انہیں بتایا کہ کھالا کھودنا پڑتا ہے اور اس کھدائی سے ہی کھالے کی دیواریں بنتی ہیں جو مضبوط ہوتی ہیں اور پانی کے ساتھ نہیں بہہ جاتیں۔تو یہ کام بھی خود کر کے دکھایا اور انہیں بھی سکھایا۔

پھر ٹریکٹر چلانے کی ضرورت پڑی تو ٹریکٹر تو مل گیا،سہاگا نہیں تھا۔اس کا حل یہ نکالا کہ خود ہی ایک سہاگا بنایا۔مگر اسے چلانا کس طرح ہے،یہ مسئلہ تھا۔تو حضور خود سہاگے پر کھڑے ہوئے۔خود ساری دھول مٹی اور اس عمل کی مشقت برداشت کی مگر بڑی بشاشت سے کام کو جاری بھی رکھا اور سکھایا بھی۔اپنے ساتھ کام کرنے والوں کو کام سکھا کر حضور کو ہمیشہ سے بہت خوشی حاصل ہوتی ہے۔وہاں بھی افریقہ میں بھی دیکھا،پھر یہاں انتظامی کاموں میں بھی دیکھا کہ اپنے ساتھ کام کرنے والے کارکنان کو کام سکھا کر خوشی محسوس کرتے۔اس سے کارکنان کو کام سیکھنے کا موقع بھی مل جاتا اور بڑھ چڑھ کر کام کرنے کو جی بھی چاہتا۔

پھر ایک دفعہ میں نائیجیریا سے غانا جارہا تھا تو فرمایا کہ گندم کا بیج لیتے آنا۔ہمارے نائیجیریا کے شمال میں گندم ہوتی تھی اور یہ علاقہ بھی چونکہ غانا کا شمال تھا،اس لئے آب وہوا ملتی جلتی تھی۔میں ایک ہینڈ بیگ میں پانچ چھ کلو بیج لے گیا۔حضور نے بڑی احتیاط کے ساتھ اسے کاشت کیا۔کامیابی ہوئی۔اسے کاٹا گیا،اس کی گہائی کی گئی اور گہائی بھی سوٹیوں سے کی۔یوں دانے نکالے گئے تو اور بیج

بھی تیار ہو گیا۔ اس دوران یہ بات بھی سامنے آچکی تھی کہ ایک بہت بڑے جرمن ادارہ نے غانا میں گندم کاشت کرنے کا تجربہ کیا تھا اور انہوں نے یہ لکھ کر پراجیکٹ کو بند کر دیا ہوا تھا کہ غانا میں کسی صورت گندم کی کاشت نہین ہو سکتی۔ یہ میں نے خود ان کے ریکارڈز میں دیکھا۔ گندم کی کاشت کے پراجیکٹ پر ان کی بڑی ضخیم فائلیں پڑی ہوئی تھیں اور نتیجہ یہ نکالا گیا کہ غانا میں گندم کی کاشت نہیں ہو سکتی۔ مگر حضور کی کوشش میں اللہ تعالیٰ نے بہت برکت ڈالی اور غانا کی زمین پر گندم کی کاشت ہو گئی۔ اس وقت بڑی شہرت ہوئی اس بات کی۔ اخباروں میں اور ٹیلی وژن میں ہر جگہ بڑی دھوم مچی۔ اس پراجیکٹ کی اتنی نیک نامی ہوئی کہ جب میں 1985ء میں حضور کی جگہ غانا گیا، تو میرا ویزہ نہیں تھا۔ مجھے نائیجیریا جا کر ویزے کی تجدید کروانی پڑی۔ ایک مرتبہ میں نے ویزہ افسر سے بات کی کہ میں اس پراجیکٹ کا حصہ ہوں جس کے تحت غانا میں گندم کامیابی سے کاشت ہوئی۔ وہ افسر بہت خوش ہوا اور ویزا دے دیا اور مشکل حل ہو گئی۔ تو یہ حضور کی کوششوں کی برکت تھی کہ جس کام پر کروڑوں خرچ کر کے بھی کامیابی نہ ہوئی، وہ حضور کی کوششوں سے بغیر کسی خاص خرچ کے کامیاب ہو گیا۔ تو یہ بات خاص تاریخی اہمیت کی حامل ہے۔ یہ کاشت غانا کے شمال میں واقع ایک مقام دیپالی جو کہ ٹمالے سے ستر میل کے فاصلہ پر ہے، میں کی گئی تھی۔ آگے تو حکومتوں کا کام تھا کہ اسے جاری رکھتے، مگر بہر حال حضور کے ہاتھ سے یہ کام خدا تعالیٰ نے کروایا۔

اللہ تعالیٰ کا حضور سے تائید کا وعدہ تو بہت پہلے کا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ ہم یونیورسٹی میں تھے۔ اکٹھے ہوسٹل میں بھی رہے۔ ہمارے امتحان ہو رہے تھے۔ ایک صبح جب ہمارا امتحان تھا تو حضور نے مجھے بتایا کہ میری تو ساری پریشانی دور ہو گئی ہے۔ اور فرمایا کہ مجھے خواب میں بتایا گیا ہے کہ یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُوْحِی اِلَیْھِمْ مِنَ السَّمَاءِ ۔ میں نے بے تکلفی میں کہہ دیا کہ یہ تو چھوٹا سا امتحان ہے۔ اشارہ کسی اور طرف ہو گا۔ حضور خاموش رہے اور میں نے دیکھا کہ حضور ایسی باتوں پر عموماً خاموش رہتے تھے۔ یہاں ایک بات یہ بھی بتاتا چلوں کہ حضور اظہار بہت ہی کم کرتے تھے اور مجھ سے بھی شاید اس لئے اس بات کا ذکر کر لیا ہو کیونکہ ہم ایک یونیورسٹی میں ساتھ پڑھتے تھے، یا شاید

بیگم صاحبہ سے ذکر کیا ہو۔ کیونکہ کوئی بھی ایسی بات جس میں حضور کی تعریف کا کوئی رنگ نظر آتا ہو، حضور کے لئے کوفت کا باعث ہوتا۔

تو، خیر میں یہ بات بھول گیا۔ افریقہ گئے، ساتھ رہے، پھر ربوہ میں دفتروں میں ساتھ کام کرتے رہے۔ یہ خواب مجھے یاد نہیں تھا۔ بعد میں جب حضور کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ناظر اعلیٰ اور امیر مقامی بنایا اور حضور کے کندھوں پر بہت ہی بڑی ذمہ داری آن پڑی، تو تب مجھے یہ خواب یاد آیا۔ میں حضور کے ساتھ چلتا ہوا مغرب کی نماز پر جا رہا تھا۔ میں نے حضور کو یاد کروایا کہ شاید اشارہ اس ذمہ داری کے امتحان کی طرف ہو۔ حضور نے بڑی منکسر مزاجی سے فرمایا "ہاں شاید یہ بھی ہو۔" مگر پھر تو اللہ تعالیٰ نے منصب خلافت پر بٹھا کر خود ساری دنیا کو بتا دیا کہ اشارہ کس امر کی طرف تھا۔ بلکہ میں تو اسے یوں بھی دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اِنِّي مَعَكَ يَا مَسْرُوْرُ فرمایا اور پھر يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُوحِي اِلَيْهِم مِنَ السَّمَاءِ فرما کر بتا دیا کہ اے مسرور! میں تیرے ساتھ بھی ہوں اور تیرا ساتھ دینے کے لئے لوگوں کے دلوں پہ وحی بھی کروں گا۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کی خاص تائید اور نصرت حضور کے ہر کام میں نظر آتی ہے۔

اب یہ ایک یونیورسٹی میں ساتھ پڑھنے والی رشتہ داری والی اور بے تکلفی والی بات چلی ہے تو بتاتا ہوں کہ جس رات انتخاب خلافت ہونا تھا۔ سبھی لوگ بڑی بے تابی سے انتظار کر رہے تھے۔ ہم بھی صدر انجمن احمدیہ کے دفتر میں تھے۔ تب میں امور عامہ میں تھا۔ تو جب اعلان ہوا کہ حضور خلیفۃ المسیح منتخب ہوگئے ہیں، تو صرف یہ یاد ہے کہ دل کو اللہ تعالیٰ نے ایک عجیب سکون عطا فرما دیا۔ دل میں کوئی خیال نہیں تھا۔ کوئی تصور ہی نہیں تھا کہ میرا حضور سے کوئی اور تعلق بھی ہے یا رہا ہے۔

انہی دنوں ہدایت اللہ ہادی صاحب کینیڈا سے آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنا خواب سنایا۔ بڑا دلچسپ خواب ہے۔ انہوں نے دیکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ تشریف لائے اور انہیں کہنے لگے کہ یہ چابی مرزا مسرور احمد کو دے دینا۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے خواب ہی میں عرض کی کہ

آپ کا زمانہ تو اب نہیں ہے۔ اب تو اور زمانہ ہے (یہ اس وقت حضور کو بہت اچھی طرح جانتے بھی نہیں تھے۔ ایک آدھ بار ہی ملے ہوں گے) مگر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے پھر فرمایا کہ چابی مسرور کو دے دینا اور کہنا کہ نور الدین نے دی ہے۔ تو کیسا اچھا خواب ہے۔ چابی کو عربی میں مفتاح بھی کہتے ہیں۔ مفتاح الغیب بھی کہا جاتا ہے۔ تو راز کھلنے اور فتوحات عطا ہونے کی کیسی عظیم الشان خبر ہے۔ میں نے جب یہ خواب سنا، تو میرے سامنے وہ سارا زمانہ گھوم گیا جو مجھے حضور کے ساتھ گزارنے کا موقع ملا۔ کیونکہ میں نے تو جب بھی دیکھا جس حال میں بھی دیکھا۔ یعنی ہمارے زعیم بھی رہے۔ تو ہمیشہ یہی لگا کہ حضور ایک بہت سربستہ وجود ہیں۔ ہمیشہ سے ہی۔ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰھُمَا ۔ یعنی تخلیق سے پہلے زمین اور آسمان بند پڑے تھے۔ اور ہم نے انہیں کھول دیا۔ تو حضور کا وجود بھی ایک بند گٹھڑی کی طرح تھا، جسے اللہ تعالیٰ وقت کے ساتھ ساتھ کھولتا چلا گیا۔ جب بھی، جو بھی ذمہ داری ان کے سپرد کی گئی، تب ہمیں احساس ہوتا تھا کہ اچھا! اس کام کے لئے تو یہی موزوں ترین ہیں۔ اور حضور اسی کام کے لئے بنائے گئے ہیں۔ اور پھر ہر ذمہ داری جس طرح حضور ادا فرماتے تھے، احساس ہی نہیں ہوتا تھا کہ اتنے بڑے بڑے کام جو ہو رہے ہیں ان پر بڑا زور لگایا جارہا ہے۔ یہ احساس نہیں ہوتا تھا مگر کام ہو جاتا تھا اور بہترین رنگ میں نتائج ظاہر ہو جاتے۔ یہ بھی تو اللہ تعالیٰ ہی کی ایک صفت ہے کہ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا مکمل اور زبردست نظام کائنات قائم فرمایا ہے کہ دنیا بھول ہی گئی کہ اس کا بنانے والا بھی کوئی ہے۔ تو یہ ایک اچھے نظام کی نشانی ہوتی ہے۔ حضور کے اندر بھی اسی کا پرتو ہمیشہ نظر آیا۔ کسی کام کو کرتے وقت کوئی شور ہنگامہ نہیں۔ نہ حضور میں کوئی ایسی ہنگامی کیفیت نظر آتی نہ حضور کے دفتر میں۔ البتہ نتائج خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑے اچھے نکل رہے ہوتے تھے۔ ناظر اعلیٰ بنے تو لگا کہ بس اسی کام کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بنایا ہے۔ مگر پھر اللہ تعالیٰ نے خود خلافت کے تخت پر بٹھا کر بتایا کہ اصل میں حضور کو کس کام کے لئے اللہ تعالیٰ نے بنایا ہوا ہے۔ تو یہ ایک بند وجود تھے، ایک پوشیدہ وجود تھے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کو خود تعارف کروایا۔ خوابوں کے

ذریعہ، رؤیاو کشوف کے ذریعہ جماعت کو متعارف کروایا۔ خلافت کے بعد سے آپ کے عظیم الشان کام دنیا بھر کے لئے تعارف بن رہے ہیں۔

یہاں یہ بات بھی بتاتا چلوں کہ حضور کا احترام لوگوں کے دلوں پر حضور کی جوانی کے زمانہ سے ہی تھا۔ ربوہ میں کالج کلے پروفیسر بھی بڑے ادب سے پیش آتے اور پھر یونیورسٹی گئے تو وہاں کے پروفیسر بھی حضور کی عزت کرتے تھے۔ تب بھی حضور کی شخصیت بڑی غیر معمولی تھی۔ یونیورسٹی کے زمانہ کی ہی بات ہے۔ ہم نے ربوہ سے فیصل آباد جانا تھا۔ جانا بھی ضروری تھا۔ غالباً امتحانات تھے یا ایسا کچھ تھا۔ ہم ربوہ کے بس اڈے پر کھڑے انتظار کرتے رہے مگر کسی بس میں کوئی جگہ نہ ملی۔ مجھ سے فرمایا کہ تم یہیں رکو، میں گھر سے سائیکل لے کر آتا ہوں۔ سائیکل لائے۔ میں آگے بیٹھ گیا اور حضور نے سائیکل چلائی۔ زیادہ وقت حضور نے ہی چلائی۔ پل ڈھینگرو ربوہ اور فیصل آباد کے تقریباً درمیان میں ہے۔ وہاں ایک کھوکھا سا تھا۔ وہاں سے ہم نے کچھ مالٹے کھائے اور آگے چل پڑے۔

یونیورسٹی کے زمانہ کا ایک اور واقعہ ہے۔ 1974ء کی بات ہے جب ہمارے خلاف اسمبلی کا فیصلہ آچکا تھا۔ حالات بہت خراب تھے۔ تعلیمی اداروں میں بھی احمدی طلباء کو بہت سخت حالات کا سامنا تھا۔ مگر بھٹو نے اعلان کر دیا تھا کہ احمدی طلباء کو تعلیمی اداروں میں حکومت کی طرف سے تحفظ حاصل ہے، مگر احمدی طلباء خود اپنی مرضی سے غیر حاضر ہیں۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے سب سے پہلے خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طلباء کو بلایا۔ میں اور حضور بھی حاضر ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا کہ فوراً یونیورسٹی جاؤ اور رپورٹ کرو۔ فیصلہ یہ ہوا کہ سب الگ الگ جائیں گے اور authorities کو رپورٹ کریں گے۔ میں پہلے روانہ ہو گیا۔ ایک آدھ جگہ مجھے خطرہ لاحق ہوا لیکن بچت ہو گئی۔ میں بالآخر انتظامی بلاک میں پہنچ گیا جہاں میں نے حضور کو موجود پایا۔ ہم نے وائس چانسلر کو رپورٹ کرنا تھی۔ حضور اپنے ڈیپارٹمنٹ جا رہے تھے۔ میں بھی حضور کے ساتھ ہو لیا۔ اس وقت تک ہماری موجودگی کی خبر یونیورسٹی میں پھیل چکی تھی۔ مشتعل

طلباء نے یونیورسٹی کے گیٹ پر پہرہ لگا دیا ہوا تھا۔ ہمیں اس بات کا علم نہیں تھا کہ ہمیں تلاش کیا جا رہا ہے۔ حضور ڈیپارٹمنٹ سے نکلے تو میں نے کہا وائس چانسلر ہاؤس جانے کے لئے یہ راستہ لیتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ یہ راستہ ٹھیک نہیں، ایک اور راستہ سے چلتے ہیں۔ ہم اس راستہ پر چل پڑے۔ ہمارے ایک ڈائریکٹر سپورٹس تھے جن کا رویہ ہمارے ساتھ بہت اچھا رہا تھا۔ بہت محبت سے پیش آتے تھے۔ ہم دونوں نے سوچا کہ ان کے گھر سے ہوتے چلیں، تو ہم ان کے گھر تھوڑی دیر کے لئے رکے۔ وہاں ان کے بیٹے نے ہمیں پانی لا کر دیا تو اس نے بتایا کہ بعض احمدی طلباء کو پکڑ لیا گیا ہے۔ ہمارے پاس اختیار تو تھا نہیں کہ کچھ کرتے۔ تو ہم ان کے گھر سے بحفاظت یونیورسٹی کے احاطہ سے باہر نکل آئے۔ فوری طور پر امیر صاحب فیصل آباد کو رپورٹ کی۔ اس وقت امیر صاحب جو کر سکتے تھے انہوں نے کیا۔ بعد میں پتہ چلا کہ ان لڑکوں پر بہت تشدد کیا گیا تھا۔ اخبارات میں بلکہ نیوز ویک میں بھی وہ کیس رپورٹ ہوتا رہا۔ بہر حال، میں یہ سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو محفوظ رکھنا تھا، سو محفوظ رکھا اور حضور کے ساتھ ہونے کی وجہ سے میں بھی محفوظ رہا۔

لوگ اکثر پوچھتے ہیں کہ تم ساتھ رہے ہو، تب حضور کیسے تھے؟ اب کیسے ہیں؟ تو موازنہ تو مشکل ہو جاتا ہے مگر میں جب پیچھے دیکھتا ہوں، تو اللہ کے فضل سے مجھے بہت وقت حضور کی صحبت میں گزارنے کا موقع ملا۔ ہمیں اندازہ تھا کہ حضور کی یادداشت بہت تیز ہے۔ مگر اب میں کہتا ہوں کہ اگر تب ایک ڈگری تھی تو اب ہزار ڈگری ہو گئی ہوئی ہے۔ حضور 2005ء میں قادیان تشریف لے گئے تو ہمارے امور عامہ کے ایک کارکن ملاقات کر کے باہر نکلے تو خوشی سے اچھل رہے تھے۔ کہنے لگے کہ میں نے اپنے بیٹے کے یونیورسٹی میں داخلہ کے لئے دعا کی درخواست چھ مہینے پہلے حضور کی خدمت میں لکھی تھی۔ آج مجھ سے حضور نے میرے بیٹے کا نام لے کر دریافت فرمایا کہ اس کا داخلہ ہو گیا کہ نہیں۔ اب یہ اور اس طرح کی اور بے شمار مثالیں ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جس خدا نے اس منصب پر بٹھایا ہے، اب وہی چلا رہا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے بنائے ہوئے خلیفہ کے تمام قویٰ اور حسیات کو بہت تیز کر دیتا ہے۔ ایک مرتبہ میرے سر پر rash ہے۔ تو میں گیسٹ ہاؤس سے

جاتا ہوا ٹوپی ہاتھ میں لے کر جاتا ہوں اور نماز کے وقت پہن لیتا ہوں۔ ایک دن میں گھر سے ٹوپی لے جانا بھول گیا۔ نماز کا وقت بھی ہونے والا تھا اس لئے ٹوپی لینے واپس بھی نہیں جاسکتا تھا اور نہ نماز نہ ملتی۔ میں مسجد میں بالکل پیچھے کرسیوں پر بیٹھا ہوا تھا۔ حضور تشریف لائے۔ میری نظر حضور کی طرف نہیں پڑی۔ اسی رات کھانے پر حضور کی خدمت میں حاضر تھے۔ حضور نے فرمایا" قاسم کے سر کے بال تو ابھی تک سلامت ہیں" میں نے ٹوپی اُتار کر عرض کی کہ "حضور بال تو تیزی سے جھڑ رہے ہیں" فرمایا "میں نے مسجد میں دیکھا تھا۔ بال صاف نظر آرہے تھے" مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ بظاہر نظر بھی ادھر نہیں اٹھی، مگر کس طرح ہر طرف دیکھ بھی لیا۔

تو یوں ہر طاقت اور ہر حس کا ترقی کر جانا انسان کے بس کی تو بات ہے ہی نہیں۔ دنیوی عہدوں پر آپ کو لوگ ملیں گے جو کسی ایک لائن میں excel کر رہے ہوتے ہیں۔ مگر بیک وقت بیسیوں لائنوں میں excel کرنا انسانی بس کی بات نہیں ہے۔ یہ ترقی صرف خدا تعالیٰ کے فضل سے حاصل ہوتی ہے اور اسی کو حاصل ہوتی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے خود چنا ہو۔ خلیفہ وقت کی قوتیں دیکھ کر ہمیں اس نبی کا خیال آجاتا ہے جس کے یہ خلیفہ ہیں، کہ اگر خدا تعالیٰ نے خلیفہ وقت کو یہ قوتیں عطا فرمائی ہیں تو جو نبی تھا اس کو کیا طاقتیں دی ہوں گی۔

مگر جتنا بھی وقت گزرا، اور بے تکلفی بھی رہی، مگر اب تو میں بعض اوقات ماضی کو یاد کر کے گھبراتا ہوں کہ کبھی کوئی ایسی بات نہ ہو گئی ہو، جو آپ کے مقام کے مطابق نہ تھی اور بھی ہمارے جو ہم عمر تھے یا کزن تھے یا کلاس فیلو تھے، کوئی ایسی بات اگر ہو بھی جاتی جو ناگوار ہو، تو یاد نہیں کہ کبھی حضور کے ماتھے پر کوئی شکن تک آئی ہو۔ جواب دینا، یا جھگڑا کرنا تو بہت ہی دور کی بات ہے۔ بڑی بردباری سے ہر بات کو برداشت کرنے والے وجود ہیں، مجھے یاد ہے کہ حضور کے خلیفہ بننے کے بعد میں جب پہلی دفعہ حضور کے دفتر میں داخل ہوا تو میرے سامنے جو وجود بیٹھا تھا، میرے ذہن میں صرف یہی بات آئی کہ میرے سامنے حضرت خلیفۃ المسیح تشریف فرما ہیں اور کوئی حوالہ

نہیں تھا۔ اور پھر جب سے حضور کی خدمت میں کچھ لکھنا ہو، کوئی رہنمائی لینی ہو، کچھ پوچھنا ہو، سخت گھبراہٹ ہوتی ہے۔ صدقہ دیئے بغیر، دعا کئے بغیر کچھ لکھنے کی ہمت نہیں ہوتی۔

جس مقام پر حضور ہیں، اس مقام پر فائز وجود سے محبت کا دعویٰ کریں تو ادب پہلی شرط ہے۔ ایسی ہستی سے محبت مکمل ہو ہی نہیں سکتی جب تک اس میں ادب اور احترام شامل نہ ہو۔ بعض اوقات کسی سے محض محبت ہوتی ہے، بعض اوقات انسان کسی کا محض ادب کرتا ہے۔ مگر حضرت خلیفۃ المسیح سے محبت کا تقاضا ہے کہ اس میں ادب بھی شامل ہو۔ قرآن کریم نے بھی یہی آداب سکھائے ہیں کہ نبی کی آواز سے اپنی آواز کو اونچا نہ کرو۔ تو خلیفہ وقت کے لئے بھی اسی حکم کا اطلاق ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلافت کے مقام کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور حضور کو صحت والی فعال، لمبی عمر سے نوازے اور اپنی حفظ وامان میں رکھے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 26دسمبر2019ء)



﴿16﴾

# خلفاء سے تعلق اور کبڈی و گھوڑدوڑ کی کمنٹری سے متعلق چند سرمایۂ حیات یادیں

(ماسٹر احمد علی۔ کینیڈا)

غالباً 1963ء۔1964ء میں ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول نے مجھے کہا! ٹی آئی کالج میں پرنسپل صاحب کی کوٹھی میں مرزا فرید احمد کو بورڈ کے معیار پر آٹھویں جماعت کی تیاری کرانے جایا کریں۔ تو ایک دن میں صاحبزادہ مرز افرید احمد کو پڑھا کر نکل رہا تھا کہ حضرت مرزا ناصر احمد (خلیفۃ المسیح الثالثؒ) پرنسپل تعلیم الاسلام کالج سے اپنے گھر (کوٹھی) میں آ رہے تھے۔ صحن ہی میں آمنا سامنا ہو گیا۔ آپ نے فرمایا۔ مرزا فرید احمد کو پڑھایا ہے؟ میں نے آگے بڑھ کر مصافحہ کر لیا۔ یہ پہلا موقعہ تھا اُن سے ملاقات کا۔ چہرے کی روحانیت اور کشش دل میں اُتر گئی اور میرا دل و دماغ مسرّت و سکون سے بھر گیا۔

1965ء میں جب آپ مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے تو ایک دن میرا بیٹا نصیر احمد (آج کل سیکرٹری مجلس کارپرداز) اور سیّد حسین احمد دونوں میرے پاس ہائی سکول میں آئے اور کہا کہ حضرت صاحب نے فرمایا ہے۔ ماسٹر احمد علی سے کہو کہ مرزا انس احمد کی بیٹی کو مڈل کا امتحان بورڈ کے معیار پر تیار کرائیں۔ تو میں صاحبزادہ مرزا انس احمد کی رہائش گاہ جا کر عزیزہ کو پڑھانے جاتا رہا اسی دوران صاحبزادہ صاحب موصوف کی بیگم صاحبہ نے کہا۔ ماسٹر صاحب! چھوٹی بچی نے پانچویں جماعت کا امتحان سنٹر کے تحت دینا ہے۔ اسے بھی تیاری کروایا کریں چنانچہ اسے بھی سکالرشپ کے معیار کی تیاری کراتا رہا۔ یوں سارے خاندان حضرت اقدس مسیح موعودؑ سے میرا غائبانہ تعارف ہو گیا۔ ایک روز میرے گھر حضرت مرزا ناصر احمدؒ کا خادمِ خاص لال دین صدیقی آیا اور مجھے ایک چِٹ پکڑا کر ساتھ 3 سرخ نوٹ 100 روپے والے تھما دیئے اور کہا حضرت صاحب نے فرمایا ہے بچی

مڈل کے امتحان میں سے اچھی فرسٹ ڈویژن میں کامیاب ہوگئی ہے۔ خود بھی منہ میٹھا کریں اور گھر میں بھی کروائیں۔

حضرت مرزا طاہر احمدؒ صدر مجلس انصار اللہ تھے تو پہلا آل پاکستان طاہر کبڈی ٹورنامنٹ ہو رہا تھا تو اس میں حضرت خلیفہ ثالثؒ نے صاحبزادہ مرزا طاہر احمدؒ کے پہلو میں بیٹھ کر کبڈی پر رننگ کمنٹری کرنے کا حکم مجھے دیا تو آپ کی ہدایات کے مطابق کمنٹری کرتا رہا اور آپ کی حوصلہ افزائی سے بلا جھجک پنجابی زبان اور دیہاتی لہجہ میں کمنٹری کرتا رہا جو سارے شائقین بھی پسند کرنے لگے تھے۔ یہی کمنٹری آگے گھوڑ دوڑ ٹورنامنٹ میں بھی کرنے کی بنیاد بنی تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے مجھے بلوا کر اپنے ساتھ کرسی پر بٹھا کر رننگ کمنٹری کرنے کا ارشاد فرمایا۔ اب تو میں کھل کر کمنٹری کرنے والا بن چکا تھا۔ شائقین اور گھوڑ سوار بھی کمنٹری سے محظوظ ہوتے تھے۔

حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بھی اپنے پہلو میں بٹھا کر کمنٹری کرنے کیلئے فرمایا تھا۔ ساری جماعت میں میرا یہ کمنٹری کرنا پسند کیا جاتا تھا۔ خصوصاً ربوہ میں ہر چھوٹا بڑا، مرد وزن کمنٹری کو سراہتا تھا۔ بات ہو رہی تھی خلفاء سے تعلق کی۔ تو اب اس طرف آتا ہوں۔ حضرت مرزا طاہر احمدؒ جماعت احمدیہ ادرحماں کی درخواست پر مقامی اجتماع انصار اللہ میں خطاب فرمانے کے لئے جانے لگے تو مجھے اپنے ساتھ گاڑی میں ادرحماں لے گئے اور وہاں کھانا کھاتے ہوئے بھی اپنے پہلو میں بٹھا کر کھانا کھلایا اور واپسی پر گاڑی میں اپنے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بٹھا کر ربوہ لائے۔ سارا راستہ مجھ سے مصروفِ گفتگو رہے۔

نصیر پور خورد میں میرے ماموں زاد بھائیوں کی درخواست پر مسجد کا سنگِ بنیاد رکھنے جانے لگے تو مجھے اپنے ساتھ گاڑی میں لے گئے اور وہاں میرے ماموں زاد بھائی چوہدری منظور الٰہی رانجھا کے گھر کے صحن میں نیچے زمین پر بیٹھ کر کھانا کھاتے ہوئے اپنے پہلو میں بٹھایا تو میں نے حضرت مرزا طاہر احمدؒ کے گھٹنہ سے گھٹنہ جوڑ کر کھانا کھایا۔ واپسی پر تخت ہزارہ سے چلتے ہوئے اپنے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بٹھا کر سارا راستہ علاقہ کے زمیندار سیاستدانوں کا تعارف حاصل کرتے اور گفتگو

کرتے آئے۔ آپ کے کندھے سے کندھا ملا کر ربوہ آپ کے گھر تک آیا۔ ہاں یہ فضلِ خداوندی ہی تو ہے۔

ایک بار گھوڑ دوڑ ٹورنامنٹ ہونے والا تھا کہ محترمی بی بی امۃ الجمیل کا ایک آدمی آیا اور مجھے کہا! بی بی جی آپ کو بلا رہی ہیں۔ میں آپ کے دولت خانہ پر حاضر ہوا تو کہا! یہ ہے ملک ہارون خان صاحب، کوٹ فتح خان ضلع اٹک سے، حضرت چوہدری فتح محمد سیالؓ کے نواسے اپنا گھوڑا ٹورنامنٹ میں شامل کرنے آئے ہیں۔ ان سے آپ کا تعارف کرنے کیلئے آپ کو بلوایا ہے۔ اس پایہ کے افراد میں بھی مجھے جانا پہچانا جاتا تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ایک بار بہترین کمنٹری کرنے کا ایوارڈ، ایک لفافہ میں کچھ نقدی اور سند اپنے دستِ مبارک سے عطا فرمائی اور جب میں آپ کے ہاتھ سے سند پکڑنے لگا تو میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ میں نے ماسٹر صاحب کو پکڑا ہوا ہے۔ جس جس گھوڑا سوار نے بدلہ لینا ہو، آ جائے۔ اس موقعہ پر میرے ایک عقیدت مند نے تصویر بنالی جو میرے لئے سرمایۂ حیات ہے۔ جب بعد ریٹائرمنٹ وقف کی سکیم کے تحت اپنے آپ کو خدمتِ دین کیلئے وقف کیا تو حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے خوشنودی کا اظہار فرمایا اور ناظم وقفِ جدید مکرم اللہ بخش صادق کو خط لکھا۔ احمد علی کو اپنے پاس دفتر بلا لیں اور مجھے بذریعہ خط ارشاد فرمایا دفتر وقف جدید جا کر ناظم ارشاد وقفِ جدید سے ملیں اور جب ہم آپ سے ملاقات کرنے 1992ء میں لندن حاضر ہوئے تو میری اہلیہ ذکیہ بیگم مستورات کے ساتھ مستورات سے ملاقات کے وقت حاضر ہوئی تو تعارف کراتے ہوئے جب پہلا لفظ منہ سے بولی کہ حضور ماسٹر صاحب کی ....تو حضور نے فرمایا: اُن کا کیا حال ہے۔ اُن کے بہت تشویشناک خط آتے رہے ہیں۔ اس نے عرض کیا حضور اب صحت سے ہیں۔ تو یہ کہہ کر خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ کیا انہیں بھی ساتھ لائی ہو؟

گویا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی یادوں میں خاکسار موجود تھا اور جب میری براہِ راست آپ سے ملاقات ہوئی تو بہت محبت اور نوازش سے وقت دیا، ہر طرح کی خیر وعافیت دریافت فرماتے رہے۔ کیا کیا تحریر کروں خلفاء سے تعلق بارے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کو تو نویں، دسویں میں اردو پڑھانے کا موقعہ ملا تھا اور طالبعلمی کے وقت آپ سے پیار اور عزت و احترام کا جو سلوک رہا وہ آپ ہمیشہ یاد رکھتے ہیں۔ جب خلافت سے پہلے آپ ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ ربوہ اور امیر مقامی کی ذمہ داری بجالانے میں دفاتر میں تشریف فرماتے تھے تو میں جرمنی سے بچوں کو مل ملا کر واپس ربوہ پہنچا تو آپ سے ملاقات کرنے دفتر میں حاضر ہوا۔ مجھ سے پہلے آپ کا ایک کلاس فیلو کرنل ڈاکٹر داؤد احمد ڈرائنگ روم میں بیٹھا تھا۔ مجھے دیکھ کر گیٹ پر بیٹھے محافظ نے میری عزت افزائی کی اور اُسی وقت اندر بلا لیا اور ساتھ کرنل ڈاکٹر داؤد احمد کو بھی بلوالیا۔

دورانِ ملاقات ڈاکٹر صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ داؤد! تمہیں یاد ہو گا ایک بار ماسٹر صاحب ہمارا ہوم ورک چیک کر رہے تھے اور میری کاپی دیکھ کر کہا۔ پڑھو کیا لکھا ہے؟ چونکہ میں نے جلدی جلدی میں گھر سے نکلتے نکلتے لکھا تھا۔ میں خود بھی نہ پڑھ سکا۔ تو ماسٹر صاحب نے کہا ہاتھ نکالو۔ جب میں نے اپنی ہتھیلی آگے کی تو ماسٹر صاحب نے مارنے کیلئے اٹھائی ہوئی سوٹی نیچے کر کے کہا تھا اتنی خوبصورت انگلیوں پر مارنے کو میرا دل نہیں چاہتا۔ میں نے عرض کیا آج چھوڑ دیں آئندہ صاف کر کے لکھا کروں گا تو آپ نے چھوڑ دیا تھا۔ اس کے بعد ہمیشہ اردو کا ہوم ورک صاف لکھ کر لاتا تو ماسٹر صاحب بعض الفاظ اپنے ہاتھ سے حاشیہ میں لکھ کر کہتے دیکھ کر مشق کرو۔ یوں مشق کروایا کرتے کہ میری لکھائی خوشخط اور صاف ہو گئی ہے اور آج سوائے مرزا غلام احمد صاحب کے خاندان کے دیگر سب سے میرا خط اچھا ہے۔ میں تو یہ سن کر خوشی سے جھوم ہی اٹھا اور ایک تحفہ جو آپ کو پیش کرنے کیلئے ساتھ لے گیا تھا آپ کی میز پر رکھ کر اجازت لے کر اٹھ آیا۔

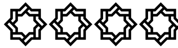
اسی طرح انگلینڈ میں جب ہم دونوں آپ سے ملاقات کرنے حاضر ہوئے تو بہت سے ملاقاتی انتظار میں ہم سے پہلے بیٹھے تھے۔ پرائیویٹ سیکرٹری عزیزم منیر احمد جاوید نے ہمارے حاضر ہونے کی آپ کو اطلاع کر دی تو اسی وقت آپ نے ہمیں بلوالیا اور مصافحہ کرنے کے بعد میں آپ سے بغل گیر ہو گیا اور عرض کیا حضور! میں نے تو یوں برکت حاصل کرنی ہے۔

فرمایا:۔ آپ کا حق ہے جس طرح پسند کریں اور آپ نے کندھا جھکا کر میری اہلیہ زکیہ بیگم سے السلام علیکم کیا تو اس نے آپ کو پیار دیا۔

آپ جب یہاں کینیڈا تشریف لائے تو ملاقات کا پروگرام تھا لیکن مجھے میرے بیٹے نے یہ کہہ کر روک دیا کہ آپ تو حضور انور کو اور حضور انور آپ کو جانتے ہی ہیں ملاقاتی زیادہ ہیں کسی ایسے فرد کو موقع دیں جس نے پہلی بار حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو ملنا ہے تو میں رُک گیا۔

نمازوں وغیرہ میں یا کسی اجتماعی تقریب میں حضور انور ایدہ اللہ نے مجھے دیکھ لیا اس کے بعد آپ کے لندن واپس چلے جانے کے بعد جب میرے بیٹے ڈاکٹر حفیظ الرحمٰن نے آپ سے ملاقات کی تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کیسے عمدہ طور پر شکوہ فرمایا۔ ماسٹر صاحب کینیڈا میں تھے مگر ملے نہیں! کیا محبت اور پیار کا اظہار ہے۔ جب اپنی جانب دیکھتا ہوں میں کیا اور میری حیثیت کیا! تو مسرّت اور شکرانے سے سینہ بھر جاتا ہے اور سر افضال وانعاماتِ خداوندی کے آگے جھک جاتا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 31 دسمبر 2019ء)



﴾17﴿

# نُصِرۡتَ بِالرُّعۡب

(آصف محمود باسط۔ لندن)

سپین کے سفر سے حضور ابھی واپس تشریف لائے ہی تھے کہ تین ہفتوں کے طویل وقفہ کے بعد خاکسار پہلی مرتبہ حضور انور کی خدمت میں حاضر ہونے والا تھا۔ بہت سے معاملات تھے جن پر ہدایت لینا مقصود تھا اور پھر اس روز ملاقات کے لئے حاضر احباب کی تعداد بھی کچھ زیادہ تھی۔ لگتا تھا کہ شاید بمشکل تمام معاملات پیش کر سکوں گا۔ مگر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا احوال کچھ عجیب ہے۔ پیچیدہ سے پیچیدہ معاملہ بھی ثانیوں میں حل فرما دینا، اس پر ہدایات ارشاد فرمانا اور سائل کے تمام سوالات کے جوابات چند ہی الفاظ میں یکجا کر کے اسے مطمئن کر دینا حضور ہی کا خاصہ ہے۔

حضور انور نے یاد فرمایا، حاضر ہوا، معاملات پیش ہوئے اور حضور انور نے انہیں سلجھا دیا۔ پھر ارشاد ہوا: **"اور؟"**

یہ "اور؟" بہت قیمتی تھا۔ سو وہ سوال خدمت اقدس میں پیش کر دیا جو بہت عرصہ سے ذہن میں تھا۔ بلکہ بہت سے ذہنوں میں ہو گا۔

یہ سوالات اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے بصیرت افروز ارشادات قارئین کیلئے پیش ہیں۔

"حضور! آپ دنیا کے بڑے بڑے ایوانوں میں تشریف لے جاتے ہیں۔ عام آدمی تو ایسے اسٹیج پر جاتے ہوئے دل میں ایک رُعب محسوس کرے گا۔ حضور کے احساسات کیا ہوتے ہیں؟"

"جن لوگوں کو یہ رُعب محسوس ہوتا ہے، وہ وہ لوگ ہوتے ہیں جنہوں نے اپنی طرف سے کوئی بات بیان کرنی ہو۔ اپنا کوئی نظریہ، کوئی فلسفہ بیان کرنا ہو۔ میں نے اپنی ذاتی بات تو بیان کرنی نہیں ہوتی۔ نہ ہی مجھے ذاتی شہرت کی کوئی خواہش ہوتی ہے۔ میں نے اسلام کی تعلیم بیان کرنی ہوتی ہے، اور بس میرا کام تو اللہ نے بڑا آسان کر دیا ہوا ہے۔ جتنی تقریریں ہیں، وہ سب قرآن کریم کی آیات، احادیث، حضرت رسول کریم ﷺ کی سنت، فرمودات حضرت مسیح موعودؑ پر ہی مبنی ہوتی ہیں۔ جہاں یہ باتیں بیان ہوں، وہاں دوسرے رُعب میں آئیں گے، بیان کرنے والا رُعب میں نہیں آئے گا۔

مجھے یاد ہے، جب میں کیپٹل ہل میں خطاب کرنے جارہا تھا۔ جماعت امریکہ کے بعض احباب نے اس ایوان کی عظمت و شوکت کا ذکر کیا اور اس کی اہمیت خوب بیان کی۔ اس میں وہاں کی فوج کے پادری اور بعض پڑھے لکھے امریکن افراد کا ایک گروپ جو لیکچر وغیرہ دیتے ہیں، وہ ملا۔ آپ نے کل کیپٹل ہل میں خطاب کرنا ہے، کوئی پریشانی اور گھبراہٹ تو نہیں؟ میں نے کہا میں نے مذہب کی تعلیم اور حالات حاضرہ کا ذکر کرنا ہے، اس لئے مجھے فی الحال تو کوئی گھبراہٹ نہیں۔ تعجب سے کہنے لگے ہم وہاں اکثر لیکچر دیتے ہیں لیکن اس سے پہلے بہت گھبراہٹ محسوس کرتے ہیں۔ بہر حال، بات آئی گئی ہوگئی۔

لیکن میں جس وقت کار میں وہاں جارہا تھا تو راستے میں اپنے خطاب کے نوٹس دیکھے۔ اُس وقت میرے دل میں ایک ثانیہ کے لئے یہ خیال آیا کہ امریکہ دنیا کی ایک بڑی طاقت ہے اور پھر اس طاقت کے سربراہوں اور صاحبان بسط وکشاد کے سامنے بات کرنی ہے۔ ابھی یہ خیال دل کے پاس سے گزرا ہی تھا اور اس پر غور کرنے کا موقع بھی نہ ملا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں بڑے زور سے یہ ڈالا کہ حضرت مسیح موعودؑ سے اللہ تعالیٰ کا نُصِرْتَ بِالرُّعْبِ) تیری مدد رُعب کے ذریعہ کی گئی) کا وعدہ ہے اور میں حضرت مسیح موعودؑ کی نمائندگی کر رہا ہوں۔ یہ الفاظ ایسی طاقت اور شان و شوکت کے ساتھ اللہ نے میرے دل میں ڈالے کہ کسی دوسرے خیال کے دل کو چھو کر گزرنے کے

آثار بھی باقی نہ رہے۔ یہ الفاظ حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمائے تھے۔ اور پھر یہی الفاظ میرے دل میں بھی ڈال کر میرا حوصلہ بڑھایا۔ اس کے پیچھے بھی یہی حکمت ہو گی کہ میں کون ساوہاں اپنی کوئی ذاتی باتیں بیان کرنے جا رہا تھا، یا اپنی ذاتی برتری ثابت کرنے۔ میں نے تو اسلام کی تعلیمات بیان کرنی تھیں اور وہ خدا جس نے اسلام نازل فرمایا، وہ اپنے اس دین کے لئے بہت غیرت رکھنے والا خدا ہے"

"حضور! امریکی لوگوں کا تو ایک اپنا خاص مزاج ہے۔ اور پھر ان کے سربراہوں میں تو اس مزاج کے ساتھ ساتھ ایک تفاخر بھی ہوتا ہے۔ حضور کا ان سے ملنے کا تجربہ کیسا ہے؟"

"جب میں 2008ء میں امریکہ گیا تو وہاں کا ایک سینیٹر ملنے کے لئے آیا تھا۔ جماعت امریکہ کے جن لوگوں نے اُسے مدعو کیا تھا، وہ انہیں بار بار یہی کہتا جاتا تھا کہ اُس کے پاس وقت بہت کم ہو گا اور زیادہ دیر نہ ٹھہر سکے گا۔ جب مجھ سے ملا تو بھی عجیب عجلت کا مظاہرہ کرتا رہا۔ اسے جماعت کا تعارفی لٹریچر بھی دینا چاہا تو یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میں سینیٹر ہوں، تحفے وصول نہیں کر سکتا۔ پوچھا کہ کتابوں کا تحفہ بھی نہیں، کہنے لگا کوئی بھی تحفہ۔ بلکہ ہماری تقریب سے پہلے ہی اٹھ کر چلا گیا۔ جب مجھ سے ملا تو پوچھنے لگا کہ "آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟" مجھے خیال آیا کہ یہ متکبرانہ انداز ہے۔ میں نے کہا میں تم سے کچھ لینے نہیں آیا، بلکہ تم لوگوں کو صرف یہ بتانے آیا ہوں کہ اگر تم اپنے ملک اور دنیا کو بچانا چاہتے ہو تو پھر انصاف سے اپنے ماحول کا جائزہ لو۔

خیر! جب میں 2012ء میں امریکہ گیا ہوں اور کیپٹل ہل میں تقریر کی ہے تو تم نے دیکھا ہی ہے کہ حاضرین کے تاثرات کیسے تھے (قارئین کو یاد ہو گا کہ کانگریس کے تمام موجود ممبران نے حضور کے خطاب کے بعد کھڑے ہو کر دیر تک داد و تحسین پیش کی۔ ناقل) وہاں وہ سینیٹرز اور عمائدین کے جوش و جذبہ کو دیکھ کر بڑا مرعوب نظر آتا تھا۔ پھر خود بڑے ادب سے ملنے کے لئے بھی آیا۔ تو ان دنیاداروں کا تو یہی حال ہے کہ دنیا کے رنگوں سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ اور جو دنیاداری سے متاثر ہو جائے، لوگوں کے رویہ کو دیکھ کر اپنے رویہ کو تبدیل کر لے، اس کا کیسا رعب؟"

”حضور! دنیا میں باقی لوگوں نے جب کسی جگہ تقریر کرنی ہو یا پریس کانفرنس کرنی ہو، انہیں بریفنگ دی جاتی ہے، یہاں تک کہ Body Language کے بارہ میں بتایا جاتا ہے کہ بات کرتے ہوئے اپنے چہرہ کو نہیں چھونا وغیرہ“...

”میں تو اپنی عام Body Language کو برقرار رکھتا ہوں، وہ بھی کسی شعوری کوشش سے نہیں۔ کبھی یہ سوچنا نہیں پڑا کہ کیسے کرنا ہے کیسے نہیں۔ اس میں بھی وہی بات ہے کہ اپنی ذاتی بات کرنی ہو گھبراہٹ ہو بھی، جب بات ہی اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول کی ہے، تو پھر یہ چیزیں تو بے معنی ہو جاتی ہیں“

”جب ٹی وی اور اخبارات کے نمائندے انٹرویو کرتے ہیں، تو حضور اس کی کوئی خاص تیاری فرماتے ہیں؟“

”انہوں نے بھی جو کچھ پوچھنا ہے، اس کا جواب بھی میں نے قرآن کریم، حدیث اور حضرت مسیح موعودؑ کے فرمودات میں سے دے دینا ہے۔ جب کینیڈا میں پیٹر مینز برج نے انٹرویو کرنے آنا تھا تو کینیڈا کی جماعت کے امور خارجہ والے کہنے لگے کہ اس کے آگے بڑے بڑے وزیر سفیر بھی گھبراتے ہیں۔ شاید مجھے ذہنی طور پر تیار کر رہے تھے۔ میں نے یہی کہا کہ ٹھیک ہے، گھبراتے ہوں گے۔ انٹرویو کرے گا تو دیکھ لیں گے۔ تو جب انٹرویو کرنے آیا تو میں نے اس سے بھی اسی طرح بات کی جس طرح میں کسی بھی صحافی بلکہ کسی بھی غیر مہمان سے کیا کرتا ہوں۔ جب اس نے عورتوں کی Segregation کی بات کی تو میں نے بغیر کسی بھی طرح کی ہچکچاہٹ کے اسے کہا کہ ہم علیحدہ علیحدہ تقریبات کرتے ہیں۔ اس نے کہا کہ آپ نے خود Segregation کا لفظ استعمال کیا ہے، میں نے اسے فوراً درست کیا کہ اسلامی پردے کے لئے یہ لفظ مغربی دنیا کی اختراع ہے، میں نے تمہارا ہی لفظ تمہارے ساتھ استعمال کیا ہے۔ تو یہ بھی اسلامی تعلیم تھی۔ اللہ تعالیٰ خود بخود رعب پیدا فرما دیتا ہے، پھر سامنے خواہ کوئی بھی ہو“

ایک اور سوال جو دل میں ایک لمبے عرصہ سے دبائے بیٹھا تھا، خدمت اقدس میں پیش کر دیا۔

”خلافت جوبلی کے موقع پر جو حضور نے خطاب فرمایا، اس میں حضور نے فرمایا تھا کہ مجھے تو اللہ تعالیٰ نے بہت پہلے سے تسلی دے رکھی ہے کہ وہ خود وفادار مددگار پیدا فرمائے گا۔ حضور، یہ وعدہ کب عطا ہوا تھا؟“

”یہ تو بہت پہلے کا ہے۔ خلافت سے بھی بہت پہلے کا۔ زمانہ طالب علمی میں یہ الفاظ مجھے دکھائے گئے، بڑے واضح طور پر:

یَنۡصُرُكَ رِجَالٌ نُّوۡحِیۡ اِلَیۡهِمۡ مِنَ السَّمَآءِ

پھر یہ وعدہ مختلف مواقع پر مختلف رنگوں میں پورا ہوتا رہا، مگر اصل معنی تو خلافت کی ذمہ داری ملنے کے بعد کھل کر سامنے آئے۔

اسی طرح ایک مرتبہ بہت جلی حروف میں، بہت خوبصورت، بہت وسیع و عریض رسم الخط میں آسمان پر لکھا ہوا دکھایا گیا:

اَللّٰهُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ

اور پھر دل میں ڈالا گیا کہ سب کام اللہ نے ہی کرنے ہیں۔ تو اسی طرح اللہ تعالیٰ مختلف طریقوں سے بات دل میں ڈال دیتا ہے۔ مشکل ہو تو حل ہو جاتی ہے۔ سوال ہو تو جواب مل جاتا ہے“

”حضور! یہ جو دل میں ڈالنے والی بات ہے...“ میں اس قدر کہہ کر آگے نہ بول سکا خاموش ہو گیا۔ حضور نے تبسم فرماتے ہوئے فرمایا۔

”تم اپنا سوال پہلے Phrase کر لو“

اس سوال کو فریز کرنا، اور وہ بھی حضرت صاحب کی موجودگی میں، تقریباً ناممکن تھا۔ حضور کی طرف سے یہ حوصلہ افزا جملہ نہ آتا تو شاید کبھی اپنے سوال کو الفاظ میں نہ ڈھال سکتا۔

''حضور! براہ راست کلام کا شرف تو حاصل ہوتا ہو گا؟'' بہت ہمت کر کے یوں لجایا، شرمایا، گھبرایاسا سوال عرض کر دیا۔

''بات یہ ہے کہ براہ راست کلام کیا ہوتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے تو اپنے طریقے ہیں۔ اور میرے ساتھ اللہ کا کچھ الگ ہی طریق ہے۔ دل میں اس شدت سے کوئی خیال پیدا فرما دیتا ہے کہ سب مسائل حل ہو جاتے ہیں۔ یا صبر آ جاتا ہے۔ دل کو تسلی ہو جاتی ہے۔ یا پھر جو مسئلہ درپیش ہو اس میں رہنمائی مل جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ خود میرے کام کر دیتا ہے۔ کام ہو گیا تو سمجھو کلام ہو گیا''

اب یہ حال ہو چکا تھا کہ

بجھی نہیں ہے پیاس، کہ جانے کہاں کی ہے

''حضور جب پاکستان میں تھے۔ بارہا خبروں میں اخباروں میں برٹش پارلیمنٹ کی عمارت کی تصویر دیکھی ہو گی۔ دنیا کے دیگر پارلیمنٹس کی تصاویر بھی نظر سے گزرتی ہوں گی۔ کبھی سوچا بھی نہ ہو گا کہ حضور ان ایوانوں میں خطاب فرمائیں گے''

فرمایا: سوچنا کیا، کبھی کوئی ایسا خیال بھی ذہن سے نہیں گزرا۔ بات یہ ہے کہ

جس پنڈ جانا نئیں، اودھا راہ کیوں پچھنا؟

(جس گاؤں جانا ہی نہیں، اس کا راستہ کیا پوچھنا)

عرض کی کہ ''حضور! مگر اس پنڈ تو آنا ہی پڑا''

ارشاد ہوا۔ وہ تو اللہ تعالیٰ زبردستی لے آیا۔ ورنہ اس راستے کا تو نہ کبھی سوچا تھا، نہ پوچھا تھا۔ میرا حال تو ہمیشہ وہی رہا جو بلھے شاہ نے کہا ہے کہ

جے میں ویکھاں عملاں ولے، کجھ نئیں میرے پلے

جے ویکھاں تیری رحمت ولے، بلے ، بلے، بلے

یہاں یہ بارش تھم گئی۔ مگر اس بارش کے دوران ایسا تھا کہ وقت تھما ہوا تھا۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ایسے لمحات میں وقت ساکت محسوس ہوتا ہے۔ کیوں نہ ہو؟ جس ہستی سے اللہ نے نُصِرْتَ بِالرُّعْبِ کا وعدہ کیا ہو، اس کے آگے تو وقت بھی ہاتھ باندھے کھڑا رہتا ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 14 فروری 2020ء)



﴿18﴾

# وابستگی و اطاعت خلافت
# حضرت مصلح موعودؓ کے ارشادات کی روشنی میں

(پروفیسر مجید احمد بشیر)

دراصل بیعت کے بعد حقیقی رشتہ خلیفہ وقت سے قائم ہوتا ہے اور باقی سب رشتے اس کے سامنے ہیچ ہیں۔ بیعت کے بعد دوسرے تمام لوگوں کی اطاعتیں اور تمام قسم کی وفاداریاں جائز ہیں لیکن ان کی وجہ سے خلیفہ وقت کی اطاعت سے کسی طور بھی انحراف نہیں ہونا چاہئے۔ خلیفہ کے احکام، ارشادات و تحریکات واجب الاطاعت ہیں ان کے مقابل کسی اور رشتے یا کسی اور تعلق کی کوئی حقیقت باقی نہیں رہ جاتی۔ بلکہ ان تعلقات کا انقطاع اور تمام دوستوں اور محبتوں کا اختتام ہو جانا ضروری ہو جاتا ہے۔ صرف اور صرف خلیفہ وقت کی اطاعت ہی مومنین کے مد نظر ہونی چاہئے۔ ہر وہ انسان جو چاہتا ہے کہ اسے ہر میدان میں کامیابی ملے، اسے فتح نصیب ہو تو اسے چاہئے کہ وہ خلیفہ وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے آپ کو خلافت کے ساتھ وابستہ کرلے اور نتیجتاً اس کی کامیابی یقینی ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے درج ذیل ارشادات سے خلیفہ وقت کی اطاعت اور خلیفہ کا مقام اور اس کی اہمیت عیاں ہے۔

### بیعت خلافت کے بعد مبائعین کی ذمہ داریاں

اس سلسلہ میں سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ فرماتے ہیں۔

”جو جماعتیں منظم ہوتی ہیں ان پر کچھ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں جن کے بغیر ان کے کام کبھی بھی صحیح طور پر نہیں چل سکتے...... ان شرائط اور ذمہ داریوں میں سے ایک اہم شرط اور ذمہ داری یہ ہے کہ جب وہ ایک امام کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تو پھر انہیں امام کے منہ کی طرف دیکھتے رہنا چاہئے کہ وہ کیا کہتا ہے اور اس کے قدم اٹھانے کے بعد اپنا قدم اٹھانا چاہئے اور افراد کو کبھی

بھی ایسے کاموں میں حصہ نہیں لینا چاہئے جن کے نتائج ساری جماعت پر آکر پڑتے ہوں کیونکہ پھر امام کی ضرورت اور حاجت ہی نہیں رہے گی۔ امام کا مقام تو یہ ہے کہ وہ حکم دے اور ماموم کا مقام یہ ہے کہ وہ پابندی کرے۔"

(الفضل 5 جون 1937ء)

## کامیابی کی کنجی

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

"اگر ایک امام اور خلیفہ کی موجودگی میں انسان یہ سمجھے کہ ہمارے لئے کسی آزاد تدبیر اور مظاہرہ کی ضرورت ہے تو پھر خلیفہ کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ امام اور خلیفہ کی ضرورت یہی ہے کہ ہر قدم پر جو مومن اٹھاتا ہے اس کے پیچھے اٹھاتا ہے اپنی مرضی اور خواہشات کو اس کی مرضی اور خواہشات کے تابع کرتا ہے۔ اپنی تدبیروں کو اس کی تدبیروں کے تابع کرتا ہے۔ اپنے ارادوں کو اس کے ارادوں کے تابع کرتا ہے۔ اپنی آرزوؤں کو اس کی آرزوؤں کے تابع کرتا ہے اور اپنے سامانوں کو اس کے سامانوں کے تابع کرتا ہے۔ اگر اس مقام پر مومن کھڑے ہو جائیں تو ان کے لئے کامیابی اور فتح یقینی ہے۔"

(روزنامہ الفضل 4 ستمبر 1937ء)

کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے آپ کو پوری طرح خلافت کے ساتھ وابستہ رکھیں، اپنا سب کچھ خلافت پر نثار کرنے کے لئے تیار ہوں اور خلیفۂ وقت کی دعائیں حاصل کرنے کی بھرپور کوشش کریں۔ کیونکہ "اللہ تعالیٰ جب کسی کو منصب خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیت کو بڑھا دیتا ہے۔ کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے۔"

(منصب خلافت، انوار العلوم جلد 2 صفحہ 49)

## کامیابی کی ضمانت

حضورؓ فرماتے ہیں:

”میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خواہ تم کتنے ہی عقل مند اور مدبر ہو اپنی تدابیر اور عقلوں پر چل کر دین کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے جب تک تمہاری عقلیں اور تدبیریں خلافت کے ماتحت نہ ہوں اور تم امام کے پیچھے پیچھے نہ چلو ہر گز اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت تم حاصل نہیں کر سکتے۔ پس اگر تم خدا تعالیٰ کی نصرت چاہتے ہو تو یاد رکھو اس کا کوئی ذریعہ نہیں سوائے اس کے کہ تمہارا اٹھنا، بیٹھنا، کھڑا ہونا اور چلنا اور تمہارا بولنا اور خاموش ہونا میرے ماتحت ہو“

(الفضل 4 ستمبر 1937ء)

## خلفاء قرب الٰہی کے حصول میں مد ہیں

اطاعت خلافت کے نتیجہ میں قرب الٰہی کا حصول ہوتا ہے۔ خلیفۂ وقت زمین پر خدا تعالیٰ کا نمائندہ ہوتا ہے اور وہ خدا تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان رابطہ کا کام کرتا ہے اور جو خدا تعالیٰ تک رسائی کے لئے رہنمائی کرتا ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں۔

”انبیاء اور خلفاء اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول میں مد ہوتے ہیں۔ جیسے کمزور آدمی پہاڑ کی چڑھائی پر نہیں چڑھ سکتا تو سونٹے یا کھڈ سٹک کا سہارا لے کر چڑھتا ہے۔ اسی طرح انبیاء اور خلفاء لوگوں کے لئے سہارے ہیں۔ وہ دیواریں نہیں جنہوں نے الٰہی قرب کے راستوں کو روک رکھا ہے بلکہ وہ سونٹے اور سہارے ہیں جن کی مدد سے کمزور آدمی بھی اللہ کا قرب حاصل کر لیتا ہے۔“

(روزنامہ الفضل 11 ستمبر 1937ء)

## خلافت کی اطاعت میں خدا تعالیٰ کی اطاعت

حضور فرماتے ہیں:

”بیشک میں نبی نہیں ہوں لیکن میں نبوت کے قدموں پر اور اس کی جگہ پر کھڑا ہوں۔ ہر وہ شخص جو میری اطاعت سے باہر ہوتا ہے وہ یقیناً نبی کی اطاعت سے باہر ہوتا ہے ...... میری اطاعت اور فرمانبرداری میں خدا تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری ہے۔“

(روزنامہ الفضل 4 ستمبر 1937ء)

## نصرت ہمیشہ اطاعت سے ملتی ہے

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ خلافت کی اطاعت کی طرف جماعت کو توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

”وہی خدا جو اس وقت فوجوں کے ساتھ تائید کے لئے آیا آج میری مدد پر ہے اور اگر آج تم خلافت کی اطاعت کے نکتہ کو سمجھو تو تمہاری مدد کو بھی آئے گا۔ نصرت ہمیشہ اطاعت سے ملتی ہے جب تک خلافت قائم رہے نظامی اطاعت پر، اور جب خلافت مٹ جائے انفرادی اطاعت پر ایمان کی بنیاد ہوتی ہے۔“

(روزنامہ الفضل 4 ستمبر 1937ء)

نیز فرمایا:

”میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خواہ تم کتنے ہی عقل مند اور مدبر ہو اپنی تدابیر اور عقلوں پر چل کر دین کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے جب تک تمہاری عقلیں اور تدبیریں خلافت کے ماتحت نہ ہوں اور تم امام کے پیچھے پیچھے نہ چلو ہرگز اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت تم حاصل نہیں کرسکتے۔ پس اگر تم خدا تعالیٰ کی نصرت چاہتے ہو تو یاد رکھو اس کا کوئی ذریعہ نہیں سوائے اس کے کہ تمہارا اٹھنا، بیٹھنا، کھڑا ہونا اور چلنا اور تمہارا بولنا اور خاموش ہونا میرے ماتحت ہو۔“

(روزنامہ الفضل 4 ستمبر 1937ء)

## اطاعت رسول خلیفہ کے بغیر ہو ہی نہیں ہو سکتی

فرمایا:

"اطاعت رسول بھی جس کا اس آیت میں ذکر ہے خلیفہ کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ رسول کی اطاعت کی اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ سب کو وحدت کے رشتہ میں پرو دیا جائے یوں تو صحابہؓ بھی نمازیں پڑھتے تھے اور آج کل کے مسلمان بھی نمازیں پڑھتے ہیں۔ صحابہؓ بھی حج کرتے تھے اور آج کل کے مسلمان بھی حج کرتے ہیں۔ پھر صحابہؓ اور آج کل کے مسلمانوں میں فرق کیا ہے؟ یہی کہ صحابہ میں ایک نظام کا تابع ہونے کی وجہ سے اطاعت کی روح حد کمال تک پہنچی ہوئی تھی چنانچہ رسول کریم ﷺ انہیں جب بھی کوئی حکم دیتے صحابہ اسی وقت اس پر عمل کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے لیکن یہ اطاعت کی روح آج کل کے مسلمانوں میں نہیں...... کیونکہ اطاعت کا مادہ نظام کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتا۔ پس جب خلافت ہو گی، اطاعت رسول بھی ہو گی"

(تفسیر کبیر جلد ششم، سورۃ النور صفحہ 369)

## اطاعت امام میں ہی ہر قسم کی فضیلت ہے

حضورؓ فرماتے ہیں:

"یاد رکھو ایمان کسی خاص چیز کا نام نہیں بلکہ ایمان نام ہے اس بات کا خدا تعالیٰ کے قائم کردہ نمائندہ کی زبان سے جو بھی آواز بلند ہو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی جائے...... ہزار دفعہ کوئی شخص کہے کہ میں مسیح موعودؑ پر ایمان لاتا ہوں۔ ہزار دفعہ کوئی کہے کہ میں احمدیت پر ایمان رکھتا ہوں۔ خدا کے حضور اس کے ان دعوؤں کی کوئی قیمت نہیں ہو گی جب تک وہ اس شخص کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دیتا۔ جس کے ذریعہ خدا اس زمانہ میں اسلام قائم کرنا چاہتا ہے۔ جب تک جماعت کا ہر شخص پاگلوں کی طرح اسکی اطاعت میں اپنی زندگی کا ہر لمحہ بسر نہیں کرتا۔ اس وقت تک وہ کسی قسم کی فضیلت اور بڑائی کا حقدار نہیں ہو سکتا۔"

(روزنامہ الفضل 15 نومبر 1946ء)

## نعمتِ خلافت کی قدر دانی کرنے کی تلقین

حضورؓ فرماتے ہیں:

”خلافت بھی چونکہ ایک بھاری انعام ہے اس لئے یاد رکھو جو لوگ اس نعمت کی ناشکری کریں گے وہ فاسق ہو جائیں گے ........ فسق کا فتویٰ انسان پر اسی صورت میں لگ سکتا ہے جب وہ روحانی خلفاء کی اطاعت سے انکار کرے۔“

(تفسیر کبیر جلد ششم، سورہ نور صفحہ 370۔374)

## تمام برکات خلیفہ ٔوقت سے تعلق کے نتیجہ میں مل سکتی ہیں

سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ فرماتے ہیں:

”جس کو خدا اپنی مرضی بتاتا ہے، جس پر خدا اپنے الہام نازل فرماتا ہے، جس کو خدا نے اس جماعت کا خلیفہ اور امام بنا دیا ہے اس سے مشورہ اور ہدایت حاصل کر کے تم کام کر سکتے ہو۔ اس سے جتنا تعلق رکھو گے اسی قدر تمہارے کاموں میں برکت پیدا ہو گی...... وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کر سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو وہ اتنا کام بھی نہیں کر سکے گا جتنا بکری کا بکروٹا کر سکتا ہے۔“

(الفضل 20 نومبر 1946ء)

## خلافت سے وابستگی اور اس کی برکات

خلافت سے وابستگی کی برکت کے بارہ میں ایک دفعہ فرمایا:

”جب تک تم اس کو پکڑے رکھو گے تو کبھی دنیا کی مخالفت تم پر اثر نہ کر سکے گی۔ بیشک افراد مریں گے، مشکلات آئیں گی، تکالیف پہنچیں گی مگر جماعت کبھی تباہ نہیں ہو گی بلکہ وہ دن بدن بڑھے گی۔“

(درس القرآن 1921ء، صفحہ 73)

اس حوالے سے ایک اور جگہ فرمایا:

”خدا چاہتا ہے کہ جماعت کا اتحاد میرے ہی ہاتھ پہ ہو اور خدا کے اس ارادہ کو اب کوئی نہیں روک سکتا۔ کیا وہ دیکھتے نہیں کہ ان کے لئے (یعنی غیر مبایعین کے لئے) صرف دو ہی راہ کھلے ہیں یا تو وہ میری بیعت کر کے جماعت میں تفرقہ کرنے سے باز رہیں یا اپنی نفسانی خواہشات کے پیچھے پڑ کر اس پاک باغ کو جسے پاک لوگوں نے اپنے خون کے آنسوؤں سے سینچا ہے اکھاڑ کر پھینک دیں۔ جو کچھ ہو چکا، ہو چکا۔ مگر اب اس میں کوئی شک نہیں کہ جماعت کا اتحاد ایک ہی طریق سے ہو سکتا ہے کہ جسے خدا نے خلیفہ بنایا ہے اس کے ہاتھ پر بیعت کی جائے ورنہ ہر ایک شخص جو اس کے خلاف چلے گا تفرقہ کا باعث ہو گا۔“

(الفضل 18 فروری 1958ء، تقریر لاہور)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد خلافتِ احمدیہ کے بابرکت قیام کا تفصیلی تذکرہ کرتے ہوئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 24 مئی 2019ء کو اپنے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

”خلافتِ احمدیہ کے ذریعے ہی دنیا اب امّتِ واحدہ بننے کا نظارہ بھی دیکھ سکتی ہے اور اس کے بغیر نہیں جب تک خلافتِ احمدیہ سے یہ تعلق اور محبت رہے گا خوف کی حالت بھی امن میں بدلتی رہے گی اور اللہ تعالیٰ لوگوں کی تسلی کے سامان بھی پیدا فرماتا رہے گا۔ ان شاء اللہ۔ خلافت کی باتوں پر عمل کرنا بھی تمہارے لئے ضروری ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے حکموں میں سے ایک حکم ہے۔ قومی اور روحانی زندگی کے جاری رکھنے کے لئے مومنین کے لئے یہ انتہائی ضروری چیز ہے کہ اپنی اطاعت کے معیار کو بڑھائیں۔ بیعت کے بعد اپنی سوچوں کو درست سمت میں رکھنا اور کامل اطاعت کے نمونے دکھانا انتہائی ضروری ہے۔ عام اطاعت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرو۔ اس کی عبادت بھی سنوار کر کرو۔ ایسے اعلیٰ اخلاق ہوں کہ احمدی اور غیر احمدی میں فرق صاف نظر آنے لگ جائے۔ دنیاوی خواہشات اور ان کے پیچھے پڑ کر دین کو ثانوی حیثیت دینے کی حالت بھی شرک

کی حالت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کے لئے ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کس حد تک ہم میں اطاعت کا مادہ ہے۔

کس حد تک ہم اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کر رہے ہیں۔ کس حد تک ہم اپنی عبادتوں کو سنوار رہے ہیں۔ کس حد تک سنت پر عمل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کس حد تک ہماری اطاعت کے معیار ہیں۔ ہر ایک کو کچھ نہ کچھ تاریخ سے آگاہی بھی ہونی چاہے۔ جو خلافت سے وابستہ رہیں گے، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکموں پر عمل کرتے رہیں گے، اپنی نمازوں کی حفاظت کریں گے، تزکیہ نفس اور تزکیہ اموال کرتے رہیں گے، اطاعت میں اعلیٰ معیار قائم کرتے رہیں گے وہ ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنتے رہیں گے۔‘‘

(الفضل انٹر نیشنل 10 جون 2019 صفحہ 5 تا 9)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جس حکمت و دانش، جوانمر دی اور الٰہی بصیرت سے جماعت کو متحد رہنے اور آپس میں اخوت و محبت کے قائم رکھنے کے لئے دن رات درس و تدریس اور وعظ و نصیحت سے کام لیا اور خلافت کی برکات پہ جو ارشادات فرمائے وہ تاریخ احمدیت کا ایک روشن باب ہیں جن کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت کا وہ حصہ تو دن دگنی رات چوگنی ترقی کرتا چلا گیا جو خلافت کے دامن سے وابستہ تھا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو خلیفہ وقت کا مقام صحیح طور پر سمجھنے اور حقیقی اطاعت اور فرمانبرداری کی روح ہمارے اندر پیدا کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 18 فروری 2020ء)



﴿19﴾

# الفضل: خلافتِ احمدیہ کی خدمت کے سو سال خلافت کی ٹھنڈی چھاؤں تلے

(منصور احمد کاہلوں۔ آسٹریلیا)

خلافت ہماری زندگی ہے۔ ہم نے خلافت کی محبتوں، شفقتوں اور عنایات کے تذکروں کے درمیان آنکھ کھولی۔ ہمارے بچپن میں سفر کی موجودہ آسائشیں نہیں تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے سندھ کے دورہ جات کے موقع پر احباب بیل گاڑیوں، گھوڑوں اور اونٹوں پر سفر کر کے پہنچتے تھے۔ ہمارے والدین بھی ہمیں ان مواقع پر بڑے اہتمام کے ساتھ لے جانے کا اہتمام کرتے تھے۔ بچوں کا جوش بھی قابل دید ہوتا تھا۔ ایک دفعہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کنری کی طرف سے احمد آباد سٹیٹ تشریف لا رہے تھے۔ بڑی تعداد میں بچے نبی سر روڈ کے قریب پہنچے اور حضور انورؓ کی کار کے آنے پر کار کے آگے احمد آباد کی طرف دوڑتے رہے۔ میں بھی ان خوش نصیب بچوں میں شامل تھا۔ اس سے بہت پہلے والدہ کی گود ہی سے خلافت سے فیض یاب ہونے کا آغاز میری زندگی میں ہو گیا تھا۔ والدہ محترمہ بتایا کرتی تھیں کہ تمہیں بچپن میں پیٹ کی ایسی تکلیف ہوئی کہ جس کی وجہ سے کئی بچے بیمار ہو کر وفات پا چکے تھے۔ انہی دنوں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سندھ کے دورہ پہ تشریف لائے ہوئے تھے۔ حضور پر نورؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کی درخواست کی گئی۔ حضور پر نورؓ کی ہدایت پر تجویز ہوا کہ ڈاکٹر حشمت اللہ اور ڈاکٹر احمد دین باہم مشورہ سے علاج کریں۔ میری والدہ اس غرض سے مجھے لے کر حضور کے سٹیٹس کے دورہ میں ساتھ ساتھ رہیں۔ جہاں جہاں حضورؓ تشریف لے گئے ہم بھی ساتھ ساتھ رہے۔ علاج بھی جاری رہا اور دعائیں بھی ملتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر مجھے شفا عطا فرمائی۔

میری عمر 7-8 سال کے لگ بھگ تھی جب میرے والد چوہدری شریف احمد کاہلوں بہت بیمار ہو گئے۔ تقریباً 2ماہ تک چلنا پھرنا ممکن نہیں تھا۔ اٹھنے کی کوشش کرتے تو چکر آنے کی تکلیف ہو جاتی تھی۔ دعا کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں درخواست کی گئی تو حضورؓ نے فرمایا کہ ان کو ہومیو پیتھی علاج کے لئے کراچی لے جایا جائے۔ والد صاحب کو کراچی لے جایا گیا۔ حضور انورؓ کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے پہلے دن سے ہی بہتری کے آثار نمایاں کر دیئے اور واپسی پر والد صاحب خود چل کر گھر آئے۔ انہی دنوں کی بات ہے کہ حضور نے ناصر آباد سٹیٹ سے احمد آباد سٹیٹ کی طرف آتے ہوئے ہمارے گاؤں ظفر آباد (راجاری) کے پاس سے گزرنا تھا۔ حضورؓ کے قافلہ نے کنری سے آنے والی سانوری شاخ کے کنارے آکر ڈینی سر کے قریب پل سے گزر کر آگے احمد آباد کی طرف جانا تھا۔ یہ جگہ ہمارے گاؤں سے 4، 3 میل کے فاصلہ پر تھی۔ میرے والد بیماری کے اثرات کی وجہ سے لمبا سفر نہیں کر سکتے تھے۔ حضورؓ سے ملاقات کی خواہش بہت زیادہ تھی۔ چنانچہ والد صاحب مجھے لے کر ڈینی سر والے پل سے نبی سر روڈ کی طرف جانے والی سڑک پر کھڑے ہو گئے۔ جب حضرت اقدسؓ کے قافلہ کی گاڑیاں احمد آباد جانے کے لئے پل سے مڑیں تو حضورؓ نے ہمیں دیکھ کر ازراہِ شفقت قافلہ رکوایا۔ ہمیں شرفِ مصافحہ بخشا، خیریت پوچھی، دعائیں دیں اور قافلہ اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔

دورہ جات سندھ کے دوران کثرت سے حضورؓ کو دیکھنے اور مصافحہ کرنے کے مواقع میسر آتے رہنے کے بعد ازاں 1959ء سے 1964ء تک تعلیم کے سلسلہ میں ربوہ جانا ہوا لیکن اس دور میں حضورؓ کی علالت کی وجہ سے ملاقات کے مواقع میسر نہیں آسکے۔ میں نے B.A کرنے کے بعد 14 ستمبر 1965ء کو تعلیم الاسلام ہائی سکول بشیر آباد میں تحریک جدید کے زیر انتظام خدمت کا آغاز کیا۔ بیر آباد میں ہی تھا کہ 8 نومبر 1965ء کو حضورؓ کی وفات کی اطلاع ملی۔ 8 نومبر کو ہی ربوہ کے لئے روانہ ہوا۔ ٹرین لیٹ ہونے کی وجہ سے جنازہ میں شامل نہیں ہو سکا لیکن آخری دعا میں شامل ہونے کا موقع مل گیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے ملاقات ہو گئی۔ تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں

حضورؒ کی شاگردی کا شرف حاصل رہا۔ حضورؒ کا تعلق اپنے شاگردوں سے بہت پیار اور محبت کا تھا اور حضورؒ مجھ سے بھی بہت پیار کرتے تھے۔ حضورؒ کے پہلے دورہ سندھ کے موقع پر مولانا غلام احمد فرخ تعارف کرا رہے تھے۔ جب میری باری آئی تو حضورؒ نے فرمایا کہ ”اسے میں جانتا ہوں۔“ یہ میرے لئے بہت بڑا اعزاز تھا۔ حضورؒ کے خلافت کے منصب پر فائز ہونے سے پہلے عاجز نے آپ کی خدمت میں لکھا کہ مجھے ربوہ میں کوئی ملازمت مل جائے تا میرے چھوٹے بہن بھائیوں کی تعلیم مکمل ہو سکے حضور انورؒ کا ارشاد موصول ہوا کہ آپ سندھ میں ہی رہیں۔ چنانچہ میں نے سندھ میں ہی رہنے کا فیصلہ کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضورؒ کے ارشاد کی تعمیل کے نتیجہ میں بے شمار فضل اس عاجز پر کئے۔ میرے بہن بھائیوں کی تعلیم بھی مکمل ہو گئی اور مجھے خدمت کے مواقع بھی میسر آئے۔ ایک موقع پر جب حضورؒ کراچی تشریف لائے ہوئے تھے۔ حیدرآباد کی جماعت کے احباب ایک بس کے ذریعہ گیسٹ ہاؤس کراچی پہنچے تا حضور انورؒ سے ملاقات کرائی گئی۔ حضورؒ تشریف لائے اور احباب سے اپنے خطاب کا آغاز کیا۔ خطاب کے دوران حضورؒ ایک لمحہ کے لئے رکے اور میری طرف اشارہ کر کے فرمایا ”آپ تو میرے شاگرد ہیں۔“ میں نے عرض کیا ”جی حضور“۔ اس کے بعد حضورؒ نے اپنا خطاب جاری رکھا۔ اس واقعہ کو 40 سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے لیکن اس کی لذت آج بھی اسی طرح تازہ ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے خلافت سے پہلے میری 2 ملاقاتیں ہوئی تھیں۔ مجھے یہ احساس تھا کہ میں نے خلافت سے اپنے تعلق کو اور زیادہ مضبوط کرنا ہے۔ اس غرض سے میں حضورؒ کی خدمت میں کثرت سے خطوط لکھتا رہا۔

1991ء کے جلسہ قادیان کے موقع پر ہمارے ضلع کی اجتماعی ملاقات تھی۔ سب احباب باری باری اپنا تعارف کرا رہے تھے۔ اپنی باری پر میں نے عرض کیا منصور احمد جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ حیدرآباد تو حضورؒ نے فرمایا ”میں آپ کو جانتا ہوں۔“ حضور پر نورؒ کا یہ ارشاد میرے لئے بہت بڑے اعزاز کی بات ہے۔ حضورؒ کے عہد مبارک میں ویزا نہ ملنے کی وجہ سے لندن

تو نہیں جاسکا لیکن خطوط کے ذریعہ ہر معاملہ میں حضور سے رہنمائی لیتا رہا۔ حضورؒ کے خطوط سینکڑوں کی تعداد میں آج بھی میرے پاس موجود ہیں اور میرا سرمایہ حیات ہیں۔

خلافت خامسہ کے عہد مبارک میں خطوط کے ذریعہ تو حضور سے رابطہ تھا ہی لیکن میرے اور اہلیہ کے ویزے بھی لگنا شروع ہو گئے اور ہم کئی سال تک جلسہ سالانہ یو۔کے پر حاضر ہو کر ملاقات کا شرف حاصل کرتے رہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ شفقت میری منظوری بطور امیر مقامی حیدرآباد و امیر ضلع حیدرآباد عطا فرمائی۔ 12 سال تک امیر ضلع کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی اور 13 سال تک امیر مقامی حیدرآباد رہا۔ اس سارے عرصہ میں حضور کی دعاؤں سے سے ضلع حیدرآباد ہر شعبہ میں نمایاں طور پر آگے بڑھا۔ حضور کی احباب جماعت سے محبت اور شفقت کا ایک واقعہ یہاں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ بشیر آباد اسٹیٹ میں نومبائعین کا اجتماع تھا۔ اس اجتماع پر آتے ہوئے ایک نومبائع بچہ تنویر احمد موٹر سائیکل کی ٹکر سے زخمی ہو گیا۔ اس کی اطلاع حضور پر نور کی خدمت میں کی گئی اور حضورانور کی طرف سے جواب موصول ہوا۔ اللہ تعالیٰ تنویر احمد کو صحت دے۔ اس خط کے دو اڑھائی ماہ بعد میرے ایک خط کا جواب موصول ہوا تو اس پر آخر میں ایک فقرہ لکھا ہوا تھا ”امید ہے تنویر احمد صحت یاب ہو گیا ہو گا۔“ حضور کا اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود اتنے عرصہ بعد اس بچے کو یاد رکھنا قدم قدم اعجاز والی بات ہے اور اس سے حضور کی احباب جماعت کے لئے محبت کا خوب اظہار ہوتا ہے۔

2008ء کی بات ہے میری بیٹی عزیزہ نصیرہ سلطانہ حضور سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئی اور میرے لئے دعا کی درخواست کی تو حضور نے فرمایا ان کو توسل کی تکلیف ہے۔ بیٹی نے بتایا کہ ان کا ارادہ ہے کہ جلسہ قادیان کے بعد آپریشن کرائیں گے۔ اس پر حضور نے ازراہِ شفقت فرمایا کہ ”پہلے علاج کرائیں جلسہ رہنے دیں۔“ حضور کے ارشاد کی اطلاع ملتے ہی خاکسار نے ڈاکٹر نوری سے رابطہ کیا اور فوراً ربوہ کے لئے روانہ ہو گیا۔ حضور کی دعاؤں سے میرا آپریشن اللہ تعالیٰ نے کامیاب فرمایا اور ہر نوع کی پیچیدگی سے محفوظ رکھا۔ یہاں میں خاص طور پر ڈاکٹر نوری صاحب اور ان کے

بیٹے خالد نوری صاحب کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے بہت محبت سے میرا علاج کیا اور ڈاکٹر خالد نوری تو ایک دن پہلے مجھے ملنے کے لئے دارالضیافت تشریف لائے تا مجھے آپریشن کے بارہ میں بتائیں اور تسلی دیں۔ آپریشن کے بعد بہت سے بزرگان میری عیادت کے لئے تشریف لائے۔ یہ سب خلافت کی برکت ہے جس کی وہ سے ہم ایک لڑی میں پروئے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو بہترین جزاء دے۔

2005ء کے جلسہ قادیان پر جانے سے پہلے میری والدہ محترمہ شریفہ بیگم 10 دسمبر کو وفات پا گئیں اور 23 کو جب میں قادیان میں تھا میرے چھوٹے بھائی مبارک احمد ندیم جو ربوہ میں حضور کے کلاس فیلو رہے تھے بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ والدہ اور بھائی کی وفات کی اطلاع حضور انور کی خدمت میں کر دی گئی تھی۔ جب میری ملاقات حضور اقدس سے ہوئی تو حضور نے تعزیت فرمائی اور دونوں کی نماز جنازہ غائب بھی دوسرے مرحومین کے ساتھ جلسہ قادیان کے دوران پڑھائی۔ سیّدنا حضور انور کی دلجوئی سے دل کو بہت ڈھارس ملی۔ جب حضور انور کی والدہ ماجدہ کی وفات ہوئی اس وقت میں لندن میں ہی تھا اور 2 خطوط کے ذریعہ حضور سے تعزیت کی اور پھر اس مقصد کے لئے ملاقات بھی لکھوا دی۔

حضور نے ازراہِ شفقت ملاقات کا وقت دیا اور جب میں نے حضور سے تعزیت کی تو فرمایا آپ کے 2 خطوط بھی مل گئے تھے۔ ہزاروں خطوط میں سے اس ادنیٰ خادم کے خطوط کو یاد رکھنا خلافت کے وجودِ بابرکات کا ہی حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری آئندہ نسلوں کو خلافت کے دامن سے چمٹے رہنے کی توفیق دے۔ آمین

قابل رشک ہے اس خاک کے پتلے کا نصیب
جس کی قسمت میں ہو خاکِ درِجاناں ہونا

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 03مارچ2020ء)



﴿20﴾

# حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی پُر شفقت یادیں

(محمد سلطان ظفر۔ کینیڈا)

پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی شخصیت کے بلامبالغہ ہزار ہا پہلوہیں جن کا احاطہ کرنا ناممکن ہے۔ ان کی شخصیت کا ایک پہلو ہزار ہا احمدیوں سے ان کا ذاتی، قلبی تعلق اور رشتہ ہے۔ اسی حوالے سے، ایک عام انسان ہونے کے ناطے پیارے آقا کی شفقت و محبت کا جو میں متبرک حصہ سمیٹ سکا ہوں ان میں سے صرف چند واقعات پیش کرتا ہوں۔

آپؒ کا احمد نگر میں فارم اس سڑک کے اختتام پر ہے جس پر ہماری دکانیں اور گھر واقع ہیں۔ اگرچہ یہ راستہ آپؒ کا روزانہ کا معمول تو نہیں تھا مگر چونکہ اس وقت احمد نگر میں یہی مین بازار تھا لہٰذا یہاں بھی اکثر آیا کرتے تھے اور ہم سے بھی ملاقات ہو جاتی تھی۔

حضورؒ کا پہلا دیدار اس وقت ہوا جب 1977ء میں سیلاب کے بعد بعض گہرے کھیتوں میں دریا کی مچھلیاں رہ گئیں تو آپ ان کے شکار کے لئے اپنی بچیوں کے ساتھ احمد نگر تشریف لائے۔ مغرب کی سمت واقع، تالاب بنے، کھیتوں کے کنارے آپ نے نشست کا اہتمام کیا اور بے شمار بچے اور بڑے آپ کو دیکھنے کے لئے جمع ہو گئے، جن میں خاکسار بھی شامل تھا۔

آپؒ کے دورِ خلافت سے پہلے کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ شدید گرمی کے موسم میں، میں اور میرے بھائی حسب معمول بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ آپؒ کا گزر وہاں سے ہوا۔ ہم سب نے آپ کو سلام کیا، آپؒ نے اس کا جواب دیا۔ اس کے چند دن کے بعد جب ہماری والدہ صاحبہ ہومیوپیتھک دوائی لینے کے لئے دفاتر وقف جدید میں واقع کلینک پر گئیں تو حضور نے والدہ صاحبہ

کو فرمایا کہ میں نے آپ کے بچوں کو شدید گرمی میں ننگے سر کھیلتے ہوئے دیکھا تھا۔ ان کو کوئی نقصان نہ پہنچ جائے لہٰذا آپ ان کو گرمی میں باہر کھیلنے سے منع کر دیں۔

میرے بڑے بھائی مکرم محمد منور ظفر (حال، ٹورانٹو) ہمارے گھر کے پاس ہی گورنمنٹ اسکول احمد نگر میں ساتویں جماعت کے طالب علم تھے کہ ان کے دل میں سمایا کہ تعلیم الاسلام ہائی اسکول ربوہ میں داخلہ لینا چاہئے۔ ہماری والدہ صاحبہ رضامند نہ ہوئیں مگر بھائی صاحب کا اصرار بڑھتا گیا۔ اس پر ایک دن ہماری والدہ صاحبہ، بھائی کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے پاس لے گئیں اور ان سے کہا کہ یہ ربوہ میں داخل ہونا چاہتا ہے جبکہ ہمارے گھر کے سامنے اسکول ہے۔ آپ اسے سمجھائیں کہ احمد نگر میں ہی پڑھتا رہے۔

یہ بات سن کر حضرت صاحبؒ مسکرائے اور کہا اگر آپ کا بیٹا ربوہ میں پڑھنا چاہتا ہے تو یہ بہت اچھی بات ہے۔ پھر بھائی سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم کل میرے پاس آنا۔ اگلے دن میرے بھائی ان کے پاس گئے تو میاں صاحب نے آپ کو اپنے سائیکل پر بٹھایا اور پہلے کتابیں خریدیں، پھر درزی کو یونیفارم کا آرڈر دیا اور پھر خود ہی اسکول لے جا کر داخل کروایا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہجرت کے بعد خاکسار آپ کے دو خطباتِ جمعہ اور چار مجالس ہائے عرفان میں شامل ہوا تاہم ان سے میری واحد انفرادی ملاقات 26 جون 1997 کو، احمدیہ مشن ہاؤس، ٹورانٹو کینیڈا میں ہوئی۔ اہلیہ کے ہمراہ ملاقات کے لئے کمرے میں داخل ہوا اور سلام کیا، پیارے آقا سے ازراہِ شفقت معانقہ کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ میں نے آپ کا دست مبارک دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر مصافحہ کیا۔ میری اہلیہ نے بھی آپؒ کو سلام کیا اور آپ نے ان کو جواب دیا۔ پھر حضورؒ نے بیٹھتے ہوئے ہمیں بھی اپنے سامنے بیٹھنے کی دعوت دی۔ اور فرمایا ''جی! اپنا تعارف تو کروائیں۔'' میں نے عرض کیا کہ میں ماسٹر محمد عیسیٰ ظفر مرحوم کا بیٹا ہوں۔ حضورؒ نے فوراً کہا ''پھر تو احمد نگری ہو۔'' حضور کی یادداشت کے بارہ میں بے شمار دفعہ سنا تھا اب ذاتی تجربہ بھی ہو گیا کیونکہ میرے والد صاحب فروری 1978ء میں وفات پا گئے تھے اور اب تقریباً

20سال کے بعد ایک وفات شدہ شخص کا نام، اس کے رہائشی گاؤں کے نام کے ساتھ یاد رکھنا بظاہر ناممکن نظر آتا ہے۔ اور ایسا صرف وہی کر سکتا ہے جس کا دوسرے کے ساتھ دلی رشتہ ہو اور میرے پیارے آقا کا تو ہر ایک کے ساتھ دلی رشتہ تھا۔ میں نے حضورؒ کی بات کا جواب دیتے ہوئے عرض کیا کہ جی حضور اور چونکہ آپ کا ڈیرہ ہمارے گھر کے پاس ہے اس لئے آپ کا ہمسایہ بھی ہوں۔ میں نے مزید کہا کہ حضور میں ابھی حال ہی میں پاکستان سے آیا ہوں اور آپ کے ڈیرہ سے ہو کر آیا ہوں۔ وہاں پر بہت ہی خوبصورت ریسٹ ہاؤس تعمیر ہو رہا ہے۔ آپ اس وقت ہمارے لئے دراز سے چاکلیٹ نکال رہے تھے، رک گئے اور بڑے ہی اشتیاق سے پوچھنے لگے۔ ”تم نے دیکھا ہے؟“ میں نے کہا جی حضور۔ اس کے بعد حضور نے پوری تفصیل پوچھی اور دو تین دفعہ پوچھا کہ ریسٹ ہاؤس اچھا ہے؟ خوبصورت ہے؟ تم خود دیکھ کر آئے ہو؟ میں نے جواب دینے کے بعد کہا کہ حضور، لوگ اس ریسٹ ہاؤس کی تعمیر کو آپ کی پاکستان واپسی کا پیش خیمہ سمجھ رہے ہیں۔ حضورؒ نے فرمایا ”اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔“

اس کے بعد حضور نے ازرہ شفقت دو چاکلیٹ دیئے اور پھر ساتھ ہی کہنے لگے کہ ”تم لوگ تو شادی شدہ ہو۔ تم کو تو چاکلیٹ نہیں دینے تھے۔“ میں نے عرض کیا کہ حضور پہلی بات تو یہ ہے کہ بڑے عرصہ سے آپ کے چاکلیٹ پر نظر تھی مگر کبھی موقع ہی نہیں ملا۔ دوسری بات یہ کہ گزشتہ سال میری اہلیہ نے آپ سے حاصل کردہ چاکلیٹ میں سے کچھ حصہ مجھے بھجوایا تھا جو مجھے نہیں مل سکا اس لئے میں نے تو آپ سے خود درخواست کرنا تھی کہ مجھے چاکلیٹ دیں۔ یہ بات سن کر آپؒ مسکرا دیئے اور فرمانے لگے ”اچھا ٹھیک ہے۔“ پھر آپ نے میری اہلیہ سے ان کے والد صاحب کا نام پوچھا۔ ان کا تعارف مکمل ہونے کے بعد حضورؒ نے سرخ اور سلور رنگ کے دو نہایت خوبصورت اور قیمتی پین (pen) نکالے۔ سرخ رنگ کا پین اوپر کرتے ہوئے کہنے لگے کہ ”دلہنوں کو سرخ رنگ اچھے لگتے ہیں لہٰذا ایسا کرتے ہیں کہ سرخ پین تمہاری دلہن کو دے دیتے ہیں اور دوسرا تمہیں۔ یہ تحفے تم لوگوں کو یہ ملاقات یاد رکھائیں گے۔“ ہم نے بصد خوشی، تحفے وصول کئے۔ میں

نے شکریہ ادا کرتے ہوئے حضورؒ سے عرض کیا کہ حضور آپؒ سے ملاقات تو ہمیں ہر حال میں یاد رہے گی۔ اس بعد میں نے اپنی والدہ صاحبہ کی وفات کے بارہ میں بتایا تو آپؒ نے ان کی وفات پر بہت دکھ اور افسوس کا اظہار کیا۔ بعد ازاں اپنے بڑے بھائی صاحب کا ایک خط حضور کی خدمت میں پیش کیا۔ اس سلسلہ میں آپ نے چند ہدایات زبانی فرمائیں اور تفصیلی جواب بعد میں بھجوانے کا کہا۔ چند رشتہ داروں کی بابت بھی بات ہوئی۔ آپؒ نے سب کے لئے دعا کی درخواست قبول فرمائی۔ اور فوٹو گرافر کو بلوا کر ہمارے ساتھ تصویر بنوائی۔ میں نے درخواست کی کہ دوستوں کے لئے حضور کے ساتھ ایک الگ تصویر بھی بنوانا چاہتا ہوں۔ آپ نے کمال شفقت سے اجازت دے دی۔ پھر آپ دوبارہ میری اہلیہ سے ان کے والدین کے متعلق پوچھنے لگے اور فرمایا ”ان کے ساتھ میری ملاقات گزشتہ سال ہوئی تھی۔“ اس کے بعد وقتِ جدائی تھا۔ آپؒ سے ایک بار پھر مصافحہ کیا اور ہاتھ کو تین بار بوسہ دیا اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہتے ہوئے رخصت ہوئے۔ آپ سے بظاہر تو وہ آخری ملاقات تھی لیکن وہ کون سا دن ہے اور کون سا لمحہ ہے جب حضورؒ ہمارے دل سے دور ہوئے ہیں؟

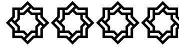
ایک خطبہ جمعہ میں آپ نے حضرت عبد اللہ سنوریؓ کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا کہ ”ان کے ذریعہ غوث گڑھ میں جن لوگوں نے احمدیت قبول کی ان کو میں جانتا تو نہیں لیکن مجھے یقین ہے کہ ان کی نسلیں پوری دنیا میں پھیل چکی ہوں گی۔“ یہ فقرہ کسی عام مقرر کا ہوتا تو ہم اسے جوش خطابت سے تعبیر کرتے لیکن یہ فقرہ اس شخص کا تھا جس کا ایمان اللہ تعالیٰ کے وعدوں اور سنت پر اپنی جان سے بھی زیادہ تھا۔

چونکہ میں، غوث گڑھ (انڈیا) کے اس وقت ایک، احمدی ہونے والے رہائشی محمد یوسف کو جانتا تھا لہٰذا میں نے فوراً جائزہ لیا کہ ان کے نسل کے لوگ اب کہاں ہیں۔ اور نتیجہ یہ نکلا کہ ان کے پوتے اور پوتیاں اور نواسے اور نواسیاں، آسٹریلیا، جرمنی، ناروے، بیلجیئم، فلپائن،

انگلینڈ، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، امریکہ اور کینیڈا میں حضورؒ کے الفاظ کی سچائی کے ثبوت کے طور پر موجود ہیں، اور خاکسار بھی انہی میں سے ایک ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں آپؒ کے تمام احکامات، ہدایات اور نصائع کو احسن طریقہ سے سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہی وہ طریقہ ہے جس سے ہم اپنی وفا کا ثبوت دے سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپؒ کو اپنے اور اپنے پیارے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے قرب میں نمایاں مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 14 اپریل 2020ء)



﴿21﴾

# موجودہ عالمی حالات میں ضرورت امام

(ابو حمدان)

رسول اللہ ﷺ کی حدیث مبارکہ أَلاِمَامُ جُنَّةٌ کا اصل ادراک اور ضرورت آج محسوس ہورہی ہے ۔ جب دنیا بھر کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً کسی ایسے رہنما کی ضرورت ہے جو زمانے کے حالات سے ہم آہنگ وعظ و نصیحت کرتے ہوئے انسانیت کے لئے نجات دہندہ ثابت ہو۔ گویا دنیا کو کسی ایسے عروہ وثقی کی ضرورت ہے جو انسانیت کو اتحاد کی لڑی میں پرو کر امت واحدہ بنادیں۔

اس ضرورت کا شدت سے احساس آج عالمی وبا کے دور میں ہورہا ہے جہاں ہمارا امام ہمیں مختلف مواقع پر جہاں قیمتی نصائح اور بیش قیمت احتیاطی تدابیر کی طرف توجہ دلا رہا ہے وہیں مختلف اطباء کے مشوروں سے دوائی بھی تجویز کر رہا ہے۔ اور اپنی روحانی حالتوں کی اصلاح کا درس دے رہا ہے۔ کیا یہ وہ ڈھال نہیں جس کا ذکر آج سے 1400 سال قبل پیغمبر اسلام ﷺ نے أَلاِمَامُ جُنَّةٌ کے الفاظ میں دیا تھا۔ مگر اس بات کا ادراک محض ان لوگوں کو ہوسکتا ہے جن کے پاس ایک امام ہے۔ جن کو سمجھانے والا، جن کو گاہے گاہے اُنگلی پکڑ کر نہر پار کروانے والا وجود موجود ہے۔ اور یہ صرف جماعت احمدیہ کا ہی طرہ امتیاز ہے کہ وہ ایک ہاتھ پر مجتمع ہے۔ جبکہ دوسری جانب تمام امت مسلمہ ایک عجیب سی کیفیت میں گھری ہوئی ہے۔ ایک متلاطم سمندر رہے چھوٹی سی کشتی اور بے بسی کی انتہا۔

آج بعض اسلامی ممالک میں تبلیغ کرنے اور مساجد میں جمعہ پڑھنے کی ضد کی وجہ سے کرونا بڑی تیزی سے پھیلا ہے۔

جبکہ ہمارے سامنے رسول اللہ ﷺ کے بعض واضح ارشادات اور رہنمائی موجود ہے۔ جن کے ہوتے ہوئے ان تمام واقعات کے ذمہ داروں کا تعین کرنا ہر کسی کیلئے نہایت آسان ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا واضح ارشاد ہے کہ جس جگہ وباہو وہاں پر نہ جایا جائے اور اگر وہاں پہلے سے موجود ہو تو واپس نہ آیا جائے۔ اس ارشاد کو ملحوظ رکھتے ہوئے چاہئے تو یہی تھا کہ جو جہاں ہے وہ وہیں اپنے آپ کو محصور کرلیتا تاکہ اس وائرس کی مزید تشہیر اور پھیلاؤ نہ ہو پاتا۔ اسی طرح رسول اللہ نے امیر کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے۔ چنانچہ ان حالات میں حکومت وقت اور حاکم وقت کی طرف سے دی گئیں ہدایات پر عمل کرنا بھی از حد ضروری تھا جس کی طرف بھی خاطر خواہ توجہ نہیں دی گئی۔ اس لئے آج ہم سب اس کے نتائج سے دوچار ہیں۔

مگر سوال یہ ہے کہ آخر ایسی کیا وجہ ہے کہ ان تمام مذہبی جماعتوں کی رہنمائی کیلئے کوئی ایک راہ متعین نہیں نظر آتی، ان سب میں تضاد اور تفرقہ بہت حد تک واضح ہو گیا ہے۔ اس کا جواب ہمارے نبی پاک ﷺ نے آج سے 1400 سال قبل اَلامَامُ جُنَّةٌ کے الفاظ میں دیا تھا۔ اور آج اس بات کی امت مسلمہ میں شدید تڑپ اور شدت محسوس ہوتی دکھائی دے رہی ہے۔

خدارا! اب بھی ہوش کے ناخن لو اور اس امام اور اس جماعت کو پہچانو کہ جس کو تم سب نے مل کر جتنا دبایا آج وہ اس سے ہزار گنا زیادہ تناور بن چکی ہے۔ اور تائید الٰہی اور فضل الٰہی کی تازہ اور زندہ مثال ہے۔ جماعت احمدیہ کا ایک ہاتھ پر یکجا ہونا اور ایک امام کی اطاعت کرنا ایسا وصف ہے جس کے غیر بھی معترف ہیں۔ چنانچہ ایک شیعہ اخبار جماعت احمدیہ کے متعلق کچھ یوں رقمطراز ہے:

”ان کا دینی سربراہ ایک ہے جس کی وجہ سے ان کی مرکزیت قائم ہے اور پورے طور پر منظم ہیں۔“ پھر مزید لکھا:

”آج کل اسلام اور ملک و وطن کی سب سے بڑی خدمت اتفاق واتحاد، اپنے اختلافات مٹانے اور ایک اور صرف ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونے میں مضمر ہے۔ آیئے! آج ہم آپ کو احمدی

فرقہ کے ان کارناموں سے روشناس کرائیں جو انہوں نے آٹے میں نمک ہونے کے باوجود ...... سرانجام دیئے ہیں۔ سب سے پہلا اور نمایاں وصف ان میں اتحاد و تنظیم کا ہے“

(ہفت روزہ اخبار رضاکار (لاہور) 24 مئی 1973ء جلد 37 شمارہ 20)

حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی جماعت کے لئے محبت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا تھا:

”میں دیانت داری سے کہہ سکتا ہوں کہ لوگوں کے لیے جو اخلاص اور محبت میرے دل میں میرے اس مقام پر ہونے کی وجہ سے جس پر خدا نے مجھے کھڑا کیا ہے اور جو ہمدردی اور رحم میں اپنے دل میں پاتا ہوں وہ نہ باپ کو بیٹے سے ہے اور نہ بیٹے کو باپ سے ہو سکتا ہے۔“

(الفضل 4 اپریل 1924ء)

”جب سعودی، عراقی، شامی اور لبنانی، ترکی، مصری اور یمنی سو رہے ہوتے ہیں میں ان کے لیے دعا کر رہا ہوتا ہوں۔“

(رپورٹ مجلس مشاورت 1955ء)

”کیا تم میں اور ان میں جنہوں نے خلافت سے روگردانی کی ہے کوئی فرق ہے۔ کوئی بھی فرق نہیں۔ لیکن نہیں ایک بہت بڑا فرق بھی ہے اور وہ یہ کہ تمہارے لیے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا، تمہاری محبت رکھنے والا، تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا، تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا، تمہارے لیے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا ہے۔ مگر ان کے لیے نہیں ہے۔ تمہارا اسے فکر ہے، درد ہے اور وہ تمہارے لئے اپنے مولیٰ کے حضور تڑپتا رہتا ہے لیکن ان کا ایسا کوئی نہیں ہے۔ کسی کا اگر ایک بیمار ہو تو اس کو چین نہیں آتا۔ لیکن کیا تم ایسے انسان کی حالت کا اندازہ کر سکتے ہو جس کے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں بیمار ہوں۔ پس تمہاری آزادی میں تو کوئی فرق نہیں آیا ہاں تمہارے لیے ایک تم جیسے ہی آزاد پر بڑی ذمہ داریاں عائد ہو گئی ہیں۔“

(برکات خلافت، انوار العلوم جلد دوم صفحہ 158)

اللہ کرے کہ یہ دنیا اس امام اور پیشوا کو ماننے میں اب مزید دیر نہ کرے۔ اللّٰھم آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 20 اپریل 2020ء)



﴿22﴾

# خلفائے سلسلہ کی بلاد عرب سے محبت۔ایک عرب کی زبانی

## (عمادالدین المصری-غانا)

محبت کی داستانیں زمانہ قدیم سے انسان اور انسانی زندگی کا حصہ رہی ہیں۔ عاشق اور معشوق کی کہاوتوں سے توسب واقف ہیں مگر ایک اور محبت بھی ہے جس کا تذکرہ قرآن کریم میں کچھ یوں ہے:

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ

(التوبہ:128)

یہ وہ محبت ہے جو انبیاء علیہ السلام کو اپنی قوم سے ہوتی ہے۔ وہ انبیاء ایسے پیارے وجود ہوتے ہیں جو کہ اپنی امت کے غم میں ہلاک ہونے کو تیار ہوتے ہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے بارہ میں قرآن کریم کی شہادت ہے:

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ

(الشعراء:4)

اسی درجہ کی محبت رسول ہاشمی ﷺ کے بروز اور ظِل نے انسانیت سے کی مگر عربوں سے آپؑ کی محبت بے نظیر ہے۔ آپؑ کی عربوں سے خاص محبت کی وجہ یہ بھی تھی کہ وہ آپؑ کے آقا و مولیٰ ﷺ کی قوم ہے۔ کیونکہ عرب وہ قوم تھی جس میں آپؑ کے سید و مولیٰ کا ظہور ہوا۔ آپؑ کو عرب کی خاک سے محبت اس لئے تھی کہ وہ بلاد رسول ﷺ کی خاک ہے۔ کیونکہ یہ وہ قوم تھی

جس پر نبیوں کا سردار طلوع ہوا اور آپ ﷺ کی ضیابار کرنوں نے ایک دفعہ ریگستان عرب کے ذرّہ ذرّہ کو تجلیات روحانیہ سے بر کنار کیا۔

اے میرے پیارے اللہ اس نبی عربی پر درود بھیج جس نے فرمایا:

”أَحِبُّوا الْعَرَبَ لِثَلَاثٍ: لِأَنِّي عَرَبِيٌّ وَالْقُرْآنَ عَرَبِيٌّ وَكَلَامَ أَهْلِ الْجَنَّةِ عَرَبِيٌّ“

(المستدرك على الصحيحين للحاكم)

اور آپ ﷺ کے اس غلام صادقؑ پر رحمت بھیج جس نے عربوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

”اے بندگانِ خدا! مجھے تم پر حسنِ ظن ہے اور میری روح تم سے ملنے کے لئے پیاسی ہے۔ میں تمہارے وطن اور تمہارے بابرکت وجودوں کو دیکھنے کے لئے تڑپ رہا ہوں تاکہ میں اس سرزمین کی زیارت کر سکوں جہاں حضرت خیر الوریٰ ﷺ کے مبارک قدم پڑے، اور اس مٹی کو اپنی آنکھوں کے لئے سرمہ بنالوں۔“

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5، صفحہ 421)

قارئینِ کرام! خاکسار نے اس مضمون کو لکھنے سے پہلے ایسا مضمون لکھنے کا ارادہ کیا جس میں عربوں کی خلافتِ احمدیہ سے محبت اور ان کی قربانیوں کا کچھ ذکر ہو۔ مگر مولانا محمد طاہر ندیم کی تصنیف (صلحاء العرب وابدال الشام) کے حوالہ جات تلاش کرنے کے لئے مطالعہ کر کے مجھے یہ احساس ہوا کہ خلافتِ احمدیہ کے ہم عرب احمدیوں پر بے شمار احسانات ہیں اور ہمارے ہر ایک فرد کو اس مبارک سلسلہ کا شکر گزار بننا چاہئے۔ اس لئے بجائے اس کے کہ میں عرب احباب کی قربانیوں کا ذکر کروں میں نے فیصلہ کیا کہ میں تحدیثِ نعمت کے لئے خلافِت احمدیہ کی عربوں کے ساتھ محبت اور شفقت کی کچھ جھلکیوں کے ذکر پر مشتمل مضمون لکھوں گا۔

مذکورہ بالا حوالہ سے حضرت مسیح موعودؑ کی عربوں سے محبت و شفقت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ عرب تو عرب حضرت اقدسؑ عرب سے ہر تعلق رکھنے والی چیز سے محبت رکھتے تھے۔

حضورؑ مزید فرماتے ہیں:

”اے میرے بھائیو! مجھے تم سے اور تمہارے وطنوں سے بے پناہ محبت ہے۔ مجھے تمہاری راہوں کی خاک اور تمہاری گلیوں کے پتھروں سے محبت ہے۔ اور میں تمہیں دنیا کی ہر چیز پر ترجیح دیتا ہوں۔“

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن، جلد5 صفحہ 419۔422 بحوالہ صلحاء العرب و ابدال الشام)

اسی عظیم ترین محبت کے تقاضا یہ تھا کہ حضورؑ نے اپنے پیارے عربوں کے لئے اس کو پسند نہیں کیا کہ وہ آپؑ پر نازل ہونے والا روحانی مائدہ سے اور آپؑ پر آسمان سے اُترنے والی نعمت سے محروم رہ جائیں۔ اس لئے آپؑ نے بلا تامل ان کو دعوت دی اور فرمایا:

”اے عرب اور مصر اور بلادِ شام کے بھائیوں، جب میں نے دیکھا کہ یہ ایک عظیم نعمت ہے اور آسمان سے نازل ہونے والا مائدہ ہے اور عطاؤں والے خدا کی طرف سے ایک قابل قدر نشان ہے تو میرے دل نے پسند نہیں کیا کہ میں آپ کو اس میں شریک نہ کروں۔ چنانچہ میں نے اس امر کی تبلیغ کو ایک فرض سمجھا اور ایسے قرض کے مشابہ خیال کیا جسے ادا کئے بغیر اس کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔“

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد5 صفحہ 488۔490 بحوالہ صلحاء العرب و ابدال الشام)

آج عرب ملکوں کے ہر کونے سے یہ آوازیں زور سے اُٹھ رہی ہیں کہ اے مسیح موعود ومہدی مسعودؑ ہم گواہ ہیں کہ آپؑ نے اس قرض کو خوب ادا فرمایا علیک الصلوٰۃ والسلام یا سیدنا۔ لیکن حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی محبت روحانی تحفے تک محدود نہ تھی بلکہ آپؑ نے ہر پہلو سے اور ہر وقت اور ہر ذریعے سے اپنی عربوں سے محبت کا اظہار فرمایا۔

چنانچہ آپؑ کی سخاوت کا ذکر سیرت المہدی کی ایک روایت میں آیا ہے کہ

”ڈاکٹر میر محمد اسماعیلؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ عبدالمحی صاحب عرب نے مجھ سے ایک روز حضرت خلیفہ اولؓ کے زمانہ میں ہی ذکر کیا کہ حضرت صاحب کی سخاوت کا کیا کہنا ہے۔ مجھے کبھی آپ کے زمانہ میں کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ جو ضرورت ہوتی بلا تکلف مانگ لیتا اور حضور میری

ضرورت سے زیادہ دے دیتے اور خود بخود بھی دیتے رہتے۔ جب حضور کا وصال ہو گیا تو حضرت خلیفہ اوّلؓ حالانکہ وہ اتنے سخی مشہور ہیں میری حاجت براری نہ کر سکے۔ آخر تنگ ہو کر میں نے ان کو لکھا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے خلیفہ تو بن گئے مگر میری حاجات پوری کرنے میں تو ان کی خلافت نہ فرمائی۔ حضرت صاحب تو میرے ساتھ اس طرح کا سلوک کیا کرتے تھے۔ اس پر حضرت خلیفہ اولؓ نے میری امداد کی۔"

(سیرت المہدی، روایت نمبر 562 بحوالہ صلحاء العرب و ابدال الشام)

اس واقعہ سے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی جُود و سخا کے علاوہ حضرت خلیفہ اولؓ کے آپؑ کے قدموں پر چلنے اور عرب احباب کے ساتھ محبت اور شفقت کے سلوک کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ ایک اور عرب صحابی سیٹھ ابو بکر صاحبؓ جو صدیقی النسب ہیں اور ان کا خادمانہ اور مخلصانہ وفا کا گہرا تعلق استوار رہا۔ آپؓ کے ایک خط کے جواب میں حضرت مفتی صاحبؓ فرماتے ہیں "آپ کا خط ملا، حضرت خلیفۃ المسیح آپ کے واسطے بہت دعا کرتے ہیں اور فرماتے ہیں ہم آپ کے واسطے رمضان میں بہت دعا کریں گے۔ آپ بڑے مخلص ہیں۔

(صلحاء العرب و ابدال الشام)

قارئینِ کرام! ہم سب......... مگر پھر بھی ان بے پناہ مصروفیات کے باوجود حضورؓ نے ان عرب صحابی سے وعدہ کیا کہ ہم بکثرت دعا کریں گے۔ یہ بات عجیب لگتی ہے۔ مگر خلفاء جیسے نیک وجود سے آشنا لوگوں کے لئے یہ کوئی تعجب والی بات نہیں ہے اور ایسے واقعات سے خلفائے احمدیت کی تاریخ بھری ہوئی ہے۔

چنانچہ جماعت کبابیر کا ایک مخلص عرب احمدی عبد اللہ اسد عودہؓ جب سکول میں طالب علم تھے انہوں نے حضرت مصلح موعودؓ کو خط لکھا۔ اس کا جواب 30 دسمبر 1947ء کو آیا۔ عبد اللہ صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ "اس وقت حالات خراب تھے لیکن ان مضطرب حالات کے باوجود آپؓ ہمارے لئے دعا کرنے کے لئے اور ہمیں ہدایات دینے کے لئے ہمیشہ تیار تھے۔"

(مجلۃ التقویٰ، العدد الخاص، ذکریاتی مع الخلفاء، از محمد طاہر ندیم)

یہ تھی حضرت مصلح موعودؓ کی محبت اور یہ وہ ہدایات ہیں جن پر عمل کر کے جماعت احمدیہ کبابیر نے بے شمار برکات کو حاصل کیا۔

خلفائے احمدیت کی یہ نیک سیرت ہے کہ بے پناہ مصروفیات کے باوجود وہ ہمیشہ اپنے عرب احباب پر شفقت کرنے کے لئے وقت نکالتے ہیں۔ مکرم محمد منیر ادلبی کا تعلق شام سے ہے۔ ان کی حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے ایک ملاقات کے دوران حضورؒ کا پہلا سوال یہ تھا کہ کیا آپ نے کھانا کھالیا؟ اور پھر آپؒ نے فرمایا کہ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے اور حضرت ابراہیمؑ نے اپنے مہمانوں کے ساتھ یہی سلوک کیا کہ فَمَا لَبِثَ أَنْ جَاءَ بِعِجْلٍ حَنِيذٍ (ہود:70) یعنی مہمان سے سلام دعا کے بعد دیگر باتوں سے قبل مہمان نوازی کا فرض ادا کیا۔ اس کے بعد حضورؒ نے فرمایا: میں نے پرائیویٹ سیکرٹری کو کہہ دیا ہے کہ جب تک آپ یہاں ہیں روزانہ آپ کی ملاقات ہوتی رہے۔ چنانچہ مسلسل ایک ماہ تک ہر روز تقریباً ایک گھنٹہ تک وہ حضور انورؒ کے ساتھ ملنے اور باتیں کرنے کی سعادت پاتے رہیں جو حضور انورؒ کی غیر معمولی شفقت اور لطف و کرم پر دلالت کرتا ہے۔ یہ صورت حال دیکھ کر انہیں وہاں پر موجود لوگوں نے ''خوش نصیب شخص'' کے نام سے پکارنا شروع کر دیا تھا۔

(صلحاء العرب وابدال الشام)

خلفائے احمدیت کی محبت صرف قربت میں رہنے والے خوش قسمت عرب احباب تک محدود نہیں بلکہ یہ نگاہِ کرم دور دراز عرب ممالک میں رہائش پذیر عشاق کو اپنی خوشبو سے معطر کرتی رہی ہے۔ مکرمہ خلود عودہ جو سیریا کی ایک مخلص احمدی خاتون ہیں لکھتی ہیں: ''ہمارے والد صاحب ہمیں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے خط و کتابت کا سلسلہ جاری رکھنے پر اور آپؒ کو ہمارے معاملہ سے اطلاع کر کے دعا کی برکات حاصل کرنے پر ہمیشہ آمادہ کرتے تھے۔ اسی لئے میرا حضورؒ سے تعلق ایسا تھا جیسا ایک بیٹی کا اپنے والد سے تعلق ہوتا ہے اور یہ تعلق طالب علمی کے زمانہ سے شروع ہوا پھر بڑھتا رہا یہاں تک کہ جب میرے والد صاحب فوت ہو گئے تو حضورؒ نے ہماری مدد کر کے اور سکون

بخش باتیں کر کے ہمارے خاندان کو خاص شفقت سے نوازا۔ 1990ء سے حضور کے وصال تک میرا آپؒ سے ٹیلیفون کے ذریعہ رابطہ مسلسل جاری رہا۔

(التقوی)

اسی طرح طٰہٰ قزق صاحب مرحوم جو اُردن کی جماعت کے صدر رہے اور جماعت کے لئے خدمات کو سر انجام دینے کا شرف حاصل کر چکے ہیں۔ ایک دفعہ جلسہ سالانہ ربوہ میں شامل ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں الوداعی ملاقات کی کیفیت بیان کرتے ہوئے انہوں نے لکھا: ”جب میری باری آگئی اور میں اندر چلا گیا تو آپؒ نے مجھے گلے سے لگایا اور مجھے یہ محسوس ہوا کہ میرے اور آپؒ کے دل کے درمیان ایک wire تھا۔ جیسا کہ وہ ایک battery کو charge کرتا ہے اور آپؒ نے مجھے یہ محسوس کروایا کہ صرف میں ہی آپؒ کا عزیز مہمان ہوں۔ تصویر کھینچ لی اور ہم نے باتیں کی۔“

(التقویٰ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی عرب سے محبت کے متعلق ایک اور واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ ابو الفرج الحصنی صاحب جو سیریا کے ایک مخلص احمدی ہیں۔ 1972ء میں وہ ربوہ چلے گئے اور وہاں 8 مہینے تک رہے۔ حضور سے ان کی پہلی ملاقات کی کیفیت کے بارہ میں لکھتے ہیں کہ ”مسئلہ یہ تھا کہ مجھے انگریزی نہیں آتی تھی اور حضورؒ کو عربی تو آتی تھی مگر اس میں آپؒ نہیں بولتے تھے۔ اس لئے سب سے اچھا طریق یہ تھا کہ میں عربی میں بولوں اور حضورؒ انگریزی میں۔ ہمارا محادثہ ایک گھنٹہ تک جاری رہا۔ یہ ایسی ملاقات تھی جس میں مجھے جو احساس پیدا ہوا میں اس کو اور خلیفۂ وقت سے میرے محبت اور تعلق کو بیان نہیں کر سکتا ہوں۔“

ابو الفرج مزید لکھتے ہیں کہ: ”ایک دن میں مختلف کھانا کھانے کی وجہ سے بیمار ہوا۔ آپؒ نے مجھے بلایا اور سوالات پوچھنے لگے (مجھے معلوم نہیں تھا کہ ان سوالات کی وجہ کیا تھی۔ حضور یہ پوچھتے تھے کہ ہمارے ملک میں ہمارا کھانا کیسا ہے۔ تب میں نے آپؒ کو بتایا) پھر میں حیران رہ گیا

جب مجھے معلوم ہوا کہ حضورانورؒ نے دار الضیافت کو ہمارے ملکوں میں وہ مشہور کھانے پکانے کا حکم دیا جن کے بارے میں میں نے آپؒ کو بتایا۔

(التقوی)

قارئینِ کرام! جب محبت دل سے ہوتی ہے تو محبت کرنے والا اپنے محبوب کو کسی وقفہ کے بغیر پہچانتا ہے۔ اس کی مثال کچھ اس طرح ہے کہ عبد الکریم الفحصی جن کا تعلق الجزائر سے تھا۔ ان کے ساتھ ہونے والا واقعہ سے ان کو معلوم ہوا کہ خلیفۂ وقت کی اپنے خدام سے محبت بے انتہا ہے۔ وہ واقعہ کچھ اس طرح ہے وہ لکھتے ہیں کہ: ”بیعت کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ساتھ میرا بہت ہی گہرا اور محبت کا تعلق قائم ہو گیا۔ لیکن مجھے معلوم نہ تھا کہ حضور انور کو اپنے خدام سے اس سے بھی زیادہ محبت ہے۔ اس کا اندازہ مجھے اس وقت ہوا جب ایک مجلس سوال وجواب میں میں نے سوال کرنے سے قبل اپنا تعارف کروانا چاہا تو حضور نے فرمایا: تعارف کی ضرورت نہیں، عبدالکریم میں آپ کو جانتا ہوں۔ حضور انور کے یہ کلمات سن کر میں ایک لمحے کے لئے اپنا سوال تک بھول گیا۔

(صلحاء العرب و ابدال الشام)

مکرم محمد شریف امیر جماعت احمدیہ کبابیر ایک ایسے مخلص احمدی ہیں جن کی خلافت سے محبت اور تعلق کی بہت داستانیں ہیں اور ان سب کو اس مختصر سا مضمون میں بیان ناممکن ہے۔ مگر ان کے ساتھ ہونے والا ایک دلچسپ واقعہ ہے جس کا یہاں بیان کرنا بے محل نہیں ہے۔ وہ واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ

”مکرم محمد شریف کو اکثر اوقات حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ شفقت فرماتے ہوئے اردو کلاس میں بیٹھنے کی اجازت مرحمت فرماتے۔ ایک دن ان کے بھائی منیر عودہ نے ان کو بتایا کہ اس دفعہ اردو کلاس میں شامل ہونا ناممکن ہے کیونکہ حضور انور کے کلاس میں بیٹھنے کے لئے اجازت لینی ضروری ہے۔ محمد شریف بیان کرتے ہیں کہ ”مجھے اس محرومی پر شدید صدمہ لاحق ہوا۔ اسی حزن وملال کی کیفیت میں میں گریسن ہال روڈ کے کنارے چلنے لگا۔ اچانک میرے دل میں جنم لینے والی

ایک معصوم سی خواہش دعا بن کر لبوں پر آگئی اور اس دل شکستگی کی کیفیت میں جانے کیسے میرے منہ سے نکل گیا کہ اے اللہ میرے غم کا مداوا یہ ہے کہ جب حضورؒ نماز کے لئے مسجد میں تشریف لائیں تو میرے ساتھ کوئی شفقت فرمائیں۔ اس وقت اردو کلاس نماز مغرب اور عشاء کے درمیان ہوا کرتی تھی۔ میں مذکورہ بالا تفکرات وخیالات میں گھرا ہوا نمازِ عشاء کے لئے مسجد میں آبیٹھا۔ حضورانور تشریف لائے اور عشاء کے بعد جب تشریف لے جانے لگے تو مجھے دیکھتے ہی فرمایا:

''شریف! اُردو کلاس میں کیوں نہیں آئے؟''مَیں نے عرض کیا کہ حضور! منیر نے مجھے جانے سے روک دیا تھا۔ آپؒ نے فرمایا اچھا آؤ! میرے ساتھ۔ حضور سیدھا سٹوڈیو تشریف لے گئے اور فرمایا منیر کو بلاؤ اور سلیم صاحب کو آئس کریم لانے کا ارشاد فرمایا۔ منیر عودہ آئے تو حضور نے پوچھا کہ شریف کو اُردو کلاس میں کیوں نہیں آنے دیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ حضور ہم نے حضور انور سے اجازت نہیں لی تھی۔ فرمایا اچھا اب یہ کل والی کلاس میں آجائیں۔''

(صلحاء العرب وابدال الشام)

ان سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی محبت کے متعلق ایک اور دلچسپ واقعہ ہے۔ چنانچہ محبوب اپنے محبت کرنے والے کے قریب ہونے میں اپنا بہشت دیکھتا ہے اور اس کے قریب ہونے میں جو ہوتا ہے محبوب کی زبان اس کی وصف سے عاجز رہتی ہے۔ اسی طرح خلفائے احمدیت کی عرب احمدیوں کے ساتھ محبت کے سلوک کی وجہ سے عرب احمدی خلفاء کے ساتھ جو وقت گزارتے ہیں اس کو اپنا اس دنیا میں بہشت سمجھتے ہیں۔ مکرم محمد شریف اپنے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے معانقہ کی کیفیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''جب حضور انورؒ نے اس عاجز کو شرف معانقہ عطا فرمایا تو مجھے ایسے لگا جیسے مَیں اس زمین پر اور اس عالم میں نہیں بلکہ ہواؤں میں اڑنے لگا ہوں۔''

(صلحاء العرب وابدال الشام)

اس کے باوجود کہ یہ ان کی خلیفہ وقت سے پہلی ملاقات تھی مگر خلیفہ کی محبت کو دیکھ کے ان کو یوں محسوس ہوا جیسا کہ بہت لمبے عرصہ سے ان کو حضور جانتے تھے۔ اسی طرح ایک اور مخلص

احمدی محمد منیر ادلبی اس دن کے وصف میں لکھتے ہیں، جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ان کو معانقہ کا شرف عطا فرمایا:

”مجھے اس دن حقیقی محبت کی مٹھاس کا ادراک ہوا۔ حضور انور نے ایسے لطف و کرم اور شفقت و محبت سے مجھے گلے لگایا کہ مجھے محسوس ہوا جیسے حضور انور کا کوئی پُرانا دوست یا سگا بھائی یا عزیز ترین بیٹا ہوں۔“

(صلحاء العرب وابدال الشام)

ایک اور احمدی عرب خاتون کو موجودہ حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے پیار اور شفقت کے سلوک کو دیکھ کر یہ احساس پیدا ہوا۔ مکرمہ فاہمی غزلان آف مراکش اپنی حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے پہلی ملاقات کے بارہ میں لکھتی ہیں:

”حضور انور نے اتنے پیار اور شفقت کا سلوک فرمایا کہ مجھے ایسے لگا جیسے ہمارا حضورؓ کے ساتھ کئے سالوں سے بہت گہر اتعارف ہے۔“

(صلحاء العرب وابدال الشام)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی عربوں پر شفقت کا یہ عالم تھا کہ ان میں سے ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنی عمر کے آخری دن اپنے اہل و عیال کے بجائے آپ ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے قریب گزارنے کے امیدوار ہیں۔ چنانچہ مصطفیٰ ثابت مرحوم جن کا تعلق مصر سے تھا۔ آپ اپنی زندگی میں جماعت کے بہت مخلص خادم تھے اور جب وہ فوت ہوئے تو حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ان کا جنازہ پڑھایا۔ حضور پُر نور نے مصطفیٰ ثابت صاحب کا ذکرِ خیر کرتے ہوئے فرمایا:

”آپ جب گزشتہ سال آٹھ مہینے سے زیادہ بیمار ہوئے تو مجھے لکھتے رہے کہ مَیں یہاں آنا چاہتا ہوں اور جتنا وقت ہے وہ یہاں آپ کے قریب گزارنا چاہتا ہوں تو میں نے کہا آجائیں یہیں۔ تو آپ یہاں گیسٹ ہاؤس میں تشریف لے آئے۔ جس دن آپ آئے کافی بیمار تھے مجھے پتہ لگا تو مَیں

نے کہا کہ جا کے مَیں پتہ کرتا ہوں لیکن ان کو کسی طرح پتہ چل گیا کہ مَیں آ رہا ہوں تو بڑی تیزی سے یہ اپنے کمرے سے نکلے ہیں اور میرے دفتر پہنچ گئے۔"

(صلحاء العرب وابدال الشام)

لیکن حضور انور کی محبت اس حد تک نہیں رُکی بلکہ جب مصطفیٰ ثابت فوت ہوئے آپ ایدہ اللہ تعالیٰ قبرستان میں اس خادم کے مزار اپر عزاز واکرام کے لئے تشریف لا رہے ہیں اور یہ وقت جلسہ سالانہ برطانیہ کے فوراً بعد کا تھا۔ جس میں حضور انور ایدہ اللہ کی مصروفیت بے پناہ تھی۔ اس کے باوجود آپ ایدہ اللہ تعالیٰ نے میت والی گاڑی سے قبر تک میت کو خود کندھا دیا۔ پھر اپنے دست مبارک سے تابوت کو لحد میں اُتارا۔ جب قبر کی تیاری ہونے لگی تو پیارے حضور نے بعض خوش نصیبوں کی قبور پر دعا کی جن میں سے پہلے مکرم حلمی الشافعی ہیں (جن کی فوت ہونے سے پہلے خواہش یہ تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے قریب اپنے آخری دن گزاریں۔ ان کی وفات حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے دفتر کے دروازہ پر ہوئی) قبر تیار ہونے پر پیارے آقا نے اپنے دست مبارک سے کتبہ نصب فرمایا اور پھر اجتماعی دُعا کروائی۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 22 اپریل 2020ء)



﴿23﴾

# اطاعتِ خلافت اور اس کی برکات

## (امۃ القیوم انجم۔ کینیڈا)

خلافت کی تاریخ اتنی ہی پُرانی ہے جتنی کہ خود انسانی تاریخ۔ خلافت وہ پہلا انعام ہے جو نسلِ انسانی کو آدم علیہ السلام کی صورت میں ملا جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے اِنِّیۡ جَاعِلٌ فِی الۡاَرۡضِ خَلِیۡفَۃً(البقرہ:31) یقیناً میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں اور پھر یہ نعمت آنحضرت ﷺ کے وجود میں جلوہ گر ہو کر اپنے کمال اور معراج کو پہنچی۔ خدا تعالیٰ نے اپنا عکس اس ذات میں رکھ کر فرمایا کہ اعلان کر دو کہ قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَ نُسُکِیۡ وَ مَحۡیَایَ وَ مَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ کہ میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت سب کچھ خدا کے لئے ہے۔ ہم جب خلافت اور اس کی اطاعت و برکات کا ذکر کرتے ہیں تو دراصل ہمارے ذہن میں یہی خلافتِ الٰہیہ ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ انبیاء کے ذریعے دُنیا میں قائم فرماتا ہے اور نبی کی وفات کے بعد اس کے ماننے والوں میں اس کا تسلسل جاری فرماتا ہے۔ ایسی خلافت اپنے مطاع کے تمام تر خدّوخال اپنے اندر جذب کرنے کی پابند ہوتی ہے۔ گویا خلیفہ کا وجود اپنے مطاع کا ظِل اور عکس ہوتا ہے۔ وہ چاند کی طرح اُوپر سے ایک امانت کو قبول کرتا ہے اور آگے اس امانت کو منتقل کر دیتا ہے چنانچہ اس کی تمام تر برکات ایک واسطہ کے ساتھ وہی ہوتی ہیں جو وہ اپنے مطاع سے وصول کر رہا ہوتا ہے۔ اگر ہم اس نظر سے دیکھیں تو خلافتِ احمدیہ کی برکات اپنے کمال کو پہنچی ہوئی ہیں کیونکہ یہ ان تمام برکات کی حامل ہیں جو رسولِ پاک ﷺ نے اپنے ربّ سے وصول پا کر اپنے اندر جذب کیں اور پھر ان کو اُمّت میں منعکس فرمایا اور چونکہ کُلُّ بَرَکَۃٍ مِنۡ مُحَمَّدٍ فَتَبَارَکَ مَنۡ عَلَّمَ وَتَعَلَّمَ نبی کریم ﷺ سے

ہی ساری برکات وابستہ ہیں اس لئے وہ تمام برکات خلافتِ احمدیہ میں ایک واسطہ کے ساتھ جلوہ گر ہیں اور ان کا انتشار ہو رہا ہے۔

خلافت کے ذریعے بندوں کے پاس سب سے قیمتی امانت یعنی توحیدِ الٰہی کی حفاظت ہوتی ہے اور خلیفہ اس بات کا پوری طرح ادراک رکھتا ہے کہ کسی طور سے شرک کی کوئی آلائش توحیدِ الٰہی کے نور کو دُھندلا نہ کرے گویا یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡـًٔا (النور:56) کا جہاد جاری رہتا ہے۔خلافت کے ذریعے عبادت کو زندہ کیا جاتا ہے اور یٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمۡ مِّنۡ اِلٰہٍ غَیۡرُہٗ (الاعراف:60) کے مطابق یہ کام بھی جماعتِ احمدیہ میں احسن طور پر جاری ہے۔

خلافتِ احمدیہ کے ذریعے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا جہاد جاری ہے اور شیطان کے ساتھ ایک جنگ کا محاذ قائم ہے۔مومنین کی جماعت اَلۡاِمَامُ جُنَّۃٌ یُقَاتِلُ مَنۡ وَرَاءِہٖ کے مطابق دُشمن کے ہر وار کا جواب خلیفۂ وقت کی رہنمائی میں دیتی ہے۔خلافتِ احمدیہ کے ذریعے حقوق العباد کی نگرانی ہو رہی ہے اور یہ نسلِ انسانی کے لئے ایک عظیم انعام ہے،خلافتِ احمدیہ کے ذریعے کمزوروں اور ضرورت مندوں کی حاجات کو پورا کرنے کے لئے منظّم کام جاری ہے۔

جس طرح تمام کائنات ایک کششِ ثقل کے ذریعے اپنے مرکز کے گرد گھوم رہی ہے اور جسمِ انسانی میں بھی دل کی شکل میں ایک مرکز مقرر کر دیا گیا ہے جس کا رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت ہی عمدہ طور پر ذکر فرمایا ہے آپؐ کا فرمان ہے اَلَا وَاِنَّ فِی الۡجَسَدِ مُضۡغَۃً اِذَا صَلَحَتۡ صَلَحَ الۡجَسَدُ کُلُّہٗ، وَاِذَا فَسَدَتۡ فَسَدَ الۡجَسَدُ کُلُّہٗ اَلَا وَھِیَ الۡقَلۡبُ کہ سنو!جسم میں ایک ٹکڑا گوشت کا ہے اگر وہ خراب ہوا تو سارا جسم خراب ہو جائے گا اور اگر وہ درست رہا تو گویا سارا جسم درست ہے۔یاد رکھو کہ وہ دل ہے۔اسی طرح خلافت جو مِلّت کی زندگی اور مرکزیت کی علامت ہے اس کو اطاعت کی کششِ ثقل کے ساتھ باندھ دیا گیا ہے جس سے اس میں ہر جہت سے بہار آجاتی ہے خلافت اور اطاعت لازم و ملزوم ہیں اگر خلافت نہیں تو اطاعت نہیں اور اگر اطاعت نہیں تو خلافت نہیں۔

قرآنِ کریم نے خلافت کی اہمیت کا ذکر اس طور پر فرمایا ہے کہ آیتِ استخلاف (النور:56) کو دونوں جانب سے اطاعت کے غلافوں میں لپیٹ کر پیش کیا ہے اور اس آیت سے پہلے چار متواتر آیات میں یعنی سورۃ النور کی آیت 52 سے 55 جو اِنَّمَا کَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِیْنَ سے شروع ہوتی ہیں اس میں اطاعت کا مضمون بیان فرمایا ہے اور اس کے بعد کی آیت یعنی آیت 57 میں بھی اطاعت کا مضمون جاری رکھا اور خود اس آیتِ استخلاف میں بھی اطاعت کا مضمون بیان فرمایا اور یہی خلافت کی برکت ہے کہ یہ اطاعت کے پانی سے زندہ رہتی ہے اور پھر ملّت اور افراد کو زندگی بخشتی ہے جس کے تازہ بتازہ پھل ہم خلافتِ احمدیہ کی شکل میں وصول کر رہے ہیں۔

خلافت دو طرف کی اجازت کا مرکزی مقام ہے یہ ایک طرف سے لیتی اور دوسری طرف سے دیتی ہے۔ کیونکہ اپنے متّبوع کا ظِل اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اسی کے سایہ میں سفر کیا جائے اس لئے جس قدر کوئی شخص خلافت کی چھتری کے نیچے چلتا ہے اسی قدر وہ خلیفہ کی ذات اور اس کے متّبوع کی برکات جس کا اصل منبع زمین و آسمان کا خدا ہے اس کی برکات حاصل کرتا ہے۔ جو اطاعت کے دائرے سے باہر نکلتا ہے وہ راندۂ درگاہ ہو جاتا ہے اور شیطان کا ظِل قرار پاتا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا مَنْ شَذَّ شَذَّ إِلَى النَّارِ جو جماعت سے الگ ہوا وہ آگ میں جا پڑا۔

خلافت اپنی برکتوں کے لحاظ سے ایک ایسی نعمت ہے کہ جس کا اجتماعی اور انفرادی فیض ہوا کی طرح عام اور روشنی کی طرح اہم ہے۔ اس کی برکات کا شمار ممکن نہیں۔ یہ ایسا آسمانی انعام ہے کہ ہمیں زیادہ سے زیادہ اس برکت کے منبع سے فیضیاب ہونے کی کوشش کرنی چاہئے اور اس کی ایک ہی شکل ہے اطاعت، اطاعت اور اطاعت۔

اللہ تعالیٰ ہمیں خلافت کی نعمتوں سے بھرپور طور پر فائدہ اُٹھانے کی توفیق دے۔ ہمارے گھروں کو ان برکات سے بھر دے۔ ہم اور ہماری نسلیں قیامت تک اس فیض سے حصہ پاتی چلی جائیں۔ آمین یا رب العالمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 مئی 2020ء)



﴿24﴾

# خلافت کی اطاعت کا حکم اور سلسلہ سے دوری کے نتائج

## (سدرۃ المنتہیٰ۔ کینیڈا)

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۚ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ۚ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ

(النور:56)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ان سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا۔ جیسا کہ اس نے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور ان کیلئے ان کے دین کو، جو اس نے ان کے لیے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کریگا اور ان کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دیگا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اسکے بعد بھی میری ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کے مقصدِ پیدائش مَا خَلَقْتُ الجِنَّ وَالاِنسَ اِلّالِیَعبُدُون کو پورا کرنے کیلئے انبیاء کرام کا سلسلہ جاری فرمایا۔ چنانچہ ہر زمانہ میں اللہ تعالیٰ کے فرستادہ نبی مبعوث ہوتے رہے اور بنی نوع کی ہدایت کا ذریعہ بنے۔ یہ انبیاء زمین میں خدا تعالیٰ کے خلفاء کہلائے اور اپنی تمام زندگی میں لمبی جدّوجہد کے بعد مومنین کی ایک جماعت قائم کرنے میں کامیاب ہوئے۔ لیکن بشریت کے تقاضا کے ماتحت اِس جہاں سے کوچ کر گئے۔

جیسا کہ سورۃ النور کی آیت 56 میں خدا تعالیٰ نبی کی وفات کے بعد مومنین کی خوف کی حالت کو امن سے بدلنے کا وعدہ کرتا ہے۔ یہ وعدہ کیسے پورا ہوتا ہے؟ یہ وعدہ خلافتِ حقہ کے قیام

کے ذریعہ ہی پورا ہو کر مومنین کی جماعت کو سہارا دیتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے۔ ”ہر نبوت کہ بعد خلافت ہوتی ہے۔“

(کنزالعمال، کتاب الفتن من قسم الفعال۔ فصل فی متفرقات الفتن جلد 11 صفحہ 115 حدیث نمبر 31444)

اسی سنت کے ماتحت خدا تعالیٰ نے مئی 1908ء کو حضرت مسیح موعودؑ مرزا غلام احمد قادیانیؑ کے وصال کے نتیجہ میں افرادِ جماعت کی خوف کی حالت کو حضرت الحاج مولانا نورالدینؓ کے مسندِ خلافت پر متمکن کرنے سے امن میں بدل دیا۔

عطائے خاص سے ہم کو ملی نعمت خلافت کی
سعادت ہے ہمیں حاصل خدا کی اس عنایت کی

خدا تعالیٰ قرآنِ مجید میں مومنین کو حکم دیتا ہے:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا

(آلِ عمران:104)

”اور اللہ کی رسّی کو سب کے سب مضبوطی سے پکڑلو اور تفرقہ نہ کرو“

مذکورہ بالا آیت میں خدا تعالی خلافت کو حبل اللہ یعنی اللہ کی رسّی قرار دیتے ہوئے مومنین کو اسے مضبوطی سے پکڑنے کا حکم دیا ہے۔ حبل اللہ کو مضبوطی سے پکڑنے سے کیا مراد ہے؟ اس سے مراد خلافت کی ایسی اطاعت ہے جو اپنی نظیر آپ ہو۔ خلافت سے محبت اور اسکی اطاعت کو ہی خدا تعالی نے اس زمانے میں عافیت کا حصار قرار دیا ہے اور جو بھی اس رسّی کو چھوڑیگا وہ ذلت کی گہرائی میں گرتا چلا جائیگا۔

حدیثِ نبوی ﷺ میں آتا ہے کہ

”حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تنگ دستی، اور خوشحالی، اور خوشی اور ناخوشی۔ حق تلفی اور ترجیحی سلوک، غرض ہر حالت میں تیرے لیے (حاکم وقت کو) سننا اور اطاعت کرنا واجب ہے۔“

(مسلم کتاب الامارۃ وجوب طاعۃ الامرائفی معصیۃ و تحریمھا فی المعھیۃ حدیث 4754)

پس مذکورہ بالا آیتِ قرآنی اور حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ خلافت اور خلیفہِ وقت کی مکمل اور کامل اطاعت کے بغیر اِن تمام نعمتوں کا حقدار انسان بن ہی نہیں سکتا۔ اور حقیقی محبت، حقیقی اطاعت چاہتی ہے۔ جیسا کے انسان جس سے عشق کرتا ہے تو پھر اسکی ہر بات پہ بغیر کسی سوال کے یقین کر لیتا ہے۔ تو خلیفہ ٔوقت جو خدا کا چنیدہ وجود ہے اس سے حقیقی محبت اور اسکی اطاعت کا تو معیار ہی کچھ اور ہونا لازم ہے۔ خلیفہ ٔوقت سے دلی وابستگی کی اہمیت اور فرضیت اس حدیث سے واضح ہوتی ہے۔

"یعنی اگر تم دیکھ لو کہ اللہ کا خلیفہ زمین میں موجود ہے۔ تو اس سے وابستہ ہو جاؤ اگرچہ تمہارا بدن تار تار کر دیا جائے اور تمہارا مال لوٹ لیا جائے۔"

(مسند احمد بن حنبل حدیث 22333)

اس بے پناہ محبت اور قابلِ رشک اطاعت کا مظاہرہ ہم نے اس زمانہ میں حضرت صاحبزادہ عبدالطیف شہیدؓ اور 28 مئی 2010ء کو لاہور میں 80 سے زائد فدائیانِ خلافت کی عظیم الشان قربانیوں کی صورت میں دیکھا۔ جنہوں نے اپنے عہد پورے کر دکھائے وہ رہتی دنیا تک امر ہو گئے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

"تم سب امام کے اشارے پر چلو اور اسکی ہدایت سے ذرہ بھر بھی اِدھر اُدھر نہ ہو۔ جب وہ حکم دے بڑھو اور جب وہ حکم دے ٹھہر جاؤ اور جدھر بڑھنے کا حکم دے اُدھر بڑھو اور جدھر سے ہٹنے کا حکم دے اُدھر سے ہٹ جاؤ۔"

(انوارالعلوم جلد 14 صفحہ 515-516)

پس اطاعتِ خلافت در حقیقت وہ کامل محبت ہے جس میں انسان امامِ وقت کی ایسی پیروی کرے جیسے نبض کی حرکت تنفس کی حرکت کی پیروی کرتی ہے اور سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا کی مجسم تصویر بن جائے۔

خدا کا ہے وعدہ خلافت رہے گی
یہ نعمت تمہیں تا قیامت ملے گی
مگر شرط اس کی اطاعت گزاری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

حدیثِ نبوی ﷺ میں آتا ہے۔ حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ

”جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے اپنا ہاتھ کھینچا وہ اللہ تعالیٰ سے (قیامت کے دن) اس حالت میں ملے گا کہ نہ اس کے پاس کوئی دلیل ہوگی نہ عذر۔ اور جو شخص اس حال میں مرا کہ اس نے امامِ وقت کی بیعت نہیں کی تھی وہ جاہلیت اور گمراہی کی موت مرا۔“

(صحیح مسسلم کتاب باب وجوب ملازمۃ جماعۃ المسلمین)

حضرت مسیح موعودؑ کے وصال کے بعد منکرینِ خلافت نے جماعت میں فتنہ پھیلانے کی کوشش کی اور کیسے اپنے آپ کو خلافت سے بالا خیال کیا۔ آج ہم اس بات کہ چشم دید گواہ ہیں کہ وہ جو خود کو اس آسمانی نظام سے بالا سمجھتے تھے وہ کہاں ہیں؟ اور جنہوں نے نظام کی پیروی کی خدا نے انکے لیے آخرت میں تو انعام رکھے ہی ہیں۔ لیکن دنیا میں بھی ان کو عزت سے نوازا ہے۔ ایک امام کی قیادت میں جماعت دن دگنی رات چوگنی ترقی کرتی چلی جارہی ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

”جس طرح وہی شاخ پھل لا سکتی ہے جو درخت کے ساتھ ہو، وہ کٹی ہوئی شاخ پھل نہیں لا سکتی جو درخت سے جدا ہو۔ اس طرح وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کر سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا کے علوم جانتا ہو وہ اتنا بھی کام نہیں کر سکے گا جتنا بکری کا بکروٹا۔ پس اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری نصیحت ہے اور میرا پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں۔ اس

حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے۔“

(الفضل انٹرنیشنل 23تا30 مئی 2003ء)

خلافت اور نظام سے دوری انسان کو خدا سے بھی دور کر دیتی ہے۔ یہ بات ہمارے روزمرہ کے مشاہدہ میں آتی ہے کہ جو گھرانے یا جو لوگ خلافت سے دوری اختیار کرتے ہیں۔ ان کی نسلیں تباہی کا شکار ہو جاتی ہیں۔ وہ طرح طرح کی دنیاوی برائیوں میں پڑ جاتے ہیں اور بھٹکی ہوئی بھیڑوں کی طرح ہو جاتے ہیں جن کا کوئی رہنما نہیں ہوتا۔ جس معاشرتی اور اخلاقی تباہی کا شکار باقی دنیا ہے، خلافت سے کٹ جانے والوں کا بھی ویسا ہی انجام ہوتا ہے۔

حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ لکھتے ہیں۔

”امامِ وقت سے سرکشی اور روگردانی گستاخی کا باعث ہے۔ امام کے ساتھ خودسری گویا کہ رسول کے ساتھ ہمسری ہے۔ خفیہ طور پر رب العزت پر اعتراض ہے کہ ایسے ناقص شخص کو کامل شخص کی نیابت کا منصب عطا ہوا۔ الغرض اس کے توسط کے بغیر قربِ الٰہی محض وہم وخیال ہے جو سراسر باطل اور محال ہے۔“

(منصبِ امامت صفحہ 111 از شاہ اسماعیل شہید مترجم محمد حسین علوی مطبوعہ حاجی اینڈ سنز لاہور)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلافت کا حقیقی فدائی بننے اور اس حبل اللہ سے چمٹے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 مئی 2020ء)



﴿25﴾

# وصیت کا نظام خلافت سے تعلق اور خلافت کے زیر سایہ نظام وصیت کا فروغ

(رفیق مبارک میر)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جب خدا تعالیٰ نے مسلسل وحی کے ذریعہ آپؑ کی وفات کی اطلاع دی تو ساتھ ہی ساتھ آپؑ کے ذریعہ قائم کردہ جماعت کی دائمی بقاء کیلئے قدرت ثانیہ یعنی نظام خلافت کے ظہور کی خوشخبریوں سے بھی نوازا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 1905ء میں خدا تعالیٰ کی خاص تائید و نصرت سے ایک رسالہ ''الوصیت'' تحریر فرمایا اور اس رسالہ کے اوّل حصہ میں نظام خلافت کے اجراء کی پیشگوئی فرمائی اور دوسرے حصہ میں جماعت احمدیہ کی عالمگیر ترقیات کے لئے مالی ضرورت کے پیش نظر آسمانی بشارتوں کے تحت ''وصیت'' کا نظام جاری فرمایا۔ چنانچہ نظام خلافت کے حوالہ سے آپ فرماتے ہیں۔

''سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سُنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دِکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنّت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اُس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ تم پر میری جُدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے وہ ہمارا

خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھائے گا جس کا اُس نے وعدہ فرمایا اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرورت ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کے مظہر ہوں گے سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دُعا کرتے رہو اور چاہیئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دُعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دِکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔ اپنی موت کو قریب سمجھو تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ گھڑی آجائے گی۔"

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد20 صفحہ 305)

## نظامِ خلافت اور نظامِ وصیت کا آپس میں گہرا تعلق

ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نظام خلافت اور نظام وصیت کے درمیان پائے جانے والے گہرے تعلق کے بارہ میں متعدد مواقع پر احباب جماعت کی رہنمائی فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

"نظامِ خلافت اور نظامِ وصیت کا بڑا گہرا تعلق ہے۔ نظامِ خلافت کے لئے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہیں اور اس کے لئے قربانیاں بھی دیتے چلے جائیں۔"

پھر فرمایا:

"جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے رسالہ الوصیت میں دو باتوں کا ذکر فرمایا ہے کہ ایک تو یہ ہے کہ آپؑ کی وفات کے بعد نظام خلافت کا اجراء اور دوسرے اپنی وفات پر آپؑ کو یہ فکر پیدا ہونا کہ ایسا نظام جاری کیا جائے جس سے افراد جماعت میں تقویٰ بھی پیدا ہو اور اس میں ترقی بھی ہو اور دوسرے مالی قربانی کا بھی ایسا نظام جاری ہو جائے جس سے کھرے اور کھوٹے میں تمیز ہو جائے اور جماعت کی مالی ضروریات بھی باحسن پوری ہو سکیں۔ اس لئے وصیت کا نظام جاری فرمایا

تھا۔ تو اس لحاظ سے میرے نزدیک میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ نظام خلافت اور نظام وصیت کا بڑا گہرا تعلق ہے۔"

(خطبہ جمعہ 6 اگست 2004ء)

پھر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تمام دُنیا کے احمدیوں کے نام اپنے خصوصی پیغام 21 جولائی 2005ء میں فرمایا۔

"پس رسالہ الوصیت میں نظام خلافت کی پیشگوئی فرمانا یہ ثابت کرتا ہے کہ ان دو نظاموں کا آپس میں گہرا تعلق ہے اور جس طرح نظام وصیت میں شامل ہو کر انسان تقویٰ کے اعلیٰ معیار اپنے اندر پیدا کر سکتا ہے اسی طرح خلافتِ احمدیہ کی اطاعت کا جُوا گردن پر رکھنے سے اس کی روحانی زندگی کی بقا ممکن ہے۔ مالی قربانی کا نظام بھی خلافت کے بابرکت سائے میں ہی مضبوط ہو سکتا ہے۔ پس جب تک خلافت قائم رہے گی جماعت کی مالی قربانیوں کے معیار بڑھتے رہیں گے اور دین بھی ترقی کرتا چلا جائے گا۔

پس میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ان دونوں نظاموں سے وابستہ رکھے جو ابھی تک نظام وصیت میں شامل نہیں ہوئے اللہ تعالیٰ اُن کو بھی توفیق عطا فرمائے کہ وہ اس میں حصہ لے کر دینی اور دُنیوی برکات سے مالا مال ہو سکیں اور اللہ کرے کہ ہر احمدی ہمیشہ نظام خلافت سے اخلاص اور وفا کا تعلق قائم رکھے اور خلافت کی بقا کے لئے ہمیشہ کوشاں رہے اور اپنی تمام تر ترقیات کے لئے خلافت کی رسّی کو مضبوطی سے تھامے رکھے اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اپنی ذمہ داریاں سمجھنے اور اُن کو پورا کرنے کی توفیق دے اور سب کو اپنی رضا کی راہوں پر چلاتے ہوئے ہم سب کا انجام بالخیر فرمائے۔ (آمین)

**خلفاء کرام اور نظام وصیت**

حضرت مسیح موعودؑ نے رسالہ الوصیت تحریر فرمانے کے معاً بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کا قیام فرمایا اور حضرت حکیم مولوی نور الدینؓ کو اس کا پریذیڈنٹ مقرر فرمایا اور آپ کی ہی

صدارت میں مؤرخہ 29 جنوری 1906ء کو مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ قادیان کا اجلاس اوّل منعقد ہوا جس میں مسوّدہ وصیت ریکارڈ کیا گیا اور وصیت سے متعلق انتظامی اُمور طے پائے۔

**خلافت ثانیہ میں نظام وصیت**

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جلسہ سالانہ قادیان 1942ء کے آخری روز ایک معرکۃ الآرا خطاب فرمایا جس میں آپ نے دُنیا میں رائج مختلف اقتصادی نظاموں کا تقابلی جائزہ فرمایا اور ان سب نظاموں میں پائی جانی والی خامیوں کی نشاندہی فرمائی اور ثابت فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی مشیّت کے تحت قائم ہونے والا نظام وصیت ہی صرف ان خامیوں سے پاک ہے اور یہی وہ نظام ہے جس نے بالآخر ساری دُنیا کے معاشی اور معاشرتی مسائل کو حل کرنا ہے۔ یہ تقریر ''نظام نو'' کے نام سے شائع شدہ ہے۔ نظام وصیت کے بارہ میں حقیقی شعور حاصل کرنے کے لئے تمام احباب جماعت بالخصوص تمام موصیان کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔

آپؓ فرماتے ہیں:

''عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے جب دُنیا چلاّ چلاّ کر کہے گی کہ ہمیں ایک نئے نظام کی ضرورت ہے تب چاروں طرف سے آوازیں اُٹھنی شروع ہو جائیں گی کہ آؤ ہم تمہارے سامنے ایک نیا نظام پیش کرتے ہیں۔ روس کہے گا آؤ میں تم کو نیا نظام دیتا ہوں۔ ہندوستان کہے گا کہ آؤ میں تم کو ایک نیا نظام دیتا ہوں، جرمنی اور اٹلی کہے گا آؤ میں تم کو ایک نیا نظام دیتا ہوں امریکہ کہے گا آؤ میں تم کو نیا نظام دیتا ہوں اس وقت میرا قائم مقام قادیان سے کہے گا کہ نیا نظام الوصیت میں موجود ہے اگر دُنیا فلاح و بہبود کے رستہ پر چلنا چاہتی ہے تو اس کا ایک ہی طریق ہے اور وہ یہ کہ الوصیت کے پیش کردہ نظام کو دُنیا میں جاری کیا جائے۔''

(نظامِ نو صفحہ 117)

''غرض نظام نو کی بنیاد 1910ء میں روس میں نہیں رکھی گئی نہ وہ آئندہ کسی سال میں موجودہ جنگ (یعنی جنگ عظیم دوم) کے بعد یورپ میں رکھی جائے گی بلکہ دُنیا کو آرام دینے والے۔

ہر فرد بشر کی زندگی کو آسودہ بنانے والے اور ساتھ ہی دین کی حفاظت کرنے والے نظام نو کی بنیاد 1905ء میں قادیان میں رکھی جاچکی ہے۔اب دُنیا کو کسی نظام نو کی ضرورت نہیں ہے۔“

(نظامِ نو صفحہ 125)

”تحریک جدید کے ذریعہ ملکوں میں تبلیغ ہو گی۔ تبلیغ کے ذریعہ ملکوں کے لوگ احمدیت قبول کریں گے، احمدیت قبول کرنے کے بعد وہ وصیت کریں گے اور ملک ملک میں وصیت کا نظام جاری ہو گا اور اس نظام کے جاری ہونے کے ساتھ احمدیت کو غیر معمولی تقویت اور غلبہ نصیب ہو گا۔ ان اموال کے ذریعہ جہاں اسلام کی اشاعت ہو گی، نیکی اور صالحیت ترقی کرے گی وہاں یتامیٰ اور مساکین کی خبر گیری اور بہبود انسانیت کا کام بھی وصیت کے اموال سے انجام پائے گا ان شاء اللہ۔“

”جب وصیت کا نظام مکمل ہو گا تو صرف تبلیغ ہی اس سے نہ ہو گی بلکہ اسلام کے منشاء کے ماتحت ہر فرد بشر کی ضرورت کو اس سے پورا کیا جائے گا اور دُکھ اور تنگی کو دُنیا سے مٹا دیا جائے گا ان شاء اللہ۔ یتیم بھیک نہ مانگے گا، بیوہ لوگوں کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے گی، بے سامان پریشان نہ پھرے گا کیونکہ وصیت بچوں کی ماں ہو گی، جوانوں کی باپ ہو گی، عورتوں کا سہاگ ہو گی اور جبر کے بغیر محبت اور دلی خوشی کے ساتھ بھائی بھائی کی اس کے ذریعہ سے مدد کرے گا اور اس کا دینا بے بدلہ نہ ہو گا بلکہ ہر دینے والا خدا تعالیٰ سے بہتر بدلہ پائے گا۔ نہ امیر گھاٹے میں رہے گا نہ غریب۔ نہ قوم قوم سے لڑے گی بلکہ اس کا احسان سب دُنیا پر وسیع ہو گا۔“

(نظام نو صفحہ 131-132)

## خلافت ثالثہ میں نظام وصیت

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا۔

”نظامِ وصیت جس کی ہم باتیں کر رہے ہیں۔ اس کے ذریعہ ایک عظیم بیج بو دیا گیا.........نظامِ وصیت سے صرف نظامِ خلافت پورا فائدہ اُٹھا سکتا ہے۔ آپ گھروں میں جاکر الوصیت کو پھر پڑھیں آپ کو پتہ لگے گا۔ جس مقصد کے لئے نظامِ وصیت کو قائم کیا گیا۔ جس مقصد کو حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی ایک تقریر میں صرف ایک پہلو سے بڑا نمایاں کرکے اور بڑے حسین

رنگ میں بیان کیا تھا کہ اقتصادی ضروریات کے سلسلہ میں اس کا کیا کردار ہے جو اس نے ادا کرنا ہے اور ہزاروں اس کی برکتیں ہیں۔ صرف نظامِ خلافت ان برکات سے حصہ دار بنانے کا انتظام کر سکتا ہے۔ یہ دونوں Parallel یعنی پہلو بہ پہلو آگے چل رہے ہیں۔‘‘

(رپورٹ مجلس مشاورت 1976ء صفحہ 182)

خلافت ثالثہ میں ایک بہت بڑا کام مجالس موصیان کا قیام اور ان مجالس کے ذریعہ قرآن کریم کے پڑھنے اور پڑھانے نیز اس کی تعلیمات پر عمل کروانے کا انتظام کرنا اور اس غرض سے وقف عارضی کی سکیم کو منظم اور فعال کیا جانا تھا۔

آپؒ نے فرمایا:

’’آج میں موصی صاحبان کی تنظیم (یعنی مجلس موصیان) کا، خدا کے نام کے ساتھ اور اس کے فضل پر بھروسہ کرتے ہوئے اجراء کرتا ہوں۔ تمام ایسی جماعتوں میں جہاں موصی صاحبان پائے جاتے ہیں اُن کی ایک مجلس (یعنی مجلس موصیان) قائم ہونی چاہئے۔ یہ مجلس باہمی مشورے کے ساتھ اپنے صدر کا انتخاب کرے۔ منتخب صدر جماعتی نظام میں سیکرٹری وصایا ہوگا......... تمام خیر چونکہ قرآن میں ہی ہے اس لئے وہ قرآن کریم کے نور سے پورا حصہ لینے کی کوشش کریں اور ان کو بتایا جائے کہ قرآن کریم کے انوار کی اشاعت کرنا ہر موصی کا بحیثیت فرد اور اب موصیوں کی مجلس کا بحیثیت مجلس پہلا اور آخری فرض ہے اور اس بات کی نگرانی کرنا کہ وقفِ عارضی کی سکیم کے ماتحت زیادہ سے زیادہ موصی اصحاب اور ان کی تحریک پر وہ لوگ حصہ لیں جنہوں نے ابھی تک وصیت نہیں کی اور ان پر یہ فرض ہے کہ پہلے وہ اپنے گھر سے یہ کام کریں حتیٰ کہ ان کے گھر میں کوئی مرد، کوئی عورت، کوئی بچہ یا کوئی دیگر فرد جو اُن کے اثر کے نیچے ہو یا ان کے پاس رہتا ہو ایسا نہ رہے کہ جسے قرآن نہ آتا ہو۔ پہلے ناظرہ پڑھنا سکھانا ہے پھر ترجمہ سکھانا ہے۔ پھر قرآن کریم کے معانی پھر اس کے علوم اور اس کی حکمتوں سے آگاہ کرنا ہے۔‘‘

(خطبہ فرمودہ 5 اگست 1966ء)

ویسے تو بر صغیر (انڈیا، پاکستان، بنگلہ دیش) سے باہر کی تمام وصایا کے معاملات خلافت ثانیہ کے زمانہ سے وکالت مال ثانی تحریک جدید انجمن احمدیہ پاکستان کے توسط سے جاری تھے۔ تاہم مجالس مشاورت پاکستان 1976ء۔1977ء کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے بیرونی وصایا کے حسابات و دیگر اُمور وغیرہ کے لئے وکالت مال ثانی میں وصایا بیرون کا باقاعدہ ایک سیل قائم فرمایا اور اس کے لئے الگ ایک نائب وکیل مقرر کرنے کی منظوری مرحمت فرمائی۔ چنانچہ مکرم میاں غلام مصطفیٰ صادق مرحوم کا اس آسامی پر پہلا تقرر ہوا۔

**خلافت رابعہ میں نظام وصیت**

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے دَور خلافت میں نظام وصیت کے مقاصد میں سے ایک مقصد تقویٰ میں ترقی کے ساتھ جو غیر معمولی مالی قربانی کی روح ہے، اس پہلو کے بارے میں مجلس کارپرداز کے نام مختلف مواقع پر اپنی تفصیلی ہدایات اور متعدد موصیان کے نام تفصیلی خطوط میں روشنی ڈالی۔

آپؒ نے فرمایا:

”وصیت کی بنیاد وہ روح ہے جس کے پیش نظر حضرت مسیح موعودؑ نے نظامِ وصیت جاری فرمایا اور وہ روح یہ ہے کہ وہی شخص موصی کہلائے گا جو دینی عمل اور اعتقادات کے لحاظ سے بھی صف اول پر ہو اور مالی قربانی میں بھی ایسی شاندار قربانی پیش کرنے والا ہو کہ آئندہ نسلیں اس کی قربانی کا حال دیکھ کر اس کے لئے دُعائیں کریں۔“

(رپورٹ مجلس مشاورت 1983ء صفحہ 141،142)

عمر کے آخری حصہ میں وصیت کرنے والوں کے متعلق آپؒ نے فرمایا۔

”جو شخص ساری عمر کی کمائیاں کھانے، جائیدادیں بنانے اور اُنہیں آگے تقسیم کرنے اور زندگی کی رونقوں سے لُطف اندوز ہونے کے بعد ایسی لمبی عمر میں جا کر وصیت کرے اس کا یہ عمل وصیت کرنے کی روح کے ہی خلاف ہے۔ اس لئے ایسی وصیتیں شروع میں ہی قبول نہیں کرنی چاہیں۔“

(رجسٹر ارشادات حضور ایدہ اللہ رجسٹر نمبر 3 ارشاد نمبر 258)

ایک مجلس عاملہ کی رپورٹ پیش ہونے پر آپؒ نے فرمایا۔

”آپ نے جو صورت حال بیان کی ہے یہ نظامِ وصیت کی بنیادی روح کو نظر انداز کر دینے سے پیدا ہوئی ہے۔ نظامِ وصیت کے قیام کا ایک بڑا مقصد عالمگیر غلبۂ اسلام کی خاطر غیر معمولی قربانی کی صورت میں سلسلہ حقہ کی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے مالی مدد کرنا بھی تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ جن موصیوں کے حوالہ سے آپ نے معاملہ اُٹھایا ہے اُنہیں وصیت کرنے سے پہلے یہ بات بتائی نہیں گئی۔ لیکن اب میں اس بارہ میں سختی سے عمل کروارہا ہوں اور جو وصیتیں نظامِ وصیت کی بنیادی روح کو نظر انداز رکھنے کے نتیجہ میں منظور ہو چکی ہیں ان پر نظر ثانی کرنے کی ہدایت بھی کر چکا ہوں۔ پس جن کو عام قربانی سے بڑھ کر غیر معمولی قربانی کی توفیق نہیں ہے اور وہ اگر اس وجہ سے نظامِ وصیت میں نہ رہ سکیں تو اُن کا کوئی قصور نہیں ہو گا۔ غربت کی وجہ سے اگر کوئی اس نظام میں شامل ہونے کی توفیق نہیں پا سکتا تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ جزاء سزا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور وہ دلوں کے حال خوب جانتا ہے اس لئے فکر نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔“

(رجسٹر ارشادات حضور ایدہ اللہ رجسٹر نمبر 3 ارشاد نمبر 300)

نظام وصیت جو غیر معمولی مالی قربانی کا متقاضی ہے اس کے تسلسل کو جاری رکھنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے مختلف ممالک کے معاشی حالات کے مد نظر منظوری وصیت کے لئے آمدنی کے کم از کم معیار نیز خانہ دار خواتین کی طرف سے حصہ آمد کی ادائیگی کے لئے کم از کم معیار خورونوش مقرر فرمائے۔

### خلافت خامسہ میں نظام وصیت کا سبک خرام ارتقاء

ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا منصبِ خلافت پر متمکن ہونے سے قبل بھی نظام وصیت کے انتظامی اُمور سے لمبا عرصہ خاص تعلق رہا ہے۔ افریقہ میں 8 سال خدمات بجالانے کے بعد جب حضور انور پاکستان واپس تشریف لائے تو آپ کا پہلا تقرر بطور نائب وکیل المال ثانی (شعبہ وصایا بیرون) ہوا۔ جس پر آپ کو 9 سال

خدمات کی توفیق ملی۔ بعدہ آپ کو ناظر تعلیم اور پھر ناظر اعلیٰ کی اہم ذمہ داری کے ساتھ ساتھ بحیثیت صدر مجلس کارپرداز 1997ء تا 2003ء(6سال) خدمات کی توفیق عطا ہوئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مسند خلافت پر متمکن ہوتے ہی نظام وصیت کو ایسی سبک خرام ترقی ملی کہ گویا اس نظام کا تو احیاءِ نو ہو گیا اور یہ سلسلہ گزشتہ 16 سال سے متواتر بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ الحمد للہ

جلسہ سالانہ یوکے 2004ء کے اختتامی اجلاس کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک معرکۃ الآرا اور تاریخ ساز خطاب فرمایا اور عالمگیر جماعت احمدیہ کو 2005ء میں نظام وصیت کے 100 سال پورے ہونے پر موصیان کی تعداد 50 ہزار اور خلافت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی 2008ء تک کمانے والے افراد کے 50 فیصد کو نظام وصیت میں شامل کرنے کی خواہش کا اظہار فرمایا۔

چنانچہ حضور انور نے فرمایا۔ جس رفتار سے جماعت کے افراد کو اس نظام میں شامل ہونا چاہئے تھا نہیں ہو رہے۔ جس سے مجھے فکر بھی پیدا ہوئی اور میں نے سوچا ہے کہ آپ کے سامنے اعداد و شمار بھی رکھوں تو آپ بھی پریشان ہو جائیں گے۔ وہ اعداد و شمار یہ ہیں کہ آج ننانوے سال پورے ہونے کے بعد بھی تقریباً 1905ء سے لے کر آج تک صرف اڑتیس ہزار کے قریب احمدیوں نے وصیت کی ہے۔ اگلے سال ان شاء اللہ تعالیٰ وصیت کے نظام کے قائم ہوئے سَو سال ہو جائیں گے۔ میری یہ خواہش ہے اور میں یہ تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ آسمانی نظام میں اپنی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے اپنی نسلوں کی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے شامل ہوں۔ آگے آئیں اور اس ایک سال میں کم از کم پندرہ ہزار نئی وصایا ہو جائیں تا کہ کم از کم پچاس ہزار وصایا تو ایسی ہوں کہ جو ہم کہہ سکیں کہ سو سال میں ہوئیں ...... میری یہ خواہش ہے کہ 2008ء میں جو خلافت کو قائم ہوئے ان شاء اللہ تعالیٰ سَو سال ہو جائیں گے تو دُنیا کے ہر ملک میں، ہر جماعت میں کمانے والے افراد ہیں، جو چندہ دہندہیں اُن میں سے کم از کم پچاس فیصد تو ایسے ہوں جو حضرت اقدس مسیح موعود

علیہ السلام کے اس عظیم الشان نظام میں شامل ہو چکے ہوں اور یہ بھی جماعت کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے حضور ایک حقیر سا نذرانہ ہو گا جو جماعت خلافت کے سَو سال پورے ہونے پر شکرانے کے طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر رہی ہو گی۔

(اختتامی خطاب جلسہ یوکے یکم اگست 2004ء)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تمام دُنیا کے احمدیوں کے نام اپنے خصوصی پیغام محررہ 21 جولائی 2005ء میں پھر یاددہانی کرواتے ہوئے احباب جماعت کو فرمایا۔

”میں اپنی اس خواہش کا اظہار پہلے بھی ایک موقع پر کر چکا ہوں کہ 2008ء میں جب خلافتِ احمدیہ کو قائم ہوئے ان شاء اللہ 100 سال پورے ہو جائیں گے تو دُنیا کے ہر ملک میں، ہر جماعت میں جو کمانے والے افراد ہیں اُن میں سے کم از کم 50 فیصد ایسے ہوں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس عظیم الشان نظام میں شامل ہو چکے ہوں۔“

ہمارے پیارے آقا سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت احمدیہ عالمگیر کو صرف مذکورہ بالا ٹارگٹ ہی نہیں دیئے بلکہ ان ٹارگٹس کے حصول کے لئے اپنے خطبات، خطابات اور ممالک کی مجالس عاملہ کے ساتھ میٹنگز میں متواتر اور بڑی تفصیل کے ساتھ رہنمائی فرماتے چلے جارہے ہیں۔ ہر سطح کے سو فیصد جماعتی اور ذیلی تنظیموں کے عہدیداران نظام وصیت کا حصہ بنیں۔

”سب سے پہلے مَیں یہاں کہوں گا کہ تمام عہدیداران جو ہیں ان کو اس نظام میں شامل ہونا چاہئے، نیشنل عاملہ سے لیکر نچلی سطح تک جو بھی عاملہ ہے اس کے لیول تک ہر عاملہ کا ممبر اس نظام میں شامل ہو، تبھی وہ تلقین کرنے کے قابل بھی ہو گا۔“

(سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ یوکے 26 ستمبر 2004ء)

”پہلے اپنی مجلس عاملہ سے شروع کریں۔ جب تک عہدیدار خود وصیت نہیں کریں گے تو دوسروں کو کس طرح کہیں گے۔“

(میٹنگ نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ فرانس 29 دسمبر 2004ء)

''سب سے پہلے عہدیداران اپنا جائزہ لیں اور امیر صاحب بھی اس بات کا جائزہ لیں کہ 100 فیصد جماعتی عہدیداران اس نظام میں شامل ہوں، چاہے وہ مرکزی عہدیداران ہوں یا مرکزی ذیلی تنظیموں کے عہدیداران ہوں یا مقامی جماعتوں کے عہدیداران ہوں یا مقامی ذیلی تنظیموں کے عہدیداران ہوں۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 14۔ اپریل 2006ء بمقام سڈنی آسٹریلیا)

''آپ عہدیداران کو وصیت کی تحریک ضرور کریں۔ ٹھیک ہے وہ پابند نہیں ہے کہ ضرور وصیت کرے لیکن پھر آپ بھی پابند نہیں ہیں کہ اُسے عہدیدار بنائیں۔ اس لئے کہ اُس نے گریجوایشن کی ہوئی ہے اور وہ عقل کی باتیں کر لیتی ہے۔ اس کی بجائے اُسے عہدیدار بنائیں جو اسلامی احکامات پر عمل پیرا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کے بعد آپ کے جاری کردہ نظام وصیت میں بھی شامل ہے تو گو وہ کچھ کم پڑھی ہوئی ہے اُسے عہدیدار بنائیں۔''

(میٹنگ نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ جرمنی 25 دسمبر 2006ء)

''اپنی عاملہ کے ممبران کو توجہ دلائیں اور یاددہانی کروائیں کہ ہر ممبر وصیت کے نظام میں شامل ہو لیکن اس کے لئے آپ نے فورس (Force) نہیں کرنا۔ اگر کوئی کہتا ہے کہ میں اس لئے وصیت نہیں کرتا کہ میں شرائط وصیت کو پورا نہیں کر سکتا تو اس سے پوچھیں کیا جو دس شرائط بیعت ہیں وہ تم پوری کر رہے ہو۔ اس طرح تو پھر پورا نہ کرنے کے نتیجہ میں احمدی بھی نہیں رہتا۔ بہرحال ان شرائط پر عمل پیرا ہونے کی ایک کوشش ہوتی ہے اور وہ کوشش کرتے رہنا چاہئے۔''

(میٹنگ نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ نیوزی لینڈ یکم نومبر 2013ء)

''نیشنل عاملہ کے ممبران، صدران جماعت، ذیلی تنظیموں کے صدران اور اُن کی عاملہ کے ممبران پھر لوکل جماعتوں اور مجالس کی عاملہ سب کو تحریک کریں اور تحریک کرتے چلے جائیں۔ یہ مستقل کام تسلسل کے ساتھ ہونا چاہئے۔''

(میٹنگ نیشنل مجلس عاملہ ناروے 3۔ اکتوبر 2011ء)

## تمام مربیان، مبلغین نظام وصیت میں شامل ہوں

”جن مربیان کی وصیت نہیں ہے وہ سارے وصیت کریں۔ چونکہ مربّی نے وصیت کی طرف دوست احباب کو راغب کرنا ہوتا ہے اس لئے وصیت ہوگی تو لوگوں کو وصیت کے نظام سے منسلک ہونے کی تلقین کر سکتا ہے۔“

(ملاقات مربیان 3۔اگست 2005ء)

## لجنہ اماء اللہ کو نظام وصیت میں شامل کرنے کے حوالہ سے خصوصی ارشاد

وصیّتوں کا جائزہ لیتے ہوئے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ

”عموماً یہاں پر لجنات نہیں کماتیں۔ جو کام کرتی ہیں اور اُن کا کام بھی مناسب ہے اُنہیں وصیت کی تحریک کریں۔ اگر کوئی میکڈونلڈ میں سؤر کے برگر بناتی ہو ایسی عورتوں کو تحریک کرنے کی ضرورت نہیں۔ فرمایا: جو پڑھی لکھی لڑکیاں ہیں اُن میں وصیّت کرنے کی روح پیدا کریں۔ 15-16 سال کی عمر میں وصیت ہو سکتی ہے پھر 18 سال کی عمر میں وہ اُسے renew کر سکتی ہیں۔“

(میٹنگ نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ جرمنی 9جون 2006ء)

ایک اور موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔

”جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے اس لئے خدام الاحمدیہ، انصار اللہ صف دوم جو ہے اور لجنہ اماء اللہ کو اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہئے۔ کیونکہ 70، 75 سال کی عمر میں پہنچ کر جب قبر میں پاؤں لٹکائے ہوئے ہوں تو اُس وقت وصیّت تو بچا کھچا ہی ہے جو پیش کیا جاتا ہے۔ اُمید ہے کہ احمدی نوجوان بھی اور خواتین بھی اس میں بھرپور کوشش کریں گے اور اس کے ساتھ ساتھ عورتوں کو خاص طور پر مَیں کہہ رہا ہوں کہ اپنے ساتھ اپنے خاوندوں اور بچوں کو بھی اس عظیم انقلابی نظام میں شامل کرنے کی کوشش کریں۔“

(اختتامی خطاب جلسہ سالانہ یوکے یکم اگست 2004ء)

### نئی وصایا کے حوالہ سے ٹھوس کام کریں

”تینوں ذیلی تنظیموں کو Push کریں اور صرف Youngster کے پیچھے نہ پڑے رہیں۔ تاکہ زیادہ سے موصی حاصل ہو سکیں اور یہ بھی کوشش کریں کہ اکثر وصیّت کرنے والے کمانے والے لوگ ہوں بجائے اس کے کہ خانہ دار خواتین اور طالب علم وغیرہ اس میں شامل ہوں۔ ان سے کہیں کہ وہ Easy Target نہ بنائیں بلکہ ایسا منظّم کام کریں جس سے ٹھوس کوشش نظر آتی ہو۔“

(روزنامہ الفضل 13 مارچ 2008ء)

چنانچہ جہاں تمام جماعتی عہدیداران نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بیان فرمودہ ہدایات پر عمل کرتے ہوئے اپنی کوششوں کو بڑھایا وہاں احباب جماعت بھی اپنے پیارے آقا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے آسمانی منشاء کے مطابق قائم کردہ اس عظیم روحانی نظام میں جوق در جوق شامل ہو چکے ہیں اور یہ سلسلہ اب سیلِ رواں کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ الحمد للہ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک کے بعد سے اب تک بیرون از برصغیر (انڈیا، پاکستان، بنگلہ دیش) ہونے والی نئی وصایا کا سال وار گوشوارہ حسب ذیل ہے۔

| سن/سال | نئی وصایا |
|---|---|
| 2004-05ء | 3,034 |
| 2005-06ء | 4,765 |
| 2006-07ء | 4,016 |
| 2007-08ء | 4,569 |
| 2008-09ء | 2,539 |
| 2009-10ء | 1,605 |
| 2010-11ء | 1,543 |

| | |
|---|---|
| 2011-12ء | 1,272 |
| 2012-13ء | 1,529 |
| 2013-14ء | 1,443 |
| 2014-15ء | 1,628 |
| 2015-16ء | 3,826 |
| 2016-17ء | 4,471 |
| 2017-18ء | 4,369 |
| 2018-19ء | 6,423 |
| **کل میزان** | **47,032** |

**حضور انور کا نئی وصایا کے سلسلہ میں خاکسار کو دورہ افریقہ کی ہدایت**

جلسہ سالانہ یوکے 2017ء کے بعد تمام امراء ممالک، نیشنل صدران اور مبلّغین کرام کے ساتھ ہونے والی میٹنگ کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے اس ادنیٰ خادم راقم الحروف کو برّ اعظم افریقہ کا دورہ کرنے کی ہدایت فرمائی۔

حضور انور کا ارشاد سُنتے ہی ایک دفعہ تو خاکسار سکتہ میں آ گیا کیونکہ اوّل نہ تو خاکسار کو تقریر کرنا آتی تھی اور دوسرا کسی کو وصیت جیسی غیر معمولی مالی قربانی کے لئے قائل کرنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ صرف یہ سوچ کر اپنے آپ کی ڈھارس بندھائی کہ یہ تو خدا تعالیٰ کے خلیفہ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ ہیں وہ خود ہی ان میں برکت عطا فرمائے گا اور دوسرا یہ خیال کہ مَیں نے صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام، خلفاء احمدیت اور پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات پڑھ کر سنا دینے ہیں، باقی آگے اللہ تعالیٰ اُن میں خود برکت عطا فرمادے گا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے اس نالائق بندہ کی اس سوچ کو اپنے بے پایاں فضل سے اس طرح یقین میں بدل دیا کہ خاکسار کا دَورہ افریقہ بینن سے شروع ہوا۔ وہاں پہنچتے ہی اگلے دن جلسہ سالانہ

بینن کا آغاز تھا اور جلسہ کے دو سیشنز کے درمیانی وقفہ میں نیشنل مجلس عاملہ کے ساتھ میٹنگ ہو گئی۔ دوران میٹنگ جب مَیں حضور انور کے ارشادات پیش کر رہا تھا تو ایک معزّز ممبر بار بار اُونگھ رہے تھے۔ بشری تقاضا کے تحت چند لمحوں کے لئے میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ خلیفہ وقت نے مرکز سے نمائندہ بھیجا ہے جو اُنہیں کے ارشادات پڑھ کر سنا رہا ہے اور یہ صاحب ہیں کہ اُونگھ رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا کرنا یہ ہوا کہ میٹنگ کے اختتام پر جب خاکسار نے یہ عرض کی کہ آپ کے سامنے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات پیش کئے گئے ہیں جو دوست لبیک کہتے ہوئے نظام وصیت میں شامل ہونا چاہتے ہیں، وہ اپنا ہاتھ کھڑا کر لیں۔ تو سب سے پہلا ہاتھ مذکورہ موصوف نے ہی کھڑا کیا اور کہا کہ میری دس جائیدادیں ہیں اور مَیں اُن میں سے ایک جائیداد وصیت میں پیش کرتا ہوں۔ اس طرح خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے اس عاجز کے پہلے دورہ کے پہلے ملک کی پہلی میٹنگ میں ہی میری پہلی سوچ کی تائید کر دی اور ساتھ ہی اس رنگ میں تربیت بھی کر دی کہ یاد رکھنا کہ تمہاری کوشش سے کچھ نہیں ہونا۔ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام، خلفائے کرام کے ارشادات اور دَورہ کے لئے خلیفۃ المسیح کی دُعاؤں نے نتائج پیدا کرنے ہیں اور پھر سارے دَوروں میں بار بار خدا تعالیٰ کی تائید کے نظاروں کا مشاہدہ اور تجربہ کر کے دل خدا کی حمد و ثناء سے سرشار ہوتا رہا۔

**حضور انور کے ارشاد پر افریقی احمدی بھائیوں کا والہانہ لبیک**

مکرم امیر صاحب گیمبیا اطلاع دیتے ہیں کہ مبلغ سلسلہ Lower River Region بیان کرتے ہیں کہ وہ اکتوبر 2005ء میں گیمبیا آئے تھے اور تب سے ہی احباب جماعت کو وصیت کے بابرکت نظام میں شامل کرنے کی کوشش کر رہے تھے، لیکن وہ ہر مرتبہ کوئی بہانہ کر دیتے تھے۔ جولائی 2018ء میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے نمائندہ کے وصیت کے حوالہ سے دَورہ کے بعد جب احباب سے دوبارہ رابطہ کر کے بتایا گیا کہ اب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے نمائندہ کو بھجوایا ہے تاکہ احباب وصیت کے بابرکت نظام میں شامل ہوں تو اس کے بعد سے اب تک ایک بہت بڑی تعداد اپنی غربت اور تعلیم کی کمی کے باوجود صرف حضورانور کے ارشاد

پر سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا کہتے ہوئے نظام وصیت میں شامل ہو چکی ہے۔ اس ریجن میں ہی اب تک 1180 نئی وصیتیں ہو چکی ہیں۔ الحمدللہ

امیر صاحب بینن نے پاراکو بینن کے اجلاس کے بعد نظام وصیت میں شمولیت کا وعدہ کرنے والے ایک مخلص خادم مکرم ابو بکر ہادی کے حوالہ سے اطلاع دی کہ دَورہ کے ایک ماہ بعد موصوف نے اچانک صبح صبح لوکل مبلغ صاحب کو فون کیا کہ وہ ضروری ملنا چاہتے ہیں۔ آتے ہی موصوف نے بہت سارے سیفا فرانک چندہ ادا کر دیا کہ جس دن سے میں نے وصیت کا وعدہ کیا ہے اس دن سے روزانہ کی آمد کا دسواں حصہ الگ رکھتا رہا ہوں (اجلاس میں خاکسار نے روزانہ آمدنی والوں کو چندہ ادا کرنے میں آسانی کے لئے یہ طریق عرض کیا تھا)۔ آج ایک مہینہ ہو گیا ہے یہ میرا چندہ وصیت ہے، گن لیں۔ جب گنے تو وہ 14235 سیفا فرانک تھے جبکہ اس سے پہلے موصوف صرف 1000 سیفا فرانک ماہوار ادا کرتے تھے اور بعض اوقات آمدن نہ ہونے کی وجہ سے 2 ماہ بعد چندہ ادا کیا کرتے تھے۔ موصوف خوشی سے آنسو بھری مسکراہٹ میں کہتے جاتے تھے، مجھے وصیت کی برکت سے بہت منافع ہوا۔

مالی کے امیر Kenekon کے دور دراز گاؤں کے ایک ممبر مکرم Bakroba کے حوالہ سے اطلاع دیتے ہیں کہ موصوف باقاعدگی سے جماعت کا ریڈیو سننے کے عادی ہیں۔ مذکورہ گاؤں دور ہونے اور راستہ خراب ہونے کی وجہ سے مرکزی مبلغ کافی دیر بعد جب وہاں کے دَورہ کے لئے گئے تو موصوف نے بتایا کہ مکرم وکیل المال ثانی صاحب کا پروگرام اُنہوں نے ریڈیو پر سنا تھا۔ وہ وصیت فارم تو پُر نہیں کر سکتے تھے تاہم اُسی دن سے اُنہوں نے وصیت کی شرح سے چندہ جمع کرنا شروع کر دیا تھا۔ چنانچہ موصوف نے مرکزی مبلغ صاحب کو اپنا چندہ جمع کروایا اور پھر اُن کا وصیت فارم پُر کروایا گیا۔ اس بات پر وہ اتنے خوش تھے کہ اُن کی خوشی ناقابل بیان تھی۔ اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور بار بار یہ کہتے کہ اگر خلافت نہ ہوتی تو آج وہ اس برکت سے محروم رہ جاتے۔

بعد میں موصوف گھر گئے اور علیحدہ سے 5000 سیفا فرانک لا کر دیئے کہ میری طرف سے خلیفہ وقت کو یہ حقیر تحفہ پیش کر دیا جائے۔

مکرم امیر صاحب گیمبیا تحریر فرماتے ہیں کہ مکرم Malleh Dibba ، جو گاؤں Samba Yassin کے چیف اور جماعت کے صدر بھی ہیں، بتاتے ہیں کہ میں جماعت کی مختلف مالی تحریکات میں تھوڑی رقم دیتا رہا ہوں اور اپنے فیملی ممبران کو بھی اس کی تلقین کرتا رہا ہوں۔ لیکن جب سے میں نظام وصیت میں شامل ہوا ہوں، مَیں نے اللہ تعالیٰ کے انعامات کے وہ نظارے دیکھے ہیں جو پہلے کبھی نہیں دیکھے تھے۔ موصی بننے کے بعد سے مجھے ایسے ایسے لوگوں نے ٹھیکے دیئے ہیں جو کہ مجھے جانتے تک نہ تھے۔ پہلے میری اور میرے مرحوم بھائی کی فیملی ایک چھوٹے سے کچے مکان میں رہتی تھی، لیکن اب خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھے ایک پختہ اور کشادہ مکان تعمیر کرنے کی توفیق عطا فرما دی ہے۔ الحمد للہ

اپنے افریقی بھائیوں خاص طور پر نو مبائعین کو مالی قربانی اور نظام وصیت کی برکات سے پورے طور پر آگاہ نہ کر سکنے کی بلاشبہ ہماری طرف سے ہی کمی ہے۔ جہاں تک افریقی بھائیوں میں جس اخلاص اور خلافت سے محبت اور اطاعت کا تعلق ہے تو وہ کسی طور پر بھی دوسرے احمدیوں سے کم نہیں ہے۔ جس کا جیتا جاگتا ثبوت بلا استثناء تمام افریقی ممالک کی طرف سے حضور انور کے ارشادات پر والہانہ لبیک کہنا ہے۔ دَورہ کے دوران بلاشبہ تمام 17 ممالک کی نیشنل مجالس عاملہ اور تینوں ذیلی تنظیموں کی نیشنل مجالس عاملہ کے تمام کے تمام 100 فیصد غیر موصی ممبران نے نظام وصیت میں شمولیت کا وعدہ کیا۔ اسی طرح اجلاسات کے دوران غیر موصی حاضرین میں سے قریباً 40 فیصد احباب نے موقع پر نظام وصیت میں شمولیت کے وعدے کئے۔ محض خدا تعالیٰ کے فضل اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دُعاؤں کے طفیل اب تک وعدہ کنند گان سے دو گناہ تعداد وصیت فارم پُر بھی کر چکی ہے الحمد للہ۔ ان افریقی ممالک میں دورہ سے قبل موصیان کی تعداد 5917 تھی جس

میں پچھلے ڈیڑھ سال میں 6756 کا اضافہ ہو کر کل تعداد 12,673 ہو چکی ہے اور یہ سلسلہ تیزی سے جاری ہے۔الحمد للہ۔

افریقی ممالک میں نئی وصایا کا گوشوارہ ذیل میں پیش ہے۔

پہلا دورہ مغربی افریقہ (21دسمبر 2017ء تا 25جنوری 2018ء)

| نام ملک | تاریخ دورہ | دورہ سے قبل تعداد موصیان | دورہ کے بعد سے اب تک نئی وصایا | کل موصیان |
|---|---|---|---|---|
| بینن | 21تا 3دسمبر | 76 | 114 | 190 |
| ٹوگو | 31دسمبر تا 3جنوری | 31 | 56 | 87 |
| گھانا | 3تا 15جنوری | 3,960 | 1,538 | 5,498 |
| برکینافاسو | 15 تا 21جنوری | 153 | 384 | 537 |
| نائیجر | 22تا 25جنوری | 37 | 31 | 68 |
| میزان | | 4,257 | 2,123 | 6,380 |

دوسرا دورہ مشرقی افریقہ (4اپریل تا 14مئی 2018ء)

| نام ملک | تاریخ دورہ | دورہ سے قبل تعداد موصیان | دورہ کے بعد سے اب تک نئی وصایا | کل موصیان |
|---|---|---|---|---|
| کینیا | 4تا 11اپریل | 100 | 130 | 230 |
| یوگینڈا | 12 تا 19اپریل | 190 | 363 | 553 |
| تنزانیہ | 20اپریل تا 3مئی | 325 | 374 | 699 |
| ماریشس | 3تا 14مئی | 262 | 90 | 352 |
| میزان | | 877 | 957 | 1,834 |

تیسرادورہ مغربی افریقہ(19جون تا16جولائی2018ء)

| نام ملک | تاریخ دورہ | دورہ سے قبل تعداد موصیان | دورہ کے بعد سے اب تک نئی وصایا | کل موصیان |
|---|---|---|---|---|
| آئیوری کوسٹ | 19 تا25جون | 72 | 515 | 587 |
| لائبیریا | 25 تا29جون | 52 | 101 | 153 |
| سیرالیون | 29جون تا6جولائی | 305 | 436 | 741 |
| مالی | 6 تا12جولائی | 59 | 202 | 261 |
| سینیگال | 12 تا16جولائی | 21 | 220 | 241 |
| گیمبیا | 16 تا19جولائی | 221 | 1,634 | 1,855 |
| گنی بساؤ | 19 تا22جولائی | 20 | 371 | 391 |
| گنی کناکرے | 22 تا28جولائی | 33 | 197 | 230 |
| میزان | | 783 | 3,676 | 4,459 |
| کُل میزان | | 5,917 | 6,756 | 12,673 |

### دورانِ سفر معجزانہ حفاظت

دورہ جات کے دوران خاکسار کا یہ معمول رہا کہ ایک ملک کا دورہ مکمل کر کے روانگی سے قبل حضور انور کی خدمت میں دعا کے لئے فیکس کر دیتا رہا۔ لیکن گھانا سے برکینا فاسو جاتے ہوئے آخری دو دن سفر کی وجہ سے دُعا کے لئے فیکس نہ کر سکا۔ دل میں شدید اضطراب تھا کہ حضور انور کی خدمت میں فیکس کر کے اطلاع نہیں دے سکا۔ بذریعہ فون پیغام نوٹ کروانے پر دل نہیں مانتا تھا۔ جب بالکل بارڈر کے پاس پہنچ گئے اور فیکس لکھنے اور بھجوانے کی بظاہر کوئی صورت باقی نہ رہی تو بامر مجبوری محترم منیر احمد جاوید کی خدمت میں بذریعہ Message درخواست کی کہ حضور انور کی خدمت میں دَورہ غانا کی بخیریت تکمیل اور برکینا فاسو میں داخل ہونے کیلئے دُعا کی درخواست پیش

فرمادیں۔ تھوڑی دیر بعد ہی دعائیہ جواب موصول ہو گیا۔ بارڈر سے دارالحکومت واگاڈوگو جاتے ہوئے راستہ میں خاکسار کو اونگھ آ گئی۔ گاڑی کی رفتار بھی غالباً تیز تھی کہ اچانک میری طرف والا فرنٹ ٹائر زبردست دھماکے کے ساتھ برسٹ ہو گیا۔ خدا تعالیٰ نے فضل فرمایا کہ اس وقت سڑک بھی خالی تھی اور ڈرائیور بھی گاڑی کو کنٹرول کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس طرح حضور انور کی دُعاؤں کے طفیل خدا تعالیٰ نے کسی بڑے نقصان سے بال بال بچالیا۔ الحمد للہ

## قبولیت دُعا کا ایک واقعہ

مالی کے دارالخلافہ Bamako میں ہیومینٹی فرسٹ کے ہسپتال کا محترم امیر صاحب، ڈاکٹر صاحب اور چند اصحاب کی معیت میں وزٹ کر کے جب باہر نکلنے لگے تو اچانک ایک خاتون جسے صبح سے زچگی کی دردیں ہو رہی تھیں، سامنے آ گئی اور اپنے لئے دعا کروانے کے لئے کہا۔ خاکسار کو تو زندگی میں اس سے قبل کبھی ایسی صورتحال کا سامنا نہ کرنا پڑا تھا۔ چنانچہ ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ اے اللہ میں تو تیرا گناہگار، ناکارہ بندہ ہوں لیکن یہ یقین ضرور رکھتا ہوں کہ تیرے مسیح موعود سچے ہیں اور یہ کہ اس وقت میں تیرے خلیفہ کے حکم پر یہاں کھڑا ہوں، اُنہیں کے صدقے اس عورت کی مشکل آسان فرما دے۔ دعا کروانے کے بعد کچھ دیر ہم سب ہسپتال کے باہر کھڑے باتیں کرتے رہے اور پھر وہاں سے الوداع ہو گئے۔ اگلے دن جب ڈاکٹر صاحب میٹنگ کے لئے مشن ہاؤس تشریف لائے تو انہوں نے بتایا کہ جب وہ ہمیں الوداع کہہ کر اندر تشریف لائے تو انہیں وارڈ میں سے بچے کے رونے کی آوازیں آئیں تو انہوں نے نرس سے دریافت کیا یہ کون سا بچہ ہے۔ نرس نے بتایا کہ جس عورت نے ابھی دعا کے لئے کہا تھا اس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے اور ماں، بچہ دونوں ٹھیک ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور خلیفۃ المسیح کے ساتھ خدا تعالیٰ کی تائید کا یہ زندہ نشان دورہ کی برکت سے دیکھنا نصیب ہوا۔ الحمد للہ

### دَورہ انڈونیشیا و ملائیشیا

دَورہ افریقہ سے قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت اس عاجز راقم الحروف کو 2016ء میں انڈونیشیا اور 2017ء میں ملائیشیا کا دَورہ کرنے کا ارشاد فرمایا تھا۔ ہر دو جماعتیں بھی نہایت مخلص اور پیارے آقا کے ارشادات پر لبیک کہنے والی ہیں۔ الحمد للہ

انڈونیشیا میں موصیان کی تعداد ستمبر 2016ء میں 5783 تھی۔ جس کے بعد محض خدا تعالیٰ کے فضل سے تین سالوں میں قریباً 2500 افراد جماعت نے نظام وصیت میں شمولیت کی توفیق پائی ہے، الحمد للہ۔ اسی طرح ملائیشیا میں موصیان کی تعداد دسمبر 2017ء میں 834 تھی جو محض خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑھ کر اب 1060 ہو گئی ہے۔ الحمد للہ

وصیت خدا تعالیٰ کا قائم کردہ نظام ہے جس نے نظام خلافت کے زیر سایہ پھولنا، پھلنا اور بالآخر ساری دُنیا کو اپنے فیض سے بہرہ ور کرنا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا تھا کہ ”بعض لوگ یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ یہ نظام نہ معلوم کب قائم ہو گا جماعت کی ترقی تو نہایت آہستہ آہستہ ہو رہی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کبھی ہتھیلی پر سرسوں نہیں جمائی جاتی جو عمارت بے بنیاد ہو وہ بہت جلد گِر جاتی ہے یہ جلد بنائے جانے والے نظام جلد گِر جائیں گے نظام وہی قائم ہو گا جو ہر کس و ناکس کی دلی خوشنودی کے ساتھ قائم کیا جائے گا۔ گھاس آج نکلتا اور کل سوکھ جاتا ہے لیکن پھل دار درخت دیر میں تیار ہوتا اور پھر صدیوں کھڑا رہتا ہے۔ پس آئندہ جوں جوں ہماری جماعت بڑھتی چلی جائے گی وصیت کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے دُنیا میں جس نظام کو قائم کیا ہے وہ بھی بڑھتا چلا جائے گا۔“

(نظام نو صفحہ 127)

پھر فرمایا؟ پس جوں جوں تبلیغ ہو گی اور لوگ احمدی ہوں گے وصیت کا نظام وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جائے گا اور کثرت سے اموال جمع ہونے شروع ہو جائیں گے۔ قاعدہ ہے کہ شروع میں ریل آہستہ آہستہ چلتی ہے مگر پھر بہت ہی تیز ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اگر خود دوڑنے لگو تو شروع

کی رفتار اور بعد کی رفتار میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ پس وصیت کے ذریعہ اس وقت جو اموال جمع ہو رہے ہیں ان کی رفتار بے شک تیز نہیں مگر جب کثرت سے احمدیت پھیل گئی اور جوق در جوق لوگ ہمارے سلسلہ میں داخل ہونے شروع ہو گئے اس وقت اموال خاص طور پر جمع ہونے شروع ہو جائیں گے۔ اور قدرتی طور پر جائیدادوں کا ایک جتّھا دوسری جائیدادوں کو کھینچنا شروع کر دے گا اور جوں جوں وصیت وسیع ہو گی نظامِ نَو کا دن ان شاء اللہ قریب سے قریب تر آ جائے گا۔“

(نظام نو صفحہ 130۔131)

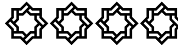
خلافت خامسہ کے آغاز میں برصغیر (انڈیا، پاکستان، بنگلہ دیش) سے باہر موصیان کی تعداد 6 ہزار سے بھی کم تھی جو حضور انور کی تحریک کے بعد اب بڑھ کر 60 ہزار سے بھی تجاوز کر چکی ہے۔ اسی طرح کل موصیان کی تعداد 38 ہزار سے بڑھ کر قریباً ڈیڑھ لاکھ ہو چکی ہے اور زندہ موصیان بشمول زیر کارروائی ایک لاکھ دس ہزار ہیں، الحمد للہ۔ جرمنی جماعت کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ 12650 موصیان کے ساتھ بیرونی ممالک میں اوّل نمبر ہے۔ نیز بڑی جماعتوں میں سے جرمنی وہ پہلی جماعت ہے جس میں کمانے والوں کے 50 فیصد نے نظام وصیت میں شامل ہو کر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خواہش کو پورا کرنے کا بھی اعزاز پایا ہے۔لا محالہ ہر دو اعزاز حاصل کرنے میں شعبہ وصایا جرمنی کی انتھک محنت شامل ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مرکز کے ساتھ تعاون میں بھی شعبہ وصایا جرمنی صف اوّل میں شامل ہے۔ الحمد للہ

اب جبکہ خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں نظام وصیت خدا تعالیٰ کے فضل سے تیزی اختیار کر گیا ہے اب وہ دن دُور نہیں جب حضرت مصلح موعودؓ کی پیشگوئی کے مطابق ان شاء اللہ یہ سلسلہ بہت ہی تیز ہو جائے گا۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ ہم حضور انور کے حسب ذیل ارشاد پر عمل کرتے ہوئے اپنی سستیاں دُور کر لیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خلافت کا سلطان نصیر بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

"پس غور کریں، فکر کریں۔ جو سستیاں، کوتاہیاں ہو چکی ہیں اُن پر استغفار کرتے ہوئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جلد از جلد اس نظام میں شامل ہو جائیں اور اپنے آپ کو بھی بچائیں اور اپنی نسلوں کو بھی بچائیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے بھی حصہ پائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین"

(اختتامی خطاب جلسہ سالانہ یوکے 2004ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 مئی 2020ء)



﴿26﴾

# تمام برکتیں خلافت کے دَم سے ہیں

(جمیل احمد بٹ)

خلافت اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہے اور اپنے دامن میں ہزار ہا برکات لئے ہوئے ہے۔ برکت نعمت کی زیادتی اور کثرت کو کہتے ہیں۔ خلافت کے ذریعہ مومنوں پر ہونے والے الٰہی افضال بکثرت ہوتے ہیں اس لئے انہیں برکات شمار کیا جاتا ہے۔ ایسی دس برکات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

### تمکنت دین

خلافت کی اس برکت کا قرآن کریم کی آیتِ استخلاف میں ان الفاظ میں ذکر فرمایا گیا ہے

وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ(النور:56)

ترجمہ :اور اُن کے لئے اُن کے دین کو جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا ضرور تمکنت عطا کرے گا۔ دین کی تمکنت، اس کے قیام، پھیلاؤ، ترقی اور غلبہ پر محیط ہے۔

### خلافت سے وابستہ ترقی

قانون طبعی کی رو سے عمریں محدود ہیں اور نبی کی وفات کے وقت اس کا لگایا ہوا پودا ابھی ابتدائی مرحلے میں ہوتا ہے اور اس کا نشوونما پانا اور ایک مضبوط درخت بننا خلفاء کے ذریعہ ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس مضمون کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

”جس راستبازی کو وہ دُنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اُس کی تخم ریزی اُنہیں کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن پوری تکمیل اُن کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں اُن کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقع دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے

اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔"

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد20 صفحہ304)

نبیوں والی جماعتوں کی ترقی خلافت سے وابستہ ہوتی ہے۔ اس بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے فرمایا:

"سوائے امام کے ترقی نہیں ہو سکتی۔"

(خطبات نور، صفحہ622)

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا ارشاد ہے۔

اسلام کبھی ترقی نہیں کر سکتا جب تک خلافت نہ ہو ہمیشہ خلفاء کے ذریعہ اسلام نے ترقی کی ہے اور آئندہ بھی اسی کے ذریعہ ترقی کرے گا۔

(درس القرآن، صفحہ72 مطبوعہ1921ء)

## طاقتوں کا ارتکاز

حضرت مصلح موعودؓ کے ان الفاظ میں ایک اور وجہ یہ ہے کہ

"خلفاء نبی کی قوتِ قدسیہ کو جو اُس کی جماعت میں ظاہر ہو رہی ہوتی ہے ضائع ہونے سے بچا کر ایک خاص پروگرام کے ماتحت استعمال کرتے ہیں جس کے نتیجہ میں جماعت کی طاقتیں پراگندہ نہیں ہوتیں اور تھوڑی سی طاقت سے بہت سے کام نکل آتے ہیں کیونکہ طاقت کا کوئی حصہ ضائع نہیں ہوتا۔ اگر خلافت نہ ہوتی تو بعض کاموں پر تو زیادہ طاقت خرچ ہو جاتی اور بعض کام توجہ کے بغیر رہ جاتے۔"

(تفسیر کبیر، جلد ششم صفحہ320)

## مرکزیت

اس ترقی میں یہ بات بھی مد ہے کہ خلیفہ ٔوقت ایک مرکزی، بااختیار اور مطاع وجود ہوتا ہے جو ملک ملک پھیلی ہوئی جماعتوں کی ایک مرکزی پروگرام کے مطابق رہنمائی کرتا ہے

جس سے تمام جماعت ایک ہی سمت میں رواں رہتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد جب خلافت علیٰ منہاج النبوت کا دوبارہ قیام ہوا تو دُنیا نے تمکنتِ دین کے نظارے دیکھے۔ خلافتِ اُولیٰ میں واعظین کی تقرری اور ملک سے باہر انگلستان میں پہلے مشن کے قیام سے ترقی اور پھیلاؤ کے جس سفر کا آغاز ہوا وہ ہر گزرتے دن کے ساتھ آگے ہی آگے بڑھتا گیا اور اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے ساتھ دین کو وہ حیرت انگیز تمکنت نصیب ہوئی جو اپنی مثال آپ ہے جس کے چند پہلو یہ ہیں۔

210 سے زائد ممالک میں جماعت کا باقاعدہ قیام، ایک ہزار سے زائد مبلغین، سات سو سے زائد مشن ہاؤسز اور 1 ہزار سے زائد مساجد کا مصروف عمل ہونا، 70 سے زائد زبانوں میں تراجم قرآن کریم کی اشاعت اور 80 کے قریب جماعتی اخبار و رسائل کا اجراء، عالمی بیعتوں کے ذریعہ کروڑہا افراد کی جماعت میں شمولیت، تبلیغ دین کے لئے مالی قربانیوں کا اربوں روپوں تک پہنچنا اور مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ MTA کے معجزہ کا ظاہر ہونا جو اَب چوبیس گھنٹے پورے گلوب پر مختلف زبانوں میں دین حق کا پیغام پہنچانے میں مصروف ہے۔

### رُعب

اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ دوسروں پر رُعب عطا فرماتا ہے۔ یہ رُعب جماعت کو بھی حاصل ہے اور کئی ملکوں میں اس کے اجتماعات میں وہاں کے اعلیٰ حُکام خوشی سے شرکت کرتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جب ان ملکوں کے دَورہ پر جاتے ہیں تو اُنہیں شایان شان پروٹوکول دیا جاتا ہے۔ دُنیا کے بڑے بڑے ایوانوں، US کانگریس، برٹش پارلیمنٹ اور یورپی یونین کی پارلیمنٹ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب اس رُعب کا ایک اور درخشاں رُخ ہیں۔

غرضیکہ جماعت ہر جہت میں برق رفتاری سے اپنے کامل غلبہ کی الٰہی تقدیر کی طرف گامزن ہے اور وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ دُنیا میں ایک ہی مذہب ہو گا اور ایک ہی پیشوا۔

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 27)

**حالت خوف کا امن سے بدلا جانا**

خلافت کی دوسری برکت آیت استخلاف میں ان الفاظ میں مذکور ہے۔

وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْناً ۔(النور:56)

ترجمہ :اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔

الٰہی جماعتوں پر خوف کی حالت دُشمنوں کی کوششوں کے علاوہ نبی یا خلیفہ کی وفات پر بھی آتی ہے۔ نبی کی وفات کے وقت جماعت اپنی ابتدائی کمزوری کی حالت میں ہوتی ہے اُس وقت دُشمن زور سے حملہ آور ہوتا ہے اور مومن جماعت کے مستقبل کے حوالے سے خوف کا شکار ہو جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس کیفیت کو یوں بیان فرمایا ہے۔

نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دُشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور اُن کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں۔

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد20 صفحہ 304)

بعد میں خلفاء کی وفات پر گو جماعت کی حالت پہلے سے بہتر ہو چکی ہوتی ہے تاہم مفوضہ کام کا بڑا حصہ ابھی ناتمام ہوتا ہے اور قائد کی جدائی مومنین کو اسی طرح فکر مند کرتی ہے اور مستقبل کے اندیشے گھیر لیتے ہیں۔ ان اندرونی خوفوں کے علاوہ دُشمن بار بار اور بعض دفعہ منافق بھی ایسے مواقع پیدا کرتے رہتے ہیں جو جماعت کے لئے خوف کا باعث ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس آیت میں خلافت کی یہ برکت بیان فرماتا ہے کہ ایسے سب خوف امن میں بدل جاتے ہیں۔

اسی بارے میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

”جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں تو دُنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے...... مگر خدا تعالیٰ کسی خلیفہ کے ذریعہ اُس کو مٹاتا ہے۔“

(ملفوظات، جلد پنجم صفحہ 524)

حضرت مسیح موعودؑ کی وفات بھی ایک بڑا سانحہ تھا جس نے تمام افراد جماعت کو خوف میں مبتلا کر دیا۔ دوسری طرف مخالف بھی بڑھ چڑھ کر بد گوئیاں کرنے اور جماعت کے خاتمہ کے خواب دیکھنے لگے۔ یہ سب خوف خلافت کے قیام کے ساتھ امن میں بدل گئے۔ یہ تجربہ ہر خلیفہ کی وفات اور نئے خلیفہ کے انتخاب پر دُہرایا گیا۔ افراد جماعت خلفاء سے جو گہری دلی محبت رکھتے ہیں اس کے نتیجہ میں اُن میں سے ہر ایک کی جدائی نے اُنہیں بے حال کیا اور ہر بار نئے انتخاب نے اُن کی دادرسی کی اور وہ اس کیفیت سے باہر نکل آئے۔

جماعت کی تاریخ میں اندرونی طور پر انکارِ خلافت اور منافقین کے فتنوں نے بھی کئی بار سر اُٹھایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے دَور میں خلافت یا انجمن کا سوال اُٹھایا گیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ابتدائی دَور خلافت میں تو منکرین خلافت نے ایک علیحدہ گروہ بنا کر محاذ کھول دیا۔ پھر مصری، مستری، وہاب و منان مختلف ناموں تلے منافق جماعت کے اتّحاد کے دَرپے ہوئے لیکن خلیفہ راشد نے ان تمام شرارتوں کی پوری کامیابی سے سر کُوبی کی اور ہر ابتلاء سے جماعت کو نکال لائے۔

بیرونی طور پر بھی دُشمن بار بار حملہ آور ہوا۔ 1933ء، 1953ء، 1974ء اور 1984ء میں دُشمن نے حکومت کی طاقت کے ساتھ انتہائی خوفناک حملے کئے۔ یہ پوری جماعت پر مشکل وقت تھے اور بظاہر اُن سے بچاؤ کی کوئی صورت نہ تھی لیکن خدا کی بات پوری ہوئی اور خلفائے راشدین نے اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے ساتھ جماعت کی بہترین رہنمائی فرمائی اور ہر بار خوف امن سے بدلتا رہا۔

### تلاوت آیات اور نشان نمائی

قرآن کریم نے انبیاء کی بعثت کی ایک غرض مومنوں کے لئے تلاوت آیات یعنی نشان نمائی بتائی ہے۔ خلافت چونکہ نبوت کی ظلّ ہے اس لئے وہ بھی اس صفت سے متصف ہوتی ہے۔ پھر چونکہ خلفاء اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے ہوتے ہیں اس لئے وہ ان کی تائید و نصرت فرماتا ہے

اور خلفاء ایک خاص تائید الٰہی کے مَورد اور اعجازی خدائی قدرت کا مظہر ہو جاتے ہیں ۔ یہی امر نشانات الٰہی کے ظہور کا باعث ہوتا ہے اور خلفاء کے ہاتھ پر ایسے تابندہ اور درخشندہ نشان ظاہر ہوتے ہیں جو بدیہی طور پر اپنے اندر معجزانہ شان رکھتے ہیں۔

ایک زندہ خدا کی ہر آن تجلی اپنے اندر یہ برکت بھی سموئے ہوئے ہوتی ہے کہ یہ نشان نمائی مومنوں کے ایمان میں درستگی، تقویت مضبوطی اور ترقی کا ذریعہ بنتی ہے۔ اس سے اُن کے اَزدیاد ایمان کا سامان ہوتا ہے اور روحانی میدان میں اُن کے قدم آگے بڑھتے ہیں۔ دوسری طرف یہ نشان دُشمنوں کے لئے رُعب کا باعث ہوتے ہیں اور اُن کے بہت سے بدارادوں میں رکاوٹ۔ جماعتی اور انفرادی زندگیوں میں مسلسل ظاہر ہونے والی اس برکت پر ہر احمد ی گواہ ہے۔

## تعلیم شریعت

خلافت کی برکت سے اعلیٰ طور پر شریعت کی تعلیم ،ترویج اور تنفیذ جاری رہتی ہے۔ نئے لوگ شامل ہوتے ہیں اور جماعت بڑھتی جاتی ہے۔ پُرانوں کو بھی یاددہانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ خلفاء ان سب ضرورتوں کو پیش نظر رکھ کر اپنے رُوح پرور خطبات، خطابات اور تحریرات کے ذریعہ مومنوں کی انفرادی زندگی اور جماعت کے اجتماعی ماحول میں نفاذ شریعت کے لئے کوشاں رہتے ہیں اور باربار جماعت کو ان اہم شرعی احکامات کی طرف متوجہ فرماتے ہیں جن پر عمل وقت کی ضرورت اور تقاضا ہوتا ہے۔ قرآنی تعلیمات کی اشاعت کے لئے جماعت میں تعلیم القرآن کا اہتمام اور نئے مومنین کے لئے اُن کی زبان میں قرآن کریم کے تراجم کی فراہمی اسی عمل کا حصہ ہیں۔ غرضیکہ علم دین کی ترویج اور رُشد اور ہدایت کی تعلیم خلافت کی ایک اہم برکت ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس برکت کا یوں ذکر فرمایا ہے۔ خلفاء دین کی تشریح اور وضاحت کرتے ہیں اور مغلق اُمور کو کھول کر لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں۔

(الفضل 4 ستمبر 1937ء۔ بحوالہ خطبات محمود جلد 18 صفحہ 367)

## درسِ حکمت

احکامات کی حکمت کا درس عمل کو آسان اور شریعت کے نفاذ کو سہل کرتا ہے۔ خلافت کا زمانہ چونکہ نبی کے زمانہ کے بعد ہوتا ہے۔ اس بُعد کے سبب بہت سے نئے سوال اُٹھتے ہیں۔ نئے آنے والے بھی تعلیم اور احکامات کی باریکیاں جاننا چاہتے ہیں۔ پھر حالات زمانہ میں تبدیلی کے باعث بہت سی ایسی باتیں ظہور میں آتی ہیں جو شرعی احکامات پر عمل درآمد کو بظاہر مشکل بناتی ہیں۔ خلفاء اپنے خداداد علم و عرفان اور اللہ تعالیٰ سے رہنمائی کے ساتھ ان مسائل کو حل کرتے ہیں اور ان سب سوالات کے شافی جواب دیتے ہیں۔ خلفاء کے ذریعہ درس قرآن محفل عرفان سوال و جواب کی مجلسیں، روح پرور خطبات، اہم مواقع پر خطابات اور تحریرات سب اسی درسِ حکمت کے ذرائع ہیں پھر جماعت میں اُن ذرائع کا پھیلایا جانا اور ہر سطح پر عالمی مجالس کا انعقاد بھی اس پیغام کو عام کرنے کا ذریعہ ہیں۔ غرضیکہ درسِ حکمت کے ان سب امکانات تک رسائی خلافت کی ایک بڑی برکت ہے۔

## تزکیہ کا سامان

نبی افراد کو پاک کرنے اور ان کو جلا بخشنے اور بندوں کو خدا سے قریب کرنے کے لئے آتے ہیں ۔ ان کی غرض عام لوگوں کو اچھا انسان اور اچھے انسانوں کو خدا شناس، خداترس اور بالآخر خدانما وجود بنانا ہوتا ہے۔ خلافت بھی اسی غرض سے ہے۔ مومنوں کی تربیت، تزکیہ اور خدا سے اُن کے تعلق کو مضبوط کرنا خلفاء کا مقصود رہتا ہے اور وہ جماعت کی روحانی ترقی اور تربیت کے سب ظاہری سامان کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ سوز و گداز میں ڈوبی ہوئی اپنی شبانہ دُعاؤں سے مدد بھی بہم پہنچاتے ہیں۔ خلفاء ضرورت کے مطابق مطلوب اعمالِ صالحہ کی طرف جماعت کی رہنمائی کرتے ہیں اور تربیت و اصلاح کے لئے نظام جماعت کو بھی متحرک کرتے ہیں۔ جو اس امر کی نگرانی کرتا ہے کہ افراد ان ارشادات کے مطابق اعمالِ صالحہ کو بجالائیں اور جن باتوں سے روکا گیا ہے اُن سے مجتنب رہیں۔ حصولِ تزکیہ کے لئے خلفاء کی رہنمائی اور نیکیوں کی تحریک اور بدی سے روکنے کا

متحرک نظام جماعت خلافت کی برکات میں سے ایک ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس بارے میں ارشاد فرمایا ہے۔

انبیاء اور خلفاء اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول میں لوگوں کے ممد ہوتے ہیں۔ جیسے کمزور آدمی پہاڑ کی چڑھائی........ سہارا لے کر چڑھ جاتا ہے۔ اسی طرح انبیاء اور خلفاء لوگوں کے لئے......... وہ سونٹے اور سہارے ہیں جن کی مدد سے کمزور آدمی بھی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیتا ہے۔

(الفضل 11 ستمبر 1937ء۔ بحوالہ خطبات محمود جلد 18 صفحہ 403)

تزکیہ کے ایک مفہوم میں دُنیوی ترقی بھی شامل ہے۔ خلافت کی برکت سے جماعت کی اپنی دُنیوی ترقی کے لئے بھی رہنمائی میسر رہتی ہے اور اس راہ میں مشکلات کے حل بھی دستیاب رہتے ہیں۔ اب جماعت خلیفہ وقت کی رہنمائی میں اس امر کے لئے کوشاں ہے کہ کوئی انٹر سے پہلے تعلیم نہ چھوڑے۔ اعلیٰ نمبروں سے کامیابی حاصل کرنے والوں کو خلیفہ وقت انعام سے سرفراز فرماتے ہیں اور یوں اُن کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اور مزید آگے بڑھنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ یہ ہدایت کہ کوئی بیکار نہ رہے اور ملازمتوں کے بجائے کاروبار کی طرف توجہ کی جائے اسی سمت میں ہے۔ تزکیۂ نفس تک رسائی کرانا خلافت کی ایک بڑی برکت ہے۔

### قربانیوں کی راہ

انسانی زندگی کا مقصد روحانیت میں ترقی اور خدا کا قرب حاصل کرنا ہے۔ روحانی زندگی میں یہ جلا قربانیوں سے پیدا ہوتی ہے۔ پھر دین کو اپنی زندگیوں میں جاری و ساری کرنے اور اُسے تمام دُنیا میں پھیلانے کا بڑا کام بڑی قربانیاں چاہتا ہے۔ جان کی یکدم قربانی بھی اور سختیاں برداشت کر کے اس کی مسلسل قربانی بھی، اوقات کی قربانی بھی اور بعض معاشروں میں تیسرے درجے کا شہری ہو کر عزتوں کی قربانی بھی۔ غرض ہر قسم کی قربانی مطلوب ہے اور وہ بھی نسل در نسل۔

افراد کا قربانیوں کے لئے تیار ہونا اور پھر قربانیاں کرتے چلے جانا خلافت کے دم سے ہے۔ خلیفہ وقت حالات کے مطابق جماعت کے سامنے جان و مال اور وقت کی قربانیوں کی نئی نئی اسکیمیں رکھتے ہیں اور تمام افراد کو یہ موقع ملتا ہے کہ وہ اپنی بساط کے مطابق ان میں حصہ لیں اور

اپنے وقت اور مال اور جان اللہ کی راہ میں قربان کریں۔ مسلسل قربانیوں کا یہ سلسلہ جہاں مجموعی طور پر جماعت کی ترقی میں ممد و معاون ہے وہیں افراد کی زندگیوں میں بھی مثبت تبدیلی پیدا کرتا ہے اور اُنہیں خدا کا کامل عبد بننے میں مدد دیتا ہے۔ قربانیوں کے ان مواقع کا ملتے چلے جانا خلافت کی ایک بڑی برکت ہے۔

## اتّحاد و اتفاق

خلافت کے ذریعہ تمام افراد ایک وجود کے گرد جمع رہتے ہیں اور تمام ہدایات اور رہنمائی اُس سے پاتے ہیں۔ خلیفہ کی بات کے مقابلہ میں کوئی دوسری بات اور خلیفہ کے وجود کے سامنے کوئی دوسرا وجود اُن کے لئے بے حقیقت ہوتا ہے۔ سارا نظام خلیفہ وقت کے اشارے پر متحرک رہتا ہے اور اُن اہداف کے لئے کام کرتا ہے جو خاندان کے لئے مقرر کرتا ہے۔ یہ مرکزیت پوری جماعت کو ایک محور کے گرد رکھ کر اُسے متحد اور یکجان رکھتی ہے۔ خلیفہ وقت اُنہیں ایک لڑی میں پروئے رکھتا ہے اور اُن کا نگران ہوتا ہے۔ یہ وحدت قومی خلافت کے ذریعہ ہی پیدا ہو سکتی ہے اور اس کے بغیر کوئی ترقی نہیں ہو سکتی۔ یہ حبل اللہ ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا اس بارے میں ارشاد ہے۔

تم اس حبل اللہ کو مضبوط پکڑ لو یہ بھی خدا ہی کی رسّی ہے جس نے تمہارے متفرق اجزا کو اکٹھا کر دیا ہے پس اسے مضبوط پکڑے رہو۔

(بدر قادیان، یکم فروری 1912ء)

خلافت کے ذریعہ باہم اتّحاد و اتفاق اس لئے بھی پیدا ہوتا ہے کہ تمام افراد جماعت خلیفہ وقت سے محبت کے تار میں بندھے ہوئے ہوتے ہیں اور خلیفہ وقت پوری جماعت کا محبوب ہوتا ہے اور محبت کا یہ رشتہ پوری جماعت کو متحد اور یکجان رکھتا ہے۔ جب تک اس میں اتحاد نہ ہو تو کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ اس اتّحاد و اتفاق کی جان خلافت ہے۔ خلافت راشدہ دَور اول میں جب خلافت کی برکت سے وحدت پیدا ہوئی تو مسلمانوں نے تیزی سے ترقی کی اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ چار دانگ عالم میں پھیل گئے۔ لیکن جب خلافت نہ رہی تو اتفاق بھی جاتا رہا اور ایسا انتشار پیدا ہوا کہ دوبارہ ایک ہاتھ

پر جمع نہ ہو سکے۔ اس عدم اتفاق نے آج دُنیائے اسلام کی جو عبرت ناک حالت کی ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ پس اتحاد و اتفاق خلافت کی ایک بہت عظیم برکت ہے۔

**سایۂ محبت**

اللہ کے نبی مومنوں پر شفقت کا بازو پھیلائے رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں نرم دل بناتا ہے اور اعلیٰ اخلاق سے آراستہ کرتا ہے۔ اُن کے بعد خلفاء بھی اسی راہ پر ہوتے ہیں۔ وہ نرمی سے متّصف کئے جاتے ہیں۔ اُن کی مخلوق سے محبت، خوش دلی، سادگی، عاجزی اور ہمدردی افراد جماعت کو ان کا گرویدہ بنائے رکھتی ہے۔ ہر فرد خلیفہ وقت سے ذاتی تعلق کے لئے کوشاں رہتا ہے۔ خطوط کا تبادلہ ہوتا ہے سب ہر معاملہ میں رہنمائی کے لئے اور ضرورت پر دُعا کے لئے درخواست گزار ہوتے ہیں۔ اُن کے دل خلیفہ راشد کی محبت سے دھڑکتے ہیں اُن کی نگاہیں خلیفہ وقت کے چہرے کو دیکھتے سیر نہیں ہوتیں۔ اُن کے کان خلیفہ وقت کی آواز پر لگے رہتے ہیں۔

دوسری طرف خلیفہ وقت بھی افراد جماعت سے محبت کرتے ہیں اور یوں تعلق رکھتے ہیں جیسے ایک باپ کا اپنے بچوں کے ساتھ۔ اس محبت کا بڑا ہی خوبصورت اظہار حضرت مصلح موعودؓ نے یوں فرمایا ہے تمہارے لئے ایک شخص تمہارا دَرد رکھنے والا تمہاری محبت رکھنے والا تمہارے دُکھ کو اپنا دُکھ سمجھنے والا تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا تمہارے لئے خدا کے حضور دُعائیں کرنے والا ہے۔ تمہارا اُسے فکر ہے، دَرد ہے اور وہ تمہارے لئے اپنے مولیٰ کے حضور تڑپتا رہتا ہے۔

(برکات خلافت، انوار العلوم جلد 2 صفحہ 56)

غرضیکہ خلیفہ کا وجود جماعت کے سر پر ایک گھنے، ٹھنڈے اور آرام دہ سایہ کی طرح ہوتا ہے جس کے تلے تمام افراد سُکھ، چین اور سکون سے زندگی گزارتے ہیں یہ سایۂ محبت خلافت کی ایک بڑی برکت ہے۔

## قبولیتِ دُعا

خلفاء اللہ تعالیٰ کے چنیدہ افراد ہوتے ہیں جب وہ گریہ وزاری کے ساتھ شبانہ روز دُعائیں کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اُن دُعاؤں کو شرف قبولیت بخشتا ہے اور فرشتے اس سلسلہ اسباب کی فراہمی کے لئے مستعد ہو جاتے ہیں جو اُن نتائج کے لئے مطلوب ہوتے ہیں جو خلیفہ وقت کی دُعاؤں میں چاہے جاتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا ارشاد ہے۔

”اللہ تعالیٰ جس کسی کو منصب خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اُس کی دُعاؤں کی قبولیت بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اُس کی دُعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اُس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے۔“

(منصب خلافت، انوار العلوم جلد 2 صفحہ 47)

قبولیتِ دُعا کی نعمت مزید برکات کا باعث بنتی ہے۔ جماعتی ترقی کی تمام تحریکیں بڑھ چڑھ کر کامیاب ہوتی ہیں اور جماعت کا قدم ترقی کی شاہراہ پر گامزن رہتا ہے۔ مخالفین کی فتنہ انگیزیاں ناکام ونامراد رہتی ہیں اور جماعت مجموعی طور پر محفوظ و مامون رہتی ہے۔ افراد جماعت جب اپنی ذاتی ضرورتوں اور مسائل کے حل کے لئے خلیفہ وقت سے درخواست گزار ہوتے ہیں اور خلفاء اُن کے حق میں دُعا کرتے ہیں تو یہ ساری ضرورتیں پوری ہوتی جاتی ہیں اور سب مسئلے حل ہو جاتے ہیں اور سب افراد شادکام رہتے ہیں۔ خلافت کی عظیم برکت ہر احمدی کی زندگی میں بار بار ہونے والا تجربہ ہے اور سب اس پر گواہ ہیں۔

## تمام برکتیں خلافت سے ہیں

خلافت نبوّت کا تتمّہ ہے اور وہ تمام برکات جو نبوت سے خاص ہیں خلافت کے دَور میں بھی جاری رہتی ہیں۔ سب خلفاء کی روحانی نہریں اسی چشمہ ٔصافی سے زندگی لیتی ہیں جو برکات کا اصل سَوتا ہے یعنی حضرت مصطفی ﷺ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس حقیقت کی طرف ان الفاظ میں اشارہ فرمایا ہے۔

گو جسدِ عنصری کے ساتھ آپ دُنیا میں موجود نہیں تھے مگر ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دل میں محمد رسول اللہ ﷺ زندہ موجود تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں محمد رسول ﷺ موجود

تھے۔ عثمان رضی اللہ عنہ کے دل میں محمد رسول اللہ ﷺ زندہ موجود تھے۔ علی رضی اللہ عنہ کے دل میں محمد رسول اللہ ﷺ زندہ موجود تھے۔

(تفسیر کبیر، جلد نہم صفحہ 88)

”اسی لئے خلافت نورِ نبوت کو پھیلانے کا ذریعہ ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس کی وضاحت میں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے مگر اس نور کو مکمل کرنے کا ذریعہ نبوت ہے اور اس کے بعد اس دُنیا میں پھیلانے اور اُسے زیادہ عرصہ تک قائم رکھنے کا اگر کوئی ذریعہ ہے تو وہ خلافت ہے گویا نبوت ایک پانی ہے جو اُس کو آندھیوں سے محفوظ رکھتی ہے اور خلافت ایک ریفلیکٹر ہے جو اُس کے نور کو دُور تک پھیلاتا ہے۔“

(تفسیر کبیر، جلد ششم صفحہ 338)

یوں یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ تمام برکتیں ہی خلافت کے دَم سے ہیں۔ ایسی چند برکات کا اُوپر ذکر ہوا لیکن یہ ایک سیلِ رواں ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ کا یہ فرمان اس بات کو خوب سمیٹتا ہے۔

”اے دوستو! میری آخری نصیحت یہ ہے کہ سب برکتیں خلافت میں ہیں۔ نبوت بیج ہوتی ہے جس کے بعد خلافت اُس کی تاثیر کو دُنیا میں پھیلا دیتی ہے۔ تم خلافتِ حقّہ کو مضبوطی سے پکڑو اور اس کی برکات سے دُنیا کو متمتع کرو تا خدا تعالیٰ تم پر رحم کرے اور تم کو اِس دُنیا میں اُونچا کرے اور اُس جہاں میں بھی اُونچا کرے۔“

(الفضل 30 مئی 1959ء)

اللہ کرے کہ ہم سب اور ہمارے اہل خانہ خلیفہ وقت سے مضبوط ذاتی تعلق رکھنے والے ہوں تا خلافت کی ان سب برکات سے پورا فائدہ اُٹھا کر دین و دُنیا کی فلاح پائیں۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 مئی 2020ء)



﴿27﴾

# خاندان حضرت مسیح موعودؑ کی خلافت کیلئے قربانیاں

(مولانا دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت)

## حضرت مرزا شریف احمدؓ کا حضرت مصلح موعودؓ کی خلافت کے لئے قربانیوں کا مختصر ذکر

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دادا جان حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمدؓ کا دسمبر 1939ء میں ایک تاریخی مکتوب جو اخبار الحکم قادیان کے جوبلی نمبر صفحہ 54 کی زینت ہوا۔

بسم اللہ الرّحمن الرّحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی محترمی شیخ صاحب! السلام علیکم

آپ الحکم کا جوبلی نمبر نکال رہے ہیں۔ میری بھی خواہش تھی کہ مَیں اس میں چند سطور لکھ کر شامل ہوں گا مگر گزشتہ دنوں کام کی نوعیت اس قسم کی رہی کہ باوجود خواہش کے مَیں اس میں حصّہ نہیں لے سکا۔

میرا ارادہ بیان کرنے کا یہ تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا طرزِ عمل حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی وفات سے قبل اور اس کے بعد کیا رہا اور واقعات سے اس بات کو ظاہر کرنا تھا کہ اس موقع پر جبکہ مخالفینِ خلافت نے ہر ایسے طریق کو خلافت کے خاتمہ کے لئے استعمال کیا جو نہ صرف دیانت اور تقویٰ کے خلاف تھا بلکہ ادنیٰ اخلاق سے بھی گرا ہوا تھا۔

اس موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے مخالفین کی خفیہ کارروائیوں کو خوب اچھی طرح جانتے ہوئے اور اس خطرے کو اچھے طور پر محسوس کرتے ہوئے کہ منکرین اس وقت خلافت کو جڑ سے اُکھیڑنا چاہتے ہیں۔ صرف دُعا اور خشیت اللہ سے اُن کا مقابلہ کیا۔ مَیں حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان کا ایک فرد ہونے کی حیثیت سے اس بات کا گواہ ہوں کہ اس موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی ہدایت اور اثر کے ماتحت ہمارے تمام خاندان نے خلافت کو خدا تعالیٰ کی امانت جانتے ہوئے اس کے قیام کے لئے صرف خدا تعالیٰ کی خُوشنودی کے حصول کے لئے کوشش کی اور حضور کے دل میں کسی وقت میں اور کسی رنگ میں بھی خود غرضی اور ذاتی مفاد کا خیال پیدا نہیں ہوا۔ وَاللّٰہُ عَلیٰ مَا أَقُوْلُ شَہِیْد۔

مَیں اس جگہ ایک بات لکھ دینا ضروری خیال کرتا ہوں۔ ہم جمعہ کی نماز کے بعد واپس آرہے تھے اور مَیں اُس وقت اُس گلی سے گزر رہا تھا جو دفتر ڈاک سے تحریک جدید کے دفتر کے پاس سے ہوتی ہوئی چوک میں آتی ہے۔ اُس وقت مَیں نے ایک شخص سے سنا کہ حضرت خلیفۃ المسیح فوت ہو گئے ہیں۔ اس فقرہ کو سنکر میرا پہلا جذبہ ایک گھبراہٹ کا جذبہ تھا اور مَیں چند قدم باہر آنے کے لئے دوڑا مگر اچانک رُک گیا اور اسی گلی میں کھڑے ہو کر مَیں نے جو دُعا کی۔ وہ یہ تھی کہ اے خدا! خلیفۃ المسیح وفات پا گئے ہیں۔ اب تو جماعت کو فتنہ اور شقاق سے بچائیو۔

اس دُعا کے بعد مَیں آگے بڑھا۔ خدا تعالیٰ نے ہمیں اپنے فضل سے فتنہ سے بچا لیا اور جو لوگ فتنہ پیدا کرنے والے تھے وہ خود اس میں ایسے بہے کہ مرکز سے ہمیشہ کے لئے منقطع ہو گئے۔

میرا یہ واقعہ بیان کرنے سے صرف مقصد یہ ہے کہ ہماری طبائع نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے اقوال اور افعال سے جو اثر لیا وہ یہ تھا کہ ہمارے دِلوں میں صرف ایک ہی تڑپ تھی کہ خدا تعالیٰ کا قائم کردہ سلسلہ اپنی صحیح تعلیم پر قائم رہے اور یہ جذبہ اپنے انتہائی کمال تک حضرت خلیفۃ

المسیح ثانی میں اُسوقت موجود تھا اور ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو خلافت کے لئے اس لئے ہی چنا ہو کہ خدا تعالیٰ کی نظر میں اتّحاد ملّت کی جو تڑپ اس وقت آپ کے دِل میں تھی وہ کسی اور فرد میں موجود نہ تھی۔

خاکسار

مرزا شریف احمد

1901ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے پیارے محسن خدا کو مخاطب کر کے عرض کیا تھا۔

مری اولاد سب تیری عطا ہے
ہر اِک تیری بشارت سے ہوا ہے
یہ پانچوں جو کہ نسلِ سیدہ ہے
یہی ہیں پنجتن جن پر بناء ہے
یہ تیرا فضل ہے اے میرے ہادی!
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِی

سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ نے 1899ء میں اپنے موعود و مبشر خاندان کی نسبت واضح لفظوں میں بتادیا تھا کہ

''چونکہ خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ میری نسل میں سے ایک بڑی بنیاد حمایتِ اسلام کی ڈالے گا اور اس میں سے وہ شخص پیدا کریگا جو آسمانی روح اپنے اندر رکھتا ہوگا۔ اس لئے اُس نے کیا کہ اس خاندان کی لڑکی میرے نکاح میں لاوے اور اس میں سے وہ اولاد پیدا کرے جو اُن نوروں کو جن کی میرے ہاتھ سے تخم ریزی ہوئی ہے دُنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلاوے اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ جس طرح سادات کی وادی کا نام شہر بانو تھا اسی طرح میری یہ بیوی جو آئندہ خاندان کی ماں ہوگی اس کا نام

نصرت جہاں بیگم ہے یہ تفاؤل کے طور پر اس بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے تمام جہان کی مدد کے لئے میرے آئندہ خاندان کی بنیاد ڈالی ہے۔"

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 275)

آیت استخلاف میں تمکنتِ دین کو نظامِ خلافت سے وابستہ کیا گیا ہے۔ اس نقطۂ نگاہ سے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے مندرجہ بالا ارشاد سے یہ حقیقت بھی نکھر کر سامنے آجاتی ہے کہ خلافتِ احمدیہ کے عالمگیر نظام کی نصرت و استحکام میں مسیح محمدی کے مبارک خاندان کو ہمیشہ نمایاں خدمات بجالانے کی نمایاں توفیق ملتی رہے گی۔

"ہے یہ تقدیر خداوند کی تقدیروں سے"

## حضرت مولانا نور الدین خلیفہ اوّلؓ کی وصیّت

## حضرت مولانا محمد علی صاحب بانی احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور کا انکشاف

"اپنی پہلی بیماری میں یعنی 1911ء میں جو وصیّت آپ (یعنی خلیفہ اوّلؓ نے۔ ناقل) نے لکھوائی تھی اور بند کر کے ایک خاص معتبر کے سپرد کی تھی اس کے متعلق مجھے معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ اس میں آپ نے اپنے بعد خلیفہ ہونے کے لئے میاں صاحب کا نام لکھا تھا۔"

(حقیقت اختلاف، صفحہ 69 شائع کردہ احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور۔ طبع اوّل)

## حضرت خواجہ کمال الدین بانی ووکنگ مشن کا عہد

حضرت خلیفہ اوّلؓ نے خواجہ کمال الدین صاحب سے 1909ء میں دوبارہ بیعت لی تھی جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے خواجہ صاحب رقمطراز ہیں۔

"جب مَیں نے بیعت ارشاد کی اور یہ بھی کہا کہ مَیں آپ کا حکم بھی مانوں گا اور آنے والے خلیفوں کا بھی حکم مانوں گا۔"

(اندرونی اختلافات سلسلہ احمدیہ کے اسباب صفحہ 70 ناشر احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور دسمبر 1914ء)

## وصال سے قبل حضرت خلیفہ اوّلؓ کی پیشگوئی

اخبار ''پیغام صلح'' لاہور نے 24 فروری 1914ء کے صفحہ 4 پر حسبِ ذیل نوٹ اشاعت پذیر ہوا۔ ''اخبار قادیان و ڈائری حضرت خلیفۃ المسیح 21 فروری 1914ء کل بعد دوپہر تولیہ بھگو کر حضرت صاحب کا بدن صاف کیا گیا شام کے قریب دَرد پسلی شروع ہو گیا بہت تکلیف ہوئی مگر رات کو آرام رہا۔ صبح پھر خفیف سا ہوا۔ لیکن طبیعت اچھی رہی فرمایا: خلیفے اللہ ہی بناتا ہے میرے بعد بھی اللہ ہی بنائے گا۔''

## ختم نبوّت کی بدولت اُمّت میں دریائے نبوت

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے وصال (13 مارچ 1914ء) سے ٹھیک 1 ماہ قبل غیر مبائعین کے قدیم آرگن ''پیغامِ صلح'' نے 12 فروری 1914ء کی اشاعت میں حسب ذیل نظم شائع کی۔

کیا ختم رسالت نے کمال اپنا دکھایا
اُمّت میں ہے دریائے نبوت کو بہایا
اس فیض کے ملنے سے ہوئے خیرِ اُمم ہم
کیا حرج ہے اُمّت میں نبی بن کے گر آیا
مومن کے لئے کوئی بشارت ہے تو اس سے
اُمّت میں اگر کوئی کرامت ہے تو اس سے
اس فیض کے وارث ہی تو اللہ کے ولی ہیں
اور ختمِ رسالت کی صداقت ہے تو اس سے
قرآن کی اطاعت کا نتیجہ بھی یہی ہے
ہاں قربِ الٰہی کا وسیلہ بھی یہی ہے

اس راز کو ہے ختمِ نبوت نے ہی کھولا
اسلام کی برکت کا ذریعہ بھی یہی ہے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 مئی 2020ء)



﴿28﴾

# خلافت احمدیہ دائمی خلافت ہے

## (انصر رضا۔ کینیڈا)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یوم خلافت 27 مئی 2005ء کو خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے خلافت احمدیہ کے متعلق پھیلائی جانے والی بعض غلط فہمیوں کا ذکر فرمایا تھا اور اس جھوٹے پراپیگنڈے کو بے بنیاد ثابت کرتے ہوئے یہ پُرشوکت اعلان فرمایا تھا کہ قرآن و حدیث اور سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی رو سے خلافت احمدیہ دائمی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے قیامت تک قائم رہے گی۔ اس سلسلے میں حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے "الوصیت" اور "شہادۃ القرآن" سے ایک ایک اقتباس پیش فرمایا۔ منکرین خلافت نے جو مختلف حیلوں بہانوں سے خلافت اور خلفاء احمدیت پر اعتراضات کرکے خود کو جھوٹی تسلّیاں دینے کی کوشش کرتے رہتے ہیں حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مذکورہ بالا خطبہ پر بھی اعتراضات کا ایک طومار کھڑا کردیا اور اپنی ویب سائٹ پر ایک طویل مضمون لکھ کر حضور انور کے مؤقف کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کی۔ ان کے نامکمل حوالوں اور سیاق و سباق سے ہٹا کر پیش کی گئی باتوں اور بے بنیاد اعتراضات کا ذرا گہرائی میں جاکر مطالعہ کیا جائے تو فوراً ان کی قلعی کھل جاتی ہے۔ ان کا اصل اعتراض ان کے بقول یہ تھا کہ خلافت کے دائمی ہونے کے بارے میں مرزا مسرور احمد صاحب نے "شہادۃ القرآن" کا جو حوالہ پیش کیا ہے وہ ان کی خلافت کے دائمی ہونے کے متعلق نہیں بلکہ آنحضرت ﷺ کی اس خلافت کے دائمی ہونے کے بارے میں ہے جو مجدّدین اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت میں ظاہر ہوئی۔ یہ دھوکہ محض خلافت کی دشمنی میں ہے۔ اگر قرآن وحدیث، تاریخ مذاہب اور سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خلافت کے متعلق

تحریرات کو یکجائی نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ اصل دوام اللہ تعالیٰ کے وعدہ خلافت کو ہے قطع نظر اس کے کہ کون کس کا خلیفہ ہے۔ یہ دائمی وعدہ خلافت، جیسا کہ سورۂ نور میں مذکور ہے جس کی تفصیل آگے چل کر ان شاء اللہ بیان کی جائے گی، ایمان اور اعمالِ صالحہ کے ساتھ مشروط ہے۔ تاریخ مذاہب سے بھی یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ انعام قوموں کو کسی انجمن یا ادارے کے ذریعے نہیں بلکہ اس قوم کے منتخب افراد کے ذریعے عطا کیا جاتا ہے اگرچہ پوری قوم کو مخاطب کرتے ہوئے اُن سب کو انعام خلافت کا مَورد ٹھہرایا جاتا ہے۔ یہ قرآنی محاورہ صرف خلافت کے لئے ہی نہیں بلکہ نبوّت کے لئے بھی استعمال کیا گیا ہے۔ لیکن یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ بارِ نبوّت ایک منتخب فرد پر ہی ڈالا جاتا ہے نہ کہ چند افراد پر مشتمل کسی انجمن یا ادارہ کو مجموعی طور پر نبی بنادیا جاتا ہے۔

ذیل میں مسئلہ خلافت کی وضاحت اور منکرین خلافت کے اعتراضات اور خلافت کے متعلق پھیلائی گئی اُن کی غلط فہمیوں کو قرآن وحدیث، تاریخ مذاہب اور سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی روشنی میں چند ذیلی عنوان بناکر ردّ کیا گیا ہے۔ مثلاً

1. کیا خلافت کی مختلف اقسام ہیں؟
2. سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خلافت کے متعلق نظریہ کیا ہے؟
3. خلیفہ ایک شخص ہوتا ہے یا کوئی انجمن اور ادارہ؟

## کیا خلافت کی مختلف اقسام ہیں؟

خلیفہ کے لغوی معنی جانشین یا نائب کے ہیں۔ اس سے مراد ایسا شخص ہوتا ہے جو کسی دوسرے شخص کی عدم موجودگی میں یا اس کی وفات کے بعد اس کے کام کو اسی طرح سے اور اسی نہج پر آگے بڑھائے جس طرح وہ شخص اگر خود موجود ہوتا یا زندہ ہوتا تو آگے بڑھاتا۔ قرآن کریم، احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات میں یہ لفظ انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ کبھی یہ خلافت اللہ تعالیٰ کے لئے بیان کی گئی ہے، کبھی انسانوں کے لئے اور

انسانوں میں سے کبھی انبیاء کے لئے اور کبھی غیر انبیاء کے لئے بیان کی جاتی ہے۔ حدیث میں سفر کی ایک دُعا سکھائی گئی ہے جس میں ہم گھر سے نکلتے وقت اللہ تعالیٰ کو اپنے اہل وعیال پر اپنا خلیفہ مقرر کرتے ہیں۔ انسانوں میں اوّلین طور پر انبیاء علیہم السلام کو اس زمین پر اللہ تعالیٰ کے خلیفے بنایا گیا۔ اس کے بعد بعض انبیاء بھی دوسرے انبیاء کے خلیفہ بنے جس طرح حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ تھے اور ان کے بعد بے شمار انبیائے بنی اسرائیل خلافت کے مقام پر فائز کئے گئے۔ بعض غیر نبی بھی انبیاء کے خلفاء رہے ہیں جس طرح خلفائے راشدین آنحضرت ﷺ کے خلیفہ تھے۔ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق خلافت راشدہ کے بعد جس میں ظاہری وروحانی دونوں خلافتیں جمع تھیں، آنحضرت ﷺ کی روحانی خلافت شروع ہوئی اور مجدّدین آنحضرت ﷺ کے روحانی خلیفہ بنے۔ آخری زمانہ کیلئے مسیح موعود اور امام مہدی کو آنحضرت ﷺ نے اپنا خلیفہ قرار دیا جو نبی اکرم ﷺ کے خلیفہ ہونے کے ساتھ ساتھ خلیفۃ اللہ بھی ہیں اور اس اُمّت کے لئے خاتم الخلفاء بھی ہیں۔ یعنی اب کوئی خلیفہ نہیں مگر وہی جو آپؑ میں سے ہے اور آپؑ کے عہد پر قائم ہے۔ آپؑ نے اپنے بعد ایک دائمی قدرت ثانیہ یعنی خلافت احمدیہ کے قیام کی بشارت دی۔ چنانچہ یہ ایک ہی طرح کی خلافت ہے جو مسلسل اور دائمی ہے اور آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک چلی آرہی ہے۔ سورۂ نور کی آیت استخلاف میں اللہ تعالیٰ نے كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (جیسا کہ اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا) فرما کر پہلے اور بعد میں آنے والوں کی خلافت کو ایک جیسا قرار دیا ہے۔ اس الٰہی اعلان کے بعد خلافت میں فرق کرنے والے ہم کون ہوتے ہیں؟ اس ابتدائی تعارف کے بعد ان مندرجہ بالا نکات کی تفصیل میں پیش کی جاتی ہے۔

### اللہ ہمارا خلیفہ

مسلم، ترمذی، ابوداؤد اور نسائی میں درج ایک حدیث میں نبی اکرم ﷺ کی ایک دُعا بیان کی گئی ہے جو نبی اکرم ﷺ سفر پر جاتے ہوئے پڑھا کرتے تھے اور اُمّت کو بھی سکھائی۔ اس

دُعا میں سفر پر جاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو سفر میں اپنا ساتھی اور اپنے گھر والوں پر خلیفہ ہونے کی دُعا مانگی جاتی ہے۔ اس دُعا کے الفاظ یہ ہیں

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَةُ فِی اَهْلِی۔

اے اللہ! سفر میں ہمارا ساتھی ہو اور ہمارے گھر والوں کا نگران رہنا۔

**انبیاء خلیفۃ اللہ**

جیسا کہ قرآن کریم میں ذکر ہے اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو زمین پر اپنا خلیفہ مقرر فرمایا۔ اس سلسلے میں صراحت کے ساتھ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً (البقرہ:31) یعنی میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں۔ اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام کے متعلق فرمایا:

یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ (ص:27) اے داؤد! یقیناً ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا ہے۔ اسی طرح ایک حدیث میں امام مہدیؑ کو بھی خلیفۃ اللہ کہہ کر پکارا گیا ہے جس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ امام مہدیؑ کوئی معمولی فرد اور محض ایک اُمّتی نہیں بلکہ زمرۂ انبیاء میں شامل ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا فَاِذَا رَاَیْتُمُوْهُ فَبَایِعُوْهُ وَلَوْ حَبْوًا عَلَی الثَّلْجِ فَاِنَّهٗ خَلِیْفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِیُّ ۔جب تم اُسے دیکھو تو اُس کی بیعت کرنا۔ چاہے تمہیں برف پر گھٹنوں کے بل بھی گھسٹ کر جانا پڑے کیونکہ وہ خلیفۃ اللہ مہدی ہے۔

(ابن ماجہ، ظہور مہدی کا بیان جلد2 صفحہ 527)

**ایک نبی دوسرے نبی کا خلیفہ**

اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیاء کو خلیفہ مقرر کرنے کے علاوہ انبیاء بھی ایک دوسرے کو اپنا خلیفہ مقرر کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہِ سیناء پر جاتے ہوئے اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنا خلیفہ مقرر کیا

وَقَالَ مُوْسٰی لِاَخِیْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ (الاعراف:143)

اور موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا کہ میری قوم میں میری قائم مقامی کر۔ بنی اسرائیل میں یہ سلسلہ مسلسل جاری رہا کہ ایک نبی دوسرے نبی کا خلیفہ ہوا کرتا تھا۔ بالفاظ دیگر حضرت ہارون علیہ السلام کے ذریعے شروع ہونے والی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ خلافت بنی اسرائیل میں اس طرح جاری رہی کہ تمام خلفاء انبیاء ہوا کرتے تھے۔ جیسا کہ اس حدیث سے بھی ثابت ہے۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں كَانَتْ بَنُو اِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الْاَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهٗ نَبِيٌّ بنی اسرائیل کے انبیاء اُن کی سیاست بھی کیا کرتے تھے۔ جب بھی اُن کا کوئی نبی فوت ہوتا تو اس کا خلیفہ بھی ایک نبی ہوتا۔

(بخاری کتاب الانبیاء باب ما ذکر عن بنی اسرائیل جلد2)

## حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلافت

جیسا کہ اُوپر بیان کیا گیا، خلیفہ کے لغوی معنی جانشین یا نائب کے ہیں اور اس لفظ کا استعمال مختلف سیاق و سباق میں کیا گیا ہے۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تحریرات میں اس لفظ کو ان تمام سیاق و سباق میں استعمال فرمایا ہے۔ حضور نے واضح طور پر بیان فرمایا کہ خلافت کا وعدہ اُمّت مُسلمہ کے لئے دائمی طور پر کیا گیا ہے اور یہ خیال رکھنا غلط ہے کہ اس اُمّت میں خلافت صرف تیس برس تک یعنی صرف خلافت راشدہ کے دَور تک رہی ہے۔ آپؑ نے خود کو ایک نبی کی طرح بطور خلیفۃ اللہ بھی پیش فرمایا اور سابقہ مجدّدین کی طرح خود کو آنحضرت ﷺ کے ایسے روحانی خلیفہ کے طور پر بھی پیش کیا جو اس اُمّت کے لئے خاتم الخلفاء اور آخر الخلفاء ہے جس کے بعد کوئی خلیفہ نہیں مگر وہی جو اُن کے عہد پر ہے اور اُن میں سے ہے۔ آنحضرت ﷺ کی اس روحانی خلافت کے تسلسل میں اور خلافت راشدہ کی مثال بیان فرماتے ہوئے حضور علیہ السلام نے اپنی جماعت میں قدرت ثانیہ کے ظہور یعنی دائمی نظام خلافت کے قیام کی بشارت بھی دی جو آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق خلافت علیٰ منہاج النبوّت ہوگی۔ حضورؑ کے یہ تمام دعاوی اور پیشگوئیاں حضورؑ کی تحریرات کے حوالوں کے ساتھ ذیل میں پیش کی جارہی ہیں۔

## حضرت مسیح موعود علیہ السلام خلیفۃ اللہ

میرے لئے زمین نے بھی گواہی دی اور آسمان نے بھی۔ اس طرح میرے لئے آسمان بھی بولا اور زمین بھی کہ مَیں خلیفۃ اللہ ہوں۔

(ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 210)

## اسلامی خلافت صرف تیس برس تک نہیں تھی

خدا تعالیٰ اس اُمّت کے لئے خلافت دائمی کا صاف وعدہ فرماتا ہے۔ اگر خلافت دائمی نہیں تھی تو شریعت موسوی کے خلیفوں سے تشبیہہ دینا کیا معنی رکھتا تھا اور اگر خلافت راشدہ صرف تیس برس تک رہ کر پھر ہمیشہ کے لئے اس کا دَور ختم ہو گیا تھا تو اس سے لازم آتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا ہرگز یہ ارادہ نہ تھا کہ اس اُمّت پر ہمیشہ کے لئے ابوابِ سعادت مفتوح رکھے کیونکہ روحانی سلسلہ کی موت سے دین کی موت لازم آتی ہے اور ایسا مذہب ہرگز زندہ نہیں کہلا سکتا جس کے قبول کرنے والے خود اپنی زبان سے ہی یہ اقرار کریں کہ تیرہ سو برس سے یہ مذہب مرا ہوا ہے اور خدا تعالیٰ نے اس مذہب کے لئے ہرگز یہ ارادہ نہیں کیا کہ حقیقی زندگی کا وہ نور جو نبی کریم کے سینہ میں تھا وہ توارث کے طور پر دوسروں میں چلا آوے۔ افسوس کہ ایسے خیال پر جمنے والے خلیفہ کے لفظ کو بھی جو استخلاف سے مفہوم ہوتا ہے تدبّر سے نہیں سوچتے کیونکہ خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلّی طور رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو اس واسطے رسول کریم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ در حقیقت رسول کا ظلّ ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دُنیا کے وجودوں سے اشرف و اَولیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دُنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے۔ پس جو شخص خلافت کو صرف تیس برس تک مانتا ہے وہ اپنی نادانی سے خلافت کی عِلّت غائی کو نظر انداز کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ تو ہرگز نہیں تھا کہ رسول کریم کی وفات کے بعد صرف تیس برس تک رسالت کی برکتوں کو خلیفوں کے لباس میں قائم

رکھنا ضروری ہے۔ پھر بعد اس کے دُنیا تباہ ہو جائے تو ہو جائے کچھ پروا نہیں بلکہ پہلے دنوں میں تو خلیفوں کا ہونا بجُز شوکت اسلام پھیلانے کے کچھ اور زیادہ ضرورت نہیں رکھتا تھا کیونکہ انوارِ رسالت اور کمالاتِ نبوّت تازہ بتازہ پھیل رہے تھے اور ہزارہا معجزات بارش کی طرح ابھی نازل ہو چکے تھے اور اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو اس کی سنت اور قانون سے یہ بھی بعید نہ تھا کہ بجائے ان چار خلیفوں کے اس 30 برس کے عرصہ تک آنحضرت ﷺ کی عمر کو ہی بڑھا دیتا۔ اس حساب سے 30 برس کے ختم ہونے تک آنحضرت ﷺ کُل 93 برس کی عمر تک پہنچتے اور یہ اندازہ اس زمانہ کی مقرر عمروں سے نہ کچھ زیادہ اور نہ اس قانون قدرت سے کچھ بڑھ کر ہے جو انسانی عمروں کے بارے میں ہماری نظر کے سامنے ہے۔ پس یہ حقیر خیال خدا تعالیٰ کی نسبت تجویز کرنا کہ اس کو صرف اس اُمّت کے 30 برس کا ہی فکر تھا اور پھر اس کو ہمیشہ کے لئے ضلالت میں چھوڑ دیا اور وہ نور جو قدیم سے انبیاء سابقین کی اُمّت میں خلافت کے آئینہ میں وہ دکھلاتا رہا اس اُمّت کے لئے دکھلانا اس کو منظور نہ ہوا۔ کیا عقل سلیم خدائے رحیم وکریم کی نسبت ان باتوں کو تجویز کرے گی ہر گز نہیں اور پھر یہ آیت خلافتِ ائمہ پر گواہ ناطق ہے۔

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ

(الانبیاء:106)

کیونکہ یہ آیت صاف صاف پُکار رہی ہے کہ اسلامی خلافت دائمی ہے اس لئے کہ یَرِثُھَا کا لفظ دوام کو چاہتا ہے۔ وجہ یہ کہ اگر آخری نوبت فاسقوں کی ہو تو زمین کے وارث وہی قرار پائیں گے نہ کہ صالح اور سب کا وارث وہی ہوتا ہے جو سب کے بعد ہو۔

(شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 353)

## قدرت ثانیہ، خلافت راشدہ کے وقت کی طرح کا معجزہ

غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ (1) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ (2) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دُشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب

یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور اُن کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت ﷺ کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا۔ یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوا جبکہ حضرت موسیٰؑ مصر اور کنعان کی راہ میں پہلے اس سے جو بنی اسرائیل کو وعدہ کے موافق منزل مقصود تک پہنچاویں فوت ہو گئے اور بنی اسرائیل میں ان کے مرنے سے ایک بڑا ماتم برپا ہوا۔ جیسا کہ توریت میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل اس بے وقت موت کے صدمہ سے اور حضرت موسیٰؑ کی ناگہانی جُدائی سے چالیس دن تک روتے رہے۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہوا اور صلیب کے واقعہ کے وقت تمام حواری تتر بتّر ہو گئے اور ایک ان میں سے مرتد بھی ہو گیا۔

## خلافت احمدیہ دائمی ہے

اب یاد رہے کہ اگرچہ قرآن کریم میں اس قسم کی بہت سی آیتیں ایسی ہیں جو اس اُمّت میں خلافت دائمی کی بشارت دیتی ہیں اور احادیث بھی اس بارہ میں بہت سی بھری پڑی ہیں لیکن بالفعل اس قدر لکھنا ان لوگوں کے لئے کافی ہے جو حقائق ثابت شدہ کو دولت عظمیٰ سمجھ کر قبول کر لیتے ہیں اور اسلام کی نسبت اس سے بڑھ کر اور کوئی بداندیشی نہیں کہ اس کو مردہ مذہب خیال کیا جائے اور اس کی برکات کو صرف قرن اوّل تک محدود رکھا جائے۔

(شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 353)

تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جُدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305)

## مسیح موعودؑ کے خلفاء

بعض احادیث میں یہ اشارہ پایا جاتا ہے کہ مسیح موعود اور دجّال معہود بعض مشرقی ملکوں یعنی ہندوستان میں ظاہر ہونگے۔ پھر مسیح موعود یا اس کے خلفاء میں سے کوئی خلیفہ دمشق کی طرف سفر کریں گے۔ چنانچہ یہ معنی ہیں اس قول کے جو مسلم کی حدیث میں آیا ہے کہ عیسیٰ منارہ دمشق کے پاس نازل ہوں گے کیونکہ نزیل دوسرے ملک سے آنے والے مسافر کو کہتے ہیں۔

(حمامۃ البشریٰ، روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 225)

حمامۃ البشریٰ کا یہ حوالہ واضح طور پر ثابت کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت میں اپنے خلفاء کے ظہور کی پیشگوئی فرمائی ہے اور ان میں سے ایک کے دمشق کی طرف سفر کی خبر بھی دی ہے۔ اس سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حضورؑ نے اپنا جانشین کسی انجمن کو نہیں ٹھہرایا بلکہ جماعت میں سے منتخب افراد کے متعلق یہ خبر دی ہے کہ وہ بطور خلیفہ حضورؑ کے جانشین ہونگے اور ان میں سے ایک فرد بطور خلیفہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نمائندگی میں دمشق کا سفر کرے گا، گویا اس کا جانا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جانا سمجھا جائے گا۔ یہ پیشگوئی نہایت شان کے ساتھ پوری ہوئی اور نظام خلافت کے قیام کے بعد جماعت احمدیہ کے خلفاء

میں سے ایک خلیفہ یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ خلافت کے مقام پر فائز ہونے کے بعد دمشق کے سفر پر تشریف لے گئے۔ فَاعْتَبِرُوْا یَا اُوْلِی الْاَبْصَار۔

### حضرت مسیح موعود علیہ السلام خاتم الاولیاء

وَاِنِّیْ عَلٰی مَقَامِ الْخَتْمِ مِنَ الْوِلَایَۃِ۔ کَمَا کَانَ سَیِّدِی الْمُصْطَفٰی عَلٰی مَقَامِ الْخَتْمِ مِنَ النُّبُوَّۃِ۔ وَ اِنَّہٗ خَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ وَ اَنَا خَاتَمُ الْاَوْلِیَاءِ۔ لَا وَلِیَّ بَعْدِیْ۔ اِلَّا الَّذِیْ ھُوَ مِنِّیْ وَ عَلٰی عَھْدِیْ۔ اور میں ولایت کے سلسلہ کو ختم کرنے والا ہوں جیسا کہ ہمارے سیّد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے سلسلہ کو ختم کرنے والے تھے اور وہ خاتم الانبیاء ہیں اور مَیں خاتم الاولیاء ہوں۔ میرے بعد کوئی ولی نہیں مگر وہ جو مجھ سے ہوگا اور میرے عہد پر ہوگا۔

(خطبہ الہامیہ، روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 69)

### حضرت مسیح موعود علیہ السلام خاتم الخلفاء

وَاَنَّ الْقُرْاٰنَ یَشْھَدُ اَنَّ خَاتَمَ خُلَفَاءِ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ رَجُلٌ مِّنَ الْاُمَّۃِ اور واقعی قرآن نے گواہی دی ہے کہ اس اُمّت کا خاتم الخلفاء اس امت میں سے ہے۔

(خطبہ الہامیہ، روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 114)

”چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے اور آپ خاتم الانبیاء ہیں اس لئے خدا نے یہ نہ چاہا کہ وحدت اقوامی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی کمال تک پہنچ جائے۔ کیونکہ یہ صورت آپؐ کے زمانہ کے خاتمہ پر دلالت کرتی تھی۔ یعنی شبہ گزرتا تھا کہ آپؐ کا زمانہ وہیں تک ختم ہو گیا کیونکہ جو آخری کام تھا وہ اس زمانہ میں انجام تک پہنچ گیا۔ اس لئے خدا نے تکمیل اس فعل کی جو تمام قومیں ایک قوم کی طرح بن جائیں اور ایک ہی مذہب پر ہو جائیں زمانہ محمدی کے آخری حصہ پر ڈال دی جو قرب قیامت کا زمانہ ہے اور اس کی تکمیل کے لئے اسی اُمّت میں سے ایک نائب مقرر کیا جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے اور اس کا نام خاتم الخلفاء ہے۔“

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 90)

منکرین خلافت لفظ خاتم کا مطلب ''آخری'' لیتے ہیں۔ ان معنی کو اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس مندرجہ بالا اقتباس پر چسپاں کیا جائے تو اس کا مطلب یہ بنے گا کہ آنحضرت ﷺ آخری نبی ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام آخری ولی ہیں۔ یعنی جس طرح منکرین خلافت کے نزدیک نبی اکرم ﷺ کے بعد کسی بھی طرح کا کوئی نبی نہیں آئیگا اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد کوئی ولی بھی نہیں آنا چاہئے۔ ظاہر ہے کہ منکرین خلافت اپنے بزرگوں کو ولایت کے قدم پر تو ضرور سمجھتے ہیں اور انہیں کسی نہ کسی حد تک ولی تو سمجھتے ہی ہیں۔ لیکن خاتم کے معنی 'آخری' اختیار کرنے سے جہاں منکرین خلافت برکات نبوّت و خلافت سے محروم ہوئے وہاں برکات ولایت بھی ان کی دسترس سے باہر ہو جاتی ہیں۔ لیکن اگر خاتم کی وہ تشریح اختیار کی جائے جو جماعت احمدیہ سمجھتی ہے تو جہاں آنحضرت ﷺ کی اتباع میں ایک امّتی تابعی نبوت کے مقام تک پہنچ سکتا ہے وہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام حضورؑ کی اتّباع کے طفیل مقام خلافت پر بھی فائز کئے جاسکتے ہیں اور نہ صرف بفضل اللہ تعالیٰ فائز کئے جاتے ہیں بلکہ قیامت تک فائز کئے جاتے رہیں گے ان شاء اللہ۔

## حضرت مسیح موعود علیہ السلام آخر الخلفاء

وَلٰكِنَّا اُلْجِئْنَا بِنَصِّ الْقُرْاٰنِ اِلٰی اَنْ نُّؤْمِنَ بِخَلِيْفَةٍ مِّنَّا هُوَ اٰخِرُ الْخُلَفَاءِ عَلٰی قَدَمِ عِيْسٰی۔ مگر ہم قرآن کی نصّ کی رو سے اس بات پر مجبور ہوگئے کہ اس بات پر ایمان لائیں کہ آخری خلیفہ اسی اُمّت میں سے ہو گا اور وہ عیسٰی کے قدم پر آئے گا۔

(خطبہ الہامیہ، روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 76)

''اور مَیں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ مسیح ابن مریم آخری خلیفہ موسیٰ علیہ السلام کا ہے اور مَیں آخری خلیفہ اُس نبی کا ہوں جو خیر الرسل ہے۔''

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 154)

مندرجہ بالا حوالوں میں حضورؑ نے خود کو آخر الخلفاء اور نبی اکرم ﷺ کا آخری خلیفہ قرار دیا ہے لیکن صرف اس اقتباس کو پکڑ کر بیٹھ جانا اور دوسری تحریرات پر غور نہ کرنا انسان کو گمراہی کی طرف دھکیل سکتا ہے۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہاں آنحضرت ﷺ کی خلافت کے اختتام کا ذکر فرمارہے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ دوسری تحریرات میں آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق خلافت علیٰ منہاج النبوّت قائم ہونے کی خوشخبری بھی دے رہے ہیں۔ حدیث کے مطابق اپنے بعد مختلف اَدوار کا ذکر فرماتے ہوئے آنحضرت ﷺ نے جب خلافت علیٰ منہاج النبوّت کا ذکر فرمایا تو پھر آپؐ خاموش ہوگئے اور اس کے بعد کچھ نہیں کہا۔ اس سے محدثّین یہ استنباط کرتے ہیں کہ یہ زمانہ آخری زمانہ ہے اور مسیح موعود آنحضرت ﷺ کا آخری خلیفہ ہے۔ جماعت احمدیہ بھی یہی عقیدہ رکھتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس اُمّت کے لئے آخری امام اور خلیفہ ہیں اور اب نبی اکرم ﷺ کی خلافت ختم ہوکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خلافت شروع ہوچکی ہے۔ خلفائے جماعت احمدیہ خود کو رسول اللہ ﷺ کا نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خلیفہ قرار دیتے ہیں لیکن اس کے برعکس اور متضاد عقیدہ اپناتے ہوئے منکرین خلافت کے نزدیک آئندہ صدیوں میں دیگر مجدّدین کا ظہور بھی ہوگا۔ اس بناء پر ان سے یہ دلچسپ سوال بھی پوچھا جا سکتا ہے کہ کیا آئندہ آنے والا مجدّد ان کے گروہ سے ہوگا یا اس کا ظہور ان مسلمانوں میں سے بھی ہوسکتا ہے جو ان منکرین خلافت کو غیر مسلم سمجھتے ہیں اور اگر غیر احمدی مسلمانوں میں سے ظہور پذیر ہونے والے مجدّد نے بھی ان کو غیر مسلم قرار دے دیا تو کیا یہ اس مجدّد کو تسلیم کریں گے یا اس کا بھی انکار کردیں گے؟

## شخصی خلافت یا انجمن

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ الوصیّت میں خود کو قدرت اُولیٰ اور خلافت کو قدرت ثانیہ قرار دیا۔ جس طرح قدرت اُولیٰ کے مظہر افراد ہوتے ہیں نہ کہ کوئی انجمن یا ادارہ، اسی طرح قدرت ثانیہ کے مظہر بھی لازماً افراد ہی ہونے چاہئیں۔ اس عقلی دلیل کی تائید میں تاریخی

شہادتیں اور سابقہ انبیاء کی سنّت بھی ہماری رہنمائی کرتی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر جاتے ہوئے کسی انجمن کو نہیں بلکہ اپنے بھائی حضرت ہارون کو اپنا خلیفہ مقرر فرما کر گئے۔ حضرت موسیٰؑ کی وفات پر یشوع جو آپؑ کے خلیفہ بنے اور پھر یکے بعد دیگرے انبیاء بطور خلیفہ بنی اسرائیل کی روحانی سربراہی کرتے رہے۔ عہد نامہ جدید کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شمعون پطرس کو اپنا جانشین قرار دیا۔ آج بھی کیتھولک مسیحیوں کا روحانی سربراہ ''پوپ'' ایک فرد ہوتا ہے جو خود کو پطرس یعنی پیٹر کا جانشین قرار دیتا ہے۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ غزوات پر جاتے وقت کسی انجمن کو نہیں بلکہ کسی نہ کسی صحابیؓ کو اپنا قائم مقام مقرر فرماتے تھے۔ آپؐ کی وفات کے بعد بھی مسلمانوں نے کسی انجمن کو نہیں بلکہ متفقہ طور پر اپنے میں سے ایک معزّز ترین فرد حضرت ابو بکر صدیقؓ کو اپنا خلیفہ منتخب کیا اور یہ سلسلہ اسی صورت میں جاری رہا۔ یہاں تک کہ سِکھّوں میں بھی شخصی سربراہی قائم ہوئی اور یکے بعد دیگرے گرو صاحبان اپنے پیروکاروں کی رہنمائی کرتے رہے تا آنکہ گرنتھ کو گرو کا درجہ دے دیا گیا ہے۔ چنانچہ مذہب کی تاریخ میں ایک بھی ایسا واقعہ نہیں ملتا جب کسی مذہبی پیشوا کے انتقال کے بعد اس کا جانشین کسی فرد کی بجائے کسی انجمن یا ادارہ کو قرار دیا گیا ہو۔

قرآن، حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان تحریرات کی روشنی میں بفضل اللہ تعالیٰ یہ بخوبی ثابت ہوا کہ خلافت اللہ تعالیٰ اور اس کے انبیاء کی نیابت وجانشینی کا نام ہے جو قوموں کو ایمان اور اعمالِ صالحہ کے نتیجہ میں بذریعہ افراد بطور انعام عطا کی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات سے روگردانی کے نتیجہ میں اور فسق وفجور میں مبتلا ہونے کے باعث بطور سزا چھین بھی لی جاتی ہے۔ خلافت احمدیہ بھی اسی سلسلہ خلافت کی ایک کڑی ہے جس کا اللہ تعالیٰ کے وعدے اور آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خبر کے مطابق دائمی اور قیامت تک ہمارے ساتھ رہنے والی قدرت ثانیہ کے طور پر ظہور ہوا ہے اور جس کے پانچویں مظہر سیدنا مرزا مسرور احمد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں خلافت کی برکات سے زیادہ سے زیادہ مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے، ہم سب کو اس عظیم الشان نعمت کی کماحقّہٗ قدر کرنے اور پورے اخلاص کے ساتھ اس سے وابستگی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 مئی 2020ء)



﴿29﴾

# مقامِ خلافت کی عظمت و اہمیت

(ظہیر احمد طاہر ۔ جرمنی)

مخلوقِ امانت نبی کی وفات کے بعد خدا کی ہدایت کے لئے انبیاء کے سلسلہ کا جاری ہونا اللہ تعالیٰ کا عظیم احسان ہے جو اُس نے اپنے بندوں پر فرمایا۔ انبیاء علیہم السلام کے بعد اُن کے فیوض و برکات کی اشاعت و ترویج کے لئے خلافت ایک نعمت عظمیٰ ہے۔ اسلامی تعلیم کی رُو سے خلافت ورثہ میں نہیں ملتی۔ بلکہ یہ وہ عطائے ربّانی ہے جو حقیقی ایمان رکھنے والے اور صالح اعمال بجالانے والے مومنوں میں سے کسی کو ملتی ہے۔ یہ مقدس امانت بظاہر انتخاب کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُس وجود کے سپرد کی جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی نظر میں اِس کا سب سے زیادہ اہل ہوتا ہے۔ حضرت ابو الدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میرے بعد ابو بکرؓ اور عمرؓ کی پیروی کرنا کیونکہ وہ دونوں اللہ تعالیٰ کی ایسی طویل رسّی ہیں جو اُسے تھام لے گا تو وہ ایک مضبوط اور کبھی نہ ٹوٹنے والے کڑے کو پکڑ لے گا۔

(ازالۃ الخفاء، صفحہ 64۔ بحوالہ ماہنامہ الفرقان جولائی 1958ء صفحہ 16)

اس حدیث میں رسول کریم ﷺ نے اپنے بعد مومنوں کے انتخاب سے منتخب ہونے والے خلفاء کو عروۃ وثقیٰ قرار دے کر یہ واضح فرمایا ہے کہ بظاہر مومنوں کے انتخاب سے منتخب ہونے والے خلفاء دراصل مشیتِ الٰہی کے آئینہ دار ہوتے ہیں اور اُنہیں ہر آن الٰہی نصرت اور تائید حاصل ہوتی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ پر توکّل کرتے ہوئے اور دُعا اور مشورہ کے بعد جو بھی فیصلہ کرتے یا

قدم اُٹھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُس کو ساحلِ مراد تک پہنچاتا اور شیریں ثمرات سے مثمر فرماتا ہے۔ اس بارہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظِلّی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو اس واسطے رسول کریم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ در حقیقت رسول کا ظِلّ ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دُنیا کے وجودوں سے اشرف واَولیٰ ہیں ظِلّی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دُنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔“

(شہادت القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 353)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ فرماتے ہیں۔

”خلافت کا نظام ایک نہایت ہی نادر اور عجیب و غریب نظام ہے جو اپنی روح میں تو جمہوریت کے قریب تر ہے مگر ظاہری صورت میں ڈکٹیٹر شپ سے زیادہ قریب ہے۔ مگر وہ حقیقی فرق جو خلافت کو دُنیا کے جملہ نظاموں سے بالکل جُدا اور ممتاز کر دیتا ہے وہ اس کا دینی منصب ہے۔ خلیفہ ایک انتظامی افسر ہی نہیں ہوتا بلکہ نبی کا قائم مقام ہونے کی وجہ سے اسے ایک روحانی مقام بھی حاصل ہوتا ہے۔ وہ نبی کی جماعت کی روحانی اور دینی تربیت کا نگران ہوتا ہے اور لوگوں کے لئے اُسے عملی نمونہ بننا پڑتا ہے اور اس کی سنت سند قرار پاتی ہے۔ (ابوداؤد کتاب السنہ) پس منصبِ خلافت کا یہ پہلو نہ صرف اُسے دوسرے تمام نظاموں سے ممتاز کر دیتا ہے بلکہ اس قسم کے روحانی نظام میں میعادی تقرر کا سوال ہی نہیں اُٹھ سکتا۔“

(سلسلہ احمدیہ، جلد اوّل صفحہ 302-303)

اطاعت کے لئے خلافت کی عظمت و اہمیت کا جاننا بہت ضروری ہے۔ خلافت وہ حبل اللہ ہے جو ہمیں خدا تعالیٰ سے ملانے کا اہم ترین ذریعہ ہے۔ خلافت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بہت

بڑا انعام ہے۔ خلافت جماعتِ مومنین کو ہر تفرقہ اور فساد سے بچاتی ہے اور ان میں اتحاد و یکجہتی قائم رکھتی ہے۔ اس مقام پر فائز ہونے والا وجود خدا تعالیٰ کے جلال اور اقبال کا پرتَو ہوتا ہے۔ خلافت وہ شجرۂ طیبہ ہے جس کے ساتھ وابستہ رہنے سے ہی ہم سرسبز و شاداب رہ سکتے ہیں اور جو اس سے جُدا ہوتا ہے وہ خشک اور بے ثمر شاخ بن کر رہ جاتا ہے جو کاٹ پھینکنے کے لائق ہے۔ ایمان کی ترقی اور اعمال کی قبولیت کے لئے بھی خلافت سے وابستہ رہنا ناگزیر ہے۔ خلیفہ وقت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبولیت دعا کا نشان دیا جاتا ہے اور اس کے انفاخِ قدسیہ اور انفاسِ روحانیہ سے بہتوں کو روحانی اور جسمانی بیماریوں سے شفاء ملتی ہے۔ خلیفۂ وقت چونکہ خدا کے مقدس نبی کا قائمقام اور جانشین ہوتا ہے اس لئے وہ نبی کی روحانی تاثیرات اور قوتِ قدسیہ کا مظہر کامل ہوتا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے خلیفہ منتخب ہونے کے بعد اپنے پہلے خطبہ میں اُمّت کو خلافت کی اہمیت سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا۔ وَقَدِ اسْتَخْلَفَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ خَلِيْفَةً لِيَجْمَعَ بِهٖ اُلْفَتَكُمْ وَيُقِيْمَ بِهٖ كَلِمَتَكُمْ

(دائرۃ المعارف مطبوعہ مصر جلد 3 صفحہ 758۔ بحوالہ ماہنامہ الفرقان اگست 1956ء)

کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایک خلیفہ مقرر فرمایا ہے تاکہ اس کے ذریعہ تمہارے اندر اُلفت پیدا کرے اور تمہارے اتّحاد کو مضبوط اور محکم بنائے۔

پس خلیفۂ وقت کا وجود اُمّت کے اتّحاد، یکجہتی اور ترقی کے لئے بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ وہ ایک مضبوط مرکز ہوتا ہے۔ جس کے گرد نظام سلسلہ کے بے شمار پروگرام اور منصوبے گردش کرتے ہیں اور قومی اجتماعیت اور استحکام کے لئے وہ ایک سنگِ میل ہوتا ہے۔ وہ ایک مینارِ نور اور قبلہ ہوتا ہے جسے دیکھ کر قوم کا ہر فرد اپنی سوچ کا قبلہ درست کرتا ہے۔ اس کی مضبوطی قوم کی مضبوطی ہوتی ہے۔ خلافت کے استحکام سے قوم اور جماعت کا استحکام وابستہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول کریم ﷺ نے امام کو ڈھال قرار دیا ہے اور اپنے ماننے والوں کو نصیحت فرمائی ہے کہ جب تک امام کے پیچھے پیچھے چلتے رہو گے اور اطاعت کا جوا اپنی گردنوں پر سجائے رکھو گے تو کامیابی اور کامرانی تمہارا

مقدر بنے گی اور تم رشد وہدایت سے ہمکنار ہوتے رہو گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔اِنَّمَا الْاِمَامُ جُنَّۃٌ یُقَاتَلُ مِنْ وَّرَاءِہٖ وَیُتَّقٰی بِہٖ۔

(صحیح البخاری کتاب الجھاد والسیر بَاب یُقَاتَلُ مِنْ وَّرَاءِ الْاِمَامِ وَیُتَّقٰی بِہٖ)

امام تو ایک ڈھال ہے جس کے پیچھے ہو کر لڑا جاتا ہے اور جس کے ذریعہ بچا جاتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کی وحدت کو توڑنے اور اُن کی جماعت میں تفرقہ ڈالنے والے شخص کو بہت ناپسند فرمایا ہے اور اپنے ماننے والوں کو ایسے شخص سے مکمل قطع تعلقی کا حکم دیا ہے۔

عَنْ عَرْفَجَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ اَتَاکُمْ وَ اَمْرُکُمْ جَمِیْعٌ عَلٰی رَجُلٍ وَاحِدٍ یُرِیْدُ اَنْ یَشُقَّ عَصَاکُمْ اَوْ یُفَرِّقَ جَمَاعَتَکُمْ فَاقْتُلُوْہُ

(صحیح مسلم۔کتاب الامارۃ۔بَاب حُکْمُ مَنْ فَرَّقَ اَمْرَ الْمُسْلِمِیْنَ وَھُوَ مُجْتَمِعٌ)

حضرت عرفجہؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص تمہارے پاس آئے۔ تم ایک شخص پر متفق ہو اور وہ تمہارا عصا توڑنا چاہے یا تمہای جماعت میں تفرقہ پیدا کرنا چاہے تو اُسے قتل کر دو۔(قتل کے معنے مکمل قطع تعلقی کے بھی ہوتے ہیں)

اسی حقیقت کے پیشِ نظر ایک بار حضرت عمرؓ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو مخاطب کر کے عرض کیا تھا کہ ”بخدا اگر آپ کو گزند پہنچا تو اسلام کا نظام باقی نہ رہے گا۔“

(تاریخ کامل ابن اثیر جلد 2 صفحہ 177)

حضرت علیؓ نے بھی آپؓ کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ ”اللہ کی قسم! اگر آپ کو صدمہ پہنچ گیا تو پھر اسلام کا نظام کبھی قائم نہ رہ سکے گا“

حضرت شاہ محمد اسماعیل صاحب شہیدؒ(24 اکتوبر 1786ء۔6 مئی 1831ء) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے پوتے اور حضرت سید احمد بریلویؒ کے دستِ راست تھے۔ آپ ایک جیّد اور

متبحّر عالم تھے۔ آپ کو سیف و قلم دونوں سے اسلام کی شاندار خدمات کی توفیق ملی۔ آپ نے اپنی کتاب ''منصب امامت'' میں بڑی تفصیل کے ساتھ خلافت کے مقام کو واضح کیا ہے اور بڑے ہی لطیف پیرایہ میں خلافت کی عظمت و شان بیان کی ہے۔ آپؒ خلیفہ ٔراشد اور باقی صلحاء میں نسبت بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ ''امام رسول کے سعادت مند فرزند کی مانند ہے۔ باقی تمام اکابر اُمّت و بزرگان ملت ملازموں اور خدمتگاروں اور جاں نثار غلاموں کی مانند ہیں۔ پس جس طرح تمام اکابرِ سلطنت و ارکانِ مملکت کے لئے شہزادۂ والا قدر کی تعظیم ضروری اور اس سے توسّل موجبِ سعادت ہے اِسی طرح اس سے مقابلہ کرنا شقاوت کی علامت اور اس پر مفاخرت کا اظہار بدانجامی پر دلالت کرتا ہے۔ ایسا ہی ہر صاحب کمال کے حضور میں تواضع اور تذلل سعادت دارین کا باعث ہے اور اس کے حضور میں اپنے علم و کمال کو کچھ سمجھ بیٹھنا دونوں جہان کی شقاوت ہے۔ اس کے ساتھ یگانگی رکھنا رسول سے یگانگی ہے اَور اس سے بیگانگی رسول سے بیگانگی کے مترادف ہے۔''

(منصب امامت صفحہ 110 مطبع حاجی حنیف اینڈ سنز لاہور سن اشاعت 2008ء)

خلافتِ راشدہ کے بابرکت دَور میں اسلام کو جو عروج و کمال حاصل ہوا، اُس کا تذکرہ ایک مضمون میں بیان کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ ذیل میں اُن فتنوں اور سازشوں کا مختصر ذکر کیا جارہاہے جنہوں نے خلافت راشدہ کے آغاز ہی میں سر اُٹھایا اور پھر عظمتِ خلافت کی بدولت جھاگ کی طرح بیٹھ گئیں۔ آنحضور ﷺ کے وصال کے ساتھ ہی پورے عرب میں ارتداد کی ایک ایسی لہر اُٹھی، جس نے پورے جزیزہ نما کو اپنی لپیٹ میں لے لیا جس سے مسلمانوں کی وحدت شدید خطرے میں پڑ گئی۔ جیسا کہ ایک شیعہ بزرگ رائٹ آنریبل سیّد امیر علی صاحب اپنی کتاب (History of the Saracens) جس کا اردو ترجمہ ''تاریخ اسلام'' کے نام سے شائع ہوا ہے، میں لکھتے ہیں۔

''جونہی آنحضرتؐ کے وصال کی اطلاع عرب کے دُور دراز علاقوں میں پہنچی تو بغاوت کی آگ پھر سے بھڑک اُٹھی۔ مسلمانوں کو اس صورتحال سے بڑی تشویش ہوئی۔ بعض قبیلے جنہوں نے بت پرستی کو حال ہی میں ترک کیا تھا، پھر سے بری عادتوں میں گرفتار ہوگئے۔ آنحضرت ﷺ

کی زندگی ہی میں لوگ نبوت کے جھوٹے دعوے کر چکے تھے، اب ان لوگوں نے مسلمانوں کو تنگ کرنا شروع کر دیا۔ تھوڑی مدت میں اسلام تقریباً مدینہ کی حدود میں سمٹ کر رہ گیا۔ ایک مرتبہ پھر ایک شہر کو سارے جزیرہ نما کی فوجوں سے لڑنا تھا۔"

(تاریخ اسلام صفحہ 28 چوتھا باب۔ ناشر: الفیصل، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور)

گویا ارتداد کی اس خوفناک لہر نے ایک بار تو قصرِ اسلام کو لرزہ براندام کر دیا تھا۔ ابنِ اثیر نے اُس وقت کے حالات کا نقشہ یوں کھینچا ہے:۔" تَضَرَّمَتِ الْاَرْضُ نَارًا "زمین کو گویا آگ لگ گئی تھی۔ اس ہولناک فتنہ کے درج ذیل مکروہ رُخ تھے۔

منافقین نے امت مسلمہ کی شیرازہ بندی کے خلاف سازشیں شروع کر دیں۔

جھوٹے مدعیان نبوت نے اسلام کے قصرِ عالی شان کی جڑوں پر تبر رکھ دیا۔

منکرین زکوٰۃ نے بغاوت کا پرچم بلند کر دیا۔

یوں لگتا تھا کہ یہ خوفناک فتنے شوکت اسلام کو پامال کر کے رکھ دیں گے مگر خدائے ذوالجلال نے اپنے وعدہ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ (النور:56) کے مطابق خلافت کے ذریعہ دین اسلام کو پھر سے استحکام، تمکنت اور عظمت سے ہمکنار کر دیا۔ اُس نے اپنے خلیفۂ برحق حضرت ابو بکر صدیقؓ کو غیر معمولی عزم و حوصلہ عطا فرمایا۔ جس کے آگے یہ تاریک بادل اور ہولناک فتنے دیکھتے ہی دیکھتے دھوئیں کی طرح غائب ہو گئے اور آندھی کی صورت اُٹھنے والے بگولے، گرد کی صورت بیٹھ گئے۔ اور کاروانِ اسلام پوری شوکت کے ساتھ پھر ترقی کی منازل طے کرنے لگا۔ الحمد للّٰه علیٰ ذٰلك۔

یہاں عظمت و شوکت خلافت کی اہمیت کو چار چاند لگانے والا وہ واقعہ بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ جب اپنی آخری علالت کے دوران حضور نبی مکرم، سیّد ولد آدم، حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کو یہ خبر ملی کہ شام کا بدبخت اور ناعاقبت اندیش بادشاہ اپنی طاقت کے نشے میں سرشار، مست ہاتھی کی طرح مدینہ پر لشکر کشی کرنے اور مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے فوجی

تیاریاں کر رہا ہے۔ آنحضور ﷺ نے حضرت اسامہ بن زیدؓ کی سپہ سالاری میں ایک اسلامی فوج تیار کرنے کا ارشاد فرمایا۔ ابھی یہ لشکر تیاری کے مراحل طے کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب رسول ﷺ کی روح پر فتوح اپنے ربّ کے حضور حاضر ہوگئی۔ حضور نبی پاک ﷺ کی وفات جماعت مومنین کے لئے کسی قیامت سے کم نہ تھی صحابہؓ غم کے مارے نڈھال تھے۔ اُن کی روحیں گھائل اور جگر چھلنی تھے اور اس پر مستزاد یہ کہ قبائل عرب تک حضور ﷺ کی وفات کی خبر پہنچی تو اُن میں سے کئی نو مسلم قبائل جن کو ہنوز حلاوت ایمانی پوری طرح نصیب نہ ہوئی تھی اور جن کی تربیت میں ابھی بہت کمی تھی۔ اُن میں سے بعض ارتداد کی راہ اختیار کرنے لگے۔ دُشمنانِ اسلام پہلے ہی اسلام کے نوخیز پودے کو جڑوں سے اُکھاڑنے کے دَرپے تھے اُنہوں نے بھی اس موقع کو غنیمت جانا، وہ بھی بڑے زور و شور کے ساتھ اسلام کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کی تیاریاں کرنے لگے۔ ایسے حالات میں گویا عناد، ارتداد اور مخالفت کا ایک طوفان بدتمیزی ہر طرف موجزن تھا جو اسلام کی ہچکولے کھاتی ناؤ کو اپنے ساتھ بہا لے جانا چاہتا تھا۔ علّامہ ابنِ خلدونؒ ان حالات کا نقشہ کھینچتے ہوئے لکھتے ہیں۔

یعنی اپنی قلّتِ تعداد اور کثرت دُشمن کی وجہ سے اپنے نبیؐ کی وفات کے باعث مسلمانوں کی حالت ایسی تھی جیسے طوفانِ بادو باراں والی شبِ تیرہ و تار میں بکریوں کا ریوڑ ہو۔

(تاریخ ابن الخلدون جلد 2 صفحہ 56)

ان پُر آشوب حالات میں جبکہ مسلمانوں پر خوف کا عالم طاری تھا خدا تعالیٰ نے اپنا وعدہ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا (النور:56) ”اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔“ بڑی شان کے ساتھ پورا کیا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کو خلیفۃ الرسول اور امیر المومنین کی خلعت عطا فرما کر اس بظاہر ہچکولے کھاتی اور ڈوبتی ہوئی ناؤ کو اپنے ہاتھ سے سہارا دیا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کفر و اِرتداد کے اس طوفان اور شام کے اُس غرور کے پتلے حکمران کے سامنے عزم و استقلال کی ایسی پر عزم چٹان بن گئے کہ جو بھی طوفان بدتمیزی آپ کے

سامنے آیا وہ جھاگ کی مانند آپ ہی آپ بیٹھ گیا۔ آپؓ کے عزمِ صمیم اور کمال دُور اندیشی کے سبب دشمن اپنے منصوبوں میں ناکام ونامراد اور خائب وخاسر ہو کر رہ گیا اور اسلام کا یہ قافلہ بڑی قوت اور شان کے ساتھ اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہو گیا۔ دوسری طرف بڑے بڑے جلیل القدر صحابہؓ، وہ عظیم المرتبت جری صحابہؓ جن میں عظیم الشان سپہ سالار بھی شامل تھے کہ جن کی ہیبت سے ایک زمانہ کانپتا تھا جن کے مصمّم ارادوں کے آگے چٹانیں بھی موم ہو جایا کرتی تھیں۔ ان نازک حالات سے خوفزدہ تھے۔ اُن کی طاقتوں کو اُن کے آقا و مطاع ﷺ کی جُدائی کے صدمہ نے مضمحل کر دیا تھا۔ وہ بدلتے ہوئے حالات کو دُنیا کی نظر سے دیکھ رہے تھے اور حضرت ابو بکر صدیقؓ، خلیفۃ الرسولؐ کو یہ مشورہ دے رہے تھے کہ جنگی مہارت رکھنے والے تمام افراد اگر شام کی طرف چلے گئے ،تو دُشمن حالات کا فائدہ اُٹھا کر مدینہ پر حملہ کر سکتا ہے اور اسلام کا شیرازہ بکھر سکتا ہے۔ مگر خلعت خلافت کے اَمین خدا سے تائید یافتہ خلیفۃ الرسول حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اپنی خداداد بصیرت اور تائید خداوندی پر کامل توکل کرتے ہوئے فرمایا۔

لَوْ خَطَفَتْنِیْ الْکِلَابُ وَالذِّئَابُ لَاَنْفَذْتُہٗ کَمَا اَمَرَ بِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَلَا اَرُدُّ قَضَاءً قَضٰی بِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَلَوْلَمْ یَبْقَ فِی الْقُرٰی غَیْرِیْ لَاَنْفَذْتُہٗ۔

(ابن اثیر ذکر أنفاذ جیش اسامۃ بن زیدؓ۔ بحوالہ خلافت روشنی صبح ازل کی صفحہ 6)

اگر کتےّ اور بھیڑیئے مجھے گھسیٹتے بھی پھریں تو بھی مَیں اس لشکر کو رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ کے مطابق بھجوا کر رہوں گا اور مَیں رسول اللہ ﷺ کا جاری کردہ فیصلہ نافذ کر کے رہوں گا۔ ہاں اگر بستیوں میں میرے سوا کوئی بھی باقی نہ رہے تو بھی مَیں اس فیصلہ کو نافذ کروں گا۔ ایک اور روایت کے مطابق آپؓ نے فرمایا۔

وَالَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ لَوْ جَرَّتِ الْکِلَابُ بِاَرْجُلِ اَزْوَاجِ النَّبِی عَلَیْہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامِ مَا رَدَدْتُ جَیْشاً وَجھہ رَسُوْلُ اللّٰہِ عَلَیْہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامِ وَلَا حَلَلْتُ لِوَاءً عَقَّدَہٗ

(تاریخ الخلفاء صفحہ 61۔ دار ابن حزم للطباعۃ النشر والتوزیع۔ بیروت لبنان۔ الطّبعۃ الاولی 1424ھ۔2003)

اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اگر کتّے ازواج نبی ﷺ کے پاؤں تک آجائیں تو مَیں اس لشکر کو واپس نہیں بلا سکتا جسے رسول اللہ ﷺ نے خود روانہ کیا ہے اور نہ مَیں اس جھنڈے کی گرہ کھول سکتا ہوں۔

اور پھر وہ لشکر باوجود انتہائی نامساعد حالات کے روانہ ہو کر رہا۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عالی مقام اور بلند مرتبہ سے کون واقف نہیں! جن کو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (التوبة:100) "اللہ اُن سے راضی ہو گیا اور وہ اُس سے راضی ہو گئے" کا آسمانی خطاب ملا۔ رسول خدا ﷺ نے اُن کے بارہ میں یہ فرما کر کہ اَصْحَابِي كَالنُّجُومِ بِاَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ کہ میرے صحابہؓ ستاروں کی مانند ہیں اُن میں سے جس کی بھی پیروی کرو گے، راہ ہدایت پا جاؤ گے، صحابہ کرامؓ کی بلند شان اور عالی مرتبہ کو بہت واضح فرما دیا ہے۔

ان حالات میں ایک طرف نور بصیرت رکھنے والے ایک لاکھ سے زائد صحابہ کرامؓ ہیں، جن کے سینے علم قرآن سے منور اور حُبِّ رسول کی دولت سے مالامال ہیں جن میں سے ہر ایک مینارۂ نور اور آسمان ہدایت کا روشن ستارہ ہے، جن کی صحبت میں خدا یاد آتا ہے۔ اس مرتبہ اور شان کے حامل صحابہؓ دربار خلافت میں، دربارِ ابو بکرؓ میں، سر جھکائے کھڑے ہیں۔ آج دربارِ خلافت میں اُن سب کے ارادے، اُن سب کی سوچیں، اُن سب کی تجویزیں اور آراء، اُن سب کی فہم و فراست اور اُن کا رُعب و دَبدبہ، خلیفہ وقت کے فیصلہ اور عزم کے سامنے کچھ حیثیت نہ رکھتا تھا۔ وہ سب عجز و انکسار کا پیکر بن گئے۔ وہ جو دوسروں کے لئے ہدایت کا سامان کرنے والے تھے اب خلیفۂ وقت کے سامنے علم و ہدایت کے لئے شاگردانِ رشید بن گئے۔ یہ ہے نظام خلافت، یہ ہے شان خلافت اور یہ ہے مقام خلافت !!!

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے خلیفۂ وقت کی کامل اطاعت و فرمانبرداری کا وہ اعلیٰ نمونہ پیش کیا جو رہتی دُنیا تک تمام اُمّت کیلئے اپنی مثال آپ بن گیا۔ چنانچہ آئندہ پیش آنے والے حالات و واقعات نے ثابت کر دیا کہ خلیفۂ وقت کی طرف سے کیا گیا فیصلہ ہی صحیح فیصلہ تھا اور

خدا تعالیٰ کی تائید اُس کے ساتھ تھی۔ اس واقعہ نے اُمّت مسلمہ پر خلیفۂ راشد کی عظمت و شان عیاں کر دی۔ کیونکہ اگر حضرت اسامہؓ کا لشکر روک لیا جاتا تو احکام رسولؐ کو ٹالنے کی ایک راہ خدانخواستہ نکل سکتی تھی۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے انتہائی نامساعد حالات میں یہ فیصلہ کیا اور پھر خدا تعالیٰ کی تائید نے جس طرح عملی طور پر اسے درست فیصلہ ثابت کر دیا اُس سے صحابہؓ کا ہی نہیں آج تک اُمّت کے ہر فرد کا خلافت پر ایمان و یقین مضبوط ہو گیا۔

آپؓ کے اس مدبّرانہ فیصلہ کی وجہ سے اور بہت سارے فوائد کے ساتھ ساتھ سب سے بڑا افائدہ اسلامی لشکر کو روانہ کرنے کے بعد یہ ہوا کہ دُشمنوں نے جب یہ دیکھا کہ ایسے خطرناک حالات میں ایک لشکر روانہ کیا گیا ہے تو ضرور مسلمانوں کے پاس ایک بہت بڑی فوج مدینہ میں بھی موجود ہے۔ خلافت کی برکت سے دُشمن مرعُوب ہو گیا۔ اُس کی حوصلے پست ہو گئے اور اُسے مدینہ پر حملہ کرنے کا منحوس فیصلہ تبدیل کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا اور اُس کے تمام بدعزائم خاک میں مل گئے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے خلیفہ بننے کے بعد صحابہؓ سے خطاب کرتے ہوئے مقام خلافت کی عظمت و اہمیت کو ان الفاظ میں اُجاگر فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے رسولؐ اللہ کے ذریعہ تمہیں ضلالت اور تفرقہ سے نکالا اور تمہارے دلوں میں اُلفت قائم کی۔ پھر اللہ نے تم پر ایک خلیفہ مقرر کیا تا کہ تمہارے دِلوں میں الفت و محبت قائم رکھے اور تمہارے مقصود کو غلبہ عطا کرے۔

(دائرہ المعارف القرآن الرابع عشر محمد فرید وجدی جلد 3 صفحہ 758 زیر لفظ خلف)

پس یہ خدا تعالیٰ کی اعجازی طاقت ہی تھی جس نے خوف اور فتنہ کے اس عالم میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کو منصبِ خلافت پر فائز کر کے اپنی مدد اور نُصرت کا ہاتھ آپ کی طرف بڑھایا اور آپ کو وہ ہمت اور اِستقلال بخشا کہ آپ کے عزمِ صمیم کے سامنے پہاڑوں جیسے خطرات سمندر کی جھاگ ثابت ہوئے اور اسلام کا قافلہ مزید سرعت کے ساتھ اپنی منزل کی طرف رَواں دَواں ہو گیا۔ اس ضمن میں حضرت عائشہؓ کا یہ قول کس قدر برحق ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد نفّاق نے سر اُٹھایا، عرب مرتد ہو گئے اور انصار نے بھی علیحدگی اختیار کر لی، اتنی

مشکلیں جمع ہو گئیں کہ اگر اتنی مشکلات پہاڑ پر پڑتیں تو وہ بھی اس بار کو نہ اُٹھا سکتا لیکن میرے والد ابو بکر صدیقؓ نے زبردست استقلال سے ہر ایک مشکل کا مقابلہ کیا اور ہر ایک کا حل نکالا۔

(تاریخ الخلفاء(مترجم)صفحہ 206۔شائع کردہ پروگریسو بکس اُردو بازار لاہور۔سن اشاعت اکتوبر 1997ء)

اسی واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

ہمارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی وفات کے بعد ایک خطرناک زمانہ پیدا ہو گیا تھا۔ کئی فرقے عرب کے مرتد ہو گئے تھے بعض نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تھا اور کئی جھوٹے پیغمبر کھڑے ہو گئے تھے اور ایسے وقت میں جو ایک بڑے مضبوط دل اور مستقل مزاج اور قوی الایمان اور دلاور اور بہادر خلیفہ کو چاہتا تھا حضرت ابو بکرؓ خلیفہ مقرر کئے گئے اور اُن کو خلیفہ ہوتے ہی بڑے غموں کا سامنا ہوا جیسا کہ حضرت عائشہؓ کا قول ہے کہ بباعث چند در چند فتنوں اور بغاوت اعراب اور کھڑے ہونے جھوٹے پیغمبروں کے میرے باپ پر جبکہ وہ خلیفہ رسول اللہؐ مقرر کیا گیا وہ مصیبتیں پڑیں اور وہ غم دل پر نازل ہوئے کہ اگر وہ غم کسی پہاڑ پر پڑتے تو وہ بھی گر پڑتا اور پاش پاش ہو جاتا اور زمین سے ہموار ہو جاتا۔ مگر چونکہ خدا کا یہ قانونِ قدرت ہے کہ جب خدا کے رسول کا کوئی خلیفہ اس کی موت کے بعد مقرر ہوتا ہے تو شجاعت اور ہمت اور استقلال اور فراست اور دل قوی ہونے کی رُوح اس میں پھونکی جاتی ہے جیسا کہ یشوع کی کتاب باب اول آیت 6 میں حضرت یشوع کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مضبوط ہو اور دلاوری کر یعنی موسیٰ تو مر گیا اَب تو مضبوط ہو جا۔ یہی حکم قضاء و قدر کے رنگ میں نہ شرعی رنگ میں حضرت ابو بکرؓ کے دل پر بھی نازل ہوا تھا تناسب اور تشابہ واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا ابو بکر بن قحافہ اور یشوع بن نون ایک ہی شخص ہے۔

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 185)

پس نبوّت کے بعد نظام خلافت کو جاری کرنا اللہ تعالیٰ کی قدیم سنت اور ربّ العالمین کا اپنے بندوں پر ایک احسان عظیم ہے کہ مَبادا وہ فیضان نبوت سے محروم ہو کر ایک بار پھر جہالت کے اندھیروں میں نہ جا پڑیں۔ انتہائی خوف کے اس عالم میں خدا تعالیٰ کی قدرت کا زبردست ہاتھ اُنہیں سہارا دیتا ہے اور اس گرتی ہوئی جماعت کو سنبھالتے ہوئے اس کی باگ ڈور اُنہی میں سے ایک ایسے

شخص کے سُپرد کر دیتا ہے جو اُس کی نظر میں سب سے زیادہ موزوں اور اس منصبِ جلیلہ کا اہل ہوتا ہے۔ گویا نبی کی وفات کے بعد خلافت کا قائم ہونا، اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور مرضی کے تابع ہوتا ہے۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ کے متعدد ارشادات سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ حضرت عقبہ بن عامرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباسؓ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: جب بھی کوئی نبوّت آئی اس کے بعد خلافت قائم ہوئی۔

(مجمع الزوائد، جلد5 صفحہ 188۔ دارالکتاب العربی قاہرہ، بیروت 1407ھ)

رسول اللہ ﷺ کا ایک اور ارشاد مبارک ہے کہ مَا مِنْ نُبُوَّةٍ قَطُّ اِلَّا تَبِعَتْهَا خِلَافَةٌ۔

(کنزالعمّال جلد 11 صفحہ 259۔ ناشر مکتبہ التراسل اسلامی بیروت۔ لبنان)

یعنی ہر نبوّت کے بعد خلافت ہوتی ہے۔

خلافت کی اسی عظمت واہمیت اور ضرورت کی پیش نظر وعدۂ الٰہی بھی یہی ہے کہ نبوّت کے بعد خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا نظام ایک ناگزیر ضرورت ہے۔ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (النور:56) اُنہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

یہ بات نہایت ضروری ہے کہ بعد وفات رسول اللہ ﷺ اس اُمّت میں فساد اور فتنوں کے وقتوں میں ایسے مصلح آتے رہیں جن کو انبیاء کے کئی کاموں میں سے یہ ایک کام سپرد ہو کہ وہ دین حق کی طرف دعوت کریں اور ہر یک بدعت جو دین سے مل گئی ہو اس کو دُور کریں اور آسمانی روشنی پاکر دین کی صداقت ہر یک پہلو سے لوگوں کو دکھاویں اور اپنے پاک نمونہ سے لوگوں کو سچائی اور محبت اور پاکیزگی کی طرف کھینچیں۔

(شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد6 صفحہ 344)

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے بعد خلافتِ راشدہ کا نظام جاری فرمایا اور حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے ذریعہ برکات رسالت و نبوّت کی اشاعت کا سلسلہ قائم فرما دیا۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق دین حق کو تمام اَدین باطلہ پر غالب کرنے اور سید الانبیاء ﷺ کے برکات وفیوض کی عالمگیر اشاعت کے لئے امام مہدی اور مسیح موعود کا ظہور ہونا مقدر تھا۔ آنحضور ﷺ نے اپنی اُمّت کو تاکیدی ارشاد فرمایا کہ وہ مسیح و مہدی جس نے تمام اَدیان پر آپؐ کے دین کو غالب کرنا تھا جب وہ آئے تو اُس کی بیعت کرنا۔ چنانچہ فرمان نبویؐ ہے۔ فَاِذَا رَاَیْتُمُوْہُ فَبَایِعُوْہُ وَلَوْ حَبْوًا عَلٰی الثَّلْجِ فَاِنَّہٗ خَلِیْفَۃُ اللّٰہُ الْمَھْدِیُّ۔ (ابوداؤد جلد 2 باب خروج المہدی۔ مستدرک حاکم جزو 4 کتاب الفتن والملاحم صفحہ 464) جب تم اُسے دیکھو تو اس کی ضرور بیعت کرنا خواہ تمہیں برف کے تودوں پر گھٹنوں کے بل بھی جانا پڑے۔ کیونکہ وہ خدا کا خلیفہ مہدی ہو گا۔

اللہ تعالیٰ کی اسی تقدیر اور فیصلے کے مطابق سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا۔ آپ نے یکم دسمبر 1888ء کو ایک اشتہار کے ذریعہ بیعت لینے کا اعلان فرمایا اور اس کے بعد 12 جنوری 1889ء کو ایک اور اشتہار کے ذریعہ شرائط بیعت کا اعلان فرمایا اور بیعت کرنے والے احباب کو 20 مارچ کے بعد لدھیانہ پہنچے کا ارشاد فرمایا۔ 23 مارچ 1889ء وہ تاریخی دن تھا جب آپؑ نے حضرت صوفی احمد جان صاحب کے مکان واقع محلہ جدید لدھیانہ میں مخلصین سے بیعت لے کر اللہ تعالیٰ کے حکم سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بنیاد رکھی۔ حضرت مولانا حکیم نورالدینؓ نے سب سے پہلے بیعت کی سعادت حاصل کی۔ چالیس قدّوسیوں نے پہلے روز بیعت کا شرف حاصل کیا۔ حضور علیہ السلام کے وصال (26 مئی 1908ء) کے بعد رسول کریم ﷺ کے ارشاد ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَۃٌ عَلٰی مِنْھَاجِ نُبُوَّۃٍ۔ (مشکوۃ کتاب الرقاق باب الانذار و التحذیر) کے مطابق 27 مئی 1908ء کو پھر سے خلافت راشدہ کا نظام قائم ہوا اور مخلصین جماعت نے حضرت مولانا نورالدینؓ کے ہاتھ پر خلیفۃ المسیح الاوّل کی حیثیت سے شرف بیعت حاصل کیا۔

حضرت شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ مہدی علیہ السلام کے بعد خلافت راشدہ کے قیام اور اُس کی عظمت و اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ ”خلیفۂ راشد وہ شخص ہے جو منصبِ امامت رکھتا ہو اور سیاست ایمانی کے معاملات اس سے ظاہر ہوں۔ جو اس منصب تک پہنچا وہی خلیفہ راشد ہے۔ خواہ زمانۂ سابق میں ظاہر ہوا خواہ موجودہ زمانہ میں ہو، خواہ اوائل اُمّت میں ہو، خواہ اس کے آخر میں۔ خواہ فاطمی نسل سے ہو یا ہاشمی سے۔ خواہ نسل قصی سے ہو، خواہ نسل قریش سے۔

اس لفظ خلیفہ کو بمنزلہ لفظ خلیل اللہ، کلیم اللہ، رُوح اللہ، حبیب اللہ یا صدیق اکبر، فاروق اعظم، ذوالنورین، مرتضیٰ، مجتبیٰ اور سید الشہداء یا ان کے مانند شمار نہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک لقب بزرگان دین میں سے ایک خاص بزرگ کی ذات سے خصوصیت رکھتا ہے۔ اس لقب کے اطلاق سے اسی بزرگ کی ذات تصور کی جاتی ہے اور اسی طرح یہ بھی نہ سمجھ لینا چاہئے کہ لفظ ”خلفائے راشدین“ خلفائے اربعہ کی ذات سے خصوصیت رکھتا ہے کہ اس لفظ کے استعمال سے اُنہی بزرگوں کی ذات متصور ہوتی ہے۔ حَاشا وَ کَلّا! بلکہ اس لقب کو بمنزلہ ولی اللہ، مجتہد، عالم، عابد، زاہد، فقیہ، محدث، متکلم، حافظ، بادشاہ، امیر یا وزیر کے تصور کرنا چاہئے۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک خاص منصب پر دلالت نہیں رکھتا۔ جو کوئی بھی اس صفت سے متصف اور اس منصب پر قائم ہو وہی اس لقب سے مقلّب ہو سکتا ہے۔ پس جیسا کہ کبھی کبھی دریائے رحمت سے کوئی موج سر بلند ہوتی ہے اور آئمہ ہدیٰ میں سے کسی امام کو ظاہر کرتی ہے ایسا ہی اللہ کی نعمت کمال تک پہنچتی ہے تو کسی کو تختِ خلافت پر جلوہ افروز کر دیتی ہے اور وہی امام اس زمانے کا خلیفۂ راشد ہے اور وہ جو حدیث میں وارد ہے کہ ”خلافت راشدہ“ کا زمانہ رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد تیس سال تک ہے اس کے بعد سلطنت ہوگی تو اس سے مُراد یہ ہے کہ خلافت راشدہ متصل اور تواتر طریق پر تیس سال تک رہے گی۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ قیام قیامت تک خلافت راشدہ کا زمانہ وہی تیس سال ہے اور بس! بلکہ حدیث مذکورہ کا مفہوم یہی ہے کہ خلافت راشدہ تیس سال گزرنے کے بعد منقطع ہوگی نہ

یہ کہ اس کے بعد پھر خلافت راشدہ کبھی آہی نہیں سکتی!... اور یہ امر بھی ظاہر ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کی خلافت، خلافت راشدہ سے افضل انواع میں سے ہو گی یعنی وہ خلافت ”منتظمہ محفوظہ“ ہو گی کیونکہ اس کی تعریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ لَوْلَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا يَوْمٌ لَطَوَّلَ اللّٰهُ ذَالِكَ الْيَوْمَ حَتّٰى يَبْعَثَ اللّٰهُ فِيْهِ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ بَيْتِيْ يُوَطِئُ اسْمُهٗ اِسْمِيْ وَاِسْمُ اَبِيْهِ اِسْمُ اَبِيْ يَمْلَأُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَّعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّجَوْرًا۔ اگر دُنیا میں سے کچھ باقی نہ رہے مگر ایک دن کہ لمبا کر دے اُسے اللہ تعالیٰ یہاں تک کہ اُٹھا دے اللہ تعالیٰ ایک آدمی میرے اہل بیت سے میرے ہمنام اور اُس کے باپ کا نام بھی میرے باپ کے ہمنام ہو گا۔ بھر جائے زمین خوبی اور انصاف سے، جیسا کہ بھری ہو ظلم اور جور سے۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَتَاهُ اَبْدَالُ الشَّامِ وَعَصَائِبُ اَهْلِ الْعِرَاقِ فَبَايِعُوْنَهٗ۔ شام کے ابدال اور عراق کے بزرگ اس کے پاس آکر بیعت کریں گے... نیز وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اَلْمَهْدِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَشْبَهُ فِيْ الْخُلُقِ مہدی علیہ السلام خلق میں میرے مشابہ ہوں گے... نزول نعمت الٰہی یعنی ظہور خلافت راشدہ سے کسی زمانہ میں مایوس نہ ہونا چاہئے اور اسے مجیب الدّعوات سے طلب کرتے رہنا چاہئے اور اپنی دُعا کی قبولیت کی اُمید رکھنا اور خلیفہٗ راشد کی جستجو میں ہر وقت ہمت صرف کرنا چاہئے۔ شاید کہ یہ نعمت کاملہ اسی زمانہ میں ظہور فرماوے اور خلافت راشدہ اِسی وقت جلوہ گر ہو جائے۔“

(منصب امامت صفحہ 116-121۔ مطبع حاجی حنیف اینڈ سنز لاہور۔ مترجم حکیم محمد حسین علوی۔ سن اشاعت 2008ء)

مولانا ابو الکلام آزاد (1889 تا 1958ء) متحدہ ہندوستان کے ایک معروف عالم دین، قادر الکلام مقرر اور انشاء پرداز تھے۔ آپ نے ”مسئلہ خلافت“ کے عنوان سے ایک کتاب لکھی ہے۔ اس کتاب میں اُنہوں نے خلافت کے مختلف پہلوؤں پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ چنانچہ خلافت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ ”جس طرح شخصی واعتقادی اور عملی زندگی کیلئے مراکز قرار پائے، ضروری تھا کہ جماعتی اور ملی زندگی کے لئے بھی ایک مرکزی وجود قرار پاتا۔ لہٰذا

وہ مرکز بھی قرار دے دیا گیا۔ تمام اُمّت کو اس مرکز کے گرد بطور دائرہ کے ٹھہرایا۔ اس کی معیّت، اس کی رفاقت، اس کی اطاعت، اس کی حرکت پر حرکت، اس کے سکون پر سکون۔ اس کی طلب پر لبیک، اس کی دعوت پر انفاق جان ومال، ہر مسلمان کے لئے فرض کر دیا گیا ایسا فرض جس کے بغیر وہ جاہلیت کی ظلمت سے نکل کر اسلامی زندگی کی روشنی میں نہیں آسکتا۔ اسلام کی اصطلاح میں اسی قومی مرکز کا نام ’’خلیفہ‘‘ اور امام ہے اور جب تک یہ مرکز اپنی جگہ سے نہیں ہٹتا ہے یعنی کتاب وسنت کے مطابق اس کا حکم ہے، ہر مسلمان پر اس کی اطاعت واعانت اسی طرح فرض ہے جس طرح خود اللہ اور اس کے رسول کی۔‘‘

(مسئلہ خلافت، صفحہ 38۔ ناشر: مکتبہ جمال لاہور۔ سن اشاعت 2006ء)

آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے چند ارشادات درج کئے جا رہے ہیں جن سے نظام خلافت کی عظمت واہمیت واضح ہوتی ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خلافت کے قیام کی غرض وغایت اور اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ قدرت ثانیہ خدا کی طرف سے ایک بڑا انعام ہے جس کا مقصد قوم کو متحد کرنا اور تفرقہ سے محفوظ رکھنا ہے۔ یہ وہ لڑی ہے جس میں جماعت موتیوں کی مانند پروئی ہوئی ہے۔ اگر موتی بکھرے ہوں تو نہ تو محفوظ ہوتے ہیں اور نہ ہی خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ ایک لڑی میں پروئے ہوئے موتی ہی خوبصورت اور محفوظ ہوتے ہیں۔ اگر قدرتِ ثانیہ نہ ہو تو دین حق کبھی ترقی نہیں کر سکتا۔

(الفضل انٹرنیشنل 23 مئی تا 5 جون 2003ء)

پھر فرمایا۔ آپ میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ دُعاؤں پر بہت زور دے اور اپنے آپ کو خلافت سے وابستہ رکھے اور یہ نکتہ ہمیشہ یاد رکھے کہ اُس کی ساری ترقیات اور کامیابیوں کا راز خلافت سے وابستگی میں ہی ہے۔ وہی شخص سلسلہ کا مفید وجود بن سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ دُنیا بھر کے علوم جانتا ہو اُس کی کوئی بھی حیثیت نہیں۔ جب تک آپ کی عقلیں اور تدبیریں خلافت کے ماتحت رہیں گی

اور آپ اپنے امام کے پیچھے پیچھے اُس کے اشاروں پر چلتے رہیں گے، اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت آپ کو حاصل رہے گی۔“

(روزنامہ الفضل 30 مئی 2003ء)

”یہ خلافت کی ہی نعمت ہے جو جماعت کی جان ہے اس لئے اگر زندگی چاہتے ہیں تو خلافتِ احمدیہ کے ساتھ اخلاص اور وفا کے ساتھ چمٹ جائیں، پوری طرح اس سے وابستہ ہو جائیں کہ آپ کی ہر ترقی کا راز خلافت سے وابستگی میں ہی مضمر ہے۔ ایسے بن جائیں کہ خلیفہ ٔوقت کی رضا آپ کی رضا ہو جائے۔ خلیفہ ٔوقت کے قدموں پر آپ کا قدم ہو اور خلیفہ ٔوقت کی خوشنودی آپ کا مطمح نظر ہو جائے۔“

(خالد سیدنا طاہر نمبر مارچ، اپریل 2004ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 2010ء میں لجنہ اماء اللہ پاکستان کی مجلس شوریٰ کے نام اپنے پیغام میں تحریر فرمایا۔

آج دُنیا میں صرف جماعت احمدیہ ہی ہے جس کو خلافت کا بابرکت نظام عطا ہوا ہے۔ پس اس کی برکات سے دائمی حصہ پانے کے لئے، اپنی آئندہ نسلوں کو محفوظ رکھنے کے لئے خلافت کے ساتھ چمٹے رہیں۔ یہی دین ہے۔ یہی توحید ہے۔ یہی مرکزیت ہے اور اس کے ساتھ وابستگی میں خدا تعالیٰ کی رضا ہے۔ اس لیے اس نعمت کی قدر کریں۔ خدا کا شکر بجالائیں اور خلیفہ ٔوقت کے ساتھ ادب، احترام، اطاعت اور وفا اور اخلاص کا تعلق مضبوط تر کرتی چلی جائیں۔

(الفضل انٹر نیشنل 28 جنوری 2010ء)

پس خلافت راشدہ، دینِ اسلام کی بقا، سربلندی اور استحکام و مضبوطی کا اہم ترین ذریعہ ہے۔ جو رشد وہدایت کی راہ اور جس کے ساتھ وابستگی میں ہی اُمّت مُسلمہ کی ترقی، کامیابی، اتّحاد و یکجہتی اور بقا کا راز مضمر ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 مئی 2020ء)



﴿30﴾

# خلیفہ خدا بناتا ہے اور اطاعت خلافت
# خلفائے احمدیت کے ارشادات کی روشنی میں

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں:

جناب الٰہی کا انتخاب بھی تو ایک انسان ہی ہوتا ہے اُس کو کوئی ناکامی پیش نہیں آتی وہ جِدھر منہ اُٹھاتا ہے اُدھر ہی اُس کے واسطے کامیابی کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور وہ فضل، شِفا، نور اور رحمت دکھلاتا ہے۔

(خطبات نور، صفحہ 56)

یہ خدا ہی کا دستِ قدرت ہوتا ہے جو کہ ایک نبی کا قائمقام کسی کو بناتا ہے۔ اُن پر مشکلات آتی ہیں مگر خدا بدلہ دیتا ہے۔ اُن لوگوں میں تعظیم لِاَمْرِ اللّٰہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ دونوں کمالات ہوتے ہیں۔ خدا کی کاملہ صفات کے یہ لوگ گرویدہ ہوتے ہیں اور مخلوق کی بے ثباتی اور لاشے ہونا اُن کو بتلاتا ہے کہ خدا کا شریک کوئی نہیں ہے۔

(خطبات نور، صفحہ 175-176)

نیز فرمایا کہ۔ چونکہ خلافت کا انتخاب عقلِ انسانی کا کام نہیں۔ عقل نہیں تجویز کر سکتی کہ کس کے قُوٰی قوّی ہیں۔ کس میں قوتِ انتظامیہ کامل طور پر رکھی گئی ہے۔ اِس لئے جنابِ الٰہی نے خود فیصلہ کر دیا ہے وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔

(حقائق الفرقان، جلد 3 صفحہ 225)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

پس اے مؤمنوں کی جماعت اوراے عملِ صالح کرنے والو!مَیں تم سے یہ کہتا ہوں کہ خلافت خدا تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے،اس کی قدر کرو جب تک تم لوگوں کی اکثریت ایمان اور عملِ صالح پر قائم رہے گی،خدا اس نعمت کو نازل کرتا چلا جائے گا......تم ہر وقت ان دُعاؤں میں مشغول رہو کہ خدا قدرتِ ثانیہ کے مظاہر تم میں ہمیشہ کھڑے کرتا رہے تاکہ اس کا دین مضبوط بنیادوں پر قائم ہو جائے اور شیطان اس میں رخنہ اندازی کرنے سے ہمیشہ کے لئے مایوس ہو جائے......پس ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حضور دُعاؤں میں مشغول رہو اور اس امر کو اچھی طرح یاد رکھو کہ جب تک تم میں خلافت رہے گی دُنیا کی کوئی قوم تم پر غالب نہیں آسکے گی اور ہر میدان میں تم مظفر و منصور رہو گے۔

(انوارالعلوم،جلد15 صفحہ 593)

مَیں اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ وہ تم کو ہمیشہ خلافت کا خدمت گزار رکھے اور تمہارے ذریعہ احمدیہ خلافت قیامت تک محفوظ چلی جائے اور قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ اسلام اور احمدیت کی اشاعت ہوتی رہے اور تم اور تمہاری نسلیں قیامت تک اس کا جھنڈا اُونچا رکھیں اور کبھی بھی وہ وقت نہ آئے کہ اسلام اور احمدیت کی اشاعت میں تمہارا یا تمہاری نسلوں کا حصہ نہ ہو بلکہ ہمیشہ ہمیش کے لئے تمہارا اور تمہاری نسلوں کا اس میں حصہ ہو اور جس طرح پہلے زمانہ میں خلافت کے دُشمن ناکام ہوتے چلے آئے ہیں تم بھی جلد ہی سالوں میں نہیں بلکہ مہینوں میں ان کو ناکام ہوتا دیکھ لو۔

(خطاب بیان فرمودہ 21اکتوبر 1956ء۔بحوالہ الفضل 24اپریل 1957ء)

کیا تم میں اور اُن میں جنہوں نے خلافت سے رُوگردانی کی ہے کوئی فرق ہے؟ کوئی بھی فرق نہیں لیکن نہیں ایک بہت بڑا فرق بھی ہے اور وہ یہ کہ تمہارے لئے ایک شخص تمہارا دَرد رکھنے والا،تمہاری محبت رکھنے والا،تمہارے دُکھ کو اپنا دُکھ سمجھنے والا،تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھنے والا،تمہارے لئے خدا کے حضور دُعائیں کرنے والا ہے مگر اُن کے لئے نہیں ہے۔تمہارا

اُسے فکر ہے، دَرد ہے اور وہ تمہارے لئے اپنے مولیٰ کے حضور تڑپتا رہتا ہے لیکن اُن کے لئے ایسا کوئی نہیں ہے۔

(انوار العلوم، جلد2 صفحہ 158)

خلافت کے تو معنے ہی یہ ہیں کہ جس وقت خلیفہ کے منہ سے کوئی لفظ نکلے اُس وقت سب سکیموں، سب تجویزوں اور سب تدبیروں کو پھینک کر رکھ دیا جائے اور سمجھ لیا جائے کہ اب وہی سکیم، وہی تجویز اور وہی تدبیر مفید ہے جس کا خلیفۂ وقت کی طرف سے حکم ملا ہے۔

(خطبات محمود، جلد17 صفحہ 74)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

رسول کریم ﷺ کے بعد خلفائے راشدین مجدّدین اور اولیائے اُمّت اپنے لئے اتنی دُعائیں نہ کرتے تھے جتنی دُعائیں اُنہوں نے اُمّتِ مسلمہ کے لئے کیں اور اب جماعت احمدیہ کے خلفاء بھی اپنے لئے اتنی دُعائیں نہیں کرتے (یا نہیں کرتے رہے) جتنی دُعائیں وہ احمدی بھائیوں کے لئے کرتے ہیں اور کرتے رہے ہیں اور اس اُمید اور یقین سے دُعا کرتے اور کرتے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُن کی اُن دُعاؤں کے نتیجہ میں مومنوں کے دِلوں میں تسکین پیدا کرے گا۔

(خطباتِ ناصر، جلد1 صفحہ 165)

نبی اکرم ﷺ نے اپنی اُمّت کے لئے جو قیامت تک پیدا ہونے والی ہے بہت سی دُعائیں کی ہیں اور نبی کریم ﷺ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے خلفاء کا ایک لمبا سلسلہ جاری کیا ہے جو قیامت تک ممتد ہے اور وہ رسول کی نیابت میں ان لوگوں کے لئے دُعائیں کرتے ہیں اور اُن کے غموں کو دُور کرنے کے لئے دُعا اور تدبیر کرتے ہیں اور اُن کی خوشیوں میں وہ شریک ہوتے ہیں اور ہر وقت وہ اس فکر میں رہتے ہیں کہ خدا کے یہ پاک بندے روحانیت کی سیر میں کسی ایک مقام پر کھڑے نہ رہ جائیں بلکہ آگے ہی آگے وہ بڑھتے چلے جائیں۔

(خطباتِ ناصر، جلد2 صفحہ 144)

مَیں جو عاجز بندہ ہوں اور اپنے اندر کوئی خوبی نہیں پاتا لیکن اِس کرسی کی عظمت پہچانتا ہوں جس پر اِس ذرّہ حقیر کو خدا نے اپنی حکمتِ کاملہ سے بٹھایا ہے۔اِس عظیم ذمہ داری کو نبھانا آسان کام نہیں نہ کسی انسان کے بس میں ہے۔ ہر لمحہ اور ہر آن اللہ تعالیٰ کی مدد اور اُس کی نصرت ساتھ نہ دے تو خلافت کی ذمہ داری نہیں نبھائی جاسکتی۔ آپ دُعائیں کرتے رہاکریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنے فضل سے اِس ذمہ داری کو نبھانے کی توفیق عطا کرے تاکہ دُنیا میں جو اسلام کے غلبہ کی ایک مہم جاری ہوئی ہے وہ بھی تکمیل کی منازل طے کرتی ہوئی جلد تر اپنی منزلِ مقصود کو پہنچ جائے اور آپ کا اپنا بھی یہ فائدہ ہے کیونکہ اِس خلافت...کو آپ کے خوف اور خطر کو اور پریشانیوں کو دُور کرنے کا ذریعہ بھی اللہ تعالیٰ نے قرار دیا ہے۔

(خطبات ناصر، جلد 1 صفحہ 344)

در حقیقت خلیفہ کسی دُنیاوی انجمن کا سربراہ نہیں ہوتا اُس کا انتخاب خدا خود کرتا ہے اور وہ خدا کے ہاتھ میں ایک آلہ کی طرح ہوتا ہے۔اُس کے ذریعہ آسمانی مقصد اور آسمانی سکیم کی دُنیا میں نمائندگی ہوتی ہے ... مہدی علیہ السلام جسمانی طور پر ہمیشہ تو اِس دُنیا میں نہیں رہ سکتے تھے لیکن خلافت رہ سکتی ہے اور ان شاء اللہ ہمیشہ قائم رہے گی در حقیقت خلافت اسلام کی اُن برکات کے تسلسل کا نام ہے جو مہدی موعود دوبارہ دُنیا میں لائے تھے۔

(خطبات ناصر جلد 3 صفحہ 98)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

ہر خلیفہ کے وقت میں جو اس زمانے کے حالات ہیں اُن کے متعلق جو خلیفہ وقت کی نصیحت ہے وہ لازماً دوسری نصیحتوں سے زیادہ موٴثر ہوگی۔اس تعلق کی بناء پر بھی اور اس وجہ سے بھی کہ خدا تعالیٰ نے جو ذمہ داری اس کے سپرد کی ہوتی ہے خود اس کے نتیجہ میں اس کو روشنی عطا کرتا ہے۔

(خطباتِ طاہر، جلد 10 صفحہ 894)

فرمایا :

خدا تعالیٰ کا خلافت سے ایک تعلق ہے اور علوم کی روح سے اللہ تعالیٰ خلفاء کو آگاہ کرتا ہے اور جماعت کی زمانے کے لحاظ سے ضروریات سے خلفاء کو متنبہ کرتا ہے۔ خلفاء کی نظر ساری عالمی ضروریات پر ہوتی ہے اور جن علوم کی تفسیر کی ضرورت پڑے، جیسی روشنی خدا تعالیٰ خود اپنے خلفاء کو عطا فرماتا ہے ویسی ایک علم میں خواہ کسی مقام کا رکھنے والا عالم ہو اس کو اپنے کسبی طور پہ نصیب نہیں ہو سکتی۔ یہ وھبت ہے، اللہ تعالیٰ کی عطا ہے جس میں کوئی کوشش یا جدّ وجہد کا دخل نہیں، نہ حقداری کا دعویٰ ہے بلکہ اللہ کو اپنے دین کی ضرورتوں کا بہترین علم ہے اور جن کے سپرد وہ کام کرتا ہے اُن پر وہ ضرورتیں روشن فرماتا ہے۔

(خطباتِ طاہر جلد 7 صفحہ 109-110)

میرا ساری زندگی کے تجربے کا نچوڑ یہ ہے کہ خلیفۂ وقت کی ہدایت پر اگر آپ اخلاص کے ساتھ سنجیدگی کے ساتھ توجہ دیں گے خواہ آپ کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے تو آپ کے کاموں میں غیر معمولی برکت پڑے گی اور اگر آپ ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے بھلائیں گے تو پھر آپ کے کاموں میں سے برکت اُٹھ جائے گی۔

(خطباتِ طاہر جلد 6 صفحہ 73)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

آج جماعتِ احمدیہ کی تاریخ گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا ہے، جو پیشگوئی فرمائی ہے، جس کا اعلان زمانے کے امام کے ذریعہ سے کروایا وہ ہر آن اور ہر لمحہ ایک نئی شان سے پورا ہو رہا ہے۔ چاہے وہ خلافتِ اولیٰ کا دَور تھا جس میں بیرونی مخالفتوں کے علاوہ اندرونی فتنوں نے بھی سر اُٹھانا شروع کر دیا تھا۔ یا خلافتِ ثانیہ کا دَور تھا جس میں انتخابِ خلافت سے لے کر تقریباً آخر تک جو خلافتِ ثانیہ کا زمانہ تھا، مختلف فتنے اندرونی طور پر بھی اُٹھتے رہے۔ جماعت کا ایک حصہ علیحدہ بھی ہوا۔ پھر بیرونی مخالفتوں نے بھی شدید حملوں کی صورت اختیار کر لی لیکن جماعت کی ترقی کے قدم نہیں رکے۔ پھر خلافتِ ثالثہ میں بھی بیرونی حملوں کی شدت اور بعض اندرونی فتنوں نے سر اُٹھایا

لیکن جماعت ترقی کرتی چلی گئی اور جماعت کو خلافتِ احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آگے ہی بڑھاتی رہی۔ پھر خلافتِ رابعہ کا دور آیا تو دُشمن نے ایسا بھرپور وار کیا کہ اُس کے خیال میں اُس نے جماعت کو ختم کرنے کے لئے ایسا پکا ہاتھ ڈالا تھا کہ اُس سے بچنا نا ممکن تھا، کوئی راہِ فرار نہیں تھی۔ لیکن پھر حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کے الفاظ اپنی شان کے ساتھ پورے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور ظاہر کرے گا اور وہ ہوئی اور اُس زبردست قدرت نے اُن مخالفین کی خاک اُڑادی۔ پھر خلافتِ خامسہ کا دَور ہے۔ اس میں بھی حسد کی آگ اور مخالفت نے شدت اختیار کرلی۔ کمزور اور نہتے احمدیوں پر ظالمانہ حملے کرکے خون کی ایسی ظالمانہ ہولی کھیلی گئی جنہیں دیکھ کر یہ فرق کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ یہ انسانوں کا کام ہے یا جانوروں سے بھی بدتر کسی مخلوق کا کام ہے۔ پھر اندرونی طور پر جماعت کے ہمدرد بن کر جماعت کے اندر افتراق پیدا کرنے کی بھی بعض جگہ کوششیں ہوتی رہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق، اللہ تعالیٰ کی تائید یافتہ خلافت کی زبردست قدرت اس کا مقابلہ کرتی رہی اور کر رہی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ ہی اس کا مقابلہ کر رہا ہے۔ مَیں تو ایک کمزور ناکارہ انسان ہوں، میری کوئی حیثیت نہیں لیکن خلافتِ احمدیہ کو اُس خدا کی تائید و نصرت حاصل ہے جو قادر و توانا اور سب طاقتوں کا سرچشمہ ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 27 مئی 2011ء)

یاد رکھیں! وہ سچے وعدوں والا خدا ہے۔ وہ آج بھی اپنے پیارے مسیح کی اس پیاری جماعت پر ہاتھ رکھے ہوئے ہے۔ وہ ہمیں کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا۔ وہ آج بھی اپنے مسیح سے کئے ہوئے وعدوں کو اسی طرح پورا کر رہا ہے جس طرح وہ پہلی خلافتوں میں کرتا رہا ہے۔ وہ آج بھی اسی طرح اپنی رحمتوں اور فضلوں سے نواز رہا ہے جس طرح پہلے وہ نوازتا رہا ہے اور ان شاء اللہ نوازتا رہے گا۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 21 مئی 2004ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 مئی 2020ء)



﴿31﴾

# خلافت باپ کی شفقت، خلافت ماں کا سایہ ہے

(زاہدہ یاسمین طارق)

لاک ڈاؤن کے مثبت اور منفی پہلوؤں کا تذکرہ آج کل ہر طرف جاری ہے۔ منفی پہلوؤں میں بیماری، خوف، دہشت، بیروزگاری، لمحہ بہ لمحہ بنتی بگڑتی اقتصادی و معاشی صورتحال ہے۔ جبکہ مثبت پہلوؤں میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے جاں نواز اور پُر تسکین کلمات کے مطابق ہر گھر کا مسجد میں تبدیل ہو جانا ہے۔ مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف پوری فرصت اور یکسوئی کے ساتھ توجہ، بچوں کو تدریسی نصاب کے علاوہ پہلے سے بڑھ کر جذبے کے ساتھ سُورتیں اور دُعائیں حفظ کروانا، خُوش الحانی سے نظمیں پڑھنے کی ترغیب دینا ہے۔ کچھ دِنوں سے بچوں کے ساتھ سنتے ہوئے ایک نظم نوک زباں پر جاری رہنے لگی ہے۔ ''خلیفہ دل ہمارا ہے'' اسی نظم کا ایک مصرع ہے کہ

''خلافت باپ کی شفقت، خلافت ماں کا سایہ ہے''

تو میرے دل نے مجھے خلافت کی برکات، والدین کی محبت اور میری ذات کو عجب انداز سے ایک مثلث، ایک تکون، ایک لائف سائیکل کی صورت میں رُوشناس کرایا۔ مختصر کہا جائے تو یہ کہ خلافت زندگی ہے، آبِ حیات ہے، ایک نظامِ واحد کے ساتھ وابستگی، شیفتگی اور اطاعت کا نام ہے اور سَمِعۡنَا وَ اَطَعۡنَا کا یہ سبق ہمیں والدین نے سِکھایا اور گزرتے ہر لمحہ ٔ زندگی نے ہمیں خلافت کے ساتھ یوں جوڑ دیا کہ ہر لحظہ خلافت پر ایمان کامل، والدین کے سِکھائے گئے درسِ محبت اور دامنِ خلافت سے وابستہ رہنے کے سبق نے زندگی کے کڑے تیوروں کو ہنس کر برداشت کرنے کا سبق دیا اور ہر لمحہ یہ یقین پختہ تر ہوتا چلا گیا کہ ایک امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ایک طفلِ شیر

خوار کی طرح دامنِ خلافت سے چمٹے رہنے میں ہی ہماری بقا ہے۔ یوں والدین کی محبت، خاموش انداز سے تربیت اور احترامِ خلافت کا درس ہی ہماری زندگی کا نصاب مرکزی ٹھہرا۔

والد محترم مکرم رانا اقبال الدین مرحوم واقف زندگی کے بزرگوں کا تعلق قادیان سے تھا۔ گھر کا ماحول بھی دینی اور علم دوست تھا۔ ہماری دادی جان محترمہ صادقہ ثریّا بیگم ایک عرصہ تک محلّہ دارالعلوم غربی حلقہ خلیل کی صدر لجنہ رہیں، اعلیٰ ذوق سخن کی حامل تھیں اور میری تینوں پھوپھیوں کو بھی ہمیشہ ہی کسی نہ کسی رنگ میں خدمت دین کی توفیق ملتی رہی لیکن میری والدہ مکرمہ ذکیہ اقبال ایک ایسے پسِ منظر سے تعلق رکھتی تھیں کہ جو دُنیاوی تعلیم، وسائل اور عہدوں کے لحاظ سے تو بہت آراستہ تھا لیکن بدقسمتی سے 1974ء کے بعد عملاً و اعلانیہ احمدیت سے منہ موڑ چکا تھا۔ ان حالات میں والدہ نے خود کو احمدیت پر قائم رکھا۔ والدین اور سوتیلے بہن بھائیوں کے احترام و مودّت کے حق بھی ادا کئے اور ہمیں ہر لمحہ دین میں فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَات کے مصداق بنانے کے لئے بھی کوشاں رہیں۔ اپنے اُس ماضی کو سوچوں تو ایک ہی نتیجہ پر پہنچتی ہوں کہ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا کا وِرد ساری زندگی بھی زبان پر رہے تو اس قرض کی ادائیگی اور ہدیہ سپاس گزاری کا حق تشنہ اور اَدھورا ہی رہے گا۔

والد صاحب کو بطور واقف زندگی کارکن دَور خلافت ثالثہ تا 2007ء تین خلفائے احمدیت کے زیر سایہ دفتر پرائیویٹ سیکریٹری اور بعد ازاں بطور نائب آڈیٹر خدمت کی توفیق ملی۔ ہم ابو جان کے ساتھ بیٹھ کر ''حضور کی باتیں'' سننے کی خواہش کرتے تو بلاشبہ اُن کے چہرہ اور آنکھوں میں وہی الوہی سی چمک ہوتی کہ بقول فیضؔ

پھر نظر میں پھول مہکے، دل میں پھر شمعیں جلیں
پھر تصور نے لیا ہے اُس بزم میں جانے کا نام

خلفاء کی باریک بینی، فہم و فراست، انتہائی گہرے مشاہدے اور بلا کے حافظے کے واقعات، 1991ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ قادیان تشریف لے گئے تو ابو جان بطور

اکاؤنٹنٹ دفتر پرائیویٹ سیکریٹری تقریباً ایک ماہ قبل قادیان گئے اور اسی طرح قافلوں کی ربوہ واپسی کے کافی دنوں بعد ربوہ واپس آئے تو وہ ذکرِ یار تھا کہ بس حضور کی عنایات و نوازشوں کا تذکرہ، عین کھانے کے وقت کارکنان کے لئے بھیجے گئے کسی لذیذ کھانے اور پھلوں کے تحفے کی یاد۔ حضور انور نے ابو جان کو دُعا کیا ہوا متبرک پین عنایت فرمایا جو ہم بصد اصرار اور شوق اپنے امتحانات میں لے کر جاتے، ہم بیٹیوں کے لئے تحفہ مرحمت فرمایا۔ یہ مہر و وفا خلفاء کے ساتھ ساتھ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد کے لئے بہت تھی۔

مجھے یاد ہے کہ ہم ابو جان کو کہا کرتے تھے کہ ہمیں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ قمر الانبیاء کی شکل و صورت کے بارے میں بتائیں تو لذّت، کیف اور سُرور کا وہ رنگ چہرہ پر نمودار ہوتا کہ ہمارے لئے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہوتا کہ حسنِ یار کا تذکرہ زیادہ دلکش ہے کہ ابّا کے چہرے کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا محبت اور عقیدت کا سمندر۔

کبھی ایسا اتفاق ہوتا کہ ابو جان پڑھائی لکھائی کے حوالے سے ہمارا جائزہ لیتے تو ضرور ذکر کرتے کہ میاں احمد صاحب (صاحبزادہ مرزا غلام احمد) کی لکھائی ایسی ہے کہ بلاشبہ موتیوں کی لڑی معلوم ہوتی ہے، نماز میں رقّت اور گریہ وزاری اگرچہ عبد و معبود کے درمیان رازو نیاز کا ایک سلسلہ ہے تاہم ہمیں نماز کی ادائیگی کی تاکید کرتے ہوئے ہمیشہ ہر دو صاحبزادگان مکرم مرزا خورشید احمد و مکرم مرزا غلام احمد کی نماز کے حسن اور رقّت کی بات کرتے ہوئے خود ابو جان کی آنکھوں کے گوشے بھیگ جاتے کہ اُنہیں تقریباً روز ہی مسجد مبارک میں ان حضرات کے ساتھ نماز ادا کرنے کا موقع ملتا۔

والدہ بھی خاموش کارکنہ تھیں جو ہر جماعتی تحریک اور مجلسی مقابلہ جات میں سب سے آگے دیکھ کر انتہائی خوشی محسوس کرتیں، لمبا عرصہ تربیتی کلاس پر، سالانہ کھیلوں پر ڈیوٹی کا موقع ملا، طبیعت میں جھجک کا مادہ تھا لیکن خواتین مبارکہ سے جب بھی ملنے کا موقع ملتا تو ذوق و شوق اور محبت سے آنکھیں چمک چمک جاتیں، اکثر بتاتیں کہ کسی جماعتی تقریب مثلاً سالانہ دستکاری نمائش یا پھر

مجلس مشاورت کے ممبران کے اعزاز میں دیئے گئے عشائیہ میں وہ ابو جان کے حوالے سے مدعو ہوتیں تو نہایت مزے سے بتاتیں کہ بی بی چھیرو (صاحبزادی امۃ النصیر بیگم صاحبہ بنت حضرت مصلح موعودؓ) مجھے فوراً پہچان گئیں اور فرمانے لگیں کہ اچھا تم صادقہ ثریّا لاہور والی کی بہو ہونا، دیکھو ہر دفعہ تمہاری شکل بدل جاتی ہے لیکن مَیں نے تمہیں پہچان لیا ہے۔

ہمارے لئے جماعتی ڈیوٹیوں کے حوالے سے کبھی تاخیر کی صورت میں معمولی ناراضگی کا اظہار نہیں کیا، ترجمۃ القرآن، قصیدہ، ہر چیز ہمیں سِکھانے بلکہ گھول کر پلانے کے لئے ہمہ وقت متحرک رہتی تھیں، مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ غالباً سورۂ واقعہ یا سورۂ یٰسین مَیں نے مکمل یاد کی تو تپتی دوپہر میں درمیانی پھپھو کے گھر بھجوایا کہ جاؤ ابھی دادا ابو کو سنا کے آؤ حالانکہ وہ ملنے کی غرض سے وہاں گئے ہوئے تھے اور کچھ دیر میں ہی واپسی تھی۔

ہمارے ذہنوں میں یہ بات پختہ کردی تھی کہ برکت خلفائے احمدیت کے ساتھ ساتھ اُن کی جسمانی اولاد کے ساتھ بھی وابستہ ہے۔ 1997ء میں میرے میٹرک کرنے کے بعد مجھے دفتر لجنہ مرکزیہ لے گئیں کہ یہاں جو بھی کام، خدمت، ڈیوٹی دی جائے وہ کرنا ہے۔ میں گھر آکر خواتین مبارکہ کے حسنِ اخلاق، انتظامی صلاحیتوں، وضع داری، سلیقے، مہمان نوازی اور جماعتی اموال کے لئے اُن سب کے حد درجہ حساس ہونے کا ذکر کرتی تو وہ انتہائی خوشی اور دلچسپی سے سب سُنتیں اور میری خوش قسمتی پر نازاں ہوتیں۔ مَیں خود بطور واقف زندگی لیکچرر نصرت جہاں کالج جب اپنے وقف کے بارے میں سوچتی ہوں تو یہ خدا تعالیٰ کا احسانِ عظیم اور نعمت بے بہا اپنے سے بڑھ کر اپنے والدین کے لئے اس لئے بھی محسوس ہوتا ہے کہ میرے امّی، ابّو کو اللہ نے اگرچہ نرینہ اولاد نہیں دی لیکن جس شفقت، محبت اور قدر کے ساتھ بیٹے کے نہ ہونے کا شکوہ کبھی بھی لب پہ لائے بغیر ہمیں پروان چڑھایا تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی بیٹی کے حق میں ہی اولاد کو وقف کرنے والی خواہش کو پورا کر دیا، اے خدا! مجھے تادمِ آخر اپنے وقف سے وفا اور انصاف کی توفیق عطا کرنا۔ آمین

دل کے ہر گوشے سے بے اختیار یہ رقّت سے بھری دُعا نکلتی ہے کہ اے خدا! ہم عہدِ خلافت سے وفا اور اطاعت کا حق ادا کرنے والے ہوں جس سے جڑے رہنے کی دُعا ہمیں ابّو جان نے اس وقت سِکھائی تھی جب پورنوں پر پیارے آقا کو خط لکھنا شروع کیا، الٰہی! یہ بارِ امانت ہمیں اپنی نسلوں کو اُن آرزوؤں کے مطابق منتقل کرنے کی توفیق عطا کرنا جو ہمارے والدین کا اثاثہ تھیں۔

زندگی کی ہر آزمائش، ہر نفع و نقصان کا حساب کرنے بیٹھوں تو بعض اوقات بشری تقاضوں کے ماتحت دل افسردہ ہونے لگتا ہے تو اُنگلیوں کی پوروں پر اُن فضلوں کو گنتی ہوں جو خلافت کے اثمارِ شیریں ہیں، بطور وقف زندگی مدرس نظارت تعلیم کی کارکن ہونا، صدر انجمن احمدیہ کے کاروانِ خدمت کا ایک حصہ ہونا، ایک پُرسکون و پُرامن شہر کا باسی ہونا، اطاعت، وفا اور محبت کے ایسے نظام سے وابستہ ہونا جہاں ہم اپنے دامن کا ہر دُکھ کاغذ پر منتقل کرتے ہی بے فکر ہو جاتے ہیں کہ ہمارے واسطے دُعا شروع ہو چکی ہے۔ سو میرے لئے مئی کا مہینہ جہاں تجدید عہد وفا کا مہینہ ہے، خلافت کو ہر لحظہ اپنے عمل اور اپنی شبانہ روز دُعاؤں سے مستحکم کرنے کا مہینہ ہے، شکر و سپاس کا مہینہ ہے کہ کس طرح خدا نے تیرگی کو روشنی سے، گمان کو یقین پختہ سے بدلا اور ہم نے اپنی آنکھوں سے یہ نظارے دیکھے اور اس کے ساتھ ساتھ رَبِّ ارۡحَمۡہُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیۡ صَغِیۡرًا کے پہلے سے بڑھ کر وِرد کا مہینہ بھی ہے کہ آدابِ محبت اور درسِ اطاعت والدین نے سِکھایا بھی اور خُود کاربند ہو کر دِکھایا بھی۔

خلافت کی طرف سے ہر بشارت کی نوید آئے
خلافت سے محبت ہی تو سارا حسن و احساں ہے
خلافت سے مرے گھر میں ہے رونق جاودانی سی
اُتاروں دل کے آنگن میں خلافت کا جو فرماں ہے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 30 مئی 2020ء)



﴿32﴾

# خلافتِ احمدیہ امن و آشتی کی آئینہ دار
# (غیر مسلموں کے تاثرات ومشاہدات کے آئینہ میں)

(جاوید اقبال ناصر۔جرمنی)

خدا تعالیٰ نے سچی خلافت کے ساتھ خوف کو امن و آشتی میں تبدیل کرنے کو لازم قرار دیا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا یعنی نظامِ خلافت کے ذریعہ ہر قسم کا خوف وڈر نہ صرف جاتا رہے گا بلکہ اِس کی جگہ پیار و محبت کی ہوا چلے گی۔امن و آشتی کا راج ہو گا۔ خلافت کے سایہ کے نیچے آنے والے مطیع اِس طرح زندگی گزاریں گے کہ جس کو دیکھنے والے کہنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ اگر کسی نے امن دیکھنا ہو تو وہاں جا کر دیکھو۔ اگر پیار و محبت کرنے والوں کے گروہ کا دیدار کرنا مقصود ہو تو وہاں جا کر کرو۔ ”محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں“ کا عملی نظارہ کرنا ہو تو وہاں جا کر کرو۔ ایسے بے شمار لوگ ہیں جنہوں نے بر ملا اظہار کیا اور آج بھی کرتے ہیں کہ محبت بانٹی جاسکتی ہے تو اس نظام کے ذریعہ۔لوگوں کے خوف کو امن میں تبدیل کیا جا سکتا ہے تو اس خدائی نظام کے تابع۔اِن مدبّرانہ اور حکیمانہ سوچ رکھنے والوں کے خیالات کی لسٹ طویل ہے لیکن چند ایک کا یہاں پر ذکر کرنا مقصود ہے جنہوں نے جماعت کے پروگراموں اور جلسوں میں شامل ہو کر اعلانیہ ان باتوں کا اظہار کیا ہے کہ خلافتِ احمدیہ امن و آشتی کی ضامن اور آئینہ دار ہے۔ ان کے تاثرات و مشاہدات کا ذکر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے خطبات میں بھی اکثر بیان کرتے ہیں۔

چنانچہ 5 ستمبر 2014ء کے خطبہ جمعہ میں غیر از جماعت مہمانوں کے تاثرات جو اُنہوں نے خلافتِ احمدیہ کی امن و آشتی کی کاوشوں کے سلسلہ میں کہے اور آپ نے بیان فرمائے پیش کئے جاتے ہیں۔

### کوسٹاریکا سے ایک خاتون کے تاثرات

کوسٹاریکا سے ایک خاتون ڈیانا نعیمہ (Diana Naima) صاحبہ کہتی ہیں۔ جلسے میں شمولیت ایک انوکھا تجربہ تھا۔ دُنیا کے مختلف ممالک سے آئے ہوئے مختلف اقوام و نسل کے لوگوں کے باہمی پیار و محبت نے میرے دل پر گہرا اثر کیا ہے۔ اس فضا نے مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ یاد کروادیا۔ مجھے یقین ہے کہ جماعت احمدیہ ترقی کرے گی اور اس کے ذریعے اسلام کا محبت بھرا پیغام بھی پھیلتا چلا جائے گا۔

### کانگو کنشاسا سے سپیکر صوبائی اسمبلی کا بیان

کانگو کنشاسا سے سپیکر صوبائی اسمبلی باندوندو بونیفا این تَوَابَوشِیُوا (Boniface Ntwa Boshie Wa) پہلی بار جلسہ سالانہ میں شامل ہوئے۔ یہ کہتے ہیں یہاں ہر کوئی ایسے مل رہا ہے جیسے برسوں سے ایک دوسرے کو جانتا ہو۔ ہر کوئی سلام کر رہا ہے۔ یہی حقیقی محبت ہے۔ یہی حقیقی مذہب اور دین ہے۔ کہتے ہیں ایک مرتبہ ہم نے صوبائی سطح پر ایک پروگرام منعقد کرنا تھا جس میں پہلے دن ہی بدانتظامی کی وجہ سے 26 افراد کی موت ہو گئی۔ چنانچہ پروگرام کینسل کرنا پڑا۔ لیکن مَیں حیران ہوں کہ جلسے میں ہزاروں افراد کے مجمع میں کوئی چھوٹی سی بدنظمی نہیں ہوئی۔ کئی دھکم پیل اور فساد نہیں ہوا۔ کسی کی موت ہونا تو دُور کی بات ہے کسی نے اُونچی آواز سے بات تک نہیں کی۔ چھوٹے بچوں کو ڈیوٹی دیتا دیکھ کر بڑے جذباتی تھے۔ کہتے ہیں یہ ننھے بچے پانی یا کوئی اور کھانے کی چیز اس پیار اور محبت سے پیش کرتے ہیں کہ ضرورت نہ ہونے کے باوجود ان بچوں کو انکار کرنے کا دل نہیں کرتا۔

## بینن کے وزیر داخلہ کے مشاہدات

بینن کے وزیر داخلہ فرانسس ہوسو (Francis Houessou) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ مَیں نے دُنیا دیکھی ہے۔ امریکہ جیسے سپرپاور کے انتظامات بھی دیکھے ہیں مگر بڑی بڑی طاقتوں کو بھی اس طرح کے منظّم اور پُرامن انتظام کرتے نہیں دیکھا۔ یہاں تو بالکل چھوٹی عمر کے بچے بھی رضاکارانہ ڈیوٹیاں دیتے ہیں اور جو ہدایات اُنہیں ملتی ہیں بڑے شوق سے اُن کی پابندی کرتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں جماعت کی عالمی طاقت کا راز یہی ہے کہ جماعت کو ایک خلیفہ ملا ہوا ہے۔ مَیں برملا اس بات کا اظہار کرتا ہوں کہ آج جماعت احمدیہ ہی ہے جو دنیا میں امن کے قیام کے لئے کام کررہی ہے۔ آج زمین پر صرف جماعت احمدیہ ہی ہے جو بھائی چارے کی تعلیم دیتی ہے، صبر کی تلقین کرتی ہے اور امن کے قیام کی علمبردار ہے۔

## یونان سے آنے والے ایک مہمان کے جذبات

یونان سے آنے والوں مہمانوں میں انٹی گونی (Antigoni) اور پَانَاگی یُوتِس (Panagiotis)، بہرحال جو بھی ان کا نام ہے شامل تھے۔ اس میں پَانَاگی یُوتِس (Panagiotis) صاحب کو جماعتی لٹریچر کا گریک ترجمہ کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ جلسے سے واپس جاکر اُنہوں نے ایک ای میل بھجوائی جس میں وہ کہتے ہیں کہ ہزاروں کی تعداد میں اس قدر پُرامن مجمع کو جو ایک دوسرے کو پیار اور محبت دینے کے لئے اور دعائیں کرنے کے لئے جمع ہوئے تھے، دیکھنا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔

## نائیجیریا سے آنے والے وفد میں ایک ٹیلی ویژن کے ڈائریکٹر

نائیجیریا سے آنے والے وفد میں ایک ٹیلی ویژن کے ڈائریکٹر اسحاق صاحب تھے۔ کہتے ہیں جلسہ سالانہ کے تمام انتظامات انٹرنیشنل سٹینڈرڈ کے تھے۔ جلسہ سالانہ کے اجلاسات میں جب خلیفۃ المسیح موجود ہوتے تھے تو یہ نظارہ بہت روح پرور اور جذباتی ہوتا یہاں تک کہ مَیں اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھ سکا اور میری آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے کہ کس طرح ہزاروں کی تعداد میں لوگ

اپنے امام کے سامنے سر تسلیم خم کئے بیٹھے ہیں۔ ایسا نظارہ مَیں نے زندگی میں کبھی نہیں دیکھا۔ جو پیار و محبت احباب جماعت نے اس جلسے کے دوران اور بعد میں دیا وہ مَیں واپس جا کر بتاؤں گا کہ تمام امّت مُسلمہ کو اسی بہترین نمونے کو اپنانا چاہئے۔

## بیلجیئم کے ایک شہر کستارلی کے میئر جو فلیمش پارلیمنٹ کے بھی ممبر

بیلجیئم کے ایک شہر کستارلی (Kasterlee) کے میئر جو فلیمش پارلیمنٹ کے ممبر بھی ہیں، وہ آئے ہوئے تھے۔ وہ کہتے ہیں لوگوں کے آپس میں پیار اور محبت نے مجھے بہت متاثر کیا۔ مَیں نے جماعت کے لوگوں کو صرف لوکل سطح پر دیکھا تھا لیکن جلسہ میں شامل ہو کر عالمی سطح پر بھی جماعت کے لوگوں کو دیکھا ہے اور مشاہدہ کیا ہے کہ جماعت جو کہتی ہے اس پر عمل بھی کرتی ہے۔ مَیں یہاں سے اپنے ساتھ پیار اور محبت لے کر واپس جا رہا ہوں۔ آپ لوگوں نے مجھے حقیقی اسلام کی تعلیم بتائی ہے۔ مَیں ہیومینٹی فرسٹ اور انجینیرز ایسوسی ایشن کے سٹالوں پر بھی گیا ہوں۔ وہاں جا کر مجھے پتا چلا کہ جماعت انسانیت کی کس قدر خدمت کر رہی ہے۔

## بیلجیم کے شہر ٹرن ہاؤٹ کے وائس میئر کی اہلیہ

بیلجیم کے شہر ٹرن ہاؤٹ کے وائس میئر کی اہلیہ کہتی ہیں۔ مَیں عورتوں کے جلسے میں بھی گئی۔ وہاں مجھے جو پیار اور محبت ملا اس کی مثال میں نے اپنی زندگی میں نہیں دیکھی۔ جب خلیفۃ المسیح عورتوں کے جلسہ گاہ میں آئے تو ایک عجیب ماحول تھا۔ اتنی کثیر تعداد میں عورتیں وہاں موجود تھیں لیکن ہر طرف خاموشی تھی۔ پھر جب خلیفۃ المسیح نے خطاب فرمایا تو ہزاروں کی تعداد میں موجود عورتوں نے مکمل خاموشی کے ساتھ خطاب سنا۔ عورتوں کے بارے میں اسلامی تعلیم کے حوالے سے جو سوالات میرے ذہن میں تھے خلیفۃ المسیح کے خطاب سے ان سوالوں کے جوابات مل گئے۔ پھر کہتی ہیں کہ مَیں شروع میں جب عورتوں کے جلسہ گاہ میں گئی تھی تو میرے دل میں ایک خوف سا تھا لیکن جب خلیفۃ المسیح کا خطاب سننا شروع کیا تو میرا سارا خوف دُور ہو گیا۔

## فرنچ گیانا کے ایک عیسائی کا بیان

فرنچ گیانا سے بھی احمدی اور غیر احمدی مہمان جلسے میں آئے تھے۔ ان مہمانوں میں ایک غیر احمدی مہمان مسٹر تھیری ایٹی کوٹ (Mr. Thierry Atticot) تھے جو کہ تاریخ کے پروفیسر ہیں اور عقیدے کے لحاظ سے عیسائی ہیں۔ کہتے ہیں جب مجھے جلسہ میں شامل ہونے کی دعوت ملی تو مجھے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ مجھے یہ لوگ کیوں دعوت دے رہے ہیں۔ بعض ویڈیوز بھی مجھے دکھائی گئیں۔ سمجھایا بھی گیا لیکن پھر بھی جلسے کی اہمیت کا اندازہ نہیں تھا۔ لیکن اب خود جلسے پر آکر مجھے سمجھ آگئی ہے کہ اس جلسے کی جماعت میں کیا حیثیت ہے بلکہ پوری دُنیا کے لئے یہ جلسہ کتنا اہم ہے۔ دُنیا کو ایسے جلسوں کی ضرورت ہے جس میں "محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں" نعرہ ہو۔

## ٹرینیڈاڈ اور ٹوباگو کے منسٹر آف لیگل افیئرز کے خیالات

ٹرینیڈاڈ اور ٹوباگو کے منسٹر آف لیگل افیئرز مسٹر پرکاش رمادار (Mr. Prakash Ramadhar) بھی شامل ہوئے۔ کہتے ہیں کہ کمیونٹی کے ممبرز کا خلیفۃ المسیح کے لئے جو پیار تھا انسان اس کو الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔ جماعت کسی انسان کی بنائی ہوئی جماعت نہیں ہے بلکہ اس جماعت کے پیچھے خدا تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔ کہتے ہیں مَیں جلسے میں شامل ہو کر اندر سے ہل گیا ہوں۔ میرے لئے دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ایمانداری، انکساری اور اخلاص کے ساتھ زندگی گزارنے کی توفیق دے۔

(الفضل انٹرنیشنل 26 ستمبر تا 2۔ اکتوبر 2014ء)

حضورِ اقدس نے اکتوبر اور نومبر 2018 میں امریکہ اور گوئٹے مالا کا بابرکت دَورہ کیا۔ واپس تشریف لا کر 16 نومبر 2018ء کے خطبہ جمعہ میں آپ نے غیر از جماعت مہمانوں کے تاثرات بیان فرمائے جن میں غیر از جماعت مہمانوں سے برملا اظہار کیا کہ خلافتِ احمدیہ ہی صحیح طور پر امن کی ضامن ہے۔ چند ایک درج ذیل ہیں۔

## ایک پروگرام میں ایک جج ہیری شوارٹز (Harry Schwartz) کے خیالات

جج ہیری شوارٹز (Harry Schwartz) صاحب کہتے ہیں کہ مَیں اس جماعت سے 25 سال سے واقف ہوں اور یہاں کے صدر صاحب سے کئی مرتبہ ڈنر پر مختلف مسائل پر بات ہوئی ہے۔ پھر میرے ایڈریس کے بعد اُنہوں نے کہا کہ یہ پیغام جو ہے محبت اور ہم آہنگی اور مل بیٹھنے کا پیغام ہے۔ اگر یہ سمجھ لیا جائے تو میرے خیال میں ہم سب بہتر حالات میں ہوں۔

## ایک مسجد کے افتتاح کے موقع پر ریسپشن میں لوکل کونسلر کی شمولیت اور تاثرات

ایک لوکل کونسلر مسجد کے افتتاح پہ ریسپشن میں شامل ہوئے وہ کہتے ہیں کہ آپ کا امن کا پیغام بہت ہی ضروری تھا۔ خاص کر موجودہ حالات کے تناظر میں یہ پیغام اور بھی زیادہ اہمیت اختیار کر گیا ہے۔ میرے لئے یہاں آنا بہت اعزاز کی بات ہے۔ مَیں نے اس مسجد کو اپنے سامنے تعمیر ہوتے دیکھا ہے۔ یہاں اس مسجد کا قیام اس علاقے کے لئے بہت ہی برکت کا باعث ہے۔ جو پیغام آپ نے دیا ہے کہ آپ لوگ ہمسایوں کی ضرورت میں ان کے شانہ بشانہ کھڑے ہوں گے میرے خیال میں صرف یہاں فلاڈلفیا میں ہی نہیں تمام امریکہ میں اس پیغام کی ضرورت ہے۔

## پریسبیٹیرین چرچ (Presbyterian Church) کی منسٹر کے مشاہدات

مشعل (Michelle) ہیں پریسبیٹیرین چرچ (Presbyterian Church) میں منسٹر ہیں کہتی ہیں کہ بڑا اچھا پیغام تھا۔ آپ نے باہمی اتحاد یگانگت پر زور دیا۔ خوف ختم کر کے محبت قائم کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ یہ پیغام بہت اہمیت کا حامل ہے۔ مسجد کے قیام کے جو مقاصد آپ نے بیان کئے یہ بہت اچھے ہیں۔ پھر ہمسایوں سے حسن سلوک کی تعلیم کا بھی ذکر کیا۔ میرے لئے یہ نئی چیزیں ہیں۔ مجھے آج معلوم ہوا ہے کہ عیسائیت میں جو پیار محبت کی تعلیم دی گئی ہے یہ تو وہی باتیں ہیں جبکہ میڈیا اسلام کے بارے میں ایک الگ چیز پیش کرتا ہے۔

### کوری سٹورٹ (Corey Stewart)

کوری سٹورٹ(Corey Stewart) جو کہ یو ایس ریپبلکن کے سینیٹ (Senate) کے اُمیدوار ہیں وہ کہتے ہیں کہ جو مَیں نے خطاب سنا یہ دلکش اور حکمت سے پُر تھا۔ امریکہ کو اور ساری دُنیا کو محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں کا پیغام غور سے سننا چاہئے اور اس پر عمل کرنا چاہئے خاص طور پر جب دنیا کے حالات اچھے نہیں ہیں۔ یہ نہایت ضروری ہے کہ مذہبی آزادی کا پرچار کریں۔

### مائٹ واٹرز (Matt Waters) ورجینیا کے سینیٹ کینڈیڈیٹ

ایک مہمان مائٹ واٹرز (Matt Waters)جو ورجینیا کے سینیٹ کینڈیڈیٹ (Senate Candidate)ہیں یہ بھی کہتے ہیں کہ مَیں نے خطاب سنا۔ اب مَیں مزید پڑھوں گا اور انٹرنیٹ سے معلومات لوں گا اور مزید اسلام سیکھنے کے لئے آپ کی مسجد میں آنا چاہوں گا، یہ پیغام موجودہ حالات کے عین مطابق تھا۔ بہت ضروری تھا۔ ہم نے امن کا پیغام سنا میں بہت ہی متاثر تھا اور حیران تھا۔

### ڈاکٹر کمبرلے (Kimberly)، کریمینالوجسٹ اور مصنفہ

ایک خاتون ڈاکٹر کمبرلے(Kimberly) جو کریمینالوجسٹ(Criminologist) ہیں اور مصنفہ بھی ہیں اور انہوں نے پی ایچ ڈی کی ہوئی ہے۔ کہتی ہیں کہ آج کے خطاب میں امن اور انصاف کے حوالے سے بہت گہرے پیغامات سننے کو ملے اور رنگ و نسل میں امتیاز کے بغیر ہر ایک کو اس پیغام کے مطابق اتّحاد کی فضا قائم کرنی ہو گی۔ آج کے خطاب میں آپ نے اسلام کی حقیقی شکل سامنے لا کر رکھی اور اس کا خلاصہ امن و انصاف اور مساوات کا ماحول پیدا کرنا ہے۔ پھر موصوفہ اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے جذباتی بھی ہو گئی تھیں اور آنسوؤں میں لبریز کہہ رہی تھیں کہ آجکل جو لوگ ظلم و بربریت کے مظاہرے دکھا رہے ہیں اور مذہب کے نام پر ہماری کمیونیٹیز اور

ملک میں فسادات پھیلا رہے ہیں ان کا مذہب سے کوئی واسطہ نہیں اور یہ جاننا ہر انسان کے لئے بہت ضروری ہے۔

### رابرٹ کینو (Robert Cano) صاحب، وائس منسٹر آف ایجوکیشن۔ پیراگوئے

رابرٹ کینو (Robert Cano) صاحب جو پیراگوئے میں وائس منسٹر آف ایجوکیشن ہیں انہوں نے اس موقع پہ افتتاح میں شامل ہو کر کہا کہ بڑا اچھا ایونٹ تھا۔ میں کافی حیران ہوں ایک ایسی جماعت ہے کہ اس کے افراد نے باہم مل کر اس کو تکمیل تک پہنچایا ہے اور ضرورت مندوں کی مدد کے لئے یہ سب کچھ کیا ہے اور انسانوں سے عملی طور پر پیار کا اظہار ہے یہ اور پھر کہتے ہیں کہ انسانیت یہی پیار کا راستہ اپنائے گی تو پھر دنیا میں امن قائم ہو گا اور اسلامی مذہب اور کلچر کو بہت قریب سے جاننے کا میرے لئے اچھا تجربہ تھا۔ جماعت احمدیہ کے بارے میں بہت سے میرے سوال تھے جن کے جوابات مجھے یہاں آ کر مل گئے۔

(الفضل انٹرنیشل 7 تا 13 دسمبر 2018ء)

حضور پُر نور نے 2018 کے جرمنی اور بیلجیم کے جلسہ سالانہ میں شمولیت فرمائی۔ بہت سے غیر از جماعت مہمانوں کے تاثرات آپ نے خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 21 ستمبر 2018 میں بیان فرمائے۔ جن میں مہمانوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ محبت و پیار کا سرچشمہ خلافتِ احمدیہ ہے۔ چند ایک درج ذیل ہیں۔

### کوسووو کے ایک وکیل صاحب

کوسووو سے ایک وکیل صاحب اپنے تاثرات بیان کرتے ہیں کہ جلسہ کے نظام کو دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ ہر کوئی خلافت کی اطاعت میں سرگرداں اپنا کام کر رہا ہے۔ یہ تمام اطاعت اس وجود کی محبت تھی جو خلیفہ وقت کی شکل میں جماعت احمدیہ کو نصیب ہے اور مجھے کہتے ہیں خلیفہ وقت سے ملاقات کا موقع ملا۔ جماعت کا ہر فرد ایک لڑی میں پرویا ہوا ہے۔

## جارجیا کی مسجد کے امام صاحب

غیر احمدی مسجد کے امام جمبول (Jambul) صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں جارجیا کی مسجد کا امام ہوں اور میں احمدیہ جماعت کی دعوت پر جرمنی آیا ہوں۔ میں نے اسلام کے بارے میں بہت سی نئی باتیں سیکھی ہیں جو میں پہلے نہیں جانتا تھا اور پھر میرے بارے میں کہتے ہیں کہ ان کا ایک جملہ مجھے یاد رہے گا کہ ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم انسانیت کی مدد کریں۔ اسلام کا مذہب صرف اور صرف امن کا مذہب ہے۔ یہاں آکر ہمیں اسلام کی حقیقی تعلیم معلوم ہوئی۔

## سینیگال کے شہر امبور کے میئر

سینیگال کے ایک بڑے شہر امبور کے میئر بھی آئے تھے جو کہ سینیگال کے بڑے فرقہ 'مرید' کے خلیفہ کے نمائندے کی حیثیت سے جلسہ میں شامل ہوئے تھے وہاں اُنہوں نے سٹیج پہ مجھے ایک تحفہ بھی دیا تھا۔ یہ کہتے ہیں کہ مَیں نے اپنے خلیفہ کی بھی بیعت کی ہے لیکن یہاں پر بیعت کا جو نظارہ دیکھا ہے وہ مَیں نے اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیکھا۔ وہ جب یہ بات بیان کر رہے تھے تو بڑے جذباتی ہو گئے۔ اُن کی آنکھوں سے آنسو آنے لگے۔ کہنے لگے کہ ہمارا بھی ایک خلیفہ ہے مگر خلافت سے اتنی محبت میں نے کبھی نہیں دیکھی۔ ایسا نظارہ نہ کبھی پہلے دیکھا ہے اور نہ کبھی ایسے خلافت کی محبت دیکھی ہے۔ آج مجھے اندازہ ہو گیا ہے کہ کس طرح صحابہؓ جان فدا کرتے تھے۔ جو مَیں نے لوگوں کے دلوں کا جذبہ دیکھا ہے جو محبت دیکھی ہے مجھے یوں لگا کہ ایک ہی اشارہ اگر خلیفہ کریں تو کوئی ایسا بندہ نہیں ہوگا جو کام سے پیچھے ہٹے۔ اتنی محبت اور اطاعت میں نے دیکھی ہے۔

(الفضل انٹرنیشنل 5 تا 11 اکتوبر 2018ء)

حضورِ اقدس نے 2016 میں کینیڈا کا کامیاب دورہ فرمایا۔ 18 نومبر 2016ء کے خطبہ جمعہ میں آپ نے غیر از جماعت مہمانوں کے تاثرات بیان فرمائے۔ جن میں غیر از جماعت مہمانوں نے خلافتِ احمدیہ کے ذریعہ دُنیا میں جو امن کی کاوشیں ہو رہی ہیں اُن کا اپنے اپنے انداز میں ذکر کیا۔ چند ایک پیش ہیں۔

## ممبر پارلیمنٹ ماجد جواہری

پارلیمنٹ کے ایک ممبر ماجد جواہری ہیں۔ غالباً کسی عرب ملک سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے آج پیغام میں سنا کہ دنیا میں قیام امن کس طرح ہو سکتا ہے۔ یہ ایک بہت بڑا چیلنج ہے اور اس کو ہم نے مل جل کر حل کرنا ہے اور بھی بہت سے چیلنج ہیں جیسے معاشی بحران، دہشتگردی۔ ان سب کے لئے ہمیں سخت محنت اور مل کر کام کرنے کی ضرورت ہے۔

## ممبر پارلیمنٹ نکولا ڈی اوریو (Nicola Di Iorio)

ممبر پارلیمنٹ نکولا ڈی اوریو (Nicola Di Iorio) نے اپنے خیال کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اگر ہم برداشت جیسی ایک صفت کو ہی اختیار کر لیں تو ہم ایک بڑی تبدیلی لا سکتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میرا خیال تھا کہ امام جماعت احمدیہ یہاں آئیں گے اور رسمی قسم کی باتیں کر کے چند الفاظ شکر گزاری کے ادا کر کے بیٹھ جائیں گے۔ لیکن جو خطاب ہوا تو کہتے ہیں کہ شاید ہی میں نے اس سے بہتر کوئی ایڈریس سنا ہو۔ انہوں نے تمام مسائل پر روشنی ڈالی جن کا تمام دنیا کو سامنا ہے۔ جیسے آب و ہوا میں تبدیلی، اقتصادی مسائل، خانہ جنگی۔ بنیادی وجہ ناانصافی بھی بیان کیا۔ دور حاضر کے مسائل کے حل بھی بیان کئے اور یہ بھی کہا کہ مذہبی معاملات میں مداخلت نہیں کرنی چاہئے۔ یہ بھی کہا کہ اسلحے کی خرید و فروخت نہیں ہونی چاہئے جو مغربی ممالک کرتے ہیں۔ کہتے ہیں مجھے اس پروگرام میں شامل ہو کر بیحد خوشی ہوئی کہ کسی امن پہ بات کرنے والے کو سنا۔ کہتے ہیں یہ جس طرح تمام دُنیا کو اسلام سے متعارف کرا رہے ہیں یہی اصل طریقہ ہے۔

## Presbyterian Church کے پادری

Presbyterian Church کے پادری پیس سمپوزیم سن کے کہتے ہیں کہ آج امام جماعت کے خطاب سے مجھے بڑا اثر ہوا کیونکہ یہ پیغام امن، محبت اور امید کا پیغام تھا جس کا رنگ ونسل، شرق وغرب یا کسی خاص وقت یا جگہ سے تعلق نہیں بلکہ تمام دُنیا کے لئے تھا۔ اس خطاب کی اہمیت یہ بھی ہے کہ دُنیا میں بہت سی غلط فہمیاں اور خوف وہراس پھیلا ہوا ہے۔ لیکن آج کے پیغام

میں یہ بات واضح تھی کہ ہمارے درمیان مشترک چیزیں زیادہ ہیں اور اختلاف کی باتیں کم۔ یہ ایک بہت بڑی خوشخبری ہے جسے لوگوں کو سننے کی ضرورت ہے۔

### محمد الحلاواجی صاحب، نائل ایسوسی ایشن کے صدر

محمد الحلاواجی (Muhammad al halawaji) صاحب جو پارلیمنٹ میں تھے اور نائل ایسوسی ایشن کے صدر ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ آج کا پیغام نہایت واضح تھا کہ ہم سب کو محبت کے ساتھ رہنا چاہئے اور ہمیں کسی سے نفرت کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر ہم ایک دوسرے سے نفرت کرتے رہیں گے تو امن قائم نہیں ہو سکتا۔ کہتے ہیں کہ جب میں نے پارلیمنٹ میں امام جماعت کا خطاب سنا تو مجھے یقین نہیں آرہا تھا کہ پارلیمنٹ میں اس طریق پر کوئی مسلمان رہنما اس طرح خطاب کر سکتا ہے۔ خوف کی کوئی جھلک نظر نہیں آئی اور نہایت نڈر طریق پر اپنی تقریر کی اور لوگوں کو یقین ہو گیا کہ یہی اسلام کا صحیح اور سچا پیغام ہے۔ جو جنگیں ہو رہی ہیں ان کے پیچھے کچھ لوگ ہیں جو اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں اور پھر کہتے ہیں آج کے خطاب میں بھی ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'' کے حوالے سے بات کی اور یہی ہمارا لائحہ عمل ہونا چاہئے اور یہی سچ ہے۔

### مذاہبِ عالم کے ایک پروفیسر صاحب

مذاہب عالم کے ایک پروفیسر صاحب رجائنا کی مسجد کے افتتاح کے موقع پر ایڈریس سننے کے بعد کہتے ہیں کہ نہایت پُر معارف اور دلکش خطاب تھا۔ ان تمام خطابات میں سے نمایاں تھا جو میں نے مذاہب عالم کے پروفیسر کے طور پر سنے ہیں۔ امام جماعت کی جو بات مجھے بہت اچھی لگی وہ آپ کا واضح اور قابل عمل پیغام تھا کہ اگر دنیا میں سب امن چاہتے ہیں تو یہ ان غریبوں کو نظر انداز کر کے نہیں حاصل ہو سکتا جو تکالیف میں مبتلا ہیں۔ میرے خیال میں یہ پیغام بہت ہی واضح تھا۔ پھر کہتے ہیں کہ میرے خیال میں موجودہ حالات کے پیش نظر جبکہ دُنیا کے مسائل کے اسلامی حل پر لوگ کچھ غلط فہمیوں میں اُلجھے ہوئے ہیں، ان کا پیغام بہت ضروری ہے یعنی جو مَیں نے کہا۔ کہتے ہیں

کہ اُنہوں نے اُن خدشات کو دُور کرنے کا ذمّہ لیا اور اُن کا پیغام ہمارے اس ملٹی کلچرل اور ملٹی ریلیجس سوسائٹی میں باہمی تعاون، اتفاق اور احترام کو ترویج دینے کے لئے بہت اہم تھا۔"

### سابق منسٹر برائے امیگریشن اینڈ ڈیفنس Jason Kenney

سابق منسٹر برائے امیگریشن اینڈ ڈیفنس Jason Kenney ان کے ہمارے پُرانے تعلقات ہیں۔ جماعت سے اور مجھ سے بھی ذاتی طور پر ان کا کافی تعلق ہے۔ وہ بھی وہاں آئے ہوئے تھے اور کہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ ایک چھوٹی جماعت ہے لیکن بہت بڑھ چڑھ کر کام کرتی ہے اور اسلام کا روشن چہرہ دُنیا کے سامنے پیش کر رہی ہے۔ اس وقت جو دُنیا کے حالات ہیں اور انتہا پسندی کے بارے میں غلط تصورات ہیں کہ اسلام انتہا پسندی کی اجازت دیتا ہے ایسی صورتحال میں جماعت احمدیہ ایک اکسیر کی سی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ وہ اسلام ہے جو کینیڈا کی تہذیب کے عین مطابق ہے اور امن کا ضامن ہے اور کہتے ہیں میرے خیال میں مسجد کا افتتاح اور امام جماعت احمدیہ کا دورہ اس پورے علاقے کے لئے علم میں اضافے کا باعث ہوگا اور لوگوں کے سامنے اسلام کا خوبصورت چہرہ پیش کیا جائے گا۔

### کینیڈا کے سابق وزیر اعظم سٹیفن ہارپر (Stephen Harper)

کینیڈا کے سابق وزیر اعظم سٹیفن ہارپر (Stephen Harper) نے یہاں اپنے خیال کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں نے امام جماعت احمدیہ کو متعدد مقامات پر خطاب کرتے ہوئے سنا ہے اور انہوں نے ہمیشہ اسلام کا پُر امن پیغام دنیا تک پہنچایا ہے اور پھر خطاب کے بعد اپنا تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آج شام بھی یہی کیا۔ یہ ایک عظیم الشان پیغام ہے جو اُن کی جماعت کے تمام ممبران کا عکس بھی ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ میرے خیال میں امام جماعت کے ریمارکس بہت ہی ضروری اور اہم ہیں اور ہر ایک کو اُن کو سننے کی ضرورت ہے کیونکہ آج کے دَور میں انتہا پسند عناصر اسلام کو بدنام کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور عام لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ یہی اصل اسلام ہے اور پھر

کہتے ہیں خلیفۃ المسیح نے یہ کہا کہ اسلام کا مطلب ہی امن ہے۔ اسلام کا مطلب اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق سے محبت ہے۔

(الفضل انٹر نیشنل 9 تا 15 دسمبر 2016ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 01 جون 2020ء)



﴿33﴾

# خلافت علیٰ منہاج النبوۃ سے کیا مراد ہے؟

(ڈاکٹر محمد علی مرحوم)

### لفظ ”منہاج“ کی وضاحت

مادہ: ن ہ ج ہے۔ اس کے معنی واضح راستہ اور طریق کے ہیں۔ ایسا صاف اور واضح راستہ یا شاہراہ جس میں کوئی اُلجھاؤ نہ ہو۔

### منہاج النبوۃ کے معانی اور مفہوم

منہاج نبوت ہے کیا اور یہ کون سا منہاج اور راستہ ہے جس کی بات کی جارہی ہے؟

نبوت کے تصوّر سے انسان قدیم سے مانوس اور متعارف ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی پاکر منصبِ نبوت پر مقرر کردہ انسان، گروہ انبیاء ہر قوم اور ملت میں معروف و مشہور ہیں۔ انبیاء کرام دراصل زمین پر خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ خلفاء ہی ہوتے ہیں جیسا کہ قرآن کریم میں سورۃ البقرہ:130 اور سورۃ صٓ:26 وغیرہ سے ظاہر ہے۔ اسی طرح انبیاء کے مشن کی تکمیل کرنے والے اور آگے بڑھانے والے اور اشاعتِ دین کو جاری رکھنے والے، انبیاء کے کامل جانشینوں کو بھی اپنے صدق اور ایمانی حالت کی سچائی کی وجہ سے خلفاء کہا گیا اور اُن کی خلافت نبوت کے ظلّی تسلسل کے طور پر جاری ہوتی ہے۔ تاکہ برکاتِ نبوت تادیر دُنیا میں قائم رہیں۔ وہ منصب نبوت پر تو فائز نہیں ہوتے لیکن ایک گونہ مشابہت اور ظلّ کے طور پر کارِ نبوت اور فرائض نبوت بجالاتے ہیں۔ یہی دراصل خلافت علیٰ منہاج نبوت ہے۔ اور یہی خلافتِ راشدہ اور خلافتِ حقّہ اسلامیہ ہے۔ کارِ نبوت اور منصبِ نبوت سے مشابہت اور مناسبت ہی کی وجہ سے اس ”خلافت“ (جانشینی) کو ” خلافت علیٰ

منہاجِ النبوۃ ''کا نام دیا گیا ہے۔ یعنی ایسے خلفاء جو اُسی شاہراہ پر آتے ہیں جو شاہراہِ نبوت اور رسالت ہے۔

کون سی خصوصیات اس'' منہاج النبوۃ ''کو ممتاز کرتی ہیں

1۔ آیت استخلاف میں بیان فرمودہ لفظ'' کَمَا''(مانند، جیسے کہ) کی پیشگوئی کا ظہور۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ

(النور:56)

ترجمہ: تم میں سے اُن لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں اور نیک اعمال کئے ہیں اللہ تعالیٰ وعدہ فرما چکا ہے کہ اُنہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا۔ جیسے کہ اُن لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا جو اُن سے پہلے تھے اور یقیناً اُن کے لئے اُن کے اُس دین کو مضبوطی کے ساتھ محکم کرکے جما دے گا جسے اُن کے لئے وہ پسند فرما چکا ہے اور ان کے اس خوف وخطر کو وہ امن وامان سے بدل دے گا، وہ میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرائیں گے۔ اس کے بعد بھی جو لوگ ناشکری اور کفر کریں وہ یقیناً فاسق ہیں۔

## لفظ'' کَمَا ''کی پیشگوئی

ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد آنے والے خلفاء انبیاء تھے (یعنی اکثر و بیشتر) لیکن اُمّت محمدیہ میں خلفاء سے مُراد وہ وجود ہیں جو آنحضور ﷺ کے نقشِ قدم کی کامل پیروی کرنے والے اور منہاج نبوت پر فائز ہوں گے۔ یاد رہے کہ یہ بلند مرتبہ آنحضورؐ کے عظیم مرتبے کی وجہ سے ہی اُمّت کے بعض جلیل القدر وجودوں کو حاصل ہوا ہے اور آنحضورؐ سے منسوب صحیح حدیث ہے کہ عُلَمَاءُ أُمَّتِي كَأَنْبِيَاءِ بَنِيْ إِسْرَائِيْل یعنی میری اُمّت کے علماء انبیاء بنی اسرائیل کی مانند ہیں۔ اس سے آیت استخلاف (النور:56) کی مشابہت کا مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔

2۔ یہ منہاج نبوت پر قائم خلافت ایک روحانی مقام اور منصب ہو گا نہ کہ دنیوی اور ظاہری بادشاہت۔ یہ خلافت نبوت کے فیوض اپنے اندر سموئے ہوئے ہو گی اور برکاتِ رسالت دُنیا تک پہنچانے کے لئے جاری ہو گی یہ کوئی دُنیوی یا سیاسی چیز نہیں ہو گی۔ یہ سمجھنا مشکل نہیں کہ نبوت اور رسالت کوئی سیاسی یا دُنیاوی عہدہ نہیں نہ کوئی دُنیاوی نمبر داری یا حکومت کا نام ہے تو پھر نبوت کی خلافت (یعنی جانشینی) کیسے کسی دُنیاوی عہدے اور حکومت کا تصوّر بن گیا؟ ایک صاحب نے احمدیت کی دُشمنی میں کہا کہ دُنیاوی حکومت اور سیاست کے بغیر کوئی خلافت نہیں۔ دیکھو خلافتِ احمدیہ نے عرصہ سو سال میں بغیر کسی حکومت کے دینِ اسلام کی اشاعت کی وہ خدمات سرانجام دی ہیں جو پچاس مسلمان حکمرانوں نے مل کر بھی نہیں دیں۔

3۔ خلیفہ خود اللہ تعالیٰ چنتا ہے۔ نبی کا انتخاب اللہ تعالیٰ براہ راست اپنے ہاتھوں سے کرتا ہے اور کوئی ہستی یہ اختیار اور قدرت نہیں رکھتی کہ اللہ تعالیٰ کے اس عمل میں دخل انداز ہو سکے اور ان انبیاء کی بعثت اس وقت ہوتی ہے جب ہر طرف تاریکی چھائی ہوتی ہے۔ ایسے میں خدا تعالیٰ کے مامور نبی تنِ تنہا خدا تعالیٰ کی توحید کا پیغام بلند کرتے ہیں۔

لیکن نبی کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ اُن کے ماننے والے متّقی اور خُدا ترس لوگوں کو یہ اعزاز دیتا ہے کہ وہ اُس کے ماننے والوں میں سے ایک جانشین کا انتخاب کریں۔

یہ خُدا کی وہ قدرت اور منشاء ہے جسے وہ اپنے نبی کے مخلص متّبعین کے ذریعہ سے ظاہر کرتا ہے۔ یہ بات سمجھنی بہت ضروری ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا انتخاب ہوتا ہے۔ مستقبل کے نئے خلیفہ کے بارہ میں اللہ تعالیٰ اپنے سینکڑوں بندوں پر رؤیا اور کشوف کے ذریعہ سے اس حقیقت کو عیاں کر دیتا ہے اور ایک زمانے کو اس کا گواہ بنا دیتا ہے۔ اس سے یہ بات بہت آسانی سے سمجھ آنے لگتی ہے کہ اس خلیفہ کا انتخاب دراصل اللہ تعالیٰ کی رضا اور منشاء ہے کہ جس بات کی وہ پہلے سے ہی اپنے بندوں کو خبر دے دیتا ہے وہ امر قدیم سے تقدیرات الٰہی میں ہوتا ہے اور یہی خدا تعالیٰ کے انتخاب کا ثبوت ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 10 جون 2020ء)



﴿34﴾

# خلافتِ رابعہ کے دور میں مساجد کا قیام

## (مولانا نصیر احمد قمر۔ لندن)

اسلام احمدیت کی ترقی و استحکام میں مساجد کو ایک غیر معمولی حیثیت حاصل ہے۔ مسجد وہ مقام ہے جہاں مومنین اللہ و رسول کے احکامات کے تابع خدائے واحد و یگانہ کی عبادت کے لئے جمع ہوتے ہیں اور باجماعت نمازوں کا اہتمام کرتے ہیں۔ اور یوں اللہ تعالیٰ کے ان فضلوں سے حصّہ پاتے ہیں جن کا اس نے نماز باجماعت قائم کرنے والوں سے وعدہ فرمایا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر مسجدوں کے قیام کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا۔

’’اِس وقت ہماری جماعت کو مساجد کی بڑی ضرورت ہے۔ یہ خانۂ خدا ہوتا ہے۔ جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہو گئی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی۔ اگر کوئی ایسا گاؤں ہو یا شہر جہاں مسلمان کم ہوں یا نہ ہوں اور وہاں اسلام کی ترقی کرنی ہو تو ایک مسجد بنا دینی چاہئے۔ پھر خدا خود مسلمانوں کو کھینچ لاوے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ قیامِ مسجد میں نیّت بہ اخلاص ہو۔ محض لِلّٰہ اسے کیا جاوے۔ نفسانی اَغراض یا کسی شرّ کو ہر گز دخل نہ ہو۔ تب خدا برکت دے گا۔‘‘

(ملفوظات جلد7 صفحہ 119۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کی اس کے آغاز سے ہی مساجد کے قیام کی طرف خصوصی توجہ ہے اور خلافتِ احمدیہ کے زیرِ ہدایت و نگرانی باقاعدہ ایک سکیم کے طور پر مساجد کی

تعمیر و توسیع کا کام منظّم طور پر جاری ہے۔ اور بہت سے مقامات پر مرکزی نظام کے تابع مساجد کی تعمیر کے منصوبے بنائے جاتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنے عہدِ خلافت کے پہلے جلسہ سالانہ دسمبر 1982ء کے موقع پر اپنے دوسرے روز کے خطاب میں بتایا کہ اس سال نو(9) مختلف ممالک میں مرکزی اخراجات کے تابع 24 بڑی وسیع اور پختہ مساجد تعمیر کی گئیں۔

اگلے سال دسمبر 1983ء کے جلسہ کے موقع پر آپؒ نے بتایا کہ اس سال دس ممالک میں 32 نئی مساجد تعمیر ہوئیں۔

1984ء میں حکومتِ پاکستان کے ظالمانہ آرڈیننس 20 کے نفاذ کے بعد پاکستان میں احمدیوں کے لئے مساجد کی تعمیر کی اجازت تو ایک طرف، ان پر یہ پابندی لگادی گئی کہ وہ اپنی مسجد کو ’’مسجد‘‘ کہہ بھی نہیں سکتے۔ کئی جگہوں پر احمدیہ مساجد پر حملے کئے گئے۔ بعض جگہوں پر احمدیوں سے ان کی مساجد چھین کر ان پر ناجائز قبضہ کر لیا گیا۔ بعض جگہ مساجد کو سِیل (seal) کر دیا گیا۔ بعض مساجد کو منہدم کیا گیا۔ مساجد کے ساز و سامان کو لوٹا اور جلایا گیا۔ مخالفین کے ارادے تو یہ تھے کہ اس طرح احمدی عبادت سے منحرف ہو جائیں گے۔ لیکن معاندین احمدیت کی ان ظالمانہ کارروائیوں کے خلاف جماعت احمدیہ نے اپنے امام کے تابع وہ ردِّ عمل دکھایا جو ایک حقیقی مومن جماعت کی شان ہے۔ وہ پہلے سے زیادہ قوت اور عزم اور ارادوں کے ساتھ عبادات پر قائم ہوئے اور ان کی عبادت کے معیاروں میں اضافہ ہوا۔ نمازوں میں باقاعدگی اور التزام اور خشوع و خضوع اور سوز و گداز نے ان کو نئی روحانی رفعتیں بخشیں۔ اور خدا تعالیٰ کے گھروں کی تعمیر کے لئے پہلے سے بڑھ کر قربانیاں پیش کیں۔

حضورؒ نے معاندین احمدیت کی احمدیوں کو زبردستی نماز سے روکنے کی کوشش میں ناکامی کا ذکر کرتے ہوئے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 28 نومبر 1986ء میں فرمایا۔

''بکثرت ایسے احمدی جو پہلے نمازوں میں سستی دکھاجاتے تھے وہ نمازوں میں اورزیادہ مضبوط ہوگئے۔جوباجماعت نماز کے عادی نہیں تھے انہوں نے باجماعت نمازیں شروع کردیں۔جو تہجد نہیں پڑھتے تھے،انہوں نے تہجد پڑھنا شروع کردی اور جوبے نمازی تھے وہ نمازی بننے لگ گئے اور اس کا ردّعمل..... ایساوسیع ہے، اتنا پُرشوکت ہے کہ صرف پاکستان میں نہیں ہوا یہ ردّعمل، انگلستان میں بھی ہوا، جرمنی میں بھی ہوا، چین میں بھی ہوا، جاپان میں بھی ہوا، امریکہ میں بھی ہوا، افریقہ میں بھی ہوا، کوئی دنیا کا ملک ایسا نہیں ہے جہاں پاکستان کے حکمرانوں کی اس ناپاک کوشش کا ردّعمل اس صورت میں دنیامیں ظاہر نہ ہوا ہو کہ انہوں نے وہاں احمدیوں کو نمازوں سے روکنے کی کوشش کی ہو اور دنیاکے کونے کونے میں احمدی نمازوں پر زیادہ قائم نہ ہوگئے ہوں۔تعداد کے لحاظ سے بھی، نماز کے مزاج کے لحاظ سے بھی، روحانیت کی شیرینی کے لحاظ سے بھی، خشوع وخضوع کے لحاظ سے بھی، غرضیکہ ہر پہلو سے اس کوشش کا نتیجہ سوائے اس کے کچھ نہیں نکلا کہ جماعت احمدیہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے نماز کا معیار ہر صورت میں ہر پہلو سے اب پہلے کی نسبت بہت اونچاہوگیا۔''

(خطباتِ طاہر جلد 5 خطبات 1986ء صفحہ 787)

خدا کے فضل سے دنیا بھر میں جماعت احمدیہ کے زیرِاہتمام بڑی خوبصورت اور تقویٰ پر مبنی مساجد کی تعمیر کا سلسلہ بھی بہت تیزی سے آگے بڑھا۔ ظاہری خوبصورتی اور وجاہت اور حشمت کے لحاظ سے تو جماعت احمدیہ دنیا کی امیر قوموں کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ لیکن قربانی کی روح میں دنیا کی کوئی قوم جماعت احمدیہ کے پاسنگ کو بھی نہیں پہنچتی۔ جماعت کا اخلاص، اس کی قربانی اور اس کا جذبۂ خدمت حیرت انگیز ہے۔ پھر جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان قربانیوں کو قبول فرمایا اور قربانی کرنے والوں کے اموال ونفوس میں برکتیں بخشیں اور اپنے فضلوں سے نوازا، سینکڑوں کیا ہزاروں ایسی ایمان افروز داستانیں دنیا بھر میں پھیلی پڑی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے ہمیشہ ان باتوں کے الٹ نتائج ظاہر کئے ہیں جو ہمارے خلاف دشمنوں نے مکر اور تدبیریں کیں۔ احمدیت کی تاریخ میں ایک دن بھی ایسا نہیں آیا جب کہ دشمن کے ارادوں کے وہ نتائج ظاہر ہوئے ہوں اور ان کی تدابیر کے وہ نتائج بر آمد ہوئے ہوں جو مقصد تھا اُن کا کہ ہم یہ کریں گے تو یہ نتیجہ نکلے گا...... انہوں نے جب بھی جماعت احمدیہ کے اموال لُوٹے ہیں جماعت کے اموال میں برکت ہوئی، جب مسجدوں کو منہدم کیا ہماری مسجدوں میں برکت ہوئی، ہمارے نفوس ذبح کئے ہمارے نفوس میں برکت ہوئی، جب قرآن کریم جلائے...... تو قرآن کی اشاعت میں بے شمار برکت ہوئی۔ جب انہوں نے تبلیغ پر پابندی لگائی تو تبلیغ میں برکت ہوئی۔“

(خطبہ جمعہ 18 مئی 1984ء)

چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے پاکستان میں احمدیہ مساجد پر پابندی کے آرڈیننس کے ردّ عمل میں بیرونِ پاکستان کی جماعتوں کو تحریک فرمائی کہ وہ خدا کے گھروں کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیں۔ آپؒ نے 1985ء میں جماعت کو یہ تحریک فرمائی کہ یہ سال مساجد کی تعمیر کے سال کے طور پر منایا جائے۔ اس کے نتیجہ میں دنیا بھر میں مساجد اور مراکز نماز اور مشن ہاؤسز کے قیام کی طرف غیر معمولی توجہ ہوئی۔ اور ہر آنے والے سال میں مسلسل جماعتی مساجد کی تعمیر میں نہ صرف اضافہ ہوا بلکہ بہت سے مقامات پر جماعت کو بنی بنائی مساجد عطا ہوئیں کیونکہ کامیاب تبلیغ کے نتیجہ میں پورا گاؤں یا گاؤں کی اکثریت اپنے اماموں کے ساتھ احمدی ہوئی اور یوں بنی بنائی مساجد جماعت کو عطا ہوئیں۔

ان مساجد کی تعمیر کے دوران اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے بہت ہی ایمان افروز واقعات بھی ظاہر ہوئے۔ مساجد کی تعمیر کے لئے قربانیاں پیش کرنے والوں کے ایمان و اخلاص اور قربانی کے بے نظیر واقعات بھی رونما ہوئے اور مساجد کی تعمیر میں روکیں ڈالنے والے مخالفین کی ذلّت و رسوائی کے عبرتناک نشانات بھی ظاہر ہوئے۔ یہ بھی ایک طویل اور دلچسپ اور رُوح پرور تفصیل ہے اور تاریخ احمدیت کا ایک نہایت ہی روشن باب ہے۔

ذیل میں عہدِ خلافتِ رابعہ میں تعمیر ہونے والی بعض اہم اور بڑی مساجد و مراکزِ نماز کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے۔ بالخصوص ایسی مساجد، مراکزِ نماز کا جن کا سنگِ بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے رکھا یا آپؒ نے ان کا افتتاح فرمایا۔ یا حضورؒ کے عہدِ خلافت میں کسی ملک میں پہلی مسجد کا قیام عمل میں آیا۔

عہدِ خلافتِ رابعہ میں پاکستان میں 20 کے قریب مساجد شہید کی گئیں۔ اگست 1987ء میں بیت النور ہالینڈ کو بعض شریر اور شر پسند عناصر نے جلانے اور نقصان پہنچانے کی کوشش کی اور قیمتی دستاویزات اور اشیاء ضائع کر دیں۔ اس واقعہ کا ذکر کر کے حضورؒ نے 21۔ اگست 1987ء کے خطبہ جمعہ میں ہالینڈ کی مسجد کو دس گنا بڑا بنانے کا اعلان کیا اور 18 ستمبر 1987ء کے خطبہ جمعہ میں منہدم شدہ مساجد کی مرمت اور از سرِ نَو تعمیر کے لئے فنڈ کی تحریک کی اور فنڈ کا قیام اپنی طرف سے ایک ہزار پونڈ کی رقم کا وعدہ فرما کر کیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا:

”چونکہ پاکستان میں مساجد پر اور معابد پر حملہ تھا اس لئے مَیں نے جماعت کو سمجھایا کہ ہم ظلم کا جواب ظلم سے تو نہیں دے سکتے مگر مسابقت کی روح کے ساتھ ہم یہ جواب دیں گے۔ قرآن کریم نے ہمیں نیکیوں میں آگے بڑھنے کی تلقین فرمائی ہے ... اس لئے مَیں نے جماعت کو تاکید کی کہ وہاں اگر ایک مسجد جلاتے ہیں تو آپ بیسیوں مسجدیں باہر کی دنیا میں بنا دیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت نے اس آواز پر لبّیک کہتے ہوئے عظیم الشان خدمت سرانجام دینے کی توفیق پائی۔

جس سال لندن آیا ہوں اس سال مساجد کی تعمیر کی تعداد دنیا بھر میں 32 تھی اور باقی چار سالوں میں خدا کے فضل سے جماعت کو 660 نئی مسجدیں بنانے کی توفیق ملی ہے...... اس کے علاوہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل کے ساتھ بعض بنی بنائی مسجدیں بھی ہمیں عطا کی ہیں اور جوں جوں جماعتوں کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے ان جماعتوں کے ساتھ بہت سے دیہات کی بنی بنائی مسجدیں پوری کی

پوری جماعت احمدیہ کو مل گئیں۔ ان مساجد کی تعداد 201 ہے جو اُن کے علاوہ ہے جو مَیں نے بیان کی ہے۔

(خطاب جلسہ سالانہ یو۔کے 1989ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے جلسہ سالانہ 1992ء کے موقع پر مساجد کے قیام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

"پاکستان میں جو سب سے بڑا ظلم توڑا جارہا ہے وہ عبادت کی راہ میں روکیں ڈالنا ہے جس کو قرآن کریم نے سب سے بڑا ظلم قرار دیا ہے کہ کون ہے اس سے زیادہ ظالم جو خدا کی مساجد میں جا کر عبادت کرنے والوں کو عبادت سے روکتا ہے (البقرہ:115) تو پاکستان میں جتنے بھی مظالم ہیں کچھ بدنی ہیں اُن سے بدن کو تکلیف پہنچتی ہے لیکن جو روحانی مظالم ہیں وہ اُس سے بہت زیادہ سنگین ہیں اللہ کی نظر میں۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ ہماری مساجد کو منہدم کیا گیا، اُن کی تالہ بندی کی گئی، مساجد میں جانے سے روکا گیا۔ اُس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ نے اس کثرت کے ساتھ جماعت احمدیہ کو دنیا بھر میں نئی مساجد عطا کی ہیں کہ اُن کے ذکر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور روح سجدہ ریز ہو جاتی ہے جو کتنا محسن خدا ہے۔

نئی مساجد جو امسال بنی ہیں وہ 307 ہیں اور 80 زیر تعمیر ہیں۔"

## برِّاعظم افریقہ

### گیمبیا

1988ء میں دورۂ مغربی افریقہ کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے گیمبیا میں 2 احمدیہ مساجد کا افتتاح فرمایا اور 2 مشن ہاؤسز، ایک مسجد اور ایک کلینک کا سنگِ بنیاد رکھا۔

ان میں سے ایک شہر Talinding Kunjang کی مسجد بیت السلام تھی جس کا سنگِ بنیاد 20 جنوری 1988ء کو رکھا گیا تھا۔

## ماریشس

18 ستمبر 1988ء کو حضورؒ نے ماریشس کے مقام نیو گروو (New Grove) پر مسجد بیت السلام کا سنگِ بنیاد رکھا۔ اور اس کا افتتاح 1993ء میں فرمایا۔ اس مسجد کے لئے قطعۂ زمین مقامی احمدی فیملی نے بطور ہدیہ جماعت کو پیش کیا تھا۔ اس تقریبِ سنگِ بنیاد میں آنریبل رامدَت جدّو (Ramduth Jaddoo) منسٹر فارورکس بھی شامل ہوئے۔

اسی روز 18 ستمبر 1988ء کو حضورؒ نے اپنے ماریشس کے پہلے دورہ کے دوران وہاں کے علاقہ Quartier Millitaire میں تعمیر ہونے والی مسجد طاہر کا افتتاح فرمایا۔

## برِّاعظم یورپ

حضورِ انورؒ نے 11 ستمبر تا 15۔اکتوبر 1985ء پانچ ہفتوں کا یورپ کا دورہ فرمایا۔ مغربی جرمنی، اٹلی، سپین، فرانس، سوئٹزرلینڈ، ہالینڈ اور بیلجیم تشریف لے گئے اور اس دورہ کے دوران پانچ نئے مراکز کا افتتاح فرمایا۔

## سپین

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے مورخہ 10 ستمبر 1982ء کو سپین کے شہر پیدروآباد میں 700 سال بعد تعمیر ہونے والی ''مسجد بشارت'' کا افتتاح فرمایا۔ اس مسجد کی تعمیر جماعت احمدیہ کے صد سالہ جوبلی منصوبہ کے ایک اہم حصّہ کے طور پر ہوئی۔ اس کا سنگِ بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے بنفسِ نفیس سپین تشریف لے جا کر موٴرخہ 9/اکتوبر 1980ء کو دورۂ یورپ کے دوران رکھا تھا۔ اس کے افتتاح کی تاریخ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے اپنے وصال سے قبل مقرر فرمائی تھی۔

### افتتاح مسجد بشارت

اس موقع پر چار برِّاعظموں ایشیا، یورپ، افریقہ اور امریکہ کے 40 ممالک سے 2 ہزار کے قریب احمدی موجود تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس موقع پر اپنے تاریخی خطبہ جمعہ فرمودہ 10 ستمبر 1982ء میں فرمایا۔

''مسجدوں کی تعمیر ایک بہت ہی مقدّس فریضہ ہے۔ لیکن جو مسجدیں ہم بنارہے ہیں یہ کوئی ایساواقعہ نہیں جیسا کہ عام طور پر دنیا میں ہوتا ہے۔ ان مسجدوں کے پس منظر میں لمبی قربانیوں کی تاریخ ہے۔ یہ کچھ امیر لوگوں کی وقتی کوشش یا جذباتی قربانی کا نتیجہ نہیں۔ کچھ ایسے لوگوں کی جن کو خدا نے زیادہ دولت بخشی ہو اور وہ نہ جانتے ہوں کہ کہاں خرچ کرنی ہے۔ بلکہ خصوصاً اس مسجد کے پیچھے تو ایک بہت ہی لمبی، گہری، مسلسل قربانیوں کی تاریخ ہے۔''

(خطباتِ طاہر جلد 1 خطبات 1982ء صفحہ 136)

اس موقع پر مسجد کے افتتاح کی مناسبت سے منعقدہ خصوصی تقریب میں احمدی احباب کے علاوہ قریباً 3 ہزار مقامی سپینش افراد نے شرکت کی۔ اسی طرح سپین کے مقامی اخبارات اور پریس و میڈیا اور مختلف نیوز ایجنسیز کے پچاس سے زائد نمائندگان اس تقریب میں شامل ہوئے۔ اور نہ صرف سپین کے ذرائع ابلاغ نے اس تقریب کو بہت نمایاں کر کے شائع اور نشر کیا بلکہ یورپ اور دنیا کے متعدد ممالک کے سمعی و بصری نشریاتی اداروں نے اس مسجد کے افتتاح کی تقریب کی نہایت خوش آئند الفاظ میں خبریں نشر کیں اور اس کی جھلکیاں دکھائیں اور عالمی شہرت کے مالک کثیر الاشاعت اخبارات و جرائد نے اپنے ادارتی کالموں میں اس کا اچھے رنگ میں ذکر کیا۔ اور اس طرح کروڑوں افراد تک اس مسجد کی تعمیر اور افتتاح اور اسلام احمدیت کا پیغام پہنچا۔ قرطبہ کے ایک جریدہ ''لاووز'' یعنی ''صدائے قرطبہ'' نے اپنے اداریہ میں لکھا۔

''بیشک پیدروآباد میں تعمیر ہونے والی مسجد جماعت احمدیہ کے لئے انتہائی مذہبی اہمیت کی حامل ہے جس کے افتتاح کے موقع پر 2 ہزار کے لگ بھگ احمدی دنیا کے کونے کونے سے کھنچے چلے آئے ہیں لیکن یہ مسجد اہل قرطبہ کے لئے بھی کچھ کم اہمیت کی حامل نہیں اس لئے کہ یہ رواداری اور

مذہبی عقائد کی آزادانہ تبلیغ واشاعت کے سلسلہ میں ایک یادگار بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے اور تاریخی اعتبار سے اس کا رشتہ رواداری کے اس جذبہ اور روح کے ساتھ جا ملتا ہے جس کا مظاہرہ خلفائے قرطبہ نے اپنے دورِ حکومت میں کیا۔ دریائے وادیٔ الکبیر کے کنارے پیدروآباد کے قرب میں واقع اس نوتعمیر مسجد کے خوبصورت مینار ہمیں ایک خاص تاریخی جذبہ کا احساس دلاتے ہیں۔ اس حقیقت کا انکار کئے بغیر کہ قرطبہ اور اُندلس میں عیسائیت کی جڑیں بہت مضبوط اور گہری ہیں ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ یہ مینار رواداری کی علامت اور نشان کی حیثیت رکھتے ہیں اور ان میں اُس اہم تاریخی ماضی کو دہرانے کا ایک واضح اشارہ موجود ہے جسے یکسر فراموش کر دینے کا کوئی جواز نہیں۔“

(خطباتِ طاہر جلد 1 خطبات 1982ء صفحہ 136)

### انگلستان

5/ اکتوبر 1982ء کو حضورِ انورؒ نے انگلستان کے شہر جلنگھم (Gillingham) میں احمدیہ مشن کا افتتاح فرمایا۔

7/ اکتوبر 1982ء کو حضورؒ نے لندن کے علاقہ کرائیڈن میں احمدیہ مشن کا افتتاح فرمایا۔

10 مئی 1986ء کو حضورؒ نے گلاسگو میں سکاٹ لینڈ کے نئے احمدیہ مشن کا افتتاح فرمایا۔

### مسجد بیت الفتوح مورڈن لندن

### انگلستان میں سب سے بڑی مسجد بنانے کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے انگلستان میں سب سے بڑی مسجد بنانے کی تحریک کرتے ہوئے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 24 فروری 1995ء میں فرمایا۔

”انگلستان میں ایک بہت بڑی مسجد کی ضرورت ہے۔ یہاں اب تک جو دوسری بڑی بڑی مساجد بنائی گئی ہیں ان میں بتایا جاتا ہے کہ گلاسگو کی مسجد میں سب سے زیادہ نمازی آسکتے ہیں یعنی دو ہزار کی تعداد میں۔ اب مَیں نہیں کہہ سکتا کہ اس میں زیادہ آسکتے ہیں یا ریجنٹ پارک کی مسجد میں۔ مگر جو اندازہ ایک دفعہ مَیں نے لگوایا تھا اس سے یہی لگتا ہے کہ ریجنٹ پارک کی مسجد کے ملحقات تو

بڑے ہیں مگر نمازیوں کی جگہ اتنی نہیں ہے۔ اس لئے بعید نہیں کہ گلاسگو والوں کا دعویٰ درست ہو کہ انگلستان کی سب سے بڑی مسجد ہے۔

جماعت احمدیہ کی تعداد تو دوسروں کے مقابل پر بہت تھوڑی ہے لیکن جماعت احمدیہ کے عبادت گزار بندوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اس لئے ہمیں 2 ہزار کی مسجد کام نہیں دے گی۔ مرکزی جو جلسے ہوتے ہیں یا مرکزی تقریبات جن میں عبادت کے لئے وسیع جگہوں کی ضرورت پڑتی ہے ان میں انگلستان کی ضرورت چھ سات ہزار تک بھی جا پہنچتی ہے۔ تو مَیں نہیں سمجھتا کہ سرِ دست آپ کے اندر یہ استطاعت ہے کہ چھ سات ہزار نمازیوں کے لئے مسجد تعمیر کر سکیں۔ مگر ایسی مسجد کی بنیاد ڈالنا ضروری ہے جس میں یہ سہولتیں مہیا ہوں کہ آئندہ حسب ضرورت اور حسب توفیق اس کی توسیع ہوتی چلی جائے اور مسجد کے عمومی نقشے پر بُرا اثر نہ پڑے۔ یعنی سادگی تو اپنی جگہ درست ہے مگر بدزیبی تو خدا کو پسند نہیں ہے۔ ایسے ملحقات، ایسے الحاقی اضافے جو بدصورتی پیدا کریں وہ اچھے نہیں ہیں۔ اس لئے اپنی پلاننگ میں، اپنی منصوبہ بندی میں یہاں کی جماعت کو چاہئے کہ یہ گنجائش رکھیں کہ آئندہ دس پندرہ ہزار تک کے لئے بھی وہ مسجد بڑھائی جا سکتی ہو تو بڑھائی جائے اور پھر بھی ٹھیک لگے۔ دونوں طرف سے آگے اور پیچھے متوازن بڑھنے کی جگہ بھی ہونی چاہئے اور نقشہ پہلے سے ہی بننا چاہئے مختلف stages، منازل کا نقشہ۔

اس پہلو سے مَیں سمجھتا ہوں کہ سردست جو مَیں نے تخمینہ لگایا ہے، امیر صاحب سے مشورہ بھی کیا ہے تو وہ بھی کہتے ہیں ٹھیک ہے۔ مگر کچھ ان کے ٹھیک سے مجھے لگا تھا کہ وہ شاید یہ سمجھتے ہیں کہ جماعت میں ابھی یہ توفیق نہیں، تو توفیق تو خدا بڑھا دیا کرتا ہے۔ مَیں نے پانچ ملین کا تخمینہ لگایا ہے یہاں کی مرکزی مسجد کے لئے اور جیسا کہ میرا پرانا دستور چلا آرہا ہے اللہ توفیق بھی عطا فرما رہا ہے کہ ہر وہ وسیع، بڑی تحریک جو کرتا ہوں اس کا سواں حصہ میں اپنی طرف سے پیش کرتا ہوں۔ لیکن اس سے پہلے میں امیر صاحب کی طرف سے دس ہزار پاؤنڈ کا وعدہ لکھوا رہا ہوں تاکہ ان کا پہلا نمبر رہے۔ اگرچہ میری نیتوں میں ان سے پہلے غالباً یہ بات چلی آرہی تھی کہ پچاس ہزار پاؤنڈ کا مَیں

اکیلا نہیں بلکہ اپنی بچیوں، دامادوں، بچوں اور مرحومین سے تعلق والوں کی طرف سے یہ لکھواؤں۔ پانچ سال کا عرصہ میرے ذہن میں ہے۔ پانچ سال میں اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے گا تو یہ رقم سارے وعدہ کروانے والے پوری کر دیں۔ لیکن اگر یہ وعدے اتنے نہ ہوئے تو پھر پانچ سال مزید بھی اس کو بڑھایا جاسکتا ہے۔ اور مسجد کے معاملے میں بنیادیں وسیع ہونی چاہئیں اور سادہ سی عمارت کی تعمیر بھی ہو جانی چاہئے۔ باقی زیبائشیں بعد کی باتیں ہیں، دیکھی جائیں گی۔

تو مَیں سمجھتا ہوں کہ پچاس لاکھ اگر پانچ سال میں نہ بھی پورا ہو تو دس لاکھ بھی سہی لیکن ارادے بلند رکھیں اور اللہ سے توقعات بلند رکھیں۔ نئی نسل کے جو بچے اب خدا کے فضل سے مختلف نوکریوں پر لگ رہے ہیں ان کو بھی شامل کریں اور خدا سے توفیق بڑھانے کی دعائیں مانگیں تو کوئی بعید نہیں۔ اور پھر جب بھی تحریک کی جاتی ہے تو سب دنیا سے خدا ویسے بھی مددگار کھڑے کر دیتا ہے۔ کچھ ایسے جوش رکھنے والے متموّل دوست ہیں کہ دنیا کی کوئی بھی تحریک ہو پیچھے نہیں رہنا چاہتے تو وہ بھی آپ کی انشاء اللہ نصرت فرمائیں گے۔ تو اس وقت مَیں پانچ ملین کی تحریک جماعت انگلستان کی مرکزی مسجد کے لئے کرتا ہوں اور اس دعا اور نیت کے ساتھ کہ یہ لازماً انگلستان کی وسیع ترین مسجد ہو۔ عبادتوں کی گنجائش پر زور ہونا چاہئے۔ جو ملحقہ عمارتیں ہیں یا دوسرے نخرے ہیں ان کو بے شک نظر انداز کر دیں۔ لیکن مَیں سمجھتا ہوں کہ اگر یورپ کی سب سے بڑی مسجد ہو جائے تو یہ بھی بعید نہیں کیونکہ اس کے نتیجے میں پھر جرمنی کو بڑی تحریک ہو گی کیونکہ جرمنی آپ کی رقیب جماعت ہے اور وہ برداشت نہیں کر سکتی کہ کسی نیکی میں آپ اُن سے آگے نکل جائیں۔ تو آپ نے قدم بڑھایا تو وہ بھی بڑھائیں گے، یہ سلسلہ چل پڑے گا ان شاء اللہ۔ تو اب وقت ہے کہ ہم عبادتوں کی طرف توجہ جب کر رہے ہیں تو عبادتگاہوں کی طرف بھی توجہ کریں۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 24 فروری 1995ء، خطباتِ طاہر جلد 14 صفحہ 138-140)

الغرض حضورؒ نے برطانیہ کی نئی اور وسیع مسجد کے لئے 24 فروری 1995ء کو 5 ملین پاؤنڈ کی تحریک فرمائی۔ 28 مارچ 1999ء کو حضور نے بیت الفتوح کی مجوزہ جگہ پر نماز عید الاضحی

پڑھائی اور اسی سال 19/ اکتوبر کو حضورؒ نے مسجد بیت الفتوح کا سنگِ بنیاد رکھا۔ 16 فروری 2001ء کو حضورؒ نے اس مسجد کے لئے مزید 5 ملین پاؤنڈ کی تحریک فرمائی۔ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 3/ اکتوبر 2003ء کو اس کا افتتاح فرمایا۔ اس مسجد میں بیک وقت 10 ہزار افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔ نیز یہ مغربی یورپ کی سب سے بڑی مسجد ہے۔

## قطب شمالی کی پہلی مسجد کے لئے تحریک

حضورؒ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 8/ اکتوبر 1993ء میں فرمایا کہ

"جماعت احمدیہ ناروے کے متعلق یہ بتانا چاہتا ہوں کہ انہوں نے North Cape میں مسجد بنانے کی حامی بھری تھی اور ان کے سپرد مَیں نے یہ کام کیا تھا کہ چندوں کی اپیل سے پہلے وہاں زمین لیں اور جماعت قائم کریں۔ پھر ساری دنیا سے چندوں کی اپیل کی جائے گی اور آپ کی جو کمی ہے وہ پوری ہو جائے گی۔ انہوں نے یہ خوشخبری بھیجی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کمیون نے باقاعدہ فیصلہ کر کے وہاں ایک نہایت ہی عمدہ باموقع اوپر کی زمین جو ایک خوبصورت پہاڑ پر واقع ہے اور ایک ایکڑ سے زیادہ رقبہ ہے وہ جماعت احمدیہ کو مسجد کے لئے تحفۃً پیش کر دی ہے اور انہوں نے کوئی پیسہ وصول نہیں کیا۔ دوسرا کام کرنے کے لئے ان کا وفد اب وہاں گیا ہے یا جانے والا ہے تبلیغ کر کے وہاں جماعت قائم کرے گا۔ جب یہ دونوں شرطیں اکٹھی ہو جائیں گی تو پھر ان شا اللہ تعالیٰ چندہ کی عام تحریک بھی کر دی جائے گی۔"

حضورؒ نے فرمایا کہ

"میرے ساتھ جو قافلہ تھا انہوں نے ایک ہزار پاؤنڈ کا وعدہ تحریک سے پہلے ہی کر دیا تھا۔ اس میں مَیں نے بھی اپنا وعدہ شامل کر لیا۔ اس طرح ہمارے قافلے کا 2 ہزار کا وعدہ اور کچھ خطبہ کے نتیجہ میں دوست از خود وعدہ بھی لکھوا گئے یا رقم ادا کر دی۔ بہر حال جب عام تحریک ہو گی اور جب جیسا میں نے بتایا ہے وہاں جماعت بھی کچھ قائم ہو جائے گی تو مسجد کے کام کا آغاز ہو جائے گا۔"

(خطباتِ طاہر جلد 12 خطبات 1993ء صفحہ 769)

## جرمنی میں 100 مساجد کی سکیم

ستمبر 1985ء میں مغربی جرمنی کے شہر کولون (Köln) میں 17 ستمبر کو حضورؒ نے ایک نئے مرکز بیت النصر کا افتتاح فرمایا۔

22 ستمبر 1985ء کو حضورِ انور نے جرمنی کے شہر گروس گیراؤ (Gross-Gerau) میں نئے مرکز ''ناصر باغ'' کا افتتاح فرمایا۔

جلسہ سالانہ جرمنی 1989ء کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ جرمنی کو صد سالہ جشنِ تشکّر کے حوالہ سے ملک بھر میں 100 مساجد تعمیر کرنے کا منصوبہ عطا فرمایا۔ اس موقع پر حضورؒ نے فرمایا۔

''گزشتہ سو سال کامیابی کے ساتھ گزرنے کے طور پر سو مساجد جرمنی میں بنادیں، اظہارِ تشکّر کے طور پر۔''

(روزنامہ الفضل مورخہ 5 جون 1989ء)

چنانچہ جماعت جرمنی نے اپنے آقا کی آواز پر لبّیک کہتے ہوئے لاکھوں مارک کے وعدے پیش کر دیئے۔ مگر کئی سال گزرنے کے بعد بھی بعض قانونی اور معاشرتی رکاوٹوں کے باعث اس منصوبہ کو عملی جامہ نہ پہنایا جاسکا۔

22 مئی 1997ء کو حضرت سیّدہ مہر آپا حرم حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔ 23 مئی کو حضورؒ نے سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ جرمنی سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ

''حضرت مہر آپا کی طرف سے جرمنی کی 100 مساجد سکیم میں 3 لاکھ جرمن مارک پیش کئے جائیں گے۔'' (یہ وعدہ بعد میں بڑھا کر 5 لاکھ کر دیا) نیز اپنی طرف سے 50 ہزار مارک دینے کا اعلان فرمایا۔ 1997ء میں حضورؒ نے ایک مرتبہ پھر اس منصوبہ کی طرف توجہ دلائی۔

25 نومبر 1998ء کو حضورؒ نے وِٹلش میں پہلی مسجد ''بیت الحمد'' کا سنگِ بنیاد رکھا اور 9 جنوری 2000ء کو اس کا افتتاح ہوا۔

چند سالوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسجد بیت الحمد وٹلش اور مسجد بشارت اوسنابروک مکمل ہو گئیں اور حضورؒ کے دستِ مبارک سے ان مساجد کے افتتاح عمل میں آئے۔ جبکہ مسجد بیت المومن میونسٹر کا حضورؒ نے سنگِ بنیاد رکھا۔

مسجد ناصر (بریمن) (سنگ بنیاد نومبر 2001ء)، مسجد نور الدین (ڈارمشٹڈٹ) (سنگ بنیاد 11 مئی 2002ء) اور مسجد طاہر (کوبلنز) میں مساجد کی تعمیر خلافتِ رابعہ کے آخری سالوں میں شروع ہو چکی تھی۔ جبکہ مسجد حبیب (کیل)، مسجد بیت العزیز (ریڈ شٹڈٹ)، جامع مسجد (اوفن باخ)، مسجد سمیع (ہنوور)، مسجد بیت العلیم (ورزبرگ) اور مسجد الہدیٰ (اوزنگن) کے لئے قطعاتِ زمین خریدے جا چکے تھے۔ عہدِ خلافتِ رابعہ میں جرمنی میں مساجد کی تعمیر سے متعلق بعض مزید تفصیلات درج ذیل ہیں۔

### مسجد بیت الشکور (گراس گراؤ۔ناصر باغ)

مسجد بیت الشکور جرمنی کے شہر Gross-Gerau میں واقع جماعتی مرکز ناصر باغ میں تعمیر ہوئی۔ ناصر باغ میں لگنے والی آگ سے وہاں موجود لکڑی کی عمارت مکمل طور پر جل گئی تھی۔ اس علاقہ میں احمدیوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا تھا۔ چنانچہ تقریباً 2 سال کی تگ و دَو کے بعد مقامی انتظامیہ نے ناصر باغ میں مسجد بنانے کی اجازت دی۔ مسجد کے ساتھ ایک بڑا ہال، دفاتر اور مبلغ سلسلہ کی رہائش بھی تعمیر کی گئی۔ اس مسجد کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے "بیت الشکور" کا نام دیا۔ مسجد کا سنگِ بنیاد 13۔اپریل 1991ء کو رکھا گیا اور 13۔اپریل 1993ء کو افتتاح عمل میں آیا۔ مسجد بیت الشکور کا کل رقبہ 1850 مربع میٹر ہے۔ اس مسجد کے مردانہ ہال کا رقبہ 484 مربع میٹر ہے اور Basement میں خواتین کے لئے قریباً اتنی ہی گنجائش کی بڑی مسجد بنائی گئی ہے۔ 630 مربع میٹر میں دفاتر اور رہائش گاہ بنائی گئی۔ یہ منصوبہ اس لحاظ سے منفرد حیثیت کا حامل ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خواہش پر تمام عمارت وقار عمل کر کے جماعت جرمنی کے افراد نے

اپنے ہاتھوں سے بنائی۔ دو سال تک بڑی دور دور سے احباب تشریف لا کر وقار عمل میں حصہ لیتے رہے۔

**مسجد بیت الحمد (وٹلش)**

100 مساجد سکیم کے تحت پہلی با قاعدہ طور پر تعمیر ہونے والی مسجد لگشمبرگ کے قریب جرمنی کے شہر Wittlich میں بنائی گئی۔ اس کا سنگِ بنیاد نومبر 1998ء میں رکھا گیا اور 9 جنوری 2000ء کو اس کا افتتاح ہوا۔ اس موقع کے لئے حضورؒ نے خصوصی پیغام ارسال کیا۔ پھر اسی سال 5 جون 2000ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ یہاں رونق افروز ہوئے اور رات قیام فرمانے کے بعد اگلے روز تبلیغی نشست سے خطاب فرمایا۔ اس مسجد کا پلاٹ تین ہزار پانچ سو مربع میٹر ہے اور مسجد 200 مربع میٹر پر تعمیر کی گئی ہے جو دو منزلوں پر مشتمل ہے۔ گراؤنڈ فلور پر خواتین کے لئے مسجد کے علاوہ چار کمروں کا مربی ہاؤس ہے اور بالائی منزل پر مردانہ مسجد کے ساتھ دفاتر ہیں جبکہ تہہ خانہ میں ایک کثیر المقاصد ہال ہے۔

**مسجد بشارت (اوسنابروک)**

یہ مسجد OSNABRÜCK میں تعمیر ہوئی۔ اکتوبر 1999ء میں اس کا سنگِ بنیاد رکھا گیا اور اکتوبر 2002ء میں اس کا افتتاح ہوا۔ 2481 مربع میٹر کے پلاٹ پر بنائی جانے والی مسجد کا تعمیری رقبہ 211 مربع میٹر ہے۔ جس میں 215 نمازیوں کی گنجائش ہے۔ اس مسجد کی خصوصیت اس کے گنبد کے اطراف دو مینار ہیں۔ مسجد کے علاوہ دو کمروں کی رہائش، لائبریری اور جماعتی ضرورت کے کچن کے علاوہ تہہ خانہ میں ایک ہال بھی اس عمارت کا حصہ ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 31۔ اگست 2000ء کو زیر تعمیر مسجد کا معائنہ فرمایا اور یہاں ظہر و عصر کی نمازیں ادا کیں۔

## مسجد بیت المومن (میونسٹر)

اس مسجد کا سنگِ بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 31/اگست 2000ء کو میونسٹر شہر میں رکھا۔ اس سے قبل بھی 1995ء میں حضورؒ نے اس شہر میں ایک تبلیغی نشست کو رونق بخشی تھی۔اس مسجد کی تعمیر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی زندگی میں مکمل ہوگئی تھی تاہم اس کا افتتاح حضورؒ کی وفات کے چند روز بعد 3 مئی 2003ء کو عمل میں آیا۔ اس میں 213 نمازیوں کے لئے نماز ادا کرنے کی گنجائش ہے۔ مسجد مومن کے میناروں کی اونچائی دس میٹر ہے۔ پلاٹ کا رقبہ 1015 مربع میٹر ہے۔ اس میں مسجد کے ساتھ چار کمروں پر مشتمل مربی ہاؤس، دفتر اور لائبریری بھی ہے۔

## جرمنی میں دیگر زیر تعمیر مساجد

علاوہ ازیں مسجد نورالدین (ڈارمشٹڈٹ)، مسجد ناصر (بریمن) اور مسجد طاہر (کوبلنز) کا سنگِ بنیاد خلافتِ رابعہ کے دور میں رکھ دیا گیا تھا۔ مسجد نور الدین (ڈارمشٹڈٹ) کا سنگِ بنیاد 11 مئی 2002ء کو رکھا گیا۔ مسجد ناصر (بریمن) کا سنگِ بنیاد نومبر 2001ء میں رکھا گیا۔ اسی طرح کیل شہر میں مسجد حبیب کی تعمیر کے لئے 3 ستمبر 1999ء کو پلاٹ خرید لیا گیا تھا۔ خلافت رابعہ کے زمانے میں جو مزید پلاٹ خریدے گئے ان میں Riedstadt میں مسجد عزیز کے لئے پلاٹ 5/اپریل 2000ء، جامع مسجد (اوفن باخ) کے لئے پلاٹ 7/اگست 2000ء، مسجد سمیع (ہنوور) کے لئے پلاٹ 20/اپریل 2001ء، بیت العلیم (ورزبرگ) کے لئے پلاٹ 14 ستمبر 2001ء، مسجد الہدیٰ (Usingen) کے لئے پلاٹ 12 فروری 2002ء اور مسجد بشیر (Bensheim) کے لئے پلاٹ 9 دسمبر 2002ء کو خریدے گئے۔ ان پلاٹوں کی منظوری حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے حاصل کی گئی تاہم ان کی تعمیر عہدِ خلافت خامسہ کے ابتدائی سالوں میں ہوئی۔

### ہالینڈ

13 ستمبر 1985ء کو حضورؒ نے نَن سپیٹ (ہالینڈ )میں نئے مرکز بیت النور کا افتتاح فرمایا۔

### برِّاعظم امریکہ

### یُو۔ایس۔اے

جنوری 1983ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جماعت احمدیہ امریکہ کو تحریک فرمائی کہ آئندہ 4۔5 سال میں امریکہ میں کم از کم 5 نئے مشن ہاؤسز اور مساجد قائم کرنے کی کوشش کی جائے۔

29/جون 1984ء کو حضورِؒ نے امریکہ ویورپ کے مراکز کے لئے جملہ احمدیوں کو چندہ کی تحریک فرمائی۔

1984ء میں شکاگو میں Glen Ellyn میں جماعت نے مسجد مشن ہاؤس کے لئے 5 ایکڑ کا ایک پلاٹ خریدا۔

اسی سال شکاگو کے پہلے مشن واقع Wabash Street سے ملحقہ مکان خریدا تا کہ مشن کی عمارت میں توسیع کی جاسکے۔

اسی سال ڈیٹرائٹ (میامی) میں مسجد و مشن ہاؤس کی تعمیر کے لئے سات ایکڑ کا پلاٹ خریدا۔

نیویارک میں ایک عمارت بطور مرکز نماز خریدی گئی جس کا نام ”بیت الظفر“ رکھا گیا۔

زائن میں ایک پلاٹ مشن ہاؤس اور مرکز نماز کے طور پر خریدا گیا۔اور باسٹن میں مقامی افراد جماعت نے 2 ایکڑ کا ایک پلاٹ مسجد کے لئے تحفہ دیا۔

1985ء میں New Orleans میں ایک عمارت بطور مرکز نماز خریدی گئی۔ اسی طرح توسان (Tueson) ایریزونا میں مسجد کی تعمیر ہوئی۔

لاس اینجلس (کیلیفورنیا) میں 4.75/ ایکڑ کا پلاٹ مسجد و مشن ہاؤس کے لئے خرید ا گیا جس پر ’’مسجد بیت الحمید‘‘ تعمیر ہوئی۔

اکتوبر، نومبر 1987ء میں حضورؒ نے امریکہ کی گیارہ ریاستوں کا دورہ فرمایا۔ یہ دورہ تقریباً ڈیڑھ ماہ کا تھا۔ حضورؒ کینیڈا بھی تشریف لے گئے۔ اس دورہ کے دوران حضورؒ نے امریکہ میں 3 مساجد کا افتتاح فرمایا جن میں فلاڈلفیا، توسان اور پورٹ لینڈ کی مساجد شامل ہیں۔

8/ اکتوبر 1987ء کو نیو جرسی کے شہر ولنگ برو (Willingboro) میں قائم کی جانے والی ’’مسجد النصر‘‘ کا افتتاح فرما کر اسی روز وہاں سے کار پر فلاڈلفیا تشریف لے گئے اور وہاں قائم کی جانے والی ’’مسجد ناصر‘‘ اور اس سے ملحقہ مشن ہاؤس کا افتتاح فرمایا۔

نیز اسی دورہ کے دوران 5 مساجد کا سنگِ بنیاد رکھا جن میں ’’مسجد بیت الرحمٰن‘‘ واشنگٹن (9/ اکتوبر 1987ء) اور ڈیٹرائٹ کے علاقہ ٹرائے (Troy) میں مسجد اور مشن ہاؤس کا سنگِ بنیاد (15/ اکتوبر 1987ء) رکھا۔

بعد ازاں ڈیٹرائٹ کی اس مسجد کی جگہ کو لوکل گورنمنٹ نے سڑک کی تعمیر کے لئے جماعت سے حاصل کر لیا۔ اس لئے اس کے مقابل پر ٹرائے کی بجائے فارمنگٹن کے علاقہ میں 2001ء میں 5 ایکڑ جگہ حاصل کر کے یہاں مسجد تعمیر کی گئی۔

حضورِ انور رحمہ اللہ نے احبابِ جماعت کی دعوت پر مسجد یوسف توسان اریزونا کا افتتاح 21/ اکتوبر 1987ء کو فرمایا۔

23/ اکتوبر 1987ء بروز جمعۃ المبارک حضور رحمہ اللہ نے لاس اینجلس کے علاقہ Hawthorne میں مسجد بیت السلام کا سنگِ بنیاد رکھا۔

1987ء میں ہی Cleaveland (اوہایو) میں ایک عمارت بطور مرکز نماز خریدی گئی جس کا نام بیت الاحد رکھا گیا۔

1988ء میں Pittsburgh اور San Jose میں مشن ہاؤسز (مراکز نماز) کی عمارات خریدی گئیں۔

## احمدیہ مسجد واشنگٹن کی تحریک

حضرت خلیفة المسیح الرابعؒ نے اپنے خطبہ جمعہ بمقام لاس اینجلس (امریکہ) فرمودہ 7جولائی 1989ء میں واشنگٹن میں مرکزی مسجد کی تعمیر میں احباب جماعت کو حصہ لینے کی تحریک فرمائی۔ اس سلسلہ میں حضور نے لجنہ نیویارک کی طرف سے پیش کیا جانے والا 3ہزار ڈالرز کا چیک اور ڈاکٹر حمید الرحمٰن کی طرف سے پیش کیا جانے والا 50ہزار ڈالر کا چیک بھی اس مسجد کے لئے وقف کرنے کا اعلان کیا۔ اور فرمایا۔

''جوبلی کے ... اس سال کی غیر معمولی خوشی کے موقع پر جس نے بھی امریکہ سے اس نیت سے روپیہ مجھے پیش کیا وہ میں ان شاء اللہ مسجد واشنگٹن ہی کو دوں گا۔ لیکن اس کے علاوہ بھی ایک عمومی تحریک کی ضرورت ہے۔ ہم نے جائزہ لیا ہے اس وقت مہنگائی اتنی ہو چکی ہے کہ مسجد واشنگٹن اگر ایک سال سے سولہ مہینے کے اندر اندر تعمیر کی جائے تو پچیس لاکھ ڈالر کی ضرورت ہے... مَیں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر جماعت امریکہ یہ سال خصوصیت سے واشنگٹن کی مسجد کا سال منائے تو جتنی رقم بھی اکٹھی ہو ایک سال کے اندر وہ ابتدائی ضرورت کے لئے ان شاء اللہ پوری ہو جائے گی۔ لیکن ساتھ ہی مَیں تمام دنیا کی جماعتوں سے بھی اپیل کرتا ہوں کہ واشنگٹن کی مسجد میں وہ بھی حصہ ڈالیں۔

(خطباتِ طاہر جلد نمبر8 خطبات 1989ء صفحہ 469-471)

Silver Spring Maryland USA میں جماعت نے حضورؒ کی تحریک پر 80ء کی دہائی میں پونے نو ایکڑ رقبہ حاصل کیا جس پر ''مسجد بیت الرحمٰن'' کی تعمیر کا کام 1993ء میں شروع ہوا۔ حضرت خلیفة المسیح الرابعؒ نے 1994ء کے جلسہ سالانہ امریکہ کے موقع پر 14/اکتوبر کو اس کا باقاعدہ افتتاح فرمایا جو جماعت احمدیہ امریکہ کی مرکزی مسجد کے طور پر استعمال ہو رہی ہے۔

1989ء میں مسجد بیت الحمید (لاس اینجلس) کی تکمیل ہوئی۔ اس پراجیکٹ پر 1.3 ملین ڈالرز خرچ ہوئے۔ 7 جولائی 1989ء کو حضورؒ نے اس کا افتتاح فرمایا۔

اسی سال روچیسٹر میں جماعت نے ایک عمارت بطور مرکز نماز خریدی۔

1990ء میں ہیوسٹن (Houston) میں مسجد و مشن ہاؤس کے لئے ایک عمارت خریدی گئی۔

1992ء میں سینٹ لوئیس (St.Louis) ، Charlote(Ne) اور ملواکی میں عمارات خریدی گئیں۔

1993ء میں میامی (فلوریڈا) میں مسجد و مشن ہاؤس کے لئے ایک عمارت خریدی گئی۔

23/ اکتوبر 1994ء کو حضورِ انورؒ نے مسجد بیت الصادق شکاگو کا افتتاح فرمایا۔

1996ء میں San Jose میں ایک عمارت بطور مرکز نماز خریدی گئی۔

1997ء میں NJ، Old Bridge میں ایک عمارت بطور مشن ہاؤس اور مرکز نماز خریدی گئی۔

اسی طرح Dallas میں 4.75 ایکڑ کا ایک پلاٹ خریدا گیا۔

1998ء میں NY ، Albany میں افراد جماعت نے ایک سکول کی عمارت مسجد و مرکز نماز کے طور پر خریدی۔

## گوئٹے مالا (سنٹرل امریکہ) میں پہلی احمدیہ مسجد کا افتتاح

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 3 جولائی 1989ء کو گوئٹے مالا کی پہلی مسجد ''مسجد بیت الاوّل'' کا افتتاح فرمایا۔ یہ مسجد صرف گوئٹے مالا کی ہی نہیں بلکہ سنٹرل امریکہ کی بھی پہلی احمدیہ مسجد ہے۔ اس مسجد کے لئے زمین کی خرید اور تعمیر کے تمام اخراجات مکرم چوہدری محمد الیاس آف کیلگری (کینیڈا) ابن مکرم چوہدری محمد اسحاق نے برداشت کئے۔

گوئٹے مالا کی اس مسجد کے لئے زمین کی خرید کی کارروائی ستمبر 1988ء میں ہوئی۔ یکم نومبر 1988ء کو مکرم ڈاکٹر وسیم سیّد نے اس کا نقشہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں پیش کیا۔ یہ نقشہ گوئٹے مالا کے ایک قابل اور معروف آرکیٹیکٹ روبرٹو بیانکی نے تیار کیا تھا۔ حضور رحمہ اللہ نے اسے بعض اہم اور بنیادی تبدیلیوں کے ساتھ منظور فرمایا اور اس مسجد کا نام ''بیت الاوّل'' عطا فرمایا۔

گوئٹے مالا اور میکسیکو کی سرحد کو ملانے والی ملک کی معروف شاہراہ Inter Americana پر گوئٹے مالا شہر سے 20 کلومیٹر کے فاصلہ پر اونچی پہاڑی پر برلبِ شاہراہ واقع اس جگہ پر ایک جنگل تھا اور یہ رہائش کے قابل نہ تھی۔

6 فروری 1989ء کو مکرم مرکزی مبلغ سلسلہ نے دعا کے ساتھ کام کا آغاز کیا۔ جنگل کی صفائی اور جگہ کی درستی کے بعد ماہ مارچ کے آخر پر تعمیر کا اصل کام شروع ہوا۔ مسجد کے انجنیئر Mr. Felipe Cojolon تھے جنہوں نے مستریوں اور مزدوروں سے اوور ٹائم لگوا کر دن رات محنت کر کے 3 جولائی 1989ء سے پہلے اسے مکمل کروالیا۔ گوئٹے مالا جیسے پسماندہ ملک میں اتنی وسیع مسجد اور مشن ہاؤس کا تعمیراتی کام محض تین ماہ کے اندر مکمل کرنا بظاہر ناممکنات میں سے تھا۔ وہاں پانی اور بجلی کے مسائل بھی تھے۔ اور ان ایام میں شدید بارشوں کا ایسا موسم بھی شروع ہو چکا تھا کہ جب ایک دفعہ بارش شروع ہو جائے تو دنوں بلکہ ہفتوں تک چلتی ہے۔ مکرم اقبال احمد انجم اتنے قلیل عرصہ میں اور ایسے موسم کے باوجود اس مسجد کی تعمیر کو ایک معجزہ قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

''جب فروری 1989ء میں مسجد و مشن ہاؤس کے تعمیری کام کا آغاز ہوا تو مکرم مبارک احمد ساقی ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن نے اطلاع بھجوائی کہ اگر 80 فیصد کام بھی ہو جائے تو حضور ایدہ اللہ بنفسِ نفیس تشریف لا کر اس کا افتتاح فرمائیں گے۔'' چنانچہ تعمیراتی کام کو تیز کرنے کے لئے انجنیئر صاحب کے مشورہ سے زیادہ مزدور لگا کر دو شفٹوں میں کام شروع کیا گیا اور حضور رحمہ اللہ کی خدمت اقدس میں دعا کے لئے لکھا گیا۔ مکرم اقبال احمد نجم لکھتے ہیں کہ ''... جس کے نتیجہ میں

اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی نشان دکھایا۔ چنانچہ جب ضرورت محسوس ہوتی بارش ہو جاتی اور جب ضرورت نہ محسوس ہوتی نہ برستی۔ جس کے نتیجہ میں حضورؒ کے دورہ سے قبل اس حد تک کام مکمل ہو گیا کہ آپؒ نے بنفسِ نفیس تشریف لا کر اس کا افتتاح فرمایا۔"

اس مسجد کی تعمیر کے حوالہ سے ایک اور نہایت اہم قابل ذکر بات یہ ہے کہ جب اس مسجد کے لئے زمین خریدی گئی اور یہاں مسجد کی تعمیر شروع ہوئی اس وقت گوئٹے مالا میں ایک بھی مقامی فرد احمدی نہ تھا۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے دورہ گوئٹے مالا کے دوران ہی چند مقامی لوگوں نے آپؒ کے ہاتھ پر بیعت کر کے جماعت احمدیہ مسلمہ میں شمولیت کی سعادت حاصل کی۔ اور آج خلافتِ احمدیہ کی زیرِ ہدایت و نگرانی خدا تعالیٰ کے فضل سے وہاں ایک اچھی مضبوط اور فعّال جماعت قائم ہے۔

## کینیڈا

20۔اپریل 1983ء کو حضورؒ نے کینیڈا کے احباب کے نام پیغام بھجوایا کہ امریکہ کے احباب کی طرح آگے بڑھیں اور آئندہ 3 سال میں کینیڈا میں نئے مشن ہاؤسز اور مساجد کے قیام اور موجودہ مشنز میں توسیع کے لئے 6 لاکھ ڈالر جمع کریں۔

20 ستمبر 1986ء کو حضورؒ نے اپنے دست مبارک سے کینیڈا میں جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد ''مسجد بیت الاسلام'' کا سنگِ بنیاد رکھا۔ مسجد کی تعمیر کا پرمٹ 14 جولائی 1989ء کو ملا۔ 7 ستمبر 1989ء کو اجتماعی دعا کے ساتھ اس کی کھدائی کا کام شروع ہوا۔ اور 3 سال کے بعد 17۔اکتوبر 1992ء کو حضورؒ نے ٹورانٹو کینیڈا میں جماعتِ احمدیہ کی مرکزی مسجد ''مسجد بیت الاسلام'' کا افتتاح فرمایا۔ اس تقریب کو ایم ٹی اے کے ذریعہ پوری دنیا میں براہِ راست نشر کیا گیا۔

حضورؒ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 30۔اکتوبر 1992ء میں کینیڈا کے شہر مسی ساگا میں مسجد کی تعمیر کے لئے چندہ کی تحریک فرمائی اور اس ضمن میں اپنی طرف سے 12 ہزار ڈالر دینے کا اعلان فرمایا۔

## برِّ اعظم آسٹریلیا

### آسٹریلیا

30 ستمبر 1983ء کو حضورِ انور نے آسٹریلیا کی پہلی مسجد ''بیت الھدیٰ'' اور مشن ہاؤس کا سنگِ بنیاد رکھا اور 14 جولائی 1989ء کو افتتاح فرمایا۔

### فجی

25 ستمبر 1983ء کو حضورِ انور نے فجی کے شہر لٹوکا میں ''مسجد رضوان'' کا سنگِ بنیاد رکھا۔

### پاپوانیو گنی

7۔ اپریل 1995ء کو حضورِ انورؒ نے پاپوانیو گنی (Papua New Guinea) میں ایک مسجد کے افتتاح کا اعلان اپنے خطبہ جمعہ میں فرمایا۔ یہ اپنے رنگ میں ایک منفرد افتتاح تھا جہاں حضورؒ خود بنفسِ نفیس تو تشریف نہیں لے جا سکے لیکن خطبہ جمعہ میں اس کے افتتاح کا ذکر کیا۔

### مساجد کی تعمیر اور مساجد کی وسعت کے ایک نئے دَور کے آغاز کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 24 فروری 1995ء میں ساری جماعت کو بالعموم مساجد کی تعمیر اور توسیع کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا۔

''مساجد کی تعمیر اور مساجد کی وسعت کا ایک نیا دَور شروع ہونا چاہئے۔ توسیع مساجد ایک ایسا کام ہے جو جماعت کی توسیع سے گہرا تعلق رکھتا ہے۔ جب بھی ہم نے توسیع مساجد کی مہم چلائی ہے اور مشنوں کی، وہ بھی مساجد ہی ہیں ہمارے لئے، تو اللہ نے بے شمار فضل فرمائے ہیں اور جماعت کے دعوت الی اللہ کے کاموں میں بہت برکت پڑی ہے۔ تو اس لئے یہ ایک عام تحریک ہے کُل عالَم کی جماعتوں کے لئے کہ مساجد تعمیر کرنے اور مساجد میں توسیع کرنے کی مہم شروع کریں۔ جتنی توفیق ہے اس طرح کریں۔ دنیاداری کے جھگڑوں میں پڑ کر ظاہری خوبصورتی اور قیمتی سامانوں

کی فراہمی کا انتظار نہ کریں۔ جیسی بھی مسجد ہے اسے اللہ کا ذکر برکت بخشتا ہے، وہ مومن برکت بخشتے ہیں جو تقویٰ لے کر وہاں سجے سجائے پہنچتے ہیں۔ مسجد کی سجاوٹ تو ان متقیوں سے ہے۔

پس اس پہلو سے جہاں تک ممکن ہے خوبصورت دیدہ زیب مسجد بنانا اللہ تعالیٰ کی صفت جمال کے منافی تو نہیں۔ مگر اس انتظار میں کہ اتنا پیسہ ہو تو پھر ایسی مساجد بنائی جائیں، مساجد کی بنیادی ضرورت کو نظر انداز کر دیا تو یہ جائز نہیں ہے۔ یہ پھر دنیا داری ہے، یہ عبادت کی محبت نہیں ہے۔ پس حسب توفیق وسعتیں دیں۔ خوبصورت نہیں بنتی تو سادہ مگر اس وقت ستھری اچھی چیز دکھائی دے اور جتنی توفیق ہے اس کے مطابق یہ کام شروع کریں۔"

(خطبہ جمعہ 24 فروری 1995ء، خطباتِ طاہر جلد 14 صفحہ 137۔138)

حضورؒ کی تحریک توسیعِ مساجد کے تحت بھی سینکڑوں مساجد کی از سرِ نَو تعمیر ہوئی اور اضافے کئے گئے۔ اور امریکہ اور کینیڈا کے علاوہ برِّ اعظم ایشیا، یورپ اور افریقہ میں بیسیوں نئی مساجد تعمیر ہوئیں اور نئے مراکز نماز قائم ہوئے۔

مجموعی طور پر خلافتِ رابعہ میں جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے ہزاروں مساجد و مراکز نماز تعمیر کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ نیز ہزاروں وہ بھی ہیں جو مقتدیوں سمیت جماعت کو ملیں۔

اس سلسلہ میں چند کوائف قارئین کی دلچسپی اور معلومات میں اضافہ کے لئے درج ذیل ہیں۔

**1989ء۔1990ء**

1989ء کا سال جماعت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی کا سال تھا۔ اس سال جماعت کو 334 نئی مساجد کی تعمیر کی توفیق ملی۔ اس کے علاوہ 224 مساجد نمازیوں سمیت اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائیں۔

**1990ء۔1991ء**

اس عرصہ میں نئی تعمیر ہونے والی اور زیرِ تعمیر مساجد کی کُل تعداد 111 تھی۔ اس کے علاوہ 760 مساجد بنی بنائی ملیں۔

**1991ء۔1992ء**

اس عرصہ میں 307 نئ مساجد بنائی گئیں جبکہ 80 زیرِ تعمیر تھیں۔ اس طرح کل تعداد 387 ہو جاتی ہے۔

**دس سالہ جائزہ**

1982ء سے لے کر 1992ء تک یعنی خلافت رابعہ کے ابتدائی دس سالوں میں خدا تعالیٰ کے فضل سے بیرونِ پاکستان 1490 مساجد کا اضافہ ہوا۔

ان 10 سالوں میں جو مساجد جماعت کو بنی بنائی ملیں اس کا ایک جائزہ یہ ہے۔ جون 1982ء سے مارچ 1984ء کے عرصہ میں صرف 3 مساجد بنی بنائی ملی تھیں۔ جبکہ اپریل 1984ء سے 1992ء تک 803 مساجد بنی بنائی ملیں۔ گویا پہلے دو سالوں میں بنی بنائی مساجد کے عطا ہونے کی رفتار ڈیڑھ مسجد فی سال تھی اور اس کے بعد کے آٹھ سالوں میں اوسط فی سال 100 مسجد سے اوپر رہی۔

**1992ء۔1993ء**

اس سال 318 مساجد کا اضافہ ہوا۔ 112 نئ تعمیر ہوئیں اور 206 اماموں اور نمازیوں سمیت اللہ تعالیٰ نے جماعت کو عطا فرمائیں۔ اس کے علاوہ 217 مساجد زیر تعمیر تھیں۔

**1993۔1994ء**

اس سال 682 مساجد کا اضافہ ہوا۔ 110 نئ تعمیر ہوئیں اور 572 نو مبائعین کے ساتھ بنی بنائی ملیں۔ اس کے علاوہ 86 مساجد زیرِ تعمیر تھیں۔

### ہجرت کے دَس سالوں میں مساجد کے قیام کا ایک جائزہ

1984ء سے 1994ء تک پاکستان سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ہجرت کے دس سالوں میں 2 ہزار 201 مساجد کا اضافہ ہوا۔ اور ان دس سالوں میں کُل 1 ہزار 643 مساجد بنی بنائی جماعت احمدیہ کو ملیں۔

اس کے بر عکس ان دس سالوں میں پاکستان میں جماعت کے مخالفین کی طرف سے 133 مساجد سے متعدد بار کلمہ طیبہ مٹایا گیا اور مساجد کی بے حرمتی کی گئی۔ 10 مساجد شہید کی گئیں۔ 24 مساجد کو آگ لگا کر یا توڑ پھوڑ کر کے ساز و سامان کو لوٹا گیا اور نقصان پہنچایا گیا۔

**1995ء سے 2003ء**

اس عرصہ میں دنیا بھر میں 1 ہزار 137 مساجد تعمیر ہوئیں اور مراکز نماز کا قیام عمل میں آیا۔ اس کے علاوہ ہزاروں کی تعداد میں بنی بنائی مساجد عطا ہوئیں۔

**2002ء۔2003ء**

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی وفات اپریل 2003ء میں ہوئی اور اس کے بعد خلافتِ خامسہ کا مبارک دور شروع ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر دوسرے دن کے بعد دوپہر کے خطاب میں 2002۔2003ء کے دوران مساجد کی تعمیر کے حوالہ سے بتایا کہ اس سال 226 مساجد کا اضافہ ہوا۔ 121 نئی مساجد تعمیر ہوئیں اور 105 مساجد اپنے اماموں اور نمازیوں سمیت عطا ہوئیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا بھر میں مساجد کے قیام کا یہ مبارک سلسلہ خلافت خامسہ میں بڑی تیز رفتاری سے وسعت پذیر ہے۔ چنانچہ 2003ء سے 2019ء تک 16 سالوں میں

کُل 6ہزار 29 مساجد کا اضافہ ہوا۔ ان میں سے 2ہزار 495 نئی مساجد تعمیر ہوئیں اور 3ہزار 534 بنی بنائی مساجد نمازیوں سمیت عطا ہوئیں۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 04جون2020ء)



﴿35﴾

# خلافت خامسہ میں امن عالم کے لئے جماعت احمدیہ کی مساعی

## قسط 1

(پروفیسر مجید احمد بشیر)

خلافت خامسہ کے آغاز سے ہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی نگرانی میں امن عالم کے لئے کوششیں شروع کر دی گئی تھیں۔ ان کو 10 حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

**1) حضور انور کے خطبات**

اپنے خطبات کے ذریعہ حضور انور نے مسند خلافت پر متمکن ہونے کے ساتھ ہی مختلف مواقع پر اپنے خطبات جمعہ کے ذریعہ دنیا کو درپیش مسائل کی نشاندہی کرتے ہوئے افراد جماعت کو بالخصوص اور تمام عالم کو بالعموم مخاطب کرتے ہوئے تمام دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے کوششوں کی تلقین فرمائی۔ اور احباب جماعت کو اسلام کی امن و آشتی کی جو حسین اور خوبصورت تعلیم ہے وہ دنیا کے سامنے رکھنے کی تلقین فرمائی۔ اور مسائل کے حل کے لئے متعدد بار دعاؤں کی تحریک فرمائی۔ نیز مسلم امہ اور بڑی طاقتوں کو انتباہ فرمایا اور ان معاملات میں رہنمائی فرمائی۔

**2) حضور انور کے سربراہان کو لکھے گئے خطوط**

جماعت احمدیہ برطانیہ کے زیر اہتمام طاہر ہال مسجد بیت الفتوح (لندن) میں نویں سالانہ امن سمپوزیم کا انعقاد ہوا۔ جس میں حکومتی وزراء، دیگر حکومتوں کے سفراء، برطانوی پارلیمنٹ کے ممبران، لندن کے میئر اور شہر کی معزز شخصیات نے شرکت کی۔ سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ

المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امن عالم کے قیام کے سلسلہ میں انگریزی میں خطاب فرمایا۔اپنے خطاب کے دوران ایک جگہ آپ فرماتے ہیں:

”ایک طریق جس سے میں دنیا میں قیام امن کی کوشش کر رہا ہوں۔وہ اہم رہنماؤں کو اس طرف توجہ دلانا ہے۔چند ماہ پہلے میں نے پوپ کی خدمت میں اس موضوع کی طرف توجہ دلانے کے لئے خط لکھا تھا اور ایک احمدی نمائندہ کے ذریعہ دستی بھجوایا تھا۔اس خط میں میں نے پوپ کو توجہ دلائی تھی کہ وہ دنیا کے سب سے بڑی تعداد میں مذہب سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے رہنما ہونے کی حیثیت رکھتے ہیں اور انہیں دنیا مین قیام امن کے لئے نمایاں ہو کر میدان عمل میں آنا چاہیئے۔اسی طرح حال ہے میں جب یہ بات بہت زیادہ شدت سے منظر عام پر آتی رہی ہے کہ ایران اور اسرائیل میں حالات مزید سے مزید کشیدہ ہوتے ہوئے سخت خطرناک ہوتے جارہے ہیں تو میں نے اسرائیل کے وزیر اعظم بن یامین نیتھن یاہُو اور ایران کے صدر احمدی نژاد کو خطوط لکھے ہیں جس میں میں نے دونوں رہنماؤں کو توجہ دلائی ہے کہ ساری انسانیت کی خاطر انہیں خطرات سے بے پرواہ ہو کر اور جلد بازی کے ساتھ جذباتی فیصلے نہیں کرنے چاہئیں۔چند روز پہلے میں نے امریکہ کے صدر بارک اوباما اور کینیڈا کے وزیر اعظم اسٹیون ہارپر کو بھی خط لکھے ہیں اور انہیں زور دے کر کہا ہے کہ وہ دنیا میں امن کے قیام کو ممکن بنانے کے لئے بھرپور کردار ادا کریں اور اپنی ذمہ داریوں کو باحسن ادا کریں۔اسی طرح میں مزید بین الاقوامی رہنماؤں کو مستقبل میں خط لکھنے اور اس موضوع پر تنبیہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔حضور انور نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ وہ میرے خطوط کو کوئی اہمیت دیں گے یا نہیں، مگر اُن کا ردعمل جو بھی ہو میں نے خلیفہ وقت ہونے اور لاکھوں احمدیوں کے روحانی پیشوا کی حیثیت سے احمدیوں کے احساسات اور جذبات کی نمائندگی کرتے ہوئے دنیا کے شدید خوفناک حالات کے بارہ میں تنبیہ کر دی ہے۔“

(الفضل انٹرنیشنل 22جون 2012ء صفحہ 11،10؛ Review of Religions, April 2012, pp.6-7 )

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے درج ذیل عالمی لیڈرز کو خطوط لکھے:

**i۔ کیتھولک عیسائیوں کے عالمی مذہبی رہنما**

جناب پوپ بینیڈ کٹ شانز دہم (XVI) کے نام مکتوب

حضور انور ایدہ اللہ کے لیٹر ہیڈ پر حضور کے مبارک دستخطوں سے انہیں بھجوایا گیا تھا۔ حضور انور نے خطبہ جمعہ فرمودہ 9 دسمبر 2011ء میں اپنے اس مکتوب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''ہمیں تو اس زمانے کے امام نے اسلام کا پیغام دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے اور دشمن کا منہ دلائل سے بند کرنے کا فریضہ سونپا ہے اور اپنی اپنی بساط اور کوشش کے مطابق ہر احمدی اس کام کو انجام دے رہا ہے...... ابھی گزشتہ دنوں ہمارے کبابیر کے امیر صاحب کو ایک وفد کے ساتھ اٹلی جانے کا موقع ملا...... اُن کی رپورٹ کا ایک حصہ میں سناتا ہوں جو اُس کے بعد شریف عودہ صاحب نے لکھی۔ وہ لکھتے ہیں کہ خاکسار نے اٹلی میں پوپ کی رہائش گاہ ویٹیکن میں مورخہ 2011-11-10 کو اُن مذہبی لوگوں کے گروپ کے ساتھ ملاقات کی جن میں اسرائیل کے حاخامِ اعظم جو ان کے بہت بڑے ربّانی ہیں اور کچھ عیسائی، یہودی اور مسلمان عہدیداران شامل تھے۔ خاکسار نے پوپ کو (میر الکھتے ہیں کہ) حضور کا خط پہنچایا اور اُنہیں بتایا کہ اس میں حضرت امام جماعت احمدیہ عالمگیر کا بہت اہم پیغام ہے۔ انہوں نے یہ خط خود اپنے ہاتھ سے وصول کیا''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 9 دسمبر 2011ء بمقام مسجد بیت الفتوح از الفضل انٹرنیشنل 9 مارچ 2012ء صفحہ 9)

**ii۔ اسرائیل کے وزیر اعظم کے نام خط۔**

مورخہ 26 فروری 2012ء کو حضور انور ایدہ اللہ نے اسرائیل کے وزیر اعظم کو خط لکھا۔

**iii۔ اسلامی جمہوریہ ایران کے صدر کے نام خط**

مورخہ 7 مارچ 2012ء اسلامی جمہوریہ ایران کے صدر محمود احمدی نژاد کے نام خط میں حضور انور نے تیسری عالمی جنگ کا انتباہ فرماتے ہوئے ایران کے صدر کو درخواست فرمائی کہ وہ اپنی عالمی اہمیت کا احساس کرتے ہوئے تیسری عالمی جنگ کے امکانات کو کم کرنے میں اپنا کردار ادا کرے اور اسرائیل کے ساتھ جس حد تک ممکن ہو تصفیہ طلب امور کے لئے بین الاقوامی تعلقات

کے انصرام اور مذاکرات کی راہ اپنانے اور اختلافی امور کے حل کے لئے طاقت کے استعمال کی بجائے ڈائیلاگ کاراستہ اختیار کرنے کی استدعا کی۔

### iv۔وزیراعظم کینیڈاکے نام مکتوب

سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خلیفۃ المسیح الخامس، امام جماعت احمدیہ عالمگیر نے اپنے 8مارچ 2012ء کے خط میں مسٹر سٹیفن ہارپر وزیراعظم کینیڈا کو بھی اسی طرز پر ممکنہ ''تیسری عالمی جنگ'' اور اس کے نتیجہ میں سر اٹھانے والے مصائب وتباہیوں پر خبردار کیا۔

### v۔امریکہ کے صدر کے نام خط

مورخہ 8مارچ 2012ء کو ہی حضور انور ایدہ اللہ نے سب سے طاقتور حکومت ''سُپر پاور'' امریکہ کے حکمران صدر باراک اوباما کو جو خط لکھا اس میں سے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں:

''دنیا میں امن وامان کی بگڑتی ہوئی صورتحال کو دیکھتے ہوئے میں نے یہ ضروری محسوس کیا کہ آپ کی طرف یہ خط روانہ کروں کیونکہ آپ ریاستہائے متحدہ امریکہ کے صدر کے منصب پر فائز ہیں اور یہ ایسا ملک ہے جو سُپر پاور ہے...... ہم دیکھ رہے ہیں کہ سیاسی اور اقتصادی مشکلات نے کئی چھوٹے ممالک کو جنگ میں دھکیل دیا ہے اور بعض ممالک کی داخلی بدامنی اور عدم استحکام میں غیر معمولی اضافہ ہو چکا ہے۔ ان تمام امور کا منطقی نتیجہ ایک عالمی جنگ کی صورت میں ہی نکلے گا...... میری آپ سے بلکہ تمام عالمی لیڈروں سے یہ درخواست ہے کہ دوسری قوموں کو زیر نگین کرنے کے لئے طاقت کی بجائے سفارتکاری، سیاست اور دانشمندی کو بروئے کار لائیں۔ بری عالمی طاقتوں، مثلاً اکریکہ کو دنیا میں امن کے قیام کے لئے اپنا کردار ادا کرنا چاہیئے...... اللہ تعالیٰ آپ کو اور تمام عالمی لیڈروں کو یہ پیغام سمجھنے کی توفیق بخشے۔''

(World Crises and the Pathway to peace p. 151)

اس کے علاوہ حضور انور نے درج ذیل حکمرانوں کو بھی خطوط لکھے۔

vi۔ **سعودی عرب کے شہنشاہ عبد اللہ بن عبد العزیز السعود کو 28مارچ 2012ء کو خط لکھا۔**

vii۔ **عوامی جمہوریہ چین کے وزیر اعظم Mr. Wen Jiabao کو9اپریل2012ء کو خط لکھا۔**

viii۔ **برطانیہ کے وزیر اعظم ڈیوڈ کیمرون کو 15 اپریل2012ء کو خط لکھا۔**

ix۔ **جرمنی کی چانسلر انجیلا مرکل کے نام خط مورخہ 15 اپریل2012ء کو لکھا۔**

x۔ **فرانس کے صدر H.E. Palais de I'Elysee کو خط مورخہ 16 مئی2012ء کو لکھا۔**

xi۔ **حضور انور نے برطانیہ کی ملکہ کوئین الزبتھ II کو بھی19 پریل2012ء کو ایک خط اسی سلسلہ میں لکھا۔**

xii۔ **ایران کے روحانی پیشوا آیت اللہ سید علی حسینی خامنہ ای کو 14 مئی 2012ء کو خط لکھا گیا۔**

ان تمام خطوط کے مطالعہ سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ حضور انور کس درد کے ساتھ بلا کسی خوف کے بے لوث ہو کر عالمی امن کے لئے کوشاں رہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کی وہ تمام عالمی لیڈران کو حضور انور کی طرف سے دیئے گئے اس پیغام کو پوری طرح سمجھنے اوراس کے مطابق اپنا لائحہ عمل بنانے کی توفیق عطا کرے۔ تا اس دنیا میں چہار سو امن ہی امن ہو۔ آمین

(Letters to the World leaders from World crises and the Pathway to peace p.189)

**3)بین المذاہب کانفرنسز،امن کانفرنسز اور امن سمپوزیمز کا انعقاد**

جماعت احمدیہ شروع دن سے ہی دنیا میں امن کے قیام کے لئے کوشاں رہی ہے۔جماعت احمدیہ دنیا میں امن کے قیام کے لئے ہمیشہ سب سے آگے رہی ہے۔"محبت سب کے

لئے اور نفرت کسی سے نہیں“کا موٹو لئے جماعت احمدیہ کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ مختلف مذاہب اور مختلف اقوام کے لیڈرز کو ایک میز پر بٹھا کر ڈائیلاگ کے ذریعہ ایک دوسرے کے خیالات جانے جائیں اور نفرتوں کو محبتوں میں بدلا جائے تاکہ ایک پرامن معاشرہ جنم لے سکے۔اس سلسلہ میں جماعت احمدیہ نے ہر لیول پر اور ہر دور میں دنیا کے تقریباً ہر ملک میں امن کانفرنسز کا اہتمام کیاہے۔ان کانفرنسز کا مقصد آج کی پریشان حال دنیامیں امن کی تدابیر پر غور کرناہے۔دنیا کی موجودہ خطرناک حالات کے پیش نظر خلافت خامسہ کے دور میں ان کانفرنسز میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے اور یہاں پر ان تمام کانفرنسز کا ذکر تفصیل سے تو کیا مختصراً بھی ناممکن ہے۔ لیکن خلافت خامسہ کے دور میں لندن میں ہونے والے امن سمپوزیمز جن میں خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے بنفس نفیس شرکت فرمائی اور حاضرین سے خطاب فرمایا۔اپنے خطاب میں دنیامیں امن کے قیام کے موضوع پر اسلامی تعلیم کے حوالہ سے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ۔ان کانفرنسز اور سمپوزیمز میں حکومتی وزراء اور اعلیٰ عہدیداران،ملکوں کے سفراء،پارلیمینٹیریز،شہر کے میئر،مذہبی رہنما اور معززین نے شرکت فرمائی۔اپنے خیالات کا اظہار کیا اور جماعت احمدیہ کی امن پسندی اور قیام امن کے لئے کی گئی کوششوں کو سراہا۔یوں تو یہ سمپوزیمز ہر سال ہی منعقد ہو رہے ہیں۔ لیکن یہاں پر ان میں سے چند کا مختصراً ذکر کیا جاتا ہے:

### 1۔پہلاامن سمپوزیم۔25اپریل2004ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 2004ء میں نیشنل سالانہ امن سمپوزیم کا اجراء فرمایا۔پہلا سمپوزیم 25اپریل2004ء کو مسجد بیت الفتوح لندن میں منعقد ہوا۔اس میں مختلف عقائد سے تعلق رکھنے والوں نے امن کے بارہ میں اپنے اپنے مذہب اور عقیدہ کے مطابق تقریباً ایک ہزار سامعین کے سامنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

(ریویو آف ریلیجنز جون2004ء)

### i۔خلافت جوبلی امن کانفرنس۔29مارچ2008ء

جماعت احمدیہ یوکے کے زیر اہتمام بیت الفتوح لندن میں 29مارچ 2008ء کو صد سالہ خلافت جوبلی پروگراموں کے تحت ایک شاندار امن کانفرنس کو انعقاد کیا گیا۔ اس میں کم و بیش ایک ہزار افراد شامل ہوئے۔ اس میں غیر از جماعت اور غیر مسلم مہمانوں کی تعداد ساڑھے پانچ صد سے زائد تھی۔ جن میں ممبران پارلیمنٹ، میئرز، کونسلرز، ٹی وی اور میڈیا کے نمائندگان، ڈاکٹرز اور مختلف سیاسی و سماجی شخصیات شامل تھیں۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے کانفرنس کے شرکاء سے ولولہ انگیز اور بصیرت افروز خطاب فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ اس دور میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو امن کے پیغام کے ساتھ بھیجا ہے۔ آپ کے بعد خلفائے احمدیہ کا سلسلہ جاری ہے اور امن کا یہ پیغام ساری دنیا میں پھیلایا جارہا ہے اور اللہ کے فضل سے اس میں کامیابی بھی ہورہی ہے۔ آپ نے امید کی کہ ان شاء اللہ یہ پیغام پھیلتا چلا جائے گا اور دنیا اپنے خالق کی طرف رجوع کرے گی اور امن اور محبت کا نمونہ ہوگی۔

(الفضل انٹرنیشنل 25اپریل2008ء صفحہ 16، خلافت جوبلی سووینئر صفحہ 274)

### ii۔دسواں نیشنل امن سمپوزیم۔23مارچ2013ء

ہر سال جماعت احمدیہ برطانیہ اس تقریب کا اہتمام کرتی ہے تا کہ دنیا کو دکھاسکیں کہ ہم نہ صرف خواہش رکھتے ہیں بلکہ ہر طریقے سے کوشاں ہیں کہ یہ دنیا امن کا گہوارہ بن جائے۔

(حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

23مارچ 2013ء کو مسجد بیت الفتوح کے طاہر ہال میں جماعت احمدیہ برطانیہ کی طرف سے دسویں نیشنل امن سمپوزیم کا انعقاد ہوا۔ مختلف طبقہ ہائے فکر سے تعلق رکھنے والے 800 مہمانوں نے اس تقریب میں شرکت کی جن میں برطانوی وزراء، مختلف ممالک کے سفیر، برطانوی پارلیمنٹ کے ممبران اور ہاؤس آف لارڈز کے ممبر شامل تھے۔

### 4)احمدیہ مسلم امن انعام کا اجراء۔2009ء

جماعت احمدیہ کی عالمی امن کے لئے کی گئی کوششوں میں سے ایک کوشش یہ بھی کی گئی کہ دنیا میں کسی بھی جگہ پر کسی بھی لیول پر امن کے لئے کی گئی انفرادی یا اجتماعی کوششوں کو سراہا جائے اور ان کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ چنانچہ جماعت احمدیہ برطانیہ کے 43ویں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر آخری اجلاس میں حضور انور کی اجازت سے مکرم رفیق احمد صاحب حیات امیر جماعت یوکے نے اعلان کرتے ہوئے بتایا کہ خلافت احمدیہ کی دوسری صدی کے دوسرے جلسہ کے تاریخی موقعہ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے احمدیہ مسلم پیس پرائز کا آغاز کیا جارہا ہے جو کسی ایسی اہم شخصیت کو دیا جائے گا جنہوں نے امن کے قیام کے لئے غیر معمولی کام کیا ہو گا........انعام کی رقم 10000 پونڈ مقرر کی گئی ہے۔

(الفضل انٹرنیشنل 11 ستمبر 2009ء صفحہ 2)

### i۔پہلا احمدیہ مسلم امن ایوارڈ

جناب لارڈ ایرک ایوبری (Lord Eric Avebury) وہ خوش قسمت شخصیت تھیں جن کا نام اس سال کے لئے منتخب کیا گیا۔ جناب لارڈ ایوبری نے 1976ء میں انسانی حقوق کے تحفظ کے لئے UK میں ایک کمیٹی قائم کی اور 31 سال تک آپ اس کے چیئرمین رہے اور اب وائس چیئرمین ہیں۔ اس کمیٹی نے مختلف ممالک کے مظلوم عوام کی مدد کی ہے اور گزشتہ دنوں اس کمیٹی نے ایک وفد پاکستان بھجوایا اور جماعت احمدیہ کے ساتھ جو غیر انسانی سلوک خاص طور پر ربوہ میں کیا جارہا ہے اس کی تحقیق کرکے ایک رپورٹ شائع کی جس کا عنوان ہے:

"Rabwah–A Place For Martyres"

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 20 مارچ 2010ء کو منعقدہ امن کانفرنس کے موقع پر بنفس نفیس یہ ایوارڈ لارڈ ایوبری کو عنایت فرمایا۔ اس کے ساتھ 10000 پاؤنڈز کا ایک چیک بھی تھا۔

(الفضل انٹرنیشنل 09 اپریل 2010ء صفحہ 9)

### ii۔ دوسرا احمدیہ مسلم امن انعام

جماعت احمدیہ برطانیہ کے 44ویں جلسہ سالانہ میں حضور انور کی منظوری کے بعد مکرم امیر صاحب UK نے اعلان کیا کہ دوسرے احمدیہ مسلم امن ایوارڈ کے لئے ان کی بے لوث خدمت انسانیت کے اعتراف میں پاکستان کی معروف سماجی شخصیت جناب عبد الستار ایدھی صاحب کا نام منتخب کیا گیا ہے۔ جناب عبد الستار ایدھی صاحب نے کراچی (پاکستان) میں خدمت انسانی کے لئے ایک ٹرسٹ بنایا ہوا ہے جو سالہا سال سے دکھی انسانیت کی بے لوث خدمت کر رہا ہے۔

(الفضل انٹر نیشنل 08 اکتوبر 2010ء صفحہ)

### iii۔ تیسرا عالمی احمدیہ مسلم امن انعام

سال 2011 کے لئے تیسرے احمدیہ مسلم امن انعام کے لئے SOS Children's Villages UK تنظیم کا انتخاب ہوا۔ UK میں تنظیم کی صدر Dame Mary Richardson BBE نے حضور انور کے دست مبارک سے 24 مارچ 2012ء کو نویں سالانہ امن سمپوزیم کے موقع پر حاصل کیا۔

(The Review of Religions, May 2012, Vol 107-Issue 5,p-21)

### iv۔ چوتھا عالمی احمدیہ مسلم امن انعام

سال 2012ء کے لئے چوتھا سالانہ احمدیہ امن انعام گھانا سے تعلق رکھنے والے Dr. Oheneba Boachie Adjei کو دیا گیا۔

(The Review of Religions, May 2013, Vol 108-Issue 5,p-62)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 05 اگست 2020ء)



﴾36﴿

# خلافت خامسہ میں امن عالم کے لئے جماعت احمدیہ کی مساعی

## قسط2

(پروفیسر مجید احمد بشیر)

خلافت خامسہ کے آغاز سے ہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی نگرانی میں امن عالم کے لئے کوششیں شروع کر دی گئی تھیں۔ ان کو 10 حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ اس مضمون کے حصہ اول میں آپ چار حصوں کا ذکر پڑھ چکے ہیں۔ اب باقی حصے پیش ہیں۔

**(5)خدمت انسانیت**

جماعت احمدیہ کا قیام 1889ء میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے قادیان میں فرمایا تھا، جو کہ ہندوستان کا ایک چھوٹا سا قصبہ ہے۔ آپ نے اپنے آنے کی غرض یہ بیان فرمائی کہ دنیا کو امن اور برادرانہ یکجہتی کے ساتھ تحفّظ اور اسلام کی عالمگیر تعلیمات سے روشناس کروایا جائے۔ اس جماعت کے ماننے والے یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ دنیا کے دلوں کو اپنے احسن نمونہ اور تبادلہ خیال کے ساتھ مضبوط دلائل دے کر اور اسلام کی حسین تعلیمات سے قائل کر کے ہی جیتا جا سکتا ہے۔ جماعت کے افراد اپنے آپ کو خدمت مخلوق خدا میں اکثر مصروف رکھتے ہیں۔

اس وقت دنیا میں 55 ہسپتال، 15 کالج، 350 سکول اور بے شمار ڈسپنسریاں اور کلینک دکھی انسانیت کی خدمت میں مصروف ہیں۔ بے شمار اساتذہ، ڈاکٹرز اور نرسیں اور رضاکار بغیر رنگ و نسل کی تمیز کے انسانیت کی خدمت میں مصروف ہیں۔

ہیومینٹی فرسٹ جماعت کا ایک فلاحی ادارہ ہے جو دنیا میں جہاں بھی مصائب ہوں خدمات انجام دیتا ہے۔ بوسنیا، انڈونیشیا، پاکستان، سری لنکا غرض جہاں بھی ضرورت پڑی یہ امداد کے لئے پہنچے ہیں۔

حضرت امیر المومنین کی ہدایات کی روشنی میں جماعت کے رضاکار غریب ممالک میں بجلی، پانی اور صاف رہن سہن مہیا کرنے کے منصوبوں پر دور دراز کے علاقوں میں کام کر رہے ہیں۔

جماعت کا نصب العین جس کے تحت تمام احمدی زندگی گزارنے کی کوشش کرتے ہیں وہ ہے "محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں"۔

(الفضل انٹر نیشنل 24 اپریل 2009ء صفحہ 16)

**(6) دورہ جات و خطابات**

دنیا میں امن کے قیام کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی کی گئی کوششوں میں ایک بہت بڑا حصہ آپ کے مختلف ممالک کے دورہ جات ہیں۔ ان دوروں میں حضور انور نے سربراہان مملکت سے ملاقاتوں، حکومتی وزراء، ممبر ان پارلیمنٹ، کونسلرز، میئرز، ڈاکٹرز، پروفیسرز، وکلاء اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے معززین کے ساتھ ملاقاتوں کے ذریعہ اسلامی تعلیم کے مطابق امن کا پیغام پہنچایا۔ دنیا کی موجودہ صورت حال، عالمی معیشت، ماحولیاتی آلودگی، دہشتگردی کے سدّباب اور عالمی امن کے قیام جیسے موضوع زیر بحث رہے۔ حضور انور کے اعزاز میں استقبالیہ تقاریب میں حضور انور نے اپنے خطابات میں اسلام کی پُر امن تعلیمات کا خوبصورت تذکرہ فرمایا۔ دوسرے ان دورہ جات میں دنیا کے کئی ممالک میں پارلیمنٹس سے حضور انور کے خطابات بھی شامل ہیں۔ ذیل میں ان میں سے چند کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

**i۔ برطانوی پارلیمنٹ، ہاؤسز آف پارلیمنٹ (Houses Of Parliament) میں تاریخی خطاب۔**

22 اکتوبر 2008ء کو صد سالہ خلافت جوبلی کے سلسلہ میں علاقہ پٹنی کی ممبر آف پارلیمنٹ نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اعزاز میں ہاؤسز

آف پارلیمنٹ میں ایک تقریب منعقد کی۔ جس میں دونوں ایوانوں سے آئے ہوئے 30 سے زائد ممبران پارلیمنٹ، حکومتی وزراء، مختلف ملکوں کے سفراء اور دیگر معززین سے حالات حاضرہ کے تناظر میں نہایت پُر حکمت اور بصیرت افروز خطاب فرمایا۔ جسٹین گرینگ ایم پی اور وزارت خارجہ کی منسٹر Gillian Merron نے استقبالیہ ایڈریسز دیئے۔

(رپورٹ مرتبہ حامدہ سنوری فاروقی۔ لندن از الفضل انٹر نیشنل 2 جنوری 2009 صفحہ 16)

**ii۔ یورپین پارلیمنٹ میں پہلی دفعہ جماعت احمدیہ کے متعلق ایک پُر شکوہ تقریب**

جماعت احمدیہ کی بنیاد حضرت مسیح موعودؑ نے اللہ تعالیٰ سے حکم پا کر 1989ء میں رکھی۔ ابتدا میں ہندوستان کے چند پاک نفس لوگوں نے جماعت احمدیہ میں شمولیت کی سعادت حاصل کی۔ 100 سال پہلے کون کہہ سکتا تھا کہ ایک دن مسیح موعود کی جماعت کے لوگ یورپین پارلیمنٹ ہاؤس کی عظیم الشان اور باوقار عمارت میں بیٹھ کر اسلام احمدیت کا ذکر کر رہے ہوں گے اور اس ذکر میں مغربی اقوام کی چنیدہ اور نہایت اہم شخصیات جماعت احمدیہ کی خدمات کو خراج تحسین پیش کریں گی۔

20 ستمبر 2011ء بروز منگل شام پانچ بجے یورپین پارلیمنٹ برسلز (بیلجیم) کے وسیع ہال (Room PHS 3C50) میں اس پُر شکوہ تقریب کا انعقاد ہوا جس میں 80 سے زائد یورپین پارلیمنٹ کے ممبران، سفارتی شخصیات، اعلیٰ علمی شخصیات اور صحافی حضرات کے علاوہ 16 ممالک کے غیر از جماعت مہمان شریک ہوئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام پڑھ کر سنایا گیا جس میں حضور انور نے فرمایا کہ دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے انسان کو لازماً خدا کی طرف رجوع کرنا پڑے گا اور یہی تمام مسائل کا حل ہے۔ اس تقریب کی صدارت Dr. Charles Tannock ممبر یورپین پارلیمنٹ از UK نے کی۔

(رپورٹ مرتبہ نسیم احمد باجوہ مبلغ سلسلہ یوکے از الفضل انٹر نیشنل 28 اکتوبر 2011ء صفحہ 16)

### iii۔ کیپیٹل ہل واشنگٹن ڈی سی (27 جون 2012ء)

27 جون 2012ء کو کیپیٹل ہل (CAPITOL HILL) واشنگٹن ڈی سی میں ایک تاریخی واقعہ رونما ہوا۔ امام جماعت احمدیہ عالمگیر حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اہم اراکین کانگریس و سینٹ، سفیروں، وائٹ ہاؤس اور سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے سٹاف، غیر سرکاری تنظیموں کے رہنماؤں، مذہبی قائدین، اساتذہ کرام، مشیروں، سفارتی نمائندوں، تھنک ٹینک اور پینٹاگون کے نمائندوں اور میڈیا کے افراد سے خطاب فرمایا۔

یہ اپنی نوعیت کا پہلا اجلاس تھا جس نے ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے بعض با اثر ترین سیاست دانوں بشمول ایوان نمائندگان میں ڈیموکریٹک لیڈر نینسی پیلوسی (Nancy Pelosi) کو یہ موقع فراہم کیا کہ وہ براہ راست اسلام کے پیغام کو سن سکیں۔ اس تقریب کے بعد حضرت صاحب کو کیپٹل ہل کی عمارت کا دورہ کروایا گیا۔ بعد ازاں آپ کو پورے اہتمام سے ایوان نمائندگان میں لے جایا گیا۔ جہاں آپ کے دورہ امریکہ کے احترام میں ایک قرارداد پیش کی گئی۔ یہ قرارداد House Resolution No 709 تھا۔ یہ ریزولیوشن بہت اہمیت کا حامل ہوتا ہے اور امریکی کانگریس کی طرف سے انتہائی عزت افزائی خیال کیا جاتا ہے۔

اس قرارداد کے ذریعہ حضور انور ایدہ اللہ کو ان کی واشنگٹن آمد پر خوش آمدید کہا گیا اور امن عالم، انصاف، عدم تشدد، حقوق انسانی، مذہبی آزادی اور جمہوریت سے ان کی وابستگی کو سراہا گیا۔ پنسلوانیا سے سینیٹر رابرٹ کیسی (Robert Casey) نے حضور انور کی عظیم قیادت نیز آپ کی امن، برداشت اور انصاف کے لئے دلی وابستگی پر آپ کو خراج تحسین پیش کیا۔

حضور انور نے اپنے خطاب میں قیام امن کے متعلق اسلامی نقطہ نظر پیش فرمایا۔ آپ نے دنیا کو امن کا راستہ بتاتے ہوئے انصاف پر مبنی بین الاقوامی تعلقات پر زور دیا۔

(The World Crises and The Pathway to Peace p.63)

## iv۔یورپین پارلیمنٹ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے استقلال کی نہایت اہم تقریب اور تاریخی خطاب

4دسمبر 2012ء کو حضور انور ایدہ اللہ یورپین پارلیمنٹ برسلز بیلجیم تشریف لے گئے۔پروٹوکول روم نمبر 1 میں برطانیہ،ناروے،سپین،آئرلینڈ اور سوئٹزرلینڈ سے تعلق رکھنے والے بعض اہم افراد کی حضور انور ایدہ اللہ سے ملاقاتیں ہوئیں اور باہمی دلچسپی کے امور پر گفتگو ہوئی۔

پارلیمنٹ ممبران سے حضور انور نے اپنے تاریخی انتخاب میں فرمایا کہ اسلام امن کا مذہب ہے۔ہر مذہب خدا کی طرف سے ہے۔اگر ہر مذہب اپنے خدا کی طرف بلائے اور خدا کے پیغام پر عمل کرے تو ساری دنیا میں امن ہو سکتا ہے۔آپ نے پارلیمنٹ کو بتایا کہ آپ نے بحیثیت خلیفۃ المسیح مختلف سربراہان مملکت کو امن کے قیام کے لئے خطوط لکھے ہیں۔پوپ کو بھی خط لکھا ہے۔آنریبل Dr. Charles Tannock ممبر یورپین پارلیمنٹ آج کی اس تقریب کے میزبان تھے۔

حضور انور کے خطاب سے قبل مختلف ممبران پارلیمنٹ نے اپنے ایڈریسز میں جماعت احمدیہ کی امن پسندی اور عالمی سطح پر امن کے قیام کے لئے مساعی پر خراج تحسین پیش کیا۔یورپین پارلیمنٹ کے پریس روم میں حضور انور نے پریس کانفرنس سے بھی خطاب فرمایا جس میں مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے پریس اور میڈیا کے نمائندوں نے شرکت کی .برطانیہ کے MEP، Hon. Claude Moraes کی طرف سے حضور انور کے اعزاز میں تقریب ظہرانہ منعقد ہوئی۔

(تفصیل کے لئے دیکھیں الفضل انٹرنیشنل28دسمبر2012ء صفحہ12۔15، The World Crises and The Pathway to Peace p.93،-The Review of Religions, February 2013, Vol 108 Issue II, p 64)

## (7)مساجد کی تعمیر کے ذریعہ قیام امن

تاریخ اسلام پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مساجد کی تعمیر پر شروع اسلام سے ہی زور دیا جاتا رہا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا تھا جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو وعدہ دیا تھا کہ

''کیا ہم نے ہر یک بات میں تیرے لئے آسانی نہیں کی کہ تجھ کو بیت الفکر اور بیت الذکر عطا کیا۔ اور جو شخص بیت الذکر میں باخلاص و قصد تعبد و صحت نیت و حسن ایمان داخل ہو گا وہ سوئے خاتمہ سے امن میں آجائے گا...... بیت الذکر سے مراد وہ مسجد ہے کہ جو اس چوبارہ کے پہلو میں بنائی گئی ہے اور آخری فقرہ مذکورہ بالا اسی مسجد کی صفت میں بیان فرمایا ہے م س کے حروف سے بنائے مسجد کی تعریف بھی نکلتی ہے اور وہ یہ ہے۔ مبارك و مبارك و كل امر مبارك يجعل فيه۔ یعنی یہ مسجد برکت دہندہ اور برکت یافتہ ہے اور ہر یک امر مبارک اس میں کیا جائے گا۔ پھر بعد اس کے اس عاجز کی نسبت فرمایا۔ رفعت و جعلت مبارکا۔ تو اونچا کیا گیا اور مبارک بنایا گیا۔ والذین اٰمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اولئك لھم الامن و ھم مھتدون۔ یعنی وہ لوگ جو ان برکات و انوار پر ایمان لائیں گے کہ جو تجھ کو خدائے تعالیٰ نے عطا کئے ہیں اور ایمان ان کا خالص اور وفاداری سے ہو گا تو ضلالت کی راہوں سے امن میں آجائیں گے اور وہی ہیں جو خدا کے نزدیک ہدایت یافتہ ہیں۔''

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ 559، از روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 667)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بارہا مختلف مقامات پر مختلف ممالک کے دورہ جات کے دوران مساجد کے سنگ بنیاد اور افتتاح کی تقاریب میں حضرت مسیح موعود کا یہ پیغام بنفس نفیس پہنچایا ہے۔ خاکسار یہاں پر حضور انور کے چند ارشادات پیش کرتا ہے:

''مساجد بھی اسی طرح اللہ کا گھر ہیں اور عبادت کے لئے بنائی جاتی ہیں۔ یہاں سے بھی امن کا پیغام دنیا کو پہنچتا ہے اور پہنچنا چاہیئے اور مساجد کی یہی حقیقی روح ہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 6 جولائی 2007ء بحوالہ خطبات مسرور جلد پنجم صفحہ 285)

"یاد رکھیں کہ دوسروں کی توجہ اپنی طرف کھینچنے کا بہت بڑا ذریعہ مسجدیں بھی ہیں...... تبلیغ بھی کریں اور اس کے ساتھ ساتھ مسجدیں بناتے چلے جائیں..... ان کے میناروں سے جب اللہ تعالیٰ کی توحید کی آواز گونجے گی اور آپ لوگوں کے عمل اور عبادتوں کے معیار بڑھیں گے تو یقیناً ان لوگوں کی غلط فہمیاں بھی دور ہوں گی....... ان کو بھی پتہ چلے گا...... کہ یہ تو حُسن پھیلانے والا اور امن پھیلانے والا مذہب ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5 جنوری 2007ء بحوالہ خطبات مسرور جلد پنجم صفحہ 5)

مساجد کے افتتاح اور سنگ بنیاد کی ان تقاریب میں وزراء، حکومتی نمائندگان کے علاوہ علاقہ کی معزز شخصیات بھی شرکت کرتی ہیں۔ میڈیا پر اس کی تشہیر کی جاتی ہے۔ اس طرح مساجد کی تعمیر کے ذریعہ امن کا پیغام تمام دنیا تک پہنچتا ہے۔

**i۔ مسجد بیت الفتوح لندن کا افتتاح: مورخہ 3 اکتوبر 2003ء**

مسجد بیت الفتوح لندن کے علاقہ مورڈن میں واقع ہے۔ یہ مغربی یورپ کی سب سے بڑی مسجد ہے۔ برطانیہ میں چھپنے والے ایک اخبار کے مطابق اس مسجد کی عمارت کا شمار یورپ کی 50 جدید عمارات میں ہوتا ہے۔ (خلافت جوبلی سووئنیر۔ جماعت احمدیہ برطانیہ صفحہ 223) اس مسجد کا افتتاح 3 اکتوبر 2003ء کو نماز جمعہ کی ادائیگی کے ساتھ حضرت مرزا مسرور احمد، خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا تھا۔ افتتاح کی مناسبت سے 11 اکتوبر 2003ء کو طاہر ہال میں ایک خصوصی تقریب منعقد ہوئی جس میں 600 سے زائد مہمانوں نے شرکت کی۔ اس تقریب میں 44 ممالک سے بطور خاص تشریف لانے والے نمائندگان کے علاوہ 17 ممالک کے ہائی کمشنرز اور سفیر صاحبان، برطانیہ اور کینیڈا کے ممبران پارلیمنٹ، یورپی یونین کے ممبران پارلیمنٹ، گھانا کے ڈپٹی وزیر انرجی، لارڈ ایوبری، لبرل ڈیموکریٹ پارٹی کے ڈپٹی لیڈر، لندن کے مختلف علاقوں کے میئر صاحبان نیز کرائیڈن اور لیمنگٹن سپا کے میئر صاحبان بھی موجود تھے۔

اس خصوصی تقریب کے شرکاء سے حضور انور نے خطاب فرمایا۔ حاضرین میں سے مرٹین بورو کی میئر Maxine Martin، Roger Cascle MP، کینیڈا کے ممبر پارلیمنٹ Jim

Karygiannis، ممبر پارلیمنٹ برطانیہ Dominique Greaves ،لارڈ ایوبری اور امیر جماعت احمدیہ UK نے بھی خطاب کیا۔ مسجد بیت الفتوح کی خبریں دنیا بھر کے 146 اخبارات، نیوز ایجنسیوں، ٹی وی اور ریڈیو نے نشر کیں۔

(رپورٹ رشید احمد چوہدری، پریس سیکرٹری از الفضل انٹر نیشنل 14 نومبر 2003ء)

### ii۔ مسجد بیت النور کیلگری کینیڈا کا افتتاح:

مسجد بیت النور کیلگری کینیڈا کو افتتاح کے موقع پر وزیر اعظم کینیڈا .Hon Stephen Harper کے علاوہ Dr. Stephane Dion لیڈر آف لبرل پارٹی و اپوزیشن لیڈر، 9 شہروں کے میئرز، 11 فیڈرل ممبرز پارلیمنٹ، 5 صوبائی وزراء 13 کونسلرز، 9 ڈپلومیٹس، 11 جج حضرات اور مختلف کالجز اور یونیورسٹیز کے پرنسپلز، پروفیسرز، اساتذہ اور وکلاء حضرات اور RCMP ( فیڈرل پولیس ) کے آفیسرز اور زندگی کے دیگر مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والی اہم شخصیات ایک بڑی تعداد میں شامل ہوئیں۔

### iii۔ بہادر چیمپئن

وزیر اعظم کینیڈا نے اپنے ایڈریس میں کہا کہ یہ مسجد کینیڈا کی سب سے بڑی مسجد ہے۔ دنیا میں جہاں کہیں بھی احمدی بستے ہیں امن و آشتی کے ساتھ ان علاقوں میں سکون کی زندگی گزارتے ہیں۔ یہ جماعت Pluralism کی بہترین مثال ہے۔ آپ نے مزید فرمایا کہ ہم حضرت اقدس کو آزادی مذہب کا پرچارک ہونے کا ایک بہادر چیمپئن قرار دیتے ہیں۔

(الفضل انٹر نیشنل 19 ستمبر 2008ء صفحہ 11)

اس بہادر چیمپئن سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطاب میں فرمایا:

”احمدیت کے سو سال سے زیادہ کی تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ ہماری مساجد کے مینار وہ نور کے مینار ہیں جہاں سے صرف محبت، امن اور حفاظت کی کرنیں پھوٹتی ہیں۔“

(الفضل انٹر نیشنل 26 ستمبر 2008ء صفحہ 16)

**iv۔ مسجد خدیجہ برلن جرمنی کا افتتاح:17 اکتوبر2008ء**

”میں نے مسجد دیکھی اور خلیفہ کا خطبہ سنا ہے۔ آج میری زندگی میں سب سے زیادہ خوشی کا دن ہے کہ میں نے اپنی آنکھوں سے خلیفہ کو دیکھا ہے اور پھر بات بھی کی ہے۔ میرے کانوں نے خلیفہ کی آواز سن لی ہے۔ اب میں کسی وقت بھی مر جاؤں لیکن یہ خوشی میرے ساتھ رہے گی۔“

(مسجد خدیجہ کے موقع پر ایک 76 سالہ خاتون کے حضور انور سے ملاقات کے بعد دلی تأثرات۔ الفضل انٹرنیشنل 12 دسمبر 2008ء صفحہ 1)

مسجد خدیجہ برلن کی افتتاحی تقریب کو دنیا بھر کے الیکٹرونک اور پرنٹ میڈیا نے غیر معمولی طور پر کوریج دی۔

**v۔ مسجد المہدی بریڈ فورڈ UK کا افتتاح:7 نومبر 2008ء**

”جماعت احمدیہ ایک جماعت کی حیثیت سے ہمیشہ امن، پیار اور محبت کا پیغام پھیلاتی ہے۔ یہ مسجد ہمیشہ نیک کاموں کے لئے روشنی کا گھر رہے گی۔ یہاں سے ہمیشہ محبت، پیار، صلح اور خیر کا پیغام جائے گا۔“

(تقریب عشائیہ میں حضور انور کا نہایت پُر مغز اور جامع خطاب۔ الفضل انٹرنیشنل 12 دسمبر 2008ء صفحہ 16)

تقریب عشائیہ میں ڈپٹی لارڈ میئر بریڈ فورڈ، ممبران پارلیمنٹ، مختلف مذاہب کے نمائندگان، ڈاکٹرز، پروفیسرز، وکلاء و دیگر متعدد سرکاری و غیر سرکاری شخصیات نے شمولیت کی اور جماعت کی قیام امن کی کوششوں کو سراہا۔ بریڈ فورڈ کے ممبر پارلیمنٹ نے جماعت کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ: ”آج اس تاریکی کے دور میں جماعت احمدیہ روشنی کی طرح ہے۔“

(الفضل انٹرنیشنل 12 دسمبر 2008ء صفحہ 16)

بریڈ فورڈ کے ڈپٹی لارڈ میئر نے کہا کہ: ”بریڈ فورڈ میں جماعت احمدیہ کا بہت مثبت کردار رہا ہے۔“

(الفضل انٹرنیشنل 12 دسمبر 2008ء صفحہ 16)

**vi۔ مسجد بیت الرحمان ویلنسیا (سپین) کا افتتاح: 29 مارچ 2013ء**

آج جماعت کا 200 سے زائد ممالک میں قیام ہو چکا ہے۔ ہم جہاں بھی جاتے ہیں وہاں ”محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں“ کا پیغام پھیلاتے ہیں۔

(الفضل انٹرنیشنل 03 مئی 2013ء۔ مسجد بیت الرحمان کے افتتاح کے موقع پر استقبالیہ تقریب میں حضور انور کا خطاب)

اس کے علاوہ حضور انور نے براعظم افریقہ، امریکہ، یورپ، ایشیاء، آسٹریلیا اور مشرق بعید کے اپنے دورہ جات میں سینکڑوں مساجد کا بنفس نفیس افتتاح فرمایا جن میں سے کچھ کا ذکر دورہ جات کے باب میں کیا جا چکا ہے۔

**vii۔ مسجد مبارک قادیان (1883ء) سے مسجد مبارک ابوجا نائیجیریا (2008ء) تک کا سفر:**

مسجد مبارک قادیان وہ پہلی احمدیہ مسلم مسجد تھی جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 1883ء میں تعمیر کروایا تھا۔ اس سلسلہ میں آپؑ کو کئی الہام بھی ہوئے۔ مبارك و مبارك و كل امر مبارك يجعل فيه انہیں میں سے ایک تھا۔

اس واقعہ کے 125 سال بعد 29 اپریل 2008ء کو آپؑ کے پانچویں مظہر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے نائیجیریا کے شہر ابوجا میں انتہائی خوبصورت مسجد کا افتتاح فرمایا جس کا نام مسجد مبارک رکھا گیا۔ یہ خلافت جوبلی سے قبل آخری مسجد تھی جس کا حضور انور نے افتتاح فرمایا۔

برطانیہ میں حضرت مصلح موعودؓ نے 1913ء میں پہلے مبلغ اسلام حضرت چوہدری فتح محمد سیال صاحبؓ کو بھجوایا اسی وقت سے مسجد کے حصول کے لئے کوشش شروع ہو گئی۔ چنانچہ 1924ء میں مسجد فضل کا سنگ بنیاد حضرت مصلح موعودؓ نے ہندوستان سے انگلستان تشریف لا کر خصوصی دعاؤں کے ساتھ اپنے دست مبارک سے رکھا اور یہ اتنی بڑی خبر تھی کہ سارے انگلستان اور یورپ کے بڑے بڑے سب اخبارات نے اسے شہ سرخیوں کے ساتھ شائع کیا کیونکہ اس ذریعہ

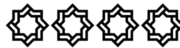
سے مغربی ممالک میں تبلیغ اسلام کی ایک بہت موئثر مہم کا آغاز کر دیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کام میں اس قدر برکت دی کہ آج برطانیہ میں جماعت احمدیہ کی 33 مساجد میں نمازیں ادا ہو رہی ہیں اور ایک مسجد کا سنگ بنیاد رکھ دیا گیا ہے۔ ان میں سے 15 مساجد کا افتتاح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دست مبارک اور خصوصی دعاؤں کے ساتھ فرمایا۔

اور اس وقت جبکہ جماعت احمدیہ کو قائم ہوئے 130 سال ہو چکے ہیں، جولائی 2013ء تک پاکستان کے علاوہ جماعت احمدیہ کو کل 16787 مساجد خدا تعالیٰ کے حضور پیش کرنے کی توفیق ملی۔ جس کی تفصیل حسب ذیل ہے: صرف خلافت خامسہ کے پہلے دس سال میں (2003-2013ء) محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے 3528 مساجد ملیں جن میں تقریباً 2000 سے زائد بنی بنائی مساجد، ان میں سے بعض ان کے اماموں کے ساتھ ملیں۔

(یہ معلومات حضور انور ایدہ اللہ کے 2003ء سے 2013ء کے جلسہ ہائے سالانہ کے دوسرے روز کے خطابات سے اخذ کی گئی ہیں۔)

اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہر دورہ کے موقع پر ہی دنیا کے کئی ممالک میں کئی مسجد کا افتتاح ہو رہا ہوتا ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 06 اگست 2020ء)



《37》

# خلافت کا عظیم الشان مقام اور اس کی ضرورت و اہمیت

(محمد عثمان شاہد)

بنی نوع انسان کے لئے اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی روحانی نعمت رسالت اور نبوت کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے اسی نعمت کے ذریعہ نوع انسانی کو اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اس کی چہرہ شناسی نصیب ہوتی ہے اور انبیاء کے وجود کے ذریعہ اللہ تعالی اپنی ربوبیت کی طاقتیں دنیا پر آشکار کرتا ہے اور اپنی عظیم صفات کی تجلیات اپنے ان پیاروں کے وجودوں کے ذریعہ دنیا پر ظاہر کرتا ہے اور درحقیقت حقیقی توحید اور خدادانی اور معرفت کاملہ کی متاع اسی عظیم گروہ کے دامن سے وابستہ ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”یہ بھی یادرہے کہ خدا کے وجود کا پتا دینے والے اور اس کے واحد لاشریک ہونے کا علم لوگوں کو سکھلانے والے صرف انبیاء علیہم السلام ہیں اور اگر یہ مقدس لوگ دنیا میں نہ آتے تو صراط مستقیم کا یقینی طور پر پانا ایک ممتنع اور محال امر تھا“۔

(حقیقۃالوحی روحانی خزائن جلد22 صفحہ 114)

مزید فرماتے ہیں:

”جس طرح آنکھ میں ایک روشنی ہے اور وہ باوجود اس روشنی کے پھر بھی آفتاب کی محتاج ہے اسی طرح دنیا کی عقلیں جو آنکھ سے مشابہ ہیں ہمیشہ آفتاب نبوت کی محتاج رہتی ہیں اور جبھی کہ وہ آفتاب پوشیدہ ہو جائے ان میں فی الفور کدورت اور تاریکی پیدا ہو جاتی ہے کیا تم صرف آنکھ سے کچھ دیکھ سکتے ہو؟ ہر گز نہیں اسی طرح تم بغیر نبوت کی روشنی کے بھی کچھ نہیں دیکھ سکتے پس چونکہ قدیم سے اور جب سے کہ دنیا پیدا ہوئی ہے خدا کا شناخت کرنا نبی کے شناخت کرنے سے وابستہ

ہے اس لئے یہ خود غیر ممکن اور محال ہے کہ بجز ذریعہ نبی کے توحید مل سکے نبی خدا کی صورت دیکھنے کا آئینہ ہوتا ہے اسی طرح آئینہ کے ذریعہ سے خدا کا چہرہ نظر آتا ہے“

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 115)

خدا تعالیٰ کے ان پیارے انبیاء کے سینے جہاں ایک طرف اللہ تعالی کی لازوال محبت اور عشق سے معمور ہوتے ہیں اور ان کے دل صفات الٰہیہ کے ظہور کی تجلّی گاہ ہوتے ہیں وہیں ان انبیاء کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مخلوق خدا کی ہمدردی و غمخواری اور ان سے بے انتہا محبت سے پُر دل عطا ہوتے ہیں مخلوق خداوندی سے شفقت اور ہمدردی کا ایسا سمندر ان کے دلوں میں موجزن ہوتا ہے کہ کسی دنیاوی اور جسمانی تعلق میں حتّٰی کہ حقیقی والدین میں بھی اس جذبہ کا ملنا ناممکن ہے، لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ انبیاء اور رسل بھی زمرہ بشر میں شامل ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ ایک مدت معینہ کے بعد اس دنیا سے رخصت ہو جانا لازمہ بشر ہے اور قدرت کے اس ازلی قانون سے انبیاء بھی باہر نہیں چنانچہ وہ بھی بالآخر اس دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کی وہ رحمت جو ہر چیز پر وسیع ہے تقاضا کرتی ہے کہ دنیا کو ان برکات سے کبھی محروم نہ رہنے دے جو انبیاء کے وجودوں سے وابستہ ہوتی ہیں لہذا خدا تعالیٰ انبیاء کے رخصت ہو جانے پر قیام خلافت کے ذریعہ سے انبیاء کی نیابت میں ظلی طور پر ان کے فیوض وبرکات کو جاری وساری رکھتا ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے:

مَا كَانَتِ نُبُوَّةٌ قَطُّ اِلَّا تَبِعَتْهَا خِلَافَةٌ

(کنزالعمال الفصل الاول فی بعض خصائص الانبیاء)

یعنی ہر نبوت کے بعد خلافت کا نظام جاری رہا ہے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اللہ جلّشانہ فرماتا ہے وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ یعنی جو چیز انسانوں کو نفع پہنچاتی ہے وہ زمین پر باقی رہتی ہے اب ظاہر ہے کہ دنیا میں زیادہ تر انسانوں کو نفع پہنچانے والے

گروہ انبیاء ہیں کہ جو خوارق سے معجزات سے پیشگوئیوں سے حقائق سے معارف سے اپنی راستبازی کے نمونہ سے انسانوں کے ایمان کو قوی کرتے ہیں اور حق کے طالبوں کو دینی نفع پہنچاتے ہیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ وہ دنیا میں کچھ بہت مدت تک نہیں رہتے بلکہ تھوڑی سی زندگی بسر کرکے اس عالم سے اٹھائے جاتے ہیں لیکن آیت کے مضمون میں خلاف نہیں اور ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ کا کلام خلاف واقع ہو پس انبیاء کی طرف نسبت دے کر معنی آیت کے یوں ہوں گے کہ انبیاء من حیث الظّل باقی رکھے جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ ظلّی طور پر ہر یک ضرورت کے وقت میں کسی اپنے بندہ کو ان کی نظیر اور مثیل پیدا کر دیتا ہے جو انہیں کے رنگ میں ہو کر ان کی دائمی زندگی کا موجب ہوتا ہے“۔

(شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 351-352)

پھر فرماتے ہیں:

”خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو اس واسطے رسول کریم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کے لئے تاقیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے“۔

(شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 353)

### وحدت امت اور مومنوں کی شیرازہ بندی کا ذریعہ

رسالت کا ایک عظیم الشان کام اتحاد و یگانگت اور وحدت ملی کا قیام ہے چنانچہ رسول کی وفات کے بعد یہ اہم ذمہ داری خلافت کو منتقل ہوتی ہے اور وہ نبوت کی ظلّیت میں اس حبل اللہ کا کردار ادا کرتی ہے جس سے اعتصام کرکے افتراق و انتشار سے محفوظ رہ کر متبعین خلافت وحدت کی لڑی میں پروئے جا کر خدا تعالیٰ کی کامل توحید کے لئے کوشاں ہو جاتے ہیں اور ایک ہاتھ پر جمع ہو کر یَدُ اللّٰہِ عَلَى الجَمَاعَۃِ) اللہ کی تائید و نصرت کا ہاتھ جماعت کے سر پر ہوتا ہے) کی نعمت سے

فیضیاب ہو کر آنحضور صلّی اللہ علیہ وسلم کی جاری کردہ وعید مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ (جو جماعت سے الگ ہو گیا وہ آگ میں پھینک دیا گیا) سے محفوظ ہو جاتے ہیں خلافت کے ساتھ جڑی اس حقیقت اور خلافت کے ساتھ وابستہ اس عظیم برکت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک صحابی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو نصیحت کرتے ہوئے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

فَاِنْ رَّئَیتَ یَومَئِذٍ خَلِیفَۃَ اللّٰہِ فِی الاَرضِ فَالْزَمْہُ وَاِنْ نُھِکَ جِسْمُکَ وَاُخِذَ مَالُکَ

(مسند احمد بن حنبل)

یعنی اگر امت میں فساد اور افتراق کے زمانہ میں تم موجود ہو اور تم دیکھ لو کہ اللہ کا خلیفہ زمین میں موجود ہے تو تم اس سے چمٹ جانا خواہ اس کی پاداش میں تمہارا جسم ہی کیوں نہ نوچ لیا جائے اور تمہارا مال لوٹ لیا جائے۔ بخاری کی حدیث میں یہ الفاظ ہیں

فَمَا تَاْمُرُنِی اِنْ اَدْرَکَنِی ذٰلِکَ قَالَ تَلْزَمُ جَمَاعَۃَ الْمُسْلِمِینَ وَاِمَامَھُم قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ یَکُنْ لَّھُمْ جَمَاعَۃٌ وَّلَا اِمَامٌ قَالَ فَاعْتَزِلِ الفِرَقَ کُلَّھَا

(صحیح بخاری کتاب الفتن باب کیف الامر اذا لم تکن جَمَاعَۃ)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اگر فتنہ وفساد اور افتراق وانتشار کے زمانہ کو میں پالوں تو میرے لئے حضور کا کیا حکم ہے تو آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ تم مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کے ساتھ وابستہ ہو جانا حضرت حذیفہ نے عرض کیا کہ اگر نہ کوئی جماعت ہوئی اور نہ امام تو آنحضور ﷺ نے فرمایا تو پھر تم تمام فرقوں سے الگ تھلگ ہو جانا۔

معروف عالم دین، کانگریسی رہنما ایڈیٹر اخبار وکیل امر تسر ضرورت خلافت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”اجتماع کے یہ خواص اور اوصاف نہ تو حاصل ہو سکتے ہیں نہ قائم رہ سکتے ہیں جب تک کوئی بالاتر فعال و مدبر طاقت وجود میں نہ آئے اور وہ منتشر افراد کو ایک متحد اور موتلف، ممزوج اور منظم جماعت کی شکل میں قائم نہ رکھے پس ایک امام کا وجود ناگزیر ہوا اور اسی لئے ضروری ہوا کہ سب سے

پہلے تمام افراد ایک ایسے وجود کو اپنا امام و مطاع تسلیم کر لیں جو بکھرے ہوئے اجزاء کو اتحاد و ائتلاف اور امتزاج و نظم کے ساتھ جوڑ دینے اور اڑتے ہوئے ذروں سے ایک حیّ و قائم جماعتی وجود پیدا کر دینے کی قابلیت رکھتا ہو اصل مرکز اس طاقت کا امام اعظم یعنی خلیفہ ہے"

(مسئلہ خلافت از مولانا ابوالکلام آزاد صفحہ 47)

پھر اسی کتاب میں آگے چل کر لکھتے ہیں

"کتاب وسنت نے جماعتی زندگی کے تین رکن بتلائے ہیں: تمام لوگ کسی ایک صاحب علم و عمل مسلمان پر جمع ہو جائیں اور وہ ان کا امام ہو وہ جو کچھ تعلیم دے ایمان و صداقت کے ساتھ قبول کریں۔ قرآن و سنت کے ماتحت اس کے جو کچھ احکام ہوں ان کی بلا چون و چرا تعمیل و اطاعت کریں۔ سب کی زبانیں گونگی ہوں صرف اسی کی زبان گویا ہو سب کے دماغ بیکار ہو جائیں صرف اسی کا دماغ کارفرما ہو لوگوں کے پاس نہ زبان ہو نہ دماغ صرف دل ہو جو قبول کرے اور صرف ہاتھ پاؤں ہوں جو عمل کریں۔ اگر ایسا نہیں ہے تو ایک بھیڑ ہے، ایک انبوہ ہے، جانوروں کا ایک جنگل ہے، کنکر پتھر کا ایک ڈھیر ہے مگر نہ تو جماعت ہے، نہ امت، نہ قوم، نہ اجتماع اینٹیں ہیں مگر دیوار نہیں، کنکر ہیں مگر پہاڑ نہیں، قطرے ہیں مگر دریا نہیں، کڑیاں ہیں جو ٹکڑے ٹکڑے کر دی جاسکتی ہیں مگر زنجیر نہیں ہے جو بڑے بڑے جہازوں کو گرفتار کر سکتی ہے"

(مسئلہ خلافت صفحہ 208)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جب معاندین خلافت نے فتنہ و فساد کا طوفان برپا کر رکھا تھا اور وہ اپنی ریشہ دوانیوں اور سیاہ کاریوں کے ذریعہ خلافت کے خاتمہ کے درپے تھے اس وقت آنحضور ﷺ کے صحابی حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ نے انہیں ان کی ان مذموم حرکات کے بد نتائج سے باخبر کرتے ہوئے درج ذیل چند اشعار کہے

عَجِبْتُ لِمَا یَخُوضُ النَّاسُ فِیهِ

یَرُومُونَ الخِلَافَةَ اَنْ تَزُولَا

وَ لَو زَالَتْ لَزَالَ الْخَیرُ عَنْھُمّ

وَ لَاقَوا بَعْدَھَا ذُلّاً ذَلِیْلاً

وَ کَانُوا کَالْیَھُودِ وَ کَالنَّصَارٰی

سَوَاءً کُلُّھُمْ ضَلُّوا السَّبِیلاً

ترجمہ: جن باتوں کے پیچھے یہ لوگ پڑے ہوئے ہیں انہیں دیکھ کر مجھے تعجب ہوتا ہے یہ لوگ چاہتے ہیں کہ خلافت ختم ہو جائے اور اگر خلافت ختم ہو گئی تو ہر خیر و بھلائی ان کے ہاتھوں سے جاتی رہے گی اور خلافت کے اختتام کے بعد رسوا کن حالات کا انہیں سامنا ہو گا اور لوگ یہود و نصارٰی کی طرح ہو جائیں گے اور راہ راست سے دور جا پڑیں گے۔ مسلمانوں کی تاریخ گواہ ہے کہ جب تک ان میں خلافت رہی وہ ہر میدان میں بامراد اور فتحیاب رہے جس طرف انہوں نے رخ کیا کامیابیوں اور کامرانیوں نے ان کے قدم چومے لیکن جونہی خلافت اٹھی وہ افتراق و انتشار کا شکار ہو کر قعر مذلّت میں جا گرے۔ ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

”قدرت ثانیہ (خلافت–ناقل) خدا کی طرف سے ایک بڑا انعام ہے جس کا مقصد قوم کو متحد کرنا اور تفرقہ سے محفوظ رکھنا ہے یہ وہ لڑی ہے جس میں جماعت موتیوں کی مانند پروئی ہوتی ہے اگر موتی بکھرے ہوں تو نہ تو محفوظ ہوتے ہیں اور نہ ہی خوبصورت معلوم ہوتے ہیں ایک لڑی میں پروئے ہوئے موتی ہی خوبصورت اور محفوظ ہوتے ہیں اگر قدرت ثانیہ نہ ہو تو دین حق کبھی ترقی نہیں کر سکتا...... پس اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو یہی نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں اور حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے۔“

(روزنامہ الفضل 30 مئی 2003)

## خلیفہ خدا بناتا ہے

منصب خلافت کی عظمت شان اور علوّ مرتبت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ خلافت کے قیام اور خلفاء کے تقرر کا معاملہ خدا نے خود اپنے ہاتھ میں رکھا ہے چنانچہ قرآن مجید کی سورۃ النور کی آیت استخلاف میں اعمال صالحہ پر قائم مومنوں کو خلیفہ بنانے کا وعدہ فرمایا گیا تو فرمایا لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ کہ وہ ضرور خود ان کو خلیفہ بنائے گا پس جن وجودوں کا تقرر خود خدا کرے وہ کس عظمت شان کے حامل ہوں گے ایک کمزور انسان کی بساط نہیں کہ اس کا اندازہ کر سکے۔

یہاں اس امر کا بیان ضروری ہے کہ اللہ کے انبیاء ورسل اس وقت مبعوث ہوتے ہیں جب دنیا ہر طرح کی روحانی تاریکی کا شکار ہو چکی ہوتی ہے اور ہر طرف فساد اور ظلمت برپا ہوتی ہے ضلالت و گمراہی کے ایسے زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت جوش مارتی ہے اور براہ راست کسی نبی کا تقرر فرماتی ہے لیکن خلافت جو نائب رسالت ہوتی ہے یہ خدا کی وہ نعمت ہے جو مومنین کی جماعت کو ان کے ایمان اور اعمال صالحہ پر قائم ہونے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنی رضا اور خوشنودی کی سند عطا کرتے ہوئے بطور انعام نازل ہوتی ہے لہٰذا اس خوشنودی کے نتیجہ میں اللہ تعالی خلفاء کے تقرر کے وقت مومنوں کو بھی اس طرح حصہ لینے کا اعزاز بخشتا ہے کہ خلیفہ کے انتخاب کا انہیں موقع دیا جاتا ہے اگرچہ بظاہر یہ ایک انتخاب ہوتا ہے لیکن درحقیقت اللہ تعالیٰ کی وحی خفی کے نتیجہ میں خدا کی مرضی اور اس کے تصرف کے تابع یہ لوگ اسی پاک وجود کا انتخاب کرتے ہیں جو اس منصب پر فائز کئے جانے کے لئے خدا کی مرضی اور اس کا فیصلہ ہوتا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدّث دہلوی علیہ الرّحمۃ فرماتے ہیں۔

”آیت لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ کے معنی یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ خلفاء کو مقرر فرماتا ہے ...... جب اصلاح عالم کے لئے کسی خلیفہ کی ضرورت سمجھتا ہے تو لوگوں کے دلوں میں الہاماً ڈال دیتا ہے کہ وہ ایسے شخص کو خلیفہ منتخب کریں جسے خدا تعالیٰ خلیفہ بنانا چاہتا ہے“۔

(ازالۃ الخفاء مترجم اردو از حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدّث دہلوی علیہ الرّحمۃ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی صفحہ 77)

آنحضور ﷺ فرماتے ہیں

لَقَدْ هَمَمْتُ أَوْ أَرَدْتُّ أَنْ أُرْسِلَ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ وَابْنِهِ وَأَعْهَدَ أَنْ يَّقُولَ الْقَائِلُونَ أَوْ يَتَمَنَّى الْمُتَمَنُّونَ ثُمَّ۔ قُلْتُ يَأْبَى اللّٰهُ وَيَدْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ

یعنی میں نے ایک دفعہ ارادہ کیا کہ ابو بکر اور ان کے بیٹے کو بلا کر ان کے حق میں خلافت کی وصیت لکھوادوں تاکہ باتیں بنانے والے باتیں نہ بناسکیں اور اس منصب کی خواہش رکھنے والے خواہش نہ کر سکیں لیکن پھر میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ضرور ابو بکر کے علاوہ کسی بھی دوسرے کا انکار کر دے گا اور مومن بھی اس خیال کو رد کر دیں گے

آنحضور ﷺ کی یہ حدیث بھی واضح کر رہی ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اور خلیفہ کا انتخاب کرنے والے مومن الٰہی تصرف کے ماتحت اسی شخص کا انتخاب کرتے ہیں جس کے انتخاب کے لئے خدا کی مرضی ہوتی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''آنحضرت ﷺ نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا اس میں بھی یہی بھید تھا کہ آپ کو خوب علم تھا کہ اللہ تعالیٰ خود ایک خلیفہ مقرر فرمادے گا کیونکہ یہ خدا کا ہی کام ہے اور خدا کے انتخاب میں نقص نہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کام کے واسطے خلیفہ بنایا اور سب سے اول حق انہی کے دل میں ڈالا''

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 525)

## خلافت منبع علم و عرفان

چونکہ خلیفہ نائب رسول اور اس کا ظل ہوتا ہے اور اپنے نبی متبوع کے کمالات اور اس کی تعلیمات کے جاری و ساری رکھنے کا فریضہ انجام دیتا ہے اور اس غرض کے لئے خدا خود اس کا انتخاب کرتا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ خود اس کی رہنمائی فرماتا اور تمام ضروری علوم سے اسے بہرہ ور فرماتا ہے اور اپنی جناب سے علم و عرفانِ حقیقی اور معرفت کا خزانہ اسے عطا کرتا ہے اور معرفت کاملہ کے

حصول کا ماخذ اور منبع وہ قرار پاتا ہے اس کے دامن سے وابستہ خوش نصیب افراد اس چشمہ سے ہدایت پاتے ہیں اور اس سے دور رہنے والے بدنصیب بقول آنحضرت ﷺ جاہلیت کی موت مر جاتے ہیں۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے۔

مَن لَّمۡ یَعۡرِفۡ اِمَامَ زَمَانِہٖ مَاتَ مِیۡتَۃً جَاھِلِیَّۃً

کہ جس شخص نے اپنے زمانہ کے امام کو نہ پہچانا وہ جاہلیت کی موت مر گیا۔

اسی حقیقت کے پیش نظر آنحضور ﷺ فرماتے ہیں

عَلَیۡکُمۡ بِسُنَّتِیۡ وَسُنَّۃِ الۡخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیۡنَ الۡمَھۡدِیِّیۡنَ

(ترمذی ابواب العلم)

کہ تم پر فرض ہے کہ تم میری سنت پر چلو اور میرے ان خلفاء کی سنت پر بھی جو خدا سے ہدایت پا کر ہدایت دینے والے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنی کتاب ازالۃ الخفاء میں آیت استخلاف کے الفاظ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمۡ دِیۡنَھُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَھُمۡ کی تفسیر میں ایک لطیف نکتہ بیان فرمایا ہے آپ فرماتے ہیں

”وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمۡ دِیۡنَھُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَھُم دو معنی پر دلالت کرتا ہے ایک یہ کہ وہ خلفاء جن کی خلافت کا اس آیت میں وعدہ ہے جب وہ وعدہ پورا ہو گا تو دین نہایت کامل طور پر ظاہر ہو گا دوسرے یہ کہ عقائد و عبادات و معاملات و مسائل نکاح و احکام خراج جو جو باتیں ان خلفاء کے عہد میں ظاہر ہوں گی اور وہ جن جن چیزوں کی ترویج میں پورے اہتمام کے ساتھ کوشش کریں گے وہ سب چیزیں پسندیدہ دین ہوں گی نتیجہ یہ ہوا کہ اس وقت اگر ان خلفاء کا فیصلہ کسی مسئلہ کے متعلق یا ان کا فتویٰ کسی واقعہ کے متعلق پایہ ثبوت کو پہنچ جائے تو وہ دلیل شرعی ہو گا کہ مجتہد اس سے تمسّک

کرے گا کیونکہ وہ فیصلہ اور فتویٰ (بحکم اس آیت کے) وہی دین پسندیدہ دین ہے جس کی تمکین واقع ہوئی...... بہر حال یہ تو یقینی ہے کہ ان کا قول دوسروں کے قیاس اور استنباط سے زیادہ قوی ہو گا‘‘

(ازالۃ الخفاء فصل سوم تفسیر آیات خلافت صفحہ 79 تا 80)

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

’’جب تک بار بار ہم سے مشورے نہیں لیں گے اس وقت تک ان کے کام میں برکت پیدا نہیں ہو سکتی آخر خدا نے ان کے ہاتھ میں سلسلہ کی باگ نہیں دی میرے ہاتھ میں سلسلہ کی باگ دی ہے انہیں خدا نے خلیفہ نہیں بنایا مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے اور جب خدا نے اپنی مرضی بتانی ہوتی ہے تو مجھے بتاتا ہے انہیں نہیں بتاتا پس تم مرکز سے الگ ہو کر کیا کر سکتے ہو جس کو خدا اپنی مرضی بتاتا ہے جس پر خدا اپنے الہام نازل فرماتا ہے جس کو خدا نے اس جماعت کا خلیفہ اور امام بنادیا ہے اس سے مشورہ اور ہدایت حاصل کر کے تم کام کر سکتے ہو...... اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو وہ اتنا کام بھی نہیں کر سکے گا جتنا بکری کا بکروٹہ کر سکتا ہے‘‘

(الفضل 20 نومبر 1946)

## خلیفہ کو ماننا اور اس کی اطاعت کرنا فرض ہے

قرآن کریم آیت استخلاف جس میں اعمال صالحہ پر قائم ایمان لانے والوں سے خلافت کا وعدہ دے کر اس کی برکات کا مضمون بیان ہوا ہے اس آیت سے پہلے کی چند آیات اور پھر معاً بعد کی آیت میں اطاعت رسول کا حکم دیا گیا ہے اور درمیان میں اس آیت کو لا کر درحقیقت اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ خلافت کی اطاعت بھی ویسے ہی ضروری اور لازمی ہے جیسے کہ انبیاء اور رسل کی اطاعت ضروری ہے اور صرف یہی نہیں بلکہ آیت کی تکمیل ان الفاظ سے ہوتی ہے۔

وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ اور جو (اس خلافت کے قیام) کے بعد انکار کریں گے تو یہی لوگ فاسقوں میں شمار ہوں گے۔

اس آیت میں خلافت کے انکار کے لئے لفظ کفر استعمال ہوا ہے اور ظاہر ہے کہ لفظ کفر ایمان کے بالمقابل بولا جاتا ہے اس طرح یہ آیت صراحت کے ساتھ خلفاء کو ماننے اور ان کی بیعت میں آکر ان کی اطاعت فرض قرار دے رہی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس نبی کریم کے خلیفے وقتاً فوقتاً بھیجتا رہوں گا اور خلیفہ کے لفظ کو اشارہ کے لئے اختیار کیا گیا کہ وہ نبی کے جانشین ہوں گے اور اس کی برکتوں میں سے حصہ پائیں گے جیسا کہ پہلے زمانوں میں ہوتا رہا اور ان کے ہاتھ سے برجائی دین کی ہوگی اور خوف کے بعد امن پیدا ہوگا یعنی ایسے وقتوں میں آئیں گے کہ جب اسلام تفرقہ میں پڑا ہوگا پھر ان کے آنے کے بعد جو ان سے سرکش رہے گا وہی لوگ بدکار اور فاسق ہیں یہ اس بات کا جواب ہے کہ بعض جاہل کہا کرتے ہیں کہ کیا ہم پر اولیاء کا ماننا فرض ہے سو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بیشک فرض ہے اور ان سے مخالفت کرنے والے فاسق ہیں اگر مخالفت پر ہی مریں“۔

(شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد6 صفحہ 339)

اسی طرح فرماتے ہیں

”اور یہ کہنا کہ مجددوں پر ایمان لانا کچھ فرض نہیں خدا تعالیٰ کے حکم سے انحراف ہے کیونکہ وہ فرماتا ہے وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ یعنی بعد اس کے جو خلیفے بھیجے جائیں پھر جو شخص ان کا منکر رہے وہ فاسقوں میں سے ہے“

(شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد6 صفحہ 344)

حضرت سید اسمٰعیل شہید علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

خلیفۂ راشد سایۂ رب العالمین ہمسایۂ انبیاء و مرسلین، سرمایۂ ترقیٔ دین اور ہم پایہ ملائکہ مقربین ہے دائرہ امکان کا مرکز تمام وجوہ سے باعث فخر اور ارباب عرفان کا افسر ہے افراد انسی کا سردار ہے اس کا دل تجلیٔ رحمان کا عرش اور اس کا سینہ رحمت وافرہ اور اقبال جلالت یزداں کا پرتو ہے اس کی مقبولیت جمال ربانی کا عکس ہے اس کا قہر تیغ قضا اور مہر عطیات کا منبع ہے اس سے اعراض

اعراض تقدیر اور اس کی مخالفت مخالفت رب قدیر ہے جو کمال اس کی خدمتگذاری میں صرف نہ ہو، خیال ہے پُر خلل، اور جو علم اس کی تعظیم و تکریم میں مستعمل نہ ہو سراسر وہم باطل و محال ہے جو صاحب کمال اس کے ساتھ اپنے کمال کا موازنہ کرے وہ مشارکتِ حق تعالیٰ پر مبنی ہے اہل کمال کی علامت یہی ہے کہ اس کی خدمت میں مشغول اور اس کی اطاعت میں مبذول رہیں اس کی ہمسری کے دعویٰ سے دستبردار رہیں اور اسے وارث رسول شمار کریں۔

خلیفہ ءراشد نبی حکمی ہے گو وہ فی الحقیقت پایۂ رسالت کو نہیں پہنچا لیکن منصب خلافت احکام انبیاء اللہ کے ساتھ منسوب ہوا...... اگرچہ کوئی شخص ...... اگر چند عبادات اور طاعات دینیہ بجالائے اور احکام اسلام میں پوری کوشش کرتا رہے لیکن جب تک امام وقت کی اطاعت کے آگے سر تسلیم خم نہ کرے اور اس کی اطاعت کا اقرار نہ کرے، عبادتِ مذکورہ آخرت میں اس کے کام نہ آئے گی اور رب قدیر کی دار و گیر سے خلاصی نہ ہو سکے گی“۔

(منصب امامت حضرت سید اسمٰعیل شہید علیہ الرحمۃ مترجم اردو مطبوعہ حاجی حنیف اینڈ سنز لاہور صفحہ 121 تا 122)

خلاصہ ءکلام یہ ہے کہ خلافت اللہ کا وہ عظیم الشان انعام ہے جو نیک اعمال بجالانے والے مومنوں کو عطا ہوتا ہے، خلافت وہ جانشین رسالت ہے کہ جس میں رسالت کے فیوض و برکات منعکس ہو کر مردہ دلوں کو روحانی زندگی کا وارث بناتے ہیں، یہ وہ عظیم نعمت ہے جس کی دستار بندی خدا خود اپنے ہاتھوں سے کرتا ہے، یہ وہ حبل اللہ ہے جو مومنوں کو وحدت کی لڑی میں پروئے رکھتی ہے اور ان کی شیرازہ بندی کرتی ہے، یہ وہ عظیم درسگاہ ہے جو علم و عرفان کے جام پلا کر جاہلیت کی موت سے نجات دلاتی ہے، خلافت فتح و ظفر کی وہ کلید ہے جو وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُم کی نوید کو وفا کر کے دکھاتی ہے، یہ عافیت کا وہ حصار ہے جو وعدۂ الٰہی وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا کے ایفاء کی ضمانت دیتی ہے۔

الحمدللہ ثُمّ الحمدللہ کہ آج روئے زمین پر احمدی وہ خوش نصیب ہیں جن کو خلافت جیسی عظیم دولت نصیب ہوئی ہے اور اس نعمت کے سائے تلے ہر لحہ و ہر آن جماعت احمدیہ ترقی کی

نئی سے نئی منازل طے کرتی چلی جارہی ہے اور اس خلافت کے ذریعہ سے آنحضرت ﷺ اور آپ کے غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے فیوض و برکات دنیا تک پہنچ رہے ہیں، دین کو تمکنت مل رہی ہے، مومنوں کے خوف امن میں تبدیل ہورہے ہیں اور توحید کامل کے ساری دنیامیں قیام کے سامان ہورہے ہیں خدا تعالیٰ کی یہ عظیم نعمت ہم سے تقاضا کرتی ہے کہ ہم اطاعت خلافت کے وہ نمونے دکھائیں کہ صحابہ کے دور کی یاد تازہ ہوجائے خدا ہمیں اس کی توفیق عطافرمائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 13 اگست 2020ء)



﴿38﴾

# خلیفۂ راشد کا مقام اور مرتبہ

## (ظہیر احمد طاہر۔ نائب صدر مجلس انصاراللہ جرمنی)

روحانی دنیا میں سب سے اعلیٰ و ارفع مقام ایک نبی اور رسول کا ہوتا ہے۔ خلیفۂ وقت چونکہ نبی کا جانشین اور اس کا قائمقام ہوتا ہے اس لیے نبی کے انوار و برکات خلیفہ میں منعکس ہوتے ہیں۔ خلیفۂ وقت نبی کے جاری کردہ مشن کو آگے بڑھاتا اور جماعت مومنین میں اتحاد و یگانگت پیدا کر کے امور دینیہ میں ان کی مدد اور رہنمائی کرتا ہے۔ خلیفۂ وقت چونکہ وجودِ نبوت کا نائب ہوتا ہے اور وہ نبوت کے احکامات کو جاری کرتا ہے اس لئے اُس کی اطاعت رسول کی اطاعت قرار دی گئی ہے۔ ذیل میں علمائے امت کے چند اقتباسات درج کئے جارہے ہیں جن سے خلافت کی اہمیت و برکات اور خلیفۂ راشد کے بلند مقام و مرتبہ کا علم ہوتا ہے۔ حضرت سید شاہ اسمٰعیل شہید علیہ الرحمۃ نے اپنی مشہور کتاب ''منصب خلافت'' میں خلیفۂ راشد اور باقی صلحاء میں نسبت بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

''امام، رسول کے سعادت مند فرزند کی مانند ہے۔ باقی تمام اکابر امت و بزرگان ملت ملازموں اور خدمتگاروں اور جاں نثار غلاموں کی مانند ہیں۔ پس جس طرح تمام اکابرِ سلطنت و ارکانِ مملکت کے لیے شہزادۂ والا قدر کی تعظیم ضروری اور اس سے توسّل موجبِ سعادت ہے اِسی طرح اس سے مقابلہ کرنا شقاوت کی علامت اور اس پر مفاخرت کا اظہار بدانجامی پر دلالت کرتا ہے۔ ایسا ہی ہر صاحب کمال کے حضور میں تواضع اور تذلل سعادت دارین کا باعث ہے اور اس کے حضور میں اپنے علم و کمال کو کچھ سمجھ بیٹھنا دونوں جہان کی شقاوت ہے۔ اس کے ساتھ یگانگی رکھنا رسول سے یگانگی ہے اَور اس سے بیگانگی رسول سے بیگانگی کے مترادف ہے۔''

(منصب امامت صفحہ 110۔ مطبع حاجی حنیف اینڈ سنز لاہور۔ سن اشاعت 2008ء)

### خلیفۂ وقت قربِ خداوندی کا ذریعہ

”امام وقت سے سرکشی اور روگردانی گستاخی کا باعث ہے۔ امام کے ساتھ بلکہ خود رسول کے ساتھ ہمسری ہے۔ اور خفیہ طور پر خود ربّ العزت پر اعتراض ہے کہ ایسے ناقص شخص کو کامل شخص کی نیابت کا منصب عطا ہوا۔ الغرض اس کے توسّل کے بغیر تقربِ الٰہی محض وہم و خیال ہے جو سراسر باطل اور محال ہے۔“

(منصب امامت صفحہ 111)

### خلافت راشدہ نعمت ربانی ہے

”امامتِ تامہ کو خلافت راشدہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ اور خلافتِ رحمت بھی کہتے ہیں۔ واضح ہو کہ جب امامت کا چراغ شیشۂ خلافت میں جلوہ گر ہوا تو نعمت ربانی بنی نوع انسان کی پرورش کے لیے کمال تک پہنچی اور کمالِ روحانی اسی رحمتِ رحمانی کے کمال کے ساتھ نورٌ علیٰ نُور آفتاب کی مانند چمکا۔“

(منصب امامت صفحہ 112 از شاہ اسماعیلؒ)

مولانا ابوالکلام آزاد خلیفۂ راشد کا مقام بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

”نبوت کا مقام، تعلیم و تربیت امت کی مختلف قوتوں سے مرکب تھا۔ قرآن کریم نے ان کو تین اصولی قسموں میں بانٹ دیا ہے۔ یَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ O وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (سورۃ الجمعہ: 3) تلاوت آیات، تزکیہ نفوس، تعلیم کتاب و حکمت، خلفائے راشدینؓ ان تینوں منصبوں میں وجود نبوت کے نائب تھے۔ وہ منصب اجتہاد و قضاء شرح کے ساتھ قوت ارشاد و تزکیہ و تربیت بھی رکھتے تھے۔ وہ ایک صاحب وحی کی طرح خدا کے کلام کی منادی کرتے، ایک نبیؑ کی طرح دلوں اور روحوں کو پاکی بخشتے اور ایک رسولؐ کی طرح تعلیم کتاب اور حکمت و سنت سے امت کی تربیت و پرورش کرنے والے تھے۔ وہ ایک ہی وجود میں ابو حنیفہؒ و شافعیؒ بھی تھے اور جنیدؒ

اور شبلیؒ بھی، نخعیؒ وحمادؒ بھی تھے اور ابن معینؒ وابن راہویہؒ بھی۔ جسموں کا نظام بھی انہی کے ہاتھوں میں تھا اور دلوں کی حکمرانی بھی انہی کے قبضہ میں تھی۔ یہی حقیقی اور کامل معنیٰ منصب نبوت کی نیابت کے ہیں اور اسی لئے ان کا وجود اور ان کے اعمال بھی اعمال نبوت کا ایک آخری جزء تھے کہ عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِيْنَ اور اسی لئے وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ کے حکم میں نہ صرف سنت عہد نبوت بلکہ خلافت راشدہ خاصہ کی سنت بھی داخل ہوئی اور شرح اس سرّ الٰہی کی بہت طولانی ہے یہاں محض اشارات"

(مسئلہ خلافت صفحہ 34۔ناشر مکتبہ جمال لاہور۔سن اشاعت 2006ء)

مولانا ابوالکلام آزاد نظام خلافت کی ضرورت واہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اسلام کا قانون شرعی یہ ہے کہ ہر زمانے میں مسلمانوں کا ایک خلیفہ ٗ وامام ہونا چاہیئے۔ "خلیفہ" سے مقصود ایسا خود مختار مسلمان بادشاہ اور صاحب حکومت ومملکت ہے جو مسلمانوں اور ان کی آبادیوں کی حفاظت اور شریعت کے اجراء ونفاذ کی پوری قدرت رکھتا ہو اور دشمنوں کے مقابلہ کے لئے پوری طرح طاقتور ہو۔

اس کی اطاعت اور اعانت ہر مسلمان پر فرض ہے اور مثل اطاعت خدا اور سول ﷺ کے لئے ہے تاوقتیکہ اس سے کفر بواح (صریح) ظاہر نہ ہو۔جو مسلمان اس کی اطاعت سے باہر ہوا، وہ اسلامی جماعت سے باہر ہو گیا۔ جس مسلمان نے اس کے مقابلے میں لڑائی کی یا لڑنے والوں کی مدد کی اس نے اللہ اور اس کے رسول کے مقابلے میں تلوار اٹھائی۔ وہ اسلام سے باہر ہو گیا اگرچہ وہ نماز پڑھتا ہو، روزہ رکھتا ہو اور اپنے تئیں مسلمان سمجھتا ہو۔ ایک خلیفہ کی حکومت اگر جم چکی ہے اور پھر کوئی مسلمان اس کی اطاعت سے باہر ہوا اور اپنی حکومت کا دعویٰ کیا تو وہ باغی ہے اس کو قتل کردینا چاہیئے۔"

(مسئلہ خلافت۔صفحہ 187۔ناشر: مکتبہ جمال لاہور۔سن اشاعت 2006ء)

علّامہ الشیخ الطنطاری الجواہری اپنی کتاب ”القرآن والعلوم العصریہ “صفحہ 21 پر آیت استخلاف کو درج کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

هذه الاية ذكرنا ها مرة اخرى فى الكتاب و اعدنا ها ههنا بعد ان بينا طريق الاتحاد بين المسلمين تلك الطريق التى هدانا الله لاستخراجها من الكتاب العزيز لا سبيل الى اسعاد المسلين بغيريا ولا سبيل لاراحتهم وتمكينهم فى الارض واستخلافهم فيها و تبديل خوفهم امنا الا بهذه السبيل وحدها (الخلافة)

یعنی اس آیت کو ہم نے اس کتاب میں دوبارہ ذکر کیا ہے اور مسلمانوں کے درمیان اتحاد کا طریق بیان کرنے کے بعد ہم نے پھر اس آیت کو دُہرایا ہے کیونکہ اس طریق کا علم ہمیں کتاب عزیز سے ہوتا ہے اور اس کے بغیر مسلمانوں کی کامیابی کا اَور کوئی طریق نہیں۔ نہ ہی انہیں زمین میں خوشحالی اور طاقت حاصل ہو سکتی ہے اور نہ ہی حکومت میسر آسکتی ہے اور نہ ہی ان کا خوف امن میں تبدیل ہو سکتا ہے۔ مگر صرف اور صرف اس (خلافت) کے ذریعہ۔

(ماہنامہ الفرقان مئی 1967ء صفحہ 25)

اے کاش! مسلمان اس نعمت عظمیٰ کی قدر کریں اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ سے وابستہ ہو کر امن اور سلامتی کے حصار میں پناہ گزیں ہو جائیں۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 12 دسمبر 2020ء)



﴿39﴾

# خلافت کی برکات از فرمودات حضرت مسیح موعود و خلفاء جماعت

## (فراز یاسین ربانی۔ جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل غانا)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ تَمَسَّكُوْا بِهَا وَ عَضُّوا عَلَيْهَابِالنَّوَاجِذِ

(ترمذی کتاب العلم باب الاخذبالسنة)

ترجمہ: پس تم پر فرض ہے کہ میری سنت اور خُلَفَاءِ رَاشِدِيْن کی سنت کو لازم پکڑو۔ پوری طرح اس کی اتّباع کرو اور پُختہ طور پر اس پر قائم ہو جاؤ۔

حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں: اگر تُو اللہ کے خلیفہ کو زمین میں دیکھے تو اس کے ساتھ مضبوطی سے چمٹ جانا اگرچہ تیرا جسم نوچ دیا جائے اور تیرا مال چھین لیا جائے۔

(مسند احمد بن حنبل)

خلفاء مجسم برکت ہوتے ہیں اس برکت کے حصول کا ایک ہی ذریعہ ہے جو آنحضرت ﷺ نے اس حدیث میں بیان فرمایا ہے کہ خلیفہ کے ساتھ مضبوطی سے چمٹ جاؤ اگرچہ تمہارا جسم نوچ دیا جائے اور تمہارا مال چھین لیا جائے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں :

"خَلِيْفَه جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظِلّی طور پر رسول کے کَمالات اپنے اندر رکھتا ہو اس واسطے رسول کریمؐ نے نہ چاہا کہ ظالم

بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اِطلاق ہو کیونکہ خَلِیْفَہ درحقیقت رسول کا ظلّ ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے اِرادَہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اَوْلٰی ہیں ظِلّی طور پر ہمیشہ کیلئے تاقیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خِلافت کو تَجْوِیز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں بَرَکاتِ رِسالَت سے محروم نہ رہے۔"

(شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد6 صفحہ 353)

"خَلِیْفَہ کے لفظ کو اس اشارہ کے لئے اختیار کیا گیا کہ وہ نبی کے جانشین ہوں گے اور اس کی برکتوں میں سے حصہ پائیں گے جیسا کہ پہلے زمانوں میں ہوتا رہا۔ اور ان کے ہاتھ سے برجائی دین کی ہوگی اور خوف کے بعد امن پیدا ہوگا۔"

(شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد6 صفحہ 339)

"اُن کے ہاتھوں میں اور پیروں میں اور تمام بدن میں ایک برکت دی جاتی ہے جس کی وجہ سے اُن کا پہنا ہوا کپڑا بھی متبرّک ہو جاتا ہے۔ اور اکثر اوقات کسی شخص کو چھونا یا اُس کو ہاتھ لگانا۔ اُس کے امراض روحانی یا جسمانی کے ازالہ کا موجب ٹھہرتا ہے۔ اِسی طرح اُن کے رہنے کے مکانات میں بھی خدائے عزّوجلّ ایک برکت رکھ دیتا ہے وہ مکان بلاؤں سے محفوظ رہتا ہے خدا کے فرشتے اُس کی حفاظت کرتے ہیں۔ اِسی طرح اُن کے شہر یا گاؤں میں بھی ایک برکت اور خصوصیت دی جاتی ہے۔ اِسی طرح اُس خاک کو بھی کچھ برکت دی جاتی ہے جس پر اُن کا قدم پڑتا ہے۔"

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد22 صفحہ 19)

خلفاء کو برکاتِ رسالت کے حصول کا ذریعہ قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"رسول کریم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظلّ ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کیلئے تاقیامت

قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔"

(شہادۃ القرآن روحانی خزائن جلد6 صفحہ 353)

حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ فرماتے ہیں کہ

"کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کا کام صرف نماز پڑھا دینا اور یا پھر بیعت لے لینا ہے۔ یہ کام تو ایک مُلّاں بھی کر سکتا ہے اس کے لئے کسی خلیفے کی ضرورت نہیں اور میں اس قسم کی بیعت پر تھوکتا بھی نہیں۔ بیعت وہ ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے اور خلیفہ کے کسی ایک حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے"

(الفرقان، خلافت نمبر۔ مئی جون 1967ء صفحہ 28)

جناب الٰہی کا اِنتخاب بھی تو ایک انسان ہی ہوتا ہے اس کو کوئی ناکامی پیش نہیں آتی۔ وہ جدھر منہ اٹھاتا ہے ادھر ہی اس کے واسطے کامیابی کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور وہ فَضُل، شِفا، نور اور رَحمَت دکھلاتا ہے ... ہزار ہا مَصَائب اور مشکلات آئیں وہ اس کوہِ وَقار کو جُنبِش نہیں دے سکتیں۔ آخر کامیابی اور فتح ان کی ہی ہوتی ہے۔

(خطبات نور صفحہ 56۔57)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں کہ:

"جو خلیفہ مقرر کیا جاتا ہے اس میں دیکھا جاتا ہے کہ اس نے کل خیالات کو یکجا جمع کرنا ہے۔ اس کی مجموعی حیثیت کو دیکھا جاوے۔ ممکن ہے کسی ایک بات میں دوسرا شخص اس سے بڑھ کر ہو۔ ایک مدرسہ کے ہیڈ ماسٹر کے لئے صرف یہ نہیں دیکھا جاتا کہ وہ پڑھاتا اچھا ہے کہ نہیں یا اعلیٰ ڈگری پاس ہے یا نہیں۔ ممکن ہے کہ اس کے ماتحت اس سے بھی اعلیٰ ڈگری یافتہ ہوں۔ اس نے انتظام کرنا ہے، افسروں سے معاملہ کرنا ہے، ماتحتوں سے سلوک کرنا ہے یہ سب باتیں اس میں دیکھی جاویں گی۔ اسی طرح سے خدا کی طرف سے جو خلیفہ ہو گا اس کی مجموعی حیثیت کو دیکھا جاوے گا۔ خالد بن ولید جیسی تلوار کس نے چلائی؟ مگر خلیفہ ابو بکر ہوئے۔ اگر آج کوئی کہتا ہے کہ

یورپ میں میری قلم کی دھاک مچی ہوئی ہے تو وہ خلیفہ نہیں ہو سکتا۔ خلیفہ وہی ہے جسے خدا نے بنایا۔ خدا نے جس کو چن لیا اُس کو چن لیا۔ خالد بن ولید نے 60 آدمیوں کے ہمراہ 60 ہزار آدمیوں پر فتح پائی۔ عمرؓ نے ایسا نہیں کیا"۔ (حضرت عمرؓ نے) "مگر خلیفہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہوئے۔ حضرت عثمانؓ کے وقت میں بڑے جنگی سپہ سالار موجود تھے، ایک سے ایک بڑھ کر جنگی قابلیت رکھنے والا ان میں موجود تھا۔ سارے جہان کو اس نے فتح کیا، مگر خلیفہ عثمانؓ ہی ہوئے۔ پھر کوئی تیز مزاج ہوتا ہے، کوئی نرم مزاج، کوئی متواضع، کوئی منکسر المزاج ہوتے ہیں، ہر ایک کے ساتھ سلوک کرنا ہوتا ہے جس کو وہی سمجھتا ہے۔ جس کو معاملات ایسے پیش آتے ہیں۔"

(خطبات محمود جلد 4 صفحہ 72 تا 73)

پھر آپؓ فرماتے ہیں کہ:

"میں ایسے شخص کو جس کو خدا تعالیٰ خلیفہ ثالث بنائے ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لا کر کھڑا ہو جائے گا تو اگر دنیا کی حکومتیں بھی اس سے ٹکر لیں گی وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گی"

(خلافت حقہ اسلامیہ صفحہ 18)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"خلافت کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جس وقت خَلِیْفَہ کے منہ سے کوئی لفظ نکلے اس وقت سب سکیموں، سب تجویزوں اور سب تدبیروں کو پھینک کر رکھ دیا جائے اور سمجھ لیا جائے کہ اب وہی سکیم وہی تجویز اور وہی تدبیر مفید ہے جس کا خلیفہ وقت کی طرف سے حکم ملا ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 24 جنوری 1936ء)

فرمایا:

"جس کو بھی جس زمانہ میں خدا تعالیٰ ساری جماعت کا اِمام بناتا ہے وہ باقی جماعت کا روحانی باپ ہوتا ہے۔ اور جب تک افرادِ جماعت کا تعلق اس سے ایسی صورت میں نہ ہو جیسا کہ شریف اور نیک بیٹے کا اپنے باپ سے ہوتا ہے اس وقت تک وہ شخص یا وہ قوم یا وہ مُلک ان روحانی

برَکات کا امیدوار نہیں ہو سکتا جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ان لوگوں پر نازل ہوتی ہیں جو اس کے مقرر کردہ خَلِیْفَہ کے ساتھ تعاون کرتے ہیں۔"

(تاریخ احمدیت جلد 13 صفحہ 386)

خلافت سے وابستہ برکات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"پس جب بھی خلافت ہوگی اطاعت رسول بھی ہوگی کیونکہ اطاعت رسول یہ نہیں کہ نمازیں پڑھو یا روزے رکھو یا حج کرو یہ تو خدا کے حکم کی اطاعت ہے اطاعت رسول یہ ہے کہ جب وہ کہے کہ اب نمازوں پر زور دینے کا وقت ہے تو سب لوگ نمازوں پر زور دینا شروع کر دیں اور جب وہ کہے کہ اب زکوٰۃ اور چندوں کی ضرورت ہے۔ تو وہ زکوٰۃ اور چندوں پر زور دینا شروع کر دیں اور جب وہ کہے کہ اب جانی قربانی کی ضرورت ہے یا وطن کو قربان کرنے کی ضرورت ہے تو وہ جانیں اور اپنے وطن قربان کرنے کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ غرض یہ تینوں باتیں ایسی ہیں جو خلافت کے ساتھ لازم و ملزوم ہیں اگر خلافت نہ ہوگی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہاری نمازیں بھی جاتی رہیں گی تمہاری زکوٰتیں بھی جاتی رہیں گی اور تمہارے دل سے اطاعت رسول کا مادہ بھی جاتا رہے گا۔"

(انوار العلوم جلد 15 صفحہ 525 تا 526)

آپ نور اللہ مرقدہ قبولیت دعا کی برکت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"تمہارے لئے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا، تمہاری محبت رکھنے والا، تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا، تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا، تمہارے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا ہے۔"

(انوار العلوم جلد 2 صفحہ 158)

نیز فرمایا:

"اللہ تعالیٰ جس کسی کو منصب خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیت بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے۔"

(انوار العلوم جلد 2 صفحہ 47)

حضرت خلیفۃ المسیح الثّالِث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”سینکڑوں بعض دفعہ ہزاروں (سال کے اندر) ایسی پریشانیاں ہیں کہ جو خلیفۂ وقت کی دعاؤں سے معجزانہ طور پر دُور ہو جاتی ہیں۔...پریشانیاں آتی رہتی ہیں مَیں تو خدا تعالیٰ کا ایک عاجز بندہ ہوں۔ وَ لَا فَخْرَ۔ میرے لئے تو فخر کی بات نہیں خدا تعالیٰ میرے ذریعہ مومنین کی جماعت کے خوف کو بدلتا ہے تو یہ اس کی شان ہے۔“

(خطبات ناصر جلد 7 صفحہ 394)

نیز فرمایا:

”خلیفہ وقت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ہزاروں دعائیں معجزانہ رنگ میں قبول کرتا ہے میں جب قبولیت دعا کے متعلق خط پڑھتا ہوں تو یہ سوچ کر کانپ اُٹھتا ہوں کہ میں اتنا کمزور، گناہگار اور بے بس انسان ہوں اور اللہ تعالیٰ اس قدر پیار کا سلوک مجھ سے کرتا ہے۔“

(خطبات ناصر جلد 2 صفحہ 308)

مزید فرمایا:

”یہ اللہ تعالیٰ کی دین ہے۔... مجھ سے کسی نے پوچھا کہ خلافت سے پہلے کبھی آپ نے سوچا کہ خلیفہ بن جائیں گے مَیں نے کہا:

“No sane person can aspire to this”

کوئی عقلمند آدمی سوچ بھی نہیں سکتا کیونکہ یہ اتنی بڑی ذمہ داری ہے کوئی سوچے گا کیسے۔ کوئی احمق ہی ہو گا، پاگل ہو گا جو یہ کہے گا کہ مجھے یہ ذمہ داری مِل جائے۔“

(خطبات ناصر جلد 7 صفحہ 388 تا 389)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”جماعت احمدیہ کو خدا کی طرف سے ایک رعب عطا ہوا ہے۔ خلافت احمدیہ اس رعب کے ساتھ تمام دنیا کے اوپر خدا تعالیٰ کے دین کی خدمتیں سرانجام دیتی ہے اور اس کا رعب دُور دُور تک اثر کرتا ہے۔ تمہارے دلوں پر بھی یہ پڑتا ہے، یہی رعب ہے جس نے تمہیں خائف کیا ہوا ہے

یہی رعب ہے جس کی وجہ سے تمہارے بدن کانپ رہے ہیں اور تم سمجھتے ہو کہ جب تک خلافتِ احمدیہ زندہ ہے جماعت احمدیہ پھیلتی چلی جائے گی اور کبھی نہیں رک سکے گی تم گواہ ہو اس رعب کے اگر اور کوئی نہیں۔ اس رعب کی سرزمین سے جو خدا کی طرف سے عطا ہوئی ہے تم خلافت احمدیہ کو کبھی نہیں نکال سکتے۔"

(خطبات طاہر جلد4 صفحہ 681-682)

خدا تعالیٰ نے نظام خلافت کی یہ برکت رکھی ہے جو ان شاء اللہ آئندہ عالم میں پھیلتی چلی جائے گی کہ ایک ایسی مرکزی نظر پیدا کر دی گئی ہے جس کو روشنی دنیا بھر کی احمدی نظروں سے ملتی اور وہ اپنی بصیرت سے خلیفہ وقت کو حصہ دیتے چلے جاتے ہیں۔

(خطبات طاہر جلد8 صفحہ 379)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کا یہ بہت بڑا اِحسَان ہے احمدیوں پر کہ نہ صرف ہادیٔ کامل صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمَّت میں شامل ہونے کی توفیق ملی بلکہ اس زمانے میں مسیح موعود اور مہدی کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق بھی اس نے عطا فرمائی جس میں ایک نظام قائم ہے، ایک نظامِ خلافت قائم ہے، ایک مضبوط کڑا آپ کے ہاتھ میں ہے جس کا ٹوٹنا ممکن نہیں۔"

(خطبات مسرور جلد1 صفحہ 256-257)

"خلیفۂ وقت کو جماعت سے براہِ راست اور جماعت کو خلیفۂ وقت سے بغیر کسی واسطے کے ملنے کی تڑپ بھی دونوں طرف سے ہے...... اللہ تعالیٰ نے احسان کرتے ہوئے اس کے لئے بھی نصف ملاقات کا ایک راستہ بھی ہمارے لئے کھول دیا ہے جو ایم ٹی اے کے ذریعے سے انتظام فرمایا ہے۔"

(خطباتِ مسرور جلد8 صفحہ 663)

اب اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے شخص کو خلافت کے منصب پر فائز کیا کہ اگر دنیا کی نظر سے دیکھا جائے تو شاید دنیا کے لوگ اس کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھیں۔ اس کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہ کریں لیکن خدا تعالیٰ دنیا کا محتاج نہیں ہے جیسا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ:

''خوب یاد رکھو کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اور جھوٹا ہے وہ انسان جو یہ کہتا ہے کہ خلیفہ انسانوں کا مقرر کردہ ہوتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی نورالدین صاحب اپنی خلافت کے زمانے میں چھ سال متواتر اس مسئلے پر زور دیتے رہے کہ خلیفہ خدا مقرر کرتا ہے، نہ انسان۔ اور در حقیقت قرآن شریف کو غور سے مطالعہ کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ ایک جگہ بھی خلافت کی نسبت انسانوں کی طرف نہیں کی گئی بلکہ ہر قسم کے خلفاء کی نسبت اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے کہ انہیں ہم بناتے ہیں۔''

(خطبات مسرور جلد2 صفحہ 351)

''یاد رکھیں وہ سچے وعدوں والا خدا ہے۔ وہ آج بھی اپنے پیارے مسیح کی اس پیاری جماعت پر ہاتھ رکھے ہوئے ہے۔ وہ ہمیں کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا۔ وہ آج بھی اپنے مسیح سے کئے ہوئے وعدوں کو اسی طرح پورا کر رہا ہے جس طرح وہ پہلی خلافتوں میں کرتا رہا ہے۔ وہ آج بھی اسی طرح اپنی رحمتوں اور فضلوں سے نواز رہا ہے جس طرح پہلے وہ نوازتا رہا ہے اور ان شاء اللہ نوازتا رہے گا۔ پس ضرورت ہے تو اس بات کی کہ کہیں کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل نہ کرکے خود ٹھوکر نہ کھا جائے۔ اپنی عاقبت خراب نہ کر لے۔ پس دعائیں کرتے ہوئے اور اس کی طرف جھکتے ہوئے اور اس کا فضل مانگتے ہوئے ہمیشہ اس کے آستانہ پر پڑے رہیں اور اس مضبوط کڑے کو ہاتھ ڈالے رکھیں تو پھر کوئی بھی آپ کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین''

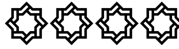
(خطبات مسرور جلد2 صفحہ354)

آپ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”پس اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو یہی نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں۔اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں پنہاں ہے۔“

(الفضل انٹرنیشنل 23تا30مئی 2003ء صفحہ اول)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 16 جنوری 2021ء)



﴿40﴾

# ہمارے لیے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا، خدا کا خلیفہ

(لقمان احمد کشور۔ لندن)

جب کبھی لندن سے باہر رہنے والے افراد سے رابطہ ہو تو عاشقان خلافت احمدیہ کی طرف سے ایک سوال عموماً لندن کے باسیوں سے بشمول خاکسار اکثر کیا جاتا ہے کہ وہاں ہمارے حضور رہتے ہیں، آپ بھی چونکہ وہاں رہتے ہیں یا وہاں سے آئے ہیں تو ہمیں بتائیں حضور کیسے ہیں؟ ان کا قرب کتنا عطا ہوتا ہے اور اس بابرکت وجود کی صحبت سے فیض یاب ہونے کا کتنا موقع ملتا ہے۔ ان کی امامت میں نمازیں کیسے ادا کرتے ہیں۔ کب اور کیسے ان کی دید کا نظارہ ہوتا ہے گویا اس قسم کے بیسیوں سوال ملنے والوں کی زبان پر آتے ہیں جو کسی بھی عاشق کا اپنے محبوب آقا سے متعلق ایک فطرتی تقاضا ہے مگر جب جواب دینے کی باری آتی ہے تو خاکسار کا سر شرم سے جھک جاتا ہے کہ کیسے اس کم تر گناہگار کی باتوں سے حضور کے ان غلاموں اور عاشقوں کو تسکین ملے گی۔ کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ۔ خاکسار تو خود محض اللہ کے خاص فضل سے اس قرب کو آئی سی یو وارڈ کی مانند سمجھتا ہے جہاں انتہائی نگہداشت میں خاکسار جیسے مریض رکھے جاتے ہیں تا طبیب کی خاص نگرانی میں رہ کر شفا پاویں۔

چند سال قبل خاکسار یورپ کے ایک ملک کے جماعتی دورہ پر تھا تو انہی ایام میں نئے سال کا آغاز بھی ہوا۔ اس دن واقفین نو بچوں کی ایک مجلس میں بیٹھے ایک واقف نو نے اس ناچیز سے یہ سوال کر دیا کہ آپ کے لئے گزرا ہوا سال کیسا رہا تو یک لخت زبان پر یہی آیا کہ یہ خاکسار کی زندگی کا سب سے بہترین، بابرکت سال گزرا ہے کیونکہ اس سال کے دوران اب تک کی زندگی میں شمار

کروں تو محض خدا کے فضل سے سب سے زیادہ لمحات حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بروح القدس کے قرب اور مجلس میں حاضر خدمت رہنے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ علیٰ ذالک

پھر ان کی محبت اور دیوانگی کو دیکھ کر اس بات کی فکر ہونے لگتی ہے کہ کیسے ان کو بتایا جائے کہ ان کا محبوب آقا ان سے بھی بڑھ کر انہیں پیار کرتا ہے اور خیر خواہ ہے۔ وہ دن رات اپنے ان چاہنے والوں کے لئے اپنے خدا کے حضور جھکتے ہوئے اپنے تو اپنے سب غیروں کا بھی بھلا چاہتا ہے۔سب احباب جماعت دن رات اس پیارے وجود کی دعاؤں میں ہیں۔ کیسے کیسے قبولیت دعا کے معجزات ہیں جو ہر روز رونما ہوتے ہیں اور ہمارے لئے ایمان کی ترقی کا باعث بنتے ہیں۔

جیسے بھی حالات ہوں دنیا بھر سے روزانہ سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں محبان خلافت اس یقین اور ایمان کے ساتھ کہ خدا اپنے خلیفہ کی دعائیں نہ صرف سنتا ہے بلکہ فوری بپایہ قبولیت بخشتا ہے، اس امام کی دعا سے فیض یاب ہونے کے لئے اپنے دکھ درد، اپنے مرض، اپنے غم، اپنی تکلیفیں اور اپنی خوشیاں، اپنی کامیابیاں تحریر کر کے گویا اپنا دل نکال کر کاغذ پر رکھ کر آقا کو بھجوا دیتے ہیں اور پھر ان میں سے ہر کوئی جواب کا منتظر رہتا ہے کہ کب شفیق و مہربان، ہمدرد آقا کی طرف سے تسلی اور دعا سے بھرا جواب ملے گا جس سے ان کے زخموں کا مرہم ہوگا، جوابی خط کی تحریر اور اس پر دست مبارک سے کندہ دستخط ان کے دکھوں کا مداوا بنیں گے۔ اس برکت سے انکے سب غم چھٹ جائیں گے۔ اب ان کی تکلیفیں دور ہو جائیں گی اور بیمار بھی شفائے کاملہ وعاجلہ پائیں گے بلکہ بعید نہیں کہ شافی مطلق کا دست شفا دوا اور نسخہ بھی عطا کر دے۔ اس دعا کے فیض اب کامیابیاں ان کے قدم چومیں گی اور وہ ترقی کی نئی منازل کی طرف گامزن ہونگے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے ایک جگہ ارشاد فرمایا کہ

”اللہ تعالیٰ جب کسی کو منصب خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیت بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے“۔

(منصب خلافت صفحہ 32)

پھر ایک اور جگہ اس نعمت سے محروموں کے مقابلہ میں اس کی اہمیت یوں بیان فرمائی:

”تمہارے لئے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا، تمہاری محبت رکھنے والا، تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا، تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا، تمہارے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا ہے مگر ان کے لئے نہیں ہے۔“

(برکات خلافت، انوارالعلوم جلد2، صفحہ 158)

اس ضمن میں مزید خلیفۃ المسیح الخامس حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ بروح القدس کے ہی الفاظ پیش ہیں جو اس نعمت عظمیٰ کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی وفات کے بعد پھر اندرونی اور بیرونی دشمن تیز ہوا۔ لیکن کیا ہوا؟ کیا جماعت میں کوئی کمی ہوئی؟ نہیں، بلکہ خدا تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے مطابق پہلے سے بڑھ کر ترقیات کے دروازے کھولے۔ مشنوں میں مزید توسیع ہوئی۔ افریقہ میں بھی، یورپ میں بھی اور پھر افریقہ کے دورے کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے نصرت جہاں سکیم کا اجراء فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق، ایک رؤیا کے مطابق۔ ہسپتال کھولے گئے۔ سکول کھولے گئے، ہسپتالوں میں اب تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے لاکھوں مریض شفا پا چکے ہیں۔ گورنمنٹ کے بڑے بڑے ہسپتالوں کو چھوڑ کر ہمارے چھوٹے چھوٹے دور دراز کے دیہاتی ہسپتالوں میں لوگ اپنا علاج کرانے آتے ہیں۔ بلکہ سرکاری افسران بھی اس طرف آتے ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ ہمارے ہسپتالوں میں جو واقفین زندگی ڈاکٹرز کام کر رہے ہیں وہ ایک جذبے کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ اور ان کے پیچھے خلیفہ وقت کی دعاؤں کا بھی حصہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے خلیفہ کی لاج رکھنے کے لئے ان دعاؤں کو سنتا ہے اور جہاں بھی کوئی کارکن اس جذبے سے کام کر رہا ہو کہ میں دین کی خدمت کر رہا ہوں اور میرے پیچھے خلیفہ وقت کی دعائیں ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی اس میں بے انتہا برکت ڈالتا ہے۔“

(خطبہ جمعہ 21/مئی 2004ء)

ہمارا خاندان بھی کئی بار قبولیت دعا کے ایسے معجزے دیکھ چکا ہے کہ کیسے خدا نے اپنے خلیفہ کی دعا کو سنتے ہوئے ہم دکھیوں کے علاج کا مداوا کیا اور ہم و غم دور کئے۔ اور جن مسائل سے دوچار تھے دور ہو گئے اور کامیابیاں ملیں۔

فی الوقت ایک واقعہ پیش ہے۔ ہمارے چھوٹے خالو محترم مبارک احمد باجوہ صاحب اپنے گاؤں سے اغواء ہو کر غائب ہو گئے اور دو تین سال تک کوئی خبر نہ ملی۔ ان کی خبر لگانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی گئی۔ ہر ذریعہ اختیار کیا گیا۔ کبھی کسی کے کہنے پر تاوان کی رقم ادا کرنے کے لئے بڑے خالو جان محترم عزیز احمد باجوہ صاحب کو بارڈر پار تک کا سفر کرنا پڑا۔ مگر کوئی کامیابی نہ ہوئی۔ یہاں تک کہ 2014ء میں پہلی بار جب جلسہ سالانہ یوکے میں شمولیت کے لئے لندن آئے تو حضور انور کی خدمت اقدس میں بغرض ملاقات حاضر ہوئے۔ خاکسار بھی اس وقت انکے ہمراہ حاضر خدمت تھا۔ دروازہ سے اندر داخل ہوتے ہی بھرے ہوئے لہجہ اور نم آنکھوں سے کہنے لگے کہ حضور میں تو صرف اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ اپنے گم شدہ بھائی کی خبر لگنے کے لئے دعا کی درخواست پیش کر سکوں۔ خدا کی شان کہ اس وقت حضور انور کی زبان مبارک سے جو الفاظ تحریک بن کر نکلے تو لازمًا فرشتے اسی وقت تائید میں لگ گئے ہونگے۔ حضور نے فرمایا بیٹھیں تو سہی باجوہ صاحب، ان کا بھی پتہ لگ جائے گا۔ ان شاء اللہ۔

خالو جان جب اس سفر سے واپس پاکستان پہنچے تو کچھ روز بعد ہی پولیس والوں نے ان کو بلایا اور کہا کہ ضلع گجرات کی پولیس نے کچھ دہشت گرد اغوا کار اور سہولت کار گرفتار کئے ہیں۔ تفتیش میں سامنے آیا ہے کہ آپ کے بھائی کو بھی ان لوگوں نے اغوا کیا تھا۔ یہ شناخت کے لئے فورًا وہاں پہنچے اور گرفتار مجرموں میں سے ایک سہولت کار کو پہچان لیا جو ان کے گھر میں ایک عیسائی نوکر کے طور پر پلا بڑھا اور جوان ہوا تھا مگر بعد میں نام نہاد مولویوں کے ہتھے چڑھ کر اسلام قبول کر چکا تھا اور اب ایک مجاہد بن کر اس رنگ میں اسلام کی خدمت کر رہا تھا اور بقول اس کے اسے سکھایا گیا تھا کہ مسلمانوں پر قادیانیوں کی جان لینا اور ان کا مال کھانا جائز ہے۔ اغوا کاروں نے چھوٹے خالو کے

اغوا کرنے کے بعد تیز دھار آلہ سے ان کا سر تن سے جدا کر کے نعش کے ٹکڑے کر کے نہر میں بہانے کی سفاک خبر سنا کر اعتراف جرم بھی کر لیا۔ بعد ازاں یہ مجرم ایک پولیس مقابلہ میں کیفر کردار تک پہنچ گئے۔

یہ محض خدا تعالیٰ کا احسان اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بروح القدس کی دعا ہی تھی کہ دو تین سالوں سے لاپتہ خالو کے ساتھ کیا گزری، اس بات کی خبر دنوں میں لگ گئی اور تمام حقیقت حال سامنے آگئی۔ خاندان اندرونی خلفشار سے بھی بچ گیا اور سب سے بڑھ کر یہ تسلی ملی کہ ان کا خون رائیگاں نہیں گیا۔ خدا تعالیٰ نے ان کا خون ناحق نہیں جانے دیا بلکہ اس کے دین کی راہ میں بہا اور انہوں نے شہادت کا عظیم رتبہ پایا ہے۔

بے شک یہ واقعہ ہمارے تمام خاندان کے ازدیاد ایمان اور خلافت احمدیہ پر مزید یقین کامل کا باعث بنا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس نے ازراہ شفقت ہمارے ان شہید خالو کا خطبہ جمعہ میں ذکر خیر کرنے کے بعد نماز جنازہ غائب بھی پڑھایا۔ پھر حضور انور کی خاص دعاؤں، ہدایات اور جماعتی کوششوں کی بدولت ایک شہید کی فیملی ہونے کے سبب ہماری خالہ اور ان کا ایک بیٹا کینیڈا شفٹ ہو چکے ہیں۔

حضور انور نے اپنے اس خطبہ کے اخیر میں بھی وہی الفاظ ارشاد فرمائے جو دوران ملاقات تسلی دیتے ہوئے فرمائے کہ

”اللہ تعالیٰ مرحوم شہید کے درجات بلند فرمائے اور ان کے بچوں کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔ بہر حال پتا تو لگ گیا پہلے صرف اغوا کی خبر تھی۔“

(خطبہ جمعہ 19/دسمبر 2014ء)

اقبال جیسا شاعر ایک مصرع تو کہہ گیا تھا کہ نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں۔ مگر یقیناً وہ اس کے مطلب سے بے بہرہ اور بے فیض ہی رہا۔ لیکن خلافت احمدیہ کے یہ ادنیٰ چاکر اور غلام تو حقیقتاً اپنی زندگیوں میں آئے روز یہ ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں کہ کیسے خدا کے اس نمائندہ اور

خلیفۃ الرسول کی نگاہ سے تقدیریں بدلتی ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ اس وقت روئے زمین پر اگر کوئی مرد مومن ہے تو وہ صرف اور صرف وہی ہے جس کو خدا نے اپنا خلیفہ بنایا ہے۔ وہ ہی کل عالم میں ایک خلیفۃ الرسول ہے جو اس دور میں اس کے بندوں کا امام اور ڈھال ہے۔

گزشتہ ایک سال سے دنیا جس کٹھن اور مشکل دور سے گزر رہی ہے ہر طرف موتا موتی اور کروناوائرس کی وجہ سے بیماری کا خوف اور معیشت کی بدحالی کا منظر ہے۔ اس کی وجہ سے اپنے بھی دور ہو کر رہ گئے ہیں۔ مگر جماعت گواہ ہے کہ ابتلاء کے اس دور میں بھی مومنین کی جماعت اور ان کے امام کو خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے قرب میں اور بھی بڑھا دیا ہے۔ ایسے وقت میں بھی ان کا آقا ان کے لئے تسلی اور ڈھارس بنا ہوا ہے۔ آن لائن ورچوئل ملاقاتیں اور کلاسز اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ دنیا کے مختلف اور دور دراز کناروں میں آباد ایسے احمدی احباب و خواتین جو عمومی حالات میں اس خوش بختی کا سوچ بھی نہیں سکتے تھے جو ان ایام میں ان ملاقاتوں میں شامل ہو کر اپنی اس خوش قسمتی پر نازاں ہوتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بروح القدس براہ راست ان سے ہمکلام ہیں اور ان کا نام لے کر ان کو پکار رہے ہیں۔ اپنے آقا کی اس شفقت اور محبت پر وہ سب بطور شکرانہ خدا کے حضور سجدہ ریز ہیں۔

وباء کے ابتدائی ایام میں جب یوکے میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بروح القدس سے ذاتی اور دفتری ملاقاتیں بند ہو گئیں اور آپ کی اقتداء میں نمازوں میں حاضر ہونے سے روک دیا گیا تو شمع خلافت کے پروانوں کے لئے باقی لاک ڈاؤن کوئی مشکل کام نہیں تھا مگر اس بندش نے تو جیسے ان کے پر ہی کاٹ دیئے ہوں، حوصلے ٹوٹ گئے ہوں اور ان سے جینے کا حق چھینا گیا ہو۔ ان کی سانسیں تو اس بندش کی خبر سے ہی گھٹنے لگی تھیں کہ جن کا کوئی دن ایسا نہ گزرا تھا جب ظاہری آنکھ نے اس محبوب کے دیدار سے تر ہو کر خدا کا شکر نہ ادا کیا ہو اور اپنے محسن نبی ﷺ پر درود نہ بھیجا ہو۔ اس بندش سے تو گویا ان کی بینائی ہی چلی گئی ہو۔ قصر خلافت کے قرب و جوار میں رہنے والا احمدی بھی تب سے صرف ایم ٹی اے کی آنکھ سے یا کسی کی طرف سے سوشل میڈیا پر شئیر کی ہوئی تصویر یا ویڈیو

سے اس بابرکت وجود کا دیدار کر کے اس گھٹن میں آکسیجن کا کام لیتا ہے۔ بے شک ایسے پریشان کن دور میں جماعت احمدیہ سے تعلق رکھنے والے ہر طبقہ کے لئے صرف ایک وہی وجود حضرت مسرور ہیں جو مسرور کن ہیں اور اپنے حسین چہرے سے مسکراہٹوں کے مسحور کن پھول بکھیر کر ذکر الٰہی کی طرف توجہ دلانے کا سبب اور اطمینان قلب کا ذریعہ ہیں۔ خدا تعالیٰ ہمیشہ ان کے ساتھ ہو، روح القدس کے ذریعہ ان کی تائید کرتا رہے۔ ان کی عمر اور صحت میں برکت عطا فرمائے۔ آمین

اپنی گزارشات کا اختتام ایک شعر پر کرتا ہوں جو خاکسار کے بہت ہی محترم اور مکرم استاد میر محمود احمد صاحب نے کہا تھا

ے مجھ کو بس ہے میرا مولیٰ، میرا مولیٰ مجھ کو بس
'کیا خدا کافی نہیں ہے' کی شہادت دیکھ لی

خدا تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور صحت سے رکھے جنہوں نے جامعہ کی تدریس کے دوران ہمیں خلافت احمدیہ کے مقام اور حضرت خلیفۃ المسیح کی ذات بابرکات سے سچی اطاعت کے تعلق، اس کے حقیقی ادراک، نیز خلیفہ وقت کی دعاؤں سے فیضیاب ہونے کے طریق کو اپنے قول و فعل سے ہم پر اجاگر کرنے کی ہر ممکن کوشش کی اور عملی نمونہ سے ثابت کیا کہ کیسے خلافت کے حقیقی جانثاروں میں شامل ہو کر ہر آواز پر لبیک کہتے ہوئے ہمیشہ اس کے سلطان نصیر بننے کی کوشش کرنی چاہئے اور یہی ایک واقف زندگی کا مطمح نظر ہونا چاہیئے۔ ہمیشہ ان کی دعائیں ملتی رہیں۔ اللہ کرے ایسا ہی ہو۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 مئی 2021ء)



﴿41﴾

# خلفائے سلسلہ احمدیہ کے ساتھ روح پرور اور پُر شفقت یادیں

(حیدر علی ظفر۔ مبلغ سلسلہ و نائب امیر جرمنی)

خلافتِ حقہ وہ شجرۂ طیبہ ہے جس کی شاخیں ایک طرف آسمان کی بلندیوں کو چھو رہی ہوتی ہیں تو دوسری طرف اس کی جڑیں زمین کی اتھاگہرائیوں میں پیوست ہوتی ہیں اور یہ وہ سدا بہار درخت ہے جو ہر لحظہ اور ہر آن اپنے رب سے تازہ بتازہ شیریں پھل لاکر مومنوں کی تسکین کے سامان پیدا کرتا ہے اور اسکی مہک اور خوشبو مومنوں کے دلوں کو ہمیشہ معطر رکھتی ہے اور انہیں نئی روحانی زندگی عطا کرتی ہے۔ یہ وہ حبل اللہ ہے جس کو مضبوطی سے تھامنے اور اس کی کامل اطاعت و فرمانبرداری کا حکم ہے۔ اس لئے خلافت کے ساتھ زندہ اور براہ راست تعلق رکھنا ہر احمدی کے لئے ضروری ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے خطبۂ جمعہ فرمودہ 17 جنوری 1930ء میں فرمایا:

”جب تک خلافت قائم ہے ہر ایک احمدی کا براہِ راست خلیفہ کے ساتھ تعلق ہے۔ جسے خدا تعالیٰ سے ہر ایک انسان کا براہِ راست تعلق ہے“

(خطباتِ محمود جلد 12۔ صفحہ 262)

ایک احمدی اور خلیفۂ وقت کا تعلق کیا ہے؟ اس بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ کو الہاماً ملنے والی بشارت، حضرت مسیح موعودؑ کے اپنے بیان اور پھر ان پر حضرت مصلح موعودؓ کے تبصرہ کو پڑھیں اور خلیفۂ وقت کے مقام کو سمجھیں اور اس تعلق، پیار اور محبت میں جتنا بڑھ سکتے ہیں، بڑھیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام کو الہاماً یہ بشارت دی تھی:

”میں تیری محبت لوگوں کے دلوں میں ڈالوں گا اور میں اپنی آنکھوں کے سامنے تیری پرورش کروں گا۔“

(روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 239)

نیز حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ:

''ہزارہا انسان خدا نے ایسے پیدا کئے کہ جن کے دلوں میں اس نے میری محبت بھر دی''

(روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 239)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ یہ الٰہی وعدہ نہ صرف آپ کی زندگی میں ہی بڑی شان سے پورا ہوا بلکہ آپ کے بعد قائم ہونے والی خلافت حقہ کے ذریعہ آج تک پورا ہوتا چلا آرہا ہے اور قیامت تک ان شاء اللہ پورا ہوتا چلا جائے گا۔ احمدیوں کو اپنے پیارے امام سے جو للّٰہی محبت کا تعلق ہے اس کا بیان الفاظ میں ممکن نہیں۔ خلافت سے یہ زندہ تعلق ایک ایسا شاداب درخت ہے جسے ادب و احترام کے پانیوں سے سیراب کیا جاتا ہے۔ جو دعاؤں کے جلو میں پروان چڑھتا ہے اور اس پر اخلاص و عقیدت کے پھول اور محبتوں اور چاہتوں کے پھل لگتے ہیں۔ خلافت سے یہ محبت اُس خدا کی عطاء ہے جس نے فرمایا ہے کہ خلیفہ بنانا میرا کام ہے۔ اُسی نے اس خلافت کی بارش سے ہر قسم کی زمین کو سیراب فرمایا ہے اور ہر چھوٹے بڑے کو اس محبت سے حصہ عطا فرمایا ہے۔ لیکن صرف ہم احمدی ہی اپنے آقا سے محبت نہیں کرتے بلکہ ہماری محبت سے کہیں بڑھ کر خلیفۂ وقت کے دل میں ہمارے لئے محبت موجزن رہتی ہے۔ خلافت سے زندہ تعلق پیدا کرنے کے لئے اِس حبل اللہ، عروۂ وثقیٰ کو، اس کڑے کو بڑی مضبوطی کے ساتھ پکڑنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ '' کے قرآنی حکم کے تحت پیارے امام کی صحبت اختیار کرنا اور خلیفۂ وقت کے ساتھ محبت وعقیدت اور فدائیت کا قریبی تعلق استوار کرنا بھی نہایت ضروری ہے۔ اس کے لئے ذاتی اور فیملی ملاقاتیں کرنا اور شرفِ مصافحہ حاصل کر کے خلیفۃ اللہ کے نور کو براہِ راست اپنے اندر جذب کرنا یقیناً اِس محبت کے حصول کا ایک ذریعہ ہے۔ بخدا یہی وہ چہرے ہیں جن کو پا کر اور انکے احکامات پر عمل پیرا ہونا نارِ جہنم کو حرام کر دیا کرتا ہے اور ان نورانی وجودوں کو ایک بار دیکھ لینے سے جسم و روح کی قسما قسم کی جہنم ہمیشہ کے لئے ٹھنڈی پڑ جاتی ہے۔ پھر دعائیہ خطوط کے ذریعہ براہِ راست رابطہ رکھ کر

بھی اس تعلق کو مزید بڑھایا اور زندہ رکھا جاسکتا ہے۔ جب تک ہم بار بار خلیفۃ المسیح سے دعائیں اور مشورے نہیں لیں گے ہمارے کاموں میں برکت نہیں پڑ سکتی۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

”جس پر خدا اپنے الہام نازل فرماتا ہے۔ جس کو خدا نے اس جماعت کا خلیفہ اور امام بنادیا ہے اس سے مشورہ اور ہدایت حاصل کر کے تم کام کر سکتے ہو۔ اس سے جتنا تعلق رکھو گے اسی قدر تمہارے کاموں میں برکت پیدا ہو گی۔ جس طرح وہی شاخ پھل لا سکتی ہے جو درخت کے ساتھ ہو۔ وہ کٹی ہوئی شاخ پھل پیدا نہیں کر سکتی جو درخت سے جدا ہو“

(الفضل 20 نومبر 1946ء)

پس خلیفۂ وقت سے زندہ تعلق ایک احمدی کے لئے نہایت ضروری ہے۔ خلافت سے تعلق کے معنیٰ مَیں تو یہ سمجھتا ہوں کہ خلیفۂ وقت کی کامل اطاعت کی جائے اور اس کی طرف سے آنے والے ہر حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کیا جائے جس طرح کی اطاعت کا نمونہ حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیش کیا۔ اسلئے چاہیئے کہ ہم خلیفۂ وقت کے مقام کا عرفان حاصل کریں اور اس سے وابستہ رہیں اور اسکی کامل اطاعت کو اختیار کریں کیونکہ تمام برکتیں خلیفۂ وقت سے تعلق کے نتیجہ میں مل سکتی ہیں۔ ایک بڑی برکت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اُس کی دعاؤں کی قبولیت کو بڑھا دیتا ہے۔ خلیفۂ وقت کی دعاؤں کی قبولیت کے حوالے سے سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک پُر معارف ارشاد اس طرح ہے:

”اسی طرح پر اللہ تعالیٰ جس کسی کو منصبِ خلافت پر سرفراز کرتا ہے۔ تو اس کی دعاؤں کی قبولیت بڑھا دیتا ہے۔ کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے۔“

(منصبِ خلافت۔ انوار العلوم جلد 2۔ صفحہ 47)

اس لئے اخلاص و وفا کے ساتھ خلیفۂ وقت کی خدمت میں اپنے لئے اپنے بیوی بچوں کے لئے دعا کے لئے لکھتے رہنا چاہیئے۔ اور خلیفۂ وقت کے لئے بھی ہمیشہ اور بڑی باقاعدگی کے ساتھ دعائیں کرنی چاہیئں اور اس کے ارشادات کو توجہ سے سننا اور ان پر عمل کرنا لازم بنائیں۔

یاد رکھیں کہ جس قدر آپ کا خلیفۂ وقت سے ذاتی تعلق ہو گا اور ان کے مقاصد عالیہ کی تکمیل کے لئے ہر روز بڑی توجہ، انہماک اور الحاح سے بکثرت دعائیں کریں گے اور اس کے ساتھ سچی محبت رکھیں گے۔ تو اسی قدر آپ دینی ودنیاوی حسنات سے حصہ پائیں گے۔ خلفائے حضرت مسیح موعودؑ کی احباب جماعت سے محبت و شفقت کے نظارے تو ہم دن رات مشاہدہ کرتے ہیں۔ یقیناً قارئین الفضل نے بھی اس نعمت سے وافر حصہ پایا ہو گا۔ خلیفۂ وقت سے ذاتی اور فیملی ملاقات کی صورت آج ہر احمدی کو میسّر ہے خواہ وہ دنیا کے کسی ملک میں رہتا ہو۔ خلیفۂ وقت کے قدموں میں حاضر ہو کر وہ یہ شرف حاصل کر سکتا ہے۔ پھر خلیفۂ وقت کے عالمگیر دورہ جات کے دوران ان ممالک کے احمدیوں کو یہ سعادت اپنے ملک میں رہتے ہوئے مل جاتی ہے جس کی روح پرور یادوں سے نہ صرف وہ محظوظ ہوتے ہیں بلکہ اوروں کے دلوں میں بھی وہ خلیفۂ وقت کی محبت کی ایک لَو لگا دیتے ہیں۔ ذیل میں خاکسار خلفائے سلسلہ احمدیہ کے ساتھ اپنی چند روح پرور یادیں شیئر کر رہا ہے۔ وباللہ التوفیق۔

## زیارت حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ناصر آباد اسٹیٹ (سندھ) میں 1950ء کی دہائی میں آمد، قیام، نمازیں پڑھانا اور خطبۂ جمعہ ارشاد فرمانا آج تک مجھے یاد ہے۔ چمن میں آتے وقت مصافحہ کا شرف حاصل ہوتا رہا۔ کنجے جی ریلوے سٹیشن پر حضورؓ کی آمد و الوداع کے مناظر بھی یاد ہیں۔ میرے والد محترم کو حضورؓ کے ناصر آباد اسٹیٹ میں بعض دوروں کے دوران اذان دینے کا شرف حاصل ہوتا رہا۔ ان کی آواز دور دور تک سنائی دیتی تھی اور وہ خوش الحان بھی تھے۔

## حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ساتھ چند یادیں

جہاں تک حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ساتھ یادوں، ملاقاتوں اور حضورؒ کی شفقتوں کا تعلق ہے تو حضورؒ کے خلافت پر متمکن ہونے سے پہلے حضورؒ صدر، صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان، پرنسپل تعلیم الاسلام کالج اور صدر مجلس انصار اللہ پاکستان جیسے جلیل القدر عہدوں پر فائز تھے۔ اس

لئے جماعت میں معروف و مشہور تھے۔ پھر جلسہ سالانہ کے موقع پر بھی حضور کی تقریر ہوتی تھی۔ اس لئے حضور کی شخصیت سے میں متعارف تھا۔ پھر جب حضورؒ خلیفہ منتخب ہوگئے تو اسی رات کو آپ کی بیعت کا شرف حاصل ہو گیا اور وہ جو سنا کرتے تھے کہ لوگوں نے خلافت ثانیہ کی بیعت کے وقت ایک دوسرے کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر مسجد نور قادیان میں بیعت کی تھی وہ نظارہ ہم نے مسجد مبارک ربوہ میں نہ صرف دیکھا بلکہ اس کا حصہ بھی بننے کی توفیق ملی۔ پھر کیا تھا کہ ہوسٹل جامعہ احمدیہ کے طلباء صبح و شام ہوسٹل سے نکل کر پہاڑی درّہ کو کراس کر کے گول بازار سے ہوتے ہوئے مسجد مبارک میں حضور کی اقتداء میں نمازیں پڑھنے جاتے اور حضور کے درس و ارشادات سے مستفید ہوتے۔ اب حضورؒ کی گفتگو کا رنگ ہی اور تھا اور حضورؒ کی زبانِ مبارک سے الٰہی حقائق و معارف بڑی تیزی کے ساتھ بیان ہو رہے ہوتے تھے جن کو سننے کے لئے لوگ جوق در جوق مختلف محلہ جات سے آتے تھے۔ اجتماعی بیعت کے بعد پھر انفرادی بیعت کے لئے بھی حضورؒ کی خدمت میں خط لکھے گئے۔ ابھی تھوڑے دن ہی گزرے تھے کہ ہمارے پرنسپل مکرم سیّد میر داؤد احمد صاحب غفر اللہ لہٗ نے حضور کو جامعہ کے طلباء سے خطاب کی دعوت دی۔ اس طرح ہم حضورؒ کی ہدایات و نصائح سے زیادہ قریب سے متمتع ہوئے۔ مجلس خدام الاحمدیہ کے بعض پروگراموں میں بھی حضورؒ کا قُرب نصیب ہوتا رہا۔ پھر مربی سلسلہ بننے کے بعد پاکستان میں ایک بار تقرری کے حوالہ سے حضورؒ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ اس کے بعد کی کچھ ملاقاتوں کا احوال درج کرتا ہوں:

جب 1971ء کی گرمیوں میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اسلام آباد تشریف لائے جہاں حضور رحمہ اللہ رہائش پذیر تھے وہاں پر احباب جماعت نمازوں کی ادائیگی اور ملاقات کیلئے حاضر ہوتے۔ ایک روز کھڑے کھڑے حضور آنے والوں کو شرفِ ملاقات بخش رہے تھے۔ جب میں نے السلام علیکم کہا اور مصافحہ کیلئے ہاتھ بڑھایا تو حضورؒ نے فرمایا:

Ich freue mich Sie zu sehen

ترجمہ: میں آپکو دیکھ کر خوش ہوا ہوں۔ میں نے فوری طور پر جواباً عرض کیا:

Ich freue mich auch Sie zu sehen

ترجمہ: ”میں بھی آپکو مل کر خوش ہوا ہوں“۔

اسی طرح میرے دونوں ساتھیوں مکرم ملک منصور عمر صاحب اور مکرم صالح محمد خاں صاحب سے بھی حضورؒ نے جرمن اور فرنچ زبان میں ایک ایک جملہ ارشاد فرمایا۔ اس کے بعد نماز پڑھی اور ہم واپس راولپنڈی آ گئے۔ کچھ دنوں کیلئے حضورؒ کا وہاں پر قیام تھا۔ پھر حضورؒ واپس ربوہ تشریف لے گئے۔

اچانک ایک دن وکالتِ تعلیم ربوہ کی طرف سے ہمیں خط آیا کہ حضورانورؒ نے ہمیں نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ماڈرن لینگویجز کے ہوسٹل میں داخل ہونے کا ارشاد فرمایا ہے۔ سبحان اللہ! پیارے آقا کی اس شفقت اور رہائش کی مشکلات سے رہائی پر ہم نے خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ بعد میں پتا چلا کہ اسلام آباد سے واپس جانے کے بعد ایک روز حضور انورؒ نے حضرت سیّد میر داؤد احمد صاحبؓ سے فرمایا کہ آپکے شاگرد اچھا پڑھ رہے ہیں۔ مکرم سیّد میر داؤد احمد صاحب کو ہماری رہائش کی مشکلات کا علم تھا۔ ہم نے تو کسی سے کوئی ذکر نہیں کیا تھا۔ تاہم مسجد نور راولپنڈی میں مرکز سے آنے جانے والے ہمیں دیکھتے تھے، کسی نے میر صاحب کو بتا دیا ہو گا۔ حضور انورؒ کے اس ارشاد پر کہ ”آپکے شاگرد اچھا پڑھ رہے ہیں“۔ حضرت میر صاحبؓ نے مناسب موقع سمجھ کر حضور انورؒ سے عرض کی کہ حضور! انکو رہائش کی مشکلات ہیں تو اس پر حضور انورؒ نے ہمیں ہوسٹل میں شفٹ ہو جانے کا ارشاد فرمایا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالك۔

## تقریب سنگِ بنیاد مسجد گوتھن برگ میں شمولیت اور حضورؒ سے شرفِ ملاقات

جب 27 ستمبر 1975ء کو مسجد گوتھن برگ، سویڈن کا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے سنگِ بنیاد رکھا تو خاکسار کو جو ان دنوں مسجد فضلِ عمر ہمبرگ کا امام تھا اور مکرم فضل الٰہی انوری صاحب امیر و مشنری انچارج جرمنی کو اس تقریب میں شامل ہونے کی سعادت ملی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالك۔ 28 ستمبر 1975ء کو حضور رحمہ اللہ نے گوتھن برگ کے (ہوٹل سکینڈے نیویا) میں

یورپی ممالک کے مبلغین کی کانفرنس کی صدارت بھی فرمائی جس میں یورپ میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کو ترقی دینے پر غور کیا گیا۔

پھر 1976ء میں سکنڈے نیوین مشنز کے دورہ کے دوران 20 اگست 1976ء کو گوتھن برگ سویڈن میں حضورؒ نے مسجد کا افتتاح بھی فرمایا تھا۔ اس موقع پر جرمنی سے مکرم فضل الٰہی انوری صاحب نے متعلقہ افسران سے خصوصی کوشش کر کے اسائیلم پر موجود احباب جماعت کو اس تقریب میں شامل ہونے کی اجازت دلوائی اور پھر فرینکفرٹ سے ایک بس لے کر گئے۔ خاکسار کو اس بس میں سوار ہونے کے لئے راستہ میں ایک سٹاپ پر شامل ہونے کی توفیق مل گئی۔ مسجد کے افتتاح کے بعد شام کو حضور رحمہ اللہ کی ایک ہوٹل میں قیام گاہ پر خاکسار اور مکرم انوری صاحب نے ملاقات بھی کی جس کے بعد حضور رحمہ اللہ نے ہمارے ساتھ ایک فوٹو بھی بنوائی۔

سکنڈے نیویا کے دورے کے بعد حضورؒ کا اگلا پروگرام جرمنی تشریف لانے کا تھا اس لئے ہدایت تھی کہ سرحد پر حضور رحمہ اللہ کا استقبال کیا جائے۔ ہمبرگ مشن کے پاس اُس وقت کوئی گاڑی نہیں تھی۔ Nord Deutschland اور West Deutschland میں صرف دو تین احباب جماعت کے پاس گاڑیاں تھیں۔ البتہ ہمارے لئے Kempen کی جماعت کے ایک دوست مکرم مسعود احمد خان صاحب کی گاڑی تھی جسے ہم دونوں لے کر بارڈر پر مقررہ وقت پر حاضر ہو گئے۔ استقبال کے بعد حضور رحمہ اللہ بمعہ قافلہ قریب ہی ایک ہوٹل میں تشریف لے گئے جہاں پر چائے/کافی وغیرہ سے بمعہ قافلہ حضور رحمہ اللہ کی تواضع کی گئی۔ یہاں پر ایک اخباری نمائندہ بھی آیا اور اس نے حضور رحمہ اللہ کی تصاویر لیں اور میرا انٹرویو بھی لیا۔ اس انٹرویو میں حضور رحمہ اللہ کے تعارف کے علاوہ حضورؒ کے دورہ کی تفصیلات بھی بتائی گئی تھیں۔ حضور رحمہ اللہ کے دورے کے مقصد کا ذکر کرتے ہوئے اخبار نے لکھا کہ وہ اسلام کی اشاعت اور جماعت احمدیہ کے ممبران کی تربیت کے لئے ہے۔ اس خبر کو اس نے حضور رحمہ اللہ کے دو تصاویر سے مزّین کیا۔ اس کے بعد ہمبرگ کے لئے روانگی ہوئی۔ حضور رحمہ اللہ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ آپ آگے چلیں۔ کچھ دیر تک

ہماری گاڑی آگے چلتی رہی مگر پھر ہماری گاڑی پیچھے رہ گئی اور قافلہ آگے چلا گیا۔ ہمبرگ میں داخل ہونے سے کچھ پہلے قافلے کی گاڑیاں رکی رہیں حتیٰ کہ ہم بھی آملے پھر یہ قافلہ اکٹھا ہو کر بخیر وعافیت مسجد فضلِ عمر ہمبرگ پہنچا۔ فالحمد للہ۔ مجھے وہ دن خوب یاد ہیں اور آج ہمبرگ میں نہ صرف مشن کے پاس بلکہ احباب جماعت کے پاس بھی کئی کئی اور نہایت عمدہ گاڑیاں ہیں۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ ہمبرگ تشریف لائے تو حضورؒ کی رہائش مشن ہاؤس میں ہی تھی۔ مبلغ کی رہائش گاہ میں جو ایک بیڈ روم تھا اس میں دو نئے سنگل بیڈ خرید کر رکھے گئے تھے اور بھی اس کمرے کی خاص طور پر آرائش کی گئی تھی۔ اُس روز رات کو ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی اور سکیورٹی کے نقطۂ نظر سے ایک خادم باہر چھتری لیکر ڈیوٹی پر کھڑا تھا۔ رات کو کسی وقت اس پر حضورؒ کی نظر پڑی کہ بارش ہو رہی ہے اور ایک خادم درخت کے نیچے کھڑا ہے تو حضورؒ مسجد کی طرف تشریف لائے جہاں ہم بیٹھے ہوئے تھے۔ حضورؒ نے ازراہِ شفقت مجھے فرمایا:

''اس خادم کو بلا لو۔ بارش میں کھڑے ہونے کی ضرورت نہیں۔ تاہم ساتھ ہی یہ ہدایت بھی فرمائی کہ مشن ہاؤس کا باہر کا دروازہ کھلا رکھیں اور کوئی جاگتا رہے۔''

## جرمنی سے پاکستان واپسی پر حضورؒ سے ملاقات

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے اگلی ملاقات کا شرف اس وقت نصیب ہوا جب خاکسار کا تبادلہ پاکستان میں کر دیا گیا اور 16 مارچ 1978ء کو کراچی پہنچ گیا۔ پھر سندھ سے آئے ہوئے عزیز رشتہ داروں سے مل کر میں اپنی اہلیہ کو لے کر عازم ربوہ ہوا۔ ربوہ پہنچ کر دفتر میں حاضری دی۔ جلد ہی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ حضورؒ نے فرمایا کہ میں تو آپ کا انتظار کر رہا تھا اور فکر مند تھا کہ ربوہ کیوں نہیں پہنچے۔ دراصل کراچی پہنچ کر عزیزوں سے میل ملاقات اور ٹرین کی بکنگ میں کچھ وقت صرف ہو گیا تھا جس وجہ سے ربوہ پہنچنے میں قدرے تاخیر ہو گئی تھی۔

حضورؒ نے جرمنی کے بارے میں کچھ باتیں دریافت فرمائیں۔ پھر بچوں کے بارے میں دریافت فرمایا تو اس پر میں نے عرض کیا کہ جنوری 1974ء میں میری جرمنی روانگی کے چند دن بعد بیٹا پیدا ہوا تھا جو کہ پیدائش کے تیسرے دن بقضائے الٰہی وفات پا گیا۔ اس پر حضورؒ نے کچھ دیر خاموشی کے بعد میری اہلیہ کی طرف متوجہ ہوئے اور پھر مسکراتے ہوئے فرمایا کہ آپ کے تو بہت بچے ہونے ہیں۔ ہنستے کھیلتے اچھلتے کودتے۔ پھر تھوڑا رک کر فرمایا۔ مگر ایک شرط ہے کہ اگر آپ نے بچے کی وفات پر صبر کیا ہوگا تو پھر اللہ تعالیٰ آپ کو اولاد دے گا۔ ہمیں حضورؒ کی بات سن کر خوشی ہوئی کہ حضورؒ کی زبان مبارک سے اولاد کی بشارت عطا ہوئی۔ حضورؒ سے ملاقات کے بعد میری اہلیہ کو کچھ فکر لاحق ہوئی کہ میں نے صبر کیا بھی تھا کہ نہیں۔ کچھ عرصہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہمیں 1980ء میں بیٹی عزیزہ قرۃ العین سے نوازا۔ اس کے بعد 1981ء میں بیٹا عزیزم بلال احمد پیدا ہوا۔ اور پھر بیٹا عزیزم لقمان خالد 1985ء میں پیدا ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذالك۔

## حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی دستی بیعت

جب 1982ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد پہلی مرتبہ یورپ کے دورہ پر جرمنی تشریف لائے تو خاکسار نے ڈنمارک اور جرمنی کی سرحد پر آپؒ کا استقبال کیا۔ ہمبرگ میں قیام کے بعد حضورؒ فرینکفرٹ تشریف لے آئے۔ یہاں پر دیگر پروگراموں کے علاوہ ایک سوال و جواب کی مجلس بھی منعقد ہوئی جس کے بعد حضورؒ نے اجتماعی بیعت کا شرف بخشا اور مجھے اور مکرم منصور احمد خان صاحب امیر و مبلغ انچارج جرمنی کو اپنا اپنا ہاتھ حضورؒ کے ہاتھ کے نیچے رکھنے کا ارشاد فرمایا اور پھر حضورؒ نے بیعت کے الفاظ دہرائے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالك۔

1988ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے لائبیریا کا جب دورہ فرمایا تو خاکسار وہاں پر امیر و مبلغ انچارج کے فرائض انجام دے رہا تھا۔ یہ دورہ 31 جنوری سے 2 فروری تک تھا۔ حضورؒ جب تشریف لائے تو وہاں مجھے آپؒ کا استقبال کرنے کی توفیق ملی۔ بلکہ وہاں پر تو صدر مملکت کی طرف

سے وزیر تعلیم نے بھی حضورِ انور رحمہ اللہ کا استقبال کیا۔ استقبال کے لئے ممبرانِ جماعت کے ہمراہ خاکسار ائرپورٹ منروویا Monrovia Roberts Field میں کھڑا تھا تو وزیر تعلیم نے مجھے کہا کہ ہم نے جہاز کے کپتان کو پیغام بھیج دیا ہے کہ His Holiness کو پیغام دے دیا جائے کہ جہاز کے اترنے کے بعد از خود باہر تشریف نہ لائیں بلکہ ہم جہاز کے اوپر آکر ان کو Welcome کہیں گے۔ پھر آپ باہر تشریف لائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ خاکسار اور عزت مآب وزیر تعلیم لائبیریا جہاز کے لینڈ کرنے کے بعد جہاز کے اندر گئے اور حضورؒ کو Welcome کہا۔

یکم فروری کو لائبیریا کے صدر Dr. Samuel Kanneon Doe سے ملاقات کا پروگرام رکھا ہوا تھا جو کہ Executive Mansion میں ہونی تھی۔ حضورؒ Hotel Africa میں قیام پزیر تھے۔ ملاقات کا وقت گیارہ بجے تھا۔ چنانچہ خاکسار نے وہاں پہنچ کر حضورؒ کو اطلاع بھجوائی۔ تھوڑی دیر میں آپؒ باہر تشریف لے آئے۔ گاڑیاں تیار تھیں۔ روانگی سے قبل حضورؒ نے از راہ شفقت مجھے ارشاد فرمایا کہ میں حضورؒ کی گاڑی میں بیٹھ جاؤں۔ تعمیل ارشاد میں جب خاکسار گاڑی میں بیٹھ گیا اور قافلہ روانہ ہوا تو حضورؒ نے بعض جماعتی امور کے بارہ میں گفتگو شروع فرمائی اور بعض باتیں مجھ سے دریافت فرمائیں۔ گفتگو کے دوران خاکسار نے unjustice کا لفظ استعمال کیا۔ اس پر حضورؒ نے فرمایا unjustice نہیں injustice ہوتا ہے۔ چنانچہ اس امر کو یاد کر کے میں ہمیشہ خوش ہوتا ہوں کہ حضورؒ نے میری اصلاح فرمائی۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

حضورؒ کو چند مرتبہ جلسہ سالانہ کے موقع پر جرمنی آنے پر بھی خاکسار نے جرمنی کی سرحد یا پھر کسی اور مقررہ جگہ پر امیر صاحب کے ہمراہ Welcome کہا۔ ایسے ہی ایک موقع پر طے پایا کہ بجائے اس کے کہ ہم سرحد پر کسی جگہ استقبال کریں بہتر ہوگا کہ ہم بلجیم مشن ہاؤس سے ہی حضورؒ کی معیّت میں واپس آئیں۔ چنانچہ مکرم امیر صاحب جرمنی کے ساتھ ایک وفد وہاں پہنچ گیا۔ مشن کے وسیع و عریض احاطہ میں ایک Grill پارٹی ہو رہی تھی اس میں بھی ہم مدعو تھے۔ حضورؒ کے بائیں طرف مکرم امیر صاحب جرمنی تشریف فرما تھے اور ان کے ساتھ خاکسار بیٹھا ہوا

تھا۔ اس سے چند روز قبل کنری سندھ میں میرے چچا کا انتقال ہو گیا تھا جس کی اطلاع میں نے حضورؒ کی خدمت میں بھجوائی تھی۔ چنانچہ اس موقع پر حضورؒ نے میرے چچا کی وفات پر تعزیت فرمائی اور مجھ سے پوچھا کہ ناصر آباد کی جو مسجد نئی بنی ہے وہ آپ نے دیکھی ہے؟

میں نے جواباً عرض کیا کہ ناصر آباد (سندھ ضلع تھرپارکر) گئے ہوئے کافی سال ہو گئے ہیں نئی مسجد میں نے نہیں دیکھی۔ اس پر حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اب کی بار جب وہاں جائیں تو ضرور مسجد دیکھنا۔ میں نے عرض کیا کہ ان شاء اللہ العزیز۔ چنانچہ جب میں اوائل 2003ء میں پاکستان رخصت پر پاکستان گیا تو حضور انورؒ کے ارشاد کی تعمیل میں مَیں ناصر آباد بھی گیا اور یہ مسجد بھی دیکھنے کی توفیق ملی۔ اس کے بعد جب میں ربوہ آیا تو میں نے حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی سے شرف ملاقات حاصل کیا اور آپ کو بتایا کہ مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے یہ مسجد دیکھنے کا ارشاد فرمایا تھا سو الحمدللہ اس ارشاد کی تعمیل کر دی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی شفقتیں اور احباب جماعت سے پیار و محبت کی داستانیں تو ہر احمدی اپنے دل میں لئے ہوئے پھرتا ہو گا۔ میں بھی حضورؒ کی اس شفقت پر پھولے نہیں سماتا کہ حضورؒ نے مجھے اپنے ایک خط میں جبکہ میں دار الذکر لاہور میں بطور مربی سلسلہ خدمت بجا لا رہا تھا، مجھے برادرم حیدر علی ظفر کہہ کر مخاطب فرمایا:

لندن، مؤرخہ 6 جون 1985ء

برادرم حیدر علی ظفر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ آپ کی خدماتِ دینیہ کو شرفِ قبولیت سے نوازے۔ رمضانِ المبارک میں سلسلہ کے لئے خاص دعاؤں پر زور دیں۔ اللہ آپ کے اہل و عیال کو سفر و حضر میں خیریت سے

رکھے۔ سبھی کو آپ کے لئے قرۃ العین بنائے۔ تمام دوستوں کو محبت بھرا سلام اور عید مبارک پہنچادیں۔

والسلام

خاکسار

مرزا طاہر احمد

خلیفۃ المسیح الرابع

## حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے وابستہ چند شفقتوں کا احوال

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کے ساتھ حضور کے مسندِ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد جو مصافحہ کیا تھا اُس کی یاد، اسکا سرور تو ساری عمر اُن خوشکن لمحات کی یاد دلاتا رہے گا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وفات کے روز ہی خاکسار لندن پہنچ گیا تھا۔ یو کے کی جماعت نے خلافت کمیٹی کے ممبران کی رہائش اور ان کی مسجد فضل میں آمد و رفت کے لئے خاص انتظام کیا ہوا تھا۔ نمازوں کے لئے مسجد فضل جاتے تھے۔ باقی وقت ہوٹل میں دعاؤں میں گزرتا تھا۔ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ جو کہ ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ تھے جب وہ لندن پہنچ گئے تو ان کے دستخطوں سے مجلس انتخاب خلافت میں شامل ہونے کی باقاعدہ تحریری اطلاع مل گئی اور گیسٹ ہاؤس کے لئے آتے جاتے وہ بھی نظر آتے تھے۔ پھر 22 اپریل 2003ء کو بعد نماز مغرب و عشاء انتخاب خلافت کمیٹی کی کاروائی منعقد ہوئی اور اس کے نتیجہ میں صدرِ مجلس مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید انجمن احمدیہ نے حضرت سیّدنا مرزا مسرور احمد صاحب ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کے خلیفۃ المسیح الخامس منتخب ہونے کا اعلان فرمایا۔ اس کے بعد حضور انور صدر مجلس کی معیّت میں محراب میں تشریف لائے۔ پھر حضور نے منتخب ہونے والے خلیفہ کے لئے مقرر عہد دوہرایا۔ اس کے بعد سب ممبران کمیٹی سے بیعت لی۔ پھر سب کو فرداً فرداً شرف مصافحہ و معانقہ بخشا۔ جس شفقت سے آپ نے ہر ایک ممبر کو گلے لگایا اس کا سُرور

زندگی بھر آتا رہے گا۔ معانقہ کے وقت حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں میں یہی عرض کر سکا:

"اللہ تعالیٰ روح القدس سے آپ کی تائید فرمائے"۔ اس کے بعد سے تو یہ دعا کہ" اللھم اید امامنا بروح القدس و بارك لنا فی عمرہ و امرہ "ہمیشہ وردِ زبان رہتی ہے۔

مجھے 2006ء میں حج بیت اللہ کی توفیق ملی۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذالك۔ حج پر روانگی سے پہلے اور اسی طرح حرمین شریفین میں قیام کے دوران میں حضور کی خدمت میں خط لکھتا رہا اور وہ اس طرح کہ میں فون پر برادرم مکرم منظور احمد صاحب شادؔ کو درخواست کر دیتا اور وہ خط بنا کر حضور کی خدمت میں بھجوا دیتے۔ جب حج سے واپس آیا تو ان خطوط کے جوابات بھی آئے ہوئے تھے۔ حج سے واپس آنے کے بعد مَیں حضور ایّدہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور نے بڑی شفقت اور محبت سے مجھے فرمایا:

"اب تو آپ الحاج ہو گئے ہیں"۔

ملاقات کے دوران حضور نے حج کے دوران واقعات دریافت فرمائے۔ میں نے حضور کی خدمت میں یہ بھی عرض کیا کہ مجھے حضور ایّدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی عمرہ کرنے کی توفیق ملی ہے۔ فالحمد اللہ علیٰ ذالك۔

### امام وقت سے ملاقات اور مصافحہ

الحمد للّٰہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے اکیلے بھی اور فیملی کے ساتھ بھی ملاقات کا شرف حاصل کرنے کی توفیق ملی۔ علاوہ ازیں متعدد بار صرف مصافحہ کرنے کی بھی سعادت ملی۔ خلیفۂ وقت سے جن کو معانقہ کا شرف حاصل ہو یہ اس کی بڑی خوش بختی ہے لیکن اگر صرف مصافحہ کا موقعہ ہی مل جائے تو یہ بھی بہت برکتوں کا موجب ہوتا ہے۔ امام وقت کے ساتھ مصافحہ کے سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا درج ذیل فرمان ہمیشہ میرے سامنے رہا:

''پہلی بات تو یہ ہے کہ خلفاء کی اپنی طرف سے بیعت نہیں ہوتی بلکہ رسول کی نیابت میں ہوتی ہے۔ ہمارے سلسلہ میں رسول کریم ﷺ کی نیابت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حاصل ہوئی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نیابت خلیفہ کو حاصل ہوتی ہے۔ ادھر رسول کریم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ پر بیعت کرنا قرار دیا ہے۔ چونکہ خلیفہ کے ہاتھ کو رسول کی نیابت حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے امام وقت سے مصافحہ کرنا بھی برکت رکھتا ہے...... یہ مصافحہ ملاقات کے وقت کا مصافحہ ہوتا ہے۔ اس وقت اگرچہ مصافحہ کے لئے بہت تھوڑا وقت ہوتا ہے مگر یاد رکھنا چاہیئے خدا تعالیٰ مامورین خلفاء کی برکات کو مختصر وقت میں پورا کر دیتا ہے۔ اگر یہ بات ان کو حاصل نہ ہو تو وہ اپنا کام پورا ہی نہ کر سکیں''

(انوار العلوم جلد12۔ صفحہ579)

الحمد للہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے جرمنی کے ہر دورے پر دوبار مصافحہ کا شرف حاصل ہوتا رہا۔ حضور اپنی تشریف آوری پر استقبال کے لئے گئی ہوئی پائلٹ کار کے ممبران اور اسی طرح روانگی کے وقت ان ممبران کو مصافحہ کا شرف بخشتے تھے۔ پورے دورے کے دوران حضور انور کی مجالس میں پروگراموں میں قریب بیٹھنے کی سعادت بھی ملتی رہی۔ آمین کی تقریب کے موقعہ پر گفتگو بھی ہو جاتی۔ اسی طرح جلسہ گاہ میں آمد پر بات چیت ہو جاتی مگر مصافحے صرف دو ہی ہوتے تھے۔

## خلیفۂ وقت کی خدمت میں دعائیہ خطوط

خلیفۂ وقت سے زندہ تعلق کے لئے دعائیہ خطوط بہت اچھا ذریعہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے اس کی توفیق ملتی رہی اور مل رہی ہے اور اس طرح میرے پاس بیسیوں خطوط حضور کے اپنے دستخطوں کے موجود ہیں جن میں حضور نے مجھے اپنی دعاؤں سے نوازا ہے۔ اللہ کرے کہ حضور کی یہ دعائیں میرے حق میں قبول ہوں اور صراط مستقیم پر چلنا نصیب رہے اور میرا انجام بخیر

ہو۔ حضور کی طرف سے آنے والے خطوط نہ صرف میرے لئے بلکہ میری اولاد کے لئے بہت بڑے قیمتی سرمایہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان خطوط میں سے ایک خط اس طرح ہے جس میں حضور نے لکھا:

لندن

11.07.2008

پیارے مکرم حیدر علی ظفر صاحب مبلغ سلسلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا۔ اللہ وفا اور ایثار اور پیار میں بڑھائے اور بے لوث خدمت کی توفیق دے اور اپنے مقبول بندوں میں شمار کرے اور ہمیشہ فضلوں سے نوازتا رہے نیز آپ سب کا ہر آن حامی و ناصر اور نگہبان ہو۔ آمین

والسلام

خاکسار

(دستخط) مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

مؤرخہ 11 نومبر 2017ء کو خاکسار پر جرمنی میں فالج کا حملہ ہوا تھا جس سے صحت یابی کے بعد 2018ء میں فیملی کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ملاقات کے لئے لندن حاضر ہوا تو حضور انور نے Reha میں قیام اور Physiotherapy کے متعلق گفتگو فرمائی۔ ازراہِ شفقت کچھ ادویہ تجویز فرمائیں اور ہاتھ میں چھڑی رکھنے کے فوائد کا بھی ذکر فرمایا۔ ملاقات کے اختتام پر حضور انور کے ساتھ ایک فیملی گروپ فوٹو ہوا جس کے بعد الوداع ہوتے وقت حضور نے اپنے دفتر میں رکھی ہوئی اپنی ایک چھڑی مجھے عنایت فرمائی جو کہ گھر سے باہر نکلتے وقت میرے پاس ہوتی ہے۔ اس چھڑی پر کندہ کیا ہوا ہے

(AMEER-L-MU`MINEEN V)

خدا تعالیٰ کی ذات تو ہر وقت انسان کے ساتھ ہوتی ہے مگر اب میں حضور کی شفقت ومحبت کو بھی ہر وقت اپنے پاس پاتا ہوں۔

**نائب امیر مقرر ہونے کے بعد**

1998ء میں جماعت احمدیہ جرمنی کا مبلغ انچارج مقرر کئے جانے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا جو بھی جرمنی کا دورہ ہوا اس میں حضور انورؒ کا بارڈر پر یا جہاں بھی حضور کا ارشاد ہوتا استقبال کرنے اور الوداع کہنے کے لئے محترم امیر صاحب جرمنی، مبلغ انچارج اور جنرل سیکریٹری صاحب پائلٹ کار میں سفر کرتے۔ یہی طریق خلافتِ خامسہ میں بھی جاری ہے۔

نائب امیر جرمنی بننے کے بعد حضور کے استقبال کرنے کے لئے ملکی بارڈر یا جہاں حضور ارشاد فرماتے، استقبال کے لئے میرا جانا نہیں بنتا تھا۔ اس لئے اس موقعہ پر مصافحہ نہ ہوسکنے پر محرومی کا احساس تھا اس لئے میں نے حضور انور کی خدمت میں درخواست کی کہ جب حضورِ انور جرمنی تشریف لائیں اور پھر مسجد بیت السبوح ورُود فرمائیں جہاں پر حضور انور کا شاندار استقبال ہوتا ہے وہاں پر لوکل امیر صاحب فرینکفرٹ حضور کو خوش آمدید کہتے ہیں اور مصافحہ کا شرف حاصل کرتے ہیں وہاں پر یہ عاجز بھی حضور کو خوش آمدید عرض کرے گا۔ چنانچہ اس کے بعد دو دوروں میں ایسا ہی ہوا اور مجھے حضور نے مصافحہ کا شرف بخشا۔ فجزاھم اللّٰہ احسن الجزاء

خلفاء مسیح موعودؑ کی شفقت و محبت کی چند جھلکیاں میں نے آپ کے سامنے پیش کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعا ہے کہ وہ اپنے فضل سے ہم سب کو خلافت کی کامل اطاعت کرتے ہوئے اس سے وابستہ رہنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 مئی 2021ء)



﴿42﴾

# خلافت کی عنایات کی چند خوبصورت یادیں

## (منور احمد خورشید۔ مبلغ سلسلہ انگلستان)

اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں یہ چیز ودیعت فرما رکھی ہے کہ وہ اپنی حیات گذشتہ کے نشیب و فراز میں تلخ و شیریں واقعات کو سوچ سوچ کر غمی اور مسرت کی کیفیت میں جا پہنچتا ہے۔ آج میں بھی خلافت کی عنایات، برکات اور شفقتوں میں سے چند ایک یادیں رقم کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ درحقیقت ایک احمدی تو ہر لمحہ ہی خلافت کے روحانی، ظاہری اور باطنی چشمہ سے سیر اب ہوتا رہتا ہے جس کے نتیجہ میں بہت سے ایمان افروز واقعات جنم لیتے رہتے ہیں۔ ان کا شمار ممکن نہیں ہے۔ انہی یادوں میں سے چند ایک واقعات قلمبند کر رہا ہوں۔ امید ہے یہ خوبصورت یادیں اور واقعات قارئین کرام کے لئے ازیاد ایمان وایقان کا باعث ہونگے۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔

### شجر اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے

ایک بہت ہی دلچسپ اور خوبصورت واقعہ پیش خدمت کرنا چاہتا ہوں۔ یہ واقعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مسند خلافت پر متمکن ہونے سے پہلے کا ہے۔ یہ واقعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اخلاق عالیہ اور سیرت طیبہ کا مظہر ہے۔ میں سینیگال سے پاکستان رخصت پر آیا ہوا تھا۔ سینیگال واپس جانے کے لئے دفتر وکالت تبشیر ربوہ نے میرے لئے فیصل آباد سے کراچی کا ٹکٹ خرید کر دیا۔ ان دنوں مبلغین کو کراچی سے بیرون پاکستان کا ائر ٹکٹ دیا جاتا تھا۔ اندرون ملک ٹرین پر سفر کی اجازت ہوا کرتی تھی۔ ربوہ سے وکالت تبشیر ربوہ کے زیر انتظام مرکزی گاڑی پر فیصل آباد پہنچا۔ میری سیٹ میری خواہش کے مطابق کھڑکی کی جانب اکیلی سیٹ بُک کرادی گئی تھی۔ ٹرین کی آمد پر میں اپنی ریزرو سیٹ پر جا کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں ڈبے کے باقی مسافر

بھی اپنی اپنی سیٹوں پر براجمان ہو گئے۔ اس دوران میں نے دیکھا کہ میری سیٹ کے قریب ہی ایک جانب خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کچھ احباب تشریف فرما ہیں جن میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب، مکرم میر قمر سلمان صاحب اور ان کے ساتھ ربوہ کے ایک اور احمدی دوست تھے۔ ان کے علاوہ ایک غیر شناسا آدمی بھی بیٹھا ہوا تھا۔ مجھے یہ تو معلوم تھا کہ یہ معزز ہستیاں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہیں۔ چونکہ میں ایک لمبے عرصہ سے بیرون ملک تھا اس لئے ان میں سے کسی کے ساتھ ذاتی واقفیت نہیں تھی۔ ابھی گاڑی سٹیشن پر ہی تھی کہ میں اپنے خیالات میں مگن گاڑی کی کھڑکی میں سے باہر کی جانب شہر کا نظارہ کر رہا تھا۔ اتنے میں کسی نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر مجھے اپنی طرف متوجہ کیا۔ میں نے جب مُڑ کر دیکھا تو یہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تھے۔ یہ میری زندگی میں پہلا موقعہ تھا کہ مجھے آپ سے ہمکلام ہونے کی سعادت ملی۔ علیک سلیک کے بعد فرمانے لگے کہ آپ ہمارے ساتھ والی سیٹ پر آجائیں۔ میں نے کہا کہ وہاں تو ایک آدمی بیٹھا ہوا ہے۔ فرمایا کہ ہم نے اس آدمی سے آپ کے ساتھ جگہ بدلنے کے لئے درخواست کی ہے جو اس نے قبول کر لی ہے۔ میرے لئے عجیب کشمکش کا عالم تھا۔ بہر حال آپ کی محبت اور اصرار پر میں ان کے بنچ پر آگیا۔ دوسرا آدمی میری جگہ پر منتقل ہو گیا۔ یہ رات کا سفر تھا۔ رستہ میں بڑے دوستانہ ماحول میں باتیں ہوتی رہیں۔ جیسے ہم عرصہ دراز سے دوست ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیدا کردہ احمدیت کا رشتہ سب رشتوں سے ارفع و اعلیٰ ہے۔ ان سب بزرگوں نے مجھے مبلغ سلسلہ ہونے کے ناطے احترام دیا اور دوران سفر میری ضروریات کا خیال رکھا۔ سب بزرگ اپنا اپنا کھانا ساتھ لائے ہوئے تھے۔ سب نے اپنے اپنے ٹِفنز کھولے اور مجھے بھی باصرار اس دعوت میں شرکت کی دعوت دی۔ آج بھی جب اس واقعہ پر غور کرتا ہوں تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اخلاق عالیہ کا یہ حسین پہلو نگاہوں کے سامنے آجاتا ہے۔

### نہیں محتاج زیور کا جسے خوبی خدا نے دی

میرے ایک عزیز دوست مکرم حمید ظفر صاحب گھانا میں مربی سلسلہ خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ انہی ایام میں حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی گھانا میں جماعتی خدمات پر مامور تھے۔ ایک دن مکرم حمید احمد ظفر صاحب کے ساتھ گھانا کے بارے میں باتیں ہو رہی تھیں۔ اسی دوران مکرم حمید احمد ظفر صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اخلاق حسنہ اور عاجزی وانکساری اور ہمدردی کے بارے میں ایسے کلمات کے ساتھ خراج تحسین پیش کیا جو کسی عام آدمی کے بارے میں بہت ہی کم بیان کیا جا سکتا ہے۔

### مؤمن کی جان نماز میں ہوتی ہے

میرے ایک دوست نے ایک دفعہ بتایا کہ خلافت سے قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خدام الاحمدیہ کے دفتر میں کوئی خدمت بجا لایا کرتے تھے۔ ایک روز سب خدام دفاتر میں اپنے اپنے کاموں میں بہت مصروف تھے۔ نماز کا وقت ہو گیا۔ حضور اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ باقی احباب اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے۔ حضور کافی دیر کھڑے رہے۔ اس دوران ایک نوجوان نے کہا کہ آؤ! پہلے نماز ادا کر لیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ میاں صاحب اس وقت تک گھر نہیں جائیں گے جب تک نماز ادا نہیں کر لیتے۔

### آقا کی غلاموں کی دلجوئی

جامعہ احمدیہ انگلستان میں سالانہ کھیلوں کا آخری دن تھا۔ ہماری خوش نصیبی تھی کہ اس پروگرام میں ہمارے پیارے آقا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بنفس نفیس شریک تھے۔ اس روز اساتذہ جامعہ اور دیگر کارکنان جامعہ کے مابین رسہ کشی کا ایک میچ رکھا گیا تھا۔ سب اساتذہ کو اس میچ میں شامل ہونے کی ہدایت تھی۔

مجھے دل کا عارضہ ہے جس کی وجہ سے اس روز اتفاق سے میری طبیعت قدرے بوجھل سی ہو رہی تھی۔ لیکن تعمیل ارشاد میں انکار بھی نہ کر سکتا تھا۔ لیکن دل میں خواہش تھی کہ

ناسازیٔ طبع کے پیش نظر میں اس رسہ کشی کے مقابلہ میں حصہ نہ لوں۔ اب میچ کے آغاز کا وقت آگیا۔ دونوں ٹیمیں آمنے سامنے آگئیں۔اس دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز میری طرف لپکے اور مجھے ارشاد فرمایا کہ خورشید صاحب! آپ باہر آجائیں۔ میں تو پہلے ہی اس انتظار میں تھا۔ فوری طور پر رسہ چھوڑ کر باہر آگیا۔ خیر مقابلہ ہوا جس میں کارکنان جامعہ کی ٹیم فاتح قرار پائی۔ اس کے بعد پھر مجھے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسکراتے ہوئے فرمایا۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اگر آپ ٹیم میں شامل ہوتے تو آپ جیت جاتے۔

**اور میں بے ہوش ہو گیا**

کئی سال قبل کی بات ہے۔ ایک شب میں اپنے کمرہ میں سویا ہوا تھا۔ اچانک طبیعت خراب ہو گئی۔ میری ادویات نچلے کمرہ میں تھیں۔ میں اٹھا اور نچلے کمرہ میں چلا گیا۔ اس دوران غالباً بلڈ پریشر کے کم ہونے کے باعث میں بے ہوش ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا۔ تھوڑی دیر کے بعد میرے اوسان بحال ہو گئے۔ اگلے روز میں نے اپنی بیماری سے صحت یابی کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں دعائیہ خط تحریر کیا۔

اس واقعہ کے کافی عرصہ بعد میں حضور انور کی خدمت میں فیملی ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ جیسے ہی ہم لوگ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے آفس میں داخل ہوئے تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنی سدا بہار مسکراہٹ کے ساتھ استقبال فرمایا۔ پھر ساتھ ہی فرمایا کہ رات کو طبیعت خراب ہو جاتی ہے۔ دوائی کے لئے نیچے آتے ہیں اور پھر بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ دوائی رات کو اپنے قریب کیوں نہیں رکھ لیتے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی یہ باتیں سن کر میں حیران و پریشان ہو گیا کہ کس طرح ممکن ہے کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نہ صرف میری درخواست دعا والی تحریر کو از خود پڑھا ہے بلکہ اس کے مضمون کو اب تک مِن و عن اپنے دل و دماغ میں مستحضر رکھا ہوا ہے۔ سبحان اللہ

## روحانی بادشاہ کی غلاموں سے محبت

ایک دن میرا بیٹا عزیزم محمد احمد خورشید مربی سلسلہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ عزیز نے شیر وانی پہن رکھی تھی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ شیر وانی کہاں سے لی ہے؟ اس نے بتایا کہ یہ میرے والد صاحب کی ہے۔ چند ماہ کے بعد میری بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات تھی۔ میں نے بھی شیر وانی پہن رکھی تھی۔ فرمایا کہ پچھلے دنوں محمد احمد نے بھی آپ کی شیر وانی پہن رکھی تھی۔ میں نے عرض کی کہ حضور! یہ سب شیر وانیاں آپ کی طرف سے مختلف عیدوں پر تحفہ ملی ہیں۔ فرمایا کہ یہ شیر وانیاں میری نہیں ہوتیں۔ مجھے ملتی ہیں اور میں آپ لوگوں کو دے دیتا ہوں۔ پھر فرمایا کہ میں آپ کو اپنی شیر وانی دوں گا۔

تھوڑی دیر باتیں ہوئیں۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز یکدم اپنی کرسی سے اٹھے اور تشریف لے گئے۔ میرے ساتھ میری اہلیہ بھی تھیں۔ کافی دیر ہو گئی آپ واپس تشریف نہیں لائے۔ ہم پریشان ہو گئے کہ کیا ہو گیا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کہاں تشریف لے گئے ہیں۔ کیا ہم چلے جائیں یا بیٹھے رہیں۔ عجیب گومگو کی کیفیت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واپس تشریف لے آئے۔ آپ کے دست مبارک میں ایک شیر وانی تھی۔ فرمایا کہ مولوی صاحب! اسے پہنیں۔ میں نے عرض کی کہ جی حضور۔ فرمایا کہ ابھی پہنیں۔ اب میں نے پہلے بھی شیر وانی پہن رکھی تھی۔ اس کے بٹن کھولنا ایک کارِ دارد تھا۔ اب تصور کریں۔ میرے سامنے بادشاہ کھڑے ہیں۔ ان کے دستِ مبارک میں شیر وانی ہے۔ میں نے عرض کی کہ حضور! آپ تشریف رکھیں۔ میں پہن لیتا ہوں لیکن میرے آقا حضور بدستور کھڑے رہے جس کی وجہ سے میرے لئے اپنی شیر وانی کے بٹن کھولنا دوبھر ہو گئے۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آرام سے بٹن کھولیں۔ خیر! میں نے بٹن کھولے، شیر وانی اتاری۔ پھر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے دوسری شیر وانی لے کر پہن لی۔ فرمایا کہ یہ

شیر وانی میری اپنی ہے۔ سبحان اللہ! اپنے غلاموں سے کیسی ذرہ نوازی ہے۔ ایسی محبتوں کو کوئی کیسے بھول سکتا ہے۔

### کیا حضور ہمارے خط پڑھتے ہیں؟

میرے بزرگوار چچا مکرم منظور احمد شاد صاحب بتایا کرتے تھے کہ خلافت ثالثہ کے دور کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک بیٹی سے نوازا۔ میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں نومولودہ کے لئے دعا اور نام تجویز کرنے کی درخواست کی۔ حضورؒ نے عزیزہ کا نام طاہرہ نصرت تجویز فرما دیا۔ کراچی میں ہمارے ایک دوست مکرم فیضان رسول صاحب رہتے تھے۔ ان سے ملاقات ہوئی۔ میں نے عزیزہ کی پیدائش اور نام کے بارے میں انہیں بتایا۔ کہنے لگے کہ یہ تو ممکن ہے کہ حضور نے دعا فرمائی ہو۔ لیکن حضور کے لئے یہ کیسے ممکن ہے کہ اس قدر مصروف زندگی میں آپ کے پاس اتنا وقت کہاں ہے کہ آپ ہر خط کو پڑھ کر اس کا جواب دے سکیں۔ اتفاق سے چند روز بعد مجھے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کے دفتر میں جانے کا اتفاق ہوا۔ میں مکرم ظہور احمد باجوہ صاحب جو ان دنوں بطور پرائیویٹ سیکرٹری خدمت کی توفیق پا رہے تھے، کی خدمت میں بچی والے خط کو دیکھنے کی درخواست کی۔ انہوں نے ازراہ شفقت وہ خط مجھے دکھا دیا جس پر حضور انورؒ نے اپنے دست مبارک سے لکھا تھا۔ مبارک ہو۔ طاہرہ نصرت۔ بعد میں میں نے جب مکرم فیضان صاحب کو یہ سارا واقعہ سنایا تو وہ بہت زیادہ حیران و ششدر رہ گئے۔

### حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی شفقت اور نگاہ کرم

سال 2016ء کی بات ہے۔ عید سعید کا دن تھا۔ ان دنوں میری رہائش مچم میں تھی۔ میں اپنی اہلیہ کے ساتھ اپنی گاڑی میں نماز عید کے لئے مسجد بیت الفتوح کے لئے روانہ ہوا۔ ہم نے گاڑی مسجد کے سامنے مارٹن پارک میں حسب انتظام پارک کرنی تھی۔ جب میں پارک کے عقبی گیٹ کی طرف جارہا تھا تو اچانک میں نے دیکھا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کار مخالف

سمت سے آرہی ہے۔ کچھ ہی دیر بعد آپ کی کار میری گاڑی کے مخالف سمت سے گزر کر آگے نکل گئی۔ اس طرح اچانک زیارت سے عید کی خوشی دوبالا ہوئی۔

عید کے کافی دنوں کے بعد میرے بیٹے عزیزم محمد احمد خورشید کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ملاقات تھی۔ دوران ملاقات آپ نے میرے بیٹے سے فرمایا آپ کے ابو کے ڈیالیسز ہوتے ہیں؟۔ بیٹے نے اثبات میں جواب دیا۔ اس پر فرمایا کہ عید کے روز تو وہ ڈرائیو کر رہے تھے۔ یہ بات بظاہر بہت معمولی ہے۔ مگر اس میں سوچنے والے کے لئے بڑا ہی گہرا سبق ہے کہ کس طرح ہمارے پیارے آقا ہم خادموں کی ادنیٰ ادنیٰ باتوں کا بھی خیال رکھتے ہیں۔ نہ صرف حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس غلام کو پہچان لیا بلکہ آپ کو میری بیماری کا بھی علم تھا۔ پھر بیماری کی حالت میں میرے اس طرح ڈرائیو کرنے پر فکر مندی کا اظہار فرمایا۔

## دلجوئی اور چہرہ شناسائی

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی یادداشت اور چہرہ شناسائی کی صفت ناقابل یقین حد تک غیر معمولی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بلا کا حافظہ عنایت فرما رکھا ہے۔ انگلستان میں میرے کافی عزیز رہتے ہیں۔ ان میں سے جب بھی کوئی عزیز یا عزیزہ ملاقات کے لئے حاضر ہوتے ہیں تو ہمیشہ ہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز انہیں دیکھ کر فرماتے ہیں کہ آپ خورشید صاحب کے کیا لگتے ہیں؟ ان عزیزان میں میرے بہن بھائیوں، میرے بچوں کے علاوہ میرے نواسے، بھانجیاں بھانجے، بھتیجے اور کزن بھی شامل ہیں۔ مجھے پیارے آقا کے اس حوالہ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے کمال کے حافظہ اور یادداشت پر حیرانگی کے علاوہ اس بات پر بہت زیادہ روحانی مسرت ہوتی ہے کہ کس طرح ایک آقا اپنے غلام کو یاد فرمالیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے امام ہمام کو ہمیشہ ہی اپنی حفظ وامان میں رکھے اور ہمیں بھی خلافت کے مقدس دامن سے ہمیشہ ہی وابستہ اور پیوستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

## اللہ تعالیٰ نے دریا کو کوزہ میں بند فرما دیا ہے

سال 2019ء میں مجھے مرکزی ارشاد پر سپین جا کر کچھ عرصہ خدمت دین کی توفیق ملی۔ الحمدللہ اس مشن کے سلسلہ میں چند ایک بار پیارے آقا سے سپین کے حوالہ سے ملاقات کی سعادت ملی جس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سپین ملک اور جماعت کے حوالہ سے کچھ اس رنگ میں تجزیہ فرمایا کہ میں تو ورطۂ حیرت میں ڈوب گیا۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ کو سپین کے جماعتی معاملات، مشکلات، ماحول، یہاں تک کہ احباب جماعت کے انفرادی مسائل سے بھی بخوبی آگاہی ہے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ اللہ کے فضل سے آپ دنیا بھر سے دو سو سے زائد ممالک میں احمدیت کی تبلیغ، تعلیم و تربیت کے علاوہ ہر شعبۂ حیات میں جو خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔ کیا یہ سب کچھ کسی بھی عام انسان کے ممکن ہے؟ یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ قوتوں کا ہی ثمر ہے۔ یہ سب کچھ اپنی ذات میں ایک معجزہ ہے۔ یہ اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 مئی 2021ء)



﴿43﴾

# خلفائے سلسلہ سے وابستہ روح پرور اور پُر شفقت یادیں

(در ثمین احمد۔ جرمنی)

ہمارے سید و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے بہترین ائمہ وہ ہیں جن سے تم محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت کرتے ہیں۔ تم ان کے لیے دعا کرتے ہو، وہ تمہارے لیے دعائیں کرتے ہیں۔

(مسلم کتاب الامارۃ)

نظام خلافت کی بے شمار برکات میں سے ایک برکت خلیفۂ وقت کی ہستی میں جماعت مومنین کو ایک درد مند اور دعا گو وجود کا نصیب ہونا ہے۔ خلیفۂ وقت سنتِ نبویؐ کی اقتداء میں جماعت مومنین کے لئے ایک ایسے باپ کی مانند ہے جس کی آغوش میں محبت کی گرمی، تحفظ کا احساس اور دعائوں کے خزانوں سے تمام افراد جماعت جھولیاں بھرتے ہیں۔ یہ ایک ایسی نعمت ہے جو سوائے جماعت احمدیہ کے کل عالم میں کسی کو میسر نہیں۔ اس بارے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”تمہارے لئے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا، تمہاری محبت رکھنے والا، تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا، تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا، تمہارے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا ہے۔ مگر ان کے لئے نہیں ہے۔ تمہارا اسے فکر ہے، درد ہے اور وہ تمہارے لئے اپنے مولا کے حضور تڑپتا رہتا ہے لیکن ان کے لئے ایسا کوئی نہیں ہے۔ کسی کا اگر ایک بیمار ہو تو اسکو چین نہیں آتا۔ لیکن کیا تم ایسے انسان کی حالت کا اندازہ کرسکتے ہو جس کہ ہزاروں نہیں لاکھوں بیمار ہوں۔“

(انوار العلوم جلد 2 صفحہ 156)

آج خلفائے احمدیت اس حدیث مبارکہ اور حضرت مصلح موعودؓ کے اس فرمان کی عملی تصویر ہیں۔ خلفائے احمدیت کی افراد جماعت سے محبت و شفقت کی اس طویل داستان کے نظارے گزشتہ ایک صدی کی تاریخ میں سنہرے حروف میں رقم ہیں۔ اس بحر بے کنار میں سے ذاتی تعلق کی چند بوندیں قارئین کے پیش خدمت ہیں۔

خلافت رابعہ کے دور میں خاکسار کو صرف ایک بار حضرت خلیفہ المسیح الرابعؒ سے جرمنی میں شرف ملاقات حاصل ہوا جو کہ ہماری شادی کے بعد پہلی ملاقات تھی۔ اس ملاقات کی کچھ دھندلی یادوں میں میرے حافظے میں خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا پرنور چہرہ اور آپکے الفاظ جو آپؒ نے ہم دونوں میاں بیوی کو مخاطب کر کے فرمائے تھے کہ "دل مل گئے ہیں ناں" محفوظ ہیں اور یہ الفاظ دل و دماغ میں ایسے نقش ہوگئے کہ آج تک محو نہیں ہوسکے اور انکی دعا اور ان الفاظ کی تاثیر ہے کہ ہم دونوں میاں بیوی میں محبت و انسیت کے تعلق کو قائم ہوئے پچیس سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ہماری پہلی فیملی ملاقات سن 2003 میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے مسند خلافت پہ متمکن ہونے کے بعد جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر ہوئی۔ اس دن انتظار کی گھڑیاں بہت طویل ہوگئی تھیں۔ جیسے جیسے وقت گزرتا جاتا تھا دل کی حالت عجیب سی ہوتی جاتی تھی۔ جب ملاقات کا عندیہ موصول ہوا تو ہم بچوں کو لے کے حضور انور کے دفتر میں داخل ہوگئے۔ اس وقت خاکسار کا بیٹا عزیزم ماہد احمد بمشکل سال / سوا سال کا تھا اور وہ انتظار کرتے کرتے سو گیا تھا۔ اسے ہم نے بمشکل جگایا جسکی وجہ سے وہ کچھ بے چین ہو کے رونے لگ گیا تھا۔ بہر حال اندر جاتے ہی جب حضور انور نے فرمایا یہ کیوں رو رہا ہے؟ تو آپ کی آواز سن کر عزیزم ماہد چند لمحوں میں خاموش ہو گیا۔ ہم پیارے حضور انور کے لئے پھولوں کا گلدستہ بنوا کے لے گئے تھے جو کہ میرے بیٹے عزیزم کاشف محمود (جو اس وقت چھ سال کا تھا) نے پیش کیا۔ دو تین منٹ کی یہ ملاقات جو رسمی تعارف اور تصویر پہ محیط تھی ہماری کل متاع تھی۔ مگر اس ملاقات کی خاص

بات خلافت کا نور، خلیفہ وقت کا عزت و احترام جسمیں محبت کے ساتھ فدائیت کا بھی الگ ہی رنگ غالب تھا جو الفاظ میں بیان کرنا قدرے مشکل ہے کیونکہ زندگی میں کسی خلیفہ وقت سے یہ میری دوسری ملاقات تھی اس لئے آپ ایدہ اللہ تعالیٰ کی عزت و احترام دل میں اسقدر جاں گزیں تھا کہ میں خود سے بات کرنے کا حوصلہ اپنے اندر نہ پا سکی۔ آپ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے چہرے پہ نور اتنا تھا کہ نگاہ نہیں اٹھتی تھی اور میں نظر بھر کے دیکھنے کی حسرت دل میں دبائے واپس آگئی۔ بس اتنا یاد ہے کہ حضور انور نے میرے میاں سے کچھ تعارفی سوال کئے تھے جس کے انہوں نے جواب دیے تھے۔ میں تو خاموش نگاہیں جھکائے اس محسن کو سن رہی تھی۔ دو / تین منٹ کی ملاقات دو / تین سیکنڈ کی سی تیز رفتاری سے گزر گئی۔ باہر جانے سے پہلے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت میرے بیٹوں (عزیزم کاشف محمود اور عزیزم ماہد احمد) کو ازراہ شفقت ایک ایک چاکلیٹ دی تھی۔ بس یہ تھی ہماری پہلی ملاقات۔ اسکے بعد خلافت خامسہ سے ہمارا اصل و مضبوط تعلق حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں لکھے گئے خطوط سے بڑھا جو کہ بدستور اب تک قائم و دائم ہے، الحمد للہ۔

مجھے یاد پڑتا ہے اسی سال جلسہ سالانہ کے موقع پہ جماعت جرمنی کے واقفین نو کو یہ سعادت نصیب ہوئی تھی کہ وہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے مصافحے کا شرف حاصل کر سکیں۔ انہیں خوش نصیب بچوں میں عزیزم کاشف محمود بھی شامل تھا جس کو مصافحے کے دوران لمحہ بھر کو روک کر حضور انور نے گال پہ پیار سے تھپکی دی تھی وہی ایک پیار کی نظر اس بچے کا مقدر سنوار گئی اور الحمد للہ آج عزیزم کاشف محمود جامعہ احمدیہ جرمنی میں درجہ ثالثہ کا طالب علم ہے۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ خدا تعالیٰ اسے خلیفہ وقت کا سلطان نصیر بنائے، آمین ثم آمین۔

یوں تو ہر احمدی کا ہی خلیفہ وقت سے ذاتی تعلق ہے اور سبھی اخلاص و محبت سے آپ کی خدمت میں خطوط بھی ارسال کرتے ہیں اور پیارے حضور انور کی جانب سے بھی جواباً جس شفقت و محبت کا اظہار ہوتا ہے اس کیفیت کو وہی بہتر طور سے سمجھ سکتے ہیں جنہوں نے اسکے نظارے خود اپنی

زندگیوں میں مشاہدہ کئے ہیں۔اللہ تعالیٰ سے دعاہے کہ وہ اس تعلق اور محبت واخلاص کو مزید بڑھاتا جائے اور ہماری نسلوں کو بھی خلافت احمدیہ سے جوڑ کے رکھے آمین۔ یہ تو تھا ہماری پہلی ملاقات کا احوال۔

### حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دستِ شفقت:

اب خاکسار مزید چند واقعات آپکے ساتھ شئیر کرنا چاہے گی جس میں خلیفہ وقت کی قربت کا احساس اور انکی شفقت کا اظہار ہوتا ہے۔ قصہ کچھ یوں ہے کہ سن 2012 میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا پروگرام بنا کہ اس مرتبہ برطانیہ جا کر ملاقات کا شرف حاصل کیا جائے۔بس پھر کیا تھا فوری انتظامات کئے جسمیں بنیادی کام ملاقات کی درخواست بھیجنا اور وقت لینا تھا۔ جس دن ہماری ملاقات تھی اتفاق سے اس روز محمود ہال میں ملاقات کرنے والوں کی تعداد زیادہ تھی یا ہمیں محسوس ہو رہی تھی۔لوگ اپنی باری کے منتظر تھے اور خلیفہ وقت سے ملاقات کی خواہش اور بے تابی انکے چہروں سے عیاں تھی۔انہی پروانوں کی فہرست میں ہم بھی شامل ہو گئے۔ملاقات کا وقت اگرچہ شام پانچ بجے دیا گیا تھا مگر ہماری بے تابی کا یہ عالم تھا کہ ظہر کی نماز کی ادائیگی کے بعد ہی محمود ہال میں براجمان ہو چکے تھے۔دل کی دھڑکن گھڑی کی سوئیوں سے زیادہ تیز رفتاری سے چل رہی تھی مگر وقت جیسے ٹھہر گیا تھا یا ہمیں محسوس ہو رہا تھا۔ حسن اتفاق ایسا کہ جو وقت دیا گیا تھا اسمیں ملاقات نہ ہو سکی اسی دوران مغرب وعشاء کی نماز کا وقت ہو گیا اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نماز کی ادائیگی کے لئے مسجد فضل تشریف لے گئے۔ہماری یہ حالت تھی کہ جیسے پیاسا دریا کے کنارے پر بیٹھا ہو اور سیر ابی اسکا نصیب نہ ہو۔سخت پریشانی کے عالم میں دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں رابطہ کیا کہ اب ہمارا کیا ہو گا؟ کیا تشنہ لبی ہمارا مقدر ٹھہرے گی؟ مگر انکے امید افزاء جواب سے تن مردہ میں جان پڑ گئ اور ہم سب اہل خانہ بھی نماز کی ادائیگی کے لئے محمود ہال چلے گئے۔ نماز کے فوراً بعد دوبارہ محمود ہال کا رخ کیا کہ اب ایک لمحہ کی تاخیر بھی جان لیوا محسوس ہو رہی تھی۔بالآخر وہ مبارک گھڑی آن پہنچی جب ہمیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دفتر میں جانے کا پروانہ مل گیا۔الحمد للہ۔اب اندر کا

احوال ایک الگ داستان ہے۔ دفتر میں داخل ہوتے ہی خاکسار کے اہل خانہ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے مصافحہ کیا اور دست بوسی کا شرف بھی حاصل کیا مگر میں اس سعادت سے محروم تھی۔ لیکن یہ ملال بھی اس وقت جاتا رہا جب میں نے پیارے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے آگے اپنا سر کیا (جیسے عموماً پاکستان میں دست شفقت کے لئے چھوٹی بچیاں اور خواتین بڑے بزگوں کے آگے کرتیں ہیں) بس یہ میری خوش نصیبی سمجھیے کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تبسم فرماتے ہوئے دست شفقت میرے سر پہ پھیرا تو گویا مجھے ہفت اقلیم مل گئی۔ ساتھ میں چھوٹے بیٹے عزیزم ذیشان احمد سے گلدستہ وصول کرتے ہوئے ازراہ شفقت فرمایا ''کس کی ٹوپی پہنی ہے؟ ابا کی کہ دادا کی؟ اس سوال پہ سخت خفت محسوس ہوئی کیونکہ ملاقات کے اشتیاق میں ٹوپیاں گھر سے لانا ہی بھول گئے تھے اور اس وقت یہ ٹوپیاں کسی سے مستعار لی گئیں تھیں۔ خیر اس بات کی وضاحت پیش کی کہ ہماری نالائقی تھی کہ ہم سب بھول گئے۔ اس کے بعد حضور انور نے فرداً فرداً تینوں بچوں اور میاں صاحب سے بات چیت شروع کی۔ بچوں سے انکی تعلیم کے بارے میں دریافت کیا جس کا دونوں بڑے بیٹوں نے تو جواب دے دیا مگر عزیزم ذیشان احمد جو اس وقت کافی چھوٹا تھا اور اسکی زبان صاف نہیں تھیں جسکی وجہ سے اسکی بات سمجھ نہیں آتی تھی آپ نے ازراہ شفقت اسکی لینگویج تھراپی کے بارے میں دریافت کیا اور کہا کہ اسے مستقل زبان کی تھراپی کروائیں۔ الحمد للہ عزیزم ذیشان احمد اس وقت ساتویں جماعت کا طالب علم ہے اور اسکی زبان بھی اب بہت صاف ہے۔ یہ بچہ بھی میرے نزدیک تو خلیفہ وقت کی دعا کا ہی معجزہ ہے کیونکہ اسکے بارے میں یہاں کے لوکل ڈاکٹرز اور سائیکالوجسٹ نے کئی قسم خدشات کا اظہار کیا تھا جو کہ اللہ کے فضل سے تمام غلط ثابت ہو رہے ہیں۔ الحمد للہ۔ میاں صاحب سے انکے کام اور گھر کی بابت پوچھا جس کی خریداری کے سلسلے میں حضور انور کی خدمت میں اکثر تحریر کرتے تھے، اور یہ جان کر کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں اپنے فضل اور خلیفہ وقت کی دعائوں کی بدولت وہ گھر عطا کیا ہے تو آپ نے خوشی کا اظہار فرمایا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ لیکن مجھے اس دوران بھی کوئی بات کرنے کا موقع نہ مل سکا کہ وقت رخصت آن پہنچا۔ پیارے حضور انور ایدہ اللہ

تعالیٰ کے ساتھ فیملی فوٹو بنوا کر جب باہر جانے والی راہداری میں پہنچے تو چونکہ میں سب سے آخر پہ تھی کچھ یاد آنے پر دوبارہ الٹے پاؤں دفتر کی جانب چل پڑی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا ”اب کیا ہے؟“ میں نے گھبرا کر بے ساختہ کہا ”پیارے حضور ہمیشہ آپ سے تبرک لینے کی ہمیشہ سے خواہش رہی ہے مگر آج بروقت یاد آ گیا تو سوچا آج یہ موقع نہیں گنوا سکتی۔“ یہ سن کر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مسکرانے لگے اور ساتھ ہی فرمایا کہ ”کرتی کراتی تو کچھ ہو نہیں تبرک چاہیے“ گھبراہٹ کے عالم میں میری زبان سے بے ساختہ پھسلا ”نہیں حضور تھوڑا بہت کر لیتی ہوں“ حضور انور نے فرمایا ”اچھا کیا کر لیتی ہو؟ میں نے جواب میں بتایا کہ خدا تعالیٰ مجھے شعبہ اشاعت اور رسالہ خدیجہ جرمنی میں قلمی معاونت کا موقع دے رہا ہے (اس وقت خاکسار صرف انہی شعبہ جات میں خدمت کی توفیق پا رہی تھی مگر خلیفہ وقت کی زبان مبارک سے نکلے الفاظ اس طرح خدا تعالیٰ کے حضور شرف قبولیت پا گئے کہ اب مجھے کئی شعبہ جات میں خدمت کی توفیق مل رہی ہے، الحمد للہ ثم الحمد للہ)۔ یہ سن کر حضور انور کے تاثرات سے خوشی کا اظہار ہوا اور آپ ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”اچھا! ماشاء اللہ پھر تو کافی کچھ کر لیتی ہو۔ (اس دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک رومال اپنے دست مبارک میں پکڑ رکھا تھا جسے آپ اپنی انگوٹھیوں سے رگڑ رہے تھے) فرمایا چلو یوں کرو ”رومال کے ساتھ یہ پین بھی لے لو تمہیں اسکی ضرورت ہو گی“ یوں مجھے آپ نے اپنی بے پایاں شفقت سے مالا مال کر دیا۔ میں نہال نہال جب باہر آئی تو میاں اور بچوں نے پوچھا تم کہاں رہ گئی تھیں؟ اور میں دل ہی دل میں مسرور ہو رہی تھی کہ خدا تعالیٰ نے کیسے میرے دل کی مراد سن لی اور مجھے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مزید محبت و شفقت سمیٹنے کا موقع فراہم کر دیا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

ہر سال جلسہ سالانہ کے موقع پہ بہت سے بچوں اور بچیوں کی آمین خلیفہ وقت کے مبارک ہاتھوں سے انجام پاتیں ہیں جس پہ نہ صرف وہ بچے اور بچیاں اپنی اس خوش بختی پہ مسرور و شاداں و فرحاں نظر آتے ہیں بلکہ انکے والدین بھی اس نعمت پہ خدا کے حضور شکر گزار ہوتے ہیں۔

اس سے بڑھ کے سعادت اور خوش بختی کی بات کیا ہو سکتی ہے کہ کوئی بچی یا بچہ خلیفہ وقت کے پہلو میں بیٹھ کے انکی قربت سے سر فراز ہو اور آپ ان سے کلام الٰہی سنیں سو یہ خوش بختی عزیزم ماہد احمد کے حصے میں بھی آئی اور سن 2013 کے جلسہ سالانہ کے موقع پہ اسکی آمین حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں ہوئی جو کہ ہم سب کے لیے باعث سعادت اور موجب برکت ہے، الحمد للہ ثم الحمدللہ۔

ایک واقعہ 2014ء کا ہے۔ اس سال خاکسار کے والد پاکستان سے لندن برطانیہ کے جلسہ سالانہ میں شامل ہوئے اور ہم لوگ جرمنی سے برطانیہ گئے تھے۔ یوں اُن سے ملاقات کا ذریعہ بھی ہو گیا اور اُن کے طفیل ہماری حضور انور سے ملاقات بھی ہو گئی۔ قصہ کچھ یوں ہے کہ ابو جان کی ملاقات تھی حضور انور کے ساتھ تو ہم نے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب سے بات کی کہ ہمیں بھی اجازت دی جائے کہ ہم بھی ان کے ساتھ حضور انور سے ملاقات کر لیں تو انہوں نے کوئی واضح جواب نہیں دیا یعنی نہ ہاں میں اور نہ ہی واضح انکار میں۔ سو ہم ملاقات کے دن دعائیں پڑھتے ہوئے مسجد فضل پہنچ گئے، بلکہ ٹریفک میں پھنس جانے کی وجہ سے آدھا گھنٹہ سے زائد کی تاخیر سے پہنچے۔ یوں لگ رہا تھا کہ اب تو ملاقات نہیں ہو پائے گی۔ مگر خوش قسمتی کہ ابھی ہماری باری نہیں آئی تھی کیونکہ محمود ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ بہرحال جب ملاقات کے لئے بلایا گیا تو جن صاحب کی حضور انور کے دفتر کے باہر بلانے کی ڈیوٹی ہوتی تھی انہوں نے ہمیں اندر جانے سے منع کر دیا کہ یہاں پر تو صرف ایک آدمی کا نام لکھا ہے آپ لوگ کہاں اندر جا رہے ہیں۔ ہم نے اصرار کیا تو کہنے لگے آپ اندر جا کر حضور انور سے پوچھ لیں اگر وہ اجازت دیتے ہیں تو باقی افراد بھی اندر جا سکیں گے ورنہ نہیں۔ اس پر والد صاحب جلدی سے اندر گئے اور حضور انور سے درخواست کی کہ میری بیٹی، داماد اور بچے باہر انتظار کر رہے ہیں اگر اجازت ہو تو میں انہیں بھی اندر بلا لوں تو اس پر حضور نے ازراہِ شفقت ہمیں بھی ملاقات کی اجازت مرحمت فرما دی۔ یہ جلسہ سے ایک دو روز پہلے کا واقعہ ہے۔ اسی جلسہ سالانہ پر میری چھوٹی بہن (جو کہ مسقط میں مقیم ہے) کو اپنی یونیورسٹی میں اوّل پوزیشن حاصل

کرنے پر عورتوں والے اجلاس میں حضور انور سے سونے کا تمغہ ملنا تھا۔ مگر وہ چند ذاتی وجوہات کی بناء پر خود نہیں پہنچ پائی اور یہ سعادت بھی میرے حصے میں آئی کہ میں اس کا تمغہ حضور انور کے دستِ مبارک سے وصول کروں۔ چنانچہ جب ہفتہ کے روز میں اس کا تمغہ وصول کرنے اسٹیج پر گئی تو حضور انور نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا آج پھر آگئی ہو؟ یہ الفاظ سن کر میری خوشی کی انتہا نہ رہی کہ حضور انور نے مجھے پہچان لیا کہ دو تین دن قبل ملاقات ہوئی تھی۔ پھر پوچھنے لگے ”اپنا ہے؟“ میں نے کہا کہ نہیں حضور بہن کا ہے تو فرمانے لگے کہ ”اچھا تو چلو لے لو“۔ یہ بات اور یہ واقعہ اتنا پیارا ہے کہ جب بھی میں آنکھیں موندتی ہوں تو چشمِ تصور میں وہ منظر میری نگاہوں کے سامنے آجاتا ہے اور ہر بار مجھے ایک نئی لذت سے ہمکنار کرتا ہے۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔

اسی طرح سن 2017 میں خاکسار کے بیٹے عزیزم کاشف محمود نے جامعہ احمدیہ جرمنی میں داخلے کی درخواست اور امتحان دیا اور حسن اتفاق کہ امتحان سے تیسرے دن بزور منگل ہماری حضور انور سے برطانیہ میں ملاقات تھی۔ جب ملاقات کے لئے حضور انور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حسب معمول پیارے حضور نے بچوں سے بات چیت کا آغاز فرمایا اور عزیزم کاشف محمود کے بتانے پہ کہ میں نے Abitur کیا ہے اور اب جامعہ احمدیہ میں داخلے کا خواہش مند ہوں، حضور انور نے پوچھا ”کہیں اور بھی اپلائی کیا ہے“ اس نے جواب دیا ”نہیں حضور میں نے کہیں اور اپلائی کرنے کے بارے میں تو سوچا ہی نہیں“ اس پہ حضور انور نے مزید استفسار فرماتے ہوئے فرمایا ”ٹیسٹ کیسا ہوا ہے؟“ اس نے بتایا کہ بہت اچھا تو نہیں ہوا بس ٹھیک ہی ہو گیا ہے۔ سکول کی پڑھائی کی وجہ سے تیاری کا مناسب موقع نہیں مل سکا۔ حضور انور نے فرمایا اچھا کیا نام ہے تمہارا میں لسٹ میں چیک کرتا ہوں۔ (اس دوران آپ بچوں کو پین عنایت کر رہے تھے) پھر اچانک عزیزم کاشف سے پوچھا ”سورۃ فاتحہ آتی ہے تمہیں؟“ تو عزیزم کاشف نے جواب دیا ”جی حضور آتی ہے“ فرمانے لگے ”تو پھر کیا پریشانی ہے تم ٹیسٹ میں پاس ہو۔“ یہ مبارک الفاظ ہی اسکی کامیابی کا پیش خیمہ ثابت ہوئے ہم سب نے اسے باہر آکر مبارکباد دی کہ اب تو حضور انور نے فرمادیا ہے تو فکر کی بات نہیں

تم ان شاء اللہ کامیاب ہو جاؤ گے۔ چند دن بعد ہی جامعہ احمدیہ جرمنی سے خط موصول ہوا کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اسے جامعہ میں داخلہ مل چکا تھا اور اب وہ ماشاء اللہ درجہ ثالثہ کا طالب علم ہے۔ الحمد للہ علی ذالك۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تمام احباب جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

"کون سا ڈکٹیٹر ہے جو اپنے ملک کی رعایا سے ذاتی تعلق بھی رکھتا ہو۔ خلیفہ ٔ وقت کا تو دنیا میں پھیلے ہوئے ہر قوم اور ہر نسل کے احمدی سے ذاتی تعلق ہے۔ ان کے ذاتی خطوط آتے ہیں جن میں ان کے ذاتی معاملات کا ذکر ہوتا ہے۔ ان روزانہ کے خطوط کو ہی اگر دیکھیں تو دنیا والوں کے لئے ایک یہ ناقابل یقین بات ہے۔ یہ خلافت ہی ہے جو دنیا میں بسنے والے ہر احمدی کی تکلیف پر توجہ دیتی ہے۔ ان کے لئے خلیفہ ٔ وقت دعا کرتا ہے۔

کون سا دنیاوی لیڈر ہے جو بیماروں کے لئے دعائیں بھی کرتا ہو۔ کون سا لیڈر ہے جو اپنی قوم کی بچیوں کے رشتوں کے لئے بے چین اور ان کے لئے دعا کرتا ہو۔ کون سا لیڈر ہے جس کو بچوں کی تعلیم کی فکر ہو۔ حکومت بیشک تعلیمی ادارے بھی کھولتی ہے۔ صحت کے ادارے بھی کھولتی ہے۔ تعلیم تو مہیا کرتی ہے لیکن بچوں کی تعلیم جو اس دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں ان کی فکر صرف آج خلیفہ ٔ وقت کو ہے۔ جماعت احمدیہ کے افراد ہی وہ خوش قسمت ہیں جن کی فکر خلیفہ ٔ وقت کو رہتی ہے کہ وہ تعلیم حاصل کریں۔ ان کی صحت کی فکر خلیفہ ٔ وقت کو رہتی ہے۔ رشتے کے مسائل ہیں۔ غرض کہ کوئی مسئلہ بھی دنیا میں پھیلے ہوئے احمدیوں کا چاہے وہ ذاتی ہو یا جماعتی ایسا نہیں جس پر خلیفہ ٔ وقت کی نظر نہ ہو اور اس کے حل کے لئے وہ عملی کوشش کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتا نہ ہو۔ اس سے دعائیں نہ مانگتا ہو۔ مَیں بھی اور میرے سے پہلے خلفاء بھی یہی کچھ کرتے رہے۔

مَیں نے ایک خاکہ کھینچا ہے بے شمار کاموں کا جو خلیفہ وقت کے سپرد خدا تعالیٰ نے کئے ہیں اور انہیں اس نے کرنا ہے۔ دنیا کا کوئی ملک نہیں جہاں رات سونے سے پہلے چشم تصور میں مَیں نہ پہنچتا ہوں اور ان کے لئے سوتے وقت بھی اور جاگتے وقت بھی دعا نہ ہو۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 06/جون 2014ء بمقام فرانکفرٹ۔ جرمنی)

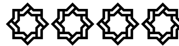
حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 11 مئی 2003ء کو احباب جماعت کے نام ایک خصوصی پیغام میں فرمایا:

"پس اس قدرت کے ساتھ کامل اخلاص و محبت اور وفا اور عقیدت کا تعلق رکھیں اور خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنائیں اور اس کے ساتھ محبت کے جذبہ کو اس قدر بڑھائیں کہ اس محبت کے بالمقابل دوسرے تمام رشتے کمتر نظر آئیں امام سے وابستگی میں ہی سب برکتیں ہیں اور وہی آپ کے لئے ہر قسم کے فتنوں اور ابتلاؤں کے مقابلہ کے لئے ایک ڈھال ہے۔"

(الفضل انٹرنیشنل 23 تا 30/ مئی 2003ء)

الحمد للہ۔ آج ہم ان خوش نصیبوں میں شامل ہیں جنہیں امامِ وقت کا قرب نصیب ہوا جو خلافت کے گھنے شجر سے وابستہ ہیں۔ اس کی برکتوں کے نظارے ہم دن رات دیکھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ خلافت سے ہمارا اور ہماری اولاد کا پختہ تعلق قائم فرمائے اور اسے مزید بڑھاتا چلا جائے۔ آمین ثم آمین۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 مئی 2021ء)



﴿44﴾

# حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ وابستہ چند یادیں

(سید شمشاد احمد ناصر۔ مبلغ سلسلہ امریکہ)

## گھانا میں تربیت کا ایک واقعہ

میں گھانا میں خدمت بجالا رہا تھا ایک دفعہ اکرا سے واپسی پر کوفوریڈوا جانا تھا تو میں نے اکرا سے سویڈرو کی بس لی۔ وہاں پر احمدیہ ہسپتال تھا جس کے انچارج ڈاکٹر طارق احمد صاحب تھے جو آجکل قادیان میں احمدیہ ہسپتال میں خدمت بجالا رہے ہیں۔ سویڈرو کے ساتھ ہی وہ جگہ تھی جہاں پر اس وقت سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد صاحب ایک سیکنڈری سکول میں خدمات بجالا رہے تھے۔ میں سویڈرو سے سیدنا مسرور احمد صاحب کو ملنے کے لئے چلا گیا۔ ہم باہر مکان کے صحن میں بیٹھے تھے کہ اچانک صاحبزادہ مرزا وقاص احمد صاحب (جو اس وقت شاید سال ڈیڑھ سال کے ہوں گے) ہماری طرف چل کر آنے لگے لیکن راستہ ہی میں کنکریوں کی وجہ سے گر گئے۔ میں اپنی کرسی سے اٹھا ہی تھا کہ انہیں اٹھاؤں آپ نے مجھے فوراً بٹھا دیا کہ اسے خود اٹھنے دو۔ میں نے کہا: میاں صاحب وہ بچہ ہے گر گیا ہے۔ آپ نے فرمایا اسی طرح گر کر خود اٹھنے سے ہمت پیدا ہوتی ہے۔ زندگی میں تو انسان کو کئی دفعہ اس قسم کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ انسان کو گر کر خود سنبھلنا چاہئے۔ دوسروں کا انتظار نہیں کرنا چاہئے اور یہی سبق اسے (مرزا وقاص احمد صاحب) دینا ہے کہ اگر کبھی گر جاؤ تو خود سنبھلو۔ الفاظ تو میرے ہیں لیکن مفہوم بعینہٖ وہی ہے جو آپ نے ارشاد فرمایا تھا۔

ہر شخص اس بات سے اندازہ لگا سکتا ہے کہ اس نصیحت میں کتنا بڑا وزن ہے اور کتنا بڑا وژن ہے۔ زندگی مشکلات سے بھری پڑی ہے لیکن اگر انسان خدا پر توکل کر کے خود ہی اس سے

نکلے تو اس کا مزا کچھ اور ہے اور اس طرح دوسروں سے شکوہ بھی کبھی پیدا نہ ہو گا کہ فلاں وقت میری مشکل میں کوئی کام نہ آیا۔

اللہ تعالیٰ حضور انور کو ہمیشہ ہر قسم کی مشکلات اور پریشانیوں سے محفوظ رکھے۔

اب بات چل پڑی ہے ڈائری سے اور پھر حضور انور کے ساتھ بیتے ہوئے کچھ لمحات کی یاد کو تازہ کرنے کی۔

خاکسار ابھی گھانا میں آیا ہی تھا تو کچھ ماہ اکرا میں رہ کر کام کرنے کا موقع ملا۔ اس کے بعد جب میری تقرری محترم امیر عبدالوہاب بن آدم صاحب مرحوم نے کوفوریڈوا میں کی تو جلد ہی وہاں پر ریجنل جلسہ کرنا تھا۔ خاکسار نے مکرم امیر صاحب گھانا کی خدمت میں لکھا کہ وہ اس ریجنل جلسہ کی صدارت کے لئے تشریف لائیں جو آپ نے منظور کر لیا۔ ساتھ ہی خاکسار نے چند اور دوستوں کو بھی دعوت دی اور سیدنا مرزا مسرور احمد سلمہ اللہ تعالیٰ کو بھی دعوت دی۔ آپ نے بھی ارشاد فرمایا کہ ٹھیک ہے میں آؤں گا۔

اس زمانے میں گھانا کے معاشی حالات بڑے خراب تھے۔ چیزوں کا ملنا بہت ہی مشکل تھا خصوصاً خورد و نوش کی اشیاء۔ حتی کہ صابن، ٹوتھ پیسٹ، دودھ وغیرہ کا حصول بھی بہت مشکل ہوتا تھا۔ اور مہنگائی بھی بہت زیادہ تھی۔ جب سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد صاحب تشریف لائے تو دو باتیں اس وقت کی بہت اچھی طرح یاد ہیں۔ ایک تو یہ کہ جب ہمارا ریجنل جلسہ ختم ہوا تو آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ گھانا کیسا لگا؟ اور دوسرے کام میں کچھ مشکلات تو نہیں؟

خاکسار نے عرض کی کہ کام تو بہت ٹھیک جا رہا ہے خدا تعالیٰ کے فضل سے اس میں کوئی مشکلات نہیں۔ البتہ کھانے سے متعلق ایک دقّت ہے۔ آپ نے پوچھا وہ کیا؟ عرض کی یہاں ایک تو مہنگائی بہت ہے دوسرے گوشت بہت مہنگا اور تیسرے یہاں پر گوشت کھال سمیت ملتا ہے اور جب گوشت سے کھال اتار کر پھینک دو تو گوشت کی مقدار نصف سے بھی کم رہ جاتی ہے۔ آپ نے فوراً فرمایا کہ کھال سمیت پکایا کرو اور کھا لیا کرو۔ میں نے کہا لاحول ولا قوۃ۔ اس پر آپ نے فوراً میری

راہنمائی فرمائی کہ یہ کھال گھٹنہ سے اوپر حرام کیسے ہے جبکہ گھٹنہ سے نیچے حلال ہو جاتی ہے۔ یعنی جب پائے پکائے جاتے ہیں کھال سمیت پکاتے ہیں اور وہ لذیر بنتے ہیں۔

میں نے تو اپنی ناسمجھی میں اس وقت لاحول ولا قوۃ کہہ دیا۔ لیکن اس کے بعد سے گوشت کو کھال سمیت پکایا اور اس کا مزہ دوبالا ہو گیا اور پھر افریقہ میں بقیہ سال کھال سمیت ہی گوشت کو پکا کر کھاتے رہے اور لذت اٹھاتے رہے۔

یہ واقعہ نئے مربیان کے لئے بھی فائدہ مند ہو سکتا ہے جو افریقہ میں جاتے ہیں کیونکہ شروع شروع میں جب وہ ان چیزوں کو دیکھتے ہیں تو دل میں کچھ تنگی محسوس کرتے ہیں۔ لیکن یہ بات بہت ہی فائدہ مند ثابت ہوئی اور آپ نے مسئلہ کا حل فوراً نکال دیا۔ افریقن ممالک میں اکثر جگہ گوشت (خواہ بکرے، بھیڑ یا گائے کا ہو) کھال سمیت پکاتے ہیں اور مارکیٹ میں بھی کھال سمیت ہی فروخت ہوتا ہے۔

## کینیڈا میں دلنشیں یادیں

تین چار سال پہلے حضور انور جب کینیڈا تشریف لے گئے تھے تو امریکہ سے بھی عشاق خلافت وہاں پہنچے۔ ہمیں بھی اجازت اور سعادت ملی کہ ہم وہاں چلے جائیں اور حضور کی معیت سے برکات اور استفادہ کریں۔

کینیڈا میں بھی ملاقتیں ہو رہی تھیں۔ مکرم پرائیویٹ سیکرٹری منیر احمد جاوید صاحب سے ہم ملے کہ ہم نے بھی ملاقات کرنی ہے۔ وہ کہنے لگے کہ کینیڈا کے لوگوں کی ہی ملاقات ہو گی۔ ہم بھی دو تین دن اپنی عرضی پیش کرتے رہے اور ہمیں مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کی طرف سے یہی جواب ملتا کہ کینیڈا کے لوگوں کو ترجیح ہے۔ ہم جواب سن کر خاموش ہو جاتے۔ ملاقاتوں کا آخری دن تھا مکرم ظہیر احمد باجوہ صاحب اور خاکسار نے مل کر درخواست دی کہ ہمیں سب سے آخر میں بس زیارت کروا دیں۔ عین نوازش ہو گی۔

چنانچہ اس آخری دن کی ملاقاتوں میں سب سے آخر پر ہمارا دونوں کا نام اس طرح درج تھا۔ سید شمشاد احمد مبلغ امریکہ مع ظہیر احمد باجوہ صاحب۔

جب ہماری باری آئی تو حضور انور سے ملاقات کے کمرے میں داخل ہوئے حضور نے شفقت سے کھڑے ہو کر ہمارا استقبال کیا اور پھر کرسیوں پر بیٹھتے ہی از راہ مذاق فرمایا کہ باجوہ صاحب آپ شمشاد صاحب کے ''مع'' کب سے بنے ہیں۔ اس کے بعد ہم نے اپنی اپنی باتیں کیں۔ اس دوران حضور انور نے خاکسار سے پوچھا کہ آپ کہاں ٹھہرے ہوئے ہو۔ میں نے عرض کی کہ یہاں نزدیک ہی گیسٹ ہاؤس ہے، اس میں۔ آپ نے فرمایا وہاں ''شیشہ'' نہیں لگا ہوا کہیں پر۔ میں نے فوراً اپنے منہ اور داڑھی پر ہاتھ پھیرا کہ شاید میں نے کوئی چیز کھائی ہے جو منہ پر یا داڑھی پر لگی رہ گئی ہے۔ حضور نے جب دیکھا کہ میں اپنی داڑھی اور منہ پر جلدی سے ہاتھ مار رہا ہوں تو فرمانے لگے نہیں۔ تم نے خط نہیں بنایا ہوا۔ میں نے عرض کی جی حضور ہفتہ میں دو بار بناتا ہوں کل بنانا تھا۔

یہ بظاہر بہت معمولی بات ہو گی لیکن حضور انور نے اس میں مجھے پیغام دیا کہ مربی کا چہرہ، لباس، اٹھنا بیٹھنا ہر وقت خوبصورت ہونا چاہئے۔ اس کے بعد سے خاکسار نے اب ہفتہ میں 3 بار خط بنانا شروع کر دیا ہے تا حضور کی بات پر عمل ہوتا رہے۔

اسی دوران آپ نے باجوہ صاحب کو فرمایا کہ شمشاد صاحب جب گھانا میں تھے تو ان کو گوشت کھانے کی عادت تھی اور گوشت ملتا نہیں تھا۔ تو شمشاد تھوڑا سا گوشت لے کر اس میں کبھی دال اور کبھی کوئی سبزی ڈال لیتے تھے اور جب وہ ختم ہونے لگتا اور پانی ڈال لیتے تھے۔ حضور نے اتنا ہی فرمایا تھا کہ باجوہ صاحب کہنے لگے کہ حضور ''اسی وجہ سے میں شاہ صاحب کا مرید ہوں۔'' اس پر حضور نے فرمایا کہ ''نہیں۔ مرید تم نے ایک ہی کا رہنا ہے شاہ صاحب سے تم کام کرنا سیکھو کہ کس طرح کام کیا جاتا ہے۔ مرید تم نے ایک ہی کا رہنا ہے۔''

اسی طرح حضور نے فرمایا کہ شمشاد صاحب گھانا میں ڈبل روٹی بھی نہیں کھاتے تھے۔ مَیں نے عرض کی حضور! ڈبل روٹی تو میں اب بھی نہیں کھاتا۔ حضور نے فرمایا: کبھی کبھی کھا لینی

چاہئے۔ میٹنگ کے اختتام پر خاکسار گیسٹ ہاؤس گیا اور جاتے ہی سب سے پہلے ڈبل روٹی کھائی تا حضور کی بات پر عمل ہو جائے۔ اور اب اس کے بعد کبھی کبھی روٹی کی موجودگی میں بھی ڈبل روٹی ہی کھالیتا ہوں تا نصیحت پر عمل ہو جائے اور ثواب ہو۔

## امریکہ میں تربیت کا ایک واقعہ

اب میں ایک ایسا واقعہ لکھنے لگا ہوں جس میں حضور انور کی ناراضگی اور میرے لئے سزا کا پہلو ہے۔ لیکن اس بات کے لکھنے کا مقصد صرف اور صرف تربیت کا پہلو مد نظر ہے۔ خلیفہ وقت ہر معاملہ میں نظام جماعت کی برتری چاہتے ہیں۔ جس میں کسی چھوٹے بڑے کا سوال نہیں ہے۔ نظام جماعت اور تعلیم و تربیت ہر لحاظ سے اولیت رکھتے ہیں، شخصیت نہیں۔ ہوا یوں کہ خاکسار 2005ء میں لاس اینجلس میں متعین تھا۔ ہمارے ایک مربی صاحب کے بیٹے کی شادی تھی۔ مجھے مربی صاحب کی طرف سے بھی ولیمہ میں شامل ہونے کی دعوت تھی۔ اور دوسری طرف میرے دوست تھے جن کی بیٹی کی ان مربی صاحب کے بیٹے کے ساتھ شادی تھی اور خاکسار رخصتی اور ولیمہ دونوں میں شامل ہوا۔ ایک اور مربی صاحب بھی اس میں شامل تھے جو یہاں بطور مربی متعین تھے۔

جس دن ولیمہ تھا جو کہ ایک ریستوران میں ہوا تھا۔ وہاں پر بیک گراؤنڈ میں میوزک چل رہا تھا میں نے اس کی طرف بالکل دھیان نہیں دیا اور دوستوں کو ملنے اور ملاقات میں مصروف رہا۔ کیونکہ خاکسار یہاں پر 4 سال سے زائد مربی سلسلہ کی خدمات بجالا چکا تھا سب سے واقفیت تھی اور وہی ایک موقعہ تھا جس سے سب دوستوں سے ملاقات ہو رہی تھی۔ خیر ولیمہ کی دعوت ختم ہوئی سب چلے گئے۔

کسی دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں اطلاع دی کہ مربی صاحب کے بیٹے کا ولیمہ تھا اور دیگر مربیان بھی تھے اور ولیمہ کے موقع پر میوزک چل رہا تھا۔ جس پر حضور انور نے ہم سے استفسار فرمایا کہ کیا ہوا ہے؟ ہم نے اپنی اپنی وضاحت لکھ کر بھیج دی جس پر مکرم عبد الماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن کی طرف سے 8 اگست 2005ء کا لکھا ہوا

خط مکرم امیر صاحب امریکہ کے نام آیا اس وقت امیر مکرم ڈاکٹر احسان اللہ ظفر صاحب تھے۔ اس میں حضور کی طرف سے ہدایت تھی کہ......... کو واپس پاکستان بھجوا دیں۔ حضور نے فرمایا ہے ”دف بجانے کی اجازت سے میوزک اور فلمی گانوں کا جائز ہونا کہاں سے نکال لیا ہے۔ یہ لوگ تاویلیں نہ گھڑا کریں۔ دف تو صرف اس لئے بجائی جاتی تھی کہ نکاح کا اعلان ہو، نہ کہ فخریہ اظہار کے لئے۔ دف بجانے کے تعلق میں حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے:

”فقہاء نے اعلان بالدف کو نکاح کے وقت جائز رکھا ہے اور یہ اس لئے کہ پیچھے جو مقدمات ہوتے ہیں تو اس سے گویا ایک قسم کی شہادت ہو جاتی ہے۔ ہم کو مقصود بالذات لینا چاہئے۔ اعلان کے لئے یہ کام کیا جاتا ہے یا اپنی کوئی شیخی اور تعلّی کا اظہار مقصود ہے۔“

فرمایا:

”باجا بجانا اس صورت میں جائز ہے جبکہ یہ غرض ہو کہ اس نکاح کا عام اعلان ہو جائے اور نسبت محفوظ رہے۔...... البتہ ریاکاری فسق و فجور کے لئے یا صلاح و تقویٰ کے خلاف کوئی منشاء ہو تو منع ہے۔“

حضور انور نے فرمایا ہے دونوں مبلغین مکرم سید شمشاد احمد ناصر صاحب اور جو اس تقریب میں شامل ہوئے ہیں وہ جلسہ سالانہ یو ایس اے کے موقع پر کھڑے ہو کر اعلان کریں کہ اس ولیمہ کی تقریب میں جو میوزک اور فلمی گانوں کا پروگرام ہوا ہے یہ انتہائی غلط ہوا ہے اور ہم جو اس میں شامل ہوئے تھے ہم سے غلطی ہوئی تھی۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے تھا ہم جماعت کو بتانا چاہتے ہیں جو ہوا ہے وہ غلط ہوا ہے اور اس کو ہرگز روایت نہیں بنانا چاہئے۔“

حضور انور نے فرمایا ہے۔ دونوں مربیان ایک لاکھ مرتبہ استغفار کریں۔

مکرم امیر صاحب کی طرف سے جب یہ خط ملا تو استغفار شروع کر دیا اور اس کے ساتھ ساتھ صدقہ بھی دیتا رہا۔ اب جلسہ سالانہ پر اعلان کرنا تھا چنانچہ جلسہ کا پہلا دن تھا اور اجلاس کی صدارت امیر صاحب امریکہ ڈاکٹر احسان اللہ ظفر صاحب فرما رہے تھے۔ جلسہ کے سیشن کے

اختتام پر آپ نے ہم دونوں مبلغین کو سٹیج پر بلایا جہاں سے سب لوگ ہمیں بھی دیکھ سکتے تھے۔ پوڈیم سے تھوڑا الگ ہو کر ہم دونوں مبلغین سب کے سامنے کھڑے تھے۔ محترم امیر صاحب نے چند ابتدائی کلمات کہے کہ ہمیں کیوں سٹیج پر بلایا گیا ہے اور حضور کی ہدایت سنائی۔ مجھ سے پہلے دوسرے مبلغ بھائی نے اسی طرح الفاظ پڑھ دیئے جس طرح کہ خط میں ہدایت تھی اس کے بعد امیر صاحب نے خاکسار کو بلایا۔ خاکسار نے اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم، بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم اور اھدنا الصراط لمستقیم۔ صراط الذین انعمت علیھم غیرالمغضوب علیھم ولا الضالین پڑھا۔ اور پھر یہ کہا کہ:

اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ پر خاص فضل اور احسان کیا ہوا ہے کہ ہمیں خلافت کی نعمت سے نوازا ہے۔ ہم میں سے جب بھی کسی بڑے یا چھوٹے یا کسی سے بھی کوئی غلطی ہوتی ہے تو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہمیں نصیحت فرماتے اور ہدایت فرماتے ہیں تا وہ غلطی درست ہو جائے اور تقویٰ پر ہم چل پڑیں اور خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کریں۔

خلافت کی راہنمائی میں جو ہدایات ہم (احمدی) لیتے ہیں وہ کسی اور کو نہیں ملتیں۔ ہم اس نعمت پر خدا تعالیٰ کے شکر گزار ہیں۔ اس لئے ہم میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح کی ہدایات کی پوری طرح اور خوشدلی کے ساتھ مکمل اطاعت کریں۔

آج اس وقت میں آپ کے سامنے کھڑا ہوں اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے ساتھ کہ یہ اعلان کروں کہ وہ شادی جس میں مَیں اور میرے دوسرے مربی بھائی شامل ہوئے تھے، میں بھی اس میں شامل تھا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں فرمایا ہے کہ جلسہ سالانہ کے موقع پر کھڑے ہو کر ہم یہ اعلان کریں کہ اس ولیمہ کی تقریب میں جو میوزک اور فلمی گانوں کا پروگرام ہوا ہے یہ انتہائی غلط ہوا ہے مجھے اس میں قطعاً شرکت نہیں کرنی چاہئے تھی۔ اس لئے میں اپنی غلطی کا اعتراف کرتا ہوں اور آئندہ میں اس قسم کی کسی مجلس میں شریک نہیں ہوں گا۔ میرے

شامل ہونے سے جماعت یہ نہ سمجھے کہ چونکہ اس قسم کی مجلس میں مربی شامل تھا اس لئے ہم بھی شامل ہوسکتے ہیں۔

میں دلی طور پر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں اور اس بات سے مجھے شرم محسوس ہوئی ہے کہ میں کیوں اس میں شامل ہوا۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے تھا۔ اور میں پیارے حضور سے بھی معافی کا خواستگار ہوں کہ آئندہ کوشش کروں گا کہ حضور کی توقعات کے مطابق کام کروں۔ ان شاء اللہ

رب انی ظلمت نفسی واعترفت بذنبی فاغفرلی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت۔ اس دعا کا ترجمہ انگریزی پڑھنے کے بعد خاکسار نے تین دفعہ خلافت احمدیہ زندہ باد کے نعرے لگائے۔

حضور انور کے ارشاد پر جلسہ کے اس سیشن پر ہم نے یہ اعلان کر دیا۔ اعلان کرنے کے بعد جوں ہی سٹیج سے میں نیچے اترا جلسہ میں شامل ہونے والوں کا ایک جم غفیر خاکسار کی طرف بڑھا۔ سب سے پہلے مجھے یاد ہے کہ مکرم شیخ فضل احمد صاحب مرحوم آف لاہور (برادر اصغر مولانا شیخ مبارک احمد صاحب مرحوم) خاکسار کی طرف تیزی سے بڑھے۔ انہوں نے مجھے اپنے سینے کے ساتھ چمٹا لیا اور بہت پیار کیا اور ساتھ ہی کہنے لگے کہ آج حضرت مصلح موعودؓ کا زمانہ یاد آگیا ہے۔ کہنے لگے کہ ایک موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے حضرت مولانا درد صاحب کو بھی اسی قسم کا جلسہ پر اعلان کرنے کے لئے ارشاد فرمایا تھا۔

ان کے بعد باری باری لوگ مجھے اپنی بانہوں میں لے رہے تھے اور اکثر دوستوں نے اس وقت یہ کہا کہ ہمیں آپ پر رشک آرہا ہے آپ نے حضرت امیر المومنین کی ہدایت کی پوری پوری اطاعت کی ہے۔ آج کے بعد آپ کی عزت ہماری نظروں میں پہلے سے بہت زیادہ ہوگئی ہے۔ کئی لوگ دعا بھی دے رہے تھے، کئی لوگوں نے میرے گردن پر، کسی نے میرے ماتھے پر بوسہ دیا کہ آپ نے طاعتِ امام کا زندہ ثبوت فراہم کیا۔ کئی ہمارے لئے دعائیں کر رہے تھے اس موقعہ پر

میری جو کیفیت اور حالت تھی وہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور میں دل ہی دل میں بس۔ الحمد للہ۔ الحمد للہ۔ الحمد للہ پڑھتا جارہاتھا۔ اور استغفار کا سلسلہ اس کے بعد بھی جاری رکھا۔

1۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور انور کی ہدایت پر عمل کرنے سے خاکسار کو مزید عزت ملی اور نہ صرف عزت بلکہ لوگوں نے جس محبت اور اخلاص کا مظاہرہ کیا اس کا میں ذکر کر چکا ہوں۔ اس پر میں اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر گزار ہوں۔

2۔ بادی النظر میں ہزاروں کے مجمع کے سامنے یہ کہنا کہ میں نے بھی غلط کام کیا ہے بڑا مشکل معلوم ہوتا ہے لیکن اس کے پیچھے بھی ایک طاقت جس نے یہ ساراکام آسان کر دیا اور وہ طاقت بھی حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعا تھی۔ مجھے 100 فی صد کامل یقین ہے کہ جب پیارے حضور نے ہمارے لئے یہ ہدایات بھیجیں تو ہمارے لئے دعائیں بھی کیں۔ بس ان دعاؤں سے یہ ساراکام آسان ہوا۔

3۔ پھر میرے ذہن میں حضرت مصلح موعودؓ کی دو باتیں تھیں ایک یہ جس میں آپؓ نے فرمایا:

”خلافت کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جس وقت خلیفہ وقت کے منہ سے کوئی لفظ نکلے اس وقت سب سکیموں، سب تجویزوں اور سب تدبیروں کو پھینک کر رکھ دیا جائے اور سمجھ لیا جائے کہ اب وہی سکیم وہی تجویز اور وہی تدبیر مفید ہے جس کا خلیفہ وقت کی طرف سے حکم ملا ہے۔ جب تک یہ روح جماعت میں پیدا نہ ہو اس وقت تک سب خطابات رائیگاں، تمام سکیمیں باطل اور تمام تدبیریں ناکام ہیں۔“

دوسری چیز جو خاکسار کے مد نظر تھی وہ یہ کہ آپؓ نے فرمایا تھا:

”مبلغین اور واعظین کے ذریعہ بار بار جماعتوں کے کانوں میں یہ آواز پڑتی رہے کہ پانچ روپے کیا، پانچ ہزار روپیہ کیا، پانچ لاکھ روپیہ کیا، پانچ ارب روپیہ کیا، اگر ساری دنیا کی جانیں بھی خلیفہ کے ایک حکم کے آگے قربان کر دی جاتی ہیں تو وہ بے حقیقت اور ناقابل ذکر چیز ہیں۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 10 جولائی 1936ء خطبات محمود جلد 17 صفحہ 457)

4۔چوتھے خاکسار نے یہ واقعہ اس لئے بھی لکھا ہے کہ تا ہم میں سے ہر ایک احمدی مرد و عورت بچہ اس واقعہ کو پڑھ کر نصیحت حاصل کرے کہ اسلام کے احکامات پر عمل کرنے کے لئے ہی اس جماعت کا قیام عمل میں آیا ہے۔دوسرے خلیفۃ المسیح کی ہر حال میں اطاعت و فرمانبرداری کرنی ہے، تیسرے یہ کبھی نہیں سوچنا کہ اس میں ہماری بے عزتی ہے۔عزتیں تو ساری اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں لوگوں کے پاس نہیں اور جو خدا کی خاطر احکامات پر عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ خود اس کی عزت کے سامان پیدا کر دیتا ہے۔

اس سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول والی بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ ہمارا جسم خلیفہ کے ہاتھ میں میت کی طرح ہونا چاہئے جب یہ کیفیت ہو گی تو پھر انسان عزت یا بے عزتی کا تصور نہیں کر سکتا۔

## لاس اینجلس میں حضور انور کی دلداری

یہ 2013ء کا واقعہ ہے جب حضور انور کیلیفورنیا تشریف لائے۔غالباً 13-14 دن کا دورہ تھا۔مسجد بیت الحمید میں آپ کا قیام تھا۔ہر دن بہت مصروف گزر رہا تھا،جماعت نے ایک دن پروگرام بنایا کہ حضورانور کو مسجد بیت الحمید سے غالباً 30-35 میل دور ایک جگہ Big Bear Lake جھیل تھی وہاں لے جائیں۔چنانچہ آپ کے ساتھ ہمیں بھی جانے کی سعادت نصیب ہوئی۔آپ نے ایک درخت کے نیچے سب خدام کے ساتھ بیٹھ کر چند لمحات گزارے۔جب واپس آرہے تھے تو بڑی بوٹ (Boat) تھی اس میں سب خدام ہی تھے، حضور انور کی خدمت میں خاکسار نے عرض کی کہ حضور! آپ کو جھیل اور جگہ پسند آئی۔حضورانور نے فرمایا۔میں نے تو اس سے بھی بہت عمدہ عمدہ،خوبصورت اور بڑی جھیلیں دیکھی ہیں۔میں تو آپ کی دلداری کی خاطر آگیا ہوں۔

یہ بات واقعی درست تھی۔حضورانور نے تو ضرور عمدہ، خوبصورت اور بڑی جھیلیں دیکھی تھیں۔لیکن آپ کی وجہ سے ہمیں بھی یہاں سیر کرنے اور اس علاقہ اور جھیل کو دیکھنے کا موقع مل گیا۔میں یہاں مسجد بیت الحمید میں دس سال رہا ہوں اور یہ جگہ مسجد سے کوئی 35 میل دور

ہو گی لیکن اس سے قبل وہاں کبھی جانے کا موقع نہ نکالا تھا۔ یہ حضورانور کی شفقت اور دلداری تھی کہ آپ کی برکت سے ہم وہاں گئے اور آپ کے ساتھ چند یادگار لمحات گزارنے کی سعادت مل گئی۔ جس کی لذت اب تک محسوس ہوتی ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذلك

یہاں پر جب ظہر و عصر کی نمازیں پڑھیں تو نماز کے بعد خاکسار اپنے جوتے پہننے لگا۔ مکرم منیر احمد جاوید صاحب بیٹھ کر اپنے جوتے پہن رہے تھے۔ میں نے اپنے جوتے پہننے کے لئے مکرم منیر جاوید صاحب کے کندھے پر ہاتھ رکھ لیا تا سہارا مل جائے۔ حضورانور نے دیکھ کر فرمایا کہ شمشاد یہ کیا؟ آپ کی کتنی عمر ہے۔ منیر جاوید صاحب بولے حضور! یہ مجھ سے جامعہ میں سینئر تھے۔ حضورانور نے فرمایا: عمر کیا ہے؟ میں نے اپنی عمر بتائی۔ آپ نے فرمایا یہ تو کوئی ایسی عمر نہیں کہ سہارا لے کر جوتا پہنو۔ حضور انور نے چند سیکنڈوں ہی میں خاکسار کے ذہن میں یہ بات ڈال دی کہ خود ہمت کرنی چاہئے سہارا نہیں لینا چاہئے اور یوں مجھے جوان بنا دیا۔

## ایک مضمون پر تبصرہ

ایک دفعہ خاکسار نے ''سیرت داؤد'' کے متعلق اپنا ایک مضمون لکھا۔ مضمون میں حضرت سید میر داؤدؓ کے ساتھ گزرے ہوئے واقعات، لمحات، آپ کی شفقتوں اور تعلیم و تربیت کا طریق کار بیان کیا تھا۔

خاکسار نے مضمون اس لئے لکھا کہ الفضل میں شائع کراؤں گا لیکن ساتھ یہ خیال بھی آیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھ سے کسی یادداشت میں غلطی ہو گئی ہو یا کوئی واقعہ نامناسب ہو اور بعد میں اس کی تصحیح ہو۔ بہتر اور بابرکت ہو گا کہ پہلے حضور انور کی خدمت میں پیش کر دوں۔ اس میں بھی ڈر تھا کہ شاید حضور انور کی خدمت میں بھی پیش کرنے کے لائق بھی ہے کہ نہیں۔ میں نے مضمون پر ایک نوٹ مکرم منیر احمد جاوید صاحب کی خدمت میں لکھا کہ یہ مضمون ارسال ہے پہلے آپ پڑھ لیں اگر مناسب ہو تو حضور انور کی خدمت میں پیش کریں ورنہ نہیں۔ مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے مجھے بتایا کہ میں نے ابتدائی چند صفحات پڑھے تھے اور حضور کی خدمت میں پیش کر دیا۔

خاکسار نے اس کے چند دن بعد ہی حضور انور کے ارشاد پر سیر الیون جلسہ سالانہ پر نمائندہ کے طور پر جانا تھا اس لئے ملاقات بھی ہونی تھی۔ خاکسار کے ذہن میں اس مضمون کے بارے میں کوئی خیال نہ تھا۔ سیر الیون جانے اور ہدایات لینے کے بارے میں ذہن میں سوالات تھے جن کے بارے میں حضورانور سے راہنمائی لینی تھی۔

خاکسار جب ملاقات کے لئے اندر داخل ہوا تو حضورانور نے کھڑے ہو کر عاجز کو مصافحہ کا شرف عنایت فرمایا۔ اور فرمایا کہ تمہارا مضمون سیرت داؤد والا پڑھا۔ تمہارا پتہ لگ گیا ہے کہ تم کتنے لائق ہو؟

خاکسار نے عرض کی حضور! میں تو پہلے بھی نالائق تھا۔ اب بھی نالائق ہوں۔ یہ تو حضور انور کی شفقت اور مہربانی ہے کہ پردہ پوشی فرمارہے ہیں اور اللہ کا احسان ہے کہ خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔ پھر حضورانور نے فرمایا میں نے اس پر نوٹ لکھ دیا ہے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب سے لے لیں۔

جب خاکسار ملاقات کے بعد پرائیویٹ سیکرٹری صاحب سے ملا تو انہوں نے فرمایا کہ مسودہ مضمون کا دکھایا جس پر حضور نے اپنے دست مبارک سے تحریر فرمایا تھا:

”اس مضمون کو شائع کروائیں۔ یہ صرف آپ سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ آج جامعہ کے اساتذہ، طلباء، مربیان، واقفین زندگی سب کے لئے لائحہ عمل ہے اللہ تعالیٰ میر صاحب کے درجات بلند فرماتا چلا جائے۔ آمین۔“

بعد میں یہ مضمون الفضل انٹرنیشنل، روزنامہ الفضل ربوہ، انصار الدین یوکے اور احمدیہ گزٹ امریکہ میں بھی شائع ہوا۔

خاکسار نے مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب سے درخواست کی کہ اس مسودہ پر جو حضورانور نے اپنے دست مبارک سے لکھا ہے تبرک کے طور پر اس کی کاپی مجھے دے دیں۔ جو میرے پاس محفوظ ہے۔ الحمدللہ

## بنگلہ دیش سے واپسی پر ملاقات

خاکسار کو بنگلہ دیش میں بھی ان کے جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کے لئے بطور نمائندہ جانے کی سعادت ملی۔ خاکسار نے درخواست کی کہ بنگلہ دیش سے واپسی پر حضور انور کی ملاقات کے لئے بھی آنا چاہتا ہوں۔ حضور انور نے ازراہ نوازش یہ درخواست منظور فرمائی۔

جلسہ کے بعد بنگلہ دیش سے واپسی پر خاکسار کی طبیعت خراب ہوگئی اور جب لندن پہنچا بخار اور کھانسی بہت زیادہ تھی۔ حضورانور سے ملاقات میں عرض کی حضور! شدید کھانسی ہے۔ آپ نے فرمایا ہاتھ کرو۔ میں نے دایاں ہاتھ آگے بڑھایا آپ نے دعا کے ساتھ اپنے دراز سے ایک شیشی نکالی اور ہومیو پیتھی کی ایک خوراک عنایت فرمائی اور خاکسار نے لے لی۔ لندن میں 3-4 دن کا قیام رکھوایا تھا تاکہ حضورانور کے پیچھے نمازیں پڑھنے کی سعادت بھی مل جائے۔ آخری دن واپسی کے لئے اجازت بھی لینی تھی اور دفتری ملاقات کی درخواست کی جو حضور انور نے از راہ شفقت منظور فرمائی۔

خاکسار ایک لسٹ بنا کر لے گیا تھا کہ یہ یہ باتیں حضورانور کے ساتھ کرنے والی ہیں اور ہدایات لینی ہیں اور شاید 20-25 منٹ لگیں گے۔

حضور انور نے پہلا سوال کیا کہ کھانسی کا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کی بہت معمولی افاقہ ہے۔ آپ نے فرمایا میں نے کون سی دوا دی تھی۔ عرض کی حضور! میں نے تو پوچھا ہی نہیں تھا کہ یہ کون سی دوا ہے۔ آپ نے پھر ایک اور شیشی نکالی اور دوائی دی۔ ساتھ ہی فرمایا کہ آپ ''چاکلیٹ کھایا کریں'' اس سے بھی اس قسم کی کھانسی میں فرق پڑتا ہے۔

پھر آپ نے پوچھا کہ کیا پروگرام ہے؟ خاکسار نے بتایا کہ کل روانگی ہے امریکہ کے لئے۔ فرمایا تو اور کیا ہے تمہارے پاس۔ میں نے ایک ایک سوال کر کے سب کچھ بتایا۔ آپ خطوط پر دستخط بھی فرما رہے تھے اور اگلے 3-4 منٹ میں سب سوالوں کے جواب اور راہنمائی عطا فرما دی، جو کہ زیادہ تر بنگلہ دیش کے حالات کے بارے میں تھے۔

ساری باتیں سن کر حضور انور نے فرمایا کہ یہ سب کچھ لکھ کر تبشیر کے دفتر میں دے دیں۔ جو کہ خاکسار نے دے دیا۔ جب 3-4 منٹ میں سب کچھ ہو گیا تو آپ نے فرمایا ''اور'' جب کچھ نہ تھا تو عرض کی ایک دو باتیں ویسے ہی عرض کر دوں۔ آپ نے فرمایا کرو۔ خاکسار نے عرض کی کہ جماعت میں خدا تعالیٰ کے فضل سے الیکشن ہوتے ہیں لیکن ایک بات جس پر عمل کرنا ضروری ہے اس میں کمی ہے آپ نے فرمایا وہ کون سی؟ خاکسار نے عرض کی کہ حضور! الیکشن کے باوجود جس شخص کے ووٹ زیادہ ہوں اسے کبھی وہ عہدہ نہ بھی دیا جائے تا کہ پتہ چلے کہ جماعت میں یہ قانون بھی ہے کہ ضروری نہیں جس کے ووٹ زیادہ ہوں اسے ہی عہدہ دیا جائے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں یہ بات ٹھیک ہے اور میں نے اس سال کئی جگہ پر ایسا کیا ہے۔

اگلے دن خاکسار کی فلائٹ تھی اور طبیعت ابھی بھی بہت خراب تھی۔ بخار، کھانسی کے علاوہ شدید متلی تھی۔ خاکسار جب ایئر پورٹ پر پہنچا تو حضور کی ہدایت یاد آئی کہ چاکلیٹ کھاؤں۔ خاکسار نے ایئر پورٹ سے ہی چاکلیٹ خریدی اور استعمال کی۔ الحمدللہ۔ اب جب بھی کھانسی شدت اختیار کرے تو خاکسار حضور انور کے دو نسخے استعمال کرتا ہے اور فائدہ ہوتا ہے۔ گلے اور کھانسی کے لئے آپ نے خاکسار کو فرمایا تھا کہ ایکونائٹ کی ایک ہزار میں خوراک شروع میں لے لیا کروں جب بیماری کی علامات ظاہر ہونے لگیں۔ دوسرے چاکلیٹ کا استعمال کرتا ہوں۔ الحمدللہ

### حضور انور کی ایک ہدایت

خاکسار کا تبادلہ ایک جماعت میں ہوا تو وہاں پر جلسہ سالانہ یوکے کے موقعہ پر عالمی بیعت میں شرکت ہونی تھی۔ خاکسار نے ساری جماعت کو آگاہ کیا کہ وہ اس وقت مسجد میں پہنچیں اور عالمی بیعت میں شامل ہوں۔

جب سب دوست آ گئے اور عالمی بیعت ہونے لگی تو میں نے محسوس کیا کہ لوگ آگے آگے سرکتے جا رہے ہیں جہاں ٹی وی رکھا ہوا ہے تا کہ بیعت کے وقت وہ ٹی وی پر ہاتھ رکھیں۔ میں نے احباب سے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ اتنے میں لوگوں نے ایک دوسرے کے کندھوں پر بھی ہاتھ

رکھ لئے اور ٹی وی کے نزدیک والے ٹی وی پر ہاتھ رکھنے لگے۔ خاکسار نے بتایا کہ یہ طریق غلط ہے۔ لوگ کہنے لگے کہ ہم تو ایسا ہی کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ نہیں ایسا ٹھیک اور مناسب نہیں ہے۔ نہ ہی ٹی وی پر اور نہ ہی کندھوں پر ہاتھ رکھنے ہیں۔ صرف حضور کے ساتھ بیعت کے الفاظ دہرائیں اور دعا میں شامل ہوں۔ کچھ لوگوں کو یہ بات اچھی نہ لگی۔

خاکسار نے حضور انور کی خدمت میں خط لکھ کر ہدایت لینا چاہی اور خط میں دو باتیں لکھ دیں ایک یہ کہ عالمی بیعت کے وقت ٹی وی پر اور ایک دوسرے کے کندھوں پر ہاتھ رکھا جائے یا نہ رکھا جائے۔ دوسرے حضور کی خدمت میں یہ بھی عرض کر دی کہ حضور جب خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہیں اور بعض حوالہ جات حضرت مسیح موعودؑ کی کتب سے پڑھتے ہیں تو ساتھ ہی حوالہ بھی بتادیا کریں تا کہ ہم جب خطبہ دیں تو وہ حوالہ تلاش کر کے تو خطبہ جمعہ میں سنا دیا کریں۔ اس پر حضور انور نے جو ہدایت بھجوائی وہ یہ تھی۔

”آپ کا خط ملا۔ عالمی بیعت کی تقریب میں جو لوگ ٹیلیویژن کے ذریعہ شامل ہوتے ہیں انہیں بتائیں کہ کندھوں پر یا ٹیلیویژن پر ہاتھ رکھنا غلط طریق ہے۔ کندھوں پر ہاتھ صرف اس وقت رکھے جاتے ہیں جب خلیفۂ وقت بیعت لینے کے وقت خود موجود ہوں۔ باقی جہاں تک خطبہ میں پڑھے جانے والے اقتباسات وغیرہ کے حوالوں کے بیان کرنے کا تعلق ہے اس سلسلہ میں آپ خود کوشش کر کے حوالے تلاش کر لیا کریں۔ اللہ آپ کو اپنی جناب سے ہر خیر کا وارث بنائے اور دین و دنیا کی سعادتیں عطا فرمائے۔ آمین“

یہ دونوں ہدایات حضور انور کی ہم سب مبلغین کرام کے لئے خصوصی توجہ کے لائق ہیں۔ یہ کہ مطالعہ کی عادت اور خود حوالہ جات کی تلاش کرنی چاہئے۔

## قریبی رشتہ داروں کے ساتھ حسنِ سلوک کی نصیحت

یوکے جلسہ 2019ء میں خاکسار مع اہلیہ گیا۔ یہ میری اہلیہ کا پہلا موقعہ تھا لندن کے جلسہ میں شمولیت کا۔ ہم دو تین دن پہلے چلے گئے تھے اور ملاقات کے لئے نام لکھوا دیا تھا جلسہ سے

دو دن پہلے بدھ کے دن ہماری ملاقات تھی۔ حضور انور نے جاتے ہی پہلے مجھ سے پوچھا کہ کہاں ٹھہرے ہو؟ میں نے بتایا کہ میرے ماموں کی بیٹی میری کزن ہیں (حسن طاہر بخاری مربی سلسلہ) کی بہن ان کے گھر۔ آپ نے فرمایا فضل الرحمٰن کے گھر کیوں نہیں ٹھہرے یہ میری اہلیہ کے بھائی ہیں۔ میری اہلیہ نے جواب دیا حضور وہ تو جلسہ کی ڈیوٹی کی وجہ سے مصروف تھے۔ آپ نے فرمایا کہ ان کی بیگم تو تھیں۔ میری اہلیہ نے جواب دیا کہ حضور وہ بھی جلسہ کی ڈیوٹی کی وجہ سے مصروف تھیں۔ آپ نے فرمایا:

شمشاد کو سنبھالنا کوئی آسان کام تو نہیں ہے۔ پھر اہلیہ نے شہد کی بوتل دی تبرک کرنے کے لئے جو انہوں نے اپنے والد صاحب کے لئے ربوہ بھجوانا تھا۔ وہ ان دنوں بیمار تھے۔ حضورانور نے شہد کو تبرک کیا اور پھر ہم نے بچوں کے لئے دعا کی درخواست کی۔ حضورانور نے ملاقات میں نزدیکی اور قریبی رشتہ داروں (بہن بھائیوں) کے ساتھ تعلق بڑھانے کی طرف توجہ دلائی۔ خاکسار نے جلسہ کے بعد فضل الرحمن صاحب جو جامعہ میں استاد ہیں کے گھر جا کر بقیہ ایام گزارے تا حضورانور کی ہدایت پر عمل ہو۔

## میرے بیٹے کے ساتھ

ایک دفعہ جب سیر الیون کے جلسہ سے واپس آیا تو میں نے اپنے بڑے بیٹے ممتاز کو کہا جو امریکہ میں تھے کہ میں فلاں دن لندن پہنچوں گا آپ بھی ٹکٹ کرواؤ اور لندن پہنچو تا حضورانور کے ساتھ ہم دونوں ملاقات کریں۔ چنانچہ پسرم ممتاز احمد نے اپنی جہاز کی ٹکٹ بک کرائی اور لندن پہنچ گیا۔

حضورانور نے خاکسار کے بیٹے کے ساتھ بڑے بے تکلفی اور دوستانہ ماحول میں اس کی شادی اور دیگر امور کے بارے میں تفصیل سے گفتگو کی۔ جس سے خاکسار کو اندازہ ہوا کہ اپنی اولاد کے ساتھ بھی کس طرح مسائل سے نپٹنا چاہئے وہ میرے لئے بھی ایک سبق تھا۔

### میری بیٹی کا نکاح

اکتوبر 2009ء میں حضور انور نے میری بیٹی عزیزہ سیدہ صبیحہ بشریٰ کے نکاح کا اعلان مسجد فضل لندن میں فرمایا۔ خاکسار نے حضور انور کی خدمت میں اجازت کے لئے لکھا کہ حضور نکاح پڑھادیں اور اس کے لئے چھٹی کی درخواست کی۔ جب حضورانور میری سے ملاقات ہوئی تو حضورانور نے فرمایا کہ بس نکاح پڑھوانے کے لئے اب آئے ہو۔ عرض کی کہ جی حضور۔ آپ نے فرمایا کہ جلسہ پر کیوں نہیں بتایا میں جلسہ پر نکاح پڑھ دیتا۔ (نکاح 31 اکتوبر 2009ء میں ہوا تھا اور خاکسار اسی سال کچھ عرصہ قبل جلسہ میں بھی شامل ہوا تھا)

خطبہ نکاح میں حضور انور نے فرمایا:

”دوسرا نکاح مکرمہ سیدہ صبیحہ بشریٰ صاحبہ بنت مکرم سید شمشاد احمد ناصر صاحب (مبلغ سلسلہ کیلیفورنیا۔ امریکہ) کا مکرم عطاء المومن بھٹی صاحب ابن مکرم نوید احمد بھٹی صاحب (ہیرس برگ، امریکہ) کے ساتھ مبلغ دس ہزار ڈالر حق مہر پر طے پایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مکرمہ سیدہ صبیحہ بشریٰ صاحبہ کے متعلق بتایا کہ ان کے والد سید شمشاد احمد ناصر اللہ تعالیٰ کے فضل سے مبلغ سلسلہ ہیں۔ گھانا میں بھی رہے ہیں اور جب میں گھانا میں تھا اس وقت بطور مبلغ رہے اور اچھے مبلغین میں سے تھے اور اب بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھا کام کر رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ ان کے خاندان میں احمدیت 1932ء میں ان کے دادا سید امیر احمد شاہ صاحب کے ذریعہ سے آئی تھی۔ ان کی شر قپور رجولی ضلع انبالہ میں کوئی گدی تھی۔ احمدیت قبول کرنے کی وجہ سے ان کے دادا کو وہاں سے نکلنا پڑا اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا لیکن بہر حال اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا کہ احمدیت کی برکت ہے کہ آگے ان کی نسلیں پڑھی لکھی بھی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں...... حضورانور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے بعد یہ گدیاں تو ختم ہو چکی ہیں۔ کوئی پیری مریدی نہیں رہی۔ بلکہ حضرت مسیح موعودؑ نے تو آکر اپنے ماننے والوں کو یہ کہا ہے کہ

"تم ولی بنو ولی پرست نہ بنو اور پیر بنو پیر پرست نہ بنو۔"

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "ہر احمدی کو ان روایتی پیروں کے پیچھے چلنے کی بجائے خود اللہ تعالیٰ سے ایک تعلق جوڑنا چاہیئے جو ایک خاص تعلق ہو اور جو تقویٰ کے اعلیٰ معیاروں کی طرف لے جانے والا ہو۔"

(الفضل انٹرنیشنل 11 تا17 دسمبر 2009ء صفحہ 8)

## حضور انور کے ساتھ سیر

ایک دفعہ خاکسار لندن آیا موقعہ تو یاد نہیں رہا سردیوں کا موسم تھا۔ مجھے پتہ چلا کہ حضور انور صبح نماز فجر کے بعد سیر کرنے تشریف لے جاتے ہیں۔ خاکسار نے میجر محمود صاحب سے کہا کہ وہ میرے لئے حضورانور سے ایک دن کے لئے اجازت لے لیں میں بھی سیر میں ساتھ جانا چاہتا ہوں۔ حضور انور نے ازراہ شفقت اجازت مرحمت فرمائی۔ اگلے دن نماز فجر کے بعد میں بھی تیار ہو کر ساتھ گیا۔ 15، 20 منٹ کی واک کے بعد اچانک حضورانور واپس تشریف لے آئے۔ ہم جب مسجد فضل واپس آئے تو گاڑی سے نکل کر میں پھر اسی علاقہ میں واک کرنے کے لئے نکل گیا۔ شام کو حضورانور سے ملاقات تھی اور اگلے دن میری واپسی تھی۔ شام کو جب ملاقات ہوئی تو حضور نے "واک" کے متعلق پوچھا کہ ٹھیک ہو گئی میں نے عرض کی کہ حضور اتنی چھوٹی واک سے میرا تو کچھ نہیں بنا۔ میں تو پھر دوبارہ واک کرنے چلا گیا تھا۔ حضور صرف مسکرائے اور کچھ نہیں فرمایا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد پھر لندن جانا ہوا اور خاکسار نے پھر درخواست کی سیر کے لئے ساتھ جانے کی۔ چنانچہ اجازت مل گئی۔ اس دفعہ حضورانور نے 45 منٹ سے ایک گھنٹہ کے درمیان واک کی۔ تو بعد میں حضورانور نے ازراہِ مذاق فرمایا کیوں اس دفعہ تمہاری واک ٹھیک ہو گئی ہے۔ عرض کی جی حضور۔ حضورانور کو وہ بات یاد تھی کہ میں نے کہا تھا کہ 15-، 20 منٹ کی واک سے میرا تو کچھ نہیں بنا میں تو دوبارہ واک کرنے گیا تھا۔

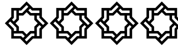
ان ساری باتوں کے لکھنے کا مقصد صرف یہی ہے کہ ہمیں چاہیئے ہم خلیفہ وقت کی بات کو سنیں اور اس پر عمل کریں۔ جس طرف خلیفہ وقت لے کر جائیں اسی طرف چل پڑیں، اپنی طرف

سے کوئی کام نہ کریں یا اگر کوئی ذہن میں بات آ بھی جائے تو جیسا کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک دفعہ جرمنی میں فرمایا تھا کہ پھر خلیفہ وقت موجود ہے اس سے پوچھ لیں اور راہنمائی لے لیں یہ ایک ایسا نسخہ ہے جو ساری بیماریوں، کوتاہیوں اور غفلتوں کا علاج ہے۔

خلیفہ وقت سے پوچھ لینا زیادہ بہتر ہے بجائے اس کے کہ آدمی اپنی عقل لڑائے اور غلط کام کر بیٹھے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو احسن رنگ میں خلیفہ وقت کا جاں نثار اور سلطان نصیر بنائے اور بہتر رنگ میں خدمت سلسلہ کی توفیق دے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 مئی 2021ء)



《45》

# حضرت خلیفۃ المسیح کی آغوش میں جلسہ سالانہ یوکے کی چند حسین یادیں

(امۃ الباری ناصر۔ امریکہ)

## پیارے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ الودود کی احباب جماعت سے محبت ۔ دعا کی قبولیت اور محیر العقول یادداشت کا ایک دلچسپ واقعہ

جلسہ سالانہ یوکے 2007ء منعقدہ حدیقۃ المہدی غیر معمولی بارشوں کی وجہ سے ایک تاریخی حیثیت اختیار کر گیا۔ ہم بھی ان خوش نصیبوں میں شامل تھے جو اس یادگار جلسے میں شامل ہوئے۔ اس جلسے پر ایک ایسا واقعہ ہوا جس کا سرور زندگی بھر تازہ رہے گا۔ ہم حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کی اپنے احباب سے یک جہتی اور قبولیتِ دعا کے ایک واقعہ کے گواہ بنے۔ خلیفہء وقت سے جڑے ایسے حسین واقعات ازدیاد ایمان کا ذریعہ ہوتے ہیں اظہار تشکر کے ساتھ کچھ روداد پیش کرتی ہوں۔ جسے آخر تک پڑھئے آپ کو پیارے حضور کی سحر انگیز یادداشت کا ایک واقعہ ملے گا۔

جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کا شوق ہم احمدیوں کی فطرت میں شامل ہو گیا ہے۔ جلسہ کا موسم آتا ہے تو احمدی حضرات غول در غول موسمی پرندوں کی طرح اُڑان بھرتے ہیں۔ قوت پرواز رکھنے والے ہوں یا پر شکستہ پیچھے رہنے والے، سب کا دھیان جلسے میں لگا رہتا ہے۔ ایم ٹی اے کے توسط سے جلسہ دیکھنے کا انتظام ہونے کی وجہ سے بہت سے شائقین کی حسرتیں پوری ہو جاتی ہیں۔ حدیقۃ المہدی میں پہلا جلسہ جو 2006ء میں ہوا تھا تو ایم ٹی اے پر دیکھا تھا۔ بے حد دلفریب نظارے تھے وسیع حسین سبزہ زار قدرت کا شاہکار نظر آتا تھا۔ اپنی چیزوں سے یوں بھی جذباتی وابستگی ہوتی ہے۔ سارا سال انتظار کے بعد 2007ء کے جلسے میں شمولیت کے لئے ناصر صاحب اور خاکسار جلسہ

سے دو ہفتے پہلے ہی لندن پہنچ گئے۔ ہماری بیٹی امۃ الصبور عمر خان کا گھر مسجد بیت الفتوح کے قریب ہے اس لیے لندن پہنچتے ہی نمازوں میں حاضر ہونے اور جلسہ سالانہ کے انتظامات کی گہما گہمی قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا۔ گہما گہمی میں بتدریج اضافہ جذبات میں تموّج پیدا کرنے لگی۔ مسجد کے وسیع ہالوں میں مہمانوں کے بستر لگے دیکھ کر پھر ڈائننگ ہال اور ٹوائلٹس کا جدید انتظام دیکھ کر ربوہ کا جلسہ بہت یاد آیا۔ وہاں کی قیام گاہوں کا منظر اور یہاں جدید طریق دیکھ کر دل سے ان بزرگوں کے لیے دعائیں نکلیں جن کے تجربات اور دعاؤں نے خوب سے خوب تر اور ترقی کی راہیں کھولیں۔ ایسی روایات قائم اور مستحکم ہوئیں جن سے دنیا بھر کے مختلف حصوں سے آئے ہوئے مہمانوں کو عمدگی، وقار اور عزت سے ٹھہرانے کا انتظام ممکن ہوا۔ ہم نے گھر میں مہمانوں کے لئے کچھ زائد کھانے بنا لیے۔ جلسے کے دنوں میں آنے جانے کے وقت کا ایک ایک گھنٹہ رکھ لیں تو گھر آ کر کام کا وقت نہیں ہوتا اس لیے ہر طرح تیاری کر لی۔ وفورِ شوق کا اصرار تھا کہ وقت جلدی گزر جائے اور جلسہ شروع ہو۔ سکھیوں سہیلیوں سے معلوم ہو رہا تھا کہ بہت سی شخصیتیں جنہیں دیکھنے ملنے کی تمنا تھی جلسے پر آ رہی ہیں۔ جلسے پر سب سے ملاقات کا تصور ہی خوش کر رہا تھا۔ ایک دن بیت الفتوح میں اعلان ہو رہا تھا کہ حدیقۃ المہدی کے لیے خصوصی بسوں کا انتظام کیا جا رہا ہے ہم نے اس اعلان کو سرسری سا سُنا کیونکہ ہمیں ہر سال جلسے پر عُمر لے جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو جزائے کثیر سے نوازے۔ اس دفعہ بھی یہی اطمِنان تھا مگر اچانک اس نے یہ بتایا کہ اسے جلسے کے پہلے دن کے لیے چھٹی نہیں ملی ہے۔ تو کیا ہم جمعہ کو جلسہ پر نہ جا سکیں گے؟ یہ تصور ہی دردناک تھا۔ اور کسی صورت قابل قبول نہ تھا۔ اپنے پاس ایک ہی حربہ ہے خوب دعا کی کہ عمر کو چھٹی مل جائے ناصر صاحب نے سمجھایا کہ ایم ٹی اے پر دیکھ لیں گے مگر دل نہ مانا۔ اسی سوچ بچار میں بیت الفتوح والا اعلان یاد آیا۔ اپنے بھتیجے رشید احمد سے مشورہ کیا۔ اس نے کہا کہ اس انتظام کے تحت جانا آپ کے لیے مشکل ہو گا خود اس کی وین میں دو افراد کی جگہ بن سکتی تھی۔ صبور اور خاکسار اس کے ساتھ جا سکتے تھے۔ مگر یہ پروگرام کچھ مناسب نہ لگا کہ عمر ڈیوٹی پر، ناصر صاحب اور بچے گھر پر اور ہم جلسے میں۔ ابھی سوچ ہی رہے تھے کہ

کریں تو کیا کریں اتنے میں اللہ کے کرم سے عمر کو اپنے باس کا ٹیکسٹ ملا آپ چھٹی کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے ہوئے نئے حوصلے سے صبح صبح جلسے کے لیے جانے کی تیاری ہونے لگی۔ جلسہ گاہ میں بارش کا سن رہے تھے اس لیے اپنے جوڑوں کے ہم رنگ سینڈلیں الماری میں رکھ کر سردیوں کے شوز نکال لیے۔ گھر سے حدیقۃ المہدی تک کا سفر اپنے نواسوں ثمر، نصر کو جلسہ سالانہ کی اہمیت، ثمرات، برکات اور روایات کے بارے میں بتاتی رہی۔ جلسہ گاہ قریب آئی تو سڑک پر راہ نمائی کے لیے لگے ہوئے بورڈز اور ڈیوٹی پر کھڑے خدام کو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ ان کے لیے دعائیں کرتے ہوئے آگے بڑھے تو ایک خادم نے گاڑی کا رخ پارکنگ ایریا کی طرف موڑنے کا اشارہ کیا۔ یہ ایک وسیع و عریض پارکنگ لاٹ تھی جو جلسہ کے مہمانوں کی گاڑیوں کے لیے کرایہ پر لی گئی تھی۔ گاڑی کھڑی کی تو ایک خادم نے ہدایت دی کہ آپ قطاروں میں کھڑے ہو جائیں جلسہ گاہ پندرہ میل کی مسافت پر ہے شٹل سروس آپ کو جلسہ گاہ لے جائے گی اور واپسی پر پھر اس پارکنگ ایریا میں لے آئے گی۔ ہم قطار میں کھڑے ہو گئے ہم سے آگے بھی لمبی قطار تھی اور پیچھے تو دور تک بنتی چلی گئی۔ کافی وقت گزرنے پر ایک انگریز پولیس والے نے ہمیں سمجھایا کہ کچھ مسائل ہو گئے ہیں آپ صبر سے کام لیں۔ بہت جلد بسوں کا انتظام ہو جائے گا۔ ناکافی بسوں اور جوق در جوق آنے والے ریلے کو دیکھ کر اسے تشویش ہوئی ہو گی کہ کوئی بد مزگی نہ ہو۔ اسے اندازہ نہیں تھا کہ ہم صبر اور نظم و ضبط کے تربیت یافتہ ہیں اطاعت کرنا جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں تکلیفوں کو خاطر میں نہیں لاتے۔ تاہم اس کے صبر کی تلقین سے یہ اندازہ ہو گیا کہ صبر کی غیر معمولی مقدار درکار ہو گی۔ خدا خدا کر کے ایک بس آئی ڈیوٹی والے خادم یہ اعلان کرتے رہ گئے کہ پہلے ضعیف لوگ اور بچوں والی خواتین بیٹھ جائیں مگر اس پر عمل نہ ہو سکا۔ بس کے اندر ایک سیٹ پر ایک خاتون کو بیٹھنے کی اجازت تھی اور کوئی کھڑی نہ ہو سکتی تھی۔ اس پابندی پر کراچی کی بسیں یاد آئیں جن کی سیٹوں پر سواریوں کی گودوں میں بھی سواریاں بیٹھ سکتی ہیں اور جتنے چاہیں کھڑے ہو جائیں، یہی نہیں، چھت پر اور دروازوں سے لٹک کر بھی سفر کر سکتے ہیں آزاد ملک ہے آزادی سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ بس چلی

تو ہم نے پیچھے لگی لمبی قطاروں پر فاتحانہ نظر ڈالی۔ اب ہماری منزل حدیقۃ المہدی تھا ہماری بس پُر پیچ الف لیلوی گلیوں کے کچے پکے راستوں پر بڑی شان دلربائی سے رینگنے لگی۔

بس میں موجود خادم جو ٹریفک کے کوئی ذمہ دار عہدے دار تھے بیک وقت رواں انگلش اور ٹھیٹھ پنجابی میں احکامات صادر کر رہے تھے۔ بہت وقت لگا پھر بس نے ہمیں ایک وسیع کیچڑ زار میں یہ کہہ کر اُتار دیا

''یہاں صبر کے امتحاں اور بھی ہیں''

ہم حدیقۃ المہدی پہنچ گئے تھے۔ سرسبز درخت، ابر آلود آسمان اور بڑی بڑی مارکیز نظر آرہی تھیں۔ مگر مارکیز تک پہنچیں کیسے؟ ہر طرف کیچڑ ہی کیچڑ تھا۔ رجسٹریشن کاؤنٹرز پر خواتین مستعدی سے کام میں مصروف تھیں۔ کارکنات نے لمبے لمبے بوٹ پہن رکھے تھے وہیں یہ علم ہوا کہ ان کو ولنگٹن کہتے ہیں (وجہ تسمیہ پر غور نہیں کیا) باقی خواتین اپنے معمول کے جوتوں میں چھپ چھپ کیچڑ میں چلتے ہوئے سب کام کر رہی تھیں۔ کیچڑ سے بچانے اور راستہ بنانے کے لیے پلاسٹک اور ربڑ کے میٹس سے جو پگڈنڈیاں بنائی گئی تھیں وہ بھی کیچڑ میں ڈوب گئی تھیں۔ کئی جگہ توازن قائم رکھنا مشکل ہو گیا تو صبور کا ہاتھ پکڑا۔ اس کا بھی میرے والا ہی حال تھا ہاتھ زور سے پکڑ لیا

''اے مری ہم رقص مجھ کو تھام لے''

کئی جگہ چپلیں اور سینڈلیں کیچڑ میں لاوارث پڑی نظر آئیں یقیناً ان کو ساتھ لے کر چلنا اتنا مشکل ہو گیا ہو گا کہ تعلق توڑنا بہتر لگا ہو گا۔ ایک خاتون اپنی بیٹی سے کہہ رہی تھی یہ اپنا تھیلا سنبھالو میں گر گئی تو کہو گی میری شال گندی کر دی ہے

''تھیلے کو مرے ہاتھ سے لینا کہ چلی میں''

اور اس کے ساتھ ہی وہ پھسل گئیں مگر بیٹی کی شال بچ گئی۔

اس دن ایک اور نئی چیز کا تعارف ہوا وہ رکشے نما ایک گاڑی تھی جسے بگھی کہا جا رہا تھا اسے لڑکیاں چلا رہی تھیں اور جہاں کوئی عمر رسیدہ یا مشکل سے چلتی ہوئی خاتون نظر آتیں وہ اسے

بگھی میں بٹھالیتیں۔ اور منزل پر پہنچادیتیں۔ عام حالات میں تو کوئی خاتون کم ہی یہ تسلیم کرتی ہے کہ عمر زیادہ ہوگئی مگر اس دن تو یہ حال تھا کہ کم عمر بھی یہ سوچ رہی تھیں کہ کاش ہم اس میں بیٹھ سکتے۔ زیادہ مشکل میں پُش چیئر والی مائیں تھیں بچوں کے ساتھ ان کے بیگ اور پرس وغیرہ سنبھال کر چلنا مشکل ہو رہا تھا۔ جوں توں جلسہ کی مارکی تک پہنچے یہاں یہ اچھا انتظام تھا کہ جوتوں کے لیے پولیتھین کے بیگ تھما دیے گئے۔ جلسہ گاہ پر نظر پڑتے ہی دل خوش ہو گیا اسی منظر کے لیے تو آنکھیں ترستی تھیں شناسا مسکراتے چہرے، کھلی باہیں، السلام علیکم کے تحفے سب کچھ موجود تھا۔ فوراً ہی اذان ہوگئی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی روح پرور امامت میں نماز جمعہ ادا کی اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا۔ وقفہ ہوا تو زوروں کی بھوک لگ چکی تھی۔ کھانے کی مارکی کچھ فاصلے پر تھی اور حال وہی تھا۔

؎اک اور دریا کا سامنا تھا منیر مجھ کو
میں ایک دریا کے پار اترا تو میں نے دیکھا

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے لنگر خانہ کی دال روٹی کی خوشبو آرہی تھی۔ یہ کھانا ساری عمر بڑے شوق سے کھایا ہے مگر کیچڑ میں کھڑے ہو کر پہلی دفعہ کھایا آنے جانے والی خواتین کے جوتوں سے اُڑنے والا کیچڑ کپڑوں کے نقش و نگار میں اضافہ کر رہا تھا۔ اس کے بعد ہاتھ دھونے گئے تو دیکھا کہ واش بیسن مٹی سے بھرے ہوئے تھے۔ لگتا تھا کہ خواتین نے ان میں جوتے دھوئے ہیں۔ ہم نے لاہور اور فیصل آباد میں بارش کے بعد کے مناظر دیکھے ہوئے ہیں اس لیے یہ غنیمت لگا کہ یہ کیچڑ کالا اور بدبودار نہ تھا بلکہ اپنے حدیقہ کی مٹی تھی۔ ہم خوش نصیب تھے کہ اس مٹی میں لت پت تھے۔

جلسہ کی کاروائی کے بعد یہ طے تھا کہ ہم بس سٹینڈ پر آجائیں ناصر صاحب، عمر اور بچے بھی وہیں ملیں گے۔ چلتے چلتے ایک نظر سٹالز پر ڈالی سامان تو چمک رہا تھا مگر اس کو خریدنے والے یہاں پہنچ نہ سکتے تھے۔ پتہ نہیں خاطر خواہ خرید و فروخت بھی ہوئی ہوگی یا نہیں۔ راستے میں گرتے

پڑتے بہت سی خواتین سے ملاقات ہوئی بس سٹاپ پر بھی ایک جم غفیر تھا۔ بسیں بھی کافی تھیں انتظامیہ مصروف عمل تھی یہاں بھی خواتین کو پہلے سوار کرنے کا انتظام تھا۔ جلدی ہی ایک بس میں صبور کا ہاتھ پکڑے سوار ہونے میں کامیاب ہو گئی۔ خیال تھا کہ ہم پارکنگ لاٹ میں پہلے پہنچ کر اپنی گاڑی تلاش کریں گے اتنے میں مرد حضرات بھی آجائیں گے مگر بعد کے واقعات ان توقعات سے بہت مختلف تھے۔ ایک غلطی جس کا خمیازہ بھگتنا پڑا یہ ہوئی کہ گاڑی کی چابی لینے کا خیال نہ آیا۔ اگر ہمارے پاس چابی ہوتی تو ہم گاڑی کھول کر بیٹھ جاتے مگر اب تو غلطی ہو چکی تھی۔ اب سنئے پارکنگ لاٹ میں کیا گزری۔ گاڑی کے پاس کھڑے کھڑے بارش شروع ہو گئی بھیگنے لگے تو درختوں کے نیچے کھڑے ہو گئے۔ آہستہ آہستہ بارش تیز ہو گئی۔ بچپن میں بارش میں نہانے کا بڑا مزا آتا تھا مگر پکی عمر میں پھر لندن کی ہلکی ہلکی خنکی میں بارش میں بھیگنے کا تجربہ بالکل اچھا نہیں تھا۔ نظریں اس طرف لگی ہوئی تھیں جہاں بسوں کو رُک کر سواریوں کو اتارا جاتا تھا۔ کئی گھنٹے گزر گئے۔ کھڑے کھڑے بھیگتے بھیگتے تھک گئے۔ شام کا ملگجی اندھیرا گہرا ہونے لگا۔ رات نے اپنی زلفیں کھول دیں۔ بھیگے موسم میں پیا کا انتظار، انتظار، انتظار یہ سب باتیں شاعری میں اچھی لگتی ہیں مگر ہوتی بہت دشوار ہیں۔ رابطہ کرنے کے لیے فون کرتے تو جواب میں ٹیپ چلتی کہ لائینیں مصروف ہیں۔ ساری پارکنگ لاٹ میں کبھی کبھار کوئی نظر آتا۔ وہاں روشنی کا کوئی انتظام نہ تھا اور وہ جو ایک مشغلہ تھا کہ بس کھڑی ہو تو اپنا جیون ساتھی تلاش کریں وہ بھی ہاتھ سے گیا۔ ناصر صاحب کے لیے اس قدر بے چینی سے انتظار کرنے کا اتفاق کم ہی ہوا تھا وہ بھی دیکھ لیتے تو خوش ہوتے۔ ہمیں یہ بھی خبر نہ تھی کہ دیر ہونے کی وجہ کیا ہے، خیر تو ہے؟ وہاں کوئی مسئلہ تو نہیں ہوا۔ بارش نے برقع اور لباس کی حدوں کو پھلانگ لیا تو ہلکی سی کپکپی مسلسل ساتھ لگ گئی۔ چاند تارے بادلوں کی اوٹ میں بے بس تھے۔ ایک اچھی بات یہ ہوئی کہ ٹیکسٹ میسج ملنے لگے۔ پتہ چلا کہ ادھر بھی وہی حال ہے۔ بسوں کی کمی کی وجہ سے باری باری سوار کروا رہے ہیں۔ میں نے اپنے بھتیجے رشید کو پوچھا کہ آپ کہاں ہیں اس نے بتایا کہ گرم کمرے میں ایم ٹی اے لگا کر سارا منظر دیکھ رہے ہیں اور کھانا کھا رہے ہیں اور یہ کہ وہ جلسہ گاہ پہنچ ہی

نہیں سکے تھے۔ پارکنگ لاٹ تک پہنچنے میں اتنا وقت لگ گیا تھا کہ وہ وہاں سے واپسی پر گاڑی نکالنے کا حشر سوچ کر واپس چلا گیا تھا۔ میں نے اس بات کا شکر کیا کہ اس کا مشورہ مان کر بیت الفتوح والی بسوں میں نہیں آئی اور اس پر بھی کہ اس کے ساتھ نہیں آئی پھر اتنا جلسہ بھی نہ دیکھ سکتے تھے۔ اس کے کھانا کھانے کے ذکر سے اپنی بھوک چمک اُٹھی مگر اس وقت ماہ رمضان کی مشق یاد آگئی۔ ہم نے دیکھا کہ اندھیرے میں کچھ بچے ہر گاڑی کے قریب جا کر اپنے امی ابو کو تلاش کر رہے تھے اسی طرح ایک ماں زور زور سے اپنے بچوں کو آوازیں دے رہی تھی۔ اتنے میں دیکھا تو دو اجنبی مرد ہماری طرف چلتے ہوئے آرہے تھے ہم کراچی والوں کو بڑا ڈر لگا مگر وہ بچارے ہماری خیریت پوچھنے آئے تھے۔ اُن کا بھی ہمارے والا حال تھا پہلے آگئے تھے اور اب اپنی خواتین کے انتظار میں کھڑے تھے۔ جب اچھا خاصا بھیگ گئے تو خیال آیا کہ ہم نے صرف ایک غلطی نہیں کی کہ چابی نہیں لائے چھتریاں بھی گاڑی میں تھیں۔ صبور اشاروں کی زبان سے بات سمجھاتی ہے بار بار اپنے بچوں کو ٹھنڈ لگ جانے کا فکر کر رہی تھی کیونکہ ان کی جیکٹیں بھی گاڑی میں تھیں۔ یہ سب فکر کیا کم تھے کہ جنگل سے عجیب عجیب آوازیں آنے لگیں ہمیں وہاں کھڑے پانچ گھنٹے ہو گئے ہوں گے۔ قریب ہی ایک گاڑی کی لائٹیں آن ہوئیں۔ اس میں دو خواتین آکر بیٹھیں اور اپنے مردوں کا انتظار کرنے لگیں۔ اُن پر بہت رشک آیا۔ تھوڑی دیر جھجکنے کے بعد میں نے اُن سے پوچھا کیا ہم کچھ دیر آپ کی گاڑی میں بیٹھ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کا بھلا کرے ہمیں بیٹھنے کی اجازت دے دی۔ اُس وقت گرم گاڑی میں بیٹھنا بہت نعمت لگا۔

دل سے ایک بے ساختہ دعا نکلی کہ ناصر اور عمران کے مردوں سے پہلے آجائیں تا کہ ایک دفعہ پھر ہمیں بارش میں نہ کھڑا ہونا پڑے اور یہ دعا فوراً قبول ہوگئی ہماری گاڑی کی بتیاں روشن ہوگئیں ہم نے اُن خواتین کا شکریہ ادا کیا اور تیزی سے اپنی گاڑی میں آگئے۔ بچے بری طرح بھیگے ہوئے تھے بلکہ کانپ رہے تھے خیال تھا کہ بیٹھتے ہی تھکن، بوریت، کوفت، موسم اور انتظام میں خامیوں کا شکوہ شروع ہو جائے گا۔ مگر یہ تو سب بہت خوش تھے اور خوشی کی وجہ جو بتائی وہ ساری عمر

خوش رہنے کے قابل تھی۔ ناصر صاحب نے بتایا کہ جب وہ سر پر رومال رکھے بارش میں کھڑے تھے تو پیارے حضور کیچڑ میں چلتے ہوئے تشریف لے آئے۔ اُن کو اپنے درمیان دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ آپ نے سب کو تسلّی دی اور ناصر صاحب کی طرف دیکھا کہ سر پر رومال رکھ کر بارش سے بچنے کی کوشش میں ہیں فرمایا

آپ چھتری کیوں نہیں لائے تھے۔

انہوں نے عرض کیا صبح فورکاسٹ میں بارش نہیں تھی

حضور نے فرمایا:

یہاں کا موسم بہت بے اعتبار ہے۔

پیارے حضور کو جب علم ہوا ہوگا کہ لوگ بارش میں بھیگ رہے ہیں تو اپنا آرام چھوڑ کر باہر آگئے سب کا حوصلہ بڑھایا خود بھی بارش میں کھڑے رہے۔ حضور انور کو اپنے درمیان پا کر ساری توجہ آپ کی طرف ہوگئی پھر تو بسیں لیٹ ہونے کی کسے پرواہ تھی۔

گھر پہنچ کر ایم ٹی اے آن کیا تو اعلان ہو رہا تھا کہ لندن میں رہنے والے کل جلسہ اپنے گھر یا مساجد میں دیکھیں۔ بہت بڑے طوفان کی پیشگوئی ہے۔ ہم نے ہفتے کا جلسہ گھر پہ اور اتوار کا بیت الفتوح میں سُنا۔ اس کے بعد جہاں بھی گئے جس سے بھی ملے جلسہ کی باتیں ہوتی رہیں۔ سب کی کہانی الگ تھی۔ وہ بھی تھے جو سارا دن گاڑیوں میں ٹریفک میں پھنسے رہے آدھی رات کو واپس آئے جلسہ گاہ تک پہنچ بھی نہ سکے۔ خیر ہماری کہانی ابھی ختم نہیں ہوئی۔ بے حد اہم بات یہ ہے کہ ہم حضرت صاحب کی دعا کی قبولیت کے چشم دید گواہ بن گئے۔ وہ اس طرح کہ ہمارے گھر کے افراد کی عمریں آٹھ سے ستر سال تک تھیں اور ہم گھنٹوں بارش میں بھیگتے اور سردی میں ٹھٹھرتے رہے تھے، ڈر تھا کہ سب بیمار پڑیں گے مگر کسی کو ایک چھینک بھی نہ آئی کیونکہ جب ہم گھر آکر گرم کمروں میں سو گئے تھے ہمارے آقا اللہ تعالیٰ سے ہماری صحت و عافیت کی بھیک مانگ رہے تھے۔ ہماری سلامتی کی دعائیں کر رہے تھے۔

؎ بے خبر نہیں تھا وہ چاہتوں کی شدت سے
چاند نے بھی ساری رات جاگ کر گزاری ہے

یہ ہیں خلافت کی برکات۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس برکت سے متمتع ہونے اور ان نعماء پر اللہ تعالیٰ کے شکر گزار رہنے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین

اگست 2007ء کے خطبہ جمعہ میں پیارے آقا نے بھیگنے والوں کو یاد فرمایا:

”عورتیں بچے بسوں کے انتظار میں کئی کئی گھنٹے بارش میں بھیگتے رہے اور بڑے آرام سے کھڑے رہے معمولی سا کہیں کوئی واقعہ پیش آیا ہو گا لیکن عمومی طور پر بڑے آرام سے کھڑے رہے بعض چار پانچ گھنٹے تک کھڑے رہے بلکہ اکثر نے شاید رات کا کھانا بھی نہیں کھایا تو ان کو یوں کھڑا دیکھ کر کچھ دیر کے لئے میں بھی ان کے پاس گیا تو یوں کھڑے ہنس رہے تھے اور خوش تھے جیسے انتہائی آرام دہ موسم میں کھڑے ہوں حالانکہ اس وقت بارش ہو رہی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ جماعت بھی عجیب جماعت ہے پیار آتا ہے اس جماعت پر۔ بچوں کو، بوڑھوں کو، عورتوں کو بھیگتے دیکھ کر مجھے بے چینی شروع ہو گئی تھی بلکہ پوری رات ہی بے چینی رہی میں استغفار بھی کرتا رہا، اللہ تعالیٰ سے ان کی صحت و سلامتی کی بھیک بھی مانگتا رہا کہ اس موسم کی وجہ سے ان کو کوئی تکلیف نہ ہو“

(الفضل انٹرنیشنل 24 اگست 2007 تا 30 اگست 2007ء)

قارئین کرام! آپ نے پیارے حضور ایدہ اللہ تعالی بنصرہ العزیز کے جماعت سے پیار کا یہ واقعہ پڑھا۔ اب جو بات لکھ رہی ہوں وہ آپ کی طلسماتی یادداشت اور حاضر دماغی کا محیر العقول واقعہ ہے۔

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہئے

ذہن میں یہ رکھ کر پڑھئے کہ بارش میں بھیگنے والا واقعہ جولائی 2007ء کا ہے۔ اور اب بات ہو گی جولائی 2015ء کی۔ یعنی دونوں باتوں میں آٹھ سال کا فاصلہ ہے۔

جلسہ سالانہ یو کے 2015ء میں شمولیت کی سعادت پانے والوں میں خاکسار کا بڑا بیٹا، بہو اور بچے بھی شامل تھے۔

جلسے کے بعد 27/ اگست کو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالی بنصرہ العزیز سے ملاقات کی نعمت میسر آئی۔ ملاقات کے دوران ڈیوٹی دینے والوں کی حسن کارکردگی کا ذکر ہوا تو بہو مکرمہ فوزیہ منصور صاحبہ نے انتظامات کے عمدہ ہونے کے ذکر میں اپنا ایک اچھا تجربہ عرض کیا کہ 'حضور! میں ابھی گیٹ سے کچھ فاصلے پر تھی کہ بارش شروع ہوگئی ایک ڈیوٹی دینے والے لڑکے نے جو مجھے جانتا بھی نہیں تھا اپنی چھتری مجھے تھما دی اور کہا کہ آپ گیٹ تک پہنچیں گی تو میں بھاگ کر آپ سے چھتری لے لوں گا۔ اس طرح میرا بارش سے بچاؤ ہو گیا اور اس نے گیٹ پر آکر اپنی چھتری لے لی، حضور نے مسکرا کر فرمایا:

اس نے سوچا ہو گا آپ کے سسر بارش میں بھیگے تھے آپ بھی نہ بھیگیں۔

ملاقات کے بعد وہ بہت حیران ہوئے کہ حضور نے یہ کیا فرمایا۔ ایسا کیا ہوا تھا اور کب کی بات ہے؟ پھر مجھے بھی ساری بات بتا کر پوچھا کہ یہ حضور نے کیا ارشاد فرمایا تھا؟

بات تو مجھے فوراً یاد آگئی مگر حیرت کے سمندر میں ڈوبی کہ بولا ہی نہ جا رہا تھا۔ سچ ہے۔ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ اور پھر حضرت مسرور کے ساتھ تو انی معك یا مسرور کا وعدہ بھی ہے۔ ناصر صاحب بھی حیران ہو کر بار بار کہہ رہے تھے۔ ہم جیسے حقیر فقیر بھی حضور کو یاد رہے۔ تھا تو یہ ایک چھوٹا سا جملہ مگر اس ایک جملے میں شکر کے کئی پہلو ہیں۔ جو ہمارے خاندان کے لئے نعمت عظمیٰ ہیں۔

؎ اگر ہر بال ہو جائے سخن ور
تو پھر بھی شکر ہے امکاں سے باہر

آپ کی دعا کی قبولیت، تبحر علمی، یادداشت، قیافہ شناسی، ذرہ نوازی اور حسن سلوک کے نادر و نایاب واقعات زبان زدِ عام ہیں۔ جنہیں سن کر دل حمد و ثنا سے بھر جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے

پیارے حضور کو خیر وعافیت کے ساتھ بابرکت بامراد طویل زندگی سے نوازے اور ہم پہلے سے بڑھ کر آپ سے فیض پاتے رہیں۔آمین اللھم آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 مئی 2021ء)



﴿46﴾

# خلافت کا ٹھنڈا میٹھا سایہ!

## (عبد الباسط شاہد۔ مبلغ سلسلہ یوکے)

خدا تعالیٰ کے فضل سے خاکسار کو زندگی بھر خلافت کا ٹھنڈا میٹھا سایہ میسر رہا ہے۔ بہت بچپن میں کسی بھی تعلیم، پڑھائی کے آغاز سے قبل میرے بزرگ والدین نے یہ احسان کیا کہ ”بسم اللہ“ کے لئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کیا۔ اس دن حضور نے ایک خاتون کی بیعت بھی لینی تھی بسم اللہ ایسے ہوئی کہ حضور نے پہلے سمجھایا کہ جو وہ پڑھیں میں اسے دہراتا جاؤں پھر آپ سورہ فاتحہ کی ایک ایک آیت پڑھتے اور خاکسار اسے دہراتا آپ نے دعا بھی کی اور کروائی۔ یہ عظیم سعادت میری زندگی کا سرمایہ ہے۔ اس کے بعد بیعت کا سلسلہ شروع ہوا تو جو الفاظ حضور نے بیعت لینے کے لئے ارشاد فرمائے میں نے بھی دہرائے۔ آپ نے فرمایا۔ میاں بس بیعت میں اکیلا ہی لے لوں گا۔ یہ بات بھی یادگار ہوگئی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ان گنت روح پرور ایمان افروز باتیں ہیں جو یادوں کا قیمتی خزانہ ہے بطور نمونہ ایک خوش نصیب لمحے کا تاثر پیش کرتا ہوں:

خاکسار جامعہ احمدیہ کے شاہد کے امتحان سے فارغ ہو چکا تھا۔ حضور کے ارشاد کے مطابق ”تبویب مسند احمد بن حنبل ؒ“ کا کام تیزی سے جاری تھا۔ ایک دن ہم سب ساتھی مل کر کام کر رہے تھے کہ محترم مولانا ابو المنیر نور الحق صاحب تشریف لائے۔ انہوں نے باہر دروازے میں کھڑے کھڑے خاکسار کا نام لے کر پوچھا کہ عبد الباسط موجود ہیں؟ خاکسار اُٹھ کر سامنے ہوا تو فرمانے لگے کہ میرے ساتھ چلیں آپ کو حضور نے یاد فرمایا ہے۔ میرے جیسے نالائق اور ناکارہ کو حضور نے یاد فرمایا ہے۔ راستہ میں استاد محترم سے بار بار پوچھا کہ کیا بات ہے کیا مجھ سے کوئی غلطی ہو

گئی ہے مگر محترم یہی جواب دیتے رہے کہ حضور ہی آپ کو بتائیں گے۔ میرا یہ حال تھا کہ گھبراہٹ اور پریشانی کی وجہ سے پسینہ چھوٹ رہا تھا۔ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں مولانا نے کاغذ کے ایک چھوٹے سے پرزے پر میرا نام لکھ کر بھیجا۔ فوراً ہی حضور کی طرف سے بلاوا آ گیا۔ محترم مولانا صاحب کے ہمراہ سیڑیاں چڑھ کر خاکسار حضور کی نشست گاہ میں پہنچا۔ اگر میں غلطی نہیں کرتا تو حضور اسی وقت کمرہ میں تشریف لائے تھے اور ابھی کھڑے ہی تھے۔ حضور نے ایک لمبا ساجبّہ نما کوٹ جسے غالباً فَرغل کہتے ہیں پہنا ہوا تھا، آپ نے میری طرف ایک پیار بھری نظر دیکھا جس سے ساری پریشانی ختم ہوگئی۔ حضور کی شخصیت کے رعب اور شفقت نے مل کر عجیب کیفیت پیدا کی۔

حضور نے میری تعلیم کے متعلق بعض سوال کئے۔ پھر فرمایا کہ ''تبویب'' اور اس سلسلہ میں تمام کاموں کو آپ خود اچھی طرح سمجھیں بعض دفعہ کسی کام کے لئے ضرورت پڑے تو پتہ چلتا ہے کہ اس کام کا جاننے والا ہمارے پاس کوئی نہیں ہے۔ حضور کا پیغام محترم مولوی صاحب نے دفتر میں پہنچایا اس کے بعد دفتری اور انتظامی امور کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا مگر میرے لئے تو یہ پیار بھری ملاقات سرمایہ حیات بن گئی، فالحمد للہ

خلافت ثانیہ اور خلافت رابعہ میں بھی اللہ کے فضل سے خدمت کے مواقع ملتے رہے تا ہم بطور اختصار اس دور سعادت کا کچھ ذکر کرتا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں اب متمتع فرمایا ہے۔

خاکسار کو ربوہ میں دارالقضاء میں بطور قاضی خدمت کا موقع ملا۔ کچھ عرصہ کے بعد پتہ چلا کہ محترم مرزا مسرور احمد بھی قاضی مقرر ہو گئے ہیں ''مرافعہِ اولیٰ'' یعنی اپیل کے بعد بعض مقدمات خاکسار اور حضرت میاں صاحب کو مِل کر سننے کا اتفاق ہوا۔ حضرت میاں صاحب کی معاملہ فہمی اور اصابتِ رائے کا خوب پتہ چلتا تھا۔ پھر آپ سے یہاں لندن میں شرف ملاقات حاصل ہوا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے پہلا فقرہ یہی فرمایا کہ آپ نے ربوہ والا کام سنبھالا ہوا ہے (خاکسار اُن دنوں ناظم دارالقضاء تھا)۔ اس کے بعد آپ کے احسانات کا سلسلہ شروع ہوا جو برابر جاری ہے۔ حضور کی طرف سے شیروانی اور عربی چغہ کی نعمت غیر مُترقبہ حاصل ہوئی۔

ایک دن حضور نے میرے بیٹے سے دریافت فرمایا کہ آج کل آپ رات کی ڈیوٹی کر رہے ہیں؟ اس کے نفی میں جواب دینے پر حضور نے فرمایا کہ آپ کے ابو تو نماز فجر کے لئے عادل صاحب کے ساتھ آتے ہیں۔ عادل صاحب ایک مخلص نوجوان ہیں جو میری رہائش گاہ سے تھوڑے فاصلہ پر رہتے تھے اور صبح کی نماز میں باقاعدگی سے جاتے تھے۔ میں نے اُن سے کہا کہ اگر آپ گھر سے نکلتے وقت فون کی ایک گھنٹی کر دیا کریں تو میں نماز کیلئے تیار سڑک کے کنارے آپ کو ملوں گا۔ خدا تعالیٰ اُن کو جزائے خیر عطا فرمائے وہ لمبا عرصہ جب تک لندن میں رہے بخوشی یہ کام کرتے رہے۔ حضور نے اُن کے ساتھ نماز کیلئے جانے کا جس طرح سے ذکر فرمایا وہ ہمارے لئے خوشی کا باعث تو ضرور تھا مگر ہم دونوں یہ بھی سوچتے رہے کہ حضور کو اس بات کا کیسے علم ہوا تھا۔

ایک دفعہ خاکسار اپنی صحت کے متعلق ڈاکٹر کی رپورٹ کی وجہ سے کچھ متفکر تھا۔ حضور ایدہ اللہ سے ملاقات کیلئے حاضر ہوا اور ڈاکٹری رپورٹ حضور کی خدمت میں پیش کی۔ حضور نے بڑی توجہ سے اسے دیکھا۔ بعض سوالات پوچھے اور پھر ایک دوا تجویز فرمائی اور دوا کا نام لینے کے بعد فرمایا کہ ”یاد رہے گا“ خاکسار نے عرض کیا کہ آپ لکھ دیں تو میرے پاس بطور تبرک رہے گا۔ حضور نے نہ صرف دوائی کا نام لکھا بلکہ ڈاکٹر حفیظ صاحب کو توجہ سے دوائی دینے کا ارشاد بھی فرمایا۔ اس جگہ اس احسان کا ذکر بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بعد حضور نے متعدد مرتبہ خالص شہد (جو قادیان سے آیا ہوا تھا) اور عجوہ کھجور بھی عطا فرمائیں۔ گویا ایک بیمار کو دوا کے ساتھ ساتھ مفید غذا بھی عطا فرمائی اور دعا بھی۔

خاکسار کی اہلیہ محمودہ کی اوپن ہارٹ سرجری ہوئی تو ہم نے حضور کی خدمت میں دعا کے لئے لکھا پیارے حضور نے دعائیں کیں دلجوئی فرمائی اور باوجود جلسہ سالانہ کی مصروفیات کے خیریت دریافت فرماتے رہے الحمدللہ رب العالمین۔ اسی بیماری کے تعلق سے ایک اور بات یاد آگئی۔ پریشانی کا اثر میری طبیعت پر محسوس کر کے میری ایک چھوٹی بہن نے حضور کی خدمت میں میرے لئے بھی دعا کا خط لکھ دیا۔ حضور نے اسے جواب میں لکھا فکر نہ کریں وہ مسجد فضل میں درس دیتے ہیں

آواز بڑی زور دار ہوتی ہے ٹھیک ہیں۔ اور ساتھ بہت ساری دعائیں دیں۔ یہ دعائیں ہی خلافت کا ثمر اور ہماری زندگی کا سامان اور سرمایہ ہیں۔ اللھم اید امامنا بروح القدس۔

خدا تعالیٰ نے ہمیں خلافت کا انعام عطا فرمایا ہے ہمارے مخالف کئی دفعہ اپنے تمام ذرائع اور جتھوں کے زعم میں اس انعام کے حصول کیلئے خلافت کے قیام کے لئے ناکام کوشش کر چکے ہیں۔ مگر خلافت تو خدا ہی کی عطا ہے جو انسانی کوششوں اور خواہشوں سے حاصل نہیں کی جا سکتی۔

؎ یہاں قدرت وہاں درماندگی فرق نمایاں ہے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 مئی 2021ء)



﴿47﴾

# نظام خلافت، اہمیت اور برکات

(مقصود احمد بھٹی۔ قادیان)

اللہ تعالیٰ قران پاک میں فرماتا ہے

وَعَدَاللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوْا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِي لَا يُشْرِكُوْنَ بِي شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ O

(النور:56)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ان سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور ان کے لیے ان کے دین کو، جو اس نے ان کے لیے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور ان کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

(اردو ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر وہ اس کو اٹھالے گا اور خلافت علی منہاج النبوۃ قائم ہو گی، پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھالے گا، پھر ایذا رساں بادشاہت قائم ہو گی اور تب تک رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ جب یہ دور ختم ہو گا تو اس سے بھی بڑھ کر جابر

بادشاہت قائم ہو گی اور تب تک رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر وہ ظلم و ستم کے اس دور کو ختم کر دے گا جس کے بعد پھر نبوت کے طریق پر خلافت قائم ہو گی! یہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔

جہاں ہمارے پیارے آقا حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانے میں خلافت کے قیام کی خوشخبری عطا فرمائی وہیں یہ بھی سمجھا دیا کہ خدا کے اس انعام کی بڑی اہمیت ہے۔ اس لئے اس کی قدر کرنا اور فرمایا اتنی زیادہ اہمیت ہے کہ اگر اس کی خاطر بڑی سے بڑی قربانی بھی دینی پڑے تو دینا مگر خلافت کے ساتھ تعلق نہ توڑنا۔

## خلیفہ خدا بناتا ہے اور اس کے انتخاب میں نقص نہیں ہوتا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”صوفیاء نے لکھا کہ جو شخص کسی شیخ یا رسول اور نبی کے بعد خلیفہ ہونے والا ہوتا ہے تو سب سے پہلے خدا کی طرف سے اس کے دل میں حق ڈالا جاتا ہے۔ جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے مگر خدا تعالیٰ کسی خلیفہ کے ذریعہ اس کو مٹاتا ہے اور پھر گویا اس امر کا از سرِ نو اس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح و استحکام ہوتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا۔ اس میں بھی یہی بھید تھا کہ آپ ﷺ کو خوب علم تھا کہ اللہ تعالیٰ خود ایک خلیفہ مقرر فرماوے گا کیونکہ یہ خدا کا ہی کام ہے اور خدا کے انتخاب میں نقص نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کام کے واسطے خلیفہ بنایا اور سب سے اول حق انہی کے دل میں ڈالا۔“

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 229)

**خلافت کی اطاعت سے باہر ہونے والا نبی کی اطاعت سے باہر ہو جاتا ہے**

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"بے شک میں نبی نہیں ہوں لیکن میں نبوت کے قدموں پر اور اس کی جگہ پر کھڑا ہوں۔ ہر وہ شخص جو میری اطاعت سے باہر ہوتا ہے وہ یقیناً نبی کی اطاعت سے باہر ہوتا ہے...... میری اطاعت اور فرمانبرداری میں خدا تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری ہے۔"

(الفضل 4 ستمبر 1937ء)

**خلیفہ اپنے زمانے میں سب لوگوں سے افضل ہوتا ہے**

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"ہماری جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ جماعت کا جو خلیفہ ہو وہ اپنے زمانہ میں جماعت کے تمام لوگوں سے افضل ہوتا ہے اور چونکہ ہماری جماعت ہمارے عقیدہ کی رو سے باقی تمام جماعتوں سے افضل ہے اس لیے ساری دنیا میں سے افضل جماعت میں سے ایک شخص جب سب سے افضل ہو گا تو موجودہ لوگوں کے لحاظ سے یقیناً اسے 'بعد از خدا بزرگ توئی' کہہ سکتے ہیں۔"

(الفضل 27 اگست 1937ء صفحہ 6)

**خدا تعالیٰ کے منتخب خلیفہ کو کوئی معزول نہیں کر سکتا**

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"خلافت کیسری کی دکان کا سوڈاواٹر نہیں۔ تم اس بکھیڑے سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے، نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے اور نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے۔ میں جب مر جاؤں گا تو پھر وہی کھڑا ہو گا جس کو خدا چاہے گا اور خدا اس کو آپ کھڑا کر دے گا۔ تم نے میرے ہاتھوں پر اقرار کئے ہیں تم خلافت کا نام نہ لو۔ مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے۔ اگر تم زیادہ زور دو گے تو یاد رکھو میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دیں گے۔"

(اخبار بدر 11 جولائی 1912ء۔ جلد 12 نمبر 2 صفحہ 4)

## خلیفہ کی دعا ہی سب سے زیادہ قبول ہوتی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ جب کسی کو منصب خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیت کو بڑھادیتا ہے کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے...... میں جو دعا کروں گا وہ ان شاء اللہ فرداً فرداً ہر شخص کی دعا سے زیادہ طاقت رکھے گی۔“

(منصبِ خلافت صفحہ 32)

## خلافت سے چمٹنے میں ہی بقا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”آخر میں ایک بات اور کہنا چاہتا ہوں اور یہ وصیت کرتا ہوں کہ تمہارا اعتصام حبل اللہ کے ساتھ ہو۔ قران تمہارا دستور العمل ہو، باہم کوئی تنازع نہ ہو کیونکہ تنازع فیضان الٰہی کو روکتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی قوم جنگل میں اسی طرح نقص کی وجہ سے ہلاک ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم نے احتیاط کی اور وہ کامیاب ہوگئے۔ اب تیسری مرتبہ تمہاری باری آئی ہے اس لیے چاہئے کہ تمہاری حالت اپنے امام کے ہاتھ میں ایسی ہو جیسے میّت غسّال کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ تمہارے تمام ارادے اور خواہشیں مردہ ہوں اور تم اپنے آپ کو امام کے ساتھ ایسا وابستہ کرو جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ اور پھر ہر روز دیکھو کہ ظلمت سے نکلتے ہو یا نہیں، استغفار کثرت سے کرو اور دعاؤں میں لگے رہو، وحدت کو ہاتھ سے نہ دو، دوسرے کے ساتھ نیکی اور خوش معاملگی میں کوتاہی نہ کرو۔ تیرہ سو برس کے بعد یہ زمانہ ملا ہے اور آئندہ یہ زمانہ قیامت تک نہیں آسکتا۔ پس اس نعمت کا شکر کرنے پر ازدیاد نعمت ہوتا ہے۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ لیکن جو شکر نہیں کرتا وہ یاد رکھے اِنَّ عَذَابِي لَشَدِيْدٌ۔ (ابراھیم:8)۔“

(الحکم 24 جنوری 1903ء جلد 7 نمبر 3 صفحہ 15)

## تمام ترقیات خلافت سے وابستگی میں ہی ہیں

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”پس تم خوب یاد رکھو کہ تمہاری ترقیات خلافت کے ساتھ وابستہ ہیں اور جس دن تم نے اس کو نہ سمجھا اور اسے قائم نہ رکھا، وہی دن تمہاری ہلاکت اور تباہی کا دن ہو گا لیکن اگر تم اس کی حقیقت کو سمجھے رہو گے اور اسے قائم رکھو گے تو پھر اگر ساری دنیا مل کر بھی تمہیں ہلاک کرنا چاہے گی تو نہیں کر سکے گی اور تمہارے مقابل میں بالکل ناکام و نامراد رہے گی جیسا کہ مشہور ہے اسفند یار ایسا تھا کہ اس پر تیر اثر نہ کرتا تھا۔ تمہارے لئے ایسی حالت خلافت کی وجہ سے پیدا ہو سکتی ہے۔ جب تک تم اس کو پکڑے رکھو گے تو کبھی دنیا کی مخالفت تم پر اثر نہ کر سکے گی بیشک افراد مریں گے، مشکلات آئیں گی، تکالیف پہنچیں گی مگر جماعت کبھی تباہ نہ ہو گی بلکہ دن بہ دن بڑھے گی اور اس وقت تم میں سے کسی کا دشمنوں کے ہاتھوں مرنا ایسا ہو گا جیسا کہ مشہور ہے کہ اگر ایک دیو کٹتا ہے تو ہزاروں پیدا ہو جاتے ہیں۔ تم میں سے اگر ایک مارا جائے گا تو اس کی بجائے ہزاروں اس کے خون کے قطروں سے پیدا ہو جائیں گے۔“

(حقائق القران مجموعۃ القرآن حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ عنہ، سورۃ النور زیر آیت استخلاف صفحہ 73)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یومِ خلافت کے حوالے سے جماعت احمدیہ راولپنڈی کے نام پیغام میں فرمایا:

”آپ میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ دعاؤں پر بہت زور دے اور اپنے آپ کو خلافت سے وابستہ رکھے اور یہ نکتہ ہمیشہ یاد رکھے کہ اس کی ساری ترقیات اور کامیابیوں کا راز خلافت سے وابستگی میں ہی ہے۔ وہی شخص سلسلہ کا مفید وجود بن سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو اس کی کوئی بھی حیثیت نہیں۔ جب تک آپ کی عقلیں اور تدبیریں خلافت کے ماتحت رہیں گی اور آپ اپنے امام کے پیچھے پیچھے اس کے اشاروں پر چلتے رہیں گے اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت آپ کو حاصل رہے گی۔“

(روزنامہ الفضل 30 مئی 2003ء صفحہ 2)

## خلیفہ وقت کی سکیم کے سوا اور کوئی سکیم قابلِ عمل نہیں ہونی چاہیے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”خلافت کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جس وقت خلیفہ کے منہ سے کوئی لفظ نکلے اس وقت سب سکیموں، سب تجویزوں اور سب تدبیروں کو پھینک کر رکھ دیا جائے اور سمجھ لیا جائے کہ اب وہی سکیم، وہی تجویز اور وہی تدبیر مفید ہے جس کا خلیفہ وقت کی طرف سے حکم ملا ہے جب تک یہ روح جماعت میں پیدا نہ ہو اس وقت تک سب خطبات رائیگاں، تمام سکیمیں باطل اور تمام تدبیریں ناکام ہیں۔“

(خطبہ جمعہ 31 جنوری 1937ء)

## انسانی عقلیں اور تدبیریں خلافت کے تحت ہی کامیابی کی راہ دکھا سکتی ہیں

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خواہ تم کتنے ہی عقلمند اور مدبر ہو اپنی تدابیر اور عقلوں پر چل کر دین کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے جب تک تمہاری عقلیں اور تدبیریں خلافت کے ماتحت نہ ہوں اور تم امام کے پیچھے پیچھے نہ چلو ہرگز اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت تم حاصل نہیں کر سکتے۔ پس اگر تم خدا تعالیٰ کی نصرت چاہتے ہو تو یاد رکھو اس کا کوئی ذریعہ نہیں سوائے اس کے کہ تمہارا اٹھنا بیٹھنا، کھڑا ہونا اور چلنا اور تمہارا بولنا اور خاموش ہونا میرے ماتحت ہو۔“

(الفضل 4 ستمبر 1937ء)

آخر پر صد سالہ خلافت جوبلی 2008ء کے موقعہ پر ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جو عہد ہم سے لیا تھا اس کو پیش کرتا ہوں۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ آج خلافت احمدیہ کے سو سال پورے ہونے پر ہم اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ ہم اسلام اور احمدیت کی اشاعت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے اپنی زندگیوں کے آخری لمحات تک کوشش کرتے چلے جائیں گے اور اس مقدس فریضہ کی

تکمیل کے لیے ہمیشہ اپنی زندگیاں خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وقف رکھیں گے اور ہر بڑی سے بڑی قربانی پیش کر کے قیامت تک اسلام کے جھنڈے کو دنیا کے ہر ملک میں اونچا رکھیں گے۔ ہم اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ ہم نظام خلافت کی حفاظت اور اس کے استحکام کے لئے آخری دم تک جدوجہد کرتے رہیں گے اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے کی تلقین کرتے رہیں گے تاکہ قیامت تک خلافت احمدیہ محفوظ چلی جائے اور قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی اشاعت ہوتی رہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہرانے لگے۔ اے خدا! تو ہمیں اس عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اللّٰھم آمین، اللّٰھم آمین، اللّٰھم آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن مئی 2021ء)



﴿48﴾

# تائیدات خلافت

(محمد انور شہزاد)

خلافت انعامات خداوندی میں سے ایک ایسی عظیم الشان نعمت ہے جس کا کوئی نعم البدل نہیں۔ خدا تعالیٰ جس وجود کو خلعتِ خلافت پہناتا ہے وہی وجود حقیقی معنوں میں خدا تعالیٰ کے مقربین میں سے ہوتا ہے۔ اور ایک کے بعد دوسرے آنے والے مقدس وجود کی مسلسل تائید و نصرت الٰہی ظاہر کرتی ہے کہ ان مقدس وجودوں کو خدا تعالیٰ نے ہی منصب خلافت پر فائز فرمایا ہے جیسا کہ قرآن کریم کی سورۃ مومن آیت 52 میں ہے کہ ہم اپنے پیغمبروں اور ایمانداروں کو دنیا و آخرت میں مدد دیا کرتے ہیں۔ اسی الٰہی قانون کے مطابق خدا تعالیٰ نے امام الزماں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد جس وجود کو قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر کے طور پر منصب خلافت پر فائز فرمایا اس مبارک وجود کی بھی خدا تعالیٰ نے ہر آن تائید و نصرت فرمائی۔ اس بابرکت وجود تاجدار خلافت کے تیسرے مظہر حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت الٰہی کے چند واقعات پیش خدمت ہیں:

### ”بادلو! ایک طرف ہٹ جاؤ“

حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ہماری زندگی میں بہت سے ایسے واقعات گزرے ہیں کہ منہ سے لفظ نہیں نکلا صرف اشارہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اس وقت اس بندے کی دعا اسی طرح قبول کر لو۔ 1954ء کی بات ہے۔ جب میں کالج بنوا رہا تھا تو ہمارا ایک بہت بڑا لینٹل پڑ رہا تھا اور سوڈیڑھ سو سیمنٹ کی بوری ریت اور بجری میں ملی ہوئی ساتھ کی چھت پر پڑی تھی تو کیا دیکھتے ہیں کہ شمال کی طرف سے کالا بادل اُٹھا

ہے۔ اگر وہ برس جائے تو سوڈیڑھ سو بوری جماعت احمدیہ کا نقصان ہوتا ہے اس وقت میرے دل میں تحریک ہوئی (ایسی تحریک بھی دراصل خدا تعالیٰ ہی کرتا ہے) کہ اگر بادل برسے تو میرا ذاتی نقصان تو نہ ہوگا اگر ہوگا تو خدا تعالیٰ کی جماعت کا ہوگا اس لئے اس وقت بادلوں کو کہنا چاہئے کہ یہاں سے چلے جاؤ۔ چنانچہ میں نے سر اُٹھایا اس وقت بہت سے آدمی موجود تھے اس لئے میں نے منہ سے کوئی بات نہیں نکالی صرف سر سے ہلکا سا اشارہ کیا "بادلو! ایک طرف ہٹ جاؤ"۔ ساتھ ہی اپنا کام بھی کرتے رہے۔ ہم سے نصف میل کے فاصلہ پر بڑی تیز بارش ہوئی اور سارا دن بادل منڈلاتے رہے لیکن ہمارے ہاں بارش نہیں ہوئی۔

(خطبات ناصر جلد 1 صفحہ 489)

## اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی بات انہونی نہیں

حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ہمارے ایک یا دو احمدی تھے وہ غلط طور پر قتل کے کیس میں ملوث ہو گئے میں نے تسلی کر لی تھی کہ وہ قاتل نہیں، لیکن ہمارے دنیا میں گواہوں پر فیصلے ہوتے ہیں ان کا نام مخالفوں نے رکھ دیا اور سیشن جج نے انہیں پھانسی کی سزا بھی دے دی، پھر ہائی کورٹ میں پھانسی کی سزا، پھر سپریم کورٹ میں پھانسی کی سزا قائم رہی۔ ان کے رشتہ داروں نے اس موقع پر کہ سپریم کورٹ نے بھی پھانسی کی سزا کو قائم رکھا تھا اور انہوں نے رحم کی اپیل کی تھی۔ مجھے خط لکھا اور اس میں لکھا کہ اس مقدمہ کا یہ پس منظر ہے اور بڑا ہی مشکل بلکہ ناممکن ہے کہ ان حالات میں رحم کی اپیل منظور ہو جائے، لیکن ہم چاہتے ہیں کہ آپ دعا کریں اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو قبول ہو جائے، انہوں نے اس کے اس طرح خطرناک حالات لکھے کہ قریب تھا کہ میری قلم یہ فقرہ لکھ جائے کہ اللہ کی جو رضا ہو اس پر راضی رہنا۔ یکدم پیچھے سے ایک غیبی طاقت نے مجھے اپنے تصرف میں لے لیا اور میں اس سوچ میں پڑ گیا کہ کیا میں ایک احمدی کو یہ سبق دوں کہ اس قسم کے مایوسی اور ناامیدی کے حالات میں ہمارے ربّ کے پاس طاقت اور قدرت باقی نہیں رہتی اور میرے قلم سے جو فقرہ نکلنے لگا تھا اس کی بجائے میں نے یوں لکھا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی بات انہونی نہیں ہے اس واسطے مایوس نہیں ہونا

چاہیئے، چند روز کے بعد ان کی اپیل منظور کر لی گئی اور وہ بری کر دیئے گئے۔ اس کا اس دوست پر اتنا اثر تھا کہ انہوں نے مجھے خط لکھا کہ میں اپنے غیر احمدی رشتہ داروں کو آپ کا وہ خط دکھاتا رہتا ہوں کہ یہ دیکھو! اس طرح دعائیں قبول ہوتی ہیں یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔

پس اللہ تعالیٰ کو قادر جاننا چاہیئے کُنْ آخر سانس تک، مثلاً اس میں طاقت ہے کہ سارے ڈاکٹر کہہ دیں کہ یہ مریض مر جائے گا اور اُس کا حکم آ جائے تو وہ شخص زندہ رہے گا۔ میں نے اپنی خلافت کے چھوٹے سے زمانہ میں کئی ایسی مثالیں دیکھی ہیں کہ ڈاکٹروں کی متفقہ رائے تھی کہ فلاں مریض مر جائے گا مگر اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اور وہ بچ گیا۔

(خطبات ناصر جلد 1 صفحہ 902-903 و جلد 3 صفحہ 263-264)

## حضرت صاحب جس ملک میں جانا چاہیں بغیر ویزے کے جاسکتے ہیں

حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ایک واقعہ ہے۔ میں دوستوں کو بتا دیتا ہوں کیونکہ اس سے خدا کا پیار ظاہر ہوتا ہے۔ میرے دل میں اللہ تعالیٰ کی حمد کے جذبات موجزن ہیں۔ کسی نے مجھے کہا کہ انگلستان کا ویزہ لینے کے لئے فلاں شخص سے کہا جائے کیونکہ لاہور کے برٹش قونصلیٹ (British Consolate) میں ان کی کسی سے دوستی ہے وہ جلدی ویزہ لے دے گا کیونکہ ہماری تیاری میں دیر ہو گئی تھی ملکی حالات کی وجہ سے پروگرام پیچھے ڈالتے رہے تھے۔ اب چند دن بعد ہم نے روانہ ہونا تھا۔ چنانچہ میں نے ان کو فون کیا کہ میں اس سلسلہ میں تمہارے پاس آدمی بھجوا رہا ہوں۔ تم کوشش کر کے انگلستان کا ویزا حاصل کرو۔ میرا پیغام ان کی بیگم نے سنا تھا۔ میں نے آدمی بھجوا دیا لیکن ان کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ پیر کی شام کو ان کا فون آ گیا کہ حضرت صاحب کو کسی نے غلط بتایا ہے برٹش کونسلیٹ میں میرے کسی سے ایسے تعلقات نہیں ہیں کہ میں ایک دن میں ویزہ لے سکوں کیونکہ یہ لوگ تو جب ویزے کی درخواست جائے تو دو ہفتے سے لے کر آٹھ ہفتے تک وقت دیتے ہیں کہ آ کر پہلا انٹرویو دو کہ تمہیں ویزا کیوں دیا جائے۔ لہٰذا ایک دن میں تو ویزا ملنا مشکل ہے۔ وہ خود بڑے

گھبرائے ہوئے تھے۔ مجھے خود بھی بڑی تشویش تھی اور پریشانی بھی تھی کہ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے ویزا ملنے کی کوئی صورت نکل آئے۔ چنانچہ منگل کی صبح نماز کے بعد میں لیٹا ہوا تھا اور اپنے رنگ میں دعائیں کر رہا تھا تو اس دعا کے اندر ایک فقرہ خود میرے دل میں اُبھرا اور اُس نے ایک مجسم شکل اختیار کی۔ اس کے پورے الفاظ مجھے یاد نہیں رہے کیونکہ اس وقت میں نے لکھے نہیں تھے۔ کچھ اس قسم کا فقرہ تھا۔ ''مجھ سے امید نہیں ہے؟'' اس میں اللہ تعالیٰ کے پیار کا اظہار بھی تھا اور کچھ تھوڑی سے ڈانٹ بھی تھی۔ اس سے ایک طرف تو مجھے بڑی تشویش ہوئی کہ میں نے غلطی کی ہے۔ خدا تعالیٰ پر امید رکھنی چاہیئے تھی۔ دعا کے الفاظ میں غلطی ہو گئی ہے۔ دوسری طرف مجھے اللہ تعالیٰ کے اس پیار پر اتنا لطف آیا کہ میں بتا نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ اپنے عاجز بندوں سے اتنا پیار کرتا ہے کہ انسان کماحقہ‘ شکر بھی ادا نہیں کر سکتا۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ساری مخلوق سے جو رشتہ قطع ہونا چاہیئے وہ پوری طرح قطع ہونا چاہیئے۔ اگر خدا تعالیٰ کی راہ میں کام ہے تو اس قسم کی روکیں لایعنی اور بے معنی ہیں۔ چنانچہ جب میں نو بجے کے قریب اپنے دفتر میں گیا تو پرائیویٹ سیکریٹری (چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ) آئے اور میں نے اُن سے کہا صبح اشارہ ہو گیا ہے۔ ان شاء اللہ سب کام ٹھیک ہو جائے گا۔ ابھی میرے منہ سے یہ فقرہ نکلا ہی تھا کہ دفتر کے ایک اور صاحب دوڑے ہوئے آئے اور کہا کہ فلاں صاحب کا فون آیا ہے۔ وہ کہتے ہیں میں برٹش کونسلیٹ سے ملا ہوں وہ کہتے ہیں ٹھیک ہے۔ ہم ابھی ویزا دے دیتے ہیں۔ وہ ویزا جس کے لئے اُن کے خیال میں دو ہفتے سے آٹھ ہفتے تک صرف انٹرویو پر وقت لگتا ہے ایک دن میں مل گیا۔ بلکہ انہوں نے تو یہ بھی کہا کہ حضرت صاحب کے لئے ویزے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ تو جس ملک میں جانا چاہیں بغیر ویزے کے جاسکتے ہیں۔ خیر یہ تو الٰہی تصرف تھا جو اس کے دل پر ہوا۔ ہمارے دوست نے کہا جو آپ کا ملکی قانون ہے وہ تو پورا کرو اور ویزا جاری کر دو چنانچہ دوسرے دن ویزا مل گیا۔ اب یہ ایک چھوٹی سے بات تھی جس کے لئے صحیح راستہ بھی بتا دیا گیا۔ مجھے اس الٰہی پیار پر بہت لطف آیا۔ میرے دل میں اللہ تعالیٰ کی حمد کے

جذبات موجزن ہو گئے کہ اللہ تعالیٰ میرے جیسے عاجز انسان سے یہ پیار کرتا ہے کہ وہ کام جس کے لئے ہفتوں درکار تھے منٹوں میں ہو گیا۔

(خطبات ناصر جلد 5 صفحہ 200-201)

## یہ لڑکا ایف اے بھی نہیں پاس کر سکے گا

حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے خدا تعالیٰ اس جماعت کے جو چھوٹے چھوٹے شعبے ہیں ان کے لئے بڑی غیرت دکھاتا ہے۔ ابھی میرے (دوبارہ سفر یورپ پر) جانے سے پہلے اُس خاندان کا ایک آدمی آیا جس کے بارہ میں مَیں بتایا کرتا ہوں کہ اُن کا بڑا ہوشیار لڑکا تھا Top کے نمبر لئے میٹرک میں۔ ہمارا کالج لاہور میں تھا۔ اس کے والد کو مَیں ذاتی طور پر جانتا تھا وہ لڑکا ہمارے کالج میں داخل ہو گیا مَیں نے بڑے پیار سے اُسے داخل کیا۔ وہ میرے دوست کا بچہ تھا جو سیالکوٹ کے ایک گاؤں کے رہنے والے اور زمیندار تھے۔ اس کے چند رشتہ دار غیر مبائع تھے انہوں نے لڑکے کے باپ کا دماغ خراب کیا۔ اس سے کہنے لگے اتنا ہوشیار بچہ سپیریئر سروسز Superior Services کے Competition میں یہ پاس ہونے والا۔ کہیں D.C لگے گا۔ تم نے یہ کیا ظلم کیا اپنے بچے کو جا کر احمدیوں کے کالج میں داخل کروا دیا۔ جس وقت یہ انٹرویو میں جائے گا لوگوں کو یہ پتا لگے گا یہ ٹی آئی کالج میں رہا ہے اس کو لیں گے نہیں اور یہ دنیوی طور پر ترقی نہیں کر سکے گا۔ چنانچہ وہ میرے پاس آ گیا مَیں خالی پرنسپل نہیں تھا اس کا دوست بھی تھا۔ میرے دل میں اس کے بچے کے لئے بڑا پیار تھا مَیں نے اس کو پندرہ بیس منٹ تک سمجھایا کہ اپنی جان پر ظلم نہ کرو۔ خدا تعالیٰ بڑی غیرت رکھتا ہے جماعت احمدیہ اور اس کے اداروں کے لئے تمہیں سزا مل جائے گی۔ خیر وہ سمجھ گیا اور چلا گیا۔ پھر انہوں نے بھڑکایا پھر میرے پاس آ گیا پھر مَیں نے سمجھایا پھر چلا گیا۔ پھر تیسری دفعہ جب آیا تو مَیں نے سمجھا اس کے باپ کو ٹھوکر نہ لگ جائے۔ مَیں نے کہا ٹھیک ہے مَیں دستخط کر دیتا ہوں مگر تمہیں یہ بتا دیتا ہوں کہ یہ لڑکا جس کے متعلق تم یہ خواب دیکھ رہے ہو کہ وہ سپیریئر سروسز کے امتحان میں پاس ہو کر ڈی سی بنے گا یہ ایف اے بھی نہیں پاس کر سکے گا۔ اس نے مائیگریشن فارم پُر

کیا ہوا تھا اتنے اچھے نمبر تھے کہ ٹی آئی کالج سے گورنمنٹ کالج اسے بڑی خوشی سے لے لیتا۔ چنانچہ مَیں نے اس کے فارم پر دستخط کئے اور وہ اسے لے کر چلے گئے۔ پھر مجھے شرم کے مارے ملا بھی نہیں۔ کوئی چار پانچ سال کے بعد مجھے ایک خط آیا جو شروع یہاں سے ہوتا تھا کہ مَیں آپ کو اپنا تعارف کروادوں۔ میں وہ لڑکا ہوں جس کے مائیگریشن فارم پر آپ نے دستخط کئے تو مجھے اور میرے باپ سے کہا تھا کہ مَیں ایف اے بھی نہیں پاس کر سکوں گا اور چار پانچ سال کا زمانہ ہو گیا ہے اور مَیں واقعی ایف اے پاس نہیں کر سکا۔ پھر وہ تجارت میں لگ گیا اب پھر مجھے یہاں ایک خط آیا جو اسی سفر میں ملا جو اس کے بیٹے کا تھا اور اس نے بھی تعارف یہ کہہ کر کروایا کہ میں اس کا بیٹا ہوں جس کو آپ نے یہ کہا تھا کہ تو ایف اے پاس نہیں کر سکے گا۔

پس خدا تعالیٰ جماعت احمدیہ کے ایک کالج اور اس کے ایک پرنسپل کے لئے اتنی غیرت دکھاتا ہے تو خلیفۂ وقت کے لئے کتنی غیرت دکھائے گا۔ آپ پڑھے لکھے لوگ ہیں ہمارے ایک زمیندار پرانے احمدی ہیں مجھے دو تین دفعہ انہوں نے کہا کہ مَیں تو اپنے بچوں کو سمجھاتا ہوں کہ دیکھو! نبوت کے زمانہ میں مَیں نے دیکھا اگر کوئی غلطی ہو تو معاف ہو جاتی ہے لیکن جو خلافت کے خلاف کھڑا ہوتا ہے اسے میں نے ہمیشہ گرتے ہی دیکھا ہے پنپتے نہیں دیکھا۔

(خطبات ناصر جلد 7 صفحہ 392-393)

### ”میں کہتا ہوں یہ پیرا نہیں کٹے گا اور پورا خطبہ شائع ہو گا“

مکرم مسعود احمد دہلوی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ مارشل لاء کے تحت 1979ء میں جنرل ضیاء الحق نے اخبارات پر سنسر شپ عائد کر دی۔ ہر اخبار کو کچھ بھی شائع کرنے کے لئے اسے پہلے سنسر کروانا پڑتا تھا۔.... روزانہ جو کاپی کتابت کے بعد تیار ہوتی تھی اسے ایک آدمی لے کر لاہور جاتا۔ کتابت شدہ اخبار میں سے جو حصہ سنسر والے حذف کر دیتے وہاں نقطے ڈال دیئے جاتے اور سنسر شدہ کاپی اگلے روز شائع ہوتی.... سنسر کا انتہائی تکلیف دہ سلسلہ عرصہ دراز تک جاری رہا۔ سب سے زیادہ مشکل حضور رحمہ اللہ کے خطبات شائع کرنے میں پیش آتی۔ سنسر والے کوئی نہ کوئی فقرہ یا چندہ فقرات خطبہ میں سے حذف کر دیتے۔ یہ بات ہم سب کی طبیعت پر بہت شاق گزرتی اور

حضور رحمہ اللہ کے لئے بھی یہ بات بہت ناگواری کا موجب ہوتی اس لئے کہ بعض جگہ عبادت کا ربط ہی قائم نہ رہتا۔

عین اس زمانہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک بہت جلالی خطبہ دیا۔ خطبہ مرتب ہونے اور حضورؒ کی نظر ثانی کا عمل مکمل ہونے کے بعد جب خطبہ کا متن اشاعت کے لئے دفتر الفضل میں موصول ہوا تو میں نے حسب معمول اسے بہت غور سے پڑھا کیونکہ حضورؒ جب خطبہ الفضل میں اشاعت کے لئے بجھواتے تھے تو حضورؒ کا یہ معمول تھا کہ اس پر ''الفضل برائے اشاعت'' لکھنے کی بجائے ہمیشہ ''مکرم مسعود احمد دہلوی'' کے الفاظ تحریر فرمایا کرتے تھے اور مجھے بلا کر یہ مستقل حکم دیا ہوا تھا کہ میں خطبہ کی سلپ پر آپ کا نام اس لئے لکھتا ہوں کہ آپ خود اسے ایڈٹ کریں اور ایڈٹ کرنے کے دوران اگر کوئی لفظ یا بات کھٹکے تو میرے نوٹس میں لائے بغیر اسے تبدیل نہ کریں۔ جب اس جلالی خطبہ کو میں نے پڑھنا شروع کیا تو میں نے محسوس کیا کہ ایک بہت طویل پیرا ایسا ہے جو سنسر کی زد میں آسکتا ہے اور اگر وہ طویل پیرا خدانخواستہ حذف ہو گیا تو مضمون بالکل بے ربط ہو جائے گا۔ اور جو بات حضورؒ جماعت تک پہنچانا چاہتے ہیں وہ نہ پہنچ سکے گی اور خطبہ کی اشاعت بے معنیٰ ہو کر رہ جائے گی۔ میرے لئے ضروری ہو گیا کہ میں حضورؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر پہلے ہی حضورؒ کے نوٹس میں یہ بات لے آؤں کہ اتنا لمبا حصہ سنسر کی زد میں آجائے گا ایسی صورت میں اگر سر دست خطبہ کی اشاعت روک لی جائے اور اسے بعد میں شائع کیا جائے تو بہتر ہو گا۔ جب میں نے حضورؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا ماجرا عرض کیا تو حضورؒ نے ارشاد فرمایا وہ پیرا مجھے دکھائیں میں نے وہ پیرا نکال کر حضور رحمہ اللہ کے سامنے رکھ دیا۔ حضورؒ نے اپنے دونوں ہاتھوں کی پشت اپنی کنپٹیوں پر رکھ کر اور کہنیاں میز پر ٹکا کر اسے پڑھا اور پھر یوں محسوس ہوا کہ حضور رحمہ اللہ اسی حالت میں دعا کرتے ہوئے حالت استغراق میں چلے گئے ہیں۔ کئی منٹ انتظار کے بعد حضورؒ رحمہ اللہ اس حالت استغراق سے باہر آئے۔ چہرہ اوپر اٹھایا تو میں نے دیکھا

کہ چہرہ پر عجب جلال کی کیفیت طاری ہے۔ اسی جلال کی کیفیت میں حضور رحمہ اللہ نے بڑے پُر رعب انداز میں فرمایا:

''میں کہتا ہوں یہ پیرا نہیں کٹے گا اور پورا خطبہ شائع ہو گا''

یہ پُر رعب و پُر جلال ارشاد فرمانے کے بعد مزید فرمایا:

''لیکن خطبہ کوئی اور نہیں آپ لے کر لاہور جائیں گے''

حضورؒ کے چہرہ پر جو جلال کی کیفیت طاری تھی اس پر دوسری نظر ڈالنے کی مجھ میں تاب نہیں تھی۔ میں نے سر تسلیم خم کر کے سلام عرض کیا اور خطبہ کا مسودہ سمیٹ کر فوراً ہی واپس چلا آیا۔ اور پھر خطبہ لے کر لاہور روانہ ہو گیا۔

جب میں نے سنسر کے آفس میں پہنچ کر سنسر کرنے والے ایک چھوٹے افسر کی میز پر خطبہ رکھا اور اس نے اسے پڑھنا شروع کیا تو جب وہ اس پیرے پر پہنچا اس پر نظر دوڑا کر اس نے فوراً ہی سرخ پنسل پکڑی اور لگا اس کے گرد سرخ نشان ڈالنے اور کہنے لگا کہ یہ پیرا کسی صورت شائع نہیں ہو سکتا، یہ صریحاً سنسر کی زد میں آتا ہے۔ میں نے اسے بہت سمجھایا کہ اگر یہ پیرا اس میں سے نکال دیا جائے تو خطبہ بے معنٰی ہو کر رہ جائے گا لیکن وہ اپنی بات پر اڑا رہا اور اصرار کرتا رہا کہ یہ پیرا شائع نہیں ہو سکتا۔ اس وقت مجھے خیال آیا کہ حضورؒ رحمہ اللہ نے یہ کیوں فرمایا تھا کہ خطبہ آپ لے کر جائیں گے۔ اس کا صاف مطلب یہ تھا کہ اگر نیچے کا افسر اسے کاٹنے پر اصرار کرے تو میں چیف سنسر سے مل کر درخواست کروں کہ وہ اسے یہ پیرا نہ کاٹنے دیں۔ چنانچہ میں نے اس سے کہا میں چیف سنسر سے ملنا چاہتا ہوں۔ وہ کہنے لگا کہ وہ بھی اس پیرے کو کاٹ دیں گے۔ میں نے کہا کہ اگر وہ کاٹنا چاہیں گے تو میں انہیں روک نہیں سکتا لیکن ایک دفعہ میں اپنی بات تو ان تک پہنچا سکوں گا۔ وہ بولا میں بھی آپ کے ساتھ جاؤں گا اور چیف سنسر کے نوٹس میں یہ بات لاؤں گا کہ سنسر کے قواعد کی رو سے یہ پیرا شائع نہیں ہو سکتا۔ میں نے کہا ضرور جائیں میں آپ کو روک نہیں سکتا لیکن ایک دفعہ مجھے چیف سنسر صاحب سے ملنے دیں۔ چنانچہ وہ مجھے ان کے پاس لے گیا۔ انہوں نے ہم دونوں

کی بات سنی اور کہا مجھے خطبہ کا وہ پیرا دکھائیں میں خود اسے پڑھ کر فیصلہ کروں گا۔ میں نے خطبہ کا وہ پیرا ان کے سامنے رکھ دیا۔ انہوں نے دل ہی دل میں دو تین بار اس پیراگراف کو پڑھا اور پھر سر اٹھا کر اپنے ماتحت افسر سے مخاطب ہوئے اور کہا کہ ارے بھائی! احمدی بھی اس ملک کے شہری ہیں انہیں بھی اپنی بات کہنے کا حق ہے۔ پیراگراف نہ کاٹو اور سارا خطبہ شائع ہونے دو۔ چیف سنسر صاحب کی یہ بات سن کر میں ہی نہیں وہ افسر بھی حیران ہوئے بغیر نہ رہا۔ خدا تعالیٰ نے حضورؒ کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی بات پوری کر دکھائی۔ میں نے واپس ربوہ آکر حضورؒ رحمہ اللہ کو ساری بات بتائی۔ حضور رحمہ اللہ نے اس پر خوشی کا اظہار فرمایا۔ اس طرح پورا خطبہ ایک لفظ کاٹے بغیر من وعن شائع ہوا۔ یہ ایک ایسا خدائی نشان تھا جسے میں نے اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھا۔ خدا تعالیٰ نے جو بات اپنے خلیفۂ برحق کے منہ سے نکلوائی تھی اسے اس طرح حرف بحرف پورا کرنے کے سامان کئے کہ ناممکن کو ممکن کر دکھایا۔

؎ جس بات کو کہے کہ کروں گا میں یہ ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

(خودنوشت، سفر حیات از مسعود احمد دہلوی صفحہ 355 تا 358)

**میں کہتا ہوں سفر جاری رہے گا واپس جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا**

مکرم مسعود احمد دہلوی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ میں 1975ء میں پہلی دفعہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہمراہ یورپ کے سفر پر گیا تھا اور حضورؒ رحمہ اللہ نے اس سفر کے دوران سویڈن کے شہر گوٹن برگ کے مضافات میں ایک پُر فضا پہاڑی پر پہلی مسجد کا سنگ بنیاد بھی رکھا تھا جو مسجد ناصر کے نام سے موسوم ہوئی۔ جس روز حضورؒ رحمہ اللہ مسجد کا سنگ بنیاد رکھنے کی غرض سے لندن سے ہیرچ کی بندرگاہ روانہ ہوئے تاکہ وہاں سے بحری جہاز میں سوار ہو کر گوٹن برگ کے لئے روانہ ہوں تو راستہ میں قافلہ کی ایک موٹر جسے مکرم سعید جسوال صاحب چلا رہے تھے، کا ٹائر پنکچر ہو گیا۔ اور خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ قافلہ کی کسی موٹر میں بھی ''پانا'' موجود نہ تھا کہ جس کی مدد سے موٹر کا پہیہ بدلا جا سکے۔ قافلہ راستہ میں ہی ٹھہر گیا۔ سعید جسوال صاحب سڑک

پر سے گزرنے والی ہر موٹر کو روکنے کی کوشش کرتے اور موٹر والے سے پوچھتے کہ اس کے پاس ''پانا'' ہے؟ وہ انکار کرتا ہوا گزر جاتا۔ آدھ گھنٹہ کی تگ ودو کے بعد ایک موٹر والے کو ہم پر رحم آیا اور اس نے اپنی موٹر ایک طرف کھڑی کر کے موٹر میں سے ''پانا'' نکالا اور مکرم سعید جسوال صاحب کے ساتھ مل کر پنکچر شدہ پہیہ نکال کر اس کی بجائے پہلے سے تیار شدہ نیا پہیہ فٹ کیا۔ اس کام میں بھی پندرہ بیس منٹ صرف ہو گئے۔ ایک گھنٹہ کے قریب وقت اس طرح ضائع ہو گیا۔ امام مسجد فضل لندن مکرم بشیر احمد صاحب رفیق اس سفر میں حضورؒ رحمہ اللہ کے ہمراہ تھے۔ انہوں نے حضورؒ رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ ایک گھنٹہ راستہ میں ضائع ہو گیا ہے ہم وقت پر بندرگاہ نہیں پہنچ سکتے۔ جس کمپنی کے جہاز پر ہم نے سیٹیں بک کروائی ہیں وہ وقت کی بہت پابند ہے اور اس کے جہاز عین وقت پر روانہ ہو جاتے ہیں اگر ہم سفر جاری رکھیں تو ہمارے بندرگاہ پہنچنے تک جہاز روانہ ہو چکا ہو گا کیوں نہ اس سفر کو کل پر ملتوی کر دیا جائے۔ اس وقت حضورؒ رحمہ اللہ کے چہرے پر جلال وجمال کی عجیب کیفیت طاری تھی اور شکل سے صاف عیاں تھا کہ حضورؒ رحمہ اللہ اس وقت مسلسل دعا میں مصروف ہونے کے باعث ایک اور ہی عالم میں ہیں۔ حضورؒ رحمہ اللہ نے اپنے پُر جلال چہرہ کو ذرا اوپر اٹھا کے مکرم رفیق صاحب کی طرف عجب انداز سے دیکھا اور بڑے یقین کے ساتھ اور کامل توکل کے رنگ میں فرمایا:

نہیں! میں کہتا ہوں سفر جاری رہے گا۔ واپس جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

حضورؒ رحمہ اللہ کے اس پر جلال وپُر جمال ارشاد کے بعد قافلہ بندرگاہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ جونہی موٹریں بندرگاہ کے سامنے جا کر رکیں مکرم بشیر احمد رفیق صاحب بھاگ کر جہاز راں کمپنی کے دفتر میں داخل ہوئے اور ان سے جہاز کی روانگی کے بارہ میں پوچھا۔ دفتر والوں نے کہا کہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ جہاز میں عین روانگی کے وقت کوئی خرابی واقعی ہو گئی ہے اسے دور کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اس لئے جہاز ایک گھنٹہ لیٹ روانہ ہو گا آپ لوگ سہولت سے جہاز میں

سوار ہو سکتے ہیں۔ یہ جواب سن کر ہم سب خدا تعالیٰ کی قدرت پر حیران ہوئے بغیر نہ رہے اور میری زبان پر یکدم یہ مصرعہ جاری ہوا۔

؎ گفتہ او گفتہ اللہ بود

پُر جلال حالت میں حضورؒ رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا تھا اسے خدائے قادر و توانا نے پورا کر دکھایا۔ جب ہم گوٹن برگ پہنچے تو وہاں مطلع سخت ابر آلود تھا اور جماعت نے بارش کے خطرہ کے پیش نظر اس جگہ جہاں مسجد کا سنگ بنیاد رکھا جانا تھا ایک مار کی لگائی ہوئی تھی۔ رات کو ہم نے سکنڈینیویا ہوٹل میں قیام کیا۔ رات کو وہ موسلا دھار بارش ہوئی کہ الامان والحفیظ لیکن خدا کے فضل سے نصف شب کے بعد بارش برسنا بند ہو گئی۔ قطرہ ایک نہ برسا۔ ابر بدستور چھایا رہا۔ اگلے روز جب مسجد کا سنگ بنیاد رکھنے مقررہ جگہ پر پہنچے تو سویڈش آرکیٹیکٹ نے حضورؒ رحمہ اللہ کی خدمت میں عرض کیا کہ عجب اتفاق ہے کہ نصف شب کے بعد بارش کا برسنا بند ہو گیا اور ہم اس قابل ہو گئے کہ مسجد کا سنگ بنیاد رکھنے کی تقریب منعقد کر سکیں۔ اس پر حضورؒ نے اس آرکیٹیکٹ کو مخاطب کر کے فرمایا۔

Today is my day

سب نے حیرت سے حضورؒ رحمہ اللہ کی طرف دیکھا کہ حضورؒ رحمہ اللہ یہ کیا فرما رہے ہیں۔ حضورؒ رحمہ اللہ نے ان کی حیرت دور کرنے کے لئے انگریزی میں جو کچھ کہا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ رات جب بارش ہو رہی تھی تو میں نے اپنے قادر و کریم خدا کے حضورؒ یہ دعا کی کہ اے خدا! جس مصلحت اور غرض کے پیش نظر تو بارش برسا رہا ہے میری کیا مجال کہ میں اس میں حارج ہونے کا خیال بھی دل میں لاؤں تُو اس مصلحت اور غرض کو ضرور پورا فرما لیکن تیرے حضورؒ میری گزارش یہ ہے کہ اگر تو اس بارش میں اتنا وقفہ ڈال دے کہ ہم تیرے نام پر تیری واحدانیت کا اعلان کرنے کی غرض سے آج جس مسجد کا سنگ بنیاد رکھنے یہاں آئے ہیں ہم وہ سنگ بنیاد رکھ دیں اور سنگ بنیاد رکھنے کی تقریب بخیر و خوبی تیرے حضورؒ دعاؤں کے ساتھ انجام پذیر ہو جائے۔ خدائے قادر و کریم

نے میری دعا کو شرف قبول بخشا اور بارش اس کے حکم سے تھم گئی اور ابھی تک تھمی ہوئی ہے اس لئے میں نے کہا ہے کہ

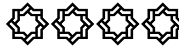
Today is my day

ہر دن خدا ہی کا دن ہوتا ہے لیکن کبھی کبھی وہ اپنے بندوں کی دعا سن کر کسی دن کو ان کے لئے خاص کر دیتا ہے۔

وہاں جمع ہونے والے سویڈش باشندے حیران ہو کر اور احمدی احباب حمد اور شکر کے جذبات سے لبریز ہو کر حضورؒ رحمہ اللہ کے ان ارشادات سے فیضیاب ہوئے۔ جب سنگ بنیاد کی تقریب بخیر و خوبی اپنے اختتام کو پہنچ گئی اور بنیاد کے پتھر اچھی طرح اپنی جگہ جم گئے اور انہوں نے جڑ پکڑ لی تو اگلی رات پھر بارش شروع ہو گئی اور رات بھر برستی رہی۔ خدا کے پاک بندے کی صحبت میں (جسے خدا نے خلافت کے بہت ارفع مقام پر فائز فرمایا تھا) رہنے والوں نے اس دن ایمانوں کو تازگی اور روحوں کو جلا بخشنے والا نشان دیکھا۔ اس نشان سے دل اس یقین سے پُر ہو گئے کہ وہ دن ضرور آئے گا جب یورپ کی سرزمین بھی تثلیث اور دہریت سے پاک ہو کر توحید باری تعالیٰ کے نور سے جگمگا اٹھے گی۔ اور پھر سدا اس نور سے جگمگاتی رہے گی۔ ذَالِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ

(خود نوشت، سفر حیات از مسعود احمد دہلوی صفحہ 394 تا 397)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 12 جون 2021ء)



﴿49﴾

# حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات کی روشنی میں

# خلافت سے کامل اطاعت کی ضرورت

(ابوسدید)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے جوڑ کر پھر خلافت سے کامل اطاعت کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ یہی چیز ہے جو جماعت میں مضبوطی اور روحانیت میں ترقی کا باعث بنے گی۔ خلافت کی پہچان اور اُس کا صحیح علم اور ادراک اس طرح جماعت میں پیدا ہو جانا چاہئے کہ خلیفہ وقت کے ہر فیصلے کو بخوشی قبول کرنے والے ہوں اور کسی قسم کی روک دل میں پیدا نہ ہو۔ کسی بات کو سن کر انقباض نہ ہو۔ خلافت کا صحیح فہم و ادراک پیدا کرنا بھی مربیان کے کاموں میں سے اہم کام ہے اور پھر عہدیدران کا کام ہے کہ وہ بھی اس طرف توجہ دیں۔“

(روزنامہ الفضل 18 مارچ 2014ء)

### خلافت سے اخلاص ووفا

گوئٹے مالا کے جلسہ سالانہ 2013ء کے موقع پر اپنے پیغام میں نصیحت کرتے ہوئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”میں یہ بھی نصیحت کرتا ہوں کہ خلافت اور نظام خلافت کے ساتھ اخلاص ووفا کا تعلق پیدا کریں۔ آج اسلام کا غلبہ خلافت احمدیہ کے ساتھ وابستہ ہو چکا ہے۔ اس لئے اس مقدس و بابرکت نظام کے معین و مددگار بن جائیں اور آنے والی نسلوں کو بھی نظام خلافت کے ساتھ وابستہ کرنے کی ہر ممکن جدوجہد کریں۔“

(روزنامہ الفضل 14 مارچ 2014ء)

## احمدیت کی خوبصورتی

خطبہ جمعہ فرمودہ 6 دسمبر 2013ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''احمدیت کی خوبصورتی تو نظام جماعت اور نظام خلافت کی لڑی میں پرویا جانا ہے اور یہی ہماری اعتقادی طاقت بھی ہے اور عملی طاقت بھی ہے۔''

(روزنامہ الفضل 21 جنوری 2014ء)

## خلافت کی برکات حاصل کرنے کا طریق

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''آنحضرت ﷺ نے پہلے دور کی خلافت کی اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر ایک مدت گزرنے کے بعد ختم ہونے کی اطلاع فرمائی تھی اور دوسرے دور کی خلافت کی اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر ہمیشہ جاری رہنے کی خوشخبری عطا فرمائی۔ لیکن کن لوگوں کو؟ یقیناً ان لوگوں کو جو خلافت کے ساتھ جڑے رہنے کا حق ادا کرنے والے ہیں۔ تقویٰ پر چلنے والے ہیں۔ عمل صالح کرنے والے ہیں۔ عبادتوں پر بڑھنے والے ہیں۔''

(روزنامہ الفضل 9 جولائی 2013ء)

## خلافت کا فیض پانے کا طریقہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''اسلام کی ترقی اب حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ وابستہ ہے ... جو خلافت کے ساتھ منسلک ہے، جماعت کی لڑی میں پروئے ہوئے، جو حبل اللہ کو پکڑے ہوئے ہیں۔... افرادِ جماعت کو بھی یاد رکھنا چاہئے جیسا کہ میں نے کہا تقویٰ پر چلنا، نمازوں کا قیام اور مالی قربانیوں میں بڑھنا انہیں خلافت کے فیض سے فیضیاب کرتا چلا جائے گا۔''

(روزنامہ الفضل 9 جولائی 2013ء)

## خلافت کا نظام جاری رہے گا

جلسہ سالانہ یوکے 2013ء کے موقع پر مستورات سے خطاب کرتے ہوئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"یہ تو اب اللہ تعالیٰ کا مسیح و مہدیؑ کے زمانے کے ساتھ وعدہ ہے کہ ان کی اصلاح ہو گی اور اس کی پیشگوئی آنحضرت ﷺ نے فرمائی تھی کہ مسیح موعود کے بعد خلافت کا نظام جاری رہے گا اور جب خلافت کا نظام جاری رہے گا تو پھر قبلے بھی درست رہیں گے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا ایمان والوں، عمل صالح کرنے والوں، نمازوں کا قیام کرنے والوں اور زکوٰۃ دینے والوں اور رسول کی اطاعت کرنے والوں کے ساتھ وعدہ ہے کہ خلافت کا نظام جاری رہے گا۔"

(روزنامہ الفضل 2 ستمبر 2013ء صفحہ 5)

## کامل اطاعت سے برکات ملتی رہیں گی

جلسہ سالانہ قادیان 2009ء کے اختتامی خطاب میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"یہی بستی تھی جس میں آپؑ کی وفات کے بعد تقویٰ پر چلتے ہوئے مومنین نے خلافت کے ساتھ جڑے رہنے کا عہد کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق جو اس نے مسیح موعودؑ سے کیا تھا جماعت کی وسعت کو اسی طرح جاری رکھا۔ جماعت کی مضبوطی اور استحکام کے نئے سے نئے باب کھلتے چلے گئے اور آج تک کھل رہے ہیں اور ان شاء اللہ کھلتے جائیں گے۔ لیکن شرط تقویٰ ہے اور اس مقصد کے حصول کے لئے اپنی جان، مال، وقت اور عزت کو قربان کرنے کا عہد ہے اور اس پر عمل ہے۔ جب تک یہ قائم رہے گا۔ جب تک آپ کے دل اس عہد کو پورا کرنے کے لئے اپنی تمام تر استعدادوں کو بروئے کار لاتے رہیں گے، جب تک کامل اطاعت کے نظارے نظر آتے رہیں گے۔ ان برکات سے فیض پاتے چلے جائیں گے۔ جن کو اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کی جماعت کے لئے مقدر کر دیا ہے۔"

(روزنامہ الفضل 5 مئی 2012ء)

## اطاعت بجالانے والے فلاح پانے کے مستحق

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”خلافت خامسہ کے قائم ہونے کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے اپنی اس فعلی شہادت کا بھی اظہار فرمادیا کہ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی اور (حضرت مسیح موعود) کی یہ بات کہ خلافت اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے دور میں دائمی ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے اور آئندہ بھی یہ نظام اللہ تعالیٰ کے فضل سے جاری رہے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے خلافت سے فیض پانے والوں کی بعض نشانیاں بتائی ہیں۔ جو آیات (یعنی سورۃ النور 53 تا 57) میں نے تلاوت کی ہیں ان میں اللہ تعالیٰ نے ان تمام باتوں کا نقشہ بھی کھینچ دیا ہے جو خلافت سے فیض پانے والوں کے لئے ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب مومنوں کو فیصلوں کے لئے اللہ اور رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تو ان کا جواب یہ ہوتا ہے کہ سمعنا واطعنا ہم نے سنا اور اطاعت کی۔ فرمایا کہ یہی لوگ ہیں جو فلاح پانے والے ہیں۔ یہی ہیں جو کامیابیاں دیکھنے والے ہیں۔“

(روزنامہ الفضل 9 جولائی 2013ء)

## احمدی اللہ تعالیٰ کے فضل سے خوش قسمت ہیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”جب اعمالِ صالحہ بجالانے کی طرف توجہ ہو گی تو پھر ایسے لوگ خلافت کے انعام سے فیض پاتے رہیں گے یعنی اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ اُن لوگوں سے کیا ہے یا خلافت کے مقام سے وہ لوگ فائدہ اٹھائیں گے، وہ لوگ تمکنت حاصل کریں گے، اُن کے خوف کو امن میں خدا تعالیٰ بدلے گا جو ایمان لانے والے اور اعمال صالحہ بجالانے والے اور عبادت کرنے والے اور ہر طرح کے شرک سے پرہیز کرنے والے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے اس انعام کے شکر گزار ہوں گے جو خلافت کی صورت میں انہیں ملا ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ احمدیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ نظام جاری فرمایا ہے اور اس کے علاوہ اور کہیں یہ نظام جاری نہیں ہو سکتا۔ احمدی اللہ تعالیٰ کے فضل سے خوش قسمت ہیں

جن کو حضرت مسیح موعود کو ماننے کی وجہ سے خلافت کی نعمت سے حصہ ملا ہے۔ پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کا جو وعدہ ہے غیر مشروط نہیں ہے بلکہ بعض شرطوں کے ساتھ ہے اور جب یہ شرطیں پوری ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھر تمکنت بھی حاصل ہو گی، خوف کی حالت بھی امن میں بدلتی چلے جائے گی۔"

(روزنامہ الفضل 9 جولائی 2013ء)

## نظام خلافت کے تائید یافتہ ہونے کی دلیل

اپنے اختتامی خطاب جلسہ سالانہ آسٹریلیا فرمودہ 11/اکتوبر 2013ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"اگر جائزہ لیں تو واضح طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آج روئے زمین پر جماعت احمدیہ کے علاوہ کوئی جماعت نہیں جو اللہ کے بتائے ہوئے اس رہنما اصول کے مطابق ایک نظام سے وابستہ ہو اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکامات پر چلنے کی کوشش کرنے والے ہوں اور خلافت کے نظام سے کامل طور پر وابستگی ہو۔ جماعت احمدیہ کے سچا ہونے اور نظام خلافت کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائید یافتہ ہونے کے لئے یہی دلیل بڑی ہے کہ جماعت احمدیہ کی تعداد اس وقت باقی تمام فرقوں کی تعداد سے انتہائی کم ہونے کے باوجود اسلام کی خوبصورت تعلیم کی تبلیغ جو ہے وہ جماعت احمدیہ کر رہی ہے اور پھر تبلیغ کے ذریعہ سے یہ تعداد روز بڑھتی چلی جا رہی ہے"۔

(روزنامہ الفضل 19 نومبر 2013ء)

## خلافت کی برکات سے جوڑنے کا ذریعہ

خطبہ جمعہ 18/اکتوبر 2013ء بمقام سڈنی آسٹریلیا میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"پس ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ اپنے آپ کو ایم ٹی اے سے جوڑیں۔ اب خطبات کے علاوہ اور بھی بہت سے لائیو پروگرام آ رہے ہیں جو جہاں دینی اور روحانی ترقی کا باعث ہیں وہاں علمی ترقی کا بھی باعث ہیں۔ جماعت اس پر لاکھوں ڈالر ہر سال خرچ کرتی ہے۔ اس لئے کہ جماعت کے

افراد کی تربیت ہو۔ اگر افرادِ جماعت اس سے بھرپور فائدہ نہیں اٹھائیں گے تو اپنے آپ کو محروم کریں گے۔ غیر تو اس سے اب بھرپور فائدہ اٹھا رہے ہیں اور جماعت کی سچائی اُن پر واضح ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کی توحید اور اسلام کی حقانیت کا اُنہیں پتہ چل رہا ہے اور صحیح ادراک ہو رہا ہے۔ پس یہاں کے رہنے والے احمدیوں کو بھی اور دنیا کے رہنے والے احمدیوں کو بھی ایم ٹی اے سے بھرپور استفادہ کرنا چاہئے۔ ایم ٹی اے کی ایک اور برکت بھی ہے کہ یہ جماعت کو خلافت کی برکات سے جوڑنے کا بھی بہت بڑا ذریعہ ہے۔ پس اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔“

(روزنامہ الفضل 3 دسمبر 2013ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 جولائی 2021ء)



﴿50﴾

# ایک اصول سب کے لئے

## حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے بارے میں ایک ایمان افروز واقعہ

(ڈاکٹر محمود احمد ناگی۔ اوہایو امریکہ)

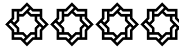
میرے والد مکرم میاں محمد یحییٰ صاحب آف نیلا گنبد لاہور ابن حضرت حاجی میاں محمد موسیٰؓ صحابی حضرت مسیح موعودؑ بیان کرتے ہیں۔

میری جوانی کے دنوں میں حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحبؒ (جو بعد میں خلیفۃ المسیح الثالث بنے) صدر مجلس خدام الاحمدیہ تھے۔ آپ اس عہدے پر 1939ء تا 1949ء یعنی دس سال سے زائد عرصہ متمکن رہے۔ مجلس خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماعات ہندوپاک کی تقسیم سے پہلے قادیان اور بعد میں ربوہ میں منعقد ہوتے تھے۔ بڑی عمر کے لوگوں کو یاد ہوگا کہ ان اجتماعات میں دینی تقاریر کے علاوہ ورزشی مقابلہ جات بھی ہوتے تھے۔ اجتماع کا دورانیہ تین دن ہوتا تھا جس میں تمام شاملین خدّام اجتماع کی جگہ پر ہی قیام کرتے تھے۔ مکرم والد صاحب نے مجھے بتایا کہ وہ اجتماعات میں شامل ہونے کے لئے ہر سال لاہور سے قادیان جایا کرتے تھے۔ یہ 1945ء کی بات ہے کہ میری والدہ اور خاکسار محمود احمد ناگی بھی ساتھ قادیان گئے تھے۔ اس وقت میں تقریباً ایک سال کا نومولود بچہ تھا۔ شاملین اجتماع اپنے ساتھ موسم کی مناسبت سے بستر ابھی لے کر جاتے تھے۔ خدّام رات کو آرام کے لئے پنڈال میں خود خیمے نصب کرتے۔ خدام اپنے ساتھ بھنے ہوئے چنے اور گڑ بھی ایک تھیلے میں لے جاتے تھے۔ والد صاحب نے بتایا کہ جب وہ قادیان پہنچے تو سیدھا اجتماع کے پنڈال میں چلے گئے۔ آپ پان کھایا کرتے تھے۔ انہوں نے چاہا کہ سامان رکھنے کے بعد بازار جاکر تین دن کے لئے پان خرید لائیں۔ جونہی وہ بازار جانے کے لئے بیرونی دروازے پر گئے تو ڈیوٹی والے

خدّام نے انہیں باہر جانے سے روک دیا اور کہا کہ صدر مجلس کا حکم ہے کہ جو خادم اجتماع میں آجائے وہ تین دن سے پہلے باہر نہیں جاسکتا۔ والد صاحب نے اصرار کیا کہ وہ اجتماع کے لئے ہی آئے ہیں لیکن اس وقت باہر بازار سے صرف پان خرید کر واپس آجائیں گے۔ قصہ مختصر والد صاحب کو اجازت نہ مل سکی۔ انہوں نے مناسب جانا کہ صدر مجلس سے ملاقات کرکے اجازت لے لیتے ہیں۔ آپ صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحبؒ کے پاس گئے اور اپنی مجبوری بتائی۔ صدر مجلس نے فرمایا کہ قانون سب کے لئے یکساں ہے۔ میں بھی بحیثیت صدر مجلس پنڈال سے تین دن تک باہر نہیں جاسکتا۔ قصہ مختصر والد صاحب کو پنڈال سے باہر جانے کی اجازت نہ ملی۔ صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحبؒ بھی پان کھایا کرتے تھے۔ انہوں نے ابّا جان کو کہا کہ ان کے پاس کچھ پان ہیں جب بھی ضرورت محسوس کریں آکر لے لیں۔ ابّا جان تین دن تک پنڈال سے باہر نہ گئے۔ اطاعت اور قانون کی پاسداری کی۔ آپ کو پان چبانے کی جب بھی چاہت محسوس ہوئی وہ صدر مجلس سے پان لے آتے۔ وہ بتاتے ہیں کہ صاحبزادہ صاحب پان کی تھیلی مجھے پکڑا دیتے اور وہ اس میں سے پان لے لیتے۔ صدر مجلس کا تین دن کا ذخیرہ دوسرے روز ہی ختم ہوگیا۔ اس کے بعد صدر مجلس نے اور نہ ہی آپ نے اجتماع کے اختتام تک کوئی پان کھایا۔

جن قوموں نے دنیا میں انقلاب برپا کرنا ہوتا ہے وہ چھوٹوں اور بڑوں کے لئے ایک ہی قانون بناتی ہیں اور اسپر عمل کرتی ہیں۔ جماعت احمدیہ عالمگیر اس اصول پر شروع سے لے کر اب تک کاربند ہے۔ الحمدللہ۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 21 اگست 2021ء)



﴾51﴿

# خلافت کا سائبان

(مبارک احمد طاہر)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے 1965ء کے جلسہ سالانہ ربوہ کے افتتاحی خطاب میں فرمایا تھا:

میری دعائیں ہمیشہ آپ کے ساتھ ہیں۔ اور میں ہمیشہ آپ کی دعاؤں کا بھوکا ہوں۔ میں نے آپ کی تسکین قلب کے لیے، آپ کے بار ہلکا کرنے لیے، آپ کی پریشانیوں کو دور کرنے کے لیے اپنے رب رحیم سے قبولیت دعا کا نشان مانگا ہے اور مجھے پورا یقین اور پورا بھروسہ اس پاک ذات پر ہے کہ وہ میری اس التجا کو رد نہیں کرے گا۔

یہ فرمان حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تک ہی محدود نہیں، خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کے ہر خلیفۃ المسیح نے ساری جماعت کے لیے دعاؤں کا خزانہ آسمان میں چھوڑا ہے۔ اور خاکسار نے جب سے ہوش سنبھالا ہے خلفائے احمدیت کی دعاؤں سے وافر حصہ پایا ہے اور اپنے کام سنوارنے ہیں۔ الحمد للہ

ایک مرتبہ ہم لوگ اگست 1960ء میں مشرقی افریقہ نیروبی سے رخصت پر ربوہ آئے تھے۔ وہ خلافت ثانیہ کا بابرکت دور تھا۔ والد محترم مولانا محمد منور صاحب کے ساتھ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات اور زیارت کے لیے حضور کے بستر علالت تک حاضر ہو کر حضور کی زیارت اور درخواست دعا کا شرف حاصل ہوا۔

اسی طرح خلافت ثالثہ ،رابعہ اور اب خلافت خامسہ میں بھی حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر یا بذریعہ خطوط اپنے مسائل اور مشکلات کا ذکر کر کے دعاؤں سے برکت پانے اور مشکلات دور ہونے کے نظارے آج تک دیکھ رہا ہوں۔

آج اس مضمون میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قبولیت دعا کا ایک اعجاز بیان کرنا ہے۔

جلسہ سالانہ 2019ء کے موقع پر خاکسار نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دو معاملات کے لیے دعا کی التجا کی۔

اول۔ ہماری نواسی عزیزہ فائزہ جس کی شادی جرمنی میں مقیم ایک مخلص ہونہار نوجوان سے ہو چکی تھی،اس کے جرمنی جانے کے سامان اللہ تعالیٰ جلد مہیا فرمائے۔

دوم۔ خاکسار کی بھانجی عزیزہ حافظہ امۃ السلام بنت مکرم عبدالرزاق بٹ صاحب مربی سلسلہ مرحوم کے رشتہ کی تلاش ہے اور دیر ہونے سے فکر مندی رہتی ہے۔

میری بات سن کر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پوری شان اور زور دے کر فرمایا۔

”یہ دونوں کام ہو جائیں گے اور بتائیں“

یہ مژدہ لے کر میں جلسہ کے بعد واپس ربوہ لوٹا۔ اور گھر والوں کو بتادیا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعا کی برکت سے سارے کام جلد ہو جائیں گے۔

کچھ دنوں بعد ایک مربی سلسلہ کا رشتہ عزیزہ امۃ السلام کے لیے آ گیا اور جلد ہی یہ رشتہ طے پا گیا 6جون 2020ء کو شادی ہو گئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے انہیں چاند سی پیاری بیٹی ’زجاجہ‘ عطا فرمائی۔

اسی طرح عزیزہ فائزہ جس کا جرمنی جانا کرونا وبا کی وجہ سے تاخیر میں پڑا ہوا تھا، اسے اچانک کراچی سے انٹرویو کی کال آئی اور کراچی سے جرمنی کا ویزہ مل گیا اور عزیزہ خیر و عافیت سے

20 جنوری 2021ء کو اپنے دولہا کے پاس پہنچ گئی اور دونوں باہم شیر و شکر خوش باش زندگی گزار رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ خلافت کا سائباں ہمیشہ ہمارے سروں پر قائم رکھے اور ہمیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پیار، محبت اور راہنمائی ہمیشہ میسر رہے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 09 ستمبر 2021ء)



﴿52﴾

# ورچوئل ملاقات میں شمولیت کے بعد جذبات

## (تاشف عمران ابن انیل عمران۔ جرمنی)

میں اپنی فیملی یعنی والدین اور بہنوں کے ساتھ ڈنمارک سیر و سیاحت پر گیا ہوا تھا۔ واپسی پر جرمنی بارڈر کراس کرتے ہی ہمارے موبائل فونز پر ایک میسج نمودار ہوا۔ جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ورچوئل ملاقات کا دعوت نامہ تھا جو مورخہ 21 اگست کو منعقد ہونے والی تھی۔ یہ میسج دیکھتے ہی میں خوشی سے جھوم اٹھا اور اپنے ابا عمران انیل صاحب سے درخواست کی کہ اپنے گھر تک پہنچنے کے لیے راستے کے تمام stops کم کر دیں یا چھوٹے کر دیں۔ کہیں میں اس مبارک پروگرام سے محروم نہ رہ جاؤں۔ اپنے اللہ سے اس اہم موقع پانے پر شکر بھی ادا کیا۔ ابھی emotional ہو ہی رہا تھا کہ دوسرا میسج ملا کہ Double Jab والے ہی شامل ہوں گے جب کہ خاکسار کو ابھی کوئی ویکسین نہیں لگی تھی۔ میں افسردہ ہوا مگر یہ افسردگی چند لمحے کی تھی کہ تیسرا میسج ملا کہ آپ اپنا چیک اپ کروا کر، کرونا Negative ہونے کی صورت میں شامل ہو سکتے تھے۔ خاکسار نے مطلوبہ فارم جلدی جلدی گاڑی میں ہی پُر کیا اور ایک لمبا سفر کر کے نصف رات اپنے گھر پہنچ گئے۔ اور دو دن کے بعد یہ بابرکت پروگرام تھا۔ ہفتہ کے روز علی الصبح ہی تیاری شروع کر دی اور ابا جان کے ساتھ جلدی جلدی PST آرینا پہنچے تا کہ آگے جگہ ملے۔ ہم 9 بجے سے بہت پہلے پروگرام والی جگہ پہنچ گئے تھے۔ گرمی بہت شدید تھی۔ گرمی نے اتنا ستایا کہ جسم میں بھی دردیں شروع ہو گئیں۔ کئی دفعہ سوچا کہ باہر کھلی ہوا میں نکل کر سانس لوں مگر یہی سوچا کہ یہ pain خلیفۃ المسیح کی خاطر برداشت کرنی ہے۔ سب خدام کا شوق دیدنی تھا۔ میری تو 2019ء کے بعد پہلی ملاقات تھی اور وہ بھی ورچوئل۔ حضور دوپہر ایک بج کر 30 منٹ پر اسکرین پر نمودار ہوئے۔

ہماری تمام درد، تکلیف اور تھکاوٹ جاتی رہی۔ ہمارا دل باغ باغ ہو گیا۔ حضور خوشگوار موڈ میں تھے۔ مجھے یہ بہت اچھا لگا کہ ہم حضور کا دیدار کر رہے ہیں اور حضور ہمیں دیکھ رہے ہیں۔

تلاوت و ترجمہ کے بعد حضور نے صدر صاحب خدام الاحمدیہ سے پوچھا نظم نہیں ہو گی؟ صدر صاحب نے کہا حضور! ابھی کروا دیتے ہیں۔ چنانچہ ایک خادم نے خوش الحانی سے نظم پڑھی۔ حضور نے اس پر بہت خوشی کا اظہار فرمایا۔ ایک خادم نے کہا حضور! آج گرمی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اللہ فضل کرے۔ اور اگلے روز اجتماع کے موقع پر جب بارش بہت زیادہ ہو رہی تھی تو حضور نے فرمایا کہ جس کو کل گرمی بہت لگ رہی تھی۔ آج تو اس کے لیے موسم بہت اچھا ہو گا۔ 300 کے لگ بھگ خدام نے اس ورچوئل ملاقات میں شرکت کی اور حضور کو اپنے درمیان پا کر ہم بہت خوش نصیب تصور کرتے تھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذَالِكَ۔

اللہ تعالیٰ کرونا کی وبا کو جلد ختم کرے اور ہم پہلے کی طرح پھر حضور سے جسمانی روابط بڑھا سکیں۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 21 ستمبر 2021ء)



﴾53﴿

# جلسہ سالانہ یوکے 2021ء کے بعد
# حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مبارک لمحات

(سید عامر سفیر۔لندن)

**یہ مبارک گفتگو ماہنامہ ریویو آف ریلیجنز میں انگلش زبان میں شائع ہوئی۔ اس مائدہ کا اردو ترجمہ قارئین کے لیے مکرم انصر بلال انور، جرمنی نے کیا ہے۔ فَجَزَاہُ اللّٰہُ خَیْرًا۔**

خاکسار کو دو سال کے وقفہ کے بعد منعقد ہونے والے تاریخی جلسہ سالانہ یوکے 2021ء کی نسبت حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تأثرت معلوم کرنے کا بابرکت موقع ملا۔ ریویو آف ریلیجنز نے اس تاریخی جلسہ کے حوالہ سے متفرق شعبہ جات کے کارکنان کے جذبات اور خیالات کی بابت انٹرویوز لیے جن میں روٹی پلانٹ، لنگر خانہ، کار پارکنگ اور ایم ٹی اے وغیرہ کے کارکنان شامل تھے۔ خاکسار نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو جلسہ کے بارہ میں ایک تیار کردہ جھلکیوں پر مشتمل ویڈیو دکھائی جس میں احباب جماعت نے عرصہ دراز کے بعد حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دیدار پر اپنے جذبات اور احساسات کا اظہار کیا ہوا تھا۔ ہمارے شعبہ کی میٹنگ کے دوران کسی نے اس بات کا اظہار کیا کہ ہم نے عوام کے تقریباً سب لوگوں سے ان کے جذبات کے بارہ میں دریافت کرنے کی کوشش کی ہے لیکن کیا آپ نے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھا ہے کہ حضور انور نے جلسہ کے دوران کیا محسوس کیا؟ حال ہی میں خاکسار کو حضور انور سے جلسہ سالانہ، اسلام آباد اور حالیہ وبا کے متعلق گفتگو کی توفیق ملی۔ اس ضمن میں خاکسار کی جانب سے پوچھے جانے والے سوالات اور حضورِ انور کے عطا فرمودہ جوابات ذیل میں پیش ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خاکسار کی چند ذاتی معاملات کے بارے میں جو رہنمائی فرمائی وہ بھی استفادۂ عام کے لیے شامل تحریر ہیں۔

ریویو آف ریلیجنز کی جلسہ سالانہ کی جھلکیوں پر مشتمل ویڈیو دیکھنے کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسکراتے ہوئے فرمایا:

اچھا، پھر تم نے اس ویڈیو کی ابتدا امیر (بائیر امُوِچ۔ بوسنین، کارکن ایم ٹی اے) سے کی ہے۔

**عامر سفیر:** جی حضور۔ جلسہ سالانہ کے کامیاب انعقاد پر حضور انور کو مبارک ہو۔ حضور ہم نے جس کا بھی انٹرویو لیا سب بلا استثناء حضورِ انور کے عرصہ ٔدراز کے بعد دیدار کی وجہ سے جذباتی کیفیت میں مبتلا تھے۔ اتنے لمبے عرصہ کے بعد جلسہ کے موقع پر اتنی بڑی تعداد میں احمدیوں کو دیکھ کر حضور کے کیا جذبات تھے؟

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ:** مجھے لوگوں کو دیکھ کر اور مل کر خوشی ہوئی اور میں امید کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی ایسے مواقع پیدا کرتا رہے گا۔ کچھ احمدیوں کو میں نے ایک لمبے عرصہ بعد دیکھا۔ عام حالات میں وبا سے پہلے اتنے ہی یا اس سے بھی زیادہ احمدی نماز جمعہ کے لیے آیا کرتے تھے۔ میں نے لوگوں کو عرصہ دراز بعد نمازوں کی ادائیگی کے لیے آئے ہوئے دیکھا۔

**عامر سفیر:** اس موقع پر حضور انور کے کیا جذبات تھے؟

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ:** میں نے الحمد للہ کہا۔ مجھے تو بہت خوشی تھی کہ لوگ آئے ہوئے تھے اور جمع تھے۔ تاہم میں ایسا نہیں کہ جذباتی ہو جاؤں یا اپنے جذبات کا کھلا اظہار کروں۔ لیکن میں خوش تھا اور اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بھی تھا۔

**عامر سفیر:** حضور نے جلسہ سے پہلے اور جلسہ کے دوران کیا کیا دعائیں کیں؟

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ:** میں نے بس یہی دعا کی کہ جلسہ خیریت سے ہو جائے اور اللہ تعالیٰ سب کو اپنے حفظ و امان میں رکھے۔

**عامر سفیر:** حضور کو جلسہ کے کامیاب انعقاد پر اتنا اعتماد کیسے رہا جبکہ جلسہ کا اہتمام حالات کے پیش نظر مشکل نظر آرہا تھا۔ اس کے باوجود حضور کیسے پُرعزم رہے کہ جلسہ ہو گا اور کامیاب ہو گا؟

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ:** ہمیں ہمیشہ اللہ پر توکل کرنا چاہیئے اور یہی میں نے کیا۔ میری بس نیت تھی باقی میں نے اللہ پر چھوڑ دیا۔ میں نے کب اپنے آپ پر یا اپنی کوششوں پر بھروسا کیا ہے؟ میں کبھی ایسا نہیں کرتا، لیکن ہمیشہ اللہ پر ہی توکّل کیا کرتا ہوں۔ یہ اعتماد خالصتاً اللہ پر توکل کی وجہ سے ہے کہ وہ چیزوں کو ممکن بنائے گا۔ اگر اللہ کا اذن ہو تو پھر مجھے فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اللہ اس کام کو کر دکھائے گا۔

**عامر سفیر:** حضور انور نے معائنہ کے دوران چند جگہوں کا دورہ کیا جیسے لنگر خانہ، روٹی پلانٹ، ایم ٹی اے وغیرہ۔ مجھے اس کی کور یج کرنے کا اعزاز نصیب ہوا اور میں ساتھ ساتھ تھا۔ میں نے کئی مواقع پر دیکھا کہ خود حضورِ انور نے کچھ لوگوں کو فرمایا کہ 'اپنا منہ اور ناک مکمل طور پر ڈھانپیں! کیونکہ انہوں نے اپنا ماسک ٹھیک سے نہیں پہنا ہوا تھا۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ:** کہا جاتا ہے کہ انفیکشن اکثر ناک سے سانس لیتے وقت جسم میں داخل ہوتا ہے اور منہ سے سانس نکالتے وقت لوگوں میں منتقل ہوتا ہے۔ جب کوئی سانس لیتا ہے تو ممکن ہے کہ ناک کے ذریعہ انفیکشن ہو اور اپنے منہ سے اسے پھیلا رہا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ میں خاص طور پر لوگوں کو یاد دلا رہا تھا کہ وہ اپنے منہ اور ناک کو مکمل طور پر ڈھانپیں۔

انڈونیشیا کے ایک بچے نے مجھ سے پوچھا کہ "حضور ماسک کیوں نہیں پہنتے!"۔ میں بہت سے دیگر طریقوں سے بہت احتیاط برتتا ہوں، بہت سی اضافی احتیاطی تدابیر اختیار کرتا ہوں اور اسی

وجہ سے میں ماسک نہیں پہنتا اور بعض اوقات لوگوں کو ماسک نہ پہننے کی چھوٹ بھی دی جاتی ہے۔ بہر حال میں اب بھی تمام احتیاطی تدابیر پر سختی سے کاربند ہوں۔

**عامر سفیر:** جلسہ کے پہلے روز حضورِ انور نے خطبۂ جمعہ میں دعا کے لیے کہا کہ موسم ہمارے حق میں بدل جائے......

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ:** نہیں، میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ "موسم ہمارے حق میں بدل جائے" میں نے یہ کہا تھا "دعا کریں کہ ہم موسم کے ہر منفی اثر سے محفوظ رہیں۔" (حضورِ انور کے اصل الفاظ یہ تھے "موسم ہمارے کسی پروگرام میں روک نہ بنے بلکہ اللہ تعالیٰ اسے ہمارے حق میں کر دے")۔ کچھ سال پہلے میں نے کہا تھا "دعا کریں کہ موسم ہمارے لیے سازگار ہو جائے۔" تاہم میں نے اس بار یہ نہیں کہا۔ میں نے یہ کہا تھا (اور یہ مراد تھی کہ) "دعا کریں کہ ہم موسم کے منفی اثر سے محفوظ رہیں۔" ایک بار پھر غور سے سنو کیونکہ مجھے یقین ہے کہ میں نے یہی کہا ہے...

(نوٹ: اس موقعے پر حضورِ انور کی جانب سے خطبہ جمعہ کے ترجمہ میں خاکسار کی ایک غلطی کی تصحیح کرنا مقصود ہے۔ خاکسار نے یہ ترجمہ کیا تھا کہ "Pray that the weather turns in our favour" جس کا مطلب یہ بنتا تھا کہ دعا کریں کہ اللہ موسم کو ہمارے حق میں بدل دے۔ جبکہ حضورِ انور کے الفاظ اس سے مختلف تھے۔)

**عامر سفیر:** حضور! اب جب میں نے دوبارہ غور کیا ہے تو مجھے یہی یاد پڑتا ہے کہ حضور نے یہی فرمایا تھا، مجھے غلطی لگی ہے!

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ:** اور یہی ہوا ہے۔ تم نے خود دیکھا ہے کہ ہم جلسہ کے دوران ہر قسم کے منفی اثر سے محفوظ رہے اور جلسہ جاری رہا اور کامیاب منعقد ہوا۔

**عامر سفیر:** کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ بارش اور ہوا نے جلسہ میں وائرس کے پھیلاؤ کو کنٹرول میں رکھا اور یہ ہمارے حق میں مد ثابت ہوا۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ :** ہاں، کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ وائرس کا زور موسم کی وجہ سے بھی ٹوٹ گیا تھا۔ موسم کا اس سے کوئی تعلق ہے یا نہیں، یہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

**عامر سفیر :** کچھ لوگوں کو یہ سن کر حیرت ہوئی جب حضور نے فرمایا کہ اگر جلسہ کی انتظامیہ نے اپنی ذمہ داری کو پوری طرح نہیں نبھایا اور جلسہ کو صحیح طریقے سے منعقد کرنے کے لیے پوری توجہ سے کام نہ لیا تو حضور ان کو تبدیل کر دیں گے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ :** ہاں، میں نے کہا تھا کہ اگر وہ صحیح طرح سے کام نہیں کریں گے تو میں انتظامیہ کو تبدیل کر دوں گا اور میں نے ان سے کہا کہ میرے پاس بہت سے لوگ ہیں جو ان کی جگہ لے سکتے ہیں اور خدمت کا حق بھی ادا کر سکتے ہیں۔

**عامر سفیر :** حضور! حدیقۃ المہدی کی جگہ کے مستقبل کے بارہ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ مستقبل میں ایسے موسمی حالات کا سامنا کس طرح ہو سکے گا؟

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ :** میں حال ہی میں جلسہ کی انتظامیہ کو اس بارہ میں تفصیلی ہدایات دے چکا ہوں کہ وہ ان معاملات پر کام کریں۔ ان شاء اللہ مستقبل میں یہ حل ہو جائیں گے۔

**عامر سفیر :** حضور! جلسہ کے آخری روز حضور انور کے اختتامی خطاب کے بعد میں منیر عودہ صاحب کے ساتھ جلسہ گاہ کے باہر کھڑا تھا جہاں حضور انور کی گاڑی کھڑی تھی۔ ہم تقریباً 6 سے 7 میٹر کے فاصلے پر کھڑے تھے جب حضور انور نے منیر عودہ صاحب کو اپنے پاس بلایا۔ قافلے کا راستہ بھی تبدیل کر دیا گیا تھا اور اب قافلہ جلسہ سائٹ کے درمیان میں سے گزر رہا تھا۔ جب حضور گاڑی میں تشریف فرما ہوئے تو میں چند مربیان کے ساتھ کھڑا تھا اور ہم نے حضور انور کو ہاتھ ہلاتے ہوئے سلام کیا جس پر حضور انور نے ازراہِ شفقت گاڑی کی کھڑکی کا شیشہ نیچے کر کے ہماری طرف ہاتھ ہلا کر ازراہِ شفقت سلام کا جواب دیا۔ اس کے بعد میں جس قدر گاڑی کے ساتھ جا سکتا تھا چلتا رہا اور میں نے دیکھا کہ حضور انور نے راستے میں کھڑکی کا شیشہ نیچے ہی رہنے دیا۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ :** میں نے سوچا کہ لوگ چونکہ لمبے عرصہ کے بعد آئے ہیں، تو ان کے لیے میں نے کھڑکی کا شیشہ نیچے کر دیا اور ان کی طرف ہاتھ ہلایا۔ یہ صرف اس موقع پر ہی نہیں ہوا بلکہ اس سے ایک دن پہلے شام کو بھی میں نے لوگوں کے لیے کھڑکی کا شیشہ کھول دیا تھا۔ پھر لجنہ کی طرف بھی میں نے کھڑکی کا شیشہ نیچے کر دیا تھا تاوہ بھی مجھے دیکھ سکیں اور میں ان کی طرف ہاتھ ہلاؤں۔ میں نے اسی طرح مردوں کی طرف بھی کئی مرتبہ ایسا کیا، کبھی دائیں طرف کی کھڑکی کا شیشہ نیچے کر دیا اور کبھی بائیں جانب والا۔

**عامر سفیر :** پیارے حضور! آپ نے ایک خطاب میں فرمایا کہ ایک دفعہ حضور کو کسی جلسہ کے موقع پر اپنے چہرہ سے مٹی یا کیچڑ صاف کرنا پڑا تھا۔ کیا حضور انور وہ واقعہ بیان فرما سکتے ہیں؟

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ :** یہ 1988ء کی بات ہے جبکہ میں مہتمم مجالس بیرون تھا اور تمام دنیا میں صرف ایک صدر خدام الاحمدیہ ہوا کرتے تھے، اور ہر ملک میں نیشنل قائد ہوتا تھا۔ میں اس وقت جلسہ پر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے نمائندہ کے طور پر آیا تھا جب مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے سپرد دنیا بھر کے خدام کی دیکھ بھال کا کام تھا۔

**عامر سفیر :** لجنہ سے حضور انور کا خطاب بہت ہی انقلاب انگیز تھا۔ حضور انور سے اس خطاب کے بارے میں کچھ خیالات کا اظہار کرنے کی درخواست ہے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ :** میں نے کئی قسم کے حقوق کا احاطہ کرنے کی کوشش کی تھی جیسے خلع کا حق وغیرہ۔ کچھ ایسی خواتین تھیں جنہوں نے خطاب ٹھیک طرح نہیں سنا وہ کہتی ہیں کہ مجھے مردوں سے بھی ان کے حقوق و فرائض کے بارے میں اسی طرح خطاب کرنا چاہئے تھا جس طرح عورتوں سے کیا ہے۔ لیکن اگر انہوں نے غور سے سنا ہوتا تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ میں نے کہا تھا کہ اگر آپ اپنی اصلاح کر لیں اور اپنی حالتوں کو بہتر بنا لیں تو اللہ تعالیٰ ایسی عورتوں کو اجر دے گا جو اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو ادا کرتی ہیں اور ایسی عورتیں پھر اس بات کی زیادہ مستحق ہیں کہ مرد ان کے حقوق ادا کریں۔

**عامر سفیر :** حضورِ انور نے اختتامی خطاب میں ذکر فرمایا کہ حضور نے کچھ حقوق منتخب کیے ہیں جنہیں اسلام نے قائم کیا ہے۔ حضور نے یہ بھی فرمایا تھا کہ حقوق کی ایک لمبی فہرست ہے جو ابھی بیان نہیں ہو سکی۔ حضور انور نے اختتامی خطاب کے لیے ان حقوق کا انتخاب کیسے فرمایا؟

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ :** ماضی میں کچھ بڑے اور بنیادی حقوق میری نظروں سے گزرے جن میں سے انیس کو میں نے مختلف اوقات میں بیان کرنے کے لیے منتخب کیا۔ میں اس سے قبل کچھ کا ذکر کر چکا ہوں۔ پھر اس جلسہ میں مَیں نے کئی حقوق کا ذکر کیا اور آئندہ مستقبل میں بھی میں ان حقوق کا ذکر کرتا رہوں گا۔ پھر ہر حق کی فی ذاتہ مختلف حقوق و فرائض پر مشتمل شاخیں ہیں۔ حقوق کا جو آپس میں ربط ہے اس کو بھی میں نے بیان کیا ہے۔ مثال کے طور پر مَیں نے خطاب میں دوستوں کے حقوق کو مریضوں کے حقوق اور مریضوں کے حقوق کو دوستوں کے حقوق کے ساتھ جوڑ کر بیان کیا۔

**عامر سفیر :** حضور اب جبکہ یہ جلسہ منعقد ہوا ہے کیا حضور کو لگتا ہے کہ اس سے مستقبل کے پروگرامز کے لیے راستے کھلیں گے؟

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ :** اگر یہ جلسہ منعقد نہ ہوتا اور میں نے اِس کے انعقاد کی تاکید نہ کی ہوتی تو یقیناً دوسروں کے لیے ابھی بھی راستہ نہیں کھلنا تھا۔ اب اس جلسہ کے انعقاد کی وجہ سے لجنہ اماء اللہ، انصار اللہ اور خدام الاحمدیہ اپنے اپنے اجتماعات منعقد کرنا چاہتے ہیں۔ اور اس طرح راستے کھل رہے ہیں۔

**عامر سفیر :** حضور میں نے یہ نوٹ کیا ہے کہ جن اجلاسات میں حضور انور بنفس نفیس شامل تھے ان میں نظم پڑھنے والے عموماً نوجوان تھے بنسبت ان اجلاسات کے جن میں حضور انور موجود نہیں تھے وہ احباب عموماً بڑی عمر کے تھے اور پرانے نظمیں پڑھنے والے تھے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ :** اس بار میں نے نوجوانوں کو ان اجلاسات کے لیے منتخب کیا جن میں مَیں موجود تھا۔ میں نے انہیں یہ بھی کہا تھا کہ ایک ہی مصرع کو ایک سے زیادہ مرتبہ نہ

دہرانا۔ کچھ ایسے بھی ہیں جنہیں یہ طریقہ کار پسند نہیں آیا۔ لیکن اس کے باوجود مردوں اور عورتوں کی طرف میں نے پرانے نظم پڑھنے والوں کی جگہ نوجوانوں کو لیا تھا۔

**عامر سفیر:** حضور اِس مرتبہ منیر عودہ صاحب کو بھی کافی لمبا عرصہ بعد قصیدہ پڑھنے کا موقع ملا۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ:** ہاں۔ اس نے قصیدہ پڑھنے کے بعد کیا محسوس کیا اور اس کے کیا جذبات تھے؟

**عامر سفیر:** حضور! انہوں نے بتایا کہ انہیں ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ گویا ان کا دل پھٹنے لگا ہے اور وہ حضور انور کی موجودگی میں بہت گھبرائے ہوئے تھے۔ منیر عودہ صاحب نے بتایا کہ جب وہ سٹیج پر تھے تو ان کے لیے ان جذبات کا بیان بھی ناممکن ہے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ:** منیر عودہ نے بہت اچھا قصیدہ پڑھا تھا۔

**عامر سفیر:** حضور! عرصہ دراز بعد مولانا فیروز عالم صاحب کی اذان سن کر بہت سے لوگ جذباتی ہو گئے تھے۔ ان کو بالکل ایسا محسوس ہونے لگا کہ حالات معمول کی طرف جا رہے ہیں۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ:** تم نے گزشتہ جمعہ پر نہیں دیکھا؟ میں نے فیروز عالم صاحب کو مسجد مبارک میں اذان دینے کے لیے کہا تھا۔ میں نے اس لیے انہیں اذان دینے دی کیونکہ بہت سے لوگوں نے مجھے لکھا تھا کہ ان کی اذان سن کر وہ بہت جذباتی ہو گئے تھے۔ اس لیے میں نے انہیں دوبارہ اذان دینے دی تا لوگ ایک دفعہ پھر خوش ہو جائیں۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ:** میری نواسی (یسریٰ ڈاہری) نے بھی نظم کی شکل میں جلسہ کے بارے میں اپنے جذبات لکھے ہیں۔

**عامر سفیر:** حضور اگر اجازت ہو تو ہم اس نظم کو شائع کرنا چاہیں گے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ:** (چونکہ نظم لجنہ Blog پر پہلے ہی شائع ہو چکی ہے) لہٰذا لجنہ کے پاس اس کا copyright ہے۔ صدر لجنہ سے پوچھ لو اگر وہ اجازت دے دیں تو شائع کر لو۔

**عامر سفیر:** حضور! اب جبکہ احبابِ جماعت نے جلسہ پر حضور انور کے دیدار کی توفیق حاصل کی ہے۔ مستقبل میں وہ حضور انور کا دیدار کس طرح کر پائیں گے؟

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ:** اب دوبارہ ورچوئل ملاقاتیں شروع ہو رہی ہیں۔ ابھی گزشتہ ہفتہ اور اتوار کو ہی دو ورچوئل ملاقاتیں ہوئی ہیں بشمول ڈنمارک کے خدام کے۔ تو اب "This Week With Huzur" دوبارہ سے شروع ہو جائے گا۔ لوگ بڑی بے تابی سے پروگرام کا انتظار کرتے ہیں۔ تو اب یہ دوبارہ شروع ہو گا تو اس کے ذریعہ سے لوگ مجھے دیکھ سکیں گے اور رابطہ بھی قائم رکھ سکیں گے۔ اس کے ساتھ ہم نے خدا کا بھی شکر ادا کیا ہے اور میں نے بھی تمام کارکنان کا اپنے خطبہ میں شکریہ ادا کیا ہے اور اب ہم اگلی تقریب کی جانب بڑھیں گے۔

**عامر سفیر:** پیارے حضور یہ ہم سب کے لیے ایک سبق ہے۔ ہم اکثر جذباتی ہو جاتے ہیں اور ایک ہی جگہ ٹھہر جاتے ہیں جبکہ حضور انور ہمیں ہمیشہ اس بات کی تلقین کرتے ہیں کہ ہمیں آگے قدم بڑھانا چاہیے اور ایک ہی جگہ نہیں ٹھہر جانا چاہیے۔

**عامر سفیر:** میں حضورِ انور کا دل کی گہرائیوں سے مشکور ہوں اور جزاکم اللہ احسن الجزاء کہنا چاہتا ہوں کہ ایک خطاب کے دوران جب حضور انور نے ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے تمام مترجمین کے لئے ایک طبی اصطلاح کی انگریزی میں وضاحت فرمائی کہ وہ مرض گاؤٹ یا شیاٹیکا کہلاتا ہے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ:** میں نے پہلے گاؤٹ کہا تھا پھر شیاٹیکا کہا۔ میرے خیال میں اسے شیاٹیکا ہی کہتے ہیں یعنی لنگڑی کا درد یاعِرق النساء ہے۔

**عامر سفیر:** حضور خاکسار یہاں اپنے جذبات کو بیان کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس مرتبہ جلسہ پر مجھے حضورِ انور کے خطابات کا معمول سے زیادہ ترجمہ کرنا پڑا کیونکہ مکرم امام صاحب کے پاس بطور افسر جلسہ گاہ اضافی ذمہ داریاں تھیں۔ حضور میں امید کرتا ہوں کہ میں نے حضور انور کو مایوس نہیں کیا ہو گا لیکن میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ جب لوگ مجھ سے دریافت کرتے ہیں کہ میں

ترجمہ کیسے کر پاتا ہوں تو میں انہیں اتنا کہتا ہوں کہ یہ صرف حضورِ انور کی ٹریننگ تھی جس نے مجھے کسی چیز کے قابل بنایا اور حضور انور نے مجھے الفاظ سکھائے اور میری تربیت کی جبکہ میں اردو بالکل نہیں جانتا تھا۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ:** جب لوگ تم سے پوچھیں کہ کس طرح ترجمہ کرتے ہو، تو انہیں کہا کرو جس طرح وکیل اعلیٰ نے تمہیں "یاد کیا" اسی طرح ہم نے ایک دوسرے کو "یاد کیا" اور اس طرح تم نے اردو سیکھ لی۔

(نوٹ: اس موقع پر حضورِ انور نے ازراہِ تفنّن خاکسار کے ساتھ پیش آمدہ ایک واقعہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ خاکسار جب محترم چودھری حمید اللہ صاحب (مرحوم) وکیلِ اعلیٰ تحریکِ جدید کے زیرِ نگرانی اردو سیکھنے کے لیے پاکستان گیا تو ایک شام پیغام ملا کہ "محترم وکیلِ اعلیٰ صاحب یاد فرما رہے ہیں۔" خاکسار چونکہ اس محاورے کو نہ سمجھتا تھا کہ اس کا مطلب "وکیل اعلیٰ صاحب بلا رہے ہیں" ہے اس لیے " جَزَاكَ اللّٰهُ " کہا اور کمرے میں ہی رہا۔ چند منٹ بعد وہی کارندہ یہی پیغام لے کر آیا۔ خاکسار نے پھر جَزَاكَ اللّٰهُ کہا اور کمرے میں بیٹھا رہا۔ یہی پیغام جب تیسری مرتبہ خاکسار کو ملا تو خاکسار کو بڑی خوشی ہوئی کہ وکیلِ اعلیٰ صاحب مجھ سے کتنی شفقت کا سلوک رکھتے ہیں کہ مجھے اس قدر یاد کر رہے ہیں۔ جب چوتھی دفعہ وہ دوست یہ پیغام لے کر آئے تو انہوں نے وضاحت کی کہ "وکیلِ اعلیٰ صاحب آپ کو دفتر میں بلا رہے ہیں"۔ اس پر خاکسار وکیلِ اعلیٰ صاحب کے پاس حاضر ہو گیا۔ حضورِ انور اس لطیفے سے بہت محظوظ ہوئے۔ اس جگہ بھی حضورِ انور کی مراد یہ ہے کہ اردو تراجم کے لیے خاکسار کی محترم وکیلِ اعلیٰ صاحب اور پھر سب سے بڑھ کر ازراہِ شفقت حضورِ انور نے تربیت کی ہے اور اللہ کے فضل سے یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے)

تم عام طور پر مجھے انگریزی میں لکھتے ہو اور میں تمہیں اردو میں جواب دیتا ہوں۔ اس سے میری انگریزی بہتر ہوتی ہے لیکن میں تمہیں اردو میں جواب دیتا رہوں گا تا کہ تمہاری اردو اچھی ہو۔ عام طور پر جب تم مجھے میری تقریروں کا ترجمہ فائنل کر بھیجتے ہو تو میں اس کے مختلف

حصوں کو چیک کرتا ہوں نہ کہ لفظ بلفظ کیونکہ سارا کچھ چیک کرنا ممکن نہیں۔ اسے اردو میں جستہ جستہ مطالعہ کرنا کہتے ہیں یعنی کہیں کہیں سے پڑھنا۔ میں اس کے کچھ حصوں کو چیک کرتا ہوں اور باقی چھوڑ دیتا ہوں اور اس پر بھروسہ کرتا ہوں کہ تم نے ترجمہ صحیح کیا ہو گا۔ کیا تم نے عابد کے تراجم دیکھے ہیں؟

**عامر سفیر:** جی حضور میں نے انہیں پڑھا ہے اور اکثر جب میں ان کے تراجم کو دیکھتا ہوں جو انہوں نے پریس ریلیز کے لیے کئے ہوتے ہیں جن میں حضور انور کے اردو خطابات میں سے اقتباسات کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہوتا ہے جو بہت معیاری ہوتا ہے۔ مجھے ایسا لگتا ہے کہ گویا میرے ترجمے سے کہیں عمدہ ترجمہ ہے!

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ:** عابد نے رواں ترجمہ کرنا بھی سیکھ لیا ہے جب میں اسے لکھواتا ہوں۔ وہ اچھا ترجمہ کر لیتا ہے۔

**عامر سفیر:** حضور میں نے بھی اس کا ذاتی طور پہ مشاہدہ کیا ہے جبکہ شروع میں حضورِ انور نے مجھے بہت سے ایسے مبارک مواقع عطا فرمائے کہ میں عابد کے ہمراہ حضور انور کے ساتھ ملاقات کے لیے آتا تھا اور میں نے خود دیکھا ہے کہ حضورِ انور نے عابد کی کس طرح تربیت فرمائی ہے۔

**عامر سفیر:** حضور کے نزدیک یہ عالمی وبا کب ختم ہو گی اور حالات کب معمول کی طرف لوٹیں گے؟

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ:** مجھے نہیں معلوم تاہم بعض سائنسدانوں کے نزدیک یہ وباء 2022ء تک جاری رہے گی۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ۔ ہماری تو یہی دعا ہے کہ یہ جلد ختم ہو جائے۔

**عامر سفیر:** ہم نے حضور انور کی باریک بینی کو دیکھا ہے اور اس بات کا بھی مشاہدہ کیا ہے کہ حضورِ انور نے جماعت کے مختلف شعبہ جات میں بہت سے لوگوں کی اس طرح تربیت فرمائی ہے۔ حضور انور نے خاص طور پر نوجوانوں کے ساتھ گزشتہ پندرہ سالوں میں اتنا وقت گزارا ہے۔ حضور انور نے ان کی تربیت کی، انہیں غلطیاں کرنے دیں، انہیں اپنے اندر بہتری پیدا کرنے کے

مواقع فراہم کیے، ان کی راہنمائی فرمائی اور قدم قدم پہ ان کے لیے دعائیں کی۔ میں نے تو اس بات کا ذاتی طور پہ تجربہ کیا ہے کہ حضور انور نے میری اور بہت سے دیگر افراد کی بھی راہنمائی فرمائی۔ حضورانور نے بہت سے نوجوان مربیان کی ٹریننگ کی جو اَب ذمہ داری والے عہدوں پر فائز ہیں۔ لیکن حضورِ انور کبھی بھی اپنے لیے تعریف قبول نہیں کرتے اور کسی بھی مقصد یا کامیابی کے حصول پر دوسروں کی ہی تعریف فرماتے ہیں!

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ:** میں نے کیا کِیا ہے؟ میں نے تو کچھ بھی نہیں کیا۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے کام ہیں! آجکل میں باقاعدگی سے جامعہ کی شاہد کلاس کے ساتھ مسجد میں بیٹھتا ہوں اور ان کی ذاتی طور پر تربیت کر رہا ہوں۔ انہوں نے میرے ساتھ اپنا کورس مکمل کر لیا ہے اور اب میں اگلی کلاس کو پڑھاؤں گا۔

**عامر سفیر:** حضورِ انور نے اس جامعہ کلاس کو ہر ہفتے وقت دے کر کیا مشاہدہ فرمایا ہے؟

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ:** مجھے اندازہ ہوا ہے کہ جامعہ میں انہیں کتنی تعلیم مہیا کی جارہی ہے۔

**عامر سفیر:** حضور انور کی اجازت کے ساتھ میں اسلام آباد کے بارہ میں بات کرنا چاہوں گا۔ بہت سے لوگوں نے ایم ٹی اے نیوز پر پیارے آقا کو بچوں کے پارک کا افتتاح کرتے ہوئے دیکھا۔ حضورِ انور، ساتھ ہی لوگوں میں یہ جستجو پیدا ہوئی کہ آیا جب وہ اسلام آباد آئیں تو اپنے بچوں کو اس پارک میں لاسکتے ہیں یا نہیں؟

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ:** اگر مقامی رہائشی انہیں استعمال کرنے کی اجازت دے دیتے ہیں تو وہ استعمال کر سکتے ہیں۔

**عامر سفیر:** حضورِ انور کے نزدیک کیا عنقریب شام کے وقت فیملی اور انفرادی ملاقاتوں کا سلسلہ دوبارہ ممکن ہے؟

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ :** ابھی بھی بعض اوقات یوں ہوا ہے کہ باہر سے لوگ جن کو ویکسین کے دونوں ٹیکے لگ چکے ہیں مجھ سے یہاں ملاقات کرنے آئے ہیں۔کچھ لوگوں نے مجھ سے ذاتی طور پر ملاقات کی ہے۔گو ابھی ملاقاتوں کا سلسلہ باقاعدہ طور پر شروع نہیں ہوا تاہم اگر کسی نے مجھ سے اجازت مانگی ہے تو میں بعض اوقات لوگوں کو اجازت دے بھی دیتا ہوں کہ مجھ سے آکر ملاقات کر لیں اور وہ آئے بھی ہیں۔

**عامر سفیر :** حضور میں نے اسلام آباد آکر ایک نئی چیز نوٹ کی ہے کہ یہاں سڑکوں کو نام دیے گئے ہیں مثلاً تاج دین روڈ، مجیدہ روڈ، حلمی الشافعی روڈ، مصطفیٰ ثابت روڈ، رضاء سٹریٹ، محمود ایوینیو اور صدر ایوینیو وغیرہ۔ حضور ان ناموں کا انتخاب کیسے کیا گیا تھا؟

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ :** یہ تمام وہ افراد ہیں جو اسلام آباد میں ایک لمبا عرصہ قبل رہا کرتے تھے یا جن کی اسلام آباد کے لیے بہت خدمات ہیں۔ان لوگوں کی ایک فہرست تیار کی گئی تھی جو ایک خاص معیار پر پورا اترتے تھے۔ پھر میں نے خود نام چنے، تب یہ نام یادگار کے طور پر طے پائے۔ میں نے مختلف لوگوں کا انتخاب کیا جن میں کچھ عرب اور چند دوسرے احباب بھی شامل ہیں۔

**عامر سفیر :** حضور، میں نے کچھ دیگر تبدیلیوں کے بارہ میں سنا ہے جو عنقریب واقع ہوں گی۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ :** مجلس خدام الاحمدیہ ایک چھوٹی سی ٹک شاپ بنا رہی ہے۔ یہ شروع میں ہی کونے پر جو عمارت موجود ہے اس میں ہو گی جہاں پر صرف کچھ ہلکی پھلکی کھانے پینے کی اشیاء وغیرہ مہیا ہوں گی۔بس یہی ہے۔کسی وقت ایک بُک شاپ بھی کھل جائے گی۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ :** تمہاری بیگم کا کیا حال ہے؟اس کا حال ہی میں حمل ضائع ہو گیا تھا۔کیا وہ اس صدمہ سے باہر آگئی ہے؟

**عامر سفیر:** حضورانور کی دعاؤں سے اب اس کی طبیعت بہت بہتر ہے، الحمدللہ۔ گو اسے ابھی کچھ تکلیف تو ہے لیکن صورتحال پہلے سے بہتر ہے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ:** اسے صندلین دو۔ یہ ایک دیسی نسخہ ہے۔ اسے یہ مستقل دو۔ اسی طرح حمل کے دوران لگاتار Caulophyllum 200 دو۔ اللہ تعالیٰ اسے شفاعطا کرے۔

**عامر سفیر:** حضور انور کی اجازت سے ایک ہلکا پھلکا واقعہ بتانا چاہتا ہوں۔ میرے سات سالہ بیٹے نے 20 پینس کے ایک سکے کو نگل لیا تھا۔ ڈاکٹرز کا کہنا ہے کہ وہ ازخود ہی نکل جائے گا۔ اگر چند دن تک نہ نکلا تو ممکن ہے کہ انہیں اینڈوسکوپی یا کسی قسم کا آپریشن کرنا پڑے۔ حضورِانور سے دعا کی درخواست ہے۔ حیرانی کی بات یہ ہے کہ وہ سات سال کی عمر میں اس بات پر مصر تھا کہ میں حضورِانور کی خدمت میں خط لکھوں یہاں تک کہ جب ہم ہسپتال کے ایمر جنسی وارڈ پہنچے تو وہ یہی کہتا جارہا تھا ”کیا آپ نے حضور انور کی خدمت میں دعا کے لیے لکھ دیا ہے؟“

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ:** جب میں چھوٹا بچہ تھا تو میں نے ایک انگور کی شکل جیسا لوہے کا گول ٹکڑا منہ میں ڈالا اور اسے نگل لیا۔ شکر ہے کہ سانس بند نہیں ہوا اور نہ ہی وہ میرے گلے میں پھنسا بلکہ سیدھا میرے معدے میں چلا گیا۔ والد صاحب نے ہر ممکنہ کوشش کی کہ وہ کسی طرح نکل آئے۔ مجھے الٹا سیدھا کیا۔ قے کرنے کو کہا تاہم یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ آیا وہ نکلا بھی ہے کہ نہیں۔ اب اس واقعہ کو 60 سال یا شائد 65 سال گزر چکے ہیں۔ یہ ربوہ میں میرے بچپن کی بات ہے۔ امید ہے کہ وہ چھوٹا سا ٹکڑا اب وہاں موجود نہیں ہو گا۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 21 ستمبر 2021ء)



﴿54﴾

# ”مقدس منہ“ کی خاطر ایک عہد

## (انجینئر محمود مجیب اصغر۔ سویڈن)

”نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا“

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لخت جگر محمود، پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق، قدرت ثانیہ کا مظہر دوم جب 51-52 سال کی ولولہ انگیز خلافت کے دوران حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام دنیا کے تمام براعظموں تک پہنچا کر اور زمین کے کناروں تک شہرت پا کر 7 اور 8 نومبر 1965ء کی درمیانی شب کو اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا گیا تو وہ بڑا عجیب لمحہ تھا جس کو الفاظ میں بیان کرنا اس عاجز کے بس کی بات نہیں اسی شام 8 نومبر 1965ء بروز پیر خدائی تقدیر کے عین مطابق نافلہ موعود حضرت صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلافت ثالثہ کے عظیم روحانی منصب پر متمکن ہوئے۔

اس سے اگلے روز 9 نومبر 1965ء کو اپنے پیشرو خلیفہ کی نماز جنازہ lead کرتے ہوئے قبلہ رخ ہو کر 50 ہزار کے مجمع کو مخاطب کر کے آپ نے فرمایا:

”میں چاہتا ہوں کہ نماز جنازہ ادا کرنے سے قبل ہم سب مل کر اپنے رب رؤف کو گواہ بنا کر ”اس مقدس منہ“ کی خاطر جو چند گھڑیوں میں ہماری آنکھوں سے اوجھل ہونے والا ہے اپنے اس عہد کی تجدید کریں اور وہ عہد یہ ہے کہ ہم دین اور دین کے مصالح کو دنیا اور اس کے سب سامانوں اور اس کی ثروت اور وجاہت پر ہر حال میں مقدم رکھیں گے اور دنیا میں دین کی سر بلندی کے لئے مقدور بھر کوشش کرتے رہیں گے“

(حیات ناصر جلد اول صفحہ 362-363)

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ اس ''مقدس منہ'' کے اعلیٰ مقام کے پیش نظر آپ نے نماز جنازہ میں ایک اضافی تکبیر کہی (یعنی 5 تکبیرات کی بجائے 6 تکبیرات) اور بہشتی مقبرہ ربوہ کے قطعہ خاص میں حضرت اماں جان کے پہلو میں تدفین کے بعد لمبی پر سوز دعا کروائی۔

یہ عاجز اس وقت انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور کا طالب علم تھا اور لاہور سے ربوہ پہنچ کر خلافت ثالثہ کی پہلی بیعت عام اور اگلے روز اس عہد اور جنازے میں شامل ہوا تھا:

جب گزر جائیں گے ہم تم پہ پڑے گا سب بار
سستیاں ترک کرو طالب آرام نہ ہو

15 نومبر 1906ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی موجودگی میں صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کے خطبہ نکاح کے موقع پر حضرت مولوی نور الدین صاحب بھیروی (جو بعد میں 27 مئی 1908ء کو قدرت ثانیہ کے مظہر اول یعنی خلیفۃ المسیح اولؓ کے عظیم روحانی منصب کے پر فائز ہوئے) نے فرمایا:

''دیکھو خدا کا مامور ہمارے سامنے موجود ہے اور خود اس مجلس میں موجود ہے ہم اس کے چہرے کو دیکھ سکتے ہیں یہ ایک ایسی نعمت ہے کہ ہزاروں ہزار ہم سے پہلے گزرے جن کی دلی خواہش تھی کہ وہ اس کے چہرہ کو دیکھ سکتے پر انہیں یہ بات حاصل نہ ہوئی اور ہزاروں ہزار اس زمانہ کے بعد آئیں گے جو یہ خواہش کریں گے کہ کاش وہ مامور کا چہرہ دیکھتے، پر ان کے واسطے یہ وقت پھر نہ آئے گا''

(خطبات نور صفحہ 238-239)

حضرت مصلح موعود بھی حسن و احسان میں حضرت مسیح موعود کے نظیر تھے اور ''مقدس منہ'' کے پس پردہ وہی جذبہ کار فرما لگتا ہے جو کاش وہ ''مامور کا چہرہ'' دیکھ سکتے کے پیچھے کار فرما ہے۔

بہت ہی خوش قسمت تھے وہ لوگ جنہوں نے مسیح موعود کا چہرہ دیکھا اور صحابہ میں شامل ہوئے اور بہت خوش قسمت ہیں وہ جنہوں نے ''مقدس منہ'' کو دیکھا اور اس کے انصار میں شامل

ہوئے وہ بھی اب کم ہوتے جارہے ہیں اور خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو خلافت پر ایمان رکھتے ہیں اور خلیفہ وقت کی محبت اور اطاعت میں سرشار رہتے ہیں اور اس عہد کی پاسداری کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو مقدس منہ کی خاطر لیا گیا خدا ان کو ضائع نہیں کرے گا ان شاء اللہ۔

یہ عاجز اس مضمون کو خلافت کے 100 سال پورے ہونے پر اس عہد پر ختم کرتا ہے جو ہم نے 27 مئی 2008ء کو خلیفہ وقت حضرت مرزا مسرور احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ کیا ہے:

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

آج خلافت احمدیہ کے سو سال پورے ہونے پر ہم اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ ہم اسلام اور احمدیت کی اشاعت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے اپنی زندگیوں کے آخری لمحوں تک کوشش کرتے چلے جائیں گے اور اس مقدس فریضہ کی تکمیل کے لئے ہمیشہ اپنی زندگیاں خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وقف رکھیں گے اور ہر بڑی سے بڑی قربانی پیش کرکے قیامت تک اسلام کے جھنڈے کو دنیا کے ہر ملک میں اونچا رکھیں گے۔

ہم اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ ہم نظام خلافت کی حفاظت اور اس کے استحکام کے لئے آخری دم تک جدوجہد کرتے رہیں گے اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے کی تلقین کرتے رہیں گے تاکہ قیامت تک خلافت احمدیہ محفوظ چلی جائے اور قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی اشاعت ہوتی رہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہرانے لگے اے خدا تو ہمیں اس عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرما۔

اَللّٰھُمَّ اٰمِیْن، اَللّٰھُمَّ اٰمِیْن، اَللّٰھُمَّ اٰمِیْن۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 24 ستمبر 2021ء)



﴿55﴾

# خدا کے خلیفہ کو باقاعدگی سے خط لکھنا کیوں ضروری ہے!

(عدنان احمد ورک)

جو جتنا خدا کو پیارا ہو خدا تعالیٰ اتنی ہی علی قدر مراتب اس کی دعاؤں کو سنتا ہے تو اس پوری دنیا میں خدا تعالیٰ کا سب سے پیارا وجود حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ ہیں تو صاف ظاہر ہے کہ خلیفۃ المسیح کی دعائیں سب سے زیادہ خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں قبولیت کا درجہ پاتی ہیں۔ اس بات کو اگر مثال سے سمجھایا جائے تو یوں سمجھ لیں کہ ہماری دعا سادہ پانی کی طرح ہے اور خلیفۃ المسیح کی دعا میٹھے شربت کی طرح اگر ہم اپنے سادے پانی میں میٹھا شربت ملا لیں گے تو ہمارا سادہ پانی بھی میٹھا شربت بن جائے گا اور یہ وہ نقطہ ہے جو خود خدا تعالیٰ کی ذات نے ہمیں بتایا ہے چنانچہ حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکیؓ صاحب نے 1919ء میں قادیان میں مکان بنانے کا ارادہ کیا لیکن حالات بہت کمزور تھے چنانچہ آپؓ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے مکان کے حوالہ سے دعا کی درخواست کی تو حضورؓ کی دعاؤں سے مکان بنانے کے غیر معمولی انتظامات ہو گئے کچھ ہدیۃً اللہ تعالیٰ نے بندوبست کیا کچھ قرض حسنہ میسر آ گیا حالانکہ آپؓ کے پاس ایک دیوار کھڑی کرنے کی گنجائش نہ تھی چنانچہ اس مکان کی تیاری میں جو قرض حسنہ لیا تھا اس کو اتارنے کی فکر آپؓ کو دامن گیر رہتی۔ چنانچہ رمضان المبارک آ گیا اور آپؓ نے تہیہ کیا کہ قرض کو اتارنے کیلئے ان ایام میں خاص دعائیں کروں گا لیکن اس بار اس پریشانی کا آپؓ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے ذکر نہ کر سکے چنانچہ حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکیؓ فرماتے ہیں:

چنانچہ اس رمضان میں بھی جب میں نے خاص توجہ سے گراں بار قرض کے اترنے کیلئے دعا کی اور دعا کرتے ہوئے آٹھواں دن ہوا تو اللہ تعالیٰ کی قدوس ذات میرے ساتھ ہمکلام ہوئی اور

اس پیارے اور محبوب مولی نے مجھ سے ان الفاظ میں کلام فرمایا 'اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا قرض جلد اتر جائے تو خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کو بھی شامل کرلے'

(حیات قدسی صفحہ 267-268)

سننے والی ذات حضرت مولوی غلام رسول راجیکیؓ کی دعا سن بھی رہی ہے لیکن پھر یہ کہہ رہی ہے کہ خلیفۃ المسیح کی دعا کو بھی شامل کرو اس میں ہم سب خوش نصیب احمدیوں کو اللہ تعالی یہ پیغام دے رہاہے کہ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری دعائیں جلد اور زیادہ قبول ہوں تو خلیفۃ المسیح کو دعا کیلئے ضرور لکھا کرو۔ قبولیت دعا کے حوالے سے ایک بہت ضروری بات یہ ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالی کو کبھی کبھار خط نہیں لکھنا چاہیے بلکہ بار بار انکو دعا کیلئے لکھتے رہیں یہ نقطہ حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی سے ہمیں ملتا ہے جب بھی کوئی آپ کو بذریعہ خط یا زبانی دعا کے لئے لکھتا یا کہتا تو آپؑ اسے یہ نصیحت لازمی کرتے کہ دعا کیلئے بار بار یاد دلاتے رہیں چنانچہ حضرت بھائی عبد الرحمان قادیانیؓ فرماتے ہیں ''ہم لوگ اکثر لکھتے اور عرض کرتے رہا کرتے تھے اور بعض اصحاب ضرورت وحاجت اکثر روزانہ اور متواتر ہفتوں بھی حضرت کے حضور دعاؤں کی درخواستیں بھیجا کرتے تھے حضور کی مجلس کے دوران بھی کبھی کبھی احباب التجاء دعا کیا کرتے جس کے جواب میں عموما حضورؑ فرمایا کرتے تھے ان شاء اللہ دعا کروں گا یاد دلاتے رہیں''

(سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 366)

اسی پہلو کو اجاگر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ نے دعا کا اصول بیان کرتے ہوئے فرمایا

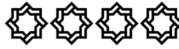
''اصول دعا میں سے یہ بات ہے کہ جب تک انسان کو کسی کے حالات کے ساتھ پورا تعلق نہ ہو تب تک وہ رقت اور درد اور توجہ نہیں ہو سکتی جو دعا کے واسطے ضروری ہے اور اس قسم کے حضور اور توجہ کا پیدا کرنا دراصل اختیاری امر نہیں ہے دعا میں کوشش ہر دو طرف سے ہونی ضروری ہے دعا کرنے والا خدا تعالیٰ کے حضور میں توجہ کرنے میں کوشش کرے اور دعا کرانے والا

اس کو توجہ دلانے میں مشغول رہے بار بار یاد دلائے خاص تعلق پیدا کرے صبر اور استقامت کے ساتھ اپنا حال زار پیش کر تا رہے تو خواہ مخواہ کسی نہ کسی وقت اس کے لئے درد پیدا ہو جائے گا“

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 50-51)

اس لئے پیارے آقا کو اسقدر دعا کیلئے خط لکھا کریں کہ پیارے آقا کی یادداشت میں آپ خوش نصیب محفوظ ہو جائیں آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 01 اکتوبر 2021ء)



﴾56﴿

# خلفائے حضرت مسیح موعودؑ سے منسلک چند یادیں

(قریشی داؤد احمد ساجدؔ۔ مبلغ سلسلہ سکاٹ لینڈ)

حضرت مسیح موعودؑ اپنی کتاب رسالہ الوصیت میں تحریر فرماتے ہیں:

سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے۔ سو اب ممکن نہیں کہ خدا اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے اس لئے تم اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جسکا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا۔ اور دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔

(رسالہ الوصیت صفحہ 10)

حضرت مسیح موعودؑ کی اس تحریر کی صداقت کے طور پر اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی وفات کے بعد جماعت احمدیہ میں نظام خلافت جاری فرمایا دیگر باتوں کے علاوہ ایک اہم بات جو آج کے اس مضمون سے متعلق ہے وہ یہ ہے کہ ایک خلیفہ کی وفات کے بعد جونہی نئے خلیفہ کا انتخاب ہوتا ہے تو جہاں ایک طرف اللہ تعالیٰ جماعت مومنین کے دلوں میں اس سے محبت اور جانثاری کے جذبات پیدا کر دیتا ہے وہیں نومنتخب خلیفہ کے دل میں بھی ہر فرد جماعت سے محبت کا بیج بو دیتا ہے۔ آج ان سطور میں اسی روحانی اور قلبی تعلق کے چند واقعات بیان کرنا مقصود ہے۔ اسی تعلق کے ضمن میں

خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے وصال کے بعد خلافت خامسہ کے انتخاب والی رات اور انتخاب خلافت کے حوالہ سے ایک نظم لکھی تھی جسکا ایک شعر یوں تھا:

؎ اک عجب اہل جنوں میں ہے تغیر ساجد
کل جو عاشق تھا وہ معشوق ہوا آج کی رات

جامعہ احمدیہ ربوہ میں تعلیم کے دوران درجہ ثانیہ کا امتحان دینے کے بعد غالباً 1977ء میں ہماری کلاس ہائیکنگ کے لئے پاکستان کے شمالی علاقہ جات کی طرف گئی ان دنوں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ اسلام آباد میں رونق افروز تھے۔ چنانچہ ہم مری روڈ راولپنڈی والی مسجد سے حضور رحمہ اللہ کی اقتدا میں نماز ادا کرنے اسلام آباد گئے اور حضور رحمہ اللہ کو بتایا اور دعا کی درخواست کی کہ ہم ہائیکنگ کے لئے جارہے ہیں۔ ہائیکنگ سے واپس آنے تک حضور رحمہ اللہ ابھی اسلام آباد میں ہی مقیم تھے۔ چنانچہ ہم مغرب کی نماز ادا کرنے اسلام آباد گئے نماز کے بعد جب حضور رحمہ اللہ اپنی رہائش گاہ جانے کے لئے کھڑے ہوئے تو امیر صاحب اسلام آباد نے کسی خدمت کی وجہ سے ایک نوجوان کا تعارف حضور رحمہ اللہ سے کروایا۔ خاکسار اس نوجوان کے ہی ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ حضور رحمہ اللہ نے خاکسار سے مخاطب ہوتے ہوئے پوچھا کیا آپ اس کے بھائی ہیں خاکسار نے عرض کیا حضور! نہیں میں جامعہ کا طالب علم ہوں اور ہم ہائیکنگ سے واپس آئے ہیں۔ اسی دوران میں میں نے محسوس کیا کہ نور کی ایک شعاع حضور رحمہ اللہ کے چہرہ پر نور سے نکل کر میرے بدن میں سرایت کر گئی ہے اسی دوران حضور رحمہ اللہ سیڑھیوں سے اوپر کی منزل پر اپنی رہائش گاہ تشریف لے گئے۔ ہائیکنگ پر جانے سے قبل ہم نے درجہ ثانیہ کا امتحان دیا تھا۔ اس نظارے کے بعد یہ بات میخ کی طرح میرے دل میں گڑھ گئی کہ میں امتحان میں پاس ہو گیا ہوں۔ چانچہ ربوہ پہنچ کر پہلا کام یہ کیا کہ سیدھا ناصر ہوسٹل میں آویزاں اس نوٹس بورڈ کی طرف گیا جہاں ہمارے امتحان کا نتیجہ چسپاں کیا گیا تھا۔ نتیجہ کو دیکھ کر میری حیرت اور خوشی کی انتہا نہ رہی کہ ہماری کلاس جو کہ تقریباً بیس سے زائد طلباء پر مشتمل تھی اس میں سے صرف سات طلباء پاس ہوئے تھے

اور ترتیب کے لحاظ سے پاس ہونے والوں میں میرا ساتواں اور آخری نمبر تھا اور بہت سے طلباء جو کلاس میں مجھ سے زیادہ ذہین تھے اور ممہدہ اور اولیٰ کلاسیں اچھے نمبروں سے پاس کر چکے تھے۔ پاس نہ ہو سکے تھے بلکہ ان کی ایک یا دو مضامین میں کمپارٹمنٹ تھی۔ مجھے اس وقت بھی یقین تھا اور آج بھی ہے کہ یہ محض اور محض میرے پیارے آقا کی نظر کرم کا معجزہ تھا۔

1981ء میں جب ہم شاہد کلاس پاس کر چکے تھے تو ہماری کلاس کی ملاقات حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ سے ہوئی جامعہ احمدیہ میں تعلیم کے دوران غالباً بہت زیادہ والی بال کھیلنے کی وجہ سے مجھے ایک تکلیف ہو گئی تھی کہ کئی دفعہ اچانک میرے بائیں بازو اور کندھے میں شدید ارتعاش پیدا ہو جاتا تھا جس سے بازو اور کندھا کانپنا شروع کر دیتے تھے۔ حضور رحمہ اللہ سے ملاقات کے دوران جبکہ ہم لائن میں حضور رحمہ اللہ کے سامنے کھڑے تھے میرے کندھے اور بازو میں ارتعاش شروع ہو گیا۔ حضور رحمہ اللہ نے یہ چیز نوٹ کرتے ہوئے اچانک مجھے پوچھا:

”جب تم سوئے ہوتے ہو اس وقت بھی تمہارا بازو اور کندھا ہلتا ہے؟“

یہ سوال اتنا اچانک تھا کہ میں نے عرض کیا حضور! نہیں میرے جواب پر حضور نے ہلکا سا قہقہہ لگایا اور ملاقات بھی ختم ہو گئی۔ حضور رحمہ اللہ کے دفتر سے باہر آکر عملہ حفاظت خاص میں سے ایک دوست محترم چوہدری محبوب احمد صاحب مرحوم نے مجھے کہا کہ جب آپ سوئے ہوتے ہیں تو اس وقت آپ کو کیسے علم ہوتا ہے کہ آپ کا بازو اور کندھا ہلتا ہے کہ نہیں۔ اس وقت مجھے اندازہ ہوا کہ خاکسار کے جواب پر حضور رحمہ اللہ نے ہلکا سا قہقہہ کیوں لگایا تھا۔ لیکن وہ دن اور آج کا دن باوجودیکہ پاکستان میں خدمت کے دوران خاکسار والی بال بھی کھیلتا رہا اور دیگر گیموں میں بھی حصہ لیتا رہا، مانچسٹر اور گلاسگو میں قیام کے دوران بیڈمنٹن بھی کھیلی نیز میں کھیلتا بھی بائیں ہاتھ سے ہوں اس کے باوجود آج تک وہ تکلیف عود کر نہیں آئی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذَالِكَ۔

جماعت احمدیہ کے ممبران کے دل میں خلفاء سے محبت اور عقیدت ایک فطری چیز ہے اس کے علاوہ بہت سے غیر احمدی اور غیر مسلم بھی خلفاء مسیح موعودؑ سے عقیدت رکھتے ہیں۔ جون

1982ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کا وصال ہوا۔ اس وقت خاکسار کو عنایت پور بھٹیاں ضلع جھنگ میں خدمت کی توفیق مل رہی تھی چنانچہ حضور رحمہ اللہ کے وصال کی خبر سن کر خاکسار بھی ربوہ آ گیا۔ جب حضور رحمہ اللہ کا جسد خاکی اسلام آباد سے ربوہ پہنچا اور آخری دیدار شروع ہوا تو جب خاکسار حضور رحمہ اللہ کے چہرے کا دیدار کر کے مسجد مبارک کے باہر والے گیٹ کی طرف آ رہا تھا تو اس وقت خاکسار کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب خاکسار نے دیکھا کہ عنایت پور بھٹیاں کے ایک بڑے زمیندار رائے محمد اسلم بھٹی صاحب جو کہ احمدی نہیں تھے بھی دیدار کرنے کے لئے انتظار کرنے والوں کی لائن میں کھڑے تھے اور پسینہ سے شرابور تھے۔ یہ دوست عنایت پور بھٹیاں کی ایک بڑی بھٹی فیملی سے تعلق رکھتے تھے عنایت پور میں ہماری مسجد سے قریب ہی ان کی بہت وسیع حویلی تھی جس میں ہم اکثر والی بال کھیلا کرتے تھے اور یہ خود بھی والی بال کے اچھے کھلاڑی تھے نیز یہ اور ان کی فیملی کے دیگر افراد خاکسار کا بڑا احترام کرتے تھے اور جب کبھی خاکسار والی بال کھیلنے نہ جاتا تو یہ یا ان کے بڑے بھائی جو خود تو والی بال نہیں کھیلتے تھے لیکن ہماری گیم بڑے شوق سے دیکھتے تھے۔ اپنے کسی ملازم کو یا کسی احمدی لڑکے کو بھیج کر مجھے بلواتے تھے۔ بہر حال میں نے انہیں سلام کیا اور حال پوچھا۔ وہ کہنے لگے مربی صاحب میں نے ایک دفعہ حضور کا چہرہ دیکھ لیا ہے لیکن دل کو تسکین نہیں ہوئی اس لئے دوسری دفعہ چہرہ دیکھنے جا رہا ہوں۔

اسی طرح مولانا عبد الوہاب آدم صاحب مرحوم (امیر و مشنری انچارج گھانا) مالی قربانی کی اہمیت بیان کرتے ہوئے ایک واقعہ بیان کیا کرتے تھے کہ گھانا کی ایک جماعت کے ایک ممبر نے اپنے مالی حالات کے پیش نظر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خدمت میں قرضہ حسنہ کی درخواست بھجوائی۔ حضور رحمہ اللہ نے اس کی درخواست منظور فرمائی اور ہدایت فرمائی کہ اس دوست کو قرضہ حسنہ دے دیں لیکن اسے کہیں اس میں سے اپنا چندہ ضرور ادا کرے۔

1996ء میں خاکسار کو معہ اہلیہ گھانا سے رخصت پر پاکستان جاتے ہوئے جلسہ سالانہ یو۔ کے میں شمولیت کا موقع ملا جلسہ کے ایام میں اسلام آباد میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سے

ملاقات کا شرف حاصل ہوا ملاقات کے اختتام پر جب تصویر بنوانے کے لئے کھڑے ہوئے تو خاکسار کی اہلیہ حضور رحمہ اللہ کے دائیں طرف کھڑی تھیں اور خاکسار حضور کے بائیں طرف کھڑا تھا اسی دوران حضور رحمہ اللہ نے اپنے دائیں ہاتھ سے خاکسار کا دائیاں ہاتھ مصافحہ کے رنگ میں پکڑ لیا اور خاکسار کو اپنے بالکل قریب کرتے ہوئے گردن کے پیچھے سے اپنا بائیاں ہاتھ خاکسار کے بائیں کندھے پر رکھ کر اپنے اور قریب کر لیا وہ لمحہ اتنا پر سرور تھا کہ وہ احساس آج بھی محسوس ہوتا ہے نیز خاکسار کو یاد نہیں کہ پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے کب تصویر بنائی۔ حضور رحمہ اللہ کے دفتر سے باہر آنے تک وہ کیفیت خاکسار پر طاری رہی اور اس کی چاشنی بڑی دیر تک محسوس ہوتی رہی

؎ایں سعادت بزور بازو نیست

اپریل 2003ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی رحلت کے بعد اللہ تعالیٰ نے خلافت خامسہ کی شکل میں جماعت کو اسی طرح محبت اور دعائیں کرنے والا ایک اور وجود عطا کر دیا اور محبتوں اور شفقتوں کا وہ سلسلہ جو چند دنوں کے لئے رک گیا تھا دوبارہ شروع ہو گیا۔

خاکسار کو ایک عرصہ سے پتہ میں پتھری کی وجہ سے کافی تکلیف تھی جس کی وجہ سے بعض اوقات معدہ میں شدید درد ہوتا تھا پہلے تو ڈاکٹر حضرات السر سمجھتے رہے۔ لیکن پتہ میں پتھری کا علم ہونے کے بعد بھی آپریشن کی دو تین دفعہ تاریخ ملنے کے باوجود بعض وجوہات کی بنا پر آپریشن نہ ہو سکا۔ اِس دوران خاکسار کو انفیکشن کے باعث کئی کئی دن ہسپتال میں داخل بھی رہنا پڑا10 مئی 2011ء کو خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے مُلاقات کی اور حضور ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے عرض کیا کہ حضور اس بیماری کی وجہ سے شدید تکلیف ہوتی ہے۔ حضور ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے فرمایا:

”مجھے علم ہے“

پھر چند لمحوں کے توقف کے بعد فرمایا:

''ہسپتال والوں سے بات کریں اگر وہ پندرہ دن میں اپریشن کر دیں تو ٹھیک ہے ورنہ پرائیویٹ آپریشن کروالیں اور ڈاکٹر شبیر بھٹی صاحب سے بھی بات کرلیں''

جن احباب کو یورپین ممالک کے نیشنل ہیلتھ سروس کے بارے میں علم ہے وہ جانتے ہیں کہ اِن ممالک میں تو بعض اوقات اپنے ذاتی مُعالج سے ملنے کے لئے بھی کئی دفعہ دو دو ہفتے لگ جاتے ہیں نیز آپ کو ہسپتال والوں یا سرجن کے پاس بھی آپ کا ذاتی مُعالج ہی بھجواتا ہے جو کہ لمبا Procedure ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اِرشاد کی تکمیل میں خاکسار نے ڈاکٹر شبّیر بھٹی صاحب سے بھی بات کی اُنہوں نے کہا ٹھیک ہے۔

اگلے روز خاکسار لندن سے گلاسگو واپس آیا تو کچھ سمجھ نہیں آتا تھا کہ ذاتی مُعالج یا ہسپتال والوں سے بات کیسے کی جائے۔ اِسی کشمکش میں 12 مئی 2011ء کو معدے میں شدید درد شروع ہو گئی جس کے باعث خاکسار کو ہسپتال میں داخل ہونا پڑا۔ ہسپتال میں پہلے چند روز تو اِنفیکشن کے باعث کافی تکلیف رہی، ایک دن صبح ڈاکٹر صاحب اپنی ٹیم کے ہمراہ راؤنڈ پر آئے تو خاکسار نے ڈاکٹر صاحب سے کہا کیا آپ آپریشن نہیں کر سکتے کیونکہ مجھے یہ تکلیف بہت عرصہ سے ہے اور کئی دفعہ آپریشن مُلتوی بھی ہو چُکا ہے۔ وہ ایک Russian ڈاکٹر تھے۔ کہنے لگے ابھی اِنفیکشن بہت زیادہ ہے اس کو ٹھیک ہونے میں دو تین ہفتے لگ سکتے ہیں اس کے بعد کوئی فیصلہ کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد خاکسار نے ڈاکٹر صاحب سے پوچھا کہ کیا میں پرائیویٹ آپریشن کروا سکتا ہوں؟ اس پر وہ کہنے لگے کہ آپ پرائیویٹ آپریشن کیوں کروانا چاہتے ہیں؟

میں نے اُن سے کہا کہ مجھے یہ تکلیف کافی عرصہ سے ہے اور اِس کی وجہ سے مجھے شدید درد اور پریشانی ہوتی ہے۔ اس پر وہ کہنے لگے کہ میں تو پرائیویٹ آپریشن نہیں کرتا اور نہ ہی کسی کو جانتا ہوں جو پرائیویٹ آپریشن کرتا ہو۔

اگلے روز وہ ڈاکٹر صاحب صُبح راؤنڈ پر آئے اور نارمل چیک اَپ کے بعد چلے گئے، اُدھر خاکسار کے ذِہن میں مُسلسل حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے الفاظ گردش کرتے تھے لیکن دُعا کے علاوہ کوئی چارہ بھی نہیں تھا، اُسی روز دوپہر کے بعد اچانک وہ ڈاکٹر صاحب وارڈ میں آئے اور میرے ساتھ مصافحہ کیا اور کہنے لگے کہ میں نے آپ کے اسکین کا انتظام کیا ہے اور ابھی اسکین کے بعد بیہوش کرنے والی ٹیم کا آدمی آپ کو بریف کرے گا کیونکہ میں نے آج آپ کے آپریشن کا فیصلہ کیا ہے۔ کچھ دیر کے بعد پورٹر آ گیا اور مجھے اسکین کے لئے لے گیا، لیکن اُس وقت خاکسار کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب خاکسار نے دیکھا کہ اسکین کے شُعبہ کی طرف جانے والے راستہ پر اسکین کے شُعبہ سے پہلے ڈاکٹر صاحب خود کھڑے تھے اُنہوں نے پورٹر سے وہیل چیئر لے لی اور خود مجھے اسکین والے کمرہ میں لیکر گئے نیز وہیں بیٹھ کر اسکین دیکھا۔ اس کے بعد خاکسار بیہوش کرنے والی ٹیم کے آدمی کے آنے کا انتظار کرنے لگا، لیکن کوئی نہ آیا جس وجہ سے فطرتی طور پر کچھ پریشانی ہوئی، ابھی خاکسار اِسی اُدھیڑ بُن میں تھا کہ رات کے گیارہ بجے کے قریب ڈاکٹر صاحب آ گئے اور معذرت کرنے لگے اور کہا کہ ایک ایمرجنسی کی وجہ سے ہم کافی لیٹ ہو گئے تھے اور بیہوش کرنے والی ٹیم بھی کافی تھکی ہوئی تھی اس لئے میں کوئی رِسک نہیں لینا چاہتا تھا، لیکن کل صُبح سب سے پہلے آپ کا آپریشن ہو گا۔

چنانچہ اگلے روز خاکسار کا آپریشن ہو گیا، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلیٰ ذَالِكَ۔

آپریشن کے بعد وہ ڈاکٹر صاحب روزانہ دو دفعہ راؤنڈ پر آتے تھے، ایک اہم بات جو میں نے نوٹ کی وہ یہ تھی کہ اُس وارڈ میں ہم سات یا آٹھ مریض تھے لیکن ڈاکٹر صاحب جب بھی آتے تو صرف مجھ سے مُصافحہ کرتے تھے۔

25 مئی کو خاکسار کا ایک اور اسکین ہوا تا کہ پتہ چل سکے کہ پِتے سے معدہ میں آنے والی شریان میں کوئی روک تو نہیں۔

26 مئی کو ڈاکٹر صاحب نے خاکسار کو گھر جانے کی اجازت دے دی لیکن دوپہر کو ڈیوٹی پر موجود ایک نوجوان انڈین ڈاکٹر آیا اور کہنے لگا کہ ڈاکٹر صاحب نے آپ کو گھر جانے کی اجازت تو دے دی تھی لیکن اسکین کا رزلٹ ابھی نہیں آیا اس لئے ہو سکتا ہے کہ آج رات آپ کو اِدھر ہی روکنا پڑے۔

خاکسار کے ذہن میں خیال آیا کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے پندرہ دن فرمایا تھا اور ہسپتال آئے ہوئے آج مجھے پندرواں روز ہے لیکن ڈاکٹر مجھے کہہ رہا ہے کہ شاید آج رات آپ کو اِدھر ہی روکنا پڑے۔

خاکسار کو اُس ذات کی قَسم جِس کے قبضۂ قُدرت میں میری جان ہے، یہ خیال گُزرے ابھی نصف گھنٹہ بھی نہ گُزرا ہو گا کہ وہی انڈین ڈاکٹر آ کر مجھے کہنے لگا کہ اگر آج اسکین کا رزلٹ آ بھی گیا تو ہم نے کُچھ بھی نہیں کرنا، اس لیے آپ گھر جا سکتے ہیں۔ میں آپ کو فون کر کے اسکین کے بارہ میں بتا دوں گا۔

تقریباً ایک گھنٹے کے بعد اُس نے فون کر کے بتایا کہ آپ کے اسکین کا رزلٹ کلئیر آیا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔

چند سال قبل خاکسار نے معہ فیملی حضور ایدہ اللہ تعالی بنصرہ العزیز سے ملاقات کی۔ ملاقات کے دوران خاکسار کی دونوں بیٹیوں نے حضور ایدہ اللہ تعالی بنصرہ العزیز کی خدمت میں یونیورسٹیوں میں اپنے داخلہ کے سلسلہ میں دعا کی درخواست کی۔ خاکسار کی چھوٹی بیٹی نے عرض کیا کہ حضور مجھے تین یونیورسٹیوں کی طرف سے میڈیکل میں داخلہ کے لئے مشروط آفر ہوئی ہے اور مجھے اگلے امتحان میں تین بی گریڈ چاہیں حضور ایدہ اللہ تعالی بنصرہ العزیز نے مسکراتے ہوئے ہلکے سے مزاح کے رنگ میں اس سے پوچھا کہ آپ کو بی چاہیے یا ہنی بی! (hony bee) ملاقات کے بعد واپسی پر خاکسار کی بیٹی نے مجھے کہا کہ میں تو حضور ایدہ اللہ تعالی بنصرہ العزیز کو دعا کے لئے کہہ رہی تھی اور حضور ایدہ اللہ تعالی بنصرہ العزیز مسکرا رہے تھے اور پوچھ رہے تھے کہ مجھے بی چاہیے یا

ہنی بی۔ خاکسار نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا کہ ایک تو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گفتگو کے ساتھ ساتھ دعا بھی کرتے ہیں نیز حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آپ سے پوچھا تھا کہ آپ کو بی چاہیے یا ہنی بی تو ہنی (شہد) میں شفاء اور مٹھاس ہوتی ہے چنانچہ یہ بڑی اچھی دعا ہے۔ چنانچہ ملاقات کے چند ہفتوں کے بعد اسے یونیورسٹی کی طرف سے بذریعہ ای میل بتایا گیا کہ اب آپ کی بی گریڈ کی شرط ختم کر دی گئی ہے اور آپ کو غیر مشروط داخلہ کی آفر ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضور ایدہ اللہ تعالی بنصرہ العزیز کی دعاؤں کے طفیل اگلے امتحان میں تین اے گریڈ حاصل کئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلیٰ ذَالِكَ۔

اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیں اور ہماری آہندہ نسلوں کو بھی خلافت کا فرمانبردار بنائے رکھے اور خلفائے کرام کی دعاؤں کا وارث بناتا چلا جائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 02 اکتوبر 2021ء)



《57》

# حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ ورچوئل ملاقات اور میری ایمانی کیفیت

(عاطف محمود۔ واقف نو۔ ایسٹ لندن برطانیہ)

تربیت ٹیم کی طرف سے ای میل کے ذریعے یہ اطلاع پا کر کہ میری اور دیگر خدام کی پیارے حضور ایدہ اللہ کے ساتھ آن لائن ملاقات ہو گی، میری خوشی کی کوئی انتہاء نہ رہی۔ ہم لوگ حضور سے ملنے کیلئے بیتاب تھے۔ چونکہ انتظامیہ کی طرف سے کالا ٹراوزر، سفید شرٹ اور کالی ٹوپی پہن کر آنے کو کہا گیا تھا اس لئے میرے والد محترم مجھے میگا اسٹور پر مطلوبہ اشیاء کی خریداری کے لئے ساتھ لے گئے اور نئی شرٹ اور پینٹ خرید کر دی۔ فَجَزَاهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی اَحْسَنَ الْجَزَآء۔

پھر ملاقات کا دن بھی آ گیا۔ صبح میں اٹھ کر تیار ہو گیا اور بہت پر جوش تھا کہ ہمیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے بات کرنے کا موقع ملے گا اور ہم دنیاوی معاملات میں بھی حضور سے راہنمائی طلب کرینگے یا محض ذاتی سوالات اور اپنی تعلیم سے متعلق دعاؤں کی درخواست کریں گے۔ 4 ستمبر 2021ء بروز ہفتہ صبح ساڑھے آٹھ بجے ہم بیت الفتوح پہنچ گئے۔ ایک لمبے عرصہ کے بعد مجھے یہ عظیم موقع مل رہا تھا۔ ایک سال سے بھی زیادہ عرصہ گزر چکا تھا جب میری حضور انور ایدہ اللہ سے ملاقات ہوئی تھی۔ چنانچہ اس طرح کی روحانی کلاس میں شمولیت کا یہ ایک یادگار لمحہ تھا۔ عموماً پہلے جب بھی میں ملاقات کیلئے آتا تو نروس ہو جاتا اور اپنے مستقبل کے لائحہ عمل کے بارے میں پریشان ہو جاتا۔ میں ڈاکٹر بننے کے لئے اپنے حدف کے حصول کیلئے کوشاں ہوں۔ اس کلاس کے بعد میں اپنے اس حدف کو حاصل کرنے کے متعلق خود کو زیادہ پر سکون، پر جوش اور پر اعتماد محسوس کر رہا ہوں۔ لہٰذا اس میٹنگ میں شمولیت میرے لئے بہت بڑا اعزاز تھا۔ ساڑھے بارہ بجے کے قریب ملاقات شروع ہوئی اور جیسے ہی ہم نے پیارے حضور ایدہ اللہ کو دیکھا تو کھڑے ہو کر انکی خدمت میں

سلام عرض کیا۔ حضور ایدہ اللہ نے جوابا وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ فرمایا اور ہمیں بیٹھنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ تلاوت، ترجمہ، نظم، حدیث اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ایک مختصر اقتباس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہمیں سوالات پوچھنے کی اجازت دی، خواہ وہ دنیاوی معاملات کے متعلق تھے یا اپنی پڑھائی سے متعلق ذاتی سوالات۔ ایک خادم نے حضور سے سوال پوچھا کہ پیارے حضور ہم آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کیسے پاسکتے ہیں؟ حضور نے ایسے آسان رنگ میں جواب دیا جس سے ہم اپنے اندر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو بڑھتا ہوا محسوس کرنے لگے۔ اور فرمایا جب ہم قرآن کریم پڑھتے ہیں تو اللہ اور اسکے رسول کی محبت حاصل کرتے ہیں کیونکہ ہم اسلام کی مقدس کتاب میں اسلام کی تمام تعلیمات اور آیات کا مطالعہ کرتے ہیں۔

ایک اور خادم نے حضور ایدہ اللہ سے پوچھا کہ قرآن پاک میں ذکر ہے کہ سات آسمان ہیں۔ سات آسمان کیوں ہیں؟

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اگر ایک آدمی قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہے اور پانچ وقت نمازیں پڑھتا ہے تو اسے آسمان کے پہلے درجہ میں رکھا جائیگا۔ لیکن کوئی انسان اگر اس پہلے فرد سے بہتر ہو تو اللہ تعالیٰ اسے دوسرا درجہ عطا فرمائے گا اور اسی طرح جو بھی زیادہ نیکیاں بجا لائے گا، نمازیں پڑھے گا، قرآن کریم کی تلاوت کریگا تو اسکے درجات بلند ہوتے چلے جائیں گے۔

جب بھی میں حضور ایدہ اللہ کو سنتا ہوں تو ہمیشہ آپکے پر حکمت الفاظ سے خود کو منور پاتا ہوں اور ہر ملاقات کے بعد میرے علم میں اضافہ ہوتا ہے۔ میرے لئے اس ملاقات میں شمولیت بہت بڑا اعزاز تھی کیونکہ یہ روحانی تربیت کا بہت بڑا ذریعہ ہے اور میں اپنے اندر ایک تبدیلی محسوس کر رہا ہوں۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 06 اکتوبر 2021ء)



﴾58﴿

# خلافت کی نعمت

## (چھوٹی مگر سبق آموز بات)

(محمد عمر تیاپوری، انڈیا)

ہم نے دنیا میں یہی دیکھا اور جانا ہے کہ دنیا میں دو طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو دنیا کے ساتھ چلتے ہیں۔ ایک وہ جن کے ساتھ دنیا چلتی ہے اور چلے گی۔ ان شاءاللہ۔ وہ ہے خلافت کی عظیم نعمت جو احمدیہ جماعت میں جاری ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 13 اکتوبر 2021ء)



﴾59﴿

# عالم اسلام اور خلافت احمدیہ

(تقریر بر موقع جلسہ سالانہ یوکے 2021ء)

(عبد الماجد طاہر۔ایڈیشنل وکیل التبشیر اسلام آباد، یوکے)

آج مجھے اس مجلس میں ”عالم اسلام اور خلافتِ احمدیہ“ کے موضوع پر کچھ عرض کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد عالم اسلام کو خلافت راشدہ کی صورت میں وہ عظیم نعمت عطا کی گئی جس نے دنیا میں ایک انقلاب برپا کر دیا اور مسلمانوں نے نہ صرف روحانی بلکہ دنیاوی لحاظ سے بھی ترقیات کے ایسے نئے سنگ میل عبور کیے جن کی اس سے پہلے تاریخ عالم میں مثال نہیں ملتی۔ یہ عالم اسلام کا پہلا دَور تھا۔

عالم اسلام کے اس آخری دَور اور آخری زمانے کے لیے بھی آنحضرت ﷺ نے ایک پیشگوئی فرمائی تھی کہ تم میں نبوت رہے گی اور پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہو گی۔ پھر ایذا رساں بادشاہت اس کی جگہ لے لی گی اور پھر جابر بادشاہت قائم ہو گی اور پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا قیام ہو گا۔

(مشکوٰۃ المصابیح—کتاب الرقاق باب التحذیر من الفتن۔الفصل الثالث)

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے امام مہدی اور مسیح موعودؑ اور ان کے بعد قائم ہونے والی خلافت کا ذکر فرمایا ہے جس کا اصل مقصد ایمان کو دلوں میں دوبارہ قائم کرنا اور اسلام کو عالمگیر غلبہ عطا کرنا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ نے نہ صرف خود اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی اس تخم ریزی کا آغاز فرمایا بلکہ اپنے بعد ان پاک وجودوں کا بھی ذکر فرما دیا جنہوں نے قیامت تک اس

مشن کی تکمیل کے لیے کوشاں رہنا تھا اور اسلام کی کھوئی ہوئی عزت اور عظمت کو از سر نو دنیا میں قائم کرنا تھا۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:

”میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔“

(رسالہ الوصیّت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 306)

پھر اپنے بعد آنے والے ان پاک وجودوں کے مشن کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا:

”خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اُن تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں، کیا یورپ اور کیا ایشیاء اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔“

(رسالہ الوصیّت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 306-307)

27/ مئی 1908ء کو جماعت احمدیہ اس قدرت ثانیہ کے بابرکت دائمی دَور میں داخل ہوگئی اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے 113 سال کی تاریخ گواہ ہے کہ خلافت احمدیہ ان تمام برکتوں اور رحمتوں کا مرکز بنتے ہوئے نہ صرف عالم احمدیت بلکہ تمام عالم اسلام اور تمام دنیا کی دینی اور دنیاوی فلاح و بہبود کے لیے دن رات کوشاں ہے۔

آج دنیا کے 213 سے زائد ممالک میں پھیلی ہوئی جماعت احمدیہ خلافت احمدیہ کی ان برکات کی زندہ گواہ ہے۔ جہاں دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کی اشاعت کا کام جاری و ساری ہے وہاں زمین کے کناروں تک ہر شہر اور ہر بستی میں احمدیہ مساجد کا ایک جال بچھا ہوا ہے اور نئی تعمیر کا کام بھی مسلسل جاری ہے۔ اور پھر جماعت میں ایسا بھرپور مالی نظام اور سسٹم جاری ہے جس کی دنیا کے تمام مالی نظاموں میں کوئی مثال نہیں ملتی۔

پھر خلافتِ احمدیہ کی سرپرستی میں آج ساری دنیا میں مختلف زبانوں میں بڑے وسیع پیمانے پر کتب اور لٹریچر کی اشاعت کا کام جاری ہے۔ لکھوکھہا کی تعداد میں یہ لٹریچر ہر سال شائع

ہو رہاہے اور اسی طرح الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے ذریعہ اور سوشل میڈیا کے ذریعہ لکھو کھا لوگوں تک اسلام کا پیغام پہنچ رہاہے۔

سب سے بڑھ کر یہ کہ ! حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے روح پرور خطبات اور خطابات آج عالم اسلام میں ایک انقلابِ عظیم برپا کر رہے ہیں۔ یہ خطبات ساری دنیا میں مختلف زبانوں میں سنے جاتے ہیں۔ MTA کے مختلف چینلز پر مختلف زبانوں میں ترجمہ کے ساتھ نشر ہوتے ہیں۔ MTA افریقہ پر افریقہ کی مختلف زبانوں میں نشر ہوتے ہیں۔ افریقہ کے جماعتی اور دوسرے ریڈیو سٹیشنز پر بہت سی زبانوں میں ترجمہ کے ساتھ نشر ہوتے ہیں۔ مختلف ممالک نے اپنی اپنی ویب سائٹ بنائی ہوئی ہیں۔ ان پر ان ممالک کی زبانوں میں اپ لوڈ کیے جاتے ہیں۔ خلیفۃ المسیح کی آواز ساری دنیا تک پہنچانے کے لیے آج ایک ایسا نظام جاری ہے جس کی تاریخ عالم میں اور عالم اسلام میں کوئی نظیر نہیں ملتی۔ ان خطبات سے جہاں افراد جماعت کی زندگیاں سنورتی ہیں اور ایمانوں کو جلا ملتی ہے اور ایک روحانی مائدہ کا سامان مہیّا کرتے ہیں وہاں غیر بھی اِن خطبات سے فیض پاتے ہیں اور جہاں اُن کے احمدیت میں داخل ہونے کا موجب بنتے ہیں وہاں ان کی زندگیوں میں ایک عظیم انقلاب برپا ہوتا ہے۔

گنی بساؤ سے مبلغ انچارج صاحب بتاتے ہیں: ایک دوست عثمان بانڈے صاحب احمدیت کے مخالف تھے۔ ان کے بعض رشتے داروں نے احمدیت قبول کی تو یہ بعض مولویوں کو اکٹھا کر کے اپنے ساتھ لے آئے۔ انہیں کہا گیا کہ آپ بے شک جماعت کی مخالفت کریں لیکن ایک دن آکر ہمارا پیغام تو سن لیں پھر جو چاہے مرضی کریں۔ چنانچہ یہ جمعہ کے دن آئے اور اس وقت حضور انور کا خطبہ جمعہ براہ راست MTA پر آرہا تھا۔ ان کو کہا کہ اگر آپ کے پاس وقت ہو تو کچھ دیر خطبہ ضرور سنیں۔ کہنے لگے میں صرف تھوڑی دیر کے لیے خطبہ سنوں گا لیکن جب سننا شروع کیا تو وقت بھول گئے اور بڑے غور سے سارا خطبہ سنا۔ جب خطبہ ختم ہوا تو کہنے لگے کہ جماعت احمدیہ کافر نہیں ہو سکتی۔ آپ کے خلیفہ تو آنحضرت ﷺ کے صحابہ کی سیرت پیش کر رہے ہیں۔ کوئی کافر جماعت

یہ کام نہیں کر سکتی۔ اس کے بعد انہوں نے اپنی تمام فیملی کے ساتھ احمدیت قبول کرلی اور اب وہ اپنے علاقے میں احمدیت کی تبلیغ کر رہے ہیں۔

امیر صاحب کانگو کنشاسا بیان کرتے ہیں کہ ایک گاؤں میں تبلیغ کے دوران حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ کا آڈیو خطبہ سنوایا گیا۔ اس خطبہ کو سن کر پانچ خاندان احمدیت میں داخل ہوئے۔ کہنے لگے کہ سنّی اماموں نے بہت زور وشور سے بتایا تھا کہ احمدی کافر ہیں لیکن خلیفۃ المسیح کا آج کا خطبہ سن کر ہمیں یقین ہو گیا ہے کہ احمدی حق پر ہیں۔ آج ہم اللہ سے اپنے سابق عمل پر معافی مانگتے ہیں۔

کونگو کنشاسا کے صوبہ کسائی کے شہر 'اِپُلیبُو' کا واقعہ ہے۔ یہاں پر بعض غیر احمدیوں نے آپس میں مل کر منظم طور پر جماعت کی مخالفت کا آغاز کیا۔ ایک دن ان میں سے ایک مخالف نے مشن ہاؤس سے رابطہ کیا کہ وہ اپنی ساری فیملی کے ساتھ جماعت میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ ان سے وجہ پوچھی تو کہنے لگے کہ ایک دن میری بیوی چینل تلاش کر رہی تھی تو آپ کا چینل MTA لگ گیا۔ اس وقت خلیفۃ المسیح کا خطبہ جمعہ آرہا تھا۔ میں نے وہ سارا خطبہ سنا تو مجھے یقین ہو گیا کہ آج خلیفۃ المسیح کی آواز جو میرے کانوں میں پڑی ہے یہی اسلام کی حقیقی تصویر ہے اور خلیفہ کو سننے کے بعد جماعت کی سچائی میں مجھے کوئی شک نہیں رہ گیا۔ تو میں نے فیملی کے ساتھ بیعت کرلی۔

بے شک حضورانور ایدہ اللہ کے خطبات جمعہ اور خطابات ایک انقلاب برپا کر رہے ہیں۔ سیر الیون سے مشنری محمد ایف سیسے صاحب نے بتایا کہ ہم نے اپنے ریجن میں 80 غیر احمدی احباب کو حضورانور کا خطبہ سنانے کا انتظام کیا۔ ان میں سے ساٹھ افراد نے خطبہ سننے کے بعد بیعت کرلی اور احمدیت میں داخل ہو گئے۔

جو لوگ دوسرے مختلف مذاہب سے خلافتِ احمدیہ کی آغوش میں آرہے ہیں ان میں احمدیت قبول کرنے کے بعد حضورانور کے روح پرور کلمات سے ایک پاک تبدیلی پیدا ہو رہی ہے۔ ان کو ایک سچا اور حقیقی باعمل مسلمان بنا رہی ہے۔ ان کے اندر کی برائیاں اور برسوں پرانی لغویات

دم توڑ رہی ہیں اور ان کے اندر ایک روحانی انقلاب پیدا ہو رہا ہے۔ ایسا انقلاب جو صرف سچوں کو ہی نصیب ہوا کرتا ہے۔

ملک سنٹرل افریقہ کے ایک نومبائع ماپو کا عمر صاحب نے ایک تبلیغی مجلس میں زیرِ تبلیغ لوگوں کو مخاطب ہو کر کہا:

آج میں اپنے آپ کو احمدیت کی سچائی کے لیے گواہ کے طور پر پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میں جب سے احمدی ہوا ہوں میرے اندر بہت تبدیلی آئی ہے۔ پہلے میں جنوں بھوتوں، جادو ٹونے کا قائل تھا اور اب میں ان تمام فضولیات سے باہر نکل چکا ہوں۔ میں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام خدا کے سچے مامور ہیں۔ اگر میں آپ لوگوں کے سامنے جھوٹ بولوں تو قیامت کے دن خدا تعالیٰ مجھے جہنم کی آگ میں ڈالے۔

کانگو سے ایک دوست اسماعیل صاحب بیان کرتے ہیں: میں کیتھولک عیسائی تھا اور مجھے چرچ میں عبادت کرنے سے سکون نہیں ملتا تھا۔ جب سے میں بیعت کر کے اسلام احمدیت میں داخل ہوا ہوں، میری زندگی مکمل طور پر تبدیل ہو چکی ہے۔ پہلے میں بہت جھگڑالو تھا اور کثرت سے شراب نوشی کیا کرتا تھا۔ اور سال میں ایک آدھ مرتبہ ہی عبادت کرتا تھا لیکن اب میں اللہ کے فضل سے دن میں پانچ مرتبہ نماز پڑھتا ہوں۔

فرنچ گیانا میں ایک عیسائی خاتون Linda Dilaire صاحبہ نے جب بیعت کی تو اپنے خیالات کا اظہار اس طرح کیا کہ میں متعدد چرچوں میں گئی ہوں، لیکن مجھے کہیں بھی دلی سکون نہیں ملا۔ مجھے ایک زندہ خدا کی تلاش تھی اور اب احمدیت قبول کرنے کے بعد مجھے میرا خدا مل گیا ہے۔ مجھے ایک راحت اور سکون اور اطمینان حاصل ہوا ہے۔ میری زندگی میں ایک انقلاب آگیا ہے۔ میں نماز اور قرآن کی تلاوت سے ایک لذت پاتی ہوں۔ میرا دل اللہ کی محبت سے لبریز ہو گیا ہے۔

یہ ہے وہ پاک تبدیلی جو آج خلافتِ احمدیہ کے ذریعہ پیدا ہو رہی ہے اور خدائے واحد کی عبادت کرنے والے جنم لے رہیں۔

اپنے تو اپنے اب تو غیر بھی اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ احمدیت لوگوں کی زندگیوں میں ایک انقلاب برپا کر رہی ہے۔

شیانگا ریجن تنزانیہ کے ریجنل کمشنر نے کہا: "مجھے پتہ ہے کہ شیانگا کے لوگ زیادہ تر بے دین ہیں لیکن اس کے باوجود یہ لوگ احمدیت کے پیغام سے متاثر ہو رہے ہیں اور میں نے دیکھا ہے کہ احمدیت قبول کرنے کے بعد ان میں ایک نیک روحانی تبدیلی آ رہی ہے۔ اس لیے آپ لوگ زیادہ سے زیادہ کوشش کریں کہ شیانگا کے تمام لوگوں تک آپ کا پیغام پہنچ جائے۔ کیونکہ جو دین آپ سکھا رہے ہیں اس سے لوگ مہذب بن رہے ہیں اور اس کے نتیجہ میں جرائم کی شرح میں کمی آ رہی ہے۔

یہی وہ مقصد تھا جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام لے کر آئے تھے کہ لوگ توحید کی طرف کھینچے جائیں اور بندوں کو دینِ واحد پر جمع کیا جائے۔

پس یہ ہے وہ انقلاب جو مخلوق خدا کو دنیاوی آلائشوں سے پاک کر کے اپنے رب سے ملا رہا ہے۔

بینن میں ایک مسجد کے افتتاح کے موقع پر جماعت ماکارا (Makara) کے صدر جماعت نے کہا:

احمدیت ہی اصل اسلام ہے۔ ہم لوگ تو جاہل تھے۔ نماز تک نہ جانتے تھے۔ احمدیوں نے ہمیں اسلام سکھایا، ہمیں مساجد دیں، ہمارے بچوں کو دین سکھایا۔ اگر کوئی پوچھے کہ احمدیت نے ہمیں کیا دیا ہے تو میں کہوں گا کہ خدا دیا ہے۔ اور مرتے دم تک ہم اس پر قائم رہیں گے۔

پس آج خلافتِ احمدیہ کی برکت سے ان محروموں کو خدا تعالیٰ مل رہا ہے اور نئی زندگی عطا ہو رہی ہے۔

آج ساری دنیا میں جماعت احمدیہ کو ایک منفرد اور ممتاز عالمی تشخص حاصل ہے۔ آج عالم اسلام میں اس روئے زمین پر یہ واحد جماعت ہے جس میں آسمانی خلافت کا نظام جاری ہے۔ آج عالم اسلام میں چاروں طرف نظر دوڑائیں تو سوائے ایک وجود کے اور کوئی ایسا وجود نہیں ملتا جو عالم اسلام کے لیے اور بنی نوع انسان کے لیے راتوں کو اٹھ کر اپنے رب کے حضور تڑپتا ہو، آہ وبکا کرتا ہو اور ہر ایک کے لیے خیر اور بھلائی مانگتا ہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''کون سا دنیاوی لیڈر ہے جو بیماروں کے لئے دعائیں بھی کرتا ہو۔ کون سا لیڈر ہے جو اپنی قوم کی بچیوں کے رشتوں کے لئے بے چین اور ان کے لئے دعا کرتا ہو۔ کون سا لیڈر ہے جس کو بچوں کی تعلیم کی فکر ہو۔''

پھر حضور انور فرماتے ہیں:

''دنیا کا کوئی ملک نہیں جہاں رات سونے سے پہلے چشم تصور میں مَیں نہ پہنچتا ہوں اور ان کے لئے سوتے وقت بھی اور جاگتے وقت بھی دعا نہ ہو۔ یہ مَیں باتیں اس لئے نہیں بتا رہا کہ کوئی احسان ہے۔ یہ میرا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ اس سے بڑھ کر مَیں فرض ادا کرنے والا بنوں۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 6/جون 2014ء)

کیوبا جماعت کے ایک نومبائع علی عقبانی صاحب جو کہ اب وہاں صدر جماعت بھی ہیں بیان کرتے ہیں کہ امسال فروری 2021ء میں ایک دن مشن ہاؤس جاتے ہوئے میری موٹر سائیکل کو ایک بہت ہی خوفناک حادثہ پیش آیا۔ اُس وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے احمدیت کی تصاویر فریم کروا کر مشن ہاؤس میں لگانے کے لیے جا رہا تھا کہ موٹر سائیکل پھسل گئی اور میں ایک بہت ہی مصروف سڑک کے درمیان جا گرا۔ موت میرے سامنے تھی۔

میں اپنے بائیں پاؤں پر گرا جس سے ٹخنے کی ہڈی ٹوٹ گئی اور ایک تیز رفتار گاڑی میرے ہاتھ سے ٹکرا کر رکی جسے میں نے اپنے تحفظ کے لیے آگے بڑھایا ہوا تھا۔ وہ گاڑی مجھے کچل سکتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے موت سے بچا لیا۔

ہسپتال پہنچے تو ڈاکٹر نے چیک اپ کرنے کے بعد کہا کہ ملک میں طبی بحران کی وجہ سے ادویات میسر نہیں ہیں، اس لیے آپریشن نہیں ہو سکتا۔

دوسری طرف میری پنڈلی اور ٹخنے کی حالت بگڑتی جا رہی تھی اور ڈاکٹرز نے بغیر آپریشن کے ہی خالی پلستر لگا دیا تھا۔ اُس وقت مایوسی کی حالت میں، مَیں نے اپنے بہت ہی پیارے خلیفہ کو اپنی صحت کے لیے بھرپور یقین کے ساتھ خط لکھا، اور یہی میری آخری امید تھی۔ خط لکھنے کے بعد مجھے محسوس ہوا کہ اُسی رات حضرت امیر المومنین نے میرے لیے دعا کی ہے اور اگلے دن معائنہ کے لیے آنے والے ڈاکٹر نے خوش ہو کر مجھے بتایا کہ ہڈی خود بخود اپنی جگہ پر آچکی ہے۔ یہ ہمارے لیے کسی معجزے سے کم نہ تھا کہ کس طرح حضور کی دعا کے طفیل ہڈی بغیر آپریشن اور بغیر ادویات کے جڑ گئی تھی۔

یہ نومبائع دوست کہتے ہیں کہ بلا شبہ خلیفہ ٔوقت کا بابرکت وجود بہت بڑی نعمت ہے جو راتوں کو جاگتا ہے تاکہ جماعت کے لیے اور غلبہ اسلام کے لیے دعائیں کر سکے۔ اللہ تعالیٰ نے خلافت کی نعمت عطا فرما کر مسلمانوں پر یقیناً بہت عظیم احسان فرمایا ہے۔

پھر مالی کی ایک مقامی جماعت 'ڈُوگابوگو' کے صدر صاحب نے بتایا کہ انہوں نے ایک دفعہ جماعتی میٹنگ کے سلسلہ میں قریبی شہر 'سیگو' آنا تھا اور مقامی جماعت کے لوگوں نے انہیں حضورانور کی خدمت میں بھجوانے کے لیے دعائیہ خطوط دیے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے وہ خطوط دے دیے اور واپس آگیا۔ چند دن بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ

"وہ خطوط جو تم نے مجھے بھجوائے تھے، میں نے ان کے لیے دعا کی تھی اور ایک وہ خط جو رہ گیا تھا اس کے لیے بھی دعا کی تھی۔"

وہ کہتے ہیں کہ جب میں اٹھا تو مجھے خواب کی سمجھ نہیں آئی اور میں اپنے روزمرہ کاموں میں مشغول ہو گیا۔ چند دن بعد جب میں اپنے کمرے سے کاغذات کی صفائی کر رہا تھا تو مجھے ایک لفافہ

ملا جس میں ایک خط تھا جو کہ کسی ممبر نے حضور کو دعا کی غرض سے بھجوانے کے لیے دیا تھا لیکن وہ غلطی سے رہ گیا تھا۔

صدر صاحب کہتے ہیں کہ تب انہیں وہ خواب یاد آئی کہ یہی وہ خط تھا جس کے بارے میں خواب میں حضورانور نے اشارہ فرمایا تھا کہ میں نے اس کے لیے بھی دعا کی تھی۔

ایسے واقعات کثرت سے ہوتے ہیں کہ ابھی حضورانور کی خدمت میں دعا کے لیے کسی بیماری، مصیبت، دکھ، تکلیف یا پریشانی سے نجات کے لیے خط لکھا ہی ہوتا ہے اور ابھی پوسٹ بھی نہیں کیا جاتا تو خلیفہ وقت کی دعا خط لکھنے والے کے حق میں قبول ہو جاتی ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا:

"جماعت احمدیہ کے خلیفہ کی حیثیت دنیا کے تمام بادشاہوں اور شہنشاہوں سے زیادہ ہے۔ وہ دنیا میں خدا اور رسولِ کریم ﷺ کا نمائندہ ہے۔"

(الفضل 27/اگست 1937ء صفحہ 8)

پس خلافتِ احمدیہ کے ذریعہ خدا اور اس کے رسول کے نمائندہ کی حیثیت سے ایک بڑا عظیم الشان انقلابی کام جو اس دورِ مبارک میں ہوا وہ یہ ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے ایوانوں میں حضورانور نے دنیا کے سرکردہ حکام کے سامنے بڑی جرأت اور شجاعت کے ساتھ اسلام کی امن و صلح و آشتی کی تعلیم، اسلام کی حقیقی تعلیم پیش فرمائی اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچایا۔ کیپٹل ہل امریکہ میں حضورانور نے خطاب فرمایا، یورپین پارلیمنٹ میں، برٹش پارلیمنٹ میں، نیوزی لینڈ پارلیمنٹ میں، ملٹری ہیڈ کوارٹرز جرمنی میں، پھر سنگاپور، آسٹریلیا، جاپان اور کینیڈا میں ایسی تقریبات منعقد ہوئیں۔ فرانس میں اقوامِ متحدہ کے ادارے UNESCO میں، برلن جرمنی میں تقریبات منعقد ہوئیں جہاں بڑی تعداد میں ممبرانِ پارلیمنٹ، دیگر اعلیٰ حکام اور اسکالرز شامل ہوئے۔

ان تمام تقریبات میں حضورانور نے اسلام کا امن کا پیغام دنیا کے ان لیڈروں، سربراہوں اور حکومتوں کو دیا ہے اور اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ اسلام کے اس امن کے پیغام

کو اپناتے ہوئے اور دوسروں کے حقوق ، عدل و انصاف سے ادا کرتے ہوئے دنیا کو تباہی سے بچاسکتے ہو۔

حضور انور نے اس مادی دنیا کے ایک بہت بڑے اور طاقتور ایوان 'کیپٹل ہِل' میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

”اسلام ہم سے یہ چاہتا ہے کہ ہم کبھی بھی دوسروں کی دولت کی طرف حسد اور لالچ کی نظر سے نہ دیکھیں۔ اسلام یہ بھی چاہتا ہے کہ ترقی یافتہ اقوام اپنے مفادات کو ایک طرف رکھ کر غریب اور کم ترقی یافتہ اقوام کی درحقیت بے غرضانہ مدد اور خدمت کریں۔ اگر ان تمام اصولوں کی پابندی کی جائے تو دنیا میں حقیقی امن قائم ہو جائے گا۔“

(عالمی بحران اور امن کی راہ صفحہ 77-78)

ہر جگہ، ہر موقع پر ان سرکردہ افراد نے اس بات کا کھل کر برملا اظہار کیا ہے کہ اگر آج کوئی وجود دنیا کو تباہی سے بچانے کے لیے قریہ قریہ، ملک ملک، امن کے لیے کوشاں ہے تو وہ جماعت احمدیہ کے خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب ہیں۔

انڈیا میں بُک فیئر کے موقع پر ایک غیر از جماعت دوست جماعتی سٹال پر آئے اور کہنے لگے: ”بیشک دوسرے مسلمان آپ لوگوں کو کافر یا دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں مگر امام جماعت احمدیہ نے دنیا کے بڑے بڑے راہنماؤں کے سامنے جس طرح اسلام کو پیش کیا ہے اس طرح آج تک کسی مسلمان بادشاہ یا عالم دین کو بھی توفیق نہیں ملی۔ خدا تعالیٰ ضرور آپ لوگوں کی مدد کرے گا۔“

حضور انور نے 22/اکتوبر 2019ء کو برلن میں ایک تاریخی خطاب فرمایا جس میں بڑی تعداد میں ممبرانِ پارلیمنٹ اور دیگر اعلیٰ حکام شامل ہوئے۔ اس موقع پر جرمنی کی پارلیمنٹ کے ایک ممبر Bettina Muller (بیٹینا مولر) نے کہا کہ

”امام جماعت احمدیہ کے خطاب سے بھی امن کی خوشبو آتی ہے اور آپ کے وجود میں بھی امن، سلامتی اور سچائی کی تاثیر تھی جو دورانِ پروگرام سارے ماحول میں مجھے محسوس ہوتی رہی۔“

پھر یونائیٹڈ نیشن کے ادارہ UNESCO میں حضورانور نے ایک تاریخی خطاب فرمایا۔وہاں مالی سے UNESCO کے ایمبیسڈر عمر کائنٹا صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

امام جماعت احمدیہ وسیع النظر شخصیت ہیں اور امن کے قیام کے لیے کوشاں ہیں۔ اور یہی وہ چیز ہے جس کی امتِ مسلمہ کو ضرورت ہے۔ عالمی انصاف، ہم آہنگی کا جو تصور امام جماعت احمدیہ پیش کرتے ہیں دنیا کو اس کی اشد ضرورت ہے۔ اور آج امت مسلمہ کو ایسے ہی لیڈر کی ضرورت ہے۔ آج میں ایک ایسے انسان کے قریب تھا جو امن وانصاف کا سپوت ہے۔

پھر خدا اور اس کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کے عاشق صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلیفہ نے اسلام کے حسین چہرہ پر جو دہشت گردی، انتہا پسندی اور شدت پسند مذہب ہونے کا داغ ہے اس کو دھویا ہے۔ اسلام کا خوبصورت چہرہ غیروں کے سامنے پیش کیا ہے۔ مختلف تقریبات کے ایڈریسز ہوں، خواہ پریس کانفرنسز ہوں، الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے انٹرویوز ہوں، سرکردہ افراد سے ملاقاتیں ہوں۔ ہر جگہ حضورانور نے اسلام کا دفاع کرتے ہوئے اسلام کا خوبصورت چہرہ دکھایا ہے۔اور غیروں نے اس بات کا برملا اظہار کیا کہ آج ہمیں علم ہوا ہے کہ اسلام کتنا پُر امن خوبصورت مذہب ہے۔

جاپان کے ایک پروگرام میں ایک مشہور وکیل نے برملا اس بات کا اظہار کیا کہ آج ہم نے اسلام کا ایک خوبصورت چہرہ دیکھا ہے اور اس یقین پر پہنچے ہیں کہ اگر دنیا کسی ایک معاملے پر جمع ہوسکتی ہے تو وہ جماعت احمدیہ کے امام کا ہاتھ ہی ہوسکتا ہے۔

نیوزی لینڈ کی ایک تقریب میں شامل ہونے والے ایک بہائی دوست نے کہا آج تک میرا اسلام کے متعلق انتہائی بُرا تاثر تھا۔ میں جو کچھ میڈیا پر دیکھتا تھا اس پر یقین کر لیتا تھا۔ خلیفۃ المسیح کا خطاب سن کر اب میری رائے مکمل طور پر تبدیل ہو گئی ہے۔

2009ء میں جب یورپ میں یہ تحریک چلی کہ مسلمانوں کی مسجدوں کے میناروں پر پابندی لگائی جائے تو اس وقت خلافت احمدیہ ہی اس تحریک کی راہ میں عالم اسلام کے لیے ڈھال بن گئی اور جماعت کے اعلیٰ کردار اور نمونہ کی بنیاد پر یہ منصوبہ ناکام ہو گیا۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ 18/ دسمبر 2009ء میں فرمایا:

”اسلام کی یہ روشنی پھیلانے کا کام اب صرف اور صرف جماعت احمدیہ کا ہی مقدر ہے اور اسی کے ذمہ لگایا گیا ہے۔ چنانچہ صرف سوئٹزرلینڈ میں ہی نہیں، سپین کے ایک بہت بڑے سیٹلائٹ چینل نے یہ خبر دی اور خبر کے ساتھ پیڈروآباد میں جو ہماری مسجد بشارت ہے اس کی تصویر دی اور مقامی لوگوں کے انٹرویو دیئے اور سب نے یہ کہا کہ اس قسم کے قوانین غلط ہیں اور یہ بتایا کہ ہمارے علاقہ میں مسلمانوں کی یہ مسجد ہے یہاں سے تو امن و محبت کا پیغام پھیلانے والی آواز اٹھتی ہے۔ بلکہ ایک شخص نے تو یہاں تک کہا کہ ”تم ان لوگوں سے Terrorism کی بات کرتے ہو، یا کسی قسم کی نفرت کی بات کرتے ہو، میں تو کہتا ہوں کہ اصل امن پسند یہ لوگ ہیں اور ہمیں بھی ان جیسا ہونا چاہیئے“۔ یہ ایک انقلاب ہے جو دنیا میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی جماعت نے آپؑ سے تربیت پا کر پیدا فرمایا ہے کہ وہ ملک جہاں چند دہائیاں پہلے مسلمان سے سلام کرنا بھی شاید ایک دوسرے کو خوفزدہ کر دیتا تھا۔ آج ٹی وی پر کھل کر وہاں سے اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر سپینش لوگ امن چاہتے ہیں تو ان مسلمانوں جیسے بنیں جو اسلام کی خوبصورت تعلیم کو ساری دنیا میں پھیلا رہے ہیں اور وہ یہ لوگ ہیں جو امن اور محبت کا سمبل (Symbol) ہیں۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 18/ دسمبر 2009ء)

آج عالم اسلام خلافت کے قیام کے لیے بے چین نظر آتا ہے۔ عام مسلمان ہی نہیں بلکہ تمام دانشور اور صاحب علم و قلم بھی اس کے لیے اپنی تمنا کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔

روزنامہ نوائے وقت (پاکستان) کے ایک کالم نگار لکھتے ہیں:

اس وقت عالم اسلام کا کوئی لیڈر نہیں۔ اس صورت حال میں اللہ تعالیٰ ہی سے دعا کی جاسکتی ہے کہ وہ عالم اسلام کو مخلص قیادت عطا فرمائے۔ جس طرح مسلمان بارش نہ ہونے پر نماز استسقاء ادا کرتے ہیں۔ اس طرح تمام دنیا کے مسلمانوں کو ایک روز 'نماز قیادت' ادا کرنی چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے رو رو کر دعا کرنی چاہیے کہ وہ انہیں مخلص لیڈرشپ عطا فرمائے۔

پھر مدیر رسالہ 'تنظیم اہلحدیث لاہور' لکھتے ہیں:

اگر زندگی کے آخری لمحات میں بھی ایک دفعہ خلافت علیٰ منہاج نبوت کا نظارہ نصیب ہو گیا تو ہو سکتا ہے کہ ملت اسلامیہ کی بگڑی سنور جائے۔

عالم اسلام کی یہ بے قرار تمنا مختلف شکلیں دھارتی رہتی ہے اور متعدد ادوار میں خلافت کے قیام کی کوششیں بھی ہوتی رہیں لیکن ہر مرتبہ خدا تعالیٰ نے ان کے ارادوں اور منصوبوں کو خلافت احمدیہ جو خلافت علیٰ منہاج النبوۃ ہے اور خدا تعالیٰ کی قائم کردہ ہے اس کے مقابل پاش پاش کر دیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان مخالفین کو چیلنج دیتے ہوئے فرمایا:

''اب خلافت صرف اور صرف خاتم الخلفاء، مسیح و مہدی موعود علیہ السلام کی خلافت ہی کی شکل میں ممکن ہے..... ہماری طرف سے چیلنج ہے کہ اگر مسلم دنیا کے تمام ممالک کے سر براہان، اور امتِ مسلمہ کے تمام افراد متفقہ طور پر کسی ایک شخص کو بطور خلیفہ تسلیم کر لیں اور اس کی بیعت میں شامل ہو جائیں، تو جماعت احمدیہ بھی اس خلیفہ کو تسلیم کرنے اور امت کے باقی مسالک کے ساتھ اس کی بیعت کرنے پر ضرور غور کرے گی! لیکن تم ایسا نہیں کر سکو گے۔ نہیں کر سکو گے۔ ایسا تم کر ہی نہیں سکتے۔''

(الفضل انٹرنیشنل یکم جنوری 2021ء صفحہ 3)

پس آج خلافت کے جھنڈے تلے جماعت احمدیہ دن بدن ترقیات کی نئی سے نئی منازل طے کرتی چلی جارہی ہے اور ہر آنے والا دن فتوحات کی نوید لے کر طلوع ہوتا ہے۔

امسال 5/ جون کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کبابیر جماعت کی ایک آن لائن، ورچوئل ملاقات میں فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی جو ترقی ہو رہی ہے اور جماعت جس طرح پھیل رہی ہے، ہر ملک میں اور ہر ملک کے کئی شہروں میں جماعت کی تعداد بڑھ رہی ہے اور جماعت کا تعارف ہو گیا ہے اور دنیا کے بڑے بڑے ایوانوں میں بھی جماعت کا تعارف ہو گیا ہے۔ تو ہمیں امید ہے کہ جلد ان شاء اللہ آئندہ بیس، پچیس سال جماعت کی ترقی کے بہت اہم سال ہیں۔ اور آپ دیکھیں گے کہ اکثریت ان شاء اللہ مسیح موعود علیہ السلام کے جھنڈے تلے آجائے گی یا کم از کم مسلمانوں میں سے اکثریت ایسی ہو گی کہ جو یہ تسلیم کرنے والی ہو گی کہ احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے۔“

حضور نے فرمایا:

”ان شاء اللہ ایک دن آئے گا جب امّت مسلمہ مسیح موعود علیہ السلام کے جھنڈے تلے خانہ کعبہ میں داخل ہو گی۔“

آخر پر حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ایک ارشاد پر اپنی گزارشات ختم کرتا ہوں۔

حضور فرماتے ہیں:

”پس اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو یہی نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں۔ اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے۔“

(الفضل انٹرنیشنل 23/ مئی 2003ء صفحہ 1)

پس آج ہم لوگ کتنے خوش نصیب ہیں کہ ہر روز اپنی آنکھوں سے اپنے پیارے آقا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی عظیم قیادت میں اسلام کی ترقی اور فتوحات کے نظارت دیکھ رہے ہیں اور روز دیکھتے ہیں۔

پس اُٹھیں اور اپنی ہر مادی و روحانی ترقی کے لیے خلافت کے قدموں میں اپنا سر رکھ دیں۔ اسی میں ہماری کامیابی کی ضمانت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن 15 اکتوبر 2021ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 15 اکتوبر 2021ء)



﴿60﴾

# خلافت سے وابستگی

(حنیف محمود)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی دینی و دنیوی ترقی و کامرانی اور روحانی رفعتوں اور برکتوں کے حصول کے لیے خلافت کے قیام کا وعدہ فرمایا اور آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق کہ آخری زمانہ میں پھر خلافت منہاجِ نبوت پر قائم ہو گی، اللہ تعالیٰ نے ہمیں خلافت جیسی عظیم نعمت اور برکت سے نوازا ہے۔ اب یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اس سے وابستہ رہ کر تمام برکتوں سے فائدہ اٹھائیں۔ کیونکہ یہ وہ عظیم نعمت ہے جس کے ذریعہ نور نبوت بڑھتا اور پھیلتا پھولتا ہے۔ خلافت دین کے استحکام اور خوف کو امن میں بدل دینے کا نام ہے۔ خلافت علم و حکمت کا خزانہ اور عظمت و تمکنت کا نشان ہے۔ خلافت وہ حصنِ حصین ہے جس کا ہر باسی ہر طرح سے محفوظ و مامون رہتا ہے۔ خلافت تنظیم و ملت کی جان ہے اور تمام برکتیں اور عظمتیں، عزّتیں اور رفعتیں اور دین و دنیا کی بھلائیاں اور ترقیات اس سے وابستہ ہیں۔

پس ساری برکتیں، رفعتیں اور فضیلتیں خلیفہ وقت کی سچی وفاداری، وابستگی اور اطاعت میں ہیں۔ جو بھی خلافت سے مضبوط تعلق رکھے گا، بابرگ و بار ہو گا۔ خدا کا سایہ اس کے سرپر رہے گا، کیونکہ ہمارے پیارے آقا حضرت محمد ﷺ کی یہ عظیم خوشخبری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ہاتھ امام رکھنے والی جماعت پر ہو گا۔ ’’ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ الْجَمَاعَۃِ ‘‘

؎ خلافت سے زندہ دلوں میں خدا
خلافت غریبوں کا ہے آسرا

نہ کیوں جان و دل سے ہوں اس پر فدا
اسی کے ہے دم سے ہماری بقا

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ خلافت کی وابستگی کی اہمیت و برکات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”تم خوب یاد رکھو کہ تمہاری ترقیات خلافت کے ساتھ وابستہ ہیں اور جس دن تم نے اس کو نہ سمجھا اور اسے قائم نہ رکھا وہی دن تمہاری ہلاکت اور تباہی کا دن ہو گا۔ لیکن اگر تم اس حقیقت کو سمجھے رہو گے اور اسے قائم رکھو گے تو پھر ساری دنیا مل کر بھی تمہیں ہلاک کرنا چاہے گی تو نہیں کر سکے گی۔“

پھر فرمایا:

”اس سے جتنا زیادہ تعلق رکھو گے اسی قدر تمہارے کاموں میں برکت اور اس سے جس قدر دور رہو گے اُسی قدر تمہارے کاموں میں بے برکتی پیدا ہو گی۔“

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم ہمیشہ خلافت کی برکتوں سے بھر پور فائدہ اُٹھانے والے ہوں۔ آمین

؎ رہیں گے خلافت سے وابستہ ہم
جماعت کا قائم ہے اس سے بھرم
نہ ہو گا کبھی اپنا اخلاص کم
بڑھے گا اسی سے ہمارا قدم

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 03 نومبر 2021ء)



﴿61﴾

# خلیفۂ وقت کی دعا اور احیائے موتٰی کا اعجاز

## (امتہ القیوم انجم۔ کیلگری کینیڈا)

اللہ تعالیٰ نے جب حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کو اسلام کے احیائے نو اور اسے تمام ادیان پر غالب کرنے کے لئے مبعوث فرمایا تو آپ علیہ السلام کی صداقت دنیا پر ظاہر کرنے کے لئے اپنے بے شمار نشانوں اور تائیدات سے بھی نوازا چنانچہ آپ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے جہاں روحانی مُردوں کو جِلا بخشی اور زندہ خدا سے انکا تعلق قائم کیا وہاں کئی جسمانی بیمار بھی آپ کی دعاؤں کے طفیل صحت یاب ہوئے اور یہ سلسلہ آج بھی آپ کے خلفائے کرام کے ذریعے جاری و ساری ہے۔

2009ء کی بات ہے کہ میرے والدِ محترم لطیف احمد شاہد کاہلوں ایک واقفِ زندگی کی حیثیت سے بطور ناظم تشخیص جائیداد موصیان ربوہ میں خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ آپ اس سال جلسہ سالانہ یوکے میں شرکت کی خواہش رکھتے تھے مگر جلسہ کے انعقاد سے چند ماہ قبل مختلف بیماریوں نے آپ پر ایک کے بعد دوسرا حملہ اس طرح کرنا شروع کیا کہ دیکھتے ہی دیکھتے یوکے جلسہ میں شرکت تو کیا بستر پر کروٹ لینا بھی دوبھر ہو گیا۔ بیماری کی شدّت کا اندازہ کر کے میرے دو بھائی اور ایک بہن سخت گرمی کے موسم میں کینیڈا اور ناروے سے ربوہ پہنچے۔ ہم نے انتہائی پریشانی میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو بیماری کی تشویشناک صورتِ حال سے آگاہ کرتے ہوئے ابا جان کی صحت کے متعلق دعا کے لئے خطوط ارسال کئے۔ پیارے آقا کی طرف سے بہت ہی پیارے اور حوصلہ افزا

جوابات موصول ہوئے۔ میرے بھائی مکرم شاہد محمود کاہلوں مربی سلسلہ ناروے کے نام خط میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تحریر فرمایا:

''اللہ بیماری کو جڑ سے اکھاڑ دے اور معجزانہ شفا عطا فرمائے''

جبکہ میرے نام خط میں یہ دعائیہ الفاظ تھے:

''اللہ فضل کرے...... آپ کے ابا جان کو صحت و تندرستی عطا کرے...... اللہ یو کے جلسہ میں شمولیت کی توفیق عطا کرے''

بظاہر اس معجزہ کے رونما ہونے کے کوئی آثار نظر نہ آتے تھے۔ ڈاکٹرز کی رپورٹ کے مطابق بیماری ایک نہیں زیادہ تھیں اور ان کا کہنا تھا کہ جب ہم ایک بیماری کو کنٹرول کرتے ہیں تو دوسری عود کر آتی ہے ہم نہیں کہہ سکتے کہ آنے والا کل کیسا ہو گا اس لئے آپ کسی بھی صورت حال کے لئے تیار رہیں گویا زندگی کی امید تقریباً نہ ہونے کے برابر تھی مگر خدا تعالیٰ جو نہایت مہربان۔ مجیب الدعوات اور اپنے مقرر کردہ خلیفہ کی دعاؤں کو خاص طور پر قبول کرکے مومنوں کے دلوں کی ڈھارس بندھاتا ہے اس نے ان دعاؤں کو سنا اور خلیفۂ وقت کی طرف سے پہنچنے والے الفاظ فوراً ہی ''کُنۡ فَیَکُوۡنُ'' کے معجزے میں ڈھلنے شروع ہو گئے۔ ابا جان کو چند ہی ہفتوں میں اس قدر صحت ہوئی کہ اچانک عید پر جانے کے قابل ہو گئے آپ مسجد مبارک ربوہ میں عید کی نماز پڑھنے گئے اور پیچھے کرسیوں والی جگہ پر بیٹھ کر نمازِ عید کی ادائیگی کی۔ آپ کو اس طرح صحت کی حالت میں دیکھ کر بہت سے لوگ سلام کرنے اور عید مبارک کہنے لگے۔ ایک بات جو اس موقع پر تقریباً ہر ملنے والے کے منہ سے نکلی وہ یہ تھی کہ ''یہ تو کوئی معجزہ ہی ہے'' گویا ہر کہنے والا یہ پیغام دے رہا تھا کہ یقیناً یہ ''خلیفۂ وقت کی دعا کا اعجاز ہے۔''

مزید یہ کہ اللہ تعالیٰ کا فضل صرف اس مختصر شفا تک ہی محدود نہ تھا بلکہ اس شافیٔ مطلق نے میرے والدِ محترم کو صحت عطا کرنے کے بعد دس سال کی زندگی عطا کی جس میں خلیفۂ وقت کی دعاؤں کے طفیل آپ کو جلسہ سالانہ یوکے میں شرکت کی توفیق بھی ملی۔ لندن، ناروے کی سیر کے

علاوہ سپین کی ان بلند و بالا عمارات کو جو مسلمانوں کے وہاں عروج کی عکاسی کر رہی ہیں کو دیکھنے کا موقع بھی ملا۔ لندن میں میری ایک کزن کی شادی کے موقع پر اس میز پر کھانا کھانے کی خوش قسمتی بھی آپ کے حصے میں آئی جس پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنفسِ نفیس تشریف فرما تھے اور آپ ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر کھانا تناول فرمایا۔ میرے والد محترم نے اپنی معجزانہ صحت اور زندگی ملنے کے آخری پانچ سال اپنے بچوں کے ساتھ پیس ولیج کینیڈا میں گزارے اور پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ کی 2016ء میں کینیڈا تشریف آوری پر عاشقانِ احمدیت کے جمِ غفیر کی قطار میں کھڑے ہو کر امامِ وقت کو اَھْلاً وَّ سَھْلاً وَّ مَرْحَباً کہا اور پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلیفۂ وقت سے ملاقات کی توفیق بھی اس دورے کے دوران عطا فرمائی اور پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے اپنی صحت کے بارے میں حوصلہ مند الفاظ سن کر محظوظ بھی ہوئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذَالِكَ

اللہ تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا سایہ تا دیر ہمارے سروں پر سلامت رکھے ہم خلافت سے اپنے مضبوط تعلق میں بڑھنے والے ہوں۔ خلافت کی دولت سے مستفید ہونے والے، خلافت کی دعاؤں سے بھرپور حصہ لینے والے اور اس کے سلطانِ نصیر بننے والے ہوں۔ آمین۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 17 نومبر 2021ء)



﴾62﴿

# خلیفۂ وقت کے تمام پروگرامز دیکھا کریں

## (چھوٹی مگر سبق آموز بات)

## (سعیدہ خانم۔سیسکاٹون کینیڈا)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”سب سے زیادہ ضرورت اس امر کی ہے کہ آپ لوگ ہر جمعہ کو نشر ہونے والا خطبہ جمعہ باقاعدگی سے سنیں۔ اور دیگر ایسے پروگرامز بھی دیکھیں جن میں میری شمولیت ہوتی ہے جیسا کہ غیر مسلموں سے خطابات ہیں، جلسہ پر کی جانے والی میری تقریریں ہیں یا دیگر مجالس وغیرہ۔ ان پروگرامز کو دیکھنا ان شاء اللہ آپ لوگوں کے لئے فائدہ مند ثابت ہوگا اور اسی مقصد سے آپ لوگوں کو یہ پروگرام دیکھنے چاہئیں۔“

(اردو ترجمہ از اختتامی خطاب مجلس شوریٰ یوکے 16 جون 2013ء بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 17 نومبر 2021ء)



﴿63﴾

# منصب خلافت

(تقریر جلسہ یوم خلافت برطانیہ 2021ء)

(راجہ برہان احمد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

رَبَّنَا وَ ابۡعَثۡ فِیۡہِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡہُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِکَ وَ یُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَۃَ وَ یُزَکِّیۡہِمۡ ؕ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ

(البقرہ:130)

اور اے ہمارے رب! (ہماری یہ بھی التجا ہے کہ تو) انہی میں سے ایک ایسا رسول مبعوث فرما جو انہیں تیری آیات پڑھ کر سنائے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھائے اور انہیں پاک کرے۔ یقیناً تو ہی غالب (اور) حکمتوں والا ہے۔

(تفسیر صغیر)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لئے محفوظ کر دیا ہے۔ یہ دعا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے لئے ہے۔ جس کا ایک مطلب تو یہ ہوا کہ انبیاء اور انبیاء کے بعد خلفاء کا سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا۔ اس آیت میں انبیاء اور پھر ان کے خلفاء کے کاموں کا ذکر ہے۔ یعنی ان کاموں کی بجا آوری بھی قیامت تک جاری رہے گی۔

چنانچہ آخری زمانے میں خلافت کے قیام کے حوالے سے رسول کریم ﷺ کی واضح پیشگوئیاں موجود ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا

قَالَ حُذَيْفَةُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وآله وسلم:

تَكُوْنُ النُّبُوَّةُ فِيْكُمْ مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ تَكُوْنَ، ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ إِذَا شَاءَ أَنْ يَّرْفَعَهَا، ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ فِيْكُمْ مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَّرْفَعَهَا، ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا عَاضًّا فَتَكُوْنُ مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَّرْفَعَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا جَبْرِيًّا، فَتَكُوْنُ مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ تَكُوْنَ، ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَاللّٰهُ أَنْ يَّرْفَعَهَا، ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ، ثُمَّ سَكَتَ۔

(مسند احمد حدیث نمبر 12034: کتاب الفضائل، باب: فصل: نبوت، خلافت اور ملوکیت کے مراحل پر مشتمل سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک جامع حدیث)

تَكُوْنُ النُّبُوَّةُ فِيْكُمْ مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ تَكُوْنَ جب تک اللہ کو منظور ہو گا تمہارے درمیان نبوت موجود رہے گی، پھر اللہ اسے اٹھانا چاہے گا تو اٹھالے گا، پھر طریقۂ نبوت پر گامزن خلافت ہو گی اور وہ اس وقت تک رہے گی جب تک اللہ کو منظور ہو گا، پھر جب اللہ اسے اٹھانا چاہے گا تو اٹھا لے گا، پھر کاٹ کھانے والی حکومت ہو گی اور وہ بھی اس وقت تک رہے گی جب تک اللہ کو منظور ہو گا، پھر جب اللہ چاہے گا اسے بھی اٹھالے گا، اس کے بعد ظلم کی حکومت ہو گی اور وہ بھی اس وقت تک رہے گی جب تک منظورِ خدا ہو گا، پھر جب اللہ چاہے گا وہ اسے بھی اٹھالے گا، ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ، پھر طریقۂ نبوت پر گامزن خلافت آجائے گی پھر نبی ﷺ خاموش ہو گئے۔"

(مسند امام احمد بن حنبل مترجم، مسند الکوفیین صفحہ 116 تا 117، حدیث نمبر 18596)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

"خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو اس واسطے رسول کریم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظلّ ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے

اشرف و اولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کیلئے تا قیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔"

(شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 353)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ہماری جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ جماعت کا جو خلیفہ ہو وہ اپنے زمانہ میں جماعت کے تمام لوگوں سے افضل ہوتا ہے اور چونکہ ہماری جماعت ہمارے عقیدے کی رُو سے باقی تمام جماعتوں سے افضل ہے اس لئے ساری دنیا میں سے افضل جماعت میں سے ایک شخص جب سب سے افضل ہو گا تو موجودہ لوگوں کے لحاظ سے یقیناً اُسے "بعد از خدا بزرگ توئی" کہہ سکتے ہیں۔"

مزید فرمایا:

"جماعت احمدیہ کے خلیفہ کی حیثیت دنیا کے تمام بادشاہوں اور شہنشاہوں سے زیادہ ہے، وہ دنیا میں خدا اور رسول کریم ﷺ کا نمائندہ ہے۔"

(الفضل 27/ اگست 1937ء صفحہ 6-8)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں:

"خلیفہ وقت ساری دنیا کا استاد ہے۔ اور اگر یہ سچ ہے اور یقیناً سچ ہے تو دنیا کے عالم اور دنیا کے فلاسفر شاگرد کی حیثیت سے ہی اس کے سامنے آئیں گے۔ استاد کی حیثیت سے اس کے سامنے نہیں آئیں گے۔"

(الفضل 21 دسمبر 1966ء صفحہ 5)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ الوصیت میں جماعت احمدیہ میں قائم ہونے والی خلافت علی منہاج النبوہ کی بشارت "قدرت ثانیہ" کے عنوان سے دی۔

جب یہ دوسری قدرت خلافتِ احمدیہ کے مظہر اول حضرت حکیم مولوی نور الدین خلیف المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے بابرکت وجود میں ظاہر ہوئی تو آپ نے ہماری راہنمائی فرمائی کہ خلیفہ وقت سے تعلق کس طرح کا ہونا چاہیئے۔

چنانچہ آپ نے فرمایا:

"تمہاری حالت اپنے امام کے ہاتھ میں ایسی ہو جیسے میّت غسّال کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ تمہارے تمام ارادے اور خواہشیں مردہ ہوں اور تم اپنے آپ کو امام کے ساتھ ایسا وابستہ کرو جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ اور پھر ہر روز دیکھو کہ ظلمت سے نکلتے ہو یا نہیں۔ استغفار کثرت سے کرو اور دعاؤں میں لگے رہو۔ وحدت کو ہاتھ سے نہ دو۔ دوسرے کے ساتھ نیکی اور خوش معاملگی میں کوتاہی نہ کرو۔ تیرہ سو برس کے بعد یہ زمانہ ملا ہے اور آئندہ یہ زمانہ قیامت تک نہیں آسکتا۔ پس اس نعمت کا شکر کرو کیونکہ شکر کرنے پر ازدیاد نعمت ہوتا ہے۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ (ابراہیم:8)۔ لیکن جو شکر نہیں کرتا وہ یاد رکھے: اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ۔(ابراہیم 8)

(خطبات نور۔ صفحہ 131)

منصب خلافت کو اچھی طرح سمجھتے ہوئے اطاعت و فدائیت کے جو نمونے اور قربانیوں کی جو مثالیں احمدیوں مرد و زن نے قائم کی ہیں جماعت احمدیہ کی تاریخ ایسی مثالوں سے بھری ہے اور یہ آج بھی ہمارے لئے بطور مشعلِ راہ ہیں انہیں اپنے اندر، اپنے عزیز و اقارب اور اولاد در اولاد میں جاری رکھنے کی ضرورت ہے اور اسی لئے یہاں ان کا بیان بھی ضروری ہے۔

مبارک وہ حقیقت جان لی جس نے خلافت کی
مبارک وہ قیادت مان لی جس نے خلافت کی
مبارک وہ جو پیوستہ خلافت کے شجر سے ہے
کہ وہ محفوظ ہر خوف و خطر، ہر فتنہ گر سے ہے

(مکرم محمد صدیق امرتسری)

حضرت اماں جان ام المؤمنین رضی اللہ عنہا حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی اطاعت میں کیا نمونہ دکھاتی تھیں اس کے بارے میں حضرت خلیفہ اول نے خود ایک موقع پر فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت (اماں جان) نے مجھے کہا کہ خدا تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے میں چاہتی

ہوں کہ آپ کا کوئی کام کروں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے ایک طالب علم کی پھٹی پرانی رضائی مرمت کے لئے بھیج دی۔ حضرت (اماں جان) نے نہایت خوشدلی سے اس رضائی کی مرمت اپنے ہاتھ سے کی اور اسے درست کر کے واپس بھیج دیا۔

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ صفحہ 532-533)

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کس طرح خلیفہ اول کی اطاعت کی اس کا اظہار خود ان الفاظ میں فرمایا

"مرزا صاحب کی اولاد دل سے میری فدائی ہے میں سچ کہتا ہوں کہ جتنی فرمانبرداری میرا پیارا محمود، بشیر، شریف، نواب ناصر، نواب محمد علی خان کرتا ہے تم میں سے ایک بھی نظر نہیں آتا۔ میں کسی لحاظ سے نہیں کہتا بلکہ میں ایک امر واقعہ کا اعلان کرتا ہوں۔ ان کو خدا کی رضا کے لئے محبت ہے۔"

(بدر 4 جولائی 1912ء صفحہ 7)

محبت و اطاعت اور ہر قسم کی قربانیوں کی یہ داستانیں تاریخ احمدیت میں قرطاس در قرطاس بھری پڑی ہیں لیکن یہاں وقت کی مناسبت سے صرف چند ہی کا ذکر ممکن ہے۔

خلفاء احمدیت کی آواز پر کس طرح احباب جماعت اپنا سب کچھ قربان کرتے رہے اس کا ذکر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ یوں کرتے ہیں:

ایک پٹھان عورت جو نہایت غریب، چلتے وقت بالکل پاس پاس قدم رکھ کر چلتی ہے۔ میرے پاس آئی اور اس نے دو روپے میرے ہاتھ پر رکھ دیئے۔ اس کی زبان پشتو ہے اردو کے چند الفاظ ہی بول سکتی ہے۔ اپنی ٹوٹی پھوٹی زبان میں اپنے ایک ایک کپڑے کو ہاتھ لگا کر کہا کہ یہ دوپٹہ دفتر کا ہے یعنی بیت المال نے مجھے صدقہ میں دیا ہے۔ یہ پاجامہ دفتر کا ہے، یہ جوتی دفتر کی ہے، میرا قرآن بھی دفتر کا ہے۔ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ میری ہر چیز بیت المال سے ملی ہوئی ہے۔ یہی دو روپے جو میرا سرمایہ حیات ہیں میں حضور کی خدمت میں پیش کرتی ہوں اسے قبول فرمائیں۔

حضرت سر چوہدری محمد ظفر اللہ خانؓ سے احباب جماعت اچھی طرح واقف ہیں اور آپ کی دنیاوی ترقیات اور بام عروج پر پہنچنے کی دنیا بھی قائل ہے۔ کسی نے ایک مرتبہ آپ سے سوال کیا کہ ان ترقیات اور کامیابیوں کا راز کیا ہے تو حضرت چوہدری صاحبؓ نے بے ساختہ جواب دیا۔

Because through all my life I was obedient to Khilafat

یعنی میری کامیابیوں کی وجہ یہ ہے کہ میں تمام زندگی خلافت کا مکمل مطیع اور فرمانبردار رہا ہوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ایک عورت جس کے پاس تھوڑا سا زیور تھا اس نے دیا پھر تسلی نہ ہوئی دوبارہ گھر گئی جو برتن تھے وہ لے آئی اور وہ بھی حاضر کر دیئے۔ اس کے خاوند نے کہا کہ زیورات دے چکی ہے یہی کافی ہیں۔ اس نے کہا خدا کی قسم میرے دل میں اتنا جوش ہے کہ بس چلے تو تجھے بھی بیچ کر سب کچھ خدا کی راہ میں دے دوں۔ یہ کیفیت تھی غرباء عورتوں کی۔ دل ٹھنڈے ہی نہیں ہوتے تھے، دیتے چلے جاتے تھے۔ برتن بیچ کے لیکن تسلی نہ ہوئی۔ کہا خدا کی قسم اے خاوند! میں تجھے بھی بیچ کر اپنا جو کچھ ہے خدا کی راہ میں دینے کو تیار ہوں۔

(خطابات طاہر قبل از خلافت صفحہ 264)

یہاں اس بات کا ذکر بھی از حد ضروری ہے کہ یہ محبت کی داستانیں یک طرفہ نہیں ہیں ، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ خلفاء احمدیت کو اپنی جماعت سے کس قدر محبت اور ہمدردی ہے اس کا اندازہ لگایا ہی نہیں جا سکتا۔ صرف ایک جھلک ان فقرات میں آپ کو دکھاتا ہوں

خلیفہ اولؓ کا فرمانا

”تم میاں بیوی آرام سے سو رہے۔ اگر مجھے بھی اطلاع دے دیتے تو میں بھی آرام سے سو رہتا۔ میں تمام رات تمہاری بیوی کے لئے دعا کرتا رہا ہوں۔“

(تاریخ احمدیت جلد 2 صفحہ 553)

خلیفہ ثانیؓ کا اظہار عاجزی

”ہاں تمہارے لئے ایک تم جیسے ہی آزاد پر بڑی ذمہ داریاں عائد ہو گئی ہیں۔“

(برکات خلافت انوار العلوم جلد 2 صفحہ 158)

خلیفہ ثالثؒ کا اظہار محبت

”جماعت احمدیہ اور امام جماعت احمدیہ ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔“

(روزنامہ الفضل 21/ مئی 1978ء)

خلیفہ رابعؒ کا پیار

”میں نے آپ کو یہاں اس لئے نہیں بٹھایا کہ میں نے کوئی تقریر کرنی ہے۔ میں نے آپ کو دیکھنے کے لئے بٹھایا ہے۔ میری آنکھیں آپ کو دیکھنے سے ٹھنڈک محسوس کرتی ہیں۔ میرے دل کو تسکین ملتی ہے۔ مجھے آپ سے پیار ہے۔ عشق ہے۔ خدا کی قسم کسی ماں کو بھی اس قدر پیار نہیں ہو سکتا۔“

(ماہنامہ خالد سیدنا طاہر نمبر 2004ء۔ بیان مکرم چودھری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بارہ میں محترم صاحبزادہ مرزا وقاص احمد صاحب نے ایک یہ بات بھی لکھی کہ:

”یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ افراد جماعت کی فلاح اور ان کی حفاظت کا سب سے زیادہ خیال بھی حضور ہی کو رہتا ہے۔ حضور انڈیا میں تھے۔ انڈیا کے ملکی حالات کچھ ایسے ہو گئے کہ حضور قادیان تشریف نہ لے جاسکے۔ دہلی کے ایک سرکاری اہلکار نے حضور کو کہا کہ اگر حضور چاہیں تو حفاظتی انتظامات کروائے جاسکتے ہیں تاکہ حضور قادیان جاسکیں۔ حضور نے فرمایا کہ حفاظت تو اللہ تعالیٰ نے ہی کرنی ہے۔ لیکن میرے ارد گرد ہر وقت میری جماعت کے کئی سو افراد ہوتے ہیں۔ جلسہ پر تو ہزاروں ہوں گے۔ مجھے ان میں سے ہر ایک کی فکر ہے۔ میں ان میں سے کسی ایک کی جان کو بھی خطرے میں نہیں ڈال سکتا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضور کو ہر فرد جماعت کی حفاظت کا کتنا

احساس رہتا ہے۔ اگرچہ ہر احمدی اپنی جان خلافت پر قربان کرنے کو تیار ہے، مگر حضور کو ہر احمدی کی جان کی فکر ہے۔"

(الحکم انگریزی 20 ستمبر 2019ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

کون سا دنیاوی لیڈر رہے جو بیماروں کے لئے دعائیں بھی کرتا ہو۔ کون سا لیڈر رہے جو اپنی قوم کی بچیوں کے رشتوں کے لئے بے چین اور ان کے لئے دعا کرتا ہو۔ کون سا لیڈر رہے جس کو بچوں کی تعلیم کی فکر ہو۔ حکومت بیشک تعلیمی ادارے بھی کھولتی ہے۔ صحت کے ادارے بھی کھولتی ہے۔ تعلیم تو مہیا کرتی ہے لیکن بچوں کی تعلیم جو اس دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں ان کی فکر صرف آج خلیفۂ وقت کو ہے۔

مزید فرمایا:

**دنیا کا کوئی ملک نہیں جہاں رات سونے سے پہلے چشم تصور میں مَیں نہ پہنچتا ہوں اور ان کے لئے سوتے وقت بھی اور جاگتے وقت بھی دعا نہ ہو۔ یہ مَیں باتیں اس لئے نہیں بتا رہا کہ کوئی احسان ہے۔ یہ میرا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ اس سے بڑھ کر مَیں فرض ادا کرنے والا بنوں۔**

(خطبہ جمعہ 6/ جون 2014ء)

خلیفہ خدا نے جو تم کو دیا ہے
عطاءِ الٰہی ہے فضل خدا ہے
یہ مولا کا اک خاص احسان ہے
وجود اس کا خود اس کی برہان ہے

(حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ)

ہم سب نے خلیفہ وقت سے کس طرح وابستہ رہنا ہے اور کیا طرز عمل اختیار کرنا ہے یہ طریق یوگنڈا کی ایک خاتون نے ہمیں سکھایا ہے چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جب یوگنڈا تشریف لے گئے تو حضور کی گاڑی جیسے ہی ائرپورٹ سے باہر نکلی۔ ایک عورت

اپنے دو اڑھائی سال کے بچے کو اٹھائے ہوئے حضور کی گاڑی کے ساتھ ساتھ بھاگنے لگی۔ حضور نے اس کا ذکر کرتے ہوئے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا کہ اس (عورت) کی اپنی م نظر میں پہچان تھی۔ خلافت اور جماعت سے ایک تعلق نظر آ رہا تھا۔ وفا کا تعلق ظاہر ہو رہا تھا۔ بچے کی میری طرف توجہ نہیں تھی۔ وہ تھوڑی تھوڑی دیر بعد اس کا منہ اس طرف پھیرتی تھی کہ دیکھو۔ کافی دور تک دوڑتی گئی۔ انتارش تھا کہ اس کو دھکے بھی لگتے رہے لیکن اس نے پرواہ نہیں کی۔ آخر جب بچے کی نظر پڑ گئی تو بچہ دیکھ کر مسکرایا۔ ہاتھ ہلایا۔ تب ماں کو چین آیا۔ بچے کے چہرے کی جو رونق اور مسکراہٹ تھی وہ بھی اس طرح تھی جیسے برسوں سے پہچانتا ہو۔ تو جب تک ایسی مائیں پیدا ہوتی رہیں گی جن کی گود میں محبت کرنے والے بچے پروان چڑھیں گے اس وقت تک خلافت احمدیہ کو کوئی خطرہ نہیں۔

(الفضل انٹرنیشنل 10 تا 17 جون 2005)

وہ مسکرا کے سارے درد ٹال دیتا ہے
کسی کسی کو خدا یہ کمال دیتا ہے

پس اے خلافت احمدیہ کے وفادارو اور جانثارو!

سنو اور خوب اچھی طرح اسے اپنی عقل و فراست کی گانٹھوں میں باندھ کر محفوظ کر لو کہ تمہاری یہ شادابی اور یہ ایک جسم کی مانند ایک دوسرے سے جڑے رہنا یہ سب سر تا پا خلافت محمدیہ احمدیہ کے دم قدم کی برکت سے ہے اور اسی کے صدقے ہے ۔ یہ نعمت تمہیں جو حاصل ہے اس کے انتظار میں لاکھوں کروڑوں اس دنیا سے روتے ، سسکتے چلے گئے ۔ اب اسے سر آنکھوں پر بٹھانا، سینہ سے لگانا اور اپنے بچوں اور اپنی بیویوں اور اپنی ماؤں اور اپنے باپوں اور اپنے ہر دوسرے پیارے سے ہزار بار بڑھ کر عزیز رکھنا۔ تمہاری زندگی اور تمہاری نسلوں کی بقاء اب خلافت احمدیہ جو خلافت علی منہاج النبوۃ ہے، اسی سے وابستگی میں ہے۔ سب تدبیریں قیامت تک کے لئے خلافت سے وابستہ ہو چکی ہیں۔ امت مسلمہ کی تقدیر اس نظام سے وابستہ ہے، بلکہ امن عالم کی ضمانت اب خلیفہ وقت کی راہنمائی اور ہدایات پر عمل پیرا ہونے میں ہے ۔ جان دے کر بھی اس نعمت کی حفاظت کرو اور انصار کی زبان میں سیدنا و امامنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کی خدمت میں بمنت عرض کرو کہ اے جان سے بھی پیارے امام،میرے پیارے آقا! ہم آپ کے آگے بھی لڑیں گے اور ہم آپ کے پیچھے بھی لڑیں گے ہم دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑیں گے اور خدا کی قسم،خدا کی قسم اب قیامت تک کسی دشمن کی مجال نہ ہو گی کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت کو بری نظر سے دیکھ سکے۔

خلافت سے عقیدت میں کمی ہر گز نہ آنے دو
اگر جاتی ہو جاں اس راہ میں تو اس کو جانے دو
کوئی چون و چرا حکمِ خلیفہ میں نہیں جائز
یہی نکتہ کرے گا دین و دنیا میں تمہیں فائز

(شیخ رحمت اللہ شاکر)

اللھم اید امامنا بروح القدس وانصرہ نصرا عزیزاً

اللھم اید امامنا بروح القدس وانصرہ نصرا عظیماً

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 20دسمبر 2021ء)



﴿64﴾

# خلافت نورِ رب العالمیں ہے

(شمشاد احمد قمر۔ پرنسپل جامعہ احمدیہ جرمنی)

انسانی تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کر کے بے یار و مدد گار نہیں چھوڑ دیا بلکہ جہاں اس نے ہر زمانہ میں انسان کی جسمانی ضروریات کو پورا کرنے کے سامان بہم پہنچائے، وہاں اس کی روحانی زندگی میں ہدایت و راہنمائی کے دروازے بھی ہمیشہ کھولتا رہا اور ظلمت کے ہر دور میں صحیح راستہ دکھانے کے لئے نبوّت اور پھر نبوّت کے بعد خلافت کی صورت میں اپنے نور کی شمعیں روشن کر کے دنیا کو منوّر کرتا رہا۔ لیکن یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ لوگوں نے ہر دور میں نور الٰہی ہونے کے باوجود اپنی روحانی آنکھیں بند کر لیں اور اس نور سے فائدہ اٹھانے کے بجائے اسے چھپانے اور بجھانے کے درپے ہو جاتے رہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے فضل سے اپنے نورِ نبوّت و خلافت کی نہ صرف حفاظت فرماتا رہا بلکہ ہر آزمائش کے دَور میں اپنی تائید و نصرت سے کامیابی و کامرانی کے نت نئے دروازے کھولتے ہوئے اپنی قدرت کا ثبوت عطا فرماتا رہا۔ چنانچہ قرآن کریم جیسی عظیم اور مقدّس کتاب گواہی دیتی ہے کہ آتشِ نمرود ابراہیمؑ کا راستہ روک سکی نہ لشکرِ فرعون موسیٰؑ کو تباہ کر سکا۔ برادرانِ یوسفؑ کی تدابیر انہیں پر الٹا دی گئیں اور عیسیٰؑ کے مقابل پر دشمنوں کا صلیبی منصوبہ ناکام بنا دیا گیا۔ چھوٹے چھوٹے پرندوں کے سامنے ابرہہ کے ہاتھیوں کا لشکر بے بس ہو گیا اور آنحضور ﷺ جیسے ایک یتیم بچے کے سامنے مکّہ کے سرداروں کو جُھکا دیا گیا۔ غرض ازل سے چشم فلک حق و باطل میں مقابلے اور نور الٰہی اور نارِ ابلیس کی معرکہ آرائی کا مشاہدہ کرتی آئی ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کے فعل نے ہمیشہ ثابت کیا ہے کہ دشمن کا کوئی منصوبہ اس کے نور کی شمعوں کا راستہ نہیں روک سکا اور نہ ہی روک سکے گا۔

فرمایا يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللّٰهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ (الصّف:2) کہ وہ اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں اور اللہ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے۔ خواہ کافر کتنا ہی ناپسند کریں۔

حدیث نبوی ﷺ کے مطابق دنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر آئے لیکن قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ان میں سے قریباً پچیس انبیاء کا ذکر فرمایا اور ان کی اقوام میں سے ماننے اور انکار کرنے والوں کے واقعات بیان فرمائے ہیں۔ سوال یہ ہے صرف انہیں انبیاء کا ذکر کیوں فرمایا؟ اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے سورۃ یوسف میں بیان فرمایا کہ لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِأُولِي الْأَلْبَابِ (یوسف:112) کہ ان کے واقعات میں عقل رکھنے والوں کے لئے عبرت اور سبق ہے۔ یعنی اسی قسم کے واقعات آئندہ بھی پیش آتے رہیں گے۔ جب اس قسم کے حالات پیدا ہوں تو قرآن کریم کے بیان فرمودہ ان واقعات کی روشنی میں اپنا راستہ تلاش کرنا۔ تقویٰ کی نظر سے دیکھنے والی آنکھوں کو ہدایت کا واضح راستہ نظر آجائے گا۔ البتّہ جن کی آنکھیں تقویٰ کے نور سے عاری ہوں گی وہ اس راستہ کو نہ دیکھ پائیں گے۔ چنانچہ انسان کی راہنمائی کر دی گئی کہ جب ظلمت کے دَور میں نور الٰہی کی شمع روشن ہو اور دوسری طرف اس نور کو بجھانے والی طاغوتی طاقتیں بھی اپنے لشکر کے ساتھ میدان میں آ جائیں تو ان واقعات کے مطابق فیصلہ کر لیں کہ آپ نے کس گروہ کے ساتھ شامل ہونا ہے۔

جیسے بارش کی آمد سے قبل ہوائیں موسم کی خبر دیتی ہیں اور پَو پھٹنے سے طلوعِ آفتاب کا وقت قریب ہونے کا اندازہ ہر انسان کو ہو جاتا ہے، ایسے ہی جب روحانی طور پہ اللہ کی رحمت کا نزول قریب ہوتا ہے اور نور الٰہی کا جلوہ ظاہر ہونے کے قریب ہوتا ہے تو اس کا دوست و دشمن سب کو اندازہ ہونے لگتا ہے اور پھر دونوں اپنی اپنی تیاری اور منصوبے شروع کر دیتے ہیں۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام میں بچپن سے نظر آنے والی علامات سے جہاں حضرت یعقوب علیہ السلام کو اُن میں تجلّیٔ الٰہی کا ظہور ہوتا دکھائی دینے لگا وہاں برادرانِ یوسف کو

بھی باپ کی اس بیٹے سے محبت اور شفقت کھٹکنے لگی۔ چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اپنے زعم میں اُس چراغ کو گل کر دیا تھا لیکن حضرت یعقوب علیہ السلام کو یقین تھا کہ برادرانِ یوسف نے اگرچہ اس کو دُکھ دیا ہے اور اس کے خلاف کوئی تدبیر یقیناً کی ہے لیکن یہ ممکن نہیں کہ یہ لوگ اللہ کے مقابلہ میں یوسفؑ کو عطا ہونے والی نعمت کو روک سکیں۔ لہٰذا آپؑ بیٹوں کو یہی جواب دیتے رہے کہ

آرہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے
گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اس کا انتظار

چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام پر اگرچہ ابتلاؤں اور آزمائشوں کا طویل دَور آیا جس میں بدکاری کے جھوٹے الزام پر آپ کو کئی سال کے لئے قید بھی کر دیا گیا۔ لیکن خدا تعالیٰ کے ارادوں کو کوئی روک نہ سکا۔ اسی طرح سیّد الانبیاء، سیّد الاحیاء حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کو مکّہ والے اگرچہ صادق اور امین کہا کرتے تھے لیکن جب آپ کو نبوّت عطا ہوئی تو انہیں سرداروں نے اپنی سرداری جاتے دیکھ کر آنحضور ﷺ کی مخالفت میں کیا کچھ نہیں کیا۔ پھر ہجرت کے بعد مدینہ میں بعض لوگوں کی سرداری کی امیدوں پر پانی پھر گیا۔ ان میں ایسے بھی تھے جو بظاہر ایمان تو لے آئے لیکن اپنی سرداری چھن جانے کے حسد نے ان کو منافق بنا دیا اور وہ حضور ﷺ کے بعد بھی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی آنحضور ﷺ سے قربت اور محبت کو محض اس لئے برداشت نہ کر سکے کہ انہیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ میں آنحضور ﷺ کی جانشینی کے آثار واضح نظر آنے لگے تھے۔ اس پہ انہوں نے آپؓ کو راستے ہٹانے کے لئے ایسی تدابیر شروع کر دیں کہ حضرت ابو بکرؓ کو آنحضور ﷺ کی نظروں سے گرایا جائے اور دونوں کے درمیان اختلافات کی ایک خلیج پیدا کر دی جائے تا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا راستہ روکا جا سکے۔ اس کے لئے انہوں نے تمام اخلاقی حدود کو پار کرتے ہوئے آنحضور ﷺ اور آپ کے صحابہؓ پر مالی بد دیانتی کے الزامات لگائے جن کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّلۡمِزُكَ فِى الصَّدَقٰتِ‌ۚ فَاِنۡ

أُعْطُوا مِنْهَا رَضُوا وَإِنْ لَمْ يُعْطَوْا مِنْهَا إِذَا هُمْ يَسْخَطُونَ (التوبہ:59) ان میں سے ایسے بھی ہیں جو تجھ پر صدقات کے بارے میں الزام لگاتے ہیں، اگر ان کو اس میں سے کچھ دے دیا جائے تو وہ خوش ہو جاتے ہیں اور اگر نہ دیا جائے تو وہ فوراً ناراض ہو جاتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُونَ مِنْهُمْ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (التوبہ:79) ور وہ لوگ جو مومنوں میں سے طوعی نیکی کرنے والوں پر صدقات کے بارے میں الزام لگاتے ہیں اور ان لوگوں پر بھی جو اپنی محنت کے سوا (اپنے پاس) کچھ نہیں پاتے۔ پس وہ ان سے تمسخر کرتے ہیں، اللہ ان کے تمسخر کا جواب دے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

اسی طرح آنحضور ﷺ کے اہل بیت یعنی حضرت امّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی پر الزام لگایا گیا جو تاریخ میں واقعۂ افک کے نام سے مشہور ہے اور اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۃ النور میں فرمایا ہے۔ سورۃ النور کے مضمون پر مجموعی طور پہ غور کیا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس سورۃ کا مرکزی مضمون خلافت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ اللہ کا نور نبوّت کے ذریعہ دنیا میں ظاہر ہوتا اور خلافت کے ذریعہ پھیلتا ہے۔ لیکن اس سورۃ کا آغاز بدکاری اور قذف کی سزاؤں سے ہوتا ہے۔ دوسرے رکوع میں واقعۂ افک (یعنی حضرت عائشہؓ کی عفت و پاکدامنی پر جھوٹا الزام)، پانچویں رکوع میں اللہ کے زمین و آسمان کا نور ہونے اور ساتویں رکوع میں قیام خلافت کا ذکر فرمایا۔ اگر اس سورۃ کا مرکزی مضمون **نور الٰہی، نبوّت اور خلافت** ہے تو اس کے آغاز میں ہی زنا کی سزاؤں اور واقعہ افک کا ذکر کیوں کیا گیا؟ اس بارے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

”اب میں یہ بتاتا ہوں کہ پہلے چار رکوعوں کا باقی پانچ رکوعوں سے جن میں خلافت کا ذکر آتا ہے کیا تعلق ہے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ پہلے چار رکوعوں میں بدکاری کے الزامات کا ذکر اصل مقصود ہے اور ان میں خصوصاً اس الزام کو ردّ کرنا مقصود ہے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر لگایا گیا

تھا۔ اب ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر جو الزام لگایا گیا تو اس کی اصل غرض کیا تھی۔ اس کا سبب یہ تو نہیں ہو سکتا کہ ان لوگوں کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کوئی دشمنی تھی...... اس الزام کے بارے میں دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ یا تو یہ کہ یہ الزام نعوذ باللہ سچا ہو جس کو کوئی مومن ایک لمحہ کے لئے بھی تسلیم نہیں کر سکتا۔ خصوصاً اس صورت میں کہ اللہ تعالیٰ نے عرش پر سے اس گندے خیال کو ردّ کیا ہے۔ اور دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ حضرت عائشہ پر الزام بعض دوسرے وجودوں کو نقصان پہنچانے کے لئے لگایا گیا ہو۔ اب ہمیں غور کرنا چاہیئے کہ وہ کون کون لوگ تھے جن کو بدنام کرنا منافقوں کے لئے یا ان سرداروں کے لئے فائدہ بخش ہو سکتا تھا اور کن کن لوگوں سے اس ذریعہ سے منافقین اپنی دشمنی نکال سکتے تھے۔ ایک ادنیٰ تدبیر سے بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر الزام لگا کر دو شخصوں سے دشمنی نکالی جا سکتی تھی۔ ایک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ایک حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے۔ کیونکہ ایک کی وہ بیوی تھیں اور ایک کی بیٹی تھیں۔ یہ دونوں وجود ایسے تھے کہ ان کی بدنامی سیاسی لحاظ سے یا دشمنیوں کے لحاظ سے بعض لوگوں کے لئے فائدہ بخش ہو سکتی تھی۔ یا بعض لوگوں کی اغراض ان کو بدنام کرنے کے ساتھ وابستہ تھیں...... پس آپؓ پر الزام یا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض کی وجہ سے لگایا گیا یا پھر حضرت ابو بکرؓ سے بغض کی وجہ سے ایسا کیا گیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو مقام حاصل تھا وہ تو الزام لگانے والے کسی طرح چھین نہیں سکتے تھے۔ انہیں جس بات کا خطرہ تھا وہ یہ تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی وہ اپنی اغراض کو پورا کرنے سے محروم نہ رہ جائیں۔ وہ دیکھ رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ ہونے کا اگر کوئی شخص اہل ہے تو وہ ابو بکرؓ ہی ہے۔ پس اس خطرہ کو بھانپتے ہوئے انہوں نے حضرت عائشہؓ پر الزام لگا دیا تا حضرت عائشہؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ سے گر جائیں۔ اور ان کے گر جانے کہ وجہ سے حضرت ابو بکرؓ کو مسلمانوں میں جو مقام حاصل ہے وہ بھی جاتا رہے اور مسلمان آپؓ سے بد ظن ہو کر اس عقیدت کو ترک کر دیں جو انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل تھی۔ اور اس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکرؓ کے خلیفہ ہونے کا دروازہ بالکل

بند ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت عائشہؓ پر الزام لگنے کے واقعہ کے بعد خلافت کا بھی ذکر کیا۔ حدیثوں میں صریح طور پر ذکر آتا ہے کہ صحابہؓ آپس میں باتیں کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ رسول کریم ﷺ کے بعد اگر کسی کا مقام ہے تو وہ ابو بکرؓ کا ہی مقام ہے۔“

(تفسیر کبیر جلد6 صفحہ 324-325)

پھر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابیَ بن سلول کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

”یہ قیاس آرائیاں کرتا رہتا تھا کہ رسول کریم ﷺ فوت ہوں تو میں عرب کا بادشاہ بنوں۔ لیکن اب اس نے دیکھا کہ ابو بکرؓ کی نیکی اور تقویٰ اور بڑائی مسلمانوں میں تسلیم کی جاتی ہے۔ جب رسول کریم ﷺ نماز پڑھانے تشریف نہیں لاتے تو ابو بکرؓ آپ ﷺ کی جگہ نماز پڑھاتے ہیں۔ رسول کریم ﷺ سے کوئی فتویٰ پوچھنے کا موقع نہیں ملتا تو مسلمان ابو بکرؓ سے فتویٰ پوچھتے ہیں۔ یہ دیکھ کر عبد اللہ بن ابیَ بن سلول کو جو آئندہ کی بادشاہت ملنے کی امیدیں لگائے بیٹھا تھا، سخت فکر لگا۔ اور اس نے چاہا کہ اس کا ازالہ کرے۔ چنانچہ اس امر کا ازالہ کرنے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی شہرت اور آپؓ کی عظمت کو مسلمانوں کی نگاہوں سے گرانے کے لئے اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر الزام لگا دیا تا حضرت عائشہؓ پر الزام لگنے کی وجہ سے رسول کریم ﷺ کو حضرت عائشہؓ سے نفرت پیدا ہو اور حضرت عائشہؓ سے رسول کریم ﷺ کی نفرت کا یہ نتیجہ نکلے کہ حضرت ابو بکرؓ کو رسول کریم ﷺ اور مسلمانوں کی نگاہوں میں جو اعزاز حاصل ہے وہ کم ہو جائے اور ان کے آئندہ خلیفہ بننے کا کوئی امکان نہ رہے۔ چنانچہ اسی امر کا اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ذکر کرتا ہے اور فرماتا ہے إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِنْكُمْ ۚ کہ وہ لوگ جنہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ پر اتہام لگایا ہے وہ تم میں سے ہی مسلمان کہلانے والا ایک جتھا ہے۔ مگر فرماتا ہے لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَكُمْ ۖ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَكُمْ کہ تم یہ خیال مت کرو کہ یہ الزام کوئی برا نتیجہ پیدا کرے گا بلکہ یہ الزام بھی تمہاری بہتری اور ترقی کا موجب ہو جائیگا۔ چنانچہ لو اب ہم خلافت کے

متعلق اصول بھی بیان کر دیتے ہیں اور تم کو یہ بھی بتا دیتے ہیں کہ یہ منافق زور مار کر دیکھ لیں، یہ ناکام رہیں گے۔ اور ہم خلافت کو قائم کر کے رہیں گے...... اس الزام کا ذکر کرنے اور عبد اللہ بن ابیَ بن سلول کی اس شرارت کو بیان کرنے کے بعد کہ اس نے خلافت میں رخنہ اندازی کے لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر الزام لگایا تھا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ۭ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ۭ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ۔ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ مگر اس کے نور کو مکمل کرنے کا ذریعہ نبوّت ہے اور اس کے بعد اس کو دنیا میں پھیلانے اور اسے زیادہ سے زیادہ عرصہ تک قائم رکھنے کا اگر کوئی ذریعہ ہے تو وہ خلافت ہی ہے۔ گویا نبوّت ایک چمنی ہے جو اس کو آندھیوں سے محفوظ رکھتی ہے اور خلافت ایک ریفلیکٹر ہے جو اس کے نور کو دُور تک پھیلاتا ہے۔ پس ان منافقوں کی تدبیروں کی وجہ سے ہم اس عظیم الشان ذریعہ کو تباہ نہیں ہونے دیں گے۔ بلکہ اپنے نور کو دیر تک دنیا میں قائم رکھنے کے لئے اس سامان کو مہیّا کریں گے۔

اس بات کا مزید ثبوت کہ اس آیت میں جس نور کا ذکر ہے وہ نورت خلافت ہی ہے، اس سے اگلی آیتوں میں ملتا ہے جہاں اللہ تعالیٰ اس سوال کا جواب دیتا ہے کہ یہ نور کہاں ہے۔ فرماتا ہے فِيْ بُيُوْتٍ یہ نورِ خلافت چند گھروں میں پایا جاتا ہے۔ نورِ نبوّت تو صرف ایک گھر میں تھا مگر نورِ خلافت ایک گھر میں نہیں بلکہ فِيْ بُيُوْتٍ چند گھروں میں ہے۔ پھر فرماتا ہے اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وہ گھر ابھی چھوٹے سمجھے جاتے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ وہ ان گھروں کو اُونچا کرے کیونکہ نبوّت کے بعد خلافت اُس خاندان کو بھی اُونچا کر دیتی ہے جس میں سے کوئی شخص منصب خلافت حاصل کرتا ہے۔ اس آیت نے بتا دیا کہ اس جگہ اللہ تعالیٰ کا مقصد نورِ خلافت کو بیان کرنا ہے اور یہ بتانا مدّ نظر ہے کہ نور خلافت نور نبوّت اور نور الوہیت کے ساتھ کلّی طور پر وابستہ ہے اور اس کو مٹانا دوسرے دونوں نوروں مٹانا ہے۔ پس ہم اسے مٹنے نہیں دیں گے۔ اور اس نور کو ہم کئی گھروں کے ذریعہ سے ظاہر کریں گے تا نور نبوّت کا زمانہ اور اس کے ذریعہ سے نور الٰہیہ کے

ظہور کا زمانہ لمبا ہو جائے......تُرۡفَعَ کے لفظ نے یہ بھی بتا دیا کہ الزام لگانے والوں کی اصل غرض یہ ہے وہ ان لوگوں کو نیچا کریں اور انہیں لوگوں کی نگاہوں میں ذلیل کریں مگر خدا کا یہ فیصلہ ہے کہ وہ ان کو اونچا کرے۔ اور جب خدا انہیں عزت دینا چاہتا ہے تو الزام لگانے سے کیا بنتا ہے...... فرمایا کہ خلافت بادشاہت نہیں، وہ تو نور الٰہی کے قائم رکھنے کا ایک ذریعہ ہے۔ اس لئے اس کا قیام اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے...... تم الزام لگانا چاہتے ہو تو بے شک لگاؤ۔ نہ تم خلافت کو مٹا سکتے ہو۔ نہ ابو بکرؓ کو خلافت سے محروم کر سکتے ہو۔ کیونکہ خلافت ایک نور ہے جو نور اللہ کے ظہور کا ایک ذریعہ ہے اس کو انسان اپنی تدبیروں سے کہاں مٹا سکتا ہے،،

(تفسیر کبیر جلد6 صفحہ 327 تا329)

اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے خلافت کے قیام اور مقام، اس کی ضرورت و افادیت اور اطاعت کے مضامین کھول کے بیان فرما دیئے ہیں۔ اسی طرح مقام پہ جہاں بدکاری کی سزا بیان فرمائی، وہاں اس میں بیان کردہ واقعہ افک جیسے بے ہودہ اور جھوٹے الزامات لگانے والوں اور ان الزامات کی اشاعت کرنے والوں کو بھی بہت سخت تنبیہ فرمائی ہے۔ یہ واقعات اور ان کے بارے میں اللہ کے بیان فرمودہ ارشادات کا مطلب ہے کہ لوگ بعد میں بھی اس قسم کے فتنے اُٹھائیں گے۔ چنانچہ جب بھی ایسی صورتحال پیدا ہو تو مومنوں کو قرآن کریم کے ان احکام پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے ورنہ پھر ایسے لوگوں کا شمار اپنی مماثلت رکھنے والوں گروہ میں ہی ہو گا۔

کتاب الٰہی سے یہ بات عیاں ہے کہ ایسا معاملہ پیش آنے کی صورت میں متعلقہ حکّام جن کے پاس یہ معاملہ پیش ہو، ان کے علاوہ کسی کو اس معاملہ میں بات کرنے کی اجازت نہیں ہے ۔ اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کی سخت ناراضگی کا باعث قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ سورۃ النور میں واقعہ افک کے بعد کی آیات کا بغور مشاہدہ کریں تو اللہ تعالیٰ واضح فرما رہا ہے کہ جب تک جرم ثابت نہ ہو تب تک ہمیشہ حسن ظنّی سے کام لیتے ہوئے اسے جھوٹ ہی سمجھنا چاہئے۔ پھر فرمایا کہ إِذۡ تَلَقَّوۡنَهُ بِأَلۡسِنَتِكُمۡ وَتَقُولُونَ بِأَفۡوَاهِكُمۡ مَا لَيۡسَ لَكُمۡ بِهِ عِلۡمٌ وَتَحۡسَبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِنۡدَ اللّٰهِ

عَظِيمٌ (آیت:16) کہ جب تم اس (جھوٹ) کو اپنی زبانوں پر لے رہے تھے اور اپنے مونہہ سے وہ کچھ کہہ رہے تھے جس کا تمہیں علم ہی نہیں تھا۔ اور تم اسے معمولی سمجھ رہے تھے حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بہت بڑی تھی۔ یعنی اس قسم کی سنی سنائی باتوں کو بغیر کسی علم کے خواہ مخواہ آگے بیان کرنے کو معمولی مت سمجھو۔ یہ حرکت اللہ کے نزدیک بہت ہی بُری ہے۔ فرمایا وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمْ مَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ ۔(آیت:17) کہ جب تم نے یہ سنا تھا تو (سنتے ہی) یہ کیوں نہ کہا کہ ہمیں اس معاملے میں بات کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ (اے اللہ) تو پاک ہے۔ یہ تو بہتانِ عظیم ہے۔ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ أَنْ تَعُودُوا لِمِثْلِهِ أَبَدًا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ (آیت:18) اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ اگر مومن ہو تو اس قسم کی بات دوبارہ مت کرنا۔ پھر مزید فرمایا کہ إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (آیت:20) یقیناً وہ لوگ جو پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں بے حیائی پھیل جائے، ان کے لئے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے۔ اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

پس ایمان کا تقاضا ہے کہ ہم قرآن کریم میں اور خصوصاً سورۃ النّور میں بیان کردہ احکام الٰہی کی روشنی میں اللہ کے نور کو دنیا میں پھیلانے کے لئے آنحضور ﷺ کے ارشاد کے مطابق خلافت کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے کر اس سے صدق اور وفا سے چمٹ جائیں اور منافقین کی طرف سے بچھائے گئے ہر جال کو روندتے ہوئے آنحضور ﷺ کے ذریعہ ملنے والے الٰہی نور کو دنیا کی ہر سمت پھیلانے کا عہد کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 22 دسمبر 2021ء)



﴿65﴾

# نظام خلافت کے استحکام کے 14 طریق

(عبد السمیع خان۔ استاد جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا)

27 مئی 2008ء کو جماعت احمدیہ نے خلافت کے 100 سال پورے ہونے پر اپنے مقدس امام کے ہاتھ پر خلافت سے ہمیشہ وابستہ رہنے اور اشاعت اسلام میں سرگرم رہنے کا عہد کیا۔ یہ تاریخ عالم کا ایک عظیم اور منفرد دن تھا۔ جب 200 ملکوں کے احمدیوں نے بیک وقت کھڑے ہو کر یہ عہد دہرایا۔ کہیں صبح کا وقت تھا کہیں دوپہر کہیں شام اور کہیں رات کا اندھیرا مگر خلافت کا اجالا دنیا میں ہر جگہ پھیل رہا تھا اور اخلاص اور محبت کی شعاعیں شمال اور جنوب اور مشرق اور مغرب کو منور کر رہی تھیں۔

اب سوال یہ ہے کہ ہم نے اس عہد کو کیسے نبھانا ہے اور اس سے اپنا عشق کیسے ہمیشہ تازہ رکھنا ہے۔ کس طرح اس کو دلوں میں زندہ رکھنا ہے کہ ہماری نسلوں کو بھی اس سے عشق ہو جائے اور وہ اس کی پاسداری کرتی رہیں۔ تو دوستو! ہم نے اس عہد کو اس طرح نبھانا ہے جس طرح رسول کریمؐ کے صحابہ نے عہد باندھے اور پھر ان کو پورا کیا۔ انہوں نے جان مال عزت و آبرو لٹا دی مگر اپنے عہد پر کوئی آنچ نہ آنے دی۔

مدینہ سے صحابہؓ نے آ کر بیعت میں حصہ لیا اور یہ عہد کیا کہ ہم رسول اللہؐ کی حفاظت جان پر کھیل کر کریں گے۔ اصحاب بدر نے کہا یا رسول اللہ ہم آپ کے آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے۔ دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑیں گے اور دشمن آپ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک ہماری لاشوں کو روندتا ہوا نہ گزرے۔ انہی صحابہ نے حدیبیہ کے وقت عہد کیا ہم جان دے دیں گے۔ مگر محمد رسول اللہؐ کے سفیر کے قتل کا بدلہ ضرور لیں گے۔

اب دیکھئے صحابہ بھیڑ بکریوں کی طرح قربان ہو گئے۔ مرتے ہوئے انہوں نے رسول اللہؐ کو سلام بھیجا اور کہا خدا آپ کی آنکھیں ٹھنڈی رکھے اور قوم کو پیغام دیا کہ ہم جب تک زندہ رہے ہم نے رسول اللہؐ کی حفاظت کی اگر تمہاری زندگی میں ان کو کوئی زخم آیا تو تم خدا کے حضور جوابدہ ہو گے۔ جنگ بدر میں صحابہ نے رسول اللہؐ کے لئے دو اونٹنیاں مخصوص کر دیں اور کہا یا رسول اللہ اگر ہم سب مارے جائیں تو آپ اونٹنی پر مدینہ تشریف لے جائیں۔ ہمارے بقیہ زندہ بھائی آپ کی حفاظت کریں گے۔ جنگ خندق میں ان صحابہ نے پیٹ پر پتھر باندھ کر خندق کھودی۔ جنگ تبوک میں گھر کے سارے سارے مال پیش کر دیئے۔

ایسی ہی قربانیوں کے نمونے حضرت مسیح موعود کے صحابہ نے بھی دکھائے۔ مال مانگا تو چارپائیاں فروخت کر کے سب کچھ لے آئے۔ دعوت الی اللہ کی تحریک کی تو بغیر کاغذات اور پاسپورٹ کے مختلف ملکوں میں نکل کھڑے ہوئے۔ ماریں کھائیں مگر حق کا پیغام سناتے رہے۔ وقف زندگی کی تلقین کی گئی تو خود بھی حاضر ہو گئے۔ بچوں کو بھی وقف کر دیا اور آنے والی نسلوں کو بھی اس کا حصہ بنا دیا۔ مساجد کے لئے تحریک کی گئی تو اپنے گھر بیچ کر خدا کے گھر بنا دیئے۔

استقامت کے وہ نظارے دکھائے کہ لاہور میں چند گھنٹوں میں 86 احمدی شہید ہو گئے۔ مگر کسی کے لب پر کوئی شکوہ، کوئی آہ و بکا نہیں تھی بلکہ توحید کے نعرے اور درود شریف کی آوازیں تھیں اور یہ پیغام بھی کہ اگلے جمعہ کو ہم وہیں کھڑے ہوں گے۔ جہاں ہمارے آباء شہید ہوئے تھے۔ عورتوں اور چھوٹی بچیوں کو حبس دم کر کے مارا گیا مگر ان کے ایمان پر آنچ نہ آئی۔ حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب نے جماعت میں شہادت کا جو پودا لگایا تھا وہ بڑی شان سے تناور درخت بن چکا ہے جس کے ہر پتے پر ملکوں ملکوں کی شہادت کی داستانیں رقم ہیں۔

سادہ زندگی کی تحریک ہوئی تو کھانا ایک کر دیا۔ زیور بنانے بند کر دیئے نئے کپڑے بنانا چھوڑ دیئے اور ایسا عمدہ نمونہ دکھایا کہ غیروں نے بھی خراج تحسین پیش کیا۔ وہ جامعہ احمدیہ جس کی

بنیاد ایک معمولی کلاس سے ڈالی گئی تھی اب دنیا میں 14 جگہوں پر جگمگا رہا ہے۔ڈیڑھ ہزار سے زائد طلبہ اس میں پڑھ رہے ہیں اور دنیا فتح کرنے کے لئے تیار ہیں۔

پس عہدوں کی پاسداری اس طرح کی جاتی ہے اور خلافت کی آواز پر اس طرح لبیک کہی جاتی ہے۔ہم موسیٰ کی قوم کی طرح نہیں حضرت محمد مصطفیٰؐ کے غلام ہیں۔ہم تو صحابہ رسول کی طرح لبیک کہیں گے۔

### نظام خلافت کے استحکام کے 14 طریق

1. خلیفہ وقت سے دلی محبت کرنا ایسی کہ امام وقت اپنی جان، مال اور بیوی بچوں سے بھی پیارا ہو جائے۔
2. امام وقت کے ارشادات کو سننا اور سمجھنا۔ اس زمانہ میں ایم ٹی اے اور اخبارات ورسائل اس کا بہترین ذریعہ ہیں
3. پوری طاقت اور صلاحیت سے امام کی آواز پر لبیک کہنا اور ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہنا۔
4. خلیفہ وقت کی ظاہری حفاظت پر مستعد رہنا۔ امت مسلمہ اس بارہ میں غفلت کر کے نتائج بھگت چکی ہے
5. خلیفہ وقت کے لئے درد دل سے دعائیں کرنا، اس کی صحت، عمر اور منصوبوں میں کامیابی کے لئے سجدہ ریز ہونا۔
6. قیام صلوٰۃ اور ادائیگی زکوٰۃ کے مضمون پر دلی توجہ سے عمل پیرا ہونا۔
7. خلیفہ وقت سے ملاقاتوں اور خطوط کے ذریعہ سے تعلق رکھنا اور دعائیں حاصل کرنا۔
8. تمام اہم معاملات میں مشورہ کرنا اور اپنے حالات سے باخبر رکھنا۔
9. اپنے اہل وعیال اور عزیزوں میں خلیفہ وقت کی محبت کو راسخ کرنا۔
10. خلافت کی غیرت رکھنا اور منکرین خلافت کا مقابلہ کرنا۔

11. اپنے ماحول میں چوکس رہنا کہ کوئی فرد غیر شعوری طور پر بھی خلافت کی بے ادبی نہ کرے۔

12. خلافت کے حق میں زبانی تقاریر اور لسانی جہاد کرنا۔

13. خلافت کی برکات کے متعلق لٹریچر کی تیاری، اخبارات ورسائل، جرائد میں مضامین کی اشاعت، کتب کو عام کرنا۔

14. باہمی طور پر متحد اور بُنْیَانٌ مَّرْصُوْص بن کر رہنا۔ جس کیفیت کو قرآن نے رُحَمَاءُبَیْنَھُمْ قرار دیا ہے اس کے بغیر نہ جماعت مؤمنین کو استحکام نصیب ہو گا نہ خلافت کو جیسا کہ تاریخ خلافت راشدہ سے ثابت ہے۔

پس اے احباب و خواتین اور بچو! اس عہد کو حرز جان بناؤ اس سے عشق کرو کہ یہ تمہاری زندگی کا راز ہے۔ بقا کی ضمانت ہے۔ یہ ابد الآباد تک تمہاری نسلوں کے لئے آب حیات ہے۔ اسے دیواروں پر نہیں سینوں پر آویزاں کرو۔ دلوں کو منور کرو دماغوں کو اس سے جلا بخشو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہو اور تم دنیا میں بھی عزت پاؤ اور آخرت میں بھی عزت پاؤ۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 22 جنوری 2022ء)



﴿66﴾

# برکات خلافت

## (انصر رضا۔ واقفِ زندگی، نمائندہ الفضل آن لائن برائے کینیڈا)

### خلافت اور خلیفہ کا کیا مطلب ہے؟

برکات خلافت گنوانے سے پہلے ہمیں یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ خلافت اور خلیفہ کا کیا مطلب ہے۔ خلافت کسی پیشرو کی جانشینی کو کہتے ہیں اور خلیفہ بعد میں آنے والے یعنی جانشین کو کہتے ہیں۔ اس سے مراد ایسا شخص ہوتا ہے جو کسی دوسرے شخص کی نیابت میں یا اس کی عدم موجودگی میں یا اس کی وفات کے بعد اس کے کام کو اسی طرح سے اور اسی نہج پر آگے بڑھائے جس طرح وہ شخص چاہتا ہے یا اگر خود موجود ہوتا یا زندہ ہوتا تو آگے بڑھاتا۔ قرآن کریم، احادیثِ نبوی اور حضرت مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات میں یہ لفظ انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ خلافت کی مختلف صورتیں ہیں۔ اوّلین طور پر انبیاء علیہم السلام کو اس زمین پر اللہ تعالیٰ کا خلیفہ بنایا گیا۔ اس کے بعد بعض انبیاء بھی بعض کے خلیفہ بنے جس طرح حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ تھے اور ایک حدیث کے مطابق بنی اسرائیل کے انبیاءؑ ایک دوسرے کے خلیفہ ہوا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ غیر انبیاء بھی انبیاء کے خلفاء رہے ہیں جس طرح خلفائے راشدین آنحضرت ﷺ کے خلیفہ تھے۔ مسلمان صوفیاء میں بھی ان کی زندگی اور وفات کے بعد ان کے خلفاء کا تقرر کیا جاتا رہا ہے۔ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق خلافتِ راشدہ کے بعد، جس میں ظاہری و روحانی دونوں خلافتیں جمع تھیں، آنحضرت ﷺ کی روحانی خلافت شروع ہوئی اور مجدّدین آنحضرت ﷺ کے روحانی خلیفہ بنے۔ آخری زمانہ کیلئے مسیحِ موعود اور امام مہدیؑ کو آنحضرت ﷺ نے اپنا خلیفہ قرار دیا جو کہ اس امّت کے لئے خاتم الخلفاء ہیں۔ اب کوئی خلیفہ نہیں

مگر وہی جو آپؑ میں سے ہے اور آپؑ کے عہد پر قائم ہے۔ آپؑ نے اپنے بعد ایک دائمی قدرتِ ثانیہ یعنی خلافتِ احمدیہ کے قیام کی بشارت دی۔ چنانچہ یہ وہی خلافت ہے جو قیامّت تک رہنے والی، مسلسل اور دائمی ہے۔ اگرچہ نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے واضح طور پر فرمایا تھا کہ خلافت راشدہ کے بعد کاٹ کھانے والی اور جور و جبر والی ملوکیت ہو گی لیکن بنو امیہ اور بنو عباس کے ادوار میں اور ان کے بعد بھی ظالم و جابر عیاش مسلمان حکمرانوں نے خود کے لئے خلیفہ کا لقب اختیار کر لیا اور اب غیر احمدیوں کے نزدیک بادشاہ اور خلیفہ ہم معنی الفاظ بن کر رہ گئے ہیں اور اب وہ مسلمان حکمرانوں کی سلطنت کے احیاء کو ہی احیائے خلافت سمجھتے ہیں۔

خلافت کے معنی سے آگاہی کے بعد اب ہم اپنے اصل موضوع یعنی برکاتِ خلافت کی طرف آتے ہیں اور خلافت کی بے پایاں برکات میں سے چند کا مختصر جائزہ لیتے ہیں۔

## خلافت اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا اظہار ہے

آیتِ استخلاف کے مطابق خلافت ایمان اور اعمالِ صالحہ کا انعام ہے۔ یعنی خلافت اپنی ذات میں ایک انعام ہے اور انعام اُسی کو دیا جاتا ہے جس سے کوئی راضی اور خوش ہو۔ چنانچہ خلافت اللہ تعالیٰ کی مؤمنین صالحین پر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا اظہار ہے۔ اس سے بڑی کیا برکت ہو سکتی ہے کہ ہمارا خدا ہم سے راضی اور خوش ہو، جس کی سب سے بڑی شہادت یہی ہے کہ ہم میں بفضلہٖ تعالیٰ و بجمدہٖ خلافت قائم ہے۔

## خلافت الٰہی تعلق کے تسلسل کا نام ہے

ہم جانتے اور ایمان رکھتے ہیں کہ خلیفہ اللہ بناتا ہے۔ یہ امر نہایت بابرکت اور باعثِ مسرت ہے اور احمدیہ مسلم جماعت کی ایک امتیازی شان ہے کہ ہمارے درمیان ایک ایسا شخص نہ صرف موجود ہے، بلکہ مسلسل ہماری رہنمائی کر رہا ہے جو اللہ تعالیٰ کا منتخب کردہ اور تائید یافتہ ہے۔ غیروں کے ہاں ایسا کوئی ایک بھی شخص نہیں جو یہ دعویٰ کر سکے کہ اسے امامت و خلافت کی یہ قمیض خدا نے پہنائی ہے۔ اس حبل اللہ کے ذریعہ افراد جماعت اللہ سے ایک مضبوط تعلق قائم

کرتے ہیں اور یہی الٰہی تعلق دین کی روح، بنیادی اینٹ اور تمام برکات کا موجب ہے جس کے بغیر دین کی عمارت قائم نہیں رہ سکتی۔

## اتحاد

اسلام محض عبادات ورسومات کے مجموعہ کا نام نہیں ہے بلکہ تمام مسلمانوں کو وحدت کی ایک لڑی میں پروکر ان میں اتحاد قائم کرنا اور انہیں ایک امّت بنانا اس کا بنیادی مقصد ہے۔ قرآن و سنّت اور احادیث کے ساتھ ساتھ علمائے سلف اس پر زور دیتے اور اس کے حصول کے لئے مسلمانوں کو وعظ و تلقین کرتے رہے ہیں۔ ان تصریحات سے یہ بات بھی واضح طور پر ہمارے سامنے آتی ہے کہ یہ مقصد ایک متحد جماعت اور اس کے واجب الاطاعت امام کے بغیر حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ خلافتِ احمدیہ کی دیگر بے شمار برکات میں سے ایک بڑی برکت یہ بھی ہے کہ احمدیہ مسلم جماعت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے روحانی، علمی، قلبی اور ذہنی اتحاد قائم ہے جس کی واحد وجہ ہمارے درمیان ایک واجب الاطاعت خلیفہ کا موجود ہونا ہے۔ جماعت اپنی تبلیغی کاوشوں کے ذریعے لوگوں کے محض عقائد ہی تبدیل نہیں کرتی بلکہ بیعت سے پہلے ایک دوسرے سے اجنبی افراد کو بیعت کے ذریعہ ایک دوسرے کے ساتھ متحد کر دیتی ہے۔ یہ اتحاد کسی ایک خطے، علاقے یا ملک تک محدود نہیں ہے بلکہ دنیا بھر میں جہاں جہاں احمدیہ مسلم جماعت قائم ہے اور قائم ہو رہی ہے وہاں وہاں افراد جماعت میں قدرتی اور فطری طور پر یہ اتحاد قائم ہو جاتا ہے۔

## نظم

نظم یعنی تنظیم ایک واجب الاطاعت امام کے بغیر ممکن نہیں ہو سکتا۔ بصورت دیگر ہر فرد اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ کے مصداق جو چاہے کہتا رہے اور کرتا رہے۔ بے شک علمی سطح اور عقل و دانش مختلف ہونے کے باعث لوگوں کی آراء مختلف ہو سکتی ہیں اور نظامِ شوریٰ کے تحت وہ پیش بھی ہوتی ہیں لیکن آخری اور حتمی فیصلہ امام جماعتِ احمدیہ کا ہی ہوتا ہے جس کے سامنے ہر

فرد سرِ تسلیم خم کر کے ایک منظم طریقے سے خدمتِ دین انجام دیتا ہے۔ یہ نظم بھی خلافت کی ہی ایک برکت ہے۔

## اخوّت

اخوّت کے کئی درجے ہوتے ہیں۔ انسانی بنیادوں پر جہاں تمام اولادِ آدم یعنی ہر انسان کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا گیا؛ افراد ا، قوام و قبائل کو ایک دوسرے کا بھائی کہا گیا یہاں تک کہ انبیاءؑ کو ان کی منکر و مخالف اقوام کا جن میں وہ مبعوث کئے گئے تھے، بھائی کہا گیا، ایک خاندان اور ایک ہی صُلب سے پیدا ہونے والے افراد کو ایک دوسرے کا بھائی مانا گیا، وہاں تمام مسلمانوں کو بھی ایک دوسرے کا بھائی کہا گیا ہے اور اسی بناء پر ایک دوسرے کا مال جان اور عزت کو حرام کہا گیا ہے۔ بد قسمتی سے غیر احمدیوں میں نظامِ خلافت نہ ہونے کے باعث جہاں اُن میں اتحاد اور نظم مفقود ہے وہاں اخوّت بھی صرف ایک زبانی کلامی بات رہ گئی ہے۔ آئے دن غیر احمدی ایک دوسرے کے مال جان اور آبرو کو شیر مادر سمجھ کر لوٹتے اور ہڑپ کرتے ہیں۔ بفضلہٖ تعالیٰ احمدیہ مسلم جماعت خلافت کی برکت سے اخوّت کی اس حسین لڑی میں پروئی ہوئی ہے۔ اس عالمگیر اخوّت کا اظہار نہ صرف ہر ملک میں منعقد ہونے والے جلسہ ہائے سالانہ میں بلکہ جلسہ سالانہ یوکے میں بڑی شان سے نظر آتا ہے جس میں ہر قوم رنگ نسل اور زبان کے افراد بشاشت بھرے چہروں اور محبت بھرے جذبات کے ساتھ ایک دوسرے سے گلے ملتے ہیں۔

## خوف کی امن سے تبدیلی

خلافت کی برکات میں ایک اہم برکت یہ ہے کہ اس کے افراد من حیث الجماعت امن میں زندگی گزارتے ہیں اور جب کبھی بھی خوف کے سائے دنیا کو اپنی لپیٹ میں لیتے ہیں یا کوئی عاقبت نااندیش حکمران احمدیہ مسلم جماعت پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑنے کی کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ خلافت کی برکات سے اس کی خوف کو حالت کو جلد ہی امن مین بدل دیتا ہے۔ پاکستان کے حالات کے ساتھ ساتھ 11/9 کے بعد کے حالات و واقعات بھی اس بات کی قوی شہادت دیتے ہیں کہ

جہاں دنیا بھر میں عموماً اور مغربی ممالک میں خصوصاً غیر احمدیوں کو شک و شبہ کی نظروں سے دیکھا جانے لگا اور انہیں دہشتگرد قرار دیا جانے لگا وہاں احمدی مسلمان خلافت کے حصار میں ہونے کے باعث امن وعافیت میں رہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جیسا کہ اس کا وعدہ ہے کہ خلافت کا سایہ تا قیامت قائم رہے گا، ہمیں ایسے صاحبِ ایمان اور اعمالِ صالحہ کرنے والا بنائے رکھے جو اس انعام کے ہمیشہ مستحق اور مورد رہیں۔ آمین!

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 05 فروری 2022ء)



﴿67﴾

# خلفاء کا مقام

## ازروئے ارشادات خلفاء کرام

حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ فرماتے ہیں کہ

’’کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کا کام صرف نماز پڑھا دینا اور یا پھر بیعت لے لینا ہے۔ یہ کام تو ایک مُلّاں بھی کر سکتا ہے اس کے لئے کسی خلیفہ کی ضرورت نہیں اور میں اس قسم کی بیعت پر تھوکتا بھی نہیں۔ بیعت وہ ہے جس میں کامل اطاعت کي جائے اور خلیفہ کے کسي ایک حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے۔‘‘

(الفرقان، خلافت نمبر مئی جون 1967ء صفحہ 28)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں کہ:

’’جو خلیفہ مقرر کیا جاتا ہے اس میں دیکھا جاتا ہے کہ اس نے کل خیالات کو یکجا جمع کرنا ہے۔ اس کی مجموعی حیثیت کو دیکھا جاوے۔ ممکن ہے کسی ایک بات میں دوسرا شخص اس سے بڑھ کر ہو۔ ایک مدرسہ کے ہیڈ ماسٹر کے لئے صرف یہ نہیں دیکھا جاتا کہ وہ پڑھاتا اچھا ہے کہ نہیں یا اعلیٰ ڈگری اس کے پاس ہے یا نہیں۔ ممکن ہے کہ اس کے ماتحت اس سے بھی اعلیٰ ڈگری یافتہ ہوں۔ اس نے انتظام کرنا ہے، افسروں سے معاملہ کرنا ہے، ماتحتوں سے سلوک کرنا ہے یہ سب باتیں اس میں دیکھی جاویں گی۔ اسی طرح سے خدا کی طرف سے جو خلیفہ ہو گا اس کی مجموعی حیثیت کو دیکھا جاوے گا۔ خالد بن ولید جیسی تلوار کس نے چلائی؟ مگر خلیفہ ابو بکر ہوئے۔ اگر آج کوئی کہتا ہے کہ یورپ میں میری قلم کی دھاک مچی ہوئی ہے تو وہ خلیفہ نہیں ہو سکتا۔ خلیفہ وہی ہے جسے خدا نے بنایا۔ خدا نے جس کو چن لیا اُس کو چن لیا۔ خالد بن ولید نے 60 آدمیوں کے ہمراہ 60 ہزار آدمیوں پر فتح

پائی۔ عمرؓ نے ایسا نہیں کیا۔"(حضرت عمرؓ نے)"مگر خلیفہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہوئے۔ حضرت عثمانؓ کے وقت میں بڑے جنگی سپہ سالار موجود تھے، ایک سے ایک بڑھ کر جنگی قابلیت رکھنے والا ان میں موجود تھا۔ سارے جہان کو اس نے فتح کیا، مگر خلیفہ عثمانؓ ہی ہوئے۔ پھر کوئی تیز مزاج ہوتا ہے، کوئی نرم مزاج، کوئی متواضع، کوئی منکسر المزاج ہوتے ہیں، ہر ایک کے ساتھ سلوک کرنا ہوتا ہے جس کو وہی سمجھتا ہے۔ جس کو معاملات ایسے پیش آتے ہیں۔"

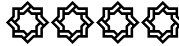
(خطبات محمود جلد4 صفحہ 72-73)

پھر آپؓ فرماتے ہیں کہ:

"میں ایسے شخص کو جس کو خدا تعالیٰ خلیفہ ثالث بنائے ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لا کر کھڑا ہو جائے گا تو اگر دنیا کی حکومتیں بھی اس سے ٹکر لیں گی وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔"

(خلافت حقہ اسلامیہ صفحہ 18)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 22 فروری 2022ء)



﴿68﴾

# استحکام خلافت

## حضرت مولوی حکیم نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا ایک عظیم کارنامہ

(مریم رحمٰن)

چہ خوش بودے اگر ہر یک زِامت نورِ دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نور یقین بودے

خلیفۂ وقت نبی کے بعد ایک اعلیٰ اور منفرد مقام پر فائز ہوتا ہے،اس کو خداتعالیٰ قائم کرتا ہے اور وہی قائم رکھتا ہے اس کی ہر طرح سے تائید و نصرت کرتا ہے۔سورۃ نورآیت 56 میں اللہ تعالیٰ نے خلافت کی اہمیت وبرکات پر خوب روشنی ڈالی ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ خلافت کے ذریعہ تمکنتِ دین فرماتا ہے،خوف کی حالت کو امن کی حالت سے بدل دیتا ہے۔پھر عبادات کی طرف نبی کی جماعت کو خلافت کے ذریعہ سے رہنمائی ملتی ہے اور شرک سے بھی اللہ تعالیٰ بچاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد خلافتِ راشدہ کا سلسلہ قائم فرمایا اور وہ تقریباً30 سال جاری رہا۔اسکے بعد اللہ نے آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق اس سلسلہ کو روکا اور حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد عملا بادشاہت شروع ہوگئی۔پھر آپ ﷺ کی عظیم پیشگوئیوں کے نتیجہ میں حضرت مسیحِ موعودؑ کا ظہور ہوا۔آپؑ کی وفات کے بعد اللہ نے خلافت علی منہاجِ نبوت جسے حضرت مسیحِ موعودؑ نے قدرت ثانیہ کہاہے،کا قیام فرمایا۔

جس طرح آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو مسندِ خلافت پر متمکن فرمایا اور آپؓ کو استحکامِ خلافت کے سلسلہ میں غیر معمولی جدوجہد کرنے کا موقع ملا۔بے شمار مشکلات ومسائل کا مقابلہ کرکے بالآخر ان پر فتح یاب ہونے کی توفیق آپ کو خدا

نے بخشی، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی عظیم ذات نے مقدر کر رکھا تھا کہ جب خلافت علیٰ منہاج نبوت کا امام مہدی و مسیحِ موعودؑ کے بعد ظہور ہو تو حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کو بھی استحکامِ خلافت کے سلسلہ میں غیر معمولی خدمت کی توفیق عطا ہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے دورِ خلافت پر نظر ڈالیں، اور آپ کے ارشادات کا گہرائی سے مطالعہ کریں تو ہمیں معلوم ہو گا کہ آپؓ نے اپنے مختصر سے دورِ خلافت میں خلافت کے صحیح اسلامی تصور کو ذہنوں میں راسخ کرنے اور خلافتِ حقہ راشدہ پر کئے جانے والے اعتراضات کے جوابات کے سلسلہ میں عظیم الشان کارنامے سرانجام دیئے اور ہمیشہ کے لئے معترضین خلافت کے منہ دلائل سے بند کر دیئے۔

حضرت مسیحِ موعودؑ کی وفات کا جو آپؑ کی پیاری جماعت پر غم اور تکلیف تھی اس کو اللہ نے آپؓ کو کھڑا کر کے دور فرمایا۔ جماعت کو ایک محفوظ ڈھال خلافت کی صورت میں خدا کی طرف سے بطور انعام ملی۔ خلافت کے ذریعہ سے اللہ نے تمکنتِ دین سے اس پیاری جماعت کو نوازا۔ جماعت کی خوف کی حالت کے بعد اس کو امن سے بدل دیا۔ مخالفین جو حضرت مسیحِ موعودؑ کی وفات پر خوشی اور فتح کے شادیانے بجا رہے تھے کہ اب یہ جماعت تباہ ہو گی انکی صفوں میں صفِ ماتم بچھ گئی۔ خلافت کا قیام خدائے عزوجل کی توحید بلند کرنے اور اسکی عبادات پر قائم رہنے کے لئے اللہ کی طرف سے عظیم الشان انعام ثابت ہوا۔

حضرت مسیحِ موعودؑ کے بعض ماننے والے (جو بعد میں نظام خلافت سے علیحدہ ہو گئے اور لاہوری جماعت کہلائے) جو اپنے زُعم میں اپنے آپ کو جماعت کی رہنمائی کرنے کا زیادہ اہل سمجھتے تھے یا حضرت مسیحِ موعودؑ کی قائم کردہ انجمن کو خلافت کے مقابلہ میں زیادہ بڑا سمجھتے تھے انکا ظہور بھی خلافتِ اولیٰ میں ہی ہوا۔ حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاولؓ کی عظیم شخصیت کا ان پر بہت اثر تھا۔ انہوں نے آپؓ کی بیعت تو کر لی مگر آپؓ کی خلافت کے مسلسل 6 سال میں یہ لوگ جماعت میں خلافت کے خلاف ریشہ دوانیہ کرتے رہے۔ کبھی مدرسہ دینیہ کے قیام کے

خلاف سازشیں کرتے اور کہتے کہ احمدی نواجوانوں کو زیادہ سے زیادہ کالجوں کا رخ کرنا چاہئے اور اعلیٰ تعلیم کی طرف زیادہ توجہ ہونی چاہئے۔ ہاں اسکے بعد اگر کوئی اپنے آپ کو خدمت دین کے لئے پیش کرنا چاہے اسے ایک آدھ سال میں قرآن پڑھا کر مبلغ بنا دیا جائے۔ حالانکہ یہ حضرت مسیحِ موعودؑ اور خلافت کی منشاء کے مکمل خلاف تھا۔

(تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ 229)

کبھی یہ لوگ احکام خلافت پر من و عن عمل نہ کر کے اپنا باغیانہ رویہ دکھاتے۔ ان لوگوں کی نظر میں خلافت کا مقام ایک عام مذہبی لیڈر یا رہنما سے زیادہ نہ تھا۔ اور یہ خدا کے قائم کردہ خلیفہ کو ایک ادارے صدر انجمن سے اوپر نہ سمجھتے تھے بلکہ انکا خیال تھا کہ سب معمالات صدر انجمن ہی دیکھے۔ اور یہ لوگ انجمن کو حاکم اور خلیفہ کو محکوم بنانا چاہتے تھے۔ بلکہ یہ تو خلیفۃ المسیح کو خلافت سے معزول بھی کرنا چاہتے تھے۔ آپؓ انہیں مستقل خلافت کا مقام و مرتبہ سمجھاتے اور انجمن کا حضرت خلیفۃ المسیح کے ماتحت ہونا بتاتے۔ ان سے دوبارہ بیعت تک لیتے۔

(تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ 262-263)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی عظیم ذات کا چونکہ ان پر کسی حد تک اثر تھا اس لئے آپؓ جب ان سے خطاب فرماتے تو یہ لوگ جھاگ کی طرح بیٹھ جاتے۔ آپؓ نے جماعت کو وحدت کی لڑی میں پرویا۔ مقامِ خلافت کی عظمت کو قائم کرنے کے سلسلہ میں آپؓ کا جماعت پر اس قدر احسان ہے کہ اسے بھلایا نہیں جاسکتا۔ آپؓ نے اپنے اس عظیم کام سے آنے والی نسلوں کے دلوں میں خلافت کا احترام بڑھا دیا اور بتلا دیا کی خلافت جماعت کے پاس خدا کے جناب سے دیا ہوا ایک عظیم الشان انعام و فضل ہے۔ اور اگر جماعت نے اس مقدس امانت کی حفاظت و قدر کی تو دنیا کی کوئی طاقت ان کو ترقی کی منازل طے کرنے سے نہیں روک سکتی۔

پچھلے 113 سالہ دور خلافت کی عظیم الشان برکات اس کا منہ بولتا ثبوت ہیں کہ کیسے خلافت کے ساتھ چمٹنے والی اور اسکی قدر کرنے والی جماعت باوجود حکومتوں کی سخت مخالفت کے دن

دو گنی او ور رات چو گنی ترقی کر رہی ہے۔ اور اس نعمت کو مان کر انکار کرنے والے یا سرے سے نامان کر انکار کرنے والے دنیا میں ذلیل ہیں اور قیام خلافت کے لئے سر گرداں پھر رہے ہیں۔

وہ لوگ جو خلافت کا مقام نہ سمجھتے تھے اور خدا کے قائم کردہ خلیفہ کے بالمقابل انجمن کو احمدیت دیتے تھے انکی حرکات کا ذکر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اپنی تقریر میں (جو کہ 31 جنوری 1909ء کو مسجد مبارک کی چھت پر کی) ان الفاظ میں فرمایا:

"کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کا کام نماز پڑھانا یا جنازہ یا نکاح پڑھا دینا اور یا پھر بیعت لے لینا ہے۔ یہ کام تو صرف ایک ملاّ بھی کر سکتا ہے اس کے لئے کسی خلیفہ کی ضرورت نہیں۔ اور میں اس قسم کی بیعت پر تھوکتا بھی نہیں۔ بیعت وہی ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے اور جس میں خلیفہ کے کسی ایک حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے"۔

(تاریخ احمدیت جلد 3 صفحہ 262)

اس طرح کے الفاظ کچھ اضافہ کے ساتھ حیاتِ نور میں یوں درج ہیں:

مجھے کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کا کام نماز پڑھا دینا یا جنازہ یا نکاح پڑھ دینا یا بیعت لے لینا ہے۔ یہ جواب دینے والے کی نادانی ہے اور اس نے گستاخی سے کام لیا ہے اس کو توبہ کرنی چاہئے ورنہ نقصان اٹھائیں گے۔

(حیات نور مصنفہ عبد القادر سابق سوداگر مل، صفحہ:379، سن اشاعت 2003ء، قادیان)

حضرت مسیحِ موعودؑ نے اپنی مبارک تحریرات میں واضح فرمایا تھا کہ خلیفہ خدا مقرر فرماتا ہے اور اس میں انسانی کوششوں کا کوئی عمل دخل نہیں چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں۔

صوفیاء نے لکھا کہ جو شخص کسی شیخ یا رسول اور نبی کے بعد خلیفہ ہونے والا ہوتا ہے توسب سے پہلے خدا کی طرف سے اس کے دل میں حق ڈالا جاتا ہے۔ جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے مگر خدا تعالیٰ کسی خلیفہ کے ذریعہ اس کو مٹاتا ہے اور پھر گویا اس امر کا از سرِ نو اس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح و استحکام ہوتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا۔ اس میں بھی یہی بھید تھا کہ آپ ﷺ کو خوب علم تھا کہ اللہ تعالیٰ خود ایک خلیفہ مقرر فرمادے گا کیونکہ یہ خدا کا ہی کام ہے اور خدا کے انتخاب میں نقص نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کام کے واسطے خلیفہ بنایا اور سب سے اول حق انہی کے دل میں ڈالا۔"

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 229، ایڈیشن 1984)

انبیاء علیہم السلام کے بعد جاری ہونے والی خلافت میں چونکہ بظاہر انسانوں کی پسند کا دخل نظر آتا ہے اس لئے بعض نادان اس گمان میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ خلیفہ کی تابع جماعت ہی اپنے ووٹوں سے اس خلیفہ کو بنانے والی ہے۔ یہ لوگ اس حقیقت کو پسِ پشت ڈال دیتے ہیں کہ خدا کا اٹل وعدہ ہے کہ خلیفہ میں اور صرف میں ہی بناؤنگا۔ مؤمنین کی جماعت کے ہاتھوں کسی خلیفہ کا انتخاب محض خدائی تصرف کے تحت عمل میں آتا ہے۔ یہ خدا کی منشاء کے مطابق ہوتا ہے اور یہ کہنا خلاف قرآن ہے کہ مؤمنین کی وہ جماعت جس نے خلیفہ کا انتخاب کیا وہ خلیفہ بنانے والی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول ؓ اس حوالہ سے فرماتے ہیں:

"میں نے تمہیں بارہا کہا ہے اور قرآنِ مجید سے دکھایا ہے کہ خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ آدم کو خلیفہ بنایا کس نے؟ اللہ تعالیٰ نے۔ فرمایا۔ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً...... جس طرح آدم وداؤد اور ابو بکر وعمر کو اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنایا ہے اگر کوئی کہے کہ انجمن نے خلیفہ بنایا ہے تو وہ جھوٹا ہے اس قسم کے خیالات ہلاکت کی حد تک پہنچاتے ہیں۔ تم ان سے بچو۔"

(بدر 4 جولائی 1912 صفحہ 6)

آپؓ ایسے خیالات کے حامل لوگوں کا جواب مزید ان الفاظ میں دیتے ہیں:

"خلافت کیسری کی دکان کا سوڈاواٹر نہیں۔ تم اس بکھیڑے سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے، نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے اور نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے۔ میں جب مر جاؤں گا تو پھر وہی کھڑا ہو گا جس کو خدا چاہے گا اور خدا اس کو آپ کھڑا کر دے گا۔ تم نے میرے ہاتھوں پر اقرار کئے ہیں تم خلافت کا نام نہ لو۔ مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا

ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے۔ اگر تم زیادہ زور دو گے تو یاد رکھو میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دیں گے۔ دیکھو میری دعائیں عرش میں بھی سنی جاتی ہیں۔ میرا مولیٰ میرے کام میری دعا سے بھی پہلے کر دیتا ہے۔ میرے ساتھ لڑائی کرنا خدا سے لڑائی کرنا ہے۔ تم ایسی باتوں کو چھوڑ دو اور توبہ کر لو۔"

(تقریر 16۔17 جون 1912ء بمقام احمدیہ بلڈنگز لاہور۔ اخبار بدر 11 جولائی 1912ء جلد 12 نمبر 2 صفحہ 4)

ظاہر ہے کہ خلیفہ بنانا خدا کا کام ہے اور یہ قرآن سے ثابت ہے تو پھر غیر اللہ کے لئے یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ خدا کے قائم کردہ خلیفہ کو معزول کر سکے۔ آپؓ اس بات کا رد کرتے ہوئے کہ کیا کوئی انجمن یا انسان خلیفہ مقرر یا معزول کر سکتا ہے فرماتے ہیں:

"پھر سن لو کہ مجھے نہ کسی انسان نے نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا اور نہ ہی میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے۔ پس مجھ کو نہ کسی انجمن نے بنایا اور نہ میں اس کے بنانے کی قدر کرتا اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی رداء کو مجھ سے چھین لے۔"

(اخبار بدر قادیان 4 جولائی 1912ء)

خلیفہ وقت کے ساتھ انسان کے جذبات ہمیشہ اطاعت کے ہوں اور نعوذ باللہ کبھی بھی دل میں ایسا خیال نہ آئے جس سے خلیفۂ وقت کی ذات پر آنچ آئے یا آپکی اطاعت میں کمی واقع ہو۔ کیونکہ خلافت خدا کا وہ فضل ہے جس سے جماعت کا اتفاق واتحاد قائم ہے۔ ہمارے لئے اس نعمت کی شکر گزاری فرض ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں:

"تم شکر کرو کہ ایک شخص کے ذریعہ تمہاری جماعت کا شیرازہ قائم ہے۔ اتفاق بڑی نعمت ہے اور یہ مشکل سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ خدا کا فضل ہے کہ تم کو ایسا شخص دے دیا جو شیرازہ وحدت قائم رکھے جاتا ہے۔ وہ نہ تو جوان ہے۔ اور نہ اس کے علوم میں اتنی وسعت جتنی اس زمانہ میں چاہئے لیکن خدا نے تو موسیٰ کے عصا سے جو بے جان لکڑی تھی اتنا بڑا کام لے لیا تھا کہ فرعونیت کا قلع قمع ہو گیا۔ اور میں تو اللہ کے فضل سے انسان ہوں۔ پس کیا عجب ہے کہ خدا مجھ سے یہ کام لے!

تم اختلافات اور تفرقہ اندازی سے بچو! نکتہ چینی میں حد سے بڑھ جانا بڑا خطرناک ہے! اللہ سے ڈرو! اللہ کی توفیق سے سب کچھ ہو گا۔"

(بدر 24 اگست 1911 صفحہ:3 کالم 2، بحوالہ ماہنامہ انصاراللہ، خصوصی اشاعت بر موقع خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی۔ مئی، جون 2008۔ صفحہ:213۔214)

خلافت کی مکمل اطاعت کرنے اور باہم تنازعات میں نہ پڑنے کے حوالہ سے آپؓ فرماتے ہیں:

میرے تو وہم میں بھی نہ تھا کہ میں کسی جماعت کا امام ہوں گا۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ایک آن کی آن میں مجھے امام بنا دیا اور ایک قوم کا امیر بنا دیا۔ تم سیکرٹری لوگ ہو۔ پریذیڈنٹ بھی ہیں۔ تمہیں کبھی کبھی مشکلات پیش آجاتی ہوں گی اور پھر اس سے عناد بڑھ جاتا ہے۔ اول تو اس غلطی سے کہ کیوں مجھے عہدیدار نہ بنایا۔ میرا اپنا تو ایمان ہے کہ اگر حضرت صاحب کی لڑکی حفیظہ (امۃ الحفیظ) کو امام بنا لیتے تو سب سے پہلے میں بیعت کر لیتا اور اس کی ایسی ہی اطاعت کرتا۔ جیسی مرزا کی فرمانبرداری کرتا تھا اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقین رکھتا کہ اس کے ہاتھ پر بھی پورے ہو جاویں گے۔

اس سے میری غرض یہ بتانا ہے کہ ایسی خواہش نہیں ہونی چاہئے۔ غرض کبھی اس قسم کی مشکلات آتی ہوں گی۔ پس پہلی نصیحت یہ ہے اور خدا کے لئے اسے مان لو۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے لَا تَنَازَعُوا

اس منازعت سے تم بودے ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا بگڑ جاوے گی۔ پس تنازعہ نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ چونکہ خالق فطرت ہے اور جانتا تھا کہ جھگڑا ہو گا اس لئے فرمایا۔ فاصبروا

پس جب سیکرٹری اور پریذیڈنٹ سے منازعت ہو۔ تو اللہ تعالیٰ کیلئے صبر کرو۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہو گا۔

میرا حق ہے کہ میں تم کو نصیحت کروں۔ تم نے عہد کیا ہے کہ تمہاری نیک بات مانیں گے۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ یہ مان لو۔ قطعاً منازعت نہ کرو۔ جہاں منازعت ہو۔ فوراً جناب الٰہی کے حضور گر پڑو۔ میں نے ابھی کہا ہے کہ اگر حفیظہ کو امام بنا لیتے تو اس کی بھی مرزا صاحب جیسی فرمانبرداری کرتا۔ پس تم مشکلات سے مت ڈرو۔ مشکلات سے مٹ ڈرو۔ مشکلات ہر جگہ آتی ہیں۔ میرے اُوپر بھی آئیں۔ اور بڑی غلطی یا شوخی یا بے ادبی بعض آدمیوں سے ہوئی۔ اب ہم نے درگزر کر دیا ہے۔ مگر انہوں نے حق نہیں سمجھا کہ کیا امامت کا حق ہوتا ہے؟ یہ بھی کم علمی کا نتیجہ ہوتا ہے جو انسان حقوق شناسی نہ کرے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے رحم فرمایا۔ ان کے دلوں کی آپ اصلاح کر دی۔ اور دل اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ قدرت میں تھے۔ اس نے سب کو میرے ساتھ ملا دیا اور ان پر اور ہم پر اور ہماری قوم پر رحم اور احسان ہوا۔ غرض ایک یہ یاد رکھو کہ تنازعہ نہ ہو۔ آپ کرو نہ ماتحتوں کو کرنے دو۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے موقعہ پر صبر کی تعلیم دی ہے۔

دوسرے بعض جگہ کثرت سے لوگ ہیں وہاں میں دیکھتا ہوں کہ ترقی رک گئی ہے۔ اس کا کوئی مخفی راز ہے میں اس کو جانتا ہوں۔ اس کی تلافی دو طرح ہو سکتی ہے۔ ایک یہ کہ پریذیڈنٹ اور سیکرٹری اللہ تعالیٰ سے رو رو کر دعائیں کریں...

خوب یاد رکھو کہ جہاں جماعت کی ترقی رک گئی ہے۔ وہاں پریذیڈنٹ اور سیکرٹری صاحبان وضو کریں۔ نماز پڑھیں اور اپنی ذات سے صدقہ و خیرات کریں کہ جناب الٰہی خود اس گرہن کو دور کر دے۔ اور اس روک کو اٹھا دے جو ان کے اثر کے آگے آگئی ہے۔

میں نے اس وقت تک دو باتیں بتائی ہیں۔ اول تنازعہ نہ کرو۔ پھر اگر ایسا ہو جاوے تو صبر کرو۔ تیسری بات یہ بتائی کہ اگر ترقی رک گئی ہے تو صدقہ و خیرات کرو۔ استغفار کرو۔ دعاؤں سے کام لو۔ تا کہ تمہارا افیضان رک نہ جاوے۔ اگر کوئی روک آگئی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے دور کر دے۔

(بدر 12 جنوری 1911ء، بحوالہ الفضل آن لائن 11 جون 2020ء)

اس حوالہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ مزید فرماتے ہیں:

”پس میں تم کو نصیحت کرتا ہوں، پھر نصیحت کرتا ہوں، پھر نصیحت کرتا ہوں، پھر کرتا ہوں، پھر کرتا ہوں، پھر کرتا ہوں، پھر کرتا ہوں، پھر پھر کرتا ہوں کہ آپس کے تباغض اور تحاسد کو دور کر دو یہ مجتہدانہ رنگ چھوڑ دو۔ جو مجھے نصیحت کرنے میں وقت خرچ کرتے ہو وہ دعا میں خرچ کرو اور اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل چاہو۔ تمہارے وعظوں کا اثر مجھ بڈھے پر نہیں ہو گا۔ ادب کو ملحوظ رکھ کر ہر ایک کام کرو۔“

(بدر 21 اکتوبر 1909ء، خطباتِ نور صفحہ 241)

سورہ نور آیت 56 میں مذکور ہے کہ جو خلافت کی نعمت کی ناقدری کرے اور اسکے احکام کا انکار کرے وہ فاسق اور نافرمان ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ احبابِ جماعت کے اندر خلافت کے ساتھ محبت و اطاعت کے جذبات پیدا کرنے کی کوشش فرماتے رہتے۔

چنانچہ آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا ایک ارشاد درج کرتی ہوں جس میں آپؓ نے اطاعتِ خلافت پر زور دیا ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں:

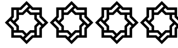
”آخر میں ایک بات اور کہنا چاہتا ہوں اور یہ وصیت کرتا ہوں کہ تمہارا اعتصام حبل اللہ کے ساتھ ہو۔ قرآن تمہارا دستور العمل ہو، باہم کوئی تنازع نہ ہو کیونکہ تنازع فیضان الٰہی کو روکتا ہے۔ موسیٰؑ کی قوم جنگل میں اسی نقص کی وجہ سے ہلاک ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم نے احتیاط کی اور وہ کامیاب ہو گئے۔ اب تیسری مرتبہ تمہاری باری آئی ہے اس لیے چاہئے کہ تمہاری حالت اپنے امام کے ہاتھ میں ایسی ہو جیسے میّت غسّال کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ تمہارے تمام ارادے اور خواہشیں مردہ ہوں اور تم اپنے آپ کو امام کے ساتھ ایسا وابستہ کرو جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ۔ اور پھر ہر روز دیکھو کہ ظلمت سے نکلتے ہو یا نہیں، استغفار کثرت سے کرو اور دعاؤں میں لگے رہو، وحدت کو ہاتھ سے نہ دو، دوسرے کے ساتھ نیکی اور خوش معاملگی میں کوتاہی نہ کرو۔ تیرہ سو برس کے بعد یہ زمانہ ملا ہے اور آئندہ یہ زمانہ قیامت تک نہیں آسکتا۔ کیونکہ شکر ادا کرنے پر

ازدیاد نعمت ہوتا ہے۔ لَىِٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ (ابراہیم:8) لیکن جو شکر نہیں کرتا وہ یاد رکھے ( اِنَّ عَذَابِىْ لَشَدِيْدٌ۔ ) (ابراہیم:8)

(الحکم 24 جنوری 1903ء جلد 7 نمبر 3 صفحہ 15،وخطباتِ نور صفحہ 131)

اللہ کروڑہار حمتیں فرمائے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی پاک ذات بابرکات پر اور ہم سب کو خلافتِ احمدیہ کی حقیقی قدر کرنے اور مکمل اطاعت کی توفیق دے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 15 مارچ 2022ء)



﴿69﴾

# خلافت احمدیہ غیروں کی نظر میں

## (صفوان احمد ملک۔ نمائندہ الفضل آن لائن، جرمنی)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ جرمنی اُن خوش قسمت ممالک میں شامل ہے جس کے کونے کونے نے خلافت کے بابرکت قدموں کو باربار چومنے کی سعادت پائی ہے اور جرمنی جماعت کی یہ بھی خوش قسمتی رہی ہے کہ خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں اس ملک کے طول وعرض میں کثرت سے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام پہنچا ہے۔ بالخصوص ہر سال نئی مساجد کے سنگ بنیاد اور افتتاحی تقریبات میں حضور انور کی بنفس نفیس شرکت اور ان پروگراموں میں مختلف مکتبہ ٔ فکر سے تعلق رکھنے والے سینکڑوں بلکہ ہزاروں جرمن افراد کا براہ راست خلافت احمدیہ سے فیض پانا ہمارے لئے قابل صد افتخار ہے۔ خلافت خامسہ کے دور میں اب تک جرمنی کی 45 مساجد کا افتتاح ہو چکا ہے۔ اسی طرح جلسہ ہائے سالانہ کے مواقع پر آنے والے ہزاروں زیر تبلیغ افراد کے ساتھ حضورِ انور کے خطابات اور دنیا کے کونے کونے سے آنے والے وفود، سیاست دان و دانشور اور مختلف مکتبہ ٔ فکر سے تعلق رکھنے والے حضرات کا حضور انور کی شخصیت اور وجود کے بارے اپنے تاثرات کا اظہار اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت اپنے اس مقرر کردہ خلیفہ کے ساتھ ہے۔ ان تاثرات کے حصول کے لئے خاکسار نے برادرم حافظ فرید احمد خالد صاحب نیشنل سیکریٹری تبلیغ سے درخواست کی جو انہوں نے کمال شفقت سے منظور فرمائی آپ تحریر کرتے ہیں کہ:

”اللہ تعالیٰ کے فضل سے خاکسار کو شعبہ تبلیغ کی ذمہ داری کے علاوہ گزشتہ کئی سالوں سے جلسہ سالانہ جرمنی پر بیرون ممالک سے تشریف لانے والے وفود کی حضور انور سے ملاقاتوں

اور مساجد کے افتتاح و سنگ بنیاد کی تقاریب کا انتظام کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ ان تقریبات میں بے شمار ایسے تاثرات و واقعات کا مشاہدہ کیا گیا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ غیر مسلم لوگوں کے دلوں میں آپ کی محبت اور چاہت ڈال دیتا ہے اور اُن لوگوں کے دلوں کو بدل دیتا ہے جو آپ کو دیکھنے سے پہلے مختلف قسم کے خدشات، بے چینیاں اور وہم اپنے دلوں میں لئے ہوتے ہیں۔ لیکن حضور انور کے دیدار اور ملاقات کے بعد خدا تعالیٰ ان کی حالت یکسر بدل دیتا ہے۔

کیا یہ کسی انسان کے ہاتھ میں ہے کہ نفرت وخوف کے جذبات کو یکلخت پیار و محبت اور فدائیت میں بدل دے۔ پس یہ خدا کا فضل ہی ہے اور خدا کا ہاتھ ہی ہے جو خلیفۃ المسیح کے سر پر ہے۔ جماعت احمدیہ اور حضرت خلیفۃ المسیح کے متعلق عوام الناس کے بے شمار تاثرات ہیں اُن میں سے چند پیش خدمت ہیں۔

**مورخہ 14 اکتوبر 2019 ویزبادن کی مسجد بیت المبارک کی افتتاحی تقریب کے بعد جرمن مہمانوں کے تاثرات:**

* **مکرم ڈاکٹر وجاہت احمد وڑائچ صاحب** بیان کرتے ہیں کہ مکرم ڈاکٹر ہارٹ مَن صاحب Dr. Hartmann کہتے ہیں کہ لوگ جتنے بھی کھلے ذہن کا دعوی کریں مگر پھر بھی ان کے ذہنوں میں تحفظات موجود ہوتے ہیں اور امام جماعت احمدیہ کی گفتگو تو تحفظات دور کرنے والی تھی ہی مگر ان کی شخصیت کا اثر کچھ ایسا عاجز اور ہمدرد انسان کا تھا کہ مجھے لگ رہا تھا کہ ان سے کوئی بھی سوال پوچھا جاسکتا ہے اور ایسے شخص سے بات کرنے کے بعد دل میں کوئی تحفظات اور فاصلے نہیں رہتے۔

* **مکرم کامران وڑائچ صاحب** بیان کرتے ہیں کہ ویزباڈن ہسپتال کی ڈاکٹر فیراری Dr. Ferrari کہتی ہیں کہ میں آج کی تقریب میں شمولیت اپنے لئے اعزاز سمجھتی ہوں اور امام جماعت احمدیہ کی تقریر سے مجھے جو تعلیم اور پیغام ملا ہے اس کو میں اپنے لئے ہی نہیں بلکہ اپنی اولاد کے لئے بھی ضروری خیال کرتی ہوں۔ مذہب و ملت سے بالاتر ہو کر انسانی دکھوں میں ہمدردی کرنا اور مٹتی ہوئی انسانی قدروں کا قیام ہی اس وقت بین الاقوامی محبت اور یگانگت کے لئے لازمی امر ہیں اور اس

تقریر نے ہر پہلو سے اس ضرورت کو اجاگر کیا ہے۔ میرا اپنا عیسائی فرقہ آپ کی جماعت کا مقابلہ نہیں کر سکتا میرے اندر آپ کے خلیفہ کے لئے بہت احترام ہے میں یہ تعلیم جذب کرنا چاہتی ہوں۔

* **مکرم شہزاد میر صاحب** بیان کرتے ہیں مائینز شہر سے چرچ کے نمائندے اینگن برگر Angenberger صاحب کا کہنا تھا کہ امام جماعت احمدیہ نے ہمسائے کے حقوق کے حوالے سے جو اسلامی تعلیم تفصیل کے ساتھ پیش کی ہے یہ میرے لئے بالکل نئ اور دلچسپ تھی میں نے کبھی کسی مذہبی لیڈر سے ہمسائیوں کے حقوق کے بارہ اتنی گہری باتیں نہیں سنی۔

* **ایک خاتون Miss Mari** کا کہنا تھا کہ امام جماعت احمدیہ شہریوں کے حقوق اور ہمدردی کے بارے میں دلی جذبات سے بھرپور بات کرتے ہیں اور ان کی تقریر سے ان کی ذات میں ہمدردی اور محبت کا اندازہ ہوتا ہے جو ان کو ہر انسان سے ہے، چاہے اس کا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو۔ مجھے ان کی بلاامتیاز مذہب وملت ہمدردی اور بنی نوانسان سے محبت کی تعلیم بہت پسند آئی ہے۔

* **مکرم بہزاد چوہدری صاحب مربی سلسلہ** بیان کرتے ہیں کہ انٹی گریشن محکمے سے تعلق رکھنے والے Mr. Hans Peter کا کہنا تھا کہ میں خلیفہ صاحب سے ایک بار پہلے بھی مل چکا ہوں مجھے آپ سے ملاقات کر کے بہت خوشی محسوس ہوتی ہے۔ امام جماعت احمدیہ کی اس تقریر کی ہر طبقے میں اشاعت ہونی چاہئے کہ لوگ اسلام کی حقیقی تعلیم کو جان سکیں کہ صرف زبانی دعوے کچھ اہمیت نہیں رکھتے جب تک عملی رنگ میں انسانی قدروں کی پاسداری کر کے نہ دکھائی جائے۔ مجھے جماعت احمدیہ اور امام جماعت احمدیہ اپنے قول وفعل میں مطابقت کی وجہ سے بہت عزیز اور قابل احترام ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ معاشرے کے دیگر طبقات بھی انسانی قدروں کے احترام میں اسی نقطہ نظر کو فروغ دیں۔

٭ **ڈاکٹر اسامہ ابو حسن** کہتے ہیں کہ آپ کے خلیفہ نے اصل اسلامی تعلیم اور حقیقی اسلام کا دل نشیں چہرہ دکھا کر اسلام کے بارے غلط فہمی دور کرنے کے علاوہ عامتہ الناس کے دلوں سے اسلام کا خوف اور ڈر دور کر دیا ہے۔

٭ **محترمہ ہائیک براڈر** Heik Brader کہتی ہیں کہ امام جماعت احمدیہ نے خدا کو ساری دنیا کا رب بتایا۔ رب العالمین جیسا تعارف رکھنے والے وسیع تر تصورِ خدا میں مجھے دلچسپی پیدا ہوئی ہے اور میرے لئے حیرت انگیز بات یہ ہے کہ واحد و یگانہ ہونے کے باوجود وہ سب مذاہب اور سارے انسانوں اور قوموں کو بلا امتیاز پالتا ہے۔

٭ **مکرم حبیب الرحمن ناصر صاحب مربی سلسلہ** بیان کرتے ہیں کہ جرمنی کے ایک معروف وکیل Joachim Macholdt کہتے ہیں جماعت احمدیہ کی سوچ کی وسعت پر میں اور میر ادفتر یکساں حیرت رکھتے ہیں اور آج امام جماعت احمدیہ نے ہمسائے کے حقوق بیان کرتے ہوئے ہمسائیوں کے حقوق کی جو وسعت بیان کی ہے اُس میں شہر کا شہر سما گیا ہے۔

٭ **محترم ڈینیس میرس صاحب** Dennis Merz بیان کرتے ہیں کہ میں نے تمام مقررین کو سنا مگر جب امام جماعت احمدیہ مائیکروفون کے سامنے کھڑے ہوئے تو مجھ پر ایک اور قسم کی کیفیت طاری ہو گئی۔ آپ کی آواز، آپ کا لہجہ سب سے منفرد تھا جس کا میں خود پر ایک روحانی اثر محسوس کر رہا تھا اور بڑے غور سے آپ کا خطاب سنا۔ جو پیغام آپ نے ہمیں دیا وہ صرف اسلام کے بارہ میں نہیں تھا بلکہ ساری دنیا کے لئے ایک بہت اہم تعلیم تھی۔

٭ **ایک خاتون محترمہ نین صاحبہ** Nan نے کہا کہ آپ کے خلیفہ نے خدمت خلق کے حوالہ سے جتنی وضاحت اور زور دیکر بات کی ہے وہ میرے لئے حیران کن ہے کیونکہ ایسا ممکن نہیں اگر کہنے والا خود ہمدردئ خلق کے گہرے جذبات نہ رکھتا ہو۔

٭ **محترمہ باؤور صاحبہ** Bauer بیان کرتی ہیں کہ امام جماعت احمدیہ کا ہال میں ورود ہی اپنے ساتھ متاثر کن روحانی فضا لیکر آیا۔ میرے لئے یہ ایک بہت بڑے اعزاز کا باعث ہے کہ میں

ایک ایسی بابرکت محفل میں شامل ہو سکی۔ بعض تحفظات وغلط فہمیاں جو میرے ذہن میں تھیں وہ امام جماعت احمدیہ نے اپنے واضح مؤقف اور اسلامی تعلیم کی حقیقی تشریح و تفصیل سے دور فرمادیں۔اب میرے لئے بہت کچھ واضح ہو چکاہے اور جو طمانیت آپ کے وجود سے ظاہر ہو رہی تھی اُس کو بیان کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں کیونکہ اُس کا تعلق محسوسات سے ہے۔

* **محترم** Strohe صاحب جو کہ جماعت احمدیہ کے بہت گہرے دوست ہیں اور کچھ عرصہ فوج میں بطور پادری خدمت کرتے رہے۔وہ بیان کرتے ہیں کہ پہلی بات جس کا میں ذکر کرنا چاہتاہوں وہ یہ ہے کہ حضور اقدس کا وجود عاجزی سے بھرا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ میں اس بات سے حیران ہوں کہ آپ کا طرز خطابت اور موضوع بالکل واضح تھا یعنی مجھے یہ لگا کہ یہ تقریر بہت اچھی تحقیق پر مبنی ہے اور ہمارے معاشرے کا بہترین تجزیہ ہے جو بڑے اعلیٰ رنگ میں بیان ہوا ہے۔ خاص طور پر دو باتیں اس خطاب میں واضح کی گئیں۔ پہلی بات یہ کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنا۔ دوسری بات انسانوں کے حقوق ادا کرنا۔ ہماری دنیا کے لئے فی الحال یہی سب سے بڑا کام ہے۔

* **مکرم فراز صاحب** بیان کرتے ہیں کہ ہائیکے برادر Heike Brader صاحبہ نے کہا کہ مجھے امام جماعت احمدیہ کے خطاب سے خدا تعالیٰ کی لامتناہی، وسیع اور واحد ذات سے تعارف حاصل ہوااور اس تقریر سے مجھے خدا تعالیٰ میں دلچسپی پیدا ہوئی ہے۔

**20اکتوبر 2019 جرمنی کے شہر فلڈا میں مسجد بیت الحمید کی افتتاحی تقریب میں شامل ہونے والے جرمن احباب کے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے بارے تاثرات:**

* **مِس کیراہانیمن** kirah Hanemann جن کا تعلق محکمہ پولیس سے ہے انہوں نے کہا کہ میں اسلامی تعلیمات پر ریسرچ کر رہی ہوں اور اتفاق ہے کہ اس مقصد کے لئے جو قرآن میں نے خریدا وہ جماعت احمدیہ کا شائع کردہ ہی تھا جو میرے زیر مطالعہ ہے قرآنی تعلیم کے علاوہ جب آپ کے خلیفہ ہال میں داخل ہوئے تو مجھ پر ایک ناقابل بیان روحانی کیفیت طاری ہوئی جو میں سمجھتی ہوں کے قرآنی تعلیم کے حسن کی تاثیر کا اظہار تھا جو امام جماعت احمدیہ کو دیکھنے سے ہوا۔ کسی

کی شخصیت کا ایسا اثر میرے لئے زندگی میں پہلا تجربہ تھا۔ اب میری خواہش ہے کہ میں جماعت سے مضبوط تعلق استوار کروں اور اگلے رمضان کا سارا مہینہ آپ لوگوں کے ساتھ گزاروں تاکہ میرے روحانی تجربے کو مزید تقویت ملے۔

* **مس ایرگ Ihrig** کہتی ہیں کہ علاوہ اس تقدس اور احترام کے اثر کے جو امام جماعت احمدیہ کی شخصیت کے لئے میرے دل میں موجود رہا میں ان کی تقریر کے اس جملے کے اثر میں ہوں کہ ”اس زمانے میں بین الاقوامی امن کے قیام کے لئے پہلا قدم یہ ہے کہ ہمیں اپنے دلوں کو کھولنا پڑے گا اور دوسروں کے خیالات اور اعتقادات کے لئے اپنے دل میں وسعت پیدا کرنی پڑے گی“۔

* **ایک سٹوڈنٹ لیوکس جیرک Lucas Goerke** کہتے ہیں کہ بین المذاہب ہم آہنگی اور امن عالم پر آپکے خلیفہ کی تمام باتوں سے اتفاق کرنے کے نتیجے میں معاشرہ دیرپا امن کا گہوارہ بن سکتا ہے اور مجھے امام جماعت احمدیہ کی طبیعت میں انکسار اور سادگی بہت پسند آئی۔

* **مکرمہ من پریت سنگھ** کہتی ہیں کہ امام جماعت احمدیہ کے ہال میں آنے پر جس طرح کی خاموشی اور احترام کی فضاء پیدا ہوئی وہ تو بادشاہوں جیسی تھی مگر جو تاثیر ان کے الفاظ میں تھی اور جس طرح ان کی باتوں نے سیدھا دل پر جاکر اثر کیا ہے یہ بات دنیاوی طور پر عظیم شخصیات کے حصے میں نہیں آتی۔ آپ کا وجود ایک روحانی اثر ڈالنے والا وجود تھا اور امن پہ بات کرنے کے علاوہ امن اور سکون آپ کی ذات اور چہرے سے بھی عیاں تھا۔ خاص طور پر آپ نے بدامنی کے حالات کے تناظر میں جانوروں کی مثال دے کر انسانیت پرستوں کے ضمیر کو جھنجوڑا ہے اور یہ مثال ترقی یافتہ معاشروں کے لئے برمحل اشارہ تھی۔ مجھے امام جماعت احمدیہ کا خطاب اپنی جامعیت کے لحاظ سے بہت پسند آیا۔

* **ہمسائے شہر کے میئر مکرم ورنر ڈیٹرش صاحب Werner Dietrich** نے کہا کہ مجھے امام جماعت احمدیہ کی تقریر کے الفاظ کے انتخاب نے بہت حیران کیا۔ آپ نے ٹھہراؤ اور پر

سکون لب و لہجے میں سارا خطاب کیا۔ دو طرفہ تحفظات اور تعلقات کا موازنہ بھی پیش کیا اور معاشرے کے طبقات میں موجود باہمی کشمکش کے اسباب بھی کھول کر بتائے اور ان عوامل کی نشاندہی بھی کھلے لفظوں میں کر دی جو معاشرے کا امن برباد کرتے ہیں مگر اس کے باوجود کسی طبقے یا فرقے یا گروہ کی عزت نفس پر کوئی سخت بات نہیں کی بلکہ اجتماعی انسانی ضمیر اور بین الاقوامی انسانی قدروں کے حوالے سے Food for Thought کے رنگ میں بات کرتے گئے اور اختتام اپنوں اور غیروں کے لئے دعائے خیر کے کلمات سے کیا۔

٭ **مس سائیبلے Sybille** کہتی ہیں کہ امام جماعت احمدیہ نے بنی نوع انسان کو نصیحت اور تنبیہہ کرنے کے لئے بھی الفاظ کا انتخاب بہت احتیاط سے کیا اور لہجے کو بھی ملائم رکھا۔ ان کی شخصیت کی طرح ان کے الفاظ اور لب ولہجہ پر سکون اور ملاطفت سے بھرا ہوا تھا۔ ان کی تقریر سے قبل مجھے ان کی ذات سے جس تقدس اور نور کا احساس ہو رہا تھا ان کی گفتگو نے اس تاثر کی تائید اور تصدیق کی ہے۔ آپ لوگوں نے بہت اعلیٰ اور عمدہ طریق پر اس دعوت کا انتظام کیا جس کی انتہاء امام جماعت احمدیہ کا اس میں بنفس نفیس شرکت کرنا تھا۔ میں مسلسل یہ سوچتی رہی کہ کیا صرف ساڑھے چار سو لوگوں سے ملنے کے لئے اور وہ بھی معاشرے کے عام طبقات سے تعلق رکھنے والے لوگوں سے ملاقات کے لئے پوپ کو بلایا جاتا تو وہ اتنا لمبا سفر کر کے ملنے آتے؟ میرے دل و دماغ پر اس نوعیت کے موازنے نے امام جماعت احمدیہ کی شخصیت کا تاثر مزید گہرا کر دیا ہے۔ مجھے لگتا ہے کہ اگر مذہبی لیڈر شپ ہو تو ایسی ہی ہونی چاہئے جس کی عام آدمی کے مسائل تک ذاتی رسائی ہو۔

٭ **مکرمہ اَوش کنِس صاحبہ Oschkinis** کہتی ہیں کہ امام جماعت احمدیہ گفتگو کرتے ہیں تو بات کو گھما پھرا کر نہیں کرتے بلکہ سیدھی، صاف اور سچی بات کرتے ہیں اور اس میں اثر پیدا کرنے کے لئے لہجے کو سخت نہیں ہونے دیتے۔ ان کی پر سکون باتیں قابل یقین لگتی ہیں کیونکہ ان میں انسانیت کے لئے سچی اور بے لوث ہمدردی پائی جاتی ہے اور آپ کے کارکنان بھی بے لوث طوعی طور پر اتنے بڑے پروگرام کرتے ہیں۔ مجھے لگتا ہے کہ معاشرے میں دیرپا امن اور انسانی

قدروں کے قیام کے لئے ایسی انتھک جماعت اور ایسے قابل اعتماد اور بے لوث ہمدردی کرنے والے لیڈر کی ضرورت ہے۔

٭ **مکرم شہزاد میر صاحب** بیان کرتے ہیں کہ مکرمہ کرسٹن بوشولز Christine Buchholz ممبر پارلیمنٹ کہتی ہیں کہ امام جماعت احمدیہ نے حالات حاضرہ کی نبض کو بالکل صحیح طور پر محسوس کیا ہے اور ضروری امور کی طرف بہت اچھے انداز میں توجہ دلائی ہے۔ میرے خیال میں اُن کی تشخیص درست ہے اس لئے ان کے تجویز کردہ علاج میں معاشرتی بد امنی کا دیرپا علاج موجود ہے۔

٭ **محترم فولکر قیصر صاحب** بیان کرتے ہیں کہ ایک استاد بین ایلم صاحب نے کہا کہ میں حضور کے خطاب سے بہت ہی متاثر ہوا ہوں کیونکہ انہوں نے پہلے سے تیار شدہ تقریر نہیں پڑھی بلکہ دوسرے مقررین کی تقاریر سے پوائنٹ لیکر اُن کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے امن کا جو پیغام اور مذاہب کی ذمہ داریوں کو بیان کیا ہے دراصل یہی باتیں معاشرے میں امن کو قائم کر سکتی ہیں۔

**مورخہ 22اکتوبر 2019 کو جرمنی کے دارالحکومت برلین میں حکومتی شخصیات و ممبران پارلیمنٹ سے حضورِانور نے خطاب فرمایااس میں شامل جرمن احباب کے تاثرات پیش خدمت ہیں۔**

٭ **مکرمہ بٹینامُلّر** Bettina Müller ممبر پارلیمنٹ نے کہا کہ امام جماعت احمدیہ کے خطاب سے مجھے محسوس ہوا کہ آپ کا وجود مجسم امن کا گہوارہ ہے جس سے امن، سلامتی اور سچائی کی تاثیر جھلک رہی تھی جس نے پروگرام کے دوران سارے ماحول کو اپنی آغوش میں لے رکھا تھا۔

٭ **محترم** Alexander Radwan ، ممبر پارلیمنٹ کہتے ہیں کہ امام جماعت احمدیہ نے جس امن اور سلامتی کا پیغام دیا اس کا ماخذ قرآن تھا اور انہوں نے اپنے موقف کی تائید قرآن اور بانیٔ اسلام کے فرمودات سے کی۔ اگرچہ یہ موضوع جدید اور عصری تقاضوں سے ہم آہنگ تھا لیکن خلیفہ نے اپنے موقف کو قدیم اسلامی ماخذ کی مدد سے ثابت کیا کہ اسلام اور قرآن نے مذہب کی بنیاد روز اول سے ہی انسانی ہمدردی اور امن و سلامتی کی تعلیم پر قائم کی ہے۔ میرے خیال میں اس

خطاب کی وسیع پیمانے پر تشہیر ہونی چاہئے تا کہ مغرب میں اسلام کے بارے میں حقیقی تعلیم سے عام لوگوں کو بھی واقفیت ہو سکے۔

اس جگہ ذکر کرتا چلوں کہ پروگرام کے بعد بعض مہمانوں نے اس قسم کے خیالات کا اظہار براہ راست حضورِانور سے سے بھی کیا۔ ہال سے نکلتے وقت حضورانور نے مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ جرمنی کو ارشاد فرمایا کہ اس خطاب کا فوری ترجمہ کرواکے ان لوگوں کو مہیا کیا جائے۔ پیارے حضور کے اس ارشاد کی تعمیل فوری طور پر کی گئی اور تین دن میں اس خطاب کا ترجمہ کر کے شائع کرواکر ان احباب کو مہیا کرنے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ۔

* **مکرمہ زاکلین ناسٹک صاحبہ** Zaklin Nastic ممبر پارلیمنٹ کہتی ہیں کہ امام جماعت احمدیہ نے اپنا موقف تمام زاویوں سے واضح کیا اور کسی ابہام کا شائبہ نہیں رہنے دیا۔ ایسا شفاف طرز خطابت سچائی اور فکری دیانت کے بغیر ممکن نہیں۔ اس لئے مجھے امام جماعت احمدیہ کے لفظ لفظ سے اتفاق ہے۔

* **ایمنسٹی انٹر نیشنل کے ترجمان محترم شاء** Chaa کہتے ہیں کہ امام جماعت احمدیہ کی تقریر کے علاوہ ان کا شخصی تاثر بھی اتنا ہی گہرا ہے کہ مجھے اُن کی بات سن کر دلی اطمینان محسوس ہوا اور اپنے سے پہلے خلیفہ کے حوالے سے جو انہوں نے تہذیب اور کلچر کی تعریف بیان فرمائی اور دونوں کا باہمی تعلق بتایا اس سے جدید دور کے اہل دانش انکار نہیں کر سکتے۔ مزید کہتے ہیں کہ خلیفہ کا وجود نہایت پر اثر ہے اور آپ پُر کشش محسوس ہوتے ہیں۔ آپ نے اپنے خطاب میں قرآنِ کریم کی اُن آیات کی تفسیر کی جس کو مخالفینِ اسلام غلط بیان کرتے ہیں۔

* **مکرم فلس لوپوٹ** Fillis Lupot ممبر پارلیمنٹ کہتے ہیں کہ امام جماعت احمدیہ ایک منکسر المزاج شخص ہیں اور معاشرے کے جس نچلے طبقے تک ان کی نظر ہے اور جس جامعیت سے وہ انسانی ہمدردی اور انسانی قدروں کے احترام کی بات کرتے ہیں اس سے میں یہی سمجھا ہوں کہ ان کا

عوام سے گہرا ذاتی رابطہ ہے۔ اور عامتہ الناس سے جس طرح کی دوری مذہبی اور سیاسی لیڈروں میں پائی جاتی ہے، ان کی شخصیت اس سے بالاتر ہے۔

* **ایک پروفیسر ہیر برٹ ہیرٹے Heribert Hirte** کہتے ہیں کہ امام جماعت احمدیہ ایک زیرک انسان ہیں اور انہوں نے اپنی جماعت کو تعلیمی میدان میں نمایاں کر کے جماعت احمدیہ کو دیگر تمام مذہبی جماعتوں سے ممتاز مقام پر کھڑا کر دیا ہے۔ جس جماعت کے افراد تعلیم پر اتنی توجہ دیں گے ان کی منزل ہی یہ ہے کہ وہ قیادت کریں نا کہ اندھی تقلید، اس لئے مذہبی حلقوں میں ایسا وژن رکھنے والے راہنما سے مل کر مجھے خوشی ہوئی۔

* **مکرم ایکسل کنورگ صاحب Axel Knoerig** ممبر پارلیمنٹ کہتے ہیں کے لیڈر شپ اس زمانے میں بحیثیت مجموعی عوام اور رعایا کے دکھوں سے دور ہے۔ صرف زبانی ان کے مسائل اور مشکلات کا ذکر کرتے ہیں مگر ذاتی درد اور احساس سے عاری ہیں۔ مجھے خوشی ہوئی کہ امام جماعت احمدیہ کی تقریر ان کے عوام سے رابطے کی عکاسی کرتی تھی اور ان کی ذات سے انسانوں سے ذاتی محبت اور ہمدردی کا تاثر ملتا ہے۔ میں اس خطاب کو جا کر دوبارہ پڑھوں گا اور جہاں تک میری رسائی ہوگی اس کو آگے بھی بیان کروں گا۔

* **مکرمہ فلز پولاٹ Filiz Polat** ممبر پارلیمنٹ کہتی ہیں کہ امام جماعت احمدیہ نے نظام تمدن کی جامع اور بھرپور تعریف پیش کی ہے۔ پروگرام کے بعد جب مجھے ان سے بات چیت کا موقع ملا تو میں نے ان سے ماحولیاتی تحفظ اور موسمی تحفظ کی بات کی تو ان کا کہنا تھا کہ یہ ایک عالمی مسئلہ ہے اور جب تک تمام ممالک اجتماعی کوشش نہ کریں تو اس میں مثبت پیش رفت ممکن نہیں۔ ایسے گلوبل ماحولیاتی مسائل کا حل کسی ایک ملک کی کوششوں سے ممکن نہیں ہوتا۔ مجھے خوشی ہوئی کہ انسانی مسائل پر ان کی اجتماعی نظر بہت گہری ہے۔

* **ایک مہمان خاتون ناہونڈی** Nahawandi کہتی ہیں کہ امام جماعت احمدیہ کے اس خطاب کی یورپ میں وسیع پیمانے پر اشاعت ہونے سے اسلام کے بارے میں پائے جانے والے تحفظات دور ہوں گے اور یکطرفہ پائے جانے والے منفی تاثر کا ازالہ ہو سکے گا۔

**مورخہ 26 اکتوبر 2019 کو مہدی آباد کی مسجد بیت البصیر کی افتتاحی تقریب میں شمولیت کرنے والے بعض جرمن احباب کے تاثرات پیش خدمت ہیں۔**

* **جناب ویٹک صاحب** Witecke، جو پیشے کے لحاظ سے ایک وکیل ہیں، کہتے ہیں کہ امام جماعت احمدیہ کی موجودگی کا ماحول پر ایک حیرت انگیز اثر تھا اور ان کی روحانی تاثیر کی وجہ سے ان کی تقریر کا براہ راست دل پر اثر ہو رہا تھا۔ انہوں نے اپنے خطاب میں عورت کے مقام کو بہت اچھے رنگ میں بیان کیا ہے اور اس سے اسلام میں عورت کا مقام اور معاشرے میں عورت کی تکریم ظاہر ہوتی ہے۔

* **مکرم مئیر باور صاحب** Bauer نے کہا کہ جماعت احمدیہ سے میرا جب سے تعارف ہوا ہے اسی دن سے جماعت کے اخلاق و اطوار نے مجھے بہت متاثر کیا ہے لیکن آپ کے خلیفہ سے ملنے کے بعد مجھے آپ کی جماعت کے اخلاق کا اصل ماخذ پتا چلا ہے کہ یہ لیڈر شپ ہے جو آپ کی اجتماعی تربیت کے پیچھے محرک ہے اور میں آپ لوگوں کو خوش قسمت سمجھتا ہوں کہ آپ کے پاس اس طرح کے باوقار اور بارعب لیڈر ہیں جن کو ہمہ وقت اپنی جماعت کی سماجی، اخلاقی اور روحانی تربیت کا خیال رہتا ہے۔ آپ کے خلیفہ سے ایک عجیب قسم کی روحانی کیفیت ظاہر ہوتی ہے جس کو محسوس تو کیا جا سکتا ہے مگر لفظوں میں اس کا اظہار ممکن نہیں۔

* **محترم مئیر برینڈ ڈوینگر صاحب** Bernd Dwenger نے کہا کہ آپ کے خلیفہ کی تقریر بہت ہی متاثر کرنے والی اور غفلت سے بیدار کرنے والی تھی۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ انہوں نے اپنی تقریر میں اپنے سے پہلے مقررین کی باتوں کا ذکر کیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ دوطرفہ ابلاغ کے قائل ہیں اور جو لوگ ان کی باتیں سننے آتے ہیں تو خلیفہ بھی آنے والوں کو غور سے سنتے

اور ان کی باتوں کو اہمیت دیتے ہیں۔ اور اس بات سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ مہمانوں کو کس طرح عملی رنگ میں عزت اور احترام دیتے ہیں۔ ایک اجتماعی معاشرتی مکالمے کے لئے یہ بہت اہم جزو ہے جس کا امام جماعت احمدیہ نے خاص طور پر اظہار فرمایا۔

* **مکرمہ میلانی لاڈوگ صاحبہ** Melanie Ladewig نے کہا کہ میں روحانی فرقوں کے بارہ میں تحقیق کر رہی ہوں اور میں نے روحانیت پر مشق کرنے کی تعلیم بھی حاصل کی ہے۔ اب میں ایک اسکول میں طلباء کو روحانی طبیب بنا رہی ہوں۔ جب امام جماعت احمدیہ میرے سامنے سے گزرے تو میں نے ایک ویڈیو بنائی مگر جب آپ کی نظر مجھ پر پڑی تو میرے جسم سے ساری طاقت نکل گئی۔ ایک وقت کے لئے میں بالکل ساکت ہوگئی۔ جب خلیفہ نے دعا کروائی تو میری آنکھوں میں بے اختیار آنسو آگئے میں نے پوری کوشش سے خود کو سنبھالا۔ خلیفہ کی موجودگی کی وجہ سے سارے ماحول میں ایک خاص روحانی تاثیر اور کیفیت تھی۔

* **مکرم جوَخِم ٹیگٹ مائیر صاحب** Jochim Tegtmeyer نے بیان کیا کہ آپ کے خلیفہ نے اعلیٰ اخلاق اپنانے پر بات کی اور ان کا طرز گفتگو ایسا مخلصانہ اور ہمدردانہ تھا کہ مجھے یوں لگا کہ قطع نظر اس کے کہ ہم کون ہیں اور کس مذہب سے تعلق رکھتے ہیں ان کی اخلاقی اور انسانی قدروں کے حوالے سے ہم سب ایک ہی ہیں۔ امام جماعت احمدیہ نے بڑی وضاحت سے اچھے اور برے کا فرق بیان کیا اور اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ ہمیں ہمسائیوں کے حقوق کا خیال رکھنا چاہئے اور ایک فیملی کی طرح رہنا چاہئے۔ امام جماعت احمدیہ کا وجود ایسا نفیس معلوم ہو رہا تھا کہ جس میں کسی قسم کے جبر اور سخت گیری کا شائبہ تک نہ تھا اور چلتی پھرتی محبت کی تصویر تھے۔ آپ کی سچائی کی دلیل آپ کے تربیت یافتہ افراد جماعت ہیں، جن سے ہمیں روزمرہ واسطہ پڑتا رہتا ہے۔

* **محترم مئیر جان اِلزے صاحب** Jan Ilse نے بیان کیا کہ آپ کے خلیفہ نے جن باتوں کا ذکر کیا ہے وہ ہمارے ماحول اور معاشرے میں عام ہونی چاہئیں۔ ہر مذہب کی بنیاد امن پر ہے اور آپ کے خلیفہ اپنی شخصیت سے بھی ایک پر امن شخصیت معلوم ہوتے ہیں اور ان سے

عاجزی و انکساری ظاہر ہوتی ہے۔ خلیفہ ایک صادق انسان ہیں جنہوں نے مجھ پر اپنی سچائی کا گہرا اثر چھوڑا ہے۔

* **محترم فریڈرش گنٹر صاحب Friedrich Günther** کہتے ہیں کہ خلیفہ ایک کھلے دل و دماغ کے نفیس طبع انسان ہیں جن کی ذات میں ایک روحانی تاثیر اور کشش ہے۔ ان کی باتوں کو ان کی شخصی تقدیس سے تقویت ملتی ہے۔ میں اپنے آپ پر ان کی تقریر اور شخصیت کا یکساں اثر محسوس کر رہا ہوں۔

* **محترمہ میوگن برگ Muggenburg** کہتی ہیں کہ خلیفہ ایک بہت ہی دلکش وجود ہے اور آپ لوگوں کا خلیفہ وقت سے پیار واضح محسوس ہو رہا تھا۔ مجھے بہت اچھا لگا اور میں متاثر ہوئی کہ خلیفہ وقت نے باقی مقررین کی باتیں غور سے سنیں اور نوٹس لئے۔ آجکل ہر کوئی اپنی بات پیش کرتا ہے اور خود غرضی کا یہ عالم ہے کہ دوسروں کی بات توجہ سے سننے کا رواج ہی نہیں رہا مگر خلیفہ نے دو طرفہ احترام اور تکریم کا عملی اظہار کیا اس لئے ہمیں بین المذاہب مکالمے میں خلیفہ کو نمونہ سمجھنا چاہیئے۔

* **محترم اولیور صاحب Oliver** کہتے ہیں کہ خلیفہ کا مقام عیسائیوں کے پوپ جیسا ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا حضور صرف اس مسجد کے افتتاح کے لئے آئے ہیں؟ جب انہیں بتایا گیا کہ حضور انور نے دوسری مساجد کا افتتاح بھی کیا ہے اور حضور انور ہر احمدی سے خط و کتابت کے ذریعہ ذاتی تعلق رکھنے کی کوشش کرتے ہیں تو وہ بہت حیران ہوئے اور پوچھنے لگے کہ حضور یہ سب کام کس طرح کرتے ہیں؟ جب انہوں نے یہ بات سنی کہ حضور انور نے Fulda میں ایک حدیث کا ذکر کیا جس میں آنحضور ﷺ نے ایک عیسائی وفد کو مسجد میں عبادت کرنے کی اجازت دی تو انہوں نے اپنی خواہش کا اظہار کیا کہ میں بھی آپ کی مسجد میں عبادت کے لئے آنا چاہتا ہوں جس پر انہیں خوش آمدید کہا گیا۔

٭ **میلانی والنڈورف صاحبہ Melanie Wellendorf** نے کہا کہ اس پروگرام سے پہلے مجھے بہت ہی خوف تھا اور میرے ذہن میں مختلف تحفظات تھے۔ مگر جب آپ کے خلیفہ نے اپنا خطاب شروع کیا تو آہستہ آہستہ تمام تحفظات اور خوف دور ہو گئے۔ آپ کے خلیفہ کا وجود بہت متأثر کرنے والا ہے۔ آپ کے الفاظ میرے دل تک پہنچے ہیں اور مجھے ایک عجیب امن اور سکون کی کیفیت محسوس ہوئی جو مادی اور دنیاوی نہیں بلکہ روحانی ہے۔

٭ **مکرم الرش لینز صاحب Ulrich Lenz** نے کہا کہ میں جماعت کو 30 سال سے جانتا ہوں اور ابھی تک سب کچھ ہی اس جماعت کے بارے میں اچھا لگا ہے۔ امام جماعت احمدیہ کا وجود بہت شاندار اور متاثر کرنے والا ہے لیکن ان کا رعب اور شان ایک تسکین اور محبت اپنے ساتھ رکھتی ہے۔ ان کی موجودگی بھی امن اور محبت کا اثر ڈالتی ہے اور ہر مذہب کا مقصد سب کے لئے امن ہی ہوتا ہے۔

٭ **مکرمہ کینل صاحبہ Canel** جو سابق ممبر پارلیمنٹ ہیں، کہتی ہیں کہ امام جماعت احمدیہ کا خطاب سیر حاصل تھا اور معاشرتی انضمام کی تعریف جو آپ نے فرمائی ہے وہ جامع، مبنی بر حقائق اور بالکل درست ہے۔

٭ **مکرم فیلکس کوک صاحب Felix Kück** نے کہا کہ امام جماعت احمدیہ بہت پڑھے لکھے شخص ہیں، ان سے مل کر محسوس ہوتا ہے کہ آپ بین الاقوامی نقطہ نظر اور عالمی معاملات پر گہری نظر رکھنے والے ایک باوقار انسان ہیں۔ آپ مذاہب کے درمیان راستوں کو کھولنے، آپس کے اختلافات کو مٹانے، بین الاقوامی اور بین المذاہب مکالمے کے لئے مثبت اور حقیقی ماحول کے فروغ اور قیام میں مصروف نظر آتے ہیں۔

٭ **مکرم وولف گنگ میرکمن Wolfgang Merkmann** نے کہا کہ مجھے حضور کا وجود یوں محسوس ہوا کہ آپ کو دنیا کی کوئی بھی طاقت، اسلام کے امن کے پیغام کو پھیلانے سے نہیں روک سکتی۔ آپ قوی اور مضبوط شخصیت کے مالک ہیں اور آپ کے استدلال کی بنیاد انسانیت

کے لئے سچی ہمدردی اور انسانی قدروں کے قیام کے لئے بے لوث کوششوں پر استوار ہے۔ کون ہے جو ایسے طاقتور، مقدس اور مخلص انسان کی کوششوں کو روک سکے۔

٭ **مکرم سفیر الرحمان ناصر صاحب مربی سلسلہ** بیان کرتے ہیں کہ مکرم سیدان مراد صاحب یونان سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کی عمر 48 سال ہے۔ انہیں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے 19 اپریل 2017 کو Marburg کی مسجد کے سنگ بنیاد کے بابرکت موقع پر حضور انور کا خطاب سننے کی توفیق ملی جس سے مراد صاحب بہت ہی متاثر ہوئے۔ اور پروگرام کے آخر میں انہیں پیارے حضور سے شرف مصافحہ اور دست بوسی کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ جس چیز نے ان کے دل کو جماعت احمدیہ کی طرف اور بھی زیادہ مائل کیا۔ یہ خود بتاتے ہیں کہ جب حضور کو سٹیج پر بیٹھے دیکھا تو میرے دل میں مصافحہ کرنے کی خواہش پیدا ہوئی پھر خود کلامی کرتے ہوا کہنے لگا کہ اتنے سارے لوگ ہیں مصافحہ کرنا تو ممکن نہیں۔ بتاتے ہیں کہ میں لوگوں کے درمیان میں کھڑا تھا ایک دم میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے سامنے کوئی ہجوم نہ رہا اور سامنے پیارے حضور دکھائی دیئے۔ سو مجھے قدم آگے بڑھا کر پیارے حضور سے شرف مصافحہ اور بوسہ لینے کی توفیق ملی۔ مراد صاحب بتاتے ہیں کہ میں نے دل میں سوچا کہ میں کتنا ہی خوش قسمت ہوں کہ وہ وجود جس کو دنیا دیکھنے کے لئے ترستی ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے اُن چنیدہ لوگوں میں شامل کر کے اس بابرکت وجود سے مصافحہ کروا دیا۔ ان کے دل پر اس بات نے اتنا گہرا اثر کیا کہ وہ خدا تعالیٰ کی حمد و شکر کرتے ہوئے روتے رہے۔ اور اتنے جذباتی ہوگئے کہ کچھ لمحوں کے لئے ان کے منہ سے کوئی لفظ ادا نہ ہو سکا۔ مراد صاحب بتاتے ہیں کہ اس مبارک دن نے میری زندگی بدل دی۔ میں نے اپنی زندگی میں بہت سی مشکلات اور تکالیف کا سامنا کیا ہے مگر اب ایسا لگتا ہے کہ جسم اور روح بھی اطمینان پا گئے ہیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے ایک اور بہت ہی حیرت انگیز بات بیان کی اور ساتھ یہ بھی کہا کہ اس بات سے ان کے دل کو مزید سکون اور یقین ہوا کہ یہ جماعت اور ان کے سربراہ سچے ہیں۔ وہ بات کچھ اس طرح سے ہے کہتے ہیں جب میں اس روز اس بابرکت تقریب کے بعد واپس گھر گیا تو میں نے اپنی ہونے والی بیوی

سے جس کا تعلق یونان سے ہے اور یونان میں رہتی ہے سکائیپ پر ویڈیو کال کے ذریعہ بات کی اور اس کو اپنا مکمل قصہ تقریب اور خلیفہ وقت سے مشرف ملاقات کے حوالے سے سنایا۔ وہ بتاتے ہیں کہ میری ہونے والی بیوی غیر احمدی ہیں اور جماعت سے کسی قسم کا بھی تعلق نہیں مگر جب میں نے اس کو یہ بات بتائی تو اس پر بھی اس بات نے اتنا گہرا اثر ہوا کہ وہ رو پڑی اور مجھے کہنے لگی کہ تم تو بہت خوش قسمت ہو کہ تمہیں اللہ تعالیٰ ایسی بابرکت تقریب میں لیکر گیا اور اتنے سارے لوگوں میں سے ایسے وجود سے ملنے کا شرف حاصل کر آئے۔ وہ بتاتے ہیں کہ میری منگیتر کے اس ردعمل اور اس کی آنکھوں میں آنسو آجانے اور اس کے تبصرے نے حالانکہ اس نے خلیفہ وقت کو اپنی زندگی میں کبھی دیکھا بھی نہیں میرے ایمان کو مزید پختہ کر دیا اور میں نے بیعت کرنے کا حتمی فیصلہ کر لیا۔ الحمد اللہ۔ کہتے ہیں نہ صرف یہ بلکہ مجھے دوسری طرف سے اس بات کی بھی تسلی ہو گی کہ جس خاتون کو میں اپنی بیوی بنانے جارہا ہوں حالانکہ میں اس سے آج تک کبھی نہیں ملا وہ بھی صالح خاتون ہے کیونکہ ان باتوں نے اس کے دل پر بھی اتنا ہی گہرا اثر چھوڑا ہے۔ ایک لمبی گفتگو کے بعد مراد صاحب نے خاکسار سے اس بات کا ذکر کیا کہ میں بھی ان خوش نصیبوں میں شامل ہونا چاہتا ہوں جو اسلام کی ان پیاری تعلیمات اور حضرت مسیح موعود کے ذریعہ سے بتائے ہوئے علوم کو دیوانہ وار پھیلاتے ہیں میں بھی اس طرح یہ فریضہ سرانجام دینا چاہتا ہوں اور دنیا کے ہر شخص تک ان تعلیمات کو پھیلانا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اس کی توفیق دے۔ آمین۔ اس کے بعد بمقام بیت السبوح دعا کر کے بیعت لی گئی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے پیارے امام سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اپنی حفظ وامان میں صحت وسلامتی والی کامیاب وکامران وبامراد زندگی سے نوازے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے کاموں کو فائز المرامی عطا فرمائے۔ دشمن کے شریر حملوں سے محفوظ رکھے اور ہمیں تادیر ان سے فیض پانے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین یارب العالمین آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 25 مئی 2022ء)



﴾70﴿

# تمنائے خلافت

(محمد انور شہزاد)

یہ وعدہ ہے خدائے ذوالمنن کا
عطا ہو گی خلافت مومنوں کو
بہت خوشحال و خوش قسمت وہ ہوں گے
سمیٹیں گے جو اس کی برکتوں کو
خلافت تو انعام ہے ارمغاں ہے
سبھی کو یہ نعمت میسر کہاں ہے؟

خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت خاص سے بنی نوع انسان پر شفقت فرماتے ہوئے اپنے دائمی وعدہ کے موافق اس دور آخر میں خلافت کا نظام جاری فرمایا ہے۔ جس کی خوشخبری قرآن و حدیث اور دیگر الہامی کتب میں ابتداء سے ہی چلی آرہی تھی۔ حضرت ابو حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے دوسرے صحابہ ہمیشہ اچھی، بھلائی، اور خوشخبری والی باتیں آپ ﷺ سے پوچھا کرتے تھے لیکن میں مستقبل میں پیدا ہونے والے فتنہ و فساد کے متعلق پوچھتا رہتا تھا۔ ایک دن میں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا ان بھلے دنوں کے بعد برے دن بھی آئیں گے جس طرح پہلے دن تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، ہاں۔ میں نے عرض کیا، اس فتنہ سے بچنے کی کیا صورت اختیار کی جائے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا، تلوار؟ یعنی جنگ کا حربہ استعمال کیا جائے گا۔ میں نے عرض کیا، نتیجہ کیا ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا،، دلی کدورت کے باوجود سطحی صلح کی کوششیں کی جائیں گی۔ میں نے عرض کیا، پھر کیا ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا، گمراہی کی طرف بلانے والے لوگ

کھڑے ہونگے۔ ایسے حالات میں اگر زمین پر کوئی اللہ کا خلیفہ دیکھو تو تم اُس کی متابعت و مصاحبت اختیار کرو، اگرچہ اِس وجہ سے تمہارا جسم لہولہان کر دیا جائے اور تمہارا مال لوٹ لیا جائے۔ اور اگر تمہیں ایسے خلیفۃ اللہ کا قرب میسر نہ آئے تو زمین کے کسی کونے میں چلے جاؤ، اگرچہ تم اکیلے درخت کے تنے کو پکڑے مر جاؤ۔

(مسند احمد بن حنبل بحوالہ حدیقۃ الصّالحین صفحہ 87)

مخبر صادق ﷺ کے فرمان کے عین مطابق رسول خدا ﷺ کے رخلت فرما جانے کے بعد امت محمدیہ میں خلافت راشدہ کا قیام عمل میں آیا۔ یہ خلافت راشدہ الٰہی نوشتوں کے مطابق مقررہ وقت تک اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ قائم رہی اور ایک دنیا کو اپنی رہبری سے نوازتی رہی اور بالآخر یہ بنی ونوع کی ہدایت کا یہ آسمانی نظام زمین سے اٹھالیا گیا۔ اور پھر فتنوں اور جنگ و جدل کا وہ دور شروع ہو گیا جس نے دلوں میں نفرت و کدوت پیدا کر کے ملت واحدہ کو انگنت فرقوں میں تقسیم کر دیا۔ جیسا کہ سن 35 ہجری میں جب باغی تیسرے خلیفہ حضرت عثمانؓ سے خلافت کا منصب چھوڑنے کا مطالبہ کر رہے تھے اور قتل کی دھمکیاں دے رہے تھے تو حضرت عثمانؓ نے فرمایا تھا کہ! اگر تم نے مجھے قتل کر دیا تو بخدا میرے بعد تم میں کبھی اتحاد قائم نہیں ہو گا۔ تم باہمی الفت نہ کر سکو گے۔ کبھی تم متحد ہو کر نماز نہیں پڑھ سکو گے۔ اور نہ اکٹھے ہو کر دشمن سے جنگ کر سکو گے۔

(الطبقات الکبری جلد 3 صفحہ 72 ابن سعد دار صادر بیروت تاریخ طبری حالات 35ھ)

- اسی زمانہ میں صحابی رسول ﷺ حضرت حنظلہؓ نے کچھ اشعار کہے (جن کا ترجمہ یہ تھا کہ) مجھے تعجب ہے کہ لوگ کن باتوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ خلافت جاتی رہے۔ اگر وہ چلی گئی تو لوگ ہر خیر سے محروم ہو جائیں گے اور پھر انتہائی ذلیل ہو جائیں گے۔ وہ یہود اور انصاریٰ کی طرح ہو جائیں گے جو راہ حق سے بھٹک چکے ہیں۔

(تاریخ ابن اثیر جلد 2 صفحہ 173)

خلافت راشدہ کی بے قدری کی وجہ سے جب یہ حقیقی ہدایت واصلاح کا نظام دنیا میں نہ رہا، جب امت کی وحدت والفت کا یہ الٰہی ذریعہ جاتا رہا۔ تو اس نور کی جگہ اب ضلالت و گمراہی نے لے لی ہاں

اب وہ روشنی دلوں میں باقی نہ رہی جو خلافت کی نعمت کی بدولت میسر تھی جس نے امت کو ایک بنیان مرصوص بنایا ہوا تھا۔ اگر کبھی باہمی تعاون، الفت میں کمی آتی تھی تو اس حبل اللہ کی بدولت یہ کمی دور ہو جاتی تھی۔ جب یہ مربوط نظام ہی نہ رہا تو امت محمدیہ باہمی جھگڑوں اور رنجشوں سے لہولہان ہو گئی۔ اندرونی و بیرونی فتنوں نے اسے نڈھال کر کے رکھ دیا۔ عددی قوت وزمینی معدنی وسائل اور دولت کے انباروں کے باوجود ان کی کوئی سمت نہیں ہے۔ اور بنا راہبر کے اندھیروں میں بھٹک رہی ہے۔ اس تمام تر صورتحال کو دیکھ کر امت کے دانشور مشرق و مغرب کے حکماء اس کا ایک ہی حل نکال رہے ہیں کہ کسی طرح پھر خلافت کا نظام جاری کیا جاسکے۔ ہر جگہ سے قیام خلافت کی صدائیں آئے روز بلند ہو رہی ہیں۔ ہر کوئی اپنے دل میں قیام خلافت کی تمنا لئے ہوئے نظر آتا ہے۔

- جیسا کہ نوائے وقت ملی ایڈیشن 25 اگست 2006ء کی اشاعت میں لکھتا ہے: ”آج مسلمانوں کی تعداد ڈیڑھ ارب سے زائد ہے۔ اس کی افواج کی تعداد تقریباً 40 لاکھ سے بھی زیادہ ہے۔ مسلمانوں کے پاس امریکہ سے بھی زیادہ لڑاکا جہاز ہیں۔ دنیا کے 70 فیصد توانائی کے وسائل اور زرخیز زمینیں مسلمانوں کے پاس ہیں اور 13 سو سال کی دنیا پر حکومت کرنے کی شاندار تاریخ ہے۔ لیکن پھر بھی یہ امت ایک زبردست تاریکی میں کھڑی ہے اور اس کا جسم لہولہان ہے۔ صرف اور صرف اسلام کی روشنی اور خلافت کی طاقت ہی اس امت کو دوبارہ سے اس کا کھویا ہوا مقام دلوا سکتی ہے۔“

- علامہ اقبال صاحب اپنی کتاب بانگِ درا کے صفحہ 266 میں خلافت کے قیام کی یوں تمنا کرتے ہیں:

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاک کا شغر

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

جناب شورش کشمیری اپنے ایک شعر میں کہتے ہیں:

خلافت راشدہ دوبارہ خدا کرے ہو وطن میں قائم
یہی ہے شورش تری تمنا، یہی ہمارا بھی مدعا ہے

(چٹان 23 فروری 1970ء صفحہ 6)

- چوہدری رحمت علی صاحب لکھتے ہیں: آج ہمارے اختیار کردہ اسلام میں نہ خلیفۃ المسلمین کا وجود ہے نہ اولی الامر کا جن میں خلیفۃ المسلمین کو مرکزی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ نہ شوریٰ کا کہ جس میں ارکان شوریٰ نے خلیفۃ المسلمین کو مشورہ دینا ہوتا ہے۔ لیکن خلیفۃ المسلمین خود موجود نہیں۔ ہمارے ہاں یا زیر آسماں آج امت مسلمہ کا بھی وجود نہیں جو مرکزیت کے تحلیل ہونے سے اقوام میں بٹ گئی۔ یہ چاروں ادارے خلیفہ وخلافت کی موجودگی میں ہی وجود پذیر ہوتے ہیں۔

(نوائے وقت سنڈے میگزین 2 دسمبر 2007ء)

- جناب فضل محمد یوسف زئی استاذ جامعہ بنوری ٹاون کراچی لکھتے ہیں: ”مسلمان ترس رہے ہیں کہ کاش ہماری ایک خلافت ہوتی، ہمارا ایک خلیفہ ہوتا، کاش ہماری ایک بادشاہت ہوتی، کاش ہمارا ایک بادشاہ ہوتا جس میں وزن ہوتا جس میں عظمت ہوتی جس میں شجاعت ہوتی“۔

(ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک مارچ 2000ء صفحہ 58)

- اہل قرآن کے لیڈر غلام احمد صاحب پرویز لکھتے ہیں کہ:۔ ”ہمارے لئے کرنے کا کام یہ ہے کہ پھر سے خلافت علی منہاج رسالت کا سلسلہ قائم کیا جائے جو امت کو احکام و قوانین خداوندی کے مطابق چلائے۔“

(ماہنامہ طلوع اسلام مارچ 1977 صفحہ 6)

• اہل حدیث کا ترجمان رسالہ تنظیم اہلحدیث لکھتا ہے کہ:۔ ”اگر زندگی کے ان آخری لمحات میں ایک دفعہ بھی خلافت علی منہاج نبوت کا نظارہ نصیب ہو گیا تو ہو سکتا ہے کہ ملت اسلامیہ کی بگڑی سنبھل جائے اور روٹھا ہوا خدا پھر سے مان جائے۔ اور بھنور میں گھری ہوئی ملت اسلامیہ کی یہ ناؤ شاید کسی طرح اس کے نرغہ سے نکل کر ساحل عافیت سے ہمکنار ہو جائے۔ ورنہ قیامت میں خدا ہم سب سے پوچھے گا کہ دنیا میں تم نے ہر ایک اقتدار کے لئے زمین ہموار کی کیا اسلام کے غلبہ اور قرآن کریم کے اقتدار کے لئے بھی کچھ کیا؟“

(ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور 12 ستمبر 1969)

• ماہنامہ جدوجہد لاہور لکھتا ہے کہ:”مراکش سے لے کر انڈونیشیا تک تیس ممالک کا ایک عظیم اسلامی بلاک صرف اتحاد و اتفاق کی نعمت سے محروم ہونے کی وجہ سے مغربی اقوام سے پٹ رہا ہے۔ اب وقت کا تقاضا ہے کہ مسلمان ممالک متحد ہو کر اس دشمن اسلام اقوام متحدہ کو چھوڑ کر خلافت اسلامیہ کا احیاء کریں۔ ایک فعال قوت کی حیثیت سے زندہ رہنے کا یہی ایک طریقہ ہے۔“

(ماہنامہ جدوجہد لاہور اگست 1974ء)

• حزب التحریر نامی تنظیم کی طرف سے مورخہ 13/ اپریل 2003ء کو ایک پمفلٹ اسلام آباد میں تقسیم کیا گیا۔ جس کا عنوان تھا حزب التحریر کی پکار صرف خلافت کے ذریعہ ہی تم فتح حاصل کرو گے۔ اس میں لکھا گیا کہ: اے مسلمانو! کیا وقت ابھی نہیں آیا کہ تم اپنے معاملات پر غور کرو۔ اس بات کو جان لو کہ اس تہہ در تہہ ظلمت سے نکالنے والا صرف نظام خلافت ہی ہے۔ کیا تم اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی تصدیق نہیں کرتے جب وہ تمہارے لئے بیان کرتا ہے کہ تم کو کس طرح نصرت و عزت ملے گی۔ بلا شبہ تمام کی تمام عزت اللہ کے لئے ہی ہے۔ اور ارشاد باری تعالیٰ ہے اگر تم اللہ کی مدد کرو خلافت راشدہ کے قیام کے ذریعہ شریعت کو نافذ کرو تب ہی تمہیں فتح اور عزت ملے گی۔ اے مسلمانو! خلافت کو قائم کرو تم عزت پاؤ گے۔ اس کو زندہ کرو گے تو کامیاب رہو گے۔ ورنہ تم تہہ در تہہ ظلمت میں گرتے چلے جاؤ گے اور اس وقت پشیمان ہو گے جب بہت دیر ہو چکی ہو گی۔ تب اللہ ایسی قوم لے آئے گا جو تم سے بہتر ہو گی جو کہ اللہ کے وعدے کو پورا کرے گی۔

(پمفلٹ حزب التحریر کی پکار 13/ اپریل 2003ء)

• مشہور مصری عالم الشیخ الطنطاوی الجوہری خلافت کی اہمیت وضرورت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: جسے بھی حقیقی سکون اور راحت سے زندگی بسر کرنے کی تلاش ہے۔ جسے بھی اپنی روحانی اور مادی ترقی کی فکر ہے۔ اسے خلافت کا جھنڈا تلاش کر کے اس کے نیچے جمع ہونا ہوگا۔ اس کے مرکز سے زندہ تعلق قائم کرے۔ اس کی طرف سے جاری ہونے والی تمام ہدایات کی روشنی میں لائحہ عمل اور ضابطۂ حیات مرتب کرنا ہوگا۔ اس کی کامیابی یقینی ہے۔

(القرآن والعلوم العصریۃ صفحہ 21)

• ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب جو کہ القاہرہ یونیورسٹی میں اسلامی تاریخ کے لیکچرار رہے ہیں اپنی کتاب الاسلام والخلافۃ فی العصر الحاضر میں لکھتے ہیں: ”صرف اور صرف خلافت سے ہی امت مسلمہ کو یکجا کیا جاسکتا ہے۔ اسی سے ہی ناامیدی کے مارے ہوئے نفوس کے لئے امید کی کوئی کرن ہے اور اسی کے ذریعہ ہی عزت اور وقار کی منزل کی طرف چلا جاسکتا ہے۔ کیونکہ عالم اسلامی میں ایسی کوئی طاقت یا حکومت یا لیڈرشپ نہیں ہے جس سے مذکورہ بالا اہداف کی تکمیل ہوسکے، خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ ہم باہمی لڑائی جھگڑے، آپس کی پھوٹ، انحطاط اور ذلت کا شکار ہیں۔

(الاسلام والخلافۃ فی العصر الحاضر صفحہ 286 القاہرہ 1983ء)

تمنائے خلافت کی اٹھنے والی صداؤں میں سے صرف چند ایک درج کی گئی ہیں جبکہ حقیقت تو یہ ہے کہ تمنائے قیام خلافت کی یہ صدائیں اس قدر کثرت سے دنیا کے متفرق مقامات سے بلند ہوئی ہیں۔ اور اتنی شدت سے قیام خلافت کی کوششیں کی جارہی ہیں کہ اس کے شمار کے لئے ایک یا چند مضامین نہیں بلکہ ایک ضخیم کتاب تیار ہوسکتی ہے۔ لیکن شاید اس قدر کثرت سے اور مسلسل کوششوں کے باوجود بھی ان بے نوروں کو معلوم نہیں ہوسکا اور نہ وہ اپنی مسلسل ناکامیوں کو دیکھ کر یہ سبق سیکھ سکے کہ اس کے لئے کسی دنیاوی تحریک اور کوشش کی ضرورت نہیں بلکہ قیام خلافت کی یہ تمناء عمل صالح کے ساتھ ساتھ نور نبوت پر ایمان لانے کے بعد پوری ہوسکتی ہے۔ قیام خلافت کی یہ تمناء خلافت علیٰ منہاج النبوت کی بدولت ممکن ہوسکتی ہے۔

## ایک عظیم الشان چیلنج

- حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 20 دسمبر 2020 بروز اتوار کو تمام امت مسلمہ کو چیلنج دیتے ہوئے فرمایا: تم انہیں کھل کے چیلنج کیوں نہیں دیتے؟ ان کو اچھی طرح کھول کر بتاؤ کہ اب خلافت احمدیہ صرف اور صرف خاتم الخلفاء، مسیح و مہدی موعود علیہ السلام کی خلافت ہی کی شکل میں ممکن ہے۔ بے شک یہ بھی کہہ دینا کہ ہماری طرف سے چیلنج ہے کہ اگر مسلم دنیا کے تمام ممالک کے سربراہان، اور امت مسلمہ کے تمام مسالک کے تمام افراد متفقہ طور پر کسی ایک شخص کو بطور خلیفہ تسلیم کر لیں اور اس کی بیعت میں شامل ہو جائیں، تو جماعت احمدیہ بھی اس خلیفہ کو تسلیم کرنے اور امت کے باقی مسالک کے ساتھ اس کی بیعت کرنے پر غور کرے گی۔ یہ بھی ان کو اچھی طرح بتا دینا کہ تم ایسا نہیں کر سکو گے۔ ایسا تم کر ہی نہیں سکتے۔

(الفضل انٹرنیشنل یکم جنوری 2021ء صفحہ 3)

- حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ عالم اسلام کو چیلنج دیتے ہوئے فرماتے ہیں: سارا عالَمِ اسلام مل کر بھی زور لگا لے اور خلیفہ بنا کر دکھا دے وہ نہیں بنا سکتا کیونکہ خلافت کا تعلق خدا کی پسند سے ہے اور خدا کی پسند اس شخص پر انگلی رکھتی ہے جسے وہ صاحب تقویٰ سمجھتا ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 13/ اپریل 1993ء)

- صد سالہ خلافت جوبلی کے موقع پر 27 مئی 2008 کو Excel سینٹر لندن میں منعقد ہونے والے تاریخی جلسہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ولولہ انگیز خطاب میں فرمایا۔ اے دشمنان احمدیت! میں تمہیں دوٹوک الفاظ میں کہتا ہوں کہ اگر تم خلافت کے قیام میں نیک نیت ہو تو آؤ اور مسیح محمدی کی غلامی قبول کرتے ہوئے اس کی خلافت کے جاری و دائمی نظام کا حصہ بن جاؤ ورنہ تم کوششیں کرتے کرتے مر جاؤ گے اور خلافت قائم نہیں کر سکو گے۔ تمہاری نسلیں بھی اگر اسی ڈگر پر چلتی رہیں تو وہ بھی کسی خلافت کو قائم نہیں کر سکیں گی۔ قیامت تک تمہاری نسل در نسل یہ کوشش جاری رکھے تب بھی کامیاب نہیں ہو سکے گی۔ خدا کا خوف کرو اور خدا سے ٹکر نہ لو اور اپنی اور اپنی نسلوں کی بقا کے سامان کرنے کی کوشش کرو۔

(خطابات مسرور خطاب صد سالہ خلافت جوبلی 27 مئی 2008 Excel سینٹر لندن صفحہ 56)

خلفاء احمدیت کی طرف سے دیا گیا یہ چیلنج آئندہ آنے والے ہر زمانے کے لئے خلافت احمدیہ کی صداقت کا ایک زندہ ثبوت بن کر موجود رہے گا۔ بالکل اسی طرح جس طرح خلافت احمدیہ تا قیامت قائم رہے گی اور اِس کے مخالفین کوئی خلافت قائم نہ کر سکیں گے۔ کیونکہ وہ ایسا کر ہی نہیں سکتے۔ کر ہی نہیں سکتے۔ کر ہی نہیں سکتے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 25 مئی 2022ء)



﴿71﴾

# خلافت احمدیہ اور مسلمان

(ڈاکٹر نجم السحر صدیقی۔جرمنی)

قدیم سے اللہ تعالیٰ کی سنت ہے جب سے اس نے انسانوں کو پیدا کیا ان کی تعلیم و تربیت اور اپنی واحدانیت کا درس دینے کے لئے انبیاء علیہم السلام معبوث کرتا چلا گیا اور جب نبوت کا سلسلہ منقطع ہوا تو اس کی تعلیم کو آگے پھیلانے کے لیے خلافت کا سلسلہ جاری فرمایا جیسا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلافت راشدہ کا دور قائم رہا۔ اسی طرح آج حضرت مسیح موعود ومہدیٔ معہود علیہ السلام کی خلافت کا سلسلہ جاری ہے۔ جو ان شاءاللہ قیامت تک جاری و ساری رہے گا۔

آج دنیا کی آبادی میں مسلمان کڑوروں میں شمار ہوتے ہیں اس عددی کثرت کے ساتھ مسلمان کئی مملکتوں کے مالک ہیں۔ ان کے پاس دولت کے انبار ہیں ہمہ جہتی پیداوار کے وسائل کی ایسی فراوانی ہے جن کو کام میں لا کر وہ بڑے بڑے کام کر سکتے ہیں۔ اس کے باوجود دنیا میں جس قدر بے وقعت آج مسلمان ہیں شاید ہی کوئی دوسری قوم ایسی بے وقعت ہو گی۔ آج تمام مغربی ممالک مسلمان ممالک کو لڑوا رہے ہیں۔ دنیا کے کسی مسلمان کی جان کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ دنیا کی سیاست ان کو اس طرح اِدھر سے اُدھر پھینک رہی ہے جس طرح راستے کا پتھر ہو۔ آج جس قدر مسلمان فرقہ بندیوں میں بٹ چکے ہیں تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ دنیا کی باقی قومیں کسی نہ کسی طرح جمع ہو جائیں گی لیکن اگر جمع نہ ہو سکیں گے تو وہ یہ مسلمان ہیں۔ حالانکہ جس قدر مضبوط اور مستحکم بنیاد اجتماع مسلمانوں کو حاصل ہے روئے زمین میں کسی دوسری قوم کو حاصل نہیں۔ سب ایک ہی

دین کے پابند ہیں،سب ایک ہی رسول کی امت کہلاتے ہیں، ایک ہی آخری کتاب قرآن مجید جو سب کے لیے یکساں ضابطۂ حیات ہے۔ لیکن اسلامی ریاستوں کی باہمی رقابتیں آپس کی غلط فہمیاں، انواع واقسام کے معمولی تنازعات واختلاف کی وجہ سے آج مسلمانوں کی اکثریت تنزل کا شکار ہے۔ آج جو تمام مسلم امہ میں ملّایت کا دور دورہ ہے جو لوگوں کو دین اسلام کی تعلیمات دینے کی بجائے لوگوں میں فرقہ واریت پیدا کر رہے ہیں۔ مسجدوں میں لوگوں کو حتی کہ بچوں کو ایک دوسرے کے مذہب کے بارے کے بارے میں غلط باتیں بتا کر ان کو اسلام کی حسین تعلیمات کے خلاف کر رہے ہیں۔

جیسا کہ حدیث مبارکہ میں صاف ظاہر ہوتا ہے۔

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ نام کے سوا اسلام کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ الفاظ کے سوا قرآن کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ اس زمانہ کے لوگوں کی مسجدیں بظاہر تو آباد نظر آئیں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی۔ ان کے علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں بدترین مخلوق ہوں گے۔ ان میں سے فتنے اٹھیں گے اور ان میں ہی لوٹ جائیں گے یعنی تمام خرابیوں کا وہی سرچشمہ ہوں گے۔

(مشکوۃ کتاب العلم الفصل الثالث صفحہ 38، کنزالعمال 4 صفحہ 43)

آج بعینہ یہی حالت ہے مسلمان علماء کی اور ان کے زیر سایہ تربیت پانے والے مسلمانوں کی جو آج تک اس مہدی معہود کے انتظار میں بیٹھے ہیں جن کی آمد ٹھیک آنحضورؐ کی حدیث کے مطابق چودھویں صدی کے ابتدائی حصہ میں ہوئی نیز فرمایا امت میں ایک ایسا دور آئے گا کہ دین میں بگاڑ آجائے گا جسے مہدی کے سوا کوئی اور دور نہ کر سکے گا۔

(ینابیع المودۃ جز 2 صفحہ 83)

ایک اور حدیث ہے جس میں حضورؐ نے فرمایا:

امام مہدی آخری زمانہ میں دین کو اس طرح قائم کرے گا جس طرح میں ابتدائی زمانہ میں اسے قائم کر رہا ہوں۔

(ینابیع المودۃ جز 3 صفحہ 165)

ان احادیث سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو نہیں چھوڑا مگر مسلمانوں نے خدا تعالیٰ کی تعلیم کو بھلا دیا اور آج تک یہ لوگ اس مسیح موعود کا انتظار کر رہے ہیں جس کو مدت ہوئی سرزمین قادیان میں آئے ہوئے اور اپنی تعلیمات کو مکمل کر کے اپنی ذمہ داریاں اپنے جانشینوں کے حوالے کر کے اپنے مولی کے حضور روانہ ہوئے۔ اور حضور اقدسؑ کی وفات کے بعد خلافت علی منہاج النبوۃ قائم ہوئی جس کا سلسلہ قیامت تک چلتا رہے گا۔ اور مومنین کی جماعت کا خوف امن میں بدلتا رہے گا۔ جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں سورۃ النور:56 میں فرمایا

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا

(النور:56)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔

آج جو مسلمانوں کی حالت ہے وہ ہم سب کے سامنے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ روز بروز ان کی حالت بد سے بدتر ہوتی جارہی ہے سب فرقے آپس میں ہی لڑ رہے ہیں۔ سب یہ مانتے ہیں کہ خلافت ہی امن و سلامتی کا رستہ ہے لیکن مسلمانوں کے نام نہاد علماء احمدیت کو سچا سمجھنے کو تیار ہی نہیں، لیکن جو سعید روحیں ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اپنے پیارے امام کی جماعت میں شامل کرتا جارہا ہے اور لوگ جوق در جوق جماعت احمدیہ میں شامل ہو کر خلیفہ وقت کے ہاتھوں پر بیعت کرتے جارہے ہیں اور تمام عالم اسلام حضور اقدسؑ کے اس الہام کو اس شان سے پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”یقیناً یاد رکھو یہ سلسلہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے اگر یہ سلسلہ قائم نہ ہوتا، تو دنیا میں نصرانیت پھیل جاتی اور خدائے وحدہ لاشریک کی توحید قائم نہ رہتی۔ یا یہ مسلمان ہوتے جو اپنے ناپاک اور جھوٹے عقیدوں کے ساتھ نصرانیت کو مدد دیتے ہیں اور ان کے معبود اور خدا بنائے ہوئے مسیح کے لیے میدان خالی کرتے ہیں۔ یہ سلسلہ اب کسی ہاتھ اور طاقت سے نابود نہ ہوگا۔ یہ ضرور بڑھے گا اور پھولے گا اور خدا کی بڑی بڑی برکتیں اور فضل اس پر ہوں گے۔ جب تمہیں خدا کے زندہ اور اور مبارک وعدہ ہر روز ملتے ہیں اور وہ تسلی دیتا ہے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اور تمہاری دعوت زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا پھر ہم کسی کی تحقیر اور گالی گلوچ پر کیوں مضطرب ہوں۔“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 213 ایڈیشن 1988ء)

فرمایا: ”غرض اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو اسی لیے قائم کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور عزت کو دوبارہ قائم کریں۔“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 65 ایڈیشن 1988ء)

جب حضرت مسیح موعودؑ کا زمانہ وصال کا وقت قریب آرہا تھا تو انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہاماً یہ بات بتا دی گئی تھی کہ اب تمہاری وفات کا وقت قریب ہے۔ لہٰذا انہوں نے اپنی کتاب الوصیت میں 1905ء کو اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

”سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سُنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قُدرتیں دِکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دِکھلاوے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اُس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔“

(الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305)

حضور اقدسؑ نے مزید فرمایا:

’’مَیں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرتِ ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دُعا کرتے رہو۔ اور چاہیے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دُعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔ اپنی موت کو قریب سمجھو تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ گھڑی آجائے گی۔‘‘

(الوصیت، روحانی خزائن جلد20 صفحہ306)

پھر 26 مئی 1908ء کا وہ افسوس ناک دن آیا جس میں زمانے کے مسیح آخر الزماں کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی اور اپنے خالق حقیقی سے جا ملی اس وقت کے غیر از جماعت تمام مسلم امہ خوشیاں منا رہے تھے کہ اب یہ جماعت ختم ہو جائے گی مگر اللہ کے نبی حضرت محمد مصطفیؐ کی وہ حدیث کہ آخری زمانے میں خلافت علی منہاج النبوۃ قائم ہو گی اور امام آخر الزماں کی وہ بات بھی پوری ہوئی کہ میرے بعد قدرت ثانیہ آئے گی حضور کی وفات کے دوسرے دن 27 مئی 1908ء کو تمام احمدی احباب بالاتفاق حضرت حاجی مولانا نور الدین صاحبؓ کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے پہلے خلیفہ اور جانشین کے طور پر منتخب کر کے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

یہ تھا جماعت احمدیہ کا پہلا اجماع جو حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے معاً بعد عمل میں آیا۔ اللہ جل شانہ نے جماعت کے خوف کی حالت کو امن میں بدلا اور آج تک بدل رہا ہے۔ جیسے ہی جماعت احمدیہ کے ایک خلیفہ کا انتقال ہوتا اللہ تعالیٰ دوسرے خلیفہ کو مقرر فرما دیتا اور تمام دنیا بھر کے مسلمانوں کو دعوت دیتا کہ آؤ اور اس الٰہی جماعت میں شامل ہو جاؤ جس کی بنیاد خود اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی مگر آج بھی مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد اپنے مسیح کے انتظار میں بیٹھی ہے۔

دوسری طرف جماعت احمدیہ کا یہ قافلہ اپنے پانچویں خلیفہ کی زیر قیادت ترقیوں کے منازل طے کر رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر خلیفہ کے دور خلافت میں جماعت کو ترقی حاصل ہوئی۔ مختلف تنظیموں کا قیام، دینی مدارس کا قیام، اسکول کالجز، ہسپتال کا قیام ہوا۔ آج دنیا کے 213 سے زائد ممالک میں پھیلی ہوئی جماعت احمدیہ کی برکات کی زندہ گواہ ہے۔ دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کی اشاعت کا کام جاری ہے۔ آج دنیا کے 213 ممالک میں ہر شہر اور ہر بستی میں احمدیہ مساجد کا جال بچھا ہوا ہے اور نئی تعمیر کا کام بھی مسلسل جاری ہے۔ اور پھر جماعت میں ایسا بھرپور مالی نظام اور سسٹم جاری ہے جس کی دنیا کے تمام مالی نظاموں میں کوئی مثال نہیں ملتی۔

آج دنیا بھر میں صرف احمدی احباب ہی نہیں دنیا بھر کے مسلمان بھی جماعت احمدیہ کا ٹی وی چینل ایم ٹی اے دیکھتے ہیں۔ اگر مسلمانوں کی آنکھیں کھلی ہوتیں اور علماء اسلام قدرت کے اشاروں کو سمجھنے کی کوشش کرتے تو وہ یہ بات جان لیتے کہ جماعت احمدیہ ہی خدا تعالیٰ کی واحد سچی جماعت ہے اور جس خلافت کے قیام کی وہ باتیں کرتے ہیں خلافت احمدیہ ہی ہے جو خدا کی قائم کردہ ہے جس کا سلسلہ نہ پہلے ختم ہوا ہے نہ کبھی ہوگا یہ خدا اور اس کے نبی اور اس کے غلام صادق حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا وعدہ ہے۔

آج خلافت احمدیہ کو قائم ہوئے 100 سال سے زیادہ کا عرصہ ہو چکا ہے۔ تمام احباب جماعت بیک وقت حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات سنتی ہے اور ان کے ایک حکم پر اپنی جان قربان کرنے کے لیے تیار ہے۔

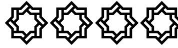
جماعت احمدیہ کا یہ عملی کام دنیا بھر کے ہر مسلمان کو دعوت فکر دے رہا ہے کہ آؤ اور اس روحانی سفر میں شامل ہو جاؤ، آؤ اور جماعت احمدیہ کے ساتھ مل کر حضرت محمد مصطفیٰؐ کے دین کا جھنڈا دنیا میں لہراؤ۔ کب تک تم اپنے علماء کی باتوں پر کان دھرتے چلے جاؤ گے اور نقصان پر نقصان اٹھاتے جاؤ گے۔ حالات زمانہ سے سبق سیکھو، وقت کے امام کو پہچانو اس کی قدر کرو۔ دنیا تیزی سے تباہی کی طرف بڑھ رہی ہے ان تغیرات پر نظر کرو جو دنیا میں بڑی تیزی کے ساتھ رونما ہو رہے ہیں اور زبان حال سے آواز دے رہے ہیں کہ

؎ اِسۡمَعُوۡا صَوۡتَ السَّمَاءِ جَاءَ الۡمَسِیۡح جَاءَ الۡمَسِیۡح

اب تم کو خلافت احمدیہ کی طرف ہی رجوع کرنا ہو گا۔ اسی کے دامن سے وابستہ ہو کر روئے زمین پر اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا انہایت درجہ کامیابی و کامرانی کے ساتھ اکناف عالم میں لہرایا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے امام کا سایہ تا دیر ہمارے سروں پر قائم و دائم رکھے اور دنیا بھر کے احمدیوں کو خلافت سے پختہ تعلق قائم کرنے والا بنائے اور دشمنوں کے شر سے خلافت احمدیہ کو بچائے رکھے۔ آمین یارب العالمین۔

ہے عرفان اسلام ہر سمت جاری
فلق گیر ہے اب صدائے خلافت
زمانے کی رفتار یہ کہہ رہی ہے
بقا عدل کی ہے بقائے خلافت

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 26 مئی 2022ء)



《72》

# خلیفہ منتخب ہوتا ہے یا اسے اللہ تعالیٰ بناتا ہے؟

## (ہادی علی چوہدری۔ نائب امیر کینیڈا)

کہا جاتا ہے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ انسانوں کے چناؤ سے ایک شخص منتخب ہو اور اسے خدا تعالیٰ کا انتخاب قرار دے دیا جائے؟ جسے اللہ تعالیٰ قائم فرماتا ہے اسے انسان تو منتخب نہیں کرتے؟ روحانی منصب تو اللہ تعالیٰ براہِ راست عطا فرماتا ہے۔

یہ جو بات کی جاتی ہے کہ روحانی منصب پر اللہ تعالیٰ براہِ راست کسی کو مامور فرماتا ہے، یہ بظاہر اور عموماً خلافتِ راشدہ کے ساتھ نہیں ہے۔ دیکھنا یہ چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے اس بارہ میں کیا ارشاد فرمائے ہیں اور آپؐ کے بعد اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق جو خلافت راشدہ قائم ہوئی اس کی طرز کیا تھی؟ وہ کس طرح قائم ہوئی اور اس کا قیام کیوں اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہوا؟

قبل اس کے کہ ہم اس کے تفصیلی مطالعہ کی طرف جائیں۔ ایک الٰہی سنّت جو اللہ تعالیٰ مادّی دنیا کے مناظر میں پیش فرماتا ہے، اگر اسے زیر غور لائیں اور اس الٰہی سنّت یا الٰہی تقدیر کے عمل کو سمجھ لیا جائے تو خلافت کے الٰہی نظامِ قیام کی بھی سمجھ آجاتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ

ترجمہ: وہ جس کو چاہتا ہے بیٹیاں عطا کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بیٹے عطا کرتا ہے۔
(الشوریٰ:50)

اس کی یہ عطا قابل غور ہے کہ وہ کس طرح اولاد عطا کرتا ہے؟ حالانکہ یہ مادی عطائیں ہیں جو انسان کے اعمال کا نتیجہ ہیں مگر عطا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی نہیں ہے۔ اسی طرح یہ بھی دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح جتا کر پوچھتا ہے کہ

اَفَرَءَيۡتُمۡ مَّا تَحۡرُثُوۡنَ O ءَاَنۡتُمۡ تَزۡرَعُوۡنَهٗۤ اَمۡ نَحۡنُ الزّٰرِعُوۡنَ

(الواقعہ:54-55)

ترجمہ: اس کو تو دیکھو جو تم کھیتی باڑی کرتے ہو۔ کیا یہ تم بوتے ہو یا ہم بونے والے ہیں۔

چنانچہ مادی زندگی اور مادی چیزوں کی یہ مثالیں جب اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے اور ان کو صرف اپنی طرف ہی منسوب کرتا ہے تو کیا روحانی زندگی کے معاملات، قوانین اور رونما ہونے والے واقعات میں اسی سنّتِ الٰہیہ کا کوئی دخل نہیں ہے؟ جو شخص یہ سوال کرتا ہے کہ انسانوں کا منتخب شدہ شخص اللہ تعالیٰ کا خلیفہ کس طرح ہو سکتا ہے، کیا اس کے پاس اپنے اس سوال کے پیش نظر مذکورہ بالا مادی اور دنیوی مثالوں کی تکذیب کا بھی کوئی جواز موجود ہے؟

اسی تسلسل میں روحانی نظام کی مثال بھی ملاحظہ فرمائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ بدر میں جب مٹھی بھر کنکریاں دشمن پر پھینکی تھیں۔ اس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا رَمَيۡتَ اِذۡ رَمَيۡتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى

(الانفال:18)

ترجمہ: وہ کنکریاں تو نے نہیں، ہم نے ماری تھیں۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی پھینکی ہوئی کنکریاں اللہ تعالیٰ نے کس طرح پھینک دیں؟ اسی طرح بیعت کے وقت بیعت کنندگان کے ہاتھ پر رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ کو اللہ تعالیٰ اپنا ہاتھ قرار دیتا ہے اور فرماتا ہے

يَدُ اللّٰهِ فَوۡقَ اَيۡدِيۡهِمۡ

(الفتح:11)

اور پھر وہ یہ بھی فرماتا ہے کہ

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ

(النساء:81)

ترجمہ: جو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے گا۔

یہ سب کچھ کس طرح اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہو جاتا ہے۔ یہ سب حقیقتیں سمجھ لی جائیں تو یہ بھی سمجھ آجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کے انتخاب کو کس طرح اپنا انتخاب قرار دیتے ہوئے فرماتا ہے لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ ہم ہی انہیں خلیفہ بنائیں گے۔

الغرض یہاں یہ پہلو مدّ نظر رکھنا ضروری ہے کہ بچوں کی پیدائش کا معاملہ ہو یا کھیتی اگانے کا، ان کے لئے صلاحیت کا ہونا ضروری ہے۔ جس طرح ایک بانجھ مرد یا عورت بچہ پیدا کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے اور سیم زدہ یا بنجر زمین کھیتی اگانے کی صلاحیت نہیں رکھتی اسی طرح نبوّت کے ذریعہ قائم شدہ جماعت جو ایمان اور عملِ صالح کی صلاحیت والی نہیں ہوتی، اس میں اللہ تعالیٰ کی خلافت کا قیام بھی ممکن نہیں ہوتا۔ اس کے منکروں میں اس کا قیام ناممکن ہے۔ قرآن کریم میں یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ صلاحیّت والے مومنوں میں خلافت قائم کرتا ہے۔

## تجزیاتی منظر

اللہ تعالیٰ جب لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ فرماتا ہے تو یہ اس کا وعدہ ہے کہ وہ خود خلافت قائم کرے گا۔ یعنی خلیفہ بنانا اس کا کام ہے، کسی دوسرے ذریعہ سے اس کا قیام ممکن نہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ جب خدا تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ خلافت وہ خود قائم کرے گا یا وہ خود خلیفہ مقرر فرمائے گا تو اس کا مطلب کیا ہے؟ وہ کس طرح خلیفہ بناتا ہے یا خلافت کا قیام کس طرح خدا تعالیٰ کی طرف منسوب ہوتا ہے؟ اور وہ کون سے عوامل یا وجوہات ہیں جن کی بناء پر ہم اس عقیدہ پر قائم ہوتے ہیں کہ واقعۃً خلیفہ بنانا خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ چنانچہ اس پہلو سے جب ہم خدا تعالیٰ کے اس وعدہ کو دیکھتے ہیں تو اس کے حسبِ ذیل رُخ ہمارے سامنے آتے ہیں کہ

1: بحیثیتِ بشر خلیفہ ایک انسان ہوتا ہے اور ہر انسان کو خدا تعالیٰ نے ہی بنایا ہے۔ کائنات اور دنیا کی تمام مخلوقات، مثلاً انسان، حیوان، چرند، پرند، نباتات، جمادات، مٹی، پانی، آگ، ہوا، سورج، چاند، ستارے وغیرہ وغیرہ کی طرح انسان بھی خدا تعالیٰ ہی کی تخلیق ہے۔ لہٰذا خلیفہ بھی ایک انسان ہے جسے خدا تعالیٰ نے عام انسانوں کی طرح بنایا ہے۔ یعنی جسمانی اور بشری تخلیق کے اعتبار سے دیگر انسانوں میں اور اس میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اگر یہ سب کچھ ایسا ہے تو پھر ہم امتیازی طریق پر یہ کیوں کہتے ہیں کہ خلیفہ خدا بناتا ہے؟

2: پھر یہ رخ سامنے آتا ہے کہ خلافت ایک منصب ہے۔ اس پہلو سے جب ہم تجزیہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں انسانوں کے مختلف منصب بھی خدا تعالیٰ ہی کی عطا ہوتے ہیں۔ مثلاً قرآنِ کریم میں آتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا: يٰقَوۡمِ اذۡكُرُوۡا نِعۡمَةَ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ اِذۡ جَعَلَ فِيۡكُمۡ اَنۡۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمۡ مُّلُوۡكًا (المائدہ:21)

ترجمہ: اے میری قوم! اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو جب اس نے تمہارے درمیان انبیاء بنائے اور تمہیں بادشاہ بنایا۔

اور تُؤۡتِى الۡمُلۡكَ مَنۡ تَشَآءُ

(آل عمران:27)

کہ اللہ جسے چاہتا ہے، فرمانروائی عطا کرتا ہے۔

یہاں اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے کہ بادشاہت بھی خدا تعالیٰ ہی کی عطا ہے۔ اسی طرح ہر قسم کی صفات بھی خدا تعالیٰ ہی کی عطا ہیں۔ وہی کسی کو انتظامی صلاحیّت اور اختیارات ودیعت کر کے اسے دوسروں کا انتظام و انصرام عطا کرتا ہے۔ عام انسان خدا تعالیٰ کی عطا کردہ صفات کے مدّ نظر اپنے ہر منصب کو محض خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا قرار دے کر اس کے فضلوں پر اس کا شکر ادا کرتا ہے۔ مثلاً ایک سائنسدان کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ سائنسدان بنا ہے۔ کوئی ڈاکٹر ہو یا افسر، وہ یہی کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے یہ مقام عطا کیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ یعنی انسان کو ہر خوبی،

توفیق اور منصب خدا تعالیٰ ہی عطا کرتا ہے اور ان صفات کی بناء پر اسے کوئی منصب نصیب ہوتا ہے تو وہ خدا تعالیٰ ہی کی عطا ہوتا ہے۔ وہ کسی کو بادشاہ بنا کر فرمانروائی عطا کرتا ہے تو کسی کو وزیر بنا دیتا ہے۔ کسی کو اموال میں کثرت عطا کر کے اسے دوسروں پر فضیلت بخشتا ہے تو کسی کو تجارتوں، جائیدادوں اور جاگیروں کا مالک بنا کر اسے معاشرہ میں مالی لحاظ سے بلند مقام نصیب فرماتا ہے۔ قرآنِ کریم کا مطالعہ بتاتا ہے کہ ہر نعمت اور فضیلت جو انسان کو عطا ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ اسے اپنی طرف منسوب کرتا ہے۔ اگر اسی طرح خلافت کا قیام خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے تو اس زاویہ سے بھی اس کی انسانوں کے دیگر منصبوں، فضیلتوں اور عطاؤں پر بظاہر کوئی امتیازی حیثیّت معلوم نہیں ہوتی۔ اگر ایسا ہے تو پھر ہم خاص طور پر یہ کیوں کہتے ہیں کہ خلیفہ خدا بناتا ہے؟

3: تیسری صورت یہ ہے کہ اگر خلافت کو ایک صفت قرار دیا جائے۔ اس صورت میں بھی یہی حقیقت سامنے آتی ہے کہ تمام انسانوں کو ہر قسم کی صفات کی عطا بھی اللہ تعالیٰ کی طرف ہی منسوب ہوتی ہے۔ ہر انسان کو اللہ تعالیٰ نے کسی نہ کسی خاص صفت یا وصف سے نوازا ہوتا ہے۔ دنیا میں ایک سے ایک بڑھ کر صفات کا حامل انسان پایا جاتا ہے۔ اگر عملاً ایسا ہے تو پھر ہم خاص طور پر خلیفہ کے لئے یہ کیوں کہتے ہیں کہ اسے خدا تعالیٰ نے بنایا ہے یا قائم کیا ہے؟

یہ تین پہلو ہیں جو اس مسئلہ پر تجزیاتی بحث کے متقاضی ہیں۔ ان کے صحیح اور درست منظر کھل جائیں تو اس اعتقاد، عقیدہ اور ایمان پر تسلّی ہوتی ہے کہ خلافت کو اللہ تعالیٰ ہی قائم فرماتا ہے اور خلیفہ بھی اس کے سوا اور کوئی نہیں بنا سکتا۔

- جہاں تک پہلی بات کا تعلق ہے تو اس پہلو سے خلیفہ بحیثیتِ بشر اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (الکہف: 111) ہی کا مصداق ہے۔ یعنی وہ تخلیق کے لحاظ سے عام انسانوں میں سے ایک انسان ہی ہوتا ہے۔ اور بشریت کے لحاظ سے دیگر انسانوں سے کوئی الگ یا مافوق البشری حیثیت نہیں رکھتا۔ مگر ایک پہلو سے وہ لازماً ممتاز ہوتا ہے کہ وہ خلیفہ کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ کی مرضی اور تائید و

نصرت کے ساتھ دیگر برکاتِ الٰہیہ کا مورد ہوتا ہے۔ اس کا یہ امتیاز نبوّت کی نیابت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ لہٰذا خلیفہ کا انتخاب اللہ تعالیٰ کا انتخاب قرار پاتا ہے۔

- دوسرے پہلو کا جواب یہ ہے کہ دیگر سب منصب اور فضیلتیں ایسی ہیں جن کو ختم کرنے کا اختیار خود اس شخص کو بھی ہوتا ہے جو اس کا حامل ہے یا پھر دوسرے بھی اس سے وہ منصب یا فضیلت واپس لینے کا اختیار رکھتے ہیں۔ مادی دنیا کے منصبوں میں ایسا ہوتا ہے۔ مگر روحانی دنیا میں جب ہم خلافت کو ایک منصب قرار دے کر کہتے ہیں کہ یہ منصب خدا تعالیٰ نبوّت کے ظلّ میں اور اس کی نیابت میں اسے عطا کرتا ہے تو اس وجہ سے کوئی دوسرا اس سے یہ منصب واپس لینے کی طاقت نہیں رکھتا۔ نہ ہی وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے خلیفہ ٔ راشد بنایا ہو خود اس عطا کو واپس کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔ یہ ایسا اصول ہے جس کو انتہائی واضح رنگ میں حضرت عثمانؓ نے امّت کے سامنے ایک قانون اور اصول کے طور پر پیش فرمایا ہے۔ چنانچہ آپؓ نے منافقین کی طرف سے معزولی کے گمراہ کن مطالبہ کو انتہائی استقلال سے ردّ کیا اور فرمایا:

”مَاکُنتُ لِاَخلِعَ سِربالًا سِربَلَنِیہِ اللّٰہُ تَعَالیٰ“

(تاریخ الطبری ذکر الخبر عن قتل عثمانؓ۔35)

کہ میں وہ لباس کس طرح اتار سکتا ہوں جو خود اللہ تعالیٰ نے مجھے پہنایا ہے۔ اسی طرح دورِ آخرین میں حضرت حکیم نورالدّین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے بھی بڑی تحدّی کے ساتھ اسی مذکورہ بالا سچائی کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:

”مجھے اگر خلیفہ بنایا ہے تو خدا نے بنایا ہے..... خدا کے بنائے ہوئے خلیفہ کو کوئی طاقت معزول نہیں کر سکتی۔

خدا تعالیٰ نے معزول کرنا ہو گا تو مجھے موت دے گا۔ تم اس معاملہ کو خدا کے حوالہ کر دو تم معزول کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔“

(الحکم 21 جنوری 1914ء)

پس خلافتِ راشدہ کی یہ ایک ایسی امتیازی خصوصیّت ہے جو اس منصب کو دیگر تمام منصبوں اور فضیلتوں سے اس وجہ سے ممتاز کرتی ہے کہ کوئی اس سے یہ عطا واپس نہیں لے سکتا۔ یہ ایک بنیاد ہے جس کی وجہ سے خلیفہ کا انتخاب اللہ تعالیٰ کا انتخاب قرار پاتا ہے۔

- جہانتک تیسرے پہلو کا تعلق ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ صفت کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ اپنے قائم کردہ خلیفہ کے اندر اپنی خاص عطا سے وہ صفات رکھ دیتا ہے جن کی نشاندہی اس نے بنیادی طور پر آیتِ استخلاف میں کی ہے۔ مثلاً وہ حصارِ ایمان اور اعمالِ صالحہ کی سند ہے۔ وہ تمکنتِ دین اور استحکامِ اسلام کا ذریعہ ہے۔ وہ امن کی ضمانت ہے۔ وہ عبادت کے قیام اور شرک سے بچاؤ کی سبیل ہے۔ اطاعتِ رسولؐ، قیامِ صلوٰۃ، ایتائے زکوٰۃ اور رحمتِ خداوندی کا امین ہے۔ وہ باطل کے مقابلہ پر سِپر ہے۔ وغیرہ، وہ علامات ہیں جو آیتِ استخلاف اور اس سے منسلک آیات سے ماخوذ ہیں۔ علاوہ ازیں اس کی دیگر صفات جو مختلف مأخذوں سے معلوم ہوتی ہیں، یہ ہیں کہ وہ انوار و برکاتِ نبوّت کا عکّاس ہے۔ وہ وجہ یکجہتی و اتّحاد ہے۔ وہ مومنوں کا محبوب و مطاع ہے۔ وہ قلوب مومنین پر نزولِ ملائکہ کا سبب ہے۔ وہ تائیدِ خداوندی کا مَورد ہے۔ وہ تجدید دین کا ذمہ دار ہے اور قبولیّتِ دعا کا وسیلہ ہے وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ کی خاص عطا سے یہ ایسی غیر معمولی اور ممتاز صفات ہیں جن سے ایک خلیفۂ راشد متّصف و مزیّن ہوتا ہے، ظاہر ہے کہ یہ صفات نہ انسان اپنی جدوجہد، مجاہدوں اور ریاضتوں سے حاصل کرسکتا ہے اور نہ ہی وہ انہیں خدا تعالیٰ کے سوا کسی اور سرچشمہ سے پا سکتا ہے۔ مثلاً فرشتوں کا بھیجنا صرف اور صرف خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ اور وہ نبی کے بعد خلیفۂ راشد کے ذریعہ مومنوں پر اترتے ہیں۔ جیسا کہ جب حضرت عثمانؓ کے خلاف منافق اٹھے تو حضرت عبد اللہ بن سلامؓ نے انہیں تنبیہ کی کہ خلافت کا وجود تائید و عونِ ملائکہ کا سبب ہے۔ فرمایا:

”اگر تم نے (حضرت عثمانؓ) کو قتل کیا تو وہ تلوار جو اس وقت نیام میں ہے، بے نیام ہو جائے گی اور پھر وہ قیامت تک نیام میں نہ جاسکے گی۔ اگر تم نے (حضرت عثمانؓ) کو قتل کیا (اور

خلافت کو پامال کرنے کی کوشش کی) تو یاد رکھنا کہ مدینہ جس کو اللہ تعالیٰ کے فرشتے گھیرے ہوئے ہیں وہ مدینہ چھوڑ جائیں گے۔"

(طبری ذکر الخبر عن قتل عثمان بن عفّان۔35)

اسی طرح دعاؤں کا سننا اور انہیں قبولیت کا شرف بخشنا بھی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ اور وہ خلیفہ ٔراشد کی دعائیں بھی امتیازی طور پر قبول فرماتا ہے اور اس کے وسیلہ سے مومنوں کی دعاؤں کو بھی شرف قبولیّت بخشتا ہے چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں کہ:

"اللہ تعالیٰ جب کسی کو منصبِ خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیت بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اس کی دُعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے۔"

(منصبِ خلافت انوار العلوم جلد2 صفحہ 32)

اسی طرح خدا تعالیٰ جسے اپنا خلیفہ بناتا ہے اسے ایک اور امتیازی صفت بھی عطا کی جاتی ہے جو بغیر خدا تعالیٰ کے انتخاب، اصطفاء اور اس کی عطا کے ممکن ہی نہیں اور وہ یہ ہے کہ اس کے دل پر حق کی خاص تجلی ہوتی ہے۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

"صوفیاء نے لکھا ہے کہ جو شخص کسی شیخ یا رسول اور نبی کے بعد خلیفہ ہونے والا ہوتا ہے تو سب سے پہلے خدا کی طرف سے اس کے دل میں حق ڈالا جاتا ہے۔"

(ملفوظات جلد10 صفحہ 229-230)

علیٰ ھٰذا القیاس بعض خاص صفات میں خلیفہ راشد دیگر افرادامّت سے جو مختلف صفاتِ حسنہ سے متّصف ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی جناب سے عطا کردہ الگ شان اور امتیازی مقام رکھتا ہے۔ لیکن یہ ایک الگ بحث ہے اور دنیا میں ایسی نظیریں موجود ہیں کہ غیر نبی کو بعض صلاحیتوں یا صفات میں نبی پر فضیلت ہو سکتی ہے یا غیر خلیفہ کو خلیفہ ٔراشد پر۔ مگر جزوی فضیلت بہر حال ایک جزوی بات ہے۔ اس کی وجہ سے کسی کا نبی یا خلیفہ سے افضل ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

## خلافت صفاتِ الٰہیہ اور صفاتِ حسنہ کے آئینہ میں

یہ بھی ایک اصولی بات ہے کہ خلیفہ ٔراشد کی یہ الگ شان اور اس کا یہ امتیازی مقام اس وجہ سے بھی ہے کہ وہ صفات الٰہیہ اور تمام انسانی صفات حسنہ میں اس دَور کے جملہ انسانوں کے مقابل پر ایک جامعیت اور مکمل توازن رکھتا ہے۔ صفات حسنہ میں مکمل توازن عطا کرنا سوائے خدا تعالیٰ کی خاص تقدیر کے کسی اور کا کام نہیں ہے۔ صفات کا یہ مجموعی توازن اس کے اندر وہ خاصیّت پیدا کر دیتا ہے کہ وہ دوسروں کی نسبت خدا تعالیٰ کی صفات کے قریب ترین وجود ہو جاتا ہے۔ پس وہی ہے جو نبوّت کے بعد خدا تعالیٰ کی جملہ صفات کا سب سے زیادہ مظہر بن جاتا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کی نظرِ انتخاب اس کو چن لیتی ہے لہٰذا اس کا انتخاب خدائی انتخاب قرار پاتا ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

”جب کسی کو خدا خلیفہ بناتا ہے تو اسے اپنی صفات بخشتا ہے۔ اگر وہ اسے اپنی صفات نہیں بخشتا تو خدا تعالیٰ کے خلیفہ بنانے کے معنی ہی کیا ہیں۔“

(الفرقان، مئی، جون 1967ء صفحہ 37)

جہانتک صفات حسنہ کے اجتماع اور ان میں توازن کی خصوصیّت کا تعلق ہے، حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

”جو خلیفہ مقرر کیا جاتا ہے اس میں دیکھا جاتا ہے کہ اس نے کل خیالات کو جمع کرنا ہے۔ اس کی مجموعی حیثیت کو دیکھا جاوے۔ ممکن ہے کسی ایک بات میں دوسرا شخص اس سے بڑھ کر ہو۔ ایک مدرسہ کے ہیڈ ماسٹر کے لئے صرف یہ نہیں دیکھا جاتا کہ وہ پڑھاتا اچھا ہے کہ نہیں یا اعلیٰ ڈگری پاس ہے یا نہیں، ممکن ہے کہ اس کے ماتحت اس سے بھی اعلیٰ ڈگری یافتہ ہوں۔ اس نے انتظام کرنا ہے، افسروں سے معاملہ کرنا ہے، ماتحتوں سے سلوک کرنا ہے، یہ سب باتیں اس میں دیکھی جاویں گی۔ اسی طرح سے خدا کی طرف سے جو خلیفہ ہو گا اس کی مجموعی حیثیت کو دیکھا جاوے گا۔ خالد بن ولیدؓ جیسی تلوار کس نے چلائی؟ مگر خلیفہ ابو بکرؓ ہوئے۔ آج اگر کوئی کہتا ہے کہ یورپ میں میری قلم کی دھاک مچی ہوئی ہے تو وہ خلیفہ نہیں ہو سکتا۔ خلیفہ وہی ہے جسے خدا نے بنایا۔ خدا

نے جس کو چن لیا اُس کو چن لیا۔ خالد بن ولیدؓ نے 60 آدمیوں کے ہمراہ 60 ہزار آدمیوں پر فتح پائی۔ عمرؓ نے ایسا نہیں کیا۔ مگر خلیفہ عمر رضی اللہ عنہ ہی ہوئے۔ حضرت عثمانؓ کے وقت میں بڑے جنگی سپہ سالار موجود تھے، ایک سے ایک بڑھ کر جنگی قابلیت رکھنے والا ان میں موجود تھا۔ سارے جہاں کو اس نے فتح کیا، مگر خلیفہ عثمانؓ ہی ہوئے۔ پھر کوئی تیز مزاج ہوتا ہے، کوئی نرم مزاج، کوئی متواضع، کوئی منکسر المزاج ہوتے ہیں، ہر ایک کے ساتھ سلوک کرنا ہوتا ہے جس کو وہی سمجھتا ہے۔ جس کو معاملات پیش آتے ہیں۔"

(خطباتِ محمود جلد 4 صفحہ 72-73 بحوالہ خطباتِ مسرور جلد 2 صفحہ 346-345)

## تائید و رضائے الٰہی

اس انتخاب الٰہیہ کا منطقی اور واقعاتی نتیجہ ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے اس انتخاب کو تنہا نہیں رہنے دیتا۔ وہ اس کے ساتھ ہوتا ہے اور علیٰ منہاجِ النبوہ اس کی تائید و نصرت فرماتا ہے۔ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا امتیازی سلوک ہوتا ہے جس کا اعلان وہ ان الفاظ میں فرماتا ہے کہ

اِنَّا لَنَنۡصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَیَوۡمَ یَقُوۡمُ الۡاَشۡہَادُ۔

(المومن:52)

ترجمہ: یقیناً ہم اپنے رسولوں کی اور ان کی جو ایمان لائے، اس دنیا کی زندگی میں بھی مدد کریں گے اور اس دن بھی جب گواہ کھڑے کئے جائیں گے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں:

"خدا جسے خلیفہ مقرر کرتا ہے اسے اپنی جناب سے مؤیّد و منصور کرتا ہے۔"

(درس القرآن صفحہ 572)

خلیفۂ راشد رسول تو نہیں، مگر خدا تعالیٰ چونکہ اسے ظلّی طور پر انوار و برکاتِ رسالت سے مزیّن کرتا ہے اور اسے نبوّت کے کمالات کا مظہر بناتا ہے۔ اس لئے اس کے ساتھ بھی خدا تعالیٰ کا وہی سلوک ہوتا ہے جس کا وعدہ وہ اپنے نبی کے ساتھ کرتا ہے۔ یہی خلافت علیٰ منہاج النبوہ ہے اور یہ وہ معیار اور کسوٹی ہے جو خدا تعالیٰ کے قائم کردہ خلیفہ کو خالصۃً خدا تعالیٰ کا انتخاب ثابت کرتی

ہے۔ نبوّت کے ساتھ کیئے گئے اس وعدہ کو خدا تعالیٰ اس طرح پورا فرماتا ہے کہ اپنے قائم کردہ خلیفہ کی نبوّت کے اظلال کے طور پر خود تائید و نصرت فرماتا ہے۔ نہ صرف اس خلیفہ پر بلکہ وہ اس پر ایمان رکھنے والے مومنوں پر بھی اپنی تائید و نصرت کا سائبان تان دیتا ہے۔ یہ ایک ایسی الگ اور نمایاں شان ہے جو صرف اور صرف خدا تعالیٰ کے قائم کردہ خلیفہ کو عطا ہوتی ہے۔ اس بناء پر ایسا انتخاب خدا تعالیٰ کا انتخاب قرار پاتا ہے۔ اور حتمی طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔

اس الٰہی انتخاب کی ایک مثال حضرت علیؓ نے بھی فراہم فرمائی۔ آپؓ نے امیر معاویہؓ کو اپنی خلافت کی دلیل دیتے ہوئے لکھا:

اِنَّہٗ بَایَعَنِی القَومُ الَّذِینَ بَایَعُوا اَبَابَکرٍ وَ عُمَرَ وَعُثمَانَ عَلَی مَابَایَعُوھُم عَلَیہِ

کہ میری بیعت ان لوگوں نے کی ہے جنہوں نے ابو بکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ کی بیعت کی تھی اور انہی بنیادوں اور اصولوں پر کی ہے جن پر ان تینوں کی بیعت کی تھی۔ اور آگے فرمایا:

فَاِنِ اجتَمَعُوا عَلیٰ رَجُلٍ وَّسَمُّوہُ اِمَامًا کَانَ ذٰلِکَ لِلّٰہِ رِضًی کہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ اگر کسی ایک شخص کے ہاتھ پر جمع ہو جاتے ہیں اور اسے اپنا امام تسلیم کر لیتے ہیں تو خدا کی رضا اُس (امام) کے شاملِ حال ہو جاتی ہے۔

(نہج البلاغہ مشہدی صفحہ 188 من کتابٍ لہٗ اِلیٰ معاویہ و نہج البلاغہ جلد 2 صفحہ 7 مطبوعہ مصر)

یعنی یہ ایسے لوگ ہیں جو ایمان، اعمالِ صالحہ اور اپنے تقویٰ و طہارت کے لحاظ سے اس معیار پر قائم ہیں کہ خدا تعالیٰ کی مرضی، خدا تعالیٰ کی رضا اور خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کا وعدہ ان میں پورا ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی یہ رضا اس کی طرف سے ان کے انتخاب کی تصدیق ہے۔ ان کے چُنے ہوئے امام کے ساتھ خدا تعالیٰ کی مرضی اور اس کی رضا شاملِ حال ہو جاتی ہے۔

رضائے الٰہی وہ امتیازی نشان ہے جسے کوئی شخص اپنی کوشش سے حاصل نہیں کر سکتا۔ لیکن اس سے بھی بڑھ کر وہ تائید و نصرت الٰہی ہے جو خدا تعالیٰ اپنے قائم کردہ خلیفہ کو عطا کرتا ہے۔ یہ وہ موہبت ہے جو خاص طور پر نبوّت کے ساتھ مخصوص ہے۔ خلیفۂ راشد چونکہ ظلّی طور پر

انوارِ رسالت اور برکاتِ نبوّت کا حامل ہوتا ہے۔ اس لئے اس کے شاملِ حال بھی اللہ تعالیٰ کے وہی وعدے ہوتے ہیں جو اِن آیات میں بیان فرمائے گئے ہیں کہ

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِىۡ (المجادلہ:22) کہ اللہ نے لکھ رکھا ہے کہ ضرور میں اور میرے رسول غالب آئیں گے۔ اور

اِنَّا لَنَنۡصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا.... (المومن:52) کہ ہم اپنے رسولوں کی اور ان کی جو ایمان لائے، اس دنیا کی زندگی میں بھی مدد کریں گے اور اس دن بھی جب گواہ کھڑے کئے جائیں گے۔

دراصل یہی وہ امتیازات ہیں جو خلیفۂ راشد کو ہر دوسرے صاحبِ منصب اور صاحبِ صفات شخص سے ممتاز کرتے ہیں اور واضح کرتے ہیں کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ یہ امتیازی نشان کسی ایسے شخص کو نصیب نہیں ہوتے، جسے خدا تعالیٰ قائم نہیں کرتا خواہ اسے دنیا کی تمام طاقتیں مل کر بھی خلیفہ قرار دے دیں۔ جس کے ساتھ خدا تعالیٰ کی اپنی رضا نہ ہو وہ ان لوگوں کے مقرر کردہ ایسے فرد کی تائید کرنے کا کس طرح پابند ہو سکتا ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"سارا عالَمِ اسلام مل کر زور لگالے اور خلیفہ بنا کر دکھا دے۔ وہ نہیں بنا سکتے کیونکہ خلیفہ کا تعلق خدا کی پسند سے ہے۔"

(الفضل انٹرنیشنل 2اپریل 1993ء)

### اظہارِ تقدیر

خدا تعالیٰ خود خلیفہ بناتا ہے، اس کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ خدا تعالیٰ جس شخص کا برائے خلیفہ انتخاب کرتا ہے، وہ اس کے بارہ میں دنیا میں کئی طریق پر اپنی اس تقدیر کا قبل از وقت اظہار بھی کر دیتا ہے۔ پھر اس کی اس تقدیر کے آگے کوئی روک نہیں بن سکتا۔ جیسا کہ حضرت ابوبکرؓ کے بارہ میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ آپؐ کا خیال تھا کہ ان کے بارہ میں وصیّت لکھ دیتے مگر اس

لئے نہیں لکھی کہ ان کے علاوہ اگر بعض لوگ کسی اور کو منتخب کرنا بھی چاہیں گے تو خدا تعالیٰ بھی ان کے اس انتخاب کا انکار کر دے گا اور مومن بھی اس کا انکار کر دیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ پر جس تقدیر کو کھولا تھا وہ بالآخر اسی طرح نافذ ہو کر رہی۔ اسی طریق پر اللہ تعالیٰ اپنے ہونے والے دیگر خلفاء کے بارہ میں پہلے سے ہی لوگوں کو کئی طریق سے آگاہ کر دیتا ہے۔

اِس دَور میں جماعت احمدیہ نے خدا تعالیٰ کی اس تقدیر کے بکثرت ایسے جلوے دیکھے ہیں کہ آئندہ ہونے والے خلیفہ کے بارہ میں اس نے کئی لوگوں کو رؤیا و کشوف کے ذریعہ مطلع فرمایا۔ اس کے علاوہ اس کی ایک غیر معمولی تجلّی یہ بھی ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے اپنے بعد قائم ہونے والے خلیفہ کا گو اپنی زندگی کے آخری دَور میں نام بھی تحریر کر دیا تھا مگر ایک عرصہ پہلے ایک عجیب طرز پر نشاندہی بھی فرمائی تھی۔ جس کو لازماً اس دَور کے اصحابِ بصیرت تو واضح طور پر سمجھ گئے تھے مگر جن کے لئے ابتلا مقدّر تھا وہ اپنے ابتلا میں سرگرداں رہے اور اس ”خاص مصلحت اور خالص بھلائی“ سے فائدہ نہ اٹھا سکے۔ وہ واقعہ اس طرح سے ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے 14 جنوری 1910ء کو اپنے خطبہ جمعہ میں تصوّف کے مضمون کو بیان فرمایا۔ اس کے بالکل آخر میں حسب ذیل بات کہہ کے خطبہ ختم فرما دیا کہ

”ایک نکتہ قابلِ یاد سنائے دیتا ہوں کہ جس کے اظہار سے میں باوجود کوشش کے رُک نہیں سکا۔ وہ یہ کہ میں نے حضرت خواجہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے۔ ان کو قرآن شریف سے بڑا تعلق تھا۔ ان کے ساتھ مجھے بہت محبّت ہے۔ 78 برس تک انہوں نے خلافت کی۔ 22 برس کی عمر میں وہ خلیفہ ہوئے تھے۔ یہ بات یاد رکھو کہ میں نے کسی خاص مصلحت اور خالص بھلائی کے لئے کہی ہے۔“

(خطباتِ نور صفحہ 453 مطبوعہ نظارت اشاعت قادیان ایڈیشن 2003ء)

اس میں ”خاص مصلحت اور خالص بھلائی“ کیا تھی؟ غور فرمائیں۔

1: حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدّین محمود احمدؓ کو قرآن شریف سے بڑا تعلق تھا۔

2: خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کو آپؓ سے محبّت بھی بہت تھی۔ آپؓ کی ولادت با سعادت 12 جنوری 1889ء کو ہوئی۔

3: جنوری 1910ء میں اس خطبہ کے وقت آپؓ کی عمر عین 22 سال تھی۔ لہٰذا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا اپنے خطبہ میں حضرت خواجہ سلیمانؒ کی 22 سال کی عمر کا ذکر کرنا ایک واضح اشارہ تھا۔

4: پھر 78 برس تک ان کا خلافت کرنا، ایک حیرت انگیز اظہار تھا جو سوائے خاص مصلحتِ الٰہی اور علمِ الٰہی کے ممکن نہ تھا۔ کیونکہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدّین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بھی اتنی ہی عمر تک خلافت کی۔ آپؓ کی عمر شمسی لحاظ سے 76 سال 8 ماہ اور 27 دن تھی جبکہ قمری اعتبار سے 78 سال بنتی تھی۔ یہ ایسی بات تھی جو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے 1910ء میں کہی مگر آگے جا کر خدا تعالیٰ نے اسے 1965ء تک حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو 78 سال عمر دے کر یہ پیش خبری قطعی طور پر پوری تفصیلات کے ساتھ ظاہر اور ثابت فرمائی۔ پس یہ صرف اور صرف خدا تعالیٰ کا کام ہے کہ جسے وہ چاہتا ہے اپنا خلیفہ بناتا ہے اور اس نے جس کو خلیفہ قائم کرنا ہوتا ہے، اس کی خوشبو خاص مصلحت اور خالص بھلائی کے لئے چار سو بکھیر دیتا ہے۔

## ”خلیفہ خدا تعالیٰ بناتا ہے“ ایک لطیف تمثیل

حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام نے اس بحث کو ایک لطیف مثال کے ساتھ واضح فرمایا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

”لکھا ہے کہ ایک بزرگ جب فوت ہوئے تو انہوں نے کہا کہ جب تم مجھے دفن کر چکو تو وہاں ایک سبز چڑیا آئے گی۔ جس کے سر پر وہ چڑیا بیٹھے، وہی میرا خلیفہ ہوگا۔ جب وہ اس کو دفن کر چکے تو اس انتظار میں بیٹھے کہ وہ چڑیا کب آتی ہے اور کس کے سر پر بیٹھتی ہے؟ بڑے بڑے پرانے مرید جو تھے ان کے دل میں خیال گزرا کہ چڑیا ہمارے سر پر بیٹھے گی۔ تھوڑی ہی دیر میں ایک چڑیا ظاہر ہوئی اور وہ ایک بقّال (سبزی فروش۔ ناقل) کے سر پر آ بیٹھی جو اتّفاق سے شریکِ جنازہ ہو گیا

تھا۔تب وہ سب حیران ہوئے لیکن اپنے مرشد کے قول کے مطابق اس کو لے گئے اور اس کو اپنے پیر کا خلیفہ بنایا۔“

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 407)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیش فرمودہ یہ مثال خدا تعالیٰ کی خلافت کے قیام کے بارہ میں غیر معمولی عرفان کے دروازے کھولتی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا انتخاب ہے جو ایک سبز چڑیا کی مثال میں ظاہر کیا گیا ہے۔ یہ چڑیا صرف اس شخص کے سر پر بیٹھتی ہے جو خدا تعالیٰ کے نزدیک اس منصب کا اہل ہوتا ہے۔ ایسے موقعوں پر بسا اوقات یہ ہوتا ہے کہ بعض لوگ خود کو اس منصب کا اہل سمجھ رہے ہوتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ ان کے سوا اس جماعت کو چلانے والا کوئی نہیں ہے۔ یہ لوگ دراصل خلافت کے بارہ میں ایمان کی بنیادی کڑی کو چھوڑ رہے ہوتے ہیں اور سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ خدا تعالیٰ خلیفہ نہیں بناتا بلکہ وہ خود بہتر سمجھتے ہیں کہ خلیفہ کون ہو یا اسے کیسا ہونا چاہئے۔ اسی طرح بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ لوگ اپنے خیال، علم اور معلومات کے مطابق کسی اور کو اس کا اہل سمجھ رہے ہوتے ہیں اور ان کی نظریں اس پر لگی ہوتی ہیں۔ وہ اپنے دل کی عقیدت و وفا کو اس کے ساتھ وابستہ کر رہے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں قسم کے لوگوں کی مرضی پر اپنی مرضی کو نافذ کرتا ہے۔ کیونکہ اس کے نزدیک اس منصب کا اہل کوئی اور ہوتا ہے۔ چونکہ یہ خلافت خدا تعالیٰ کی خلافت ہے، اس لئے اس کا قیام خدا تعالیٰ خود اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے اور لوگوں کے خیالات کے برعکس اس ”چڑیا“ کو اس شخص کے سر پر بیٹھنے کا حکم دیتا ہے جو اس کے نزدیک خلافت کے منصب کا حقیقی اہل ہوتا ہے۔ چنانچہ اُس جماعت کے بعض لوگوں کے علَی الرّغم وہ ”چڑیا“ اُس شخص کے سر پر بیٹھ جاتی ہے جو دراصل خدا تعالیٰ کا چنا ہوا خاص شخص اور خلیفہ ہوتا ہے۔ جس کے دل میں وہ حق ڈالتا ہے۔

## اس تمثیل کے عملی نظارے

یہ ''سبز چڑیا'' کیا ہے؟ یہ دراصل خدا تعالیٰ کی مرضی ہے جو انتخاب کرنے والے افراد کے دلوں پر بیٹھتی ہے اور انہیں اس شخص کی طرف مائل کرتی ہے۔ وہ ان کے سروں پر بیٹھتی ہے اور صرف ان کی عقلوں ہی کو قائل نہیں کرتی بلکہ ان کے دلوں کو بھی مائل کرتی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے ارادہ سے ہم آہنگ اپنا ہاتھ اس شخص کے لئے کھڑا کریں جس کو خدا تعالیٰ خود قائم کرنا چاہتا ہے۔ اس قانونِ الٰہی کو سمجھاتے ہوئے ہمارے آقا و مولیٰ، سیّد الانبیاء حضرت محمد مصطفی ﷺ بیان فرماتے ہیں:

لَقَدْ هَمَمْتُ أَوْ أَرَدْتُ أَنْ أُرْسِلَ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ وَابْنِهِ وَأَعْهَدَ أَنْ يَقُولَ الْقَآئِلُونَ أَوْ يَتَمَنَّى الْمُتَمَنُّونَ ثُمَّ قُلْتُ يَأْبَى اللّٰهُ وَيَدْفَعُ الْمُؤْمِنُونَ

(بخاری کتاب المرضیٰ باب قول المریض انّی وجع وا رأساہ)

کہ میں نے ایک دفعہ ارادہ کیا تھا کہ ابو بکرؓ اور آپؓ کے بیٹے کو بلاؤں اور خلافت کی وصیّت لکھ دوں تا کہ باتیں بنانے والے باتیں نہ بنا سکیں اور اس کی تمنّا کرنے والے اس کی خواہش نہ کریں۔ پھر میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ لازماً (ابو بکرؓ کے علاوہ کسی بھی دوسرے کا) انکار کر دے گا اور مومن بھی اسے ضرور ردّ کر دیں گے۔

آنحضرت ﷺ کا یہ قول اس قانونِ خداوندی اور عقیدہ اسلام کا روشن ترین اظہار ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ یہ ''چڑیا'' اسی کے سر پر بیٹھتی ہے جس پر بیٹھنے کا خدا تعالیٰ اسے حکم دیتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے بعد اسی مرضیٔ خدا کے مطابق حضرت ابو بکرؓ بھی خلیفہ بنے اور آپؓ کے بعد دیگر خلفاءؓ بھی۔ پھر دَورِ آخرین میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوئی تو ہر خلیفہ کا انتخاب اسی قانون خداوندی کے مطابق عمل میں آیا۔

دَورِ آخرین میں اس کی ایک غیر معمولی مثال جو اس قانونِ الٰہی کو عملی رنگ میں روشن کرتی ہے، یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی وفات کے بعد جماعت میں سب سے بڑا سوال خلیفہٴ

ثانی کے انتخاب کا تھا۔ اس وقت یہ مسئلہ پیدا ہوا کہ مولوی محمد علی صاحب (جو بعد میں لاہوری جماعت کے امیر بنے) یہ کوشش کرنے لگے کہ فی الحال جماعت کسی ایک خلیفہ کے ہاتھ پر جمع نہ ہو بلکہ کچھ عرصہ انتظار کر لیا جائے اور جب جماعت اچھی طرح سوچ لے تو پھر اس بارہ میں کوئی اقدام کیا جائے۔ اس بارہ میں وہ اپنے بعض ساتھیوں کے ہمراہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی علالت کے ایّام میں ہی تگ ودَو کرتے رہے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قائم کردہ صدر انجمن احمدیہ کے سیکرٹری ہونے کی وجہ سے انجمن کو جماعت کا نگران بنانے کی کوشش میں تھے۔ چونکہ وہ صدر انجمن کے سیکرٹری تھے اس لئے ظاہر تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی وفات کے بعد وہ خود ہی جماعت کے نگران متصور ہوں گے۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ تمثیل کے آئینہ میں ”بڑے بڑے پرانے مرید جو تھے ان کے دل میں خیال گزرا کہ چڑیا ہمارے سر پر بیٹھے گی۔“ لیکن حالات ایسے ہو گئے تھے کہ انہیں یقین ہو چکا تھا کہ اگر یہ فیصلہ اب ہوا تو یہ چڑیا ان کے سر پر نہیں بیٹھے گی۔ اس لئے انہوں نے یہ ترکیب سوچی کہ خلیفہ کے انتخاب کو معرضِ تاخیر میں ڈال کر کسی طرح ”چڑیا“ کو قابو کرنا چاہئے۔ مگر یہ حقیقت ان سے اوجھل رہی کہ خدا تعالیٰ کے کاموں پر کسی کو اختیار نہیں ہو سکتا۔ اس کی مرضی کو کوئی قابو نہیں کر سکتا۔ چنانچہ اکابر صحابہؓ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہلِ بیت اور جماعت کی اکثریت، سب اس عقیدہ کے حامل تھے کہ جلد از جلد خلیفہ کا انتخاب ہو اور سنّت کے مطابق خدا تعالیٰ کا قائم کردہ خلیفہ ہی حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی نماز جنازہ پڑھائے اور جماعت دوبارہ اسلام کے قانون کے مطابق ایک ہاتھ پر جمع ہو۔ اس ماحول اور ان واقعات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ بیان فرماتے ہیں:

”ظہر کے بعد میں نے اپنے تمام رشتہ داروں کو جمع کیا اور ان سے اختلاف کے متعلق مشورہ طلب کیا۔ بعض نے رائے دی کہ جن عقائد کو ہم حق سمجھتے ہیں، ان کی اشاعت کے لئے ہمیں پوری طرح کوشش کرنی چاہئے۔ اور ضرور ہے کہ ایسا آدمی خلیفہ ہو جس سے ہمارے عقائد متفق

ہوں۔ مگر میں نے سب کو سمجھایا کہ اصل بات جس کا اس وقت ہمیں خیال کرنا چاہئے وہ اتفاق ہے۔ خلیفہ کا ہونا ہمارے نزدیک مذہباً ضروری ہے۔ پس

اگر وہ لوگ اس امر کو تسلیم کرلیں تو پھر مناسب یہی ہے کہ اوّل تو عام رائے لی جاوے۔ اگر اس سے وہ اختلاف کریں تو کسی ایسے آدمی پر اتفاق کر لیا جائے جو دونوں فریق کے نزدیک بے تعلق ہو۔

اور اگر یہ بھی قبول نہ کریں تو ان لوگوں میں سے کسی کے ہاتھ پر بیعت کرلی جاوے اور میرے اصرار پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام اہلِ بیت نے اس بات کو تسلیم کر لیا۔ یہ فیصلہ کر کے میں اپنے ذہن میں خوش تھا کہ اب اختلاف سے جماعت محفوظ رہے گی۔ مگر خدا تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا.... میں باہر آیا تو مولوی محمد علی صاحب کا رقعہ مجھے ملا کہ کل والی گفتگو کے متعلق ہم پھر گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے ان کو بلوا لیا۔ اس وقت میرے پاس مولوی سیّد محمد احسن صاحب، خان محمد علی صاحب اور ڈاکٹر خلیفہ رشید الدّین صاحب موجود تھے۔ مولوی صاحب بھی اپنے بعض احباب سمیت وہاں آگئے اور پھر کل کی بات شروع ہوئی۔ میں نے پھر اس امر پر زور دیا کہ خلافت کے متعلق آپ بحث نہ کریں۔ صرف اس امر پر گفتگو ہو کہ خلیفہ کون ہو۔ اور وہ اس بات پر مصر تھے کہ نہیں۔ ابھی کچھ بھی نہ ہو۔ کچھ عرصہ تک انتظار کیا جاوے۔ سب جماعت غور کرے کہ کیا کرنا چاہئے۔ پھر جو متفقہ فیصلہ ہو اس پر عمل کیا جاوے۔ میرا جواب وہی کل والا تھا اور پھر میں نے ان کو یہ بھی کہا کہ اگر پھر بھی اختلاف ہی رہے تو کیا ہو گا۔ اگر کثرت رائے سے فیصلہ ہونا ہے تو ابھی کیوں کثرت رائے پر فیصلہ نہ ہو...... اس وقت جماعت کو تفرقہ سے بچانے کی فکر ہونی چاہئے۔ جب سلسلہ گفتگو کسی طرح ختم ہوتا نظر نہ آیا اور باہر بہت شور ہونے لگا اور جماعت کے حاضر الوقت اصحاب اس قدر جوش میں آگئے کہ دروازہ توڑے جانے کا خطرہ ہو گیا اور لوگوں نے زور دیا کہ اب ہم زیادہ صبر نہیں کر سکتے۔ آپ لوگ کسی امر کو طے نہیں کرتے اور جماعت اس وقت بغیر کسی رئیس کے ہے۔ تو میں نے مولوی محمد علی صاحب سے کہا کہ بہتر ہے کہ باہر چل کر جو

لوگ موجود ہیں ان سے مشورہ لے لیا جائے۔ اس پر مولوی محمد علی صاحب کے منہ سے بے اختیار نکل گیا کہ آپ یہ بات اس لئے کہتے ہیں کہ آپ جانتے ہیں کہ وہ لوگ کسے منتخب کریں گے۔

اس پر میں نے ان سے کہا کہ نہیں میں تو فیصلہ کر چکا ہوں کہ آپ لوگوں میں سے کسی کے ہاتھ پر بیعت کر لوں۔ مگر اس پر بھی انہوں نے یہی جواب دیا کہ نہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ ان لوگوں کی کیا رائے ہے یعنی وہ آپ کو خلیفہ مقرر کریں گے۔ اس پر میں اتفاق سے مایوس ہو گیا اور میں نے سمجھ لیا کہ خدا تعالیٰ کا منشا کچھ اور ہے۔ کیونکہ باوجود اس فیصلہ کے جو میں اپنے دل میں کر چکا تھا میں نے دیکھا کہ یہ لوگ صلح کی طرف نہیں آتے اور مولوی محمد علی صاحب کی مخالفت خلافت سے بوجہ خلافت کے نہیں بلکہ اس لئے ہے کہ ان کے خیال میں جماعت کے لوگ کسی اور کو خلیفہ بنانے پر آمادہ تھے۔''

(حیات نور صفحہ 728 تا 730 مطبوعہ 1963ء پنجاب پریس وطن بلڈنگ لاہور)

یہ واقعہ تاریخ اسلام کا ایک اہم ترین واقعہ ہے جو واقعاتی لحاظ سے ایک ناقابلِ تردید اور قطعی ثبوت مہیّا کرتا ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے اس واقعہ کی تفصیل ''خلافتِ راشدہ'' (انوار العلوم جلد 15 صفحہ 497 تا 501) میں اور اپنی تصنیف ''اختلافاتِ سلسلہ کی تاریخ کے صحیح حالات'' (صفحہ 122 تا 124 مطبوعہ الشرکۃ الاسلامیہ ربوہ) اور اپنے درس القرآن میں بھی بیان فرمائی ہے۔

مولوی محمد علی صاحب جو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی زندگی میں ہی جماعت کے انتظام و انصرام اور اختیار و اقتدار کو اپنے ہاتھ میں لینے کی سر توڑ کوشش کرتے رہے تھے اور ایک مہم کے طور پر اپنے اخبار ''پیغام'' کے ذریعہ اور اشتہارات اور ٹریکٹوں کی اشاعت کے ساتھ مسلسل جدّوجہد میں تھے کہ کسی طرح خلیفۂ وقت انجمن کے تحت ہو جائے۔ یعنی وہ ان کے دفتر کے ماتحت ہو اور اصل اقتدار انجمن کا یعنی ان کا اپنا ہو۔ اسی کے لئے وہ خلافتِ ثانیہ کے انتخاب میں تاخیر کے لئے کوشاں تھے تاکہ جماعت کچھ عرصہ تک انجمن کے انتظام کے تحت رہنے کی عادی ہو جائے گی تو پھر خلیفہ کے انتخاب کی ضرورت نہ رہے گی۔ لہٰذا جماعت پر ان کا اقتدار قائم ہو جائے گا۔ لیکن خدا تعالیٰ کی

غالب تقدیر کے تحت یہ ہوا کہ عین اس وقت جب حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثانیؓ) ان کو خلیفہ بن جانے اور خود ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی پیشکش کرتے ہیں تو وہی مولوی محمد علی صاحب اس پیشکش کو قبول کرنے سے انکار کر دیتے ہیں۔ حالانکہ یہی اُن کے لئے نادر موقع تھا کہ اگر وہ حضرت صاحبزادہ صاحب کی اس پیشکش کو قبول کر لیتے تو انہیں ان کے خوابوں کی تعبیر اور جدّوجہد کی منزل مل جاتی اور وہ جماعت احمدیہ کے امام بن جاتے۔ لیکن ایک حتمی اور فیصلہ کن گھڑی میں مولوی محمد علی صاحب کا جماعت کا امام بننے سے پہلو تہی کر جانا خدا تعالیٰ کے اس تصرّف کی پختہ ترین دلیل ہے کہ خدا تعالیٰ جس کو چاہتا ہے خود خلیفہ بناتا ہے۔ اور وہ ''سبز چڑیا'' اسی کے سر پر بیٹھتی ہے جس پر بیٹھنے کا اسے اذن ہوتا ہے۔ اس کے برعکس جسے اللہ تعالیٰ اس کا اہل نہیں سمجھتا، لوگ سر توڑ کوشش بھی کریں تو بھی سرِلب لائے ہوئے پیالہ کو اس کے منہ سے نہیں لگا سکتے۔

## الٰہی انتخاب کے منظر

سوال یہ تھا کہ انسانوں کا منتخب کردہ شخص خدا تعالیٰ کی طرف کس طرح منسوب ہوتا ہے؟ اسے خدا تعالیٰ کا انتخاب کیونکر قرار دیا جاتا ہے؟

اس کا بنیادی اور تفصیلی جواب تو اوپر دیا جا چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ''لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ'' میں اس انتخاب کو اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ اسی طرح خلافت کے لئے رسول اللہ ﷺ کی حضرت ابو بکرؓ کے بارہ میں پیشگوئی کرنے کے سلسلہ میں ارشاد کہ اللہ تعالیٰ بھی ابو بکرؓ کے علاوہ کسی اور شخص کا انکار کر دے گا اور مومن بھی انکار کر دیں گے۔ نیز حضرت علیؓ نے جو خط امیر معاویہ کو لکھا، اس میں انہوں نے منطقی اور واقعاتی دلیل یہ دی کہ جن لوگوں نے میری بیعت کی ہے یہ وہ لوگ ہیں کہ جب یہ کسی شخص کے ساتھ کھڑے ہو جائیں اور اسے اپنا امام مان لیں تو رضائے باری تعالیٰ اس شخص کے شاملِ حال ہو جاتی ہے۔ یہ دلائل ناقابلِ تردید ہیں اور یہی خلافت کے قیام کے

لئے انسانوں کے ووٹوں کے عمل کو اللہ تعالیٰ کی مرضی اور تقدیر ہونے کے پُر از یقین ثبوت مہیّا کرتے ہیں۔

اس تقدیر کے عملی مناظر کیا ہیں؟ ان کا جائزہ لیں تو یہ حقیقت مدّ نظر رکھنی چاہیئے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد خلافتِ راشدہ کے قیام اور ان چار خلفائے راشدہ کی خلافت کے برحق ہونے سے کوئی شخص انکار نہیں کرتا نہ کر سکتا ہے۔ لیکن وہ چار خلفاءؓ کس طرح خلیفہ بنے اور ان کا انتخاب کس طرح الٰہی انتخاب کہلایا؟ وہ مناظر یہ ہیں:

1: حضرت ابو بکرؓ پہلے خلیفہ ٔراشد اس طرح خلیفہ بنے کہ انصار کے ایک چھپّر میں وہ اس رائے پر متفق تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد مسلمانوں کا امیر انصار میں سے ہو گا۔ وہاں حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت ابو عبیدہ بن الجرّاحؓ تشریف لے جاتے ہیں اور تھوڑی سی گفتگو اور حضرت عمرؓ کی مختصر سی تقریر کے بعد سب نے حضرت ابو بکرؓ کی بطور خلیفۃ الرسولؐ و امیر المؤمنین بیعت کر لیتے ہیں۔ اسی طرح آپؓ پہلے خلیفہ ٔراشد ہو گئے۔ آپؓ کے اس انتخاب کو اللہ تعالیٰ کا انتخاب اور اس کی رضا و مرضی قرار دیا گیا۔

یہ سوال اٹھانے والے بھی اس انتخاب کو الٰہی انتخاب ہی قرار دیتے ہیں۔ اس الٰہی انتخاب سے وہ انکار کرتے ہیں نہ کر سکتے ہیں۔

2: دوسرے راشد خلیفہ حضرت عمرؓ تھے۔ ان کا انتخاب بلکہ ایک پہلو سے نامزدگی اس طرح ہوئی کہ حضرت ابو بکرؓ نے اپنی مرض الموت میں چند صحابہؓ سے مشورہ کیا اور حضرت عمرؓ کو اپنے بعد خلیفہ مقرر فرمادیا۔ آپؓ کا یہ عمل یا حضرت عمرؓ کی خلافت الٰہی انتخاب اور الٰہی رضا و مرضی قرار پائی۔ اس خلافت کے برحق اور الٰہی ہونے سے سوال کرنے والے نہ انکار کرتے ہیں نہ کر سکتے ہیں۔

3: حضرت عثمانؓ تیسرے خلیفہ ٔ راشد تھے۔ ان کا انتخاب چھ افراد کی کمیٹی نے کیا جو حضرت عمرؓ نے ترتیب دی تھی۔ اس کمیٹی کا انتخاب اللہ تعالیٰ کا انتخاب قرار پایا۔ اس خلافت کے برحق اور الٰہی ہونے سے سوال کرنے والے نہ انکار کرتے ہیں نہ کرسکتے ہیں۔

4: چوتھے خلیفہ ٔ راشد حضرت علیؓ تھے۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد صحابہؓ اور مومنینِ مدینہ نے حضرت علیؓ سے خلیفۃ الرسولؐ اور امیر المؤمنین بننے پر اصرار کیا مگر آپؓ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ آپؓ امیر کی بجائے وزیر بننا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ وہ لوگ سوچ وبچار کر کے دوبارہ آپؓ کے پاس آئے اور پُر زور اصرار کیا اور ایک طرح کی زبردستی سے آپؓ کی بیعت کر لی اور آپؓ خلیفہ ٔ راشد قرار پاگئے۔ اور آپؓ کی خلافت الٰہی انتخاب کے تحت قائم شدہ خلافت قرار پائی۔ اس انتخاب کے الٰہی انتخاب ہونے سے کوئی شخص انکار نہیں کرتا نہ کرسکتا ہے۔

اس کے بعد وہ خلافت ہے جس کے آخری زمانہ میں قیام کی خبر رسول اللہ ﷺ نے خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے نام سے دی تھی۔ یعنی یہ خلافت بھی اسی طرح خلافتِ راشدہ ہوگی جس طرح پہلے دور میں خلافت نبوّت کے معیار پر تھی۔ چنانچہ اس دور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد بھی خلافت کا قیام اسی طریق اور منظر میں ہوا جس طرح حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کا قیام ہوا تھا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد بغیر کسی استثناء کے سب افرادِ جماعت نے متفق ہو کر حضرت مولوی حکیم نور الدّینؓ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خلیفہ اور امیر المؤمنین تسلیم کیا اور آپؓ کی بیعت کی۔

انتخابِ خلافت پر سوال اٹھانے والے اس خلافت کو برحق خلافت تسلیم کرتے ہیں۔ کوئی اس کا انکار نہیں کرتا نہ کرسکتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی وفات کے بعد جو حالات پیدا ہوئے ان کا کچھ ذکر اوپر کی سطروں میں گزر چکا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی مرضی اس طرح حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود

احمدؑ کے حق میں ظاہر ہوئی کہ آپؓ مسجد میں تشریف لے گئے تو وہاں پر بکثرت موجود تمام لوگوں نے آپؓ کو خلیفۃ المسیح اور امیر المؤمنین قرار دے کر آپؓ کی بیعت کرلی۔

پھر ایک لمبا زمانہ گزرنے کے بعد جماعت کی چار سُو ترقی کے پیش نظر ضرورت سمجھی گئی کہ انتخابِ خلافت کے نظام کو اس طرح منظّم اور منضبط طریق پر قائم کرنا چاہیئے کہ کسی فتنہ کا دخل نہ رہے اور وعدہ الٰہی کے مطابق جماعت میں خلافت ہمیشہ قائم رہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 1956ء میں اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق ''انتخاب خلافت کمیٹی'' تشکیل فرمائی۔ اس میں جماعت کے مرکزی دفاتر کے سربراہ، اکابر مبلغین کرام اور جماعتوں کے سرکردہ افراد وغیرہ شامل فرمائے۔ یہ ایک بڑی کمیٹی ہے جو ایمان و عملِ صالح، نیکی، تقوی، خشیت اللہ، ایثار اور خدمتِ اسلام میں نمایاں حیثیت کے حامل ہیں۔ آیتِ استخلاف کے آئینہ میں دیکھا جائے تو اس سے بہتر کمیٹی ممکن نہیں ہے۔ آپؓ نے اس کی تشکیل فرمائی اور اعلان فرمایا:

''جب بھی انتخابِ خلافت کا وقت آئے اور مقررہ طریق کے مطابق جو بھی خلیفہ چُنا جائے مَیں اس کو ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر اس قانون کے ماتحت وہ چُنا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہوگا اور جو بھی اس کے مقابل کھڑا ہوگا وہ بڑا ہو یا چھوٹا ذلیل کیا جائے گا اور تباہ کیا جائے گا کیونکہ ایسا خلیفہ صرف اس لئے کھڑا ہوگا کہ حضرت مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام اور محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اس ہدایت کو پورا کرے کہ خلافتِ اسلامیہ ہمیشہ قائم رہے''

(خلافتِ حقّہ اسلامیہ صفحہ 17)

پھر فرمایا:

''پس مَیں ایسے شخص کو جس کو خدا تعالیٰ خلیفہ ثالث بنائے ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لاکر کھڑا ہو جائے گا تو..... اگر دنیا کی حکومتیں بھی اس سے ٹکّر لیں گی تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔''

(خلافتِ حقّہ اسلامیہ صفحہ 18)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے اس اعلان کی صداقت ہم نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کی ہے کہ اس خلافت علیٰ منہاج النبوّۃ سے جو حکومت ٹکرائی، اللہ تعالیٰ نے اس کے پرخچے اڑا دیئے۔ یہ اس کمیٹی کے برحق اور اس کے ذریعہ منتخبہ خلافت کے الٰہی خلافت ہونے کا ناقابلِ تردید ثبوت ہے جس کی تائید میں اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت کھڑی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی وفات کے بعد خلافتِ ثالثہ کا انتخاب عمل میں آیا اور آپؒ کے بعد خلافتِ رابعہ اور خلافتِ خامسہ کا انتخاب ہوا۔

دنیا میں ہر سُو جماعت کی بڑھتی ہوئی تعداد اور وسعت کے پیش نظر بعد میں آیتِ استخلاف میں مذکورہ اصولوں کے تحت اس کمیٹی میں ترمیم بھی ہوئی۔ مگر یہ قطعی بات ہے کہ اس کمیٹی سے بہتر کوئی اور کمیٹی نہیں ہو سکتی جو منشاء و رضائے الٰہیہ کے عین مطابق ہو۔ یہ انتخاب اگر خداتعالیٰ کی مرضی کے مطابق قرار نہیں پاتا تو پہلی تمام خلافتوں کے انتخاب اوّل طور پر ہدفِ اعتراض ٹھہرتے ہیں۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت یہ ہے کہ ان انتخابوں کے ذریعہ منتخب خلفاء کی وہ خود تائید و نصرت فرماتا ہے۔ اس نے آیتِ استخلاف میں مذکورہ خلافت حقّہ سے وعدوں کو ان کے ساتھ اسی طرح پورا فرمایا جس طرح اس نے پہلی خلافتوں کے ساتھ پورا فرمایا تھا۔ چنانچہ اس کا منطقی اور شرعی نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ انتخاب خلافت کمیٹی شریعت اور منشائے الٰہیہ کے عین مطابق ہے اور اسی کے ذریعہ منتخب ہونے والے خلیفہ کا انتخاب الٰہی انتخاب ہے۔

تعجب اس بات پر ہے کہ اس انتخاب سے پہلے پانچ خلفاء کے انتخابوں پر کوئی سوال نہیں اٹھاتا نہ اٹھا سکتا ہے مگر اسی منہاج، معیار اور اسی طرز پر خلافتِ ثانیہ اور اس کے بعد کی خلافتوں کے انتخاب کو ہدف اعتراض بنایا جاتا ہے۔ حالانکہ انتخاب خلافت کمیٹی پہلے انتخابوں کی نسبت زیادہ منظم، منضبط اور قوی طریق مہیّا کرتی ہے۔ پس اس کے ذریعہ انتخاب اگر نشانۂ اعتراض ہو سکتا ہے تو پہلی خلافتوں کے انتخاب بدرجہ اَولیٰ اعتراضات کا مَورد بنتے ہیں۔

الغرض یہ اعتراض کہ انسانوں کا انتخاب کس طرح الٰہی انتخاب کہلاتا ہے، ایسا سوال ہے کہ جس کا جواب خود دورِ اوّل اور دورِ آخر کی علیٰ منہاج النبوۃ راشدہ خلافتوں کے انتخاب مہیّا کرتے ہیں۔ فالحمد للہ ربّ العٰلمین۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ خلیفہ، اللہ تعالیٰ ہی بناتا ہے۔ اگر بندوں پر اس کو چھوڑا جاتا تو جو بھی بندوں کی نگاہ میں افضل ہوتا اسے ہی وہ اپنا خلیفہ بنا لیتے۔ لیکن خلیفہ خود اللہ تعالیٰ بناتا ہے اور اس کے انتخاب میں کوئی نقص نہیں۔ وہ اپنے ایک کمزور بندے کو چنتا ہے جسے وہ بہت حقیر سمجھتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کو چن کر اس پر اپنی عظمت اور جلال کا ایک جلوہ کرتا ہے اور جو کچھ وہ تھا اور جو کچھ اس کا تھا اس میں سے وہ کچھ بھی باقی نہیں رہنے دیتا اور خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال کے سامنے کلی طور پر فنا اور بے نفسی کا لبادہ وہ پہن لیتا ہے۔"

(الفضل ربوہ 17 مارچ 1967ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 26 مئی 2022ء)



﴿73﴾

# کچھ یادیں کچھ باتیں

## (پروفیسر مجید احمد بشیر)

ہمارے خاندان میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت ہمارے داداجان میاں حبیب اللہ صاحب کے چچازاد بھائیوں صحابہ مسیح موعودؑ حضرت میاں سیف اللہ صاحب اور حضرت سندر حسین صاحب ولد کرم الٰہی صاحب کے ذریعہ داخل ہوئی۔ رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 10 کے صفحہ 261 اور صفحہ 264 پر درج ہے کہ انہوں نے بالترتیب 1904ء اور 1905ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی۔ 1914ء میں ہمارے داداجان نے بیعت کر کے قادیان محلہ دارالبرکات میں سکونت اختیار کرلی اس طرح خلافت کے سایہ تلے یہ خاندان پروان چڑھنے لگا۔

پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خاکسار کی درخواست پر میرے دونوں بیٹوں عزیزم سعید احمد نذیر اور عزیزم نوید احمد ظفر کے نکاحوں کا اعلان کرتے ہوئے از راہ شفقت فرمایا کہ ''یہ خاندان قادیان کے پرانے خاندانوں سے ہے اور جماعت سے گہرا تعلق ہے۔'' الحمدللہ

دراصل خلافت کی شفقتوں کا سلسلہ تو والدین سے ہی شروع ہو گیا تھا چنانچہ ہمارے پیارے والدین کا نکاح بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 1949ء میں کچی بیت مبارک ربوہ میں بعد نماز مغرب پڑھا تھا۔ جس کا کچھ حصہ بعد میں ہمارے گھر کا حصہ بن گیا۔ جہاں ہمارا بچپن گزرا۔

جہاں تک خاکسار کا تعلق ہے خلافت کی شفقتوں کا آغاز پیدائش سے ہی ہو گیا تھا جب محترم اباجان کی درخواست پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے خاکسار کا نام مجید احمد تجویز فرمایا تھا۔ حضرت مصلح الموعودؓ کی وفات پر خاکسار کی عمر 10 سال تھی۔ لیکن یاد ہے کہ محترمہ والدہ ہمیں کبھی

کبھی حضور سے ملانے لے جایا کرتی تھیں۔ ہماری چھوٹی پھوپھو جو کہ سلائی کرتی تھیں ان کا خاندان مسیح موعود علیہ السلام کے گھروں میں آنا جانا رہتا تھا۔

خلافت ثالثہ میں شفقتوں کا سلسلہ بڑھتا ہی چلا گیا۔ ویسے بھی ذرا ہوش آنی شروع ہوگئی تھی۔ والد صاحب چھٹی پر تشریف لاتے تو ہمیں ضرور ملاقات پر لے کر جاتے۔ جلسہ سالانہ پر ملاقاتوں کی بات ہی کچھ اور تھی۔ والد محترم کی طرف سے خصوصی ہدایت ہوتی کہ وقت ملاقات جلسہ سالانہ کی ڈیوٹی سے رخصت حاصل کر کے حاضر ہوں تا ملاقات ہو سکے۔

پھر خلافت کے سایہ تلے ہم بڑے ہوتے رہے۔ میٹرک کے امتحانات کے بعد کالج میں داخلہ ہوا۔ ایف ایس سی اور بی ایس سی میں خدام الاحمدیہ کی طرف سے خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ہمراہ گرمیوں میں ایبٹ آباد اور جہلم کے سفروں میں جانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ان سفروں میں حضورؒ کے سنگ گزارے ہوئے لمحات زندگی کا سرمایہ ہیں اور کبھی نہیں بھلائے جا سکتے۔ بعد نماز مغرب حضور کی مجالس عرفان میں شرکت کرتے۔ گو اس وقت عمر میں پختگی نہ تھی مگر اپنے آپ کو خوش قسمت ترین تصور کرتے تھے اور اپنی اس خوش بختی پر پھولے نہیں سماتے تھے۔ حضورؒ بعض دفعہ از راہ شفقت فرداً فرداً ہمارا حال بھی دریافت کرتے۔ خوراک کا پوچھتے اور پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو ہدایات جاری فرماتے۔ وہ لمحے نہیں بھولتے جب روزانہ اپنے دست مبارک سے ایک روپے کا نیا نوٹ عنایت فرماتے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے بی ایس سی کے بعد ایک ملاقات کے دوران حضور انورؒ نے استفسار فرمایا کہ کیا کر رہے ہو۔ خاکسار نے عرض کی کہ حضور فارغ ہوں۔ فرمایا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ احمدی بچہ فارغ ہو۔ ایک چٹ پر حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الرابعؒ) کے نام سطور میں لکھا کہ عزیزم کو بھجوا رہا ہوں مناسب بندوبست کیا جائے۔ چنانچہ حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الرابعؒ) جو اس وقت ناظم وقف جدید تھے ان کی سفارش پر ملک منور صاحب (مرحوم) نائب ناظر دارالضیافت جو کہ اس وقت لاہور میں تھے ان کے نام ایک رقعہ ملا اور

ان کی کوشش سے بی ایس سی کے امتحانات کے بعد ایم ایس سی کے داخلہ تک لاہور میں Eclipse Dyers and Dry Cleaners کے ہاں ملازمت کی۔

خاکسار کی پیاری امی کو پتے کی درد کا عارضہ تھا۔ بعض دفعہ تکلیف اتنی بڑھ جاتی کہ برداشت سے باہر ہوتی۔ ایک دفعہ صبح تکلیف ہوئی اور بڑھتے بڑھتے خطرناک ہو گئی۔ حضورؒ کی خدمت میں دعا اور رہنمائی کے لئے لکھا۔ جب یہ پیغام حضور انورؒ کی خدمت میں بھجوایا گیا تو محترم ڈاکٹر لطیف احمد قریشی صاحب حضور انورؒ کے ڈاکٹری معائنہ کے لئے موجود تھے۔ شفقت کا یہ عالم تھا کہ حضورؒ نے ڈاکٹر صاحب کو ہدایت جاری فرمائی۔ چنانچہ محترم ڈاکٹر صاحب وہاں سے سیدھے گھر تشریف لائے اور امی کا معائنہ کرنے کے بعد دوائی تجویز کی۔ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے، حضور انور کی دعاؤں سے بہت جلد ہماری امی جان کو افاقہ ہو گیا۔

خاکسار نے ایم ایس سی کے دوران نصرت جہاں سکیم کے لئے وقف کر دیا تھا۔ وہ دن بھی یاد ہے کہ امتحانات کے بعد ابھی ایم ایس سی کا رزلٹ نہیں آیا تھا کہ ایک دن حضورؒ نے یاد فرمایا۔ حضورؒ دفتر میں تشریف فرما تھے۔ میز کے اس طرف ایک دروازہ ہوتا تھا جہاں سے غالباً حضور انور اندرون خانہ تشریف لے جایا کرتے تھے۔ وہیں پاس ہی کرسی پر تشریف فرما تھے۔ حضور انور ڈاک ملاحظہ فرما رہے تھے۔ سلام کے جواب کے بعد ارشاد فرمایا کہ ''تمہیں غانا بھجوا رہا ہوں۔ پانی نہیں وہاں۔ بجلی نہیں ہے۔ مینڈک کھانے پڑیں گے۔ جاؤ گے۔'' ساتھ ہی فرمایا جاؤ تیاری کرو۔ ایک دو دفعہ صورتحال کی آگاہی کے لئے اور رہنمائی کے لئے حضورؒ سے ملاقاتوں کی سعادت حاصل ہوئی۔ 30 ستمبر کو الوداعی ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ درخواست کی کہ حضور بڑے بھائی (مکرم حنیف محمود صاحب) کی شادی ہے۔ فرمایا کہ شادیاں تو ہوتی رہتی ہیں۔ پہنچو تیاری کرو میں آرہا ہوں۔ چنانچہ حضور انور نے 1980ء کے اوائل میں افریقہ کا ایک تاریخ ساز دورہ فرمایا تھا۔

حضورؒ کی شفقتوں کا سلسلہ اس قدر وسیع تھا کہ دسمبر 1982ء میں جب خاکسار پاکستان آیا تو ہر طرف آنکھیں یادوں کی بارات لئے اس پر نور وجود کو ڈھونڈتی رہیں۔ یہ شاید خلیفۃ المسیح

الثالثؒ کی شفقتوں کا نتیجہ تھا اور بھرپور تعلق کا نتیجہ تھا کہ خلافت رابعہ کے آغاز میں ایک لمبا عرصہ خواب میں دونوں خلفاء نظر آتے رہے۔ بہر حال خلافت رابعہ کا آغاز ہو چکا تھا۔ میرے خیال میں میں نے پاکستان میں 3 ماہ کا عرصہ گزارا۔ حضور انور کی شفقتوں کی داستان اتنی لمبی ہے کہ ناممکن ہے کہ یہاں بیان کر سکوں۔ شاید حضورؒ کو بھی میری اندرونی کیفیت کا اندازہ تھا۔ آپ نے اس خلاء کو جو خاکسار خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی وفات پر محسوس کر رہا تھا اس کو ایک دو ملاقاتوں میں ہی پُر کر دیا۔ 13 دسمبر 1982ء کو پہلی ملاقات کی سعادت حاصل ہوئی۔ دربار خلافت میں حاضری دی۔ خاکسار نے حضورؒ کی خدمت میں ایک پین بطور تحفہ پیش کیا۔ یہ کوئی بڑی بات نہیں انتہائی معمولی بات ہے۔ خلیفۂ وقت کے پاس تو ایک سے ایک بڑھ کر قیمتی پین موجود رہتے ہیں۔ یہ بات کہتے بھی شرم محسوس ہوتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا کہ میں نے یہ اصول بنایا ہوا ہے کہ واقف زندگی سے تحفہ وصول نہیں کرتا اس لئے مجبوری ہے۔ لیکن شاید حضورؒ نے میری اس وقت کی قلبی کیفیت کو محسوس فرمایا اور تھوڑی دیر بعد فرمایا کہ چلو ایک کام کرتے ہیں میں تحفہ تو وصول نہیں کرتا ہاں میرے پن کے ساتھ تبدیل کر لو اور اپنی جیب سے پن نکال کر مجھے دے دیا اور اس طرح میرا تحفہ قبول فرمایا اور اس غلام کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ اس وقت کی کیفیت کو الفاظ میں بیان کرنا ناممکن ہے۔

پھر خاکسار نے اپنا نکاح پڑھوانے کے لئے حضور انورؒ کی خدمت میں درخواست کی تو فرمایا کہ میں تو قانونی پیچیدگیوں کی وجہ سے نکاح نہیں پڑھاتا۔ پھر کچھ توقف کے بعد ایک درخواست پر اپنے دست مبارک سے تحریر فرمایا ”مجبوری ہے نہیں پڑھا سکتا۔ ہاں نکاح کے وقت ضرور دعا میں شامل ہو سکوں گا۔ ملک سیف الرحمن صاحب نکاح پڑھائیں۔ کسی دن بعد نماز عصر رکھ لیں۔“

نکاح کے بعد ایک اور درخواست لے کر حضور انور کی خدمت میں حاضر ہوا کہ حضور شفقت فرمائیں اور شادی کی تقریب میں شرکت فرمائیں۔ امید نہیں تھی کیوں کہ جلسہ سالانہ کے بعد ملاقاتوں کا زور تھا۔ بیرون ممالک سے بھی وفود آئے ہوئے تھے۔ حضورؒ نے ازراہ شفقت شرف

ملاقات بخشا۔ درخواست پیش کی۔ استفسار فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ خاکسار نے عرض کی حضور شادی میں شرکت کی خواہش ہے۔ محترم ابا جان اور محترم خسر صاحب کی درخواستیں ہیں۔ فرمایا ایک طرف آسکتا ہوں بتاؤ کدھر آؤں۔ بچی کی طرف یا تمہارے گھر ولیمہ پر۔ خاکسار نے عرض کی حضور دعا پر تشریف لے آئیں۔ انتہائی خوشی کا اظہار فرمایا۔ فرمایا یہ ٹھیک ہے۔ آپ کے اس جواب سے مجھے خوشی ہوئی ہے۔ فرمایا کہ چند منٹ کے لئے آؤں گا لیکن واہ رے خلافت حضور اپنے قیمتی وقت سے چند لمحے نکال کر تشریف لائے۔ تقریباً 45 منٹ حضور تشریف فرما رہے۔ دعا کروائی اور رخصت ہوئے۔ ولیمہ کے لئے فرمایا کہ میرے پیارے بھائی (حضرت مرزا وسیم احمد صاحب) قادیان سے تشریف لائے ہوئے ہیں۔ ربوہ میں ہیں۔ میری نمائندگی کریں گے۔ چنانچہ اگلے روز حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب حضور انور کی نمائندگی میں تشریف لائے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب محترم والد صاحب کے کلاس فیلو بھی تھے۔

شادی کے دو دن بعد حضور انور نے یاد فرمایا۔ ہم دونوں میاں بیوی حضورؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ فرمایا تمہارے لئے تحفہ رکھا ہوا ہے۔ پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کے دفتر سے منگوا کر خود عنایت فرمایا۔ ایک چھوٹا ٹیپ ریکارڈر تھا اور کچھ رقم تھی۔ اہلیہ کی طرف دیکھ کر فرمایا اس کو ساتھ لے کر جانا ہے۔ خاکسار نے عرض کی کہ حضور چھٹی ختم ہو رہی ہے تو فرمایا کہ لکھو درخواست میں نے ہی منظور کرنی ہے۔ پریشانی کس بات کی ہے چنانچہ سارا بندوبست ہوا اور شادی کے بعد ہم دونوں اکٹھے ہی غانا گئے۔

1988ء میں حضورؒ نے مغربی افریقہ کا دورہ فرمایا۔ اکرہ ائیرپورٹ پر حضور کی تشریف آوری ہوئی۔ استقبال کے لئے ہزاروں لوگوں کا مجمع تھا۔ خاکسار بھی مجمع میں اہلیہ کے ساتھ کھڑا تھا۔ حضور تیزی سے گزرتے ہوئے ہاتھ لہرا کر سلام کا جواب دے رہے تھے۔ اچانک رکے اور اہلیہ کو دیکھ کر فرمایا کہ ابھی تک یہیں پھنسی ہو۔ تمہاری بہن کو مل کر آ رہا ہوں۔ بالکل خیریت سے ہیں۔ فکر کی ضرورت نہیں ہے۔

پھر خاکسار کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ جب حضور انور اسارچر سکول کے دورہ پر تشریف لائے تو خاکسار اسکول کا پرنسپل تھا۔ یہ اسکول ایک چھوٹے سے ٹیلے کی چوٹی پر تھا۔ حضور انورؒ کے استقبال کے لئے بچے گیٹ سے ہی دورویہ قطاروں میں جھنڈیاں پکڑے اس سڑک کے کنارے کھڑے تھے جو کہ نیچے مین روڈ سے اسکول تک آتی تھی اور کچی سڑک تھی۔ ہم سب حضور انورؒ کے انتظار میں کھڑے تھے کہ حضور کی گاڑی اوپر آتی ہے اور ہم استقبال کرتے ہیں۔ اچانک دیکھا کہ حضور پیدل ہی اوپر تشریف لا رہے ہیں۔ آتے ہی فرمایا کہ سکول کے بچے اتنے اچھے اور صاف ستھرے کپڑے پہنے سڑک کے دونوں طرف کھڑے تھے۔ کتنے خوبصورت لگ رہے ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ میں گاڑی میں مٹی اڑاتا اوپر آجاتا اس لئے میں نے گاڑی نیچے ہی رکوادی تھی۔ واہ کیا پیار تھا بچوں سے۔

اوپر آتے ہی خاکسار کی بیٹی جو کہ میری انگلی پکڑے کھڑی تھی اس کو گود میں اٹھالیا اور فرمایا آؤ فوٹو کھینچواتے ہیں اور تمام حاضرین کے ساتھ جس میں اسکول کے اساتذہ بھی شامل تھے ایک فوٹو بنوایا اور اس کے بعد سارے سکول کا دورہ فرمایا۔ کھیلوں کا پروگرام دیکھا۔ انعامات تقسیم فرمائے۔ خاکسار کی بیٹی انگلی پکڑے حضور انورؒ کے ساتھ ساتھ رہی۔ حتٰی کہ جب سپورٹس کا پروگرام ہو رہا تھا تو یہ حضور انورؒ کی گود میں بیٹھی تھی۔ خاکسار نے ایک دو دفعہ عرض کی کہ حضور بچی مجھے دے دیں فرمایا نہیں رہنے دو۔ حضور انورؒ کے چلنے کی رفتار بھی ماشاء اللہ بہت تیز تھی۔ بیٹی کہیں گر گئی اور روتے ہوئے عرض کی ”ابا حضور آپ بہت تیز چلتے ہیں“۔ حضور انورؒ اس کے بعد اس کے ساتھ ساتھ انتہائی دھیمی رفتار میں چلتے رہے۔ اور ایک جگہ حضور انور نے تقریباً بیٹھ کر اس سے کوئی بات بھی کی۔ یہ تو آج تک معلوم نہیں ہو سکا کہ حضور انور نے اس کے کان میں کیا کہا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ حضور انورؒ نے دریافت فرمایا تھا کہ اب تو تیز نہیں چل رہا۔

خلافت کا یہ غلام اپنے آقا کی اس شفقت کو کن الفاظ میں بیان کرے۔ ناممکن ہے۔ ایک دفعہ غانا میں اسارچر میں ہی السر کی شدید شکایت ہوگئی۔ بڑی مشکل میں دن گزر رہے تھے کہ اہلیہ

نے حضور انور کو دعا کے لئے لکھا۔ پیارے آقا کا جواب آیا کہ کچھ کیلا خشک کر کے پیس لیں اور صبح شام دودھ کے ساتھ کھلائیں۔ اللہ فضل کرے گا اور آج تک اس کے بعد خاکسار کو یہ شکایت نہیں ہوئی۔

خاکسار کے پاس ان دنوں وہ گھر تھا جہاں پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ مقیم تھے۔ یہ سعادت خاکسار کو حاصل رہی کہ سلاگا سے حضور انورؓ کی ٹرانسفر پر خاکسار کی پوسٹنگ سلاگا ہوئی اور اس گھر میں رہنے کا موقع ملا جہاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مقیم تھے۔ پھر حضور انور کی جب تبدیلی ٹیمالے ہوئی تو خاکسار کی تبدیلی سلاگا سے اسارچر ہو گئی اور یہاں بھی اسی گھر میں رہنے کا موقع ملا جہاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے قیام کے دوران مقیم تھے۔

خاکسار کے حصہ یہ سعادت آئی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ جب اسکول کے دورہ پر تشریف لائے تو دوپہر کا کھانا خاکسار کے گھر پر تناول فرمایا۔ اسی دن جلسہ سالانہ غانا کا افتتاح بھی تھا۔ وقت کی قلت تھی۔ محترم امیر صاحب مولانا عبدالوہاب آدم صاحب مرحوم کی ہدایت تھی کہ 15 بیس منٹ میں فارغ کرنا ہے۔ خاکسار نے چائے کا بندوبست کر رکھا تھا اور ساتھ کھانے کا بھی بندوبست تھا۔ حضور انور کی خدمت میں عرض کی کہ حضور کھانا بھی ہے اور چائے بھی۔ وقت کم ہے۔ اگر مناسب خیال فرماویں تو چائے لگوادی جائے اور کھانا ساتھ کر دیا جائے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کھانا تیار ہو اور چائے پر اکتفا کر لیں۔ فرمایا ''آب آمد تیمم برخواست'' ساتھ ہی فرمایا کہ میں کھانا اکیلے نہیں کھاؤں گا۔ خاکسار نے عرض کی حضور تقریباً 250 بندوں کے لئے کھانا تیار ہے اور ایک ہی وقت میں کھانا کھولا جائے گا۔ فرمایا پھر ٹھیک ہے۔ چنانچہ سب کے ساتھ اکٹھے کھانا تناول فرمایا۔ حضورؒ کا کھانے کا انداز اس قدر سادہ تھا کہ آپ کی میز پر آپ کے ساتھ بیٹھے ہوئے چیفس نے بیک زبان یہ کہا کہ آپ کے آقا تو بہت ہی سادہ ہیں۔ ہم تو کچھ اور ہی سمجھ رہے تھے۔ حضور انور نے سالٹ پانڈ پہنچ کر وقت پر جلسہ سالانہ کا افتتاح بھی فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے کس طرح

ایک تھوڑے سے وقت میں برکت فرمائی۔ یہاں ایک اور بات عرض کر دوں کہ حضور روانگی کے لئے گاڑی میں تشریف رکھ چکے تھے۔ خاکسار حضور کی کھڑکی کی طرف کھڑا تھا۔ شیشہ نیچے ہوا اور فرمایا کہ سارے ایک کتاب میرے سامنے رکھتے ہیں دستخط کرنے کے لئے تم نے نہیں رکھی۔ حضور گھر میں تھے اور کتاب دفتر میں۔ خاکسار نے عرض کی کہ حضور دیر ہو رہی ہے۔ میں جلسہ گاہ سالٹ پانڈ ہی لے آتا ہوں۔ فرمایا نہیں۔ دروازہ کھلا اور حضور کار سے نیچے اترے اور دفتر کی طرف چلنا شروع کیا کہ یہیں لکھ کر جاؤں گا۔ چنانچہ سکول بلاک کی طرف گئے اور دفتر میں بیٹھ کر حضور انورؒ نے ازراہ شفقت سکول کی لیب اور سٹاف کی کوششوں کو سراہتے ہوئے فرمایا:

I am very happy to have visited this school which is run according to the noble traditions of Jamaat-e-Ahmadiyya. Mr. Majeed Ahmade Bashir and his staff deserves special appreciation and prayers. May Allah bless them all and may they prosper ever more

اور اس کے بعد حضور نے آفس پر لگی تختی کی نقاب کشائی کے بعد دعا کروائی اور پھر روانگی ہوئی۔ اور اس سارے عرصہ میں خاکسار کی بیٹی پھر حضور کے ساتھ ساتھ رہی۔ اس بچی نے حضورؒ کی شفقت سے بھرپور حصہ لیا۔ اس دورہ کے تقریباً 10 سال بعد ہم پاکستان میں تھے جب والدہ محترمہ صاحبہ کا انتقال ہو گیا۔ حضورؒ کی طرف سے جو تعزیتی خط موصول ہوا اس میں آخر میں اپنے دست مبارک سے ایک لائن کا اضافہ کیا کہ ”عزیزہ نزہت اور بچوں کو خاص طور پر تسلی کا پیغام اور دعا۔“ آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس غلام کی کیا حالت ہوئی ہو گی جب آقا کو اس کے بچوں کے نام بھی زبانی یاد ہوں۔ ہم گھر میں اس بچی کو (اب ماشاء اللہ اس کی شادی ہو چکی ہے اور دو بچوں کی ماں بھی ہے) نزہت کے نام سے نہیں بلاتے بلکہ صبا کہہ کر پکارتے ہیں۔ ہمیشہ یہی محسوس ہوا کہ ایک پُرشفیق باپ اپنے بچوں سے مخاطب ہے۔

اس دورہ کے معاً بعد 88/3/17 کو پیاری امی کے ایک خط کے جواب میں لکھتے ہیں کہ ”غانا اور سیر الیون میں آپ کے بیٹوں سے ملاقات ہوئی تھی۔ ماشاء اللہ خوب خدمت دین کی توفیق پا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی سعادت کو بڑھائے اور آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔ آپ کی طرف سے ہمیشہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں۔“ اس سے بڑھ کر اور کیا دعا چاہیئے تھی۔ 88/6/16 کو چھوٹے بھائی عزیزم ڈاکٹر مبارک شریف کو ایک خط کے جواب میں لکھا کہ ”عزیزم حنیف احمد محمود صاحب اور عزیزم مجید احمد بشیر کی طرف سے بھی ماشاء اللہ خوشی کی خبریں ملتی رہتی ہیں۔ الحمد للہ“ ایسے محسوس ہوتا تھا کہ ایک ایک فرد کے کام پر گہری نظر رکھے ہوئے ہیں۔ والد محترم کی وفات پر حضور انورؒ کا محترمہ والدہ صاحبہ کو فون پر تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ بی بی آپ تو خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تین بیٹوں کو وقف کی توفیق عطا کی ہے۔ بعد ازاں دو اور بھائیوں عزیزم مظفر احمد مبشر اور عزیزم نعیم احمد صدیق کو بھی مجلس نصرت جہاں کے تحت وقف کی سعادت نصیب ہوئی۔

شفقتوں کی عادت اس قدر پڑ چکی تھی کہ تھوڑا سا بھی وقفہ خط میں پڑتا تو بے چینی شروع ہو جاتی تھی۔ ایک لمبا عرصہ گزر گیا حضور کی طرف سے خط کا جواب موصول نہ ہوا۔ لازمی امر ہے کہ حضورؒ کی مصروفیات کی وجہ سے ہو گا۔ کہیں لکھ بیٹھا کہ حضور اگر انجانے میں گستاخی ہو گئی ہو تو معافی کا خواستگار ہوں۔ ناراض نہ ہوں۔ جواب آیا کہ ”آپ کا پر خلوص خط ملا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ آپ نے میری ناراضگی کا ذکر کیا ہے میں نے تو نہیں کہا کہ ناراض ہوں اور نہ مجھے علم ہے۔ گھبرائیں نہیں خدمت دین بجالاتے رہیں اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔“ گاہے بگاہے حضور انورؒ کی شفقتوں کا سلسلہ جاری رہا۔ بچوں کی تربیت کے بارہ میں حضور رہنمائی فرماتے رہے۔ ایک دفعہ ابا جان جب بڑے بیٹے سعید احمد نذیر کو قرآن کریم پڑھا رہے تھے تو وہ جزم پر اٹک گیا۔ بچے کی والدہ کو کہا کہ وہ حضور انور کی خدمت میں دعا کے لئے لکھیں اور رہنمائی حاصل کریں۔ انتہائی شفقت بھرا خط ملا کہ ”آپ نے جو اپنے بچہ کے متعلق تحریر کیا ہے آپ گھبرائیں نہیں بعض بچے بعض خاص جگہ اٹکتے ہیں۔ صرف سمجھا کر آگے گزر جانا چاہیئے وقت کے ساتھ ساتھ خود ہی سمجھ آ جائے گی۔“

(محررہ 26/6/90) انتہائی رہنما اصول ہے جو ہم سب کو بچوں کو قرآن کریم سکھانے میں مد نظر رکھنا چاہیئے۔

انّی معک یا مسرور کی بشارت لئے خلافت خامسہ کے دور کا آغاز ہوا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ شفقتوں کا آغاز تو خلافت سے قبل ہی ہو چکا تھا۔ غانا میں قیام کے دوران ہمیشہ اس بات کا احساس رہا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اس عاجز پر بہت اعتماد کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔ یہاں ضمناً بتاتا چلوں کہ شاید یہی وجہ تھی کہ محترم امیر صاحب غانا بھی خاکسار پر بے انتہا اعتماد کرتے تھے۔ دو بچوں کی پیدائش بھی وہیں ہوئی تھی۔ اس لئے بھی آپ مجھے غانین ہی کہا کرتے اور انتہائی پیار کا سلوک کرتے۔ ایک دفعہ پاکستان تشریف لائے تو واپسی پر مہمان نوازی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنے ایک خط میں تحریر فرمایا کہ آپ تو ہیں ہی غانین۔ اگر آپ ہماری خدمت نہ کرتے تو ہم آپ کو غانین کے زمرہ سے نکال دیتے۔ پھر دورہ لاہور کی رپورٹ جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کی تو اس نالائق اور عاجز کے لئے بھی دعا کی درخواست کی۔ جس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تحریر فرمایا کہ ”سب کے لئے دعا کی ہے“۔ الحمد للہ۔ ایک دفعہ لندن میں خاکسار کے چھوٹے بیٹے عزیزم نوید احمد ظفر صاحب مربی سلسلہ نے تعارف کروایا تو فرمانے لگے کہ پہلے بتایا ہوتا تو تمہیں بھی حضور انور سے ملاقات کے لئے لے جاتا۔ اپنے ابا کی وجہ سے تم بھی تو غانین ہوئے۔ اسی طرح ایک دفعہ قادیان میں خاکسار کی بیٹی ملی تو اسے یہ کہہ کر تحائف دئے کہ تم تو غانین ہو۔ بڑے بیٹے کے نکاح کے موقعہ پر باوجود بیماری کے مسجد فضل لندن تشریف لائے۔ فرمایا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ غانین کے نکاح پر ہم نہ آئیں۔ اپنے بیٹے کو بھی ساتھ لائے۔ بہر حال یہ ایک اعزاز تھا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ محض حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اس وقت خاکسار پر بے پناہ شفقت کا نتیجہ تھی۔ دوران قیام ہر ممکن مدد کی۔ کبھی بھی مشکل میں آپ کی طرف رجوع کیا تو بڑے ہی پیار سے اور انتہائی مختصر انداز میں معاملہ سمجھا دیا اور مناسب

رہنمائی فرمائی۔ کوتاہی یا غلطی پر درگذر فرماتے۔ چہرے پر کبھی ناراضگی کا اظہار نہ ہوتا۔ اگر کوئی مذاق کرتا تو ہنس کر ٹال دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے بے انتہا فراست سے نوازا تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے دورہ کے دوران محترم امیر صاحب نے حضور انورؒ کے اعزاز میں ممبران عاملہ، مربیان کرام، اساتذہ کرام اور ڈاکٹر صاحبان کے لئے ایک پُر فضا مقام ABURI GARDENS پر پکنک کا انتظام کیا۔ رات کو ہم قریبی مشن ہاؤس بمقام KOFURIDUA میں مقیم تھے۔ صبح روانگی تھی۔ خاکسار سے دریافت فرمایا کہ راستہ آتا ہے۔ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا پھر آگے چلو۔ ایک ROUND ABOUT پر EXIT لینا تھا۔ پہلے تو ہم واقعی بھول گئے لیکن دوسرے چکر میں شرارت سوجھی۔ دوبارہ چکر لگایا تو آپ نے اپنی گاڑی سائیڈ پر روک لی اور فرمایا کہ سات پھیرے پورے کر لو۔ جب پورے ہو جائیں تو بتا دینا۔

نظام کی پابندی کا اس قدر خیال کرتے کہ ایک دفعہ جب حضور انور کے ٹیالے جانے کے بعد خاکسار کی تقرری اسار چر بطور پرنسپل ہوئی تو بعض معاملات کی سمجھ نہ آتی تھی۔ محترم امیر صاحب کے ذریعہ درخواست کی تو حضور انور ٹیالے سے ایک لمبا، تکلیف دہ اور تھکا دینے والا سفر کر کے تشریف لائے اور انتہائی پیار سے تمام معاملات سمجھائے اور کسی قسم کے شکوہ کے بغیر واپس تشریف لے گئے۔ اور بعد میں بھی جب کبھی ملاقات ہوتی تو حالات پوچھتے اور قیمتی نصائح سے نوازتے۔ کبھی کبھی اشعار گن گنا لیتا تھا۔ آپنے بھی کہیں سُن لیا تو محترم امیر صاحب سے سفارش کی کہ اس سے نظم پڑھوائیں۔ چنانچہ جلسہ ہائے سالانہ اور اجتماعات کے دوران اردو نظم پڑھنے کی سعادت نصیب ہوتی رہی۔ 1988ء کے اس جلسہ سالانہ میں جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ تشریف لائے، حضور کے افتتاحی خطاب سے قبل بھی خاکسار کو حضرت مسیح موعودؑ کے اردو کلام سے چند اشعار پیش کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

یہ تعلق تو تھا ہی۔ میں جانتا ہوں کہ اس میں اس نالائق کی کوئی خوبی نہ تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس تعلق میں مزید اضافہ اور پختگی اس وقت آئی جب میرے والد صاحب کو آپ کے

ساتھ وکالت مال ثانی میں کام کرنے کا موقع ملا۔ حضور انور آپ کو انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ہمارے بھائی جان کی ''محسن والدین'' کتاب کا مسودہ ملاحظہ کرنے کے بعد آپ نے بطور ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان اپنے مکتوب میں تحریر فرمایا کہ کچھ عرصہ آپ کے والد صاحب اور خاکسار، وکالت مال ثانی میں اکٹھے کام کرتے رہے ہیں۔ جہاں ان کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ آپ نے جو کچھ ان کے بارہ میں لکھا ہے وہ ان میں موجود خوبیوں کے مقابلہ میں بہت کم ہے۔ جب آپ ناظر اعلیٰ وامیر مقامی تھے تو جب بھی ربوہ جاتا بچوں کو ملانے ضرور حاضر ہوتا۔ دعا کی درخواست کے ساتھ بچوں کی تعلیم اور اپنی ملازمت کے لئے مشورہ بھی حاصل کرتا۔ بہت خیال رکھتے تھے۔ ایک دفعہ غالباً آپ کے والد محترم حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی وفات پر تعزیت کے لئے گھر گیا۔ اہلیہ بھی ساتھ تھیں۔ عصر کی نماز کے بعد کا وقت تھا۔ باتوں میں مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا۔ فرمایا آؤ نماز پڑھ آئیں اور ہم بیت مبارک میں نماز کی ادائیگی کے لئے تشریف لے گئے۔ واپسی پر خاکسار نے اجازت چاہی۔ فرمایا ٹھیک ہے لیکن رات کے وقت لاہور کا سفر نہیں کرنا۔ خاکسار کا لاہور پہنچنا بہت ضروری تھا۔ لیکن آپ کی ہدایت کے موجب خاکسار نے اگلے دن سفر کیا۔ ڈر تھا کہ لیٹ پہنچنے پر جہاں میں کام کرتا تھا وہاں کی انتظامیہ کی طرف سے جواب طلبی ہو گی لیکن یہ محض آپ کی دعا تھی کسی نے بھی نہ پوچھا۔ ایک دفعہ یوکے میں ٹیچنگ کے لئے چانس مل رہا تھا۔ خاکسار وقت لے کر آپ کی خدمت میں مشورہ کے لئے حاضر ہوا۔ بہت تفصیل میں جا کر امریکہ اور یورپ کے حالات پر روشنی ڈالی اور فرمایا کہ یورپ بہتر ہے۔ الغرض کسی بھی معاملہ میں آپ سے مشورہ چاہا تو آپ نے انتہائی پر شفقت انداز میں رہنمائی فرمائی۔

مسند خلافت پر متمکن ہونے کے بعد تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جیسے اس عاجز پر شفقتیں انڈیل ہی دی ہو۔ 2005ء میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کینیڈا کا دورہ فرمایا۔ بڑی بہن کے اسرار پر ویزا کے لئے درخواست دی اور ساتھ ہی حضور انور کی خدمت میں دعا کے لئے لکھا۔ ویزا سے انکار ہو گیا۔ حضور انور کی طرف سے بذریعہ فیکس جواب موصول ہوا کہ

اللہ تعالیٰ آپ کے ویزا کے حصول میں آسانی پیدا کرے۔ اپیل تو نہیں لیکن خاکسار نے کینیڈین ہائی کمیشن کو ویسے ہی ایک خط لکھا تھا کہ میری درخواست پر نظر ثانی کی جائے۔ عین اس دن جس دن صبح حضور انور کا فیکس موصول ہوا اسی دن کینیڈین ہائی کمیشن کی طرف سے اطلاع ملی کہ آپ کے کیس پر نظر ثانی کی گئی ہے۔ آپ اپنے پاسپورٹس ٹی سی ایس کے ذریعہ ارسال کر دیں۔ چنانچہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں سے ویزے لگے اور ہم کینیڈا عین اس دن پہنچے جس دن حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی لندن کے لئے روانگی تھی۔ حضور انور نے انتہائی شفقت فرماتے ہوئے شرف ملاقات بخشا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے مسند خلافت پر متمکن ہونے کے بعد حضور سے یہ پہلی ملاقات تھی۔ اصل میں تو 1988ء کے بعد خلیفہ وقت سے یہ ملاقات تھی۔ دوران ملاقات استفسار فرمایا کہ کیسے آنا ہوا۔ خاکسار نے عرض کی کہ حضور آپ سے ملنے کی تمنا تھی جو آپ کی دعاؤں سے پوری ہو گئی ہے۔ فرمایا اتنی دور آئے ہو۔ لندن آ جاتے۔ اہلیہ نے بتایا کہ حضور لندن والے ویزا نہیں دیتے۔ فرمایا اب درخواست دیں اللہ فضل کرے گا۔ چنانچہ 2006ء میں ساری فیملی لندن جلسہ پر گئی۔ یہ محض اور محض آپ کی دعاؤں کے نتیجہ سے ہوا۔ ورنہ تو ہر سال لندن والے مجھے ویزا دینے سے انکار کر دیتے تھے۔ اس کے بعد آج تک جب بھی کسی بھی ملک کے ویزا کے لئے درخواست دی تو منظور ہی ہوئی ہے۔

2008ء میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں درخواست بھجوائی کہ اگر حضور اجازت مرحمت فرمائیں تو 27 مئی کا دن اپنے آقا کے قدموں میں گزاروں۔ اجازت ملنے پر جب لندن پہنچے تو یہ حضور انور کی خاص شفقت تھی کہ وہاں پر خاکسار کے رہنے کے لئے خصوصی ہدایات موجود تھیں۔ حضور انور سے ملاقات اور حضور کے سنگ گزارے ہوئے یہ تین دن میری زندگی کے یادگار دن بن چکے ہیں۔

2010ء میں 28 مئی والے دن خاکسار بیت النور میں تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں اس کی تفصیل خاکسار نے 29 مئی کو بغرض دعا تحریر کی۔ حضور انور نے عاجز کی اس

تفصیل کو قبول فرمایا اور 26 ستمبر 2010ء کو خدام الاحمدیہ برطانیہ کے موقع پر اپنے اختتامی خطاب میں خاکسار کی طرف سے بھجوائی گئی یہ تفصیل پڑھ کر سنائی۔ فرمایا کہ پاکستان سے اگر وفاؤں کے خط آ رہے ہیں تو یہ جذباتی باتیں نہیں ہیں یا عارضی چیزیں نہیں ہیں۔ ان کے خطوں سے ہی پتہ لگ رہا ہوتا ہے اور ان کے عمل سے بھی پتہ لگ رہا ہے کہ یہ ان کے دلوں کی آواز ہے۔ وہ لوگ مستقل مزاجی سے اپنے فرائض ادا کر رہے ہیں اس تفصیل کے آخر پر فرمایا تو یہ نظارے ہیں۔ کیا یہ ایمان میں کمزوری والوں میں نظر آ سکتے ہیں؟

(الفضل انٹرنیشنل 22 اکتوبر 2010ء صفحہ 11)

شہداء کی فیمیلیز کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی محبتوں اور شفقتوں کے نظارے تو آپ نے بھی محسوس کئے ہوں گے۔ لیکن اس عاجز کو محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ لاہور کی معاونت میں شہداء لاہور کی فیمیلیز کے مسائل سمجھنے اور ان کو حل کرنے کی توفیق ملتی رہی۔ اس دوران حضور انور کی شہداء فیمیلیز کے ساتھ محبت اور شفقت کو الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ سب سے پہلے تو گھر گھر ٹیلیفون کر کے شہداء کی بیوگان، بچوں اور والدین کو تسلی دلانا۔ اور پھر بچوں کی تربیت کی فکر، بچوں خصوصاً بچیوں کی شادی کی فکر، بیماروں کے علاج اور بچوں کی تعلیم پر خطیر اخراجات الغرض شہداء فیمیلیز کو یہ احساس دلانا کہ ان کے سروں پر باپ کا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر سایہ موجود ہے۔

الفضل سالانہ نمبر 2001ء میں ایک دفعہ ایک واقعہ نظر سے گزرا کہ برطانیہ کے ایک 58 سالہ مخلص احمدی نے جو کہ دل کے مریض تھے اور ان کا بائی پاس ہو چکا تھا اپنے بیٹے کے ساتھ ملکر مسلسل آٹھ گھنٹے پسینے سے شرابور گھر گھر جا کر پمفلٹ تقسیم کئے جس کے نتیجے میں ان کو اسی رات خواب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی زیارت نصیب ہوئی۔ 2011ء میں اپنے بیٹے کے پاس یوکے گیا تو سوچا یہ نسخہ آزمانا چاہیئے۔ چنانچہ ایک دن پروگرام بنایا اور تقریباً 300 گھروں میں جماعتی تعارف پر مبنی پمفلٹ تقسیم کئے۔ شیفیلڈ کی مسجد کے اندر عربی میں آیات بھی لکھیں۔ خدا تعالیٰ نے اس طرح اپنی محبت اور رضا کا اظہار فرمایا کہ رات کو اس

گنہگار کو پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ، حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی زیارت نصیب ہو گئی۔ بیٹے کو کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ کچھ کسر رہ گئی۔ اس لئے شاید بات آگے نہیں بڑھی۔ دن بھی تھوڑے تھے۔ بہر حال ایک اتوار کو پھر پمفلٹ تقسیم کرنے کا پروگرام بنایا۔ پاکستان روانگی سے قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی سعادت نصیب ہو گئی۔ دونوں بیٹے اور ان کی والدہ بھی ساتھ تھیں۔ دوران ملاقات پیارے آقا نے میز کی داہنی دراز کھولی اور انتہائی پیار سے فرمایا کہ کیوں نہ آج آپ کو کچھ تبرکات کی زیارت کرائی جائے۔ حضور انور نے ایک پاؤچ خاکسار کو اپنے دست مبارک سے تھمایا اور فرمایا کھولو۔ اس کے اندر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کنگھی مبارک تھی۔ قربان جاؤں میں اس سوہنے آقا کے۔ تمام بچوں نے اس کنگھی کو اپنے ہاتھوں میں تھاما، چوما اور لاتعداد برکتوں کو سمیٹا۔

2014ء میں امریکہ سے واپسی پر چند گھنٹے لندن میں اس مقصد سے سٹاپ لیا کہ حضور انور سے ملاقات کر کے روحانی پیاس بجھانے کی کوشش کریں گے۔ بیت الفضل لندن پہنچنے پر معلوم ہوا کہ اس دن حضور انور کی مصروفیات کی وجہ سے ملاقات نہیں ہو سکے گی۔ حضور انور نے مسجد کے افتتاح کے لئے جانا تھا۔ خاکسار نے حضور انور کی خدمت میں دعا کے لئے ایک نوٹ لکھ کر پرائیوٹ سیکرٹری صاحب کو دے دیا جس میں لکھا کہ حضور انور سے ملاقات نہ ہونے کا افسوس ہے لیکن حضور انور کا وقت قیمتی ہے اللہ روح القدس سے حضور انور کی تائید و نصرت فرمائے اور دعا کی درخواست کی۔ صدقے جاؤں میں پیارے آقا کے کہ اس غلام کو شرف ملاقات اس طرح بخشا کہ گاڑی میں تشریف فرما ہونے سے قبل شرف مصافحہ بخشا۔ ہم دونوں سے باری باری خیریت دریافت فرمائی۔ بچوں کے بارہ میں پوچھا۔ نواسے کی ولادت پر مبارک باد دی اور دعا دی کہ اللہ تعالیٰ سفر میں حافظ و ناصر ہو۔ایک دفعہ کینیڈا سے واپسی پر عید یو کے اپنے بڑے بیٹے کے پاس کی۔ عید کے تیسرے دن حضور انور سے ملاقات کی سعادت نصیب ہوئی۔ عید کا تیسرا روز تھا شرف

مصافحہ بھی بخشا اور شرف معانقہ بھی اور یہ غلام اپنی قسمت پر نازاں اپنے آقا کی شفقتوں کو سمیٹے پاکستان واپس آیا۔

حضور انور کی کس کس شفقت کو پیش کروں۔ یہ سعادت حاصل رہی کہ بچی کے نکاح اور رخصتی کی تقریب پر محترم امیر صاحب جماعت لاہور کو بطور نمائندہ مقرر فرمایا۔ 2013ء میں خاکسار نے بڑے بیٹے عزیزم سعید احمد نذیر کا نکاح حضور سے پڑھوانے کی خواہش کا اظہار کیا تو فرمایا پڑھا دوں گا۔ کب پڑھانا ہے۔ کاغذات مکمل کر کے بھجوا دیں۔ چنانچہ حضور انور نے از راہ شفقت اس نکاح کا اعلان بیت الفضل لندن میں خود فرمایا۔ اور شادی کے موقع پر ولیمہ کی تقریب میں محترم ملک طاہر احمد صاحب کو اپنا نمائندہ مقرر فرمایا۔ چھوٹے بیٹے عزیزم نوید احمد ظفر صاحب، مربی سلسلہ کے لئے بھی درخواست کی کہ حضور انور اگر مناسب خیال فرماویں تو اس بیٹے کا بھی نکاح کا اعلان فرماویں۔ جواب میں حضور نے تحریر فرمایا کہ چونکہ دونوں فریقین پاکستان میں ہیں اس لئے مناسب ہو گا کہ نکاح پاکستان میں ہی پڑھوا لیا جائے۔ لیکن دوران ملاقات بچے کی والدہ نے حضور انور کی خدمت میں دوبارہ درخواست کی۔ حضور انور کی خداداد یادداشت ملاحظہ ہو کہ فوراً فرمایا کہ کیا میں نے نہیں لکھا تھا کہ دونوں فریقین پاکستان میں ہیں۔ وہیں پڑھوا لیں۔ لیکن قربان جاؤں میں پیارے آقا کے کہ تھوڑی دیر بعد فرمایا کہ کل پڑھا دوں گا اور اگلے دن بیت الفضل لندن میں عزیزم کے نکاح کا اعلان فرمایا۔

شفقتیں تو اس قدر ہیں کہ ان کا احاطہ ناممکن ہے۔ اس عاجز نے کوشش کر کے چند کا ذکر یہاں پر کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خلافت کی برکات سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہونے کی توفیق عطا کرے۔ ہمیشہ خلافت سے وفا اور محبت میں بڑھاتا رہے اور اپنے فضلوں کا وارث بنائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 مئی 2022ء)



﴿74﴾

# خلافت، ایک مقدس و مطہر نظام راہنمائی

(مولانا کریم الدین شمس۔ مبلغ سلسلہ تنزانیہ)

علامہ الشیخ الطنطاوی آیت استخلاف کے تابع کچھ اس طرح رقمطراز ہیں کہ:

اس آیت کو ہم نے اس کتاب میں دوبارہ ذکر کیا ہے اور اتحاد بین المسلمین کا طریق بیان کرنے کے بعد پھر اس آیت کو دہرایا ہے کیونکہ اس راہ کا علم ہمیں کتاب عزیز سے ہوتا ہے اور اسکے بغیر مسلمانوں کی کامیابی کا اور کوئی راستہ نہیں، نہ ہی انہیں زمین میں خوشحالی اور طاقت حاصل ہو سکتی ہے اور نہ ہی تمکنت اور نہ ہی انکا خوف امن سے تبدیل ہو سکتا ہے مگر صرف اور صرف اس (خلافت) کے ذریعہ۔

(القرآن والعلوم العصریہ صفحہ 21)

یہ وہ سچائی ہے جسے آج ہر صاحب فہم و بصیرت ماننے پر مجبور ہے کہ یہی وہ قیادت و سعادت کا بابرکات آسمانی نظام ہے جو ہمارے مالک و پیدا کنندہ نے ہماری سیادت و راہنمائی کے لیے ہمیں عطا فرمایا ہے تاکہ ہم اخلاقی و روحانی ترقی کے ساتھ ساتھ ظاہری فتوحات کے میدان بھی طے کر سکیں۔ اس عظیم خدائی انعام کا وعدہ ہماری پیاری کتاب قرآن مجید کی سورۃ نور کی آیت استخلاف میں دیا گیا ہے جو ایمان اور عمل صالح کی بنیادی شرائط سے مشروط ہے۔ یہ وہ حبل اللہ ہے جو ایک طرف تو ان مومنین کے ایمان کی تصدیق کرتی ہے جو اسے مضبوطی سے تھامے رہیں گے تو دوسری طرف انکے امن و امان اور ترقیات کی ضمانت عطا کرتی ہے۔ یہ وہ آفاقی و سماوی شجرہ طیبہ ہے جو نہ مشرقی ہے نہ مغربی۔ ہر لحہ و ہر آن اسے بے حساب و بے شمار شیریں اثمار لگتے ہی چلے جاتے ہیں۔ ایک طرف تو اسکی جڑیں زمین (مومنین کے قلوب) میں پیوست ہیں تو دوسری طرف اسکی شاخیں

آسمان کی بلندیوں کو چھو رہی ہیں۔ یہی وہ نور الٰہی ہے جو فیض نبوت کو مومنین کے لیے ایک لمبے عرصہ تک ممتد کر کے انکی دینی و دنیاوی ترقیات کے لامتناہی دروازے کھولتا چلا جاتا ہے۔

اس روز روشن کی طرح عیاں سچائی کو اللہ تعالیٰ نے اپنی پاک کتاب فرقان حمید میں یوں بیان فرمایا ہے کہ:

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِىْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّىٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِىْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۳۶﴾

(النور:36)

ترجمہ: اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ اس کے نور کی مثال ایک طاق کی سی ہے جس میں ایک چراغ ہو اور وہ چراغ شیشہ کے شمع دان میں ہو۔ وہ شیشہ ایسا ہو گویا ایک چمکتا ہوا روشن ستارہ ہے۔ وہ (چراغ) زیتون کے ایسے مبارک درخت سے روشن کیا گیا ہو جو نہ مشرقی ہو نہ مغربی۔ اس (درخت) کا تیل ایسا ہے کہ قریب ہے کہ وہ از خود بھڑک کر روشن ہو جائے خواہ اسے آگ کا شعلہ نہ بھی چھوا ہو۔ یہ نور علیٰ نور ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نور کی طرف رہنمائی جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے اور اللہ ہر چیز کا دائمی علم رکھنے والا ہے۔

(ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد، خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورہ النور کی مذکورہ بالا آیت کی نہائت عمدہ، دل موہ لینے والی اور ایک نئی تفسیر بیان فرمائی ہے۔ آپ نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ اس آیت کریمہ میں الوہیت، نبوت اور خلافت کا تعلق بیان کیا گیا ہے چنانچہ آپ نے خدائی نور اور اسکے زمانہ و اشاعت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

نبوت میں یہ (الٰہی) نور آکر مکمل تو ہو جاتا ہے لیکن اس کا زمانہ پھر بھی محدود ہوتا ہے کیونکہ نبی ہی موت سے محفوظ نہیں ہوتے۔ پس اس روشنی کو دُور تک پہنچانے کیلئے اور زیادہ دیر تک قائم رکھنے کیلئے ضروری تھا کہ کوئی اور تدبیر کی جاتی سو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے ایک ری فلیکٹر بتایا۔ جس کا نام خلافت ہے جس طرح طاقچہ تین طرف سے روشنی کو روک کر صرف اس جہت میں ڈالتا ہے جدھر اس کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح خلفاء نبی کی قوتِ قدسیہ کو جو اس کی جماعت میں ظاہر ہو رہی ہوتی ہے ضائع ہونے سے بچا کر ایک خاص پروگرام کے ماتحت استعمال کرتے ہیں جس کے نتیجہ میں جماعت کی طاقتیں پراگندہ نہیں ہوتیں اور تھوڑی سی طاقت سے بہت سے کام نکل آتے ہیں کیونکہ طاقت کا کوئی حصہ ضائع نہیں ہوتا۔ اگر خلافت نہ ہوتی تو بعض کاموں پر تو زیادہ طاقت خرچ ہو جاتی اور بعض کام توجہ کے بغیر رہ جاتے اور تفرقہ اور شقاق کی وجہ سے کسی نظام کے ماتحت جماعت کا روپیہ اور اس کا علم اور اس کا وقت خرچ نہ ہوتا۔ غرض خلافت کے ذریعہ سے الٰہی نور کو جو نبوت کے ذریعہ سے مکمل ہوتا ہے ممتد اور لمبا کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ دیکھ لو الٰہی نور رسول کریم ﷺ کی وفات کے ساتھ ختم نہیں ہو گیا بلکہ حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کے طاقچہ کے ذریعہ اس کی مدت کو سوا دو سال اور بڑھا دیا گیا۔ پھر حضرت ابو بکرؓ کی وفات کے بعد وہی نور خلافتِ عمرؓ کے طاق کے اندر رکھ دیا گیا اور ساڑھے دس سال کی مدت کو اور بڑھا دیا گیا۔ پھر حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد وہی نور عثمانی طاقچہ میں رکھ دیا گیا اور بارہ سال اس کی مدت کو اور بڑھا دیا گیا۔ پھر حضرت عثمانؓ کی وفات کے بعد وہی نور علوی طاقچہ میں رکھ دیا گیا اور چار سال نو ماہ اُس نور کو اور لمبا کر دیا گیا۔ گویا تیس سال الٰہی نور خلافت کے ذریعہ لمبا ہو گیا۔ پھر ناقص خلافتوں کے ذریعہ سے تو یہی نور چار سو سال تک سپین اور بغداد میں ظاہر ہوتا رہا۔ غرض جس طرح ٹارچوں کے اندر ری فلیکٹر ہوتا ہے اور اسکے ذریعہ بلب کی روشنی دُور دُور تک پھیل جاتی ہے یا چھوٹے چھوٹے ری فلیکٹر بعض دفعہ تھوڑا سا خم دیکر بنائے جاتے ہیں جیسے دیوار گیروں کے پیچھے ایک ٹین لگا ہوا ہوتا ہے جو دیوار گیر کا ری فلیکٹر کہلاتا ہے اور گو اس کے ذریعہ روشنی اتنی تیز نہیں ہوتی جتنی ٹارچ کے ری فلیکٹر کے ذریعہ تیز

ہوتی ہے مگر پھر بھی دیوار گیر کی روشنی اس ری فلیکٹر کی وجہ سے پہلے سے بہت بڑھ جاتی ہے۔ اسی طرح خلافت وہ ری فلیکٹر ہے جو نبوت اور الوہیت کے نور کو لمبا کر دیتا ہے اور اسے دُور تک پھیلا دیتا ہے۔ پس اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے خلافت نبوت اور الوہیت کا ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ ہمارے نور کی مثال ایسی ہی ہے جیسے بتی کا شعلہ وہ ایک نور ہے جو دنیا کے ہر ذرہ سے ظاہر ہو رہا ہے۔ مگر جب تک وہ نبوت کے شیشہ میں نہ آئے لوگ اُس سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔ آپ مزید فرماتے ہیں کہ:

اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے مگر اس کے نور کو مکمل کرنیکا ذریعہ نبوت ہے اور اُس کے بعد اس کو دنیا میں پھیلانے اور اُسے زیادہ سے زیادہ عرصہ تک قائم رکھنے کا اگر کوئی ذریعہ ہے تو وہ خلافت ہی ہے۔ گویا نبوت ایک چمنی ہے جو اس کو آندھیوں سے محفوظ رکھتی ہے اور خلافت ایک ری فلیکٹر ہے جو اس کے نور کو دُور تک پھیلاتا ہے۔ پس ان منافقوں کی تدبیروں کی وجہ سے ہم اس عظیم الشان ذریعہ کو تباہ نہیں ہونے دیں گے بلکہ اپنے نور کو دیر تک دنیا میں قائم رکھنے کیلئے اس سامان کا مہیا کریں گے۔

(تفسیر کبیر زیر آیت 36 سورہ نور)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلاۃ والسلام نے نظام خلافت اور اس کے مختلف پہلوؤں پر نہایت تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور ہمیں یہ بشارت بھی عطا فرمائی ہے کہ آپ علیہ السلام کے بعد خلافت کا سلسلہ دائمی ہو گا اور قیامت تک منقطع نہیں ہو گا۔ ان شاء اللہ۔

## خلیفہ کے معنیٰ

حضرت اقدس مسیح موعد علیہ السلام فرماتے ہیں:

خلیفہ کے معنی جانشین کے ہیں جو تجدید دین کرے۔ نبیوں کے زمانہ کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے اس کو دور کرنے کے واسطے جو انکی جگہ آتے ہیں انہیں خلیفہ کہتے ہیں۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 383)

نیز فرماتے ہیں:

خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو۔ خلیفہ در حقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لیے دائمی طور پر بقاء نہیں لہذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کے لیے تا قیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔

(شہادت القرآن، روحانی خزائن جلد6 صفحہ 353)

**خلیفہ کا انتخاب اللہ تعالیٰ کرتا ہے**

آپ فرماتے ہیں:

صوفیاء نے لکھا ہے کہ جو شخص کسی شیخ یا رسول اور نبی کے بعد خلیفہ ہونے والا ہوتا ہے تو سب سے پہلے خدا کی طرف سے اس کے دل میں حق ڈالا جاتا ہے۔ جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے مگر خدا تعالیٰ کسی خلیفہ کے ذریعہ اسکو مٹاتا ہے اور پھر گویا اس امر کا از سر نو اس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح و استحکام ہوتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا؟ اس میں بھی یہی بھید تھا کہ آپ کو خوب علم تھا کہ اللہ تعالیٰ خود ایک خلیفہ مقرر فرمادے گا کیونکہ یہ خدا کا ہی کام ہے اور خدا کے انتخاب میں نقص نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کام کے واسطے خلیفہ بنایا اور سب سے اول حق انہی کے دل میں ڈالا۔

(ملفوظات جلد10 صفحہ 229-230)

### خلافت کا پیرایہ انسان کامل کو پہنایا جاتا ہے

امام الزمان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ''خطبہ الہامیہ'' میں فرماتے ہیں:

انسانِ کامل کو حضرت احدیت کی طرف سے خلافت کا پیرایہ پہنایا جاتا ہے اور رنگ دیا جاتا ہے الوہیت کی صفات کے ساتھ۔ اور یہ رنگ ظلی طور پر ہوتا ہے تا موام خلافت متحقق ہو جائے اور پھر اسکے بعد خلقت کی طرف اترتا ہے تا ان کو روحانیت کی طرف کھینچے اور زمین کی تاریکیوں سے باہر لاکر آسمانی نوروں کی طرف لے جائے۔ اور یہ انسان ان سب کا وارث کیا جاتا ہے جو نبیوں اور صدیقوں اور اہل علم اور درایت میں سے اور قرب اور ولایت کے سورجوں میں سے اس سے پہلے گذر چکے ہیں۔ اور دیا جاتا ہے اس کو علم اولین کا اور معارف گزشتہ اہل بصیرت و حکمائے ملت کے تا اس کے لیے مقام وراثت کا متحقق ہو جائے۔ پھر یہ بندہ زمین پر ایک مدت تک جو اس کے رب کے ارادے میں ہے، توقف کرتا ہے تا کہ مخلوق کو نور ہدایت ک ساتھ منور کرے اور جب خلقت کو اپنے رب کے نور کے ساتھ روشن کر چکا یا امر تبلیغ کو بقدر کفایت پورا کر دیا پس اس وقت اس کا نام پورا ہو جاتا ہے اور اس کا رب اسکو بلاتا ہے اور اسکی روح اس کے نفسی نقطہ کی طرف اٹھائی جاتی ہے۔
(ترجمہ از خطبہ الہامیہ صفحہ 39-40)

### مقاصد خلافت

خلافت بلاشبہ نبوت کے مشن کی تکمیل کرتی ہے۔ اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا ہے۔ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیْ (المجادلہ:22) اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجّت زمین پر پوری ہو جائے اور اُس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ اُن کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں

پھیلانا چاہتے ہیں اُس کی تخم ریزی اُنہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔لیکن اس کی پوری تکمیل اُن کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے۔اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔

غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔(1)اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔(2)دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا۔اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائیگی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور اُن کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی۔اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہوگئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہوگئے۔تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا (النور:56) یعنی خوف کے بعد پھر ہم اُن کے پیر جما دینگے۔ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوا جبکہ حضرت موسیٰؑ مصر اور کنعان کی راہ میں پہلے اس سے جو بنی اسرائیل کو وعدہ کے موافق منزل مقصود تک پہنچا دیں فوت ہو گئے اور بنی اسرائیل میں اُن کے مرنے سے ایک بڑا ماتم برپا ہوا۔جیسا کہ توریت میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل اس بے وقت موت کے صدمہ سے اور

حضرت موسیٰؑ کی ناگہانی جدائی سے چالیس دن تک روتے رہے۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہوا اور صلیب کے واقعہ کے وقت تمام حواری تتر بتر ہو گئے اور ایک ان میں سے مرتد بھی ہو گیا۔

سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو 2 قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو 2 جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنّت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سِلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤنگا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دیگا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔"

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد20 صفحہ 304-305)

## عزم وہمت، استقلال اور فراست

مسند خلافت پر متمکن ہونے کے بعد خلیفۂ وقت کو ہمت، استقلال اور فراست کی روح عطا کی جاتی ہے۔ حضرت سیدنا احمد علیہ السلام فرماتے ہیں:

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ بباعث چند در چند فتنوں اور بغاوت اعراب اور کھڑے ہونے جھوٹے پیغمبروں کے میرے باپ پر جبکہ وہ خلیفہ رسول اللہ صلعم مقرر کیا گیا وہ مصیبتیں پڑیں اور وہ غم دل پر نازل ہوئے کہ اگر وہ غم کسی پہاڑ پر پڑتے تو وہ بھی گر پڑتا اور پاش پاش ہو جاتا اور زمین سے ہموار ہو جاتا۔ مگر چونکہ خدا کا یہ قانونِ قدرت ہے کہ جب خدا کے رسول کا کوئی خلیفہ اس کی موت کے بعد مقرر ہوتا ہے تو شجاعت اور ہمت اور استقلال اور فراست اور دل قوی ہونے کی رُوح اس میں پھونکی جاتی ہے جیسا کہ یشوع کی کتاب باب اول آیت چھ میں حضرت

یشوع کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مضبوط ہو اور دلاوری کر۔یعنی موسیٰ تو مر گیا۔اَب تُو مضبوط ہو جا۔یہی حکم قضاو قدر کے رنگ میں نہ شرعی رنگ میں حضرت ابو بکر کے دل پر بھی نازل ہوا تھا‘‘۔

(تحفہ گولڑویہ،روحانی خزائن جلد17 صفحہ 185)

## خلافت ثانیہ کے مظہر وجودوں کی بابت بشارت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلاۃ والسلام فرماتے ہیں:

میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے۔

(رسالہ الوصیت صفحہ 10)

## خلفاء آپ کی مطہر اولاد میں سے

بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنی پاک اولاد میں سے ان مظاہر قدرت یعنی خلفاء کے ہونے کی بھی وضاحت فرمائی ہے، آپ لکھتے ہیں کہ:

دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال مرسلین و نبیین و ائمہ و خلفاء ہے تا انکی اقتدا و ہدایت سے لوگ راہ راست پر آجائیں اور انکے نمونہ پر اپنے تئیں بنا کر نجات پا جائیں۔ سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعہ سے یہ دونوں شق ظہور میں آجائیں۔

(سبز اشتہار)

پیارے مولا کریم کے حضور عاجزانہ التجا ہے کہ وہ ہمیں خلافت کے اس دائمی و عظیم الشان انعام کی کما حقہ قدر کرنے، اس سے ہمیشہ وابستہ رہنے، دل و جان سے اسکی وفاداری کرنے اور اسکی سچی اطاعت کرنے کی ہمت و توفیق عطا فرمائے نیز اس مقدس نظام آسمانی کی برکات و تاثیرات اور فیوض و انوار سے مقدور بھر فیض پانے کی سعادت عطا فرمائے۔ نیز، اے ہمارے پیارے رب توہمارے امام کی روح القدس سے تائید ونصرت فرما، ہر لمحہ و ہر آن آپ کے ساتھ ہو، آپ کی

صحت و عمر میں از حد برکت بخش، اور آپ کے علم، فیض اور نور میں برکت پر برکت عطا فرما۔ آمین اللّٰھم آمین۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 مئی 2022ء)



《75》

# خلافت سے وفا

## (سدرۃ المنتہیٰ۔ کینیڈا)

### ایک احمدی عورت کا نصب العین

جب خدا تعالیٰ نے کائنات کو پیدا کیا اور نسلِ انسانی کا آغاز کیا تو ایک ایسے وجود کو بنانا ضروری سمجھا جو بے لوث محبت و شفقت اور خدائی رنگ اپنے اندر رکھتی ہو۔ جس کی کوک میں دنیا کا مستقبل پروان چڑھ سکے۔ وہ صنف، وہ قوموں کی تربیت کی پاسبان ہے صنفِ نسواں۔

عورت، کبھی بیٹی، کبھی بہن اور کبھی ماں کی حیثیت سے تربیت اور معاشرے کو بہتر بنانے میں مصروف رہتی ہے۔ اور تو اور ماں جیسی شخصیت کے رنگ میں خدا تعالیٰ نے دنیا کی ترقی اور قوموں کی تربیت کا ایسا کلیدی مقام عطا کیا ہے جو کسی اور رشتہ اور جنس کو حاصل نہیں۔ پس یہ کہنا کہ عورتوں کی تربیت کر لی جائے تو آنے والی نسلیں بھی سنبھل جاتی ہیں ہرگز غلط نہ ہو گا۔

پس ہمارے پیارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بعثت کے ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے اس محسنِ انسانیت ﷺ کہ ذریعہ سے صنفِ نسواں کو اسکا کھویا ہوا مقام اور اسکی ذمہ داریوں کو پھر سے اجاگر کیا۔ اور عورت کو یہ احساس دلوایا کہ خدا کے نائب ہونے کی حیثیت سے اپنی اور اپنی اولادوں کی روحانی پرورش اسکے ذمہ ہے۔

اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کہ ذریعہ سے انسانیت کی خستہ حالی پر رحم فرماتے ہوئے دنیا میں خلافتِ اسلامی کا نظام اپنے مندرجہ ذیل وعدہ کو پورا کرتے ہوئے پھر سے فرمایا:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـــًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝۵۶

(النور:56)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

آیت استخلاف میں جن اعمال کو خدا تعالیٰ نے مومنین کی نشانی بتادیا ہے۔ ان میں کلی طور پر خدا کے بھیجے گئے کلام اور نبی کی پیروی کرتے ہوئے نیک اعمال بجالاتے چلے جانا ہے۔ اور نا صرف خود بلکہ اپنی اولادوں اور اپنے شوہروں اور اپنے باپوں اور اپنے بھائیوں کو بھی اس راہ پر چلنے کی عملی تلقین کرنا ایک احمدی مسلمان عورت کی ذمہ داری ٹھہرتا ہے۔

لیکن بظاہر محض دو حکموں کا مشاہدہ جب ہم دور بینی نگاہ سے کرتے ہیں تو ہمیں اس میں پائے جانے والے بہت سے پہلو نظر آتے ہیں۔ جن کی طرف ہمارے خلفاء وقتاً فوقتاً ہماری توجہ مرکوز کرواتے رہتے ہیں۔

احمدی عورتوں کو کیسا ہونا چاہیے؟ جلسہ سالانہ کہ موقعہ پر عورتوں کو نصائح کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”جب تک تم احمدیت کی تعلیم کو پورا نہیں کروگی احمدی کہلانے کی مستحق نہیں۔ مَیں چاہتا ہوں کہ تم پوری احمدی بنو تا کہ اگر ایسا وقت آئے جب ہمیں خدا تعالیٰ کے دین کے لئے تم سے

جدا ہونا پڑے تو تم ہمارے بچوں کی پوری پوری تربیت کر سکو۔ دنیا اِس وقت جہالتوں میں پڑی ہوئی ہے۔ تم قرآن سمجھو اور خدا کے حکموں پر چلو۔"

(اوڑھنی والیوں کے لئے پھول صفحہ 185)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ احمدی عورتوں کو انکا مقام یاد دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اے احمدی خواتین! میں تم سے توقع رکھتا ہوں، خدا کا رسول تم سے یہ توقع رکھتا ہے، اس رسول ﷺ کا خدا تم سے توقع رکھتا ہے کہ تم اس بات کی پرواہ نہ کرو کہ مرد تمہیں کیا کہتے ہیں اور ہر ایک نیکی کے میدان میں آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ نئی فتوحات حاصل کرو یہاں تک کہ تمہارے مردوں میں بھی غیرت جاگ اٹھے اور وہ بھی دین کی حمیت میں اور دین کے دفاع میں تم سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں۔ اگر تم ایسا کرو تو ہندوستان چند صدیوں کی بات نہیں چند دھاکوں میں اسلام کے قدموں میں پڑا ہو گا۔ اور اس فتح کا سہرا تمہارے سر لکھا جائیگا۔ اے احمدی خواتین! تمہارے سر پر اس کا سہرا ہو گا۔ اے احمدی خواتین! کوئی مرد دلہا اس سہرے کا حقدار نہیں یہ احمدی دولہنیں محمد مصطفٰی ﷺ کے دین کی خاطر نیکیوں سے سجی ہوئی دلہنیں ہیں جن کے سر اس فتح کا سہرا باندھا جائیگا۔ خدا کرے کہ آپ کو بھی یہ سہرا نصیب ہو اور مردوں کو بھی یہ سہرا نصیب ہو۔"

(خطاب 27 دسمبر 1991 از کتاب اوڑھنی والیوں کی لئے پھول صفحہ 263)

## احمدی مائیں خلافت سے وفا دِلوں میں کیسے ڈال سکتی ہیں؟

خاکسار نے اپنی والدہ اور بزرگان سے جن چند باتوں کو سیکھا ہے اسکا ذکر کرنا ضروری سمجھتی ہے۔ اور اس میں سب سے اہم ایک واقعہ میری اپنی زندگی کا ہے جو مختصر طور پر یہاں لکھتی ہوں:

ہم 4 بہن بھائی ہیں اور ہمارے والد ہمارے بچپن میں بیرونِ ملک ہوا کرتے تھے اور میری والدہ نے اکیلے ہم بچوں کی پرورش کے ساتھ ساتھ گھر اور باہر کے تمام کام اور ذمہ داریاں بھی

پوری کیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ایک احمدی عورت ہونے کے ناطے انہوں نے ہماری دینی تعلیم پر بھی خوب زور دیا۔ اس زمانہ میں ہمارے گھر ڈش اینٹینا کی سہولت نہیں ہوا کرتی تھی اور ہر جمعہ کو ہماری والدہ ہم چاروں بچوں کو لے کر ہماری صدر صاحبہ کے گھر خلیفہ وقت کا لائیو خطبہ جمعہ سنوانے لے کر جایا کرتی تھیں۔ اور مجھے یاد ہے کہ ہم بچوں کو یہ پتہ تھا کہ کچھ ہو جائے ہم کسی صورت میں بھی خطبہ کو نہیں مِس کر سکتے۔

اس ایک چھوٹی سی عادت نے ہم بچوں کے دل میں خلیفہ وقت کا دیدار پا کر اور انکی باتیں سن سن کر خلافت کا مقام ہمارے دِلوں میں ایسا نقش کر دیا۔ کہ میری ہر ہر سانس میں خلافت سے محبت ٹھاٹھیں مارتی ہے۔ اور میری رگ رگ میں میرے پیارے امام کی اطاعت کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ اور میرے کم سمجھ دماغ میں یہ ایک احمدی عورت کی ذمہ داری ہے۔ کہ وہ خلافت سے ایسی بے لوث محبت اور اطاعت کا عملی ثبوت اپنی اولاد اور ارد گرد پائے جانے والے ہر انسان کے سامنے پیش کرے تو ہو ہی نہیں سکتا کہ کبھی ہماری نسلیں اس حبل اللہ کا دامن چھوڑیں۔ ان شاءاللہ

## اختتامیہ

پس آج خلافت کے آسمانی نظام سے پختہ طور سے جڑ جانا ہی ایک احمدی عورت کی سب سے بڑی ذمہ داری ہے۔ اور اس ذمہ داری کو پورا وہ تب ہی کر سکتی ہے جب وہ خلیفہ وقت کے کہے ہوئے ہر ہر لفظ کو اپنی زندگی کا دستورالعمل بنالے۔

آخر پر میں اس مضمون کا مغز جو کہ ہمارے پیارے امام حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احمدی عورت کو اسکے مقام، ذمہ داری اور خلافت کی اس سے امیدوں کو بیان کرتے ہوئے فرمایا پیش کرتی ہوں آپ فرماتے ہیں:

”ایک روایت میں ہے کہ غزوہ احد میں حضرت امِّ عمارہ رضی اللہ عنہما کے جسم پر بارہ زخم لگے تھے اور علامہ ابنِ سعد کا بیان ہے کہ غزوہ احد کے بعد انہوں نے بیعتِ رضوان میں،

جنگِ خیبر اور دوسری جنگوں میں شرکت کی اور ایک روایت میں ہے کہ فتح مکّہ کے وقت بھی آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھیں۔ حضرت امِّ عمارہ کا جراتمندانہ فعل اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے تھا، رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کے لئے تھا، اسلام کی خاطر قربانی کرنے کے لیے تھا۔ آج بھی احمدی عورتوں نے اس زمانے کی مناسبت سے اس مقصد کے حصول کے لئے قربانیاں دی ہیں اور صبر کے نمونے دکھائے ہیں اور دکھارہی ہیں۔ اس زمانے میں اگر جنگ کے حالات ہوں تو احمدی عورت کو وہ نمونے دکھانے پڑے تو وہ بھی دکھائے گی ان شاء اللہ اور پیچھے نہیں رہے گی۔"

(جلسہ سالانہ برطانیہ 2007 مستورات سے خطاب)

خدا تعالیٰ کرے کہ ہم اپنے امام کی ہر آواز پر لبیک کہنے والی اس اُمِّ عمارہ کی مانند بن جائیں جس نے جرات و بہادری میں مردوں کو بھی پیچھے چھوڑ دیا۔ اور خلافت کی جانب اٹھنے والے ہر شر کو کچل دیں اور خلافت کے حقیقی بازو بن جائیں تا ہماری نسلیں بھی اس حصارِ عافیت کی پناہ میں آجائے۔ آمین

سیّدی مرشدی تو سلامت رہے، تا قیامت رہے
تیرے دکھ اور غم ہنس کہ جھیلیں گے ہم، تو سلامت رہے

وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 28 مئی 2022ء)



﴿76﴾

# خلافت ثالثہ کی ایک عظیم تحریک جو بارگاہ الٰہی میں مقبول ہوگئی

(عبدالسمیع خان۔ استاد جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا)

## تحریک وقف عارضی

**کم از کم 15 دن خدا کی خاطر گزارنے کا نام اصلاح نفس، خدمت قرآن، نمازوں اور دعاؤں کا نہایت عمدہ موقع وقف زندگی کا بے مثال نظام**

جماعت احمدیہ کی ایک امتیازی خصوصیت جو اس کو ہر دوسری جماعت سے جدا کرتی ہے وہ وقف زندگی کا نظام ہے۔ دنیا میں بے شمار ادارے اور تنظیمیں موجود ہیں اور اپنے اپنے مقاصد کے لئے بہت قربانیاں کرنے والے بھی ہیں مگر جس عظمت اور فدائیت کے ساتھ جماعت احمدیہ میں وقف زندگی کا نظام جاری ہے اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ ”میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اپنی جماعت کو وصیت کروں اور یہ بات پہنچادوں... کہ اگر کوئی نجات چاہتا ہے اور حیات طیبہ، ابدی زندگی کا طلبگار ہے تو وہ اللہ کے لئے اپنی زندگی وقف کرے“

(ملفوظات جلد اول صفحہ 370)

اس ارشاد کے تابع جماعت میں وقف زندگی کا بے مثال نظام جاری ہوا۔ جو اپنے اندر کئی سطحیں اور جہات رکھتا ہے۔ وقف کی سب سے اعلیٰ قسم وہ ہے جس میں ایک احمدی اپنی ساری زندگی کلیۃً امام وقت کے حضور پیش کرتا ہے۔ اس کی پہلی تحریک حضرت مسیح موعود نے 1907ء میں فرمائی جس پر ابتداءً 13 خوش نصیبوں نے لبیک کہا اور ان کی اتباع میں سینکڑوں دیوانے آتے چلے گئے۔

## واقفین زندگی کی خدمات

ان واقفین نے سلسلہ کے انتظامی امور کی باگ ڈور بھی سنبھالی اور نظام تبلیغ کے ذریعہ دنیا کے کونے کونے میں احمدیت کا پیغام پہنچانے میں کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔ 1934ء میں تحریک جدید کے قیام کے ساتھ تبلیغ کا ایک مربوط نظام قائم ہوا اور ان سرفروشوں نے اعلائے کلمہ حق کے لئے خون بہائے، ماریں کھائیں، قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ بیوی بچوں سے مدتوں جدا رہے۔ مگر اعلائے کلمہ حق کی خاطر وہ ہر مشکل کو جھیلتے رہے اور آج احمدیت جو 213 ملکوں میں لہلہا رہی ہے اس میں ایک بڑا حصہ ان فاقہ مستوں اور عزم کے کوہساروں کا بھی ہے جنہوں نے زندگیاں اس کام میں گزار دیں۔

## واقفین نو

اسی برگزیدہ گروہ کا ایک تازہ حصہ واقفین نو کا بھی ہے۔ جو 70 ہزار سے زائد کی تعداد میں اچھلتے کودتے میدان وغا میں داخل ہونے کی تیاری کر رہے ہیں۔ اس سکیم میں والدین بچے کی پیدائش سے پہلے بچے کو وقف کرتے ہیں اور بچہ شعور کی عمر کو پہنچ کر اس وقف کی تجدید کرتا ہے۔ یہ واقفین جامعہ احمدیہ میں اور زندگی کے مختلف میدانوں میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی راہ پر گامزن ہیں۔

## معلمین وقف جدید

اس ہراول دستہ کی روحانی فتوحات کو دوام بخشنے اور نئے دلوں میں احمدیت کو پختہ کرنے کے لئے حضرت مصلح موعود نے 1957ء میں وقف جدید کی بنیاد ڈالی اور بہت سے معلمین اس نظام کے تحت زندگی وقف کر کے قربانیوں مگر خاموشی کے ساتھ احمدیت کی جڑیں مضبوط کرتے چلے جا رہے ہیں۔

### نصرت جہاں سکیم

وقف کا ایک سلسلہ ڈاکٹرز اور ٹیچرز سے بھی تعلق رکھتا ہے جو مجلس نصرت جہاں کے تحت کچھ سال وقف کر کے افریقہ کے دور دراز اور مہذب دنیا سے کٹے ہوئے علاقوں میں خدمات بجالا رہے ہیں۔

### وقف بعد ریٹائرمنٹ

وقف بعد ریٹائرمنٹ کی سکیم پر بھی بیسیوں لوگوں نے لبیک کہا اور کئی شعبوں میں بھاری ذمہ داریاں ادا کر رہے ہیں۔ احمدی ڈاکٹر اور انجینئر بھی اپنے اپنے شعبوں کے حوالہ سے بے پناہ خدمات بجالا رہے ہیں

### تحریک وقف عارضی کا اجراء

ان کے علاوہ بھی بے شمار سینے ایسے ہیں جن میں وقف کرنے کی لو تو جلتی رہتی ہے مگر مختلف مجبوریوں اور ذمہ داریوں کی بناء پر پوری زندگی یا لمبے عرصہ کے لئے وقف نہیں کر سکتے۔ ایسے دلوں کی تسکین کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے خدا تعالیٰ کی رہنمائی سے وقف کا ایک اور دروازہ کھولا جو وقف عارضی کے نام سے موسوم ہے۔

### وقف عارضی کا مقصد

18مارچ 1966ء کو حضورؒ نے وقف عارضی کی تحریک کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ۔ مرورزمانہ سے بہت سی جماعتوں میں سستی پیدا ہو چکی ہے اور جتنے مربیان اور معلمین ہمیں درکار ہیں اتنی تعداد میں میسر نہیں۔ اس لئے آپ نے جماعت کو تحریک کی کہ وہ سال میں 2 تا 6 ہفتے جماعتی انتظام کے تحت وقف کریں۔ سفر اور طعام کا خرچ خود برداشت کریں اور یہ دن عبادت، دعاؤں، احباب جماعت کی تربیت اور خدمت دین میں گزاریں۔ حضور نے فرمایا:

”میں جماعت میں تحریک کرتا ہوں کہ وہ دوست جن کو اللہ تعالیٰ توفیق دے سال میں دو ہفتہ سے چھ ہفتہ تک کا عرصہ دین کی خدمت کے لئے وقف کریں اور انہیں جماعت کے مختلف

کاموں کے لئے جس جس جگہ بھجوایا جائے وہاں وہ اپنے خرچ پر جائیں اور ان کے وقف شدہ عرصہ میں سے جس قدر عرصہ انہیں وہاں رکھا جائے اپنے خرچ پر رہیں اور جو کام ان کے سپرد کیا جائے انہیں بجالانے کی پوری کوشش کریں"۔

(الفضل 23 مارچ 1966ء)

### ہر طبقہ حصہ لے

حضورؒ نے جماعت کے تمام طبقات اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے احباب کو اس میں شمولیت کی دعوت دی اور فرمایا کہ کم سے کم 15 دن خدا کی خاطر دنیاوی کاموں سے رخصت لیں یا چھٹی کا حق خدا کی خاطر استعمال کریں۔ آپ نے سالانہ 5 ہزار واقفین عارضی کی تحریک کی۔ آپ نے سکولوں، کالجوں کے اساتذہ، پروفیسرز، طالبعلموں، گورنمنٹ ملازمین اور وکلاء کو خصوصیت سے اس طرف متوجہ کیا۔ نیز احمدی خواتین کو اپنے علاقوں میں وقف عارضی کرنے کی ہدایت کی نیز ان کو خاوندوں، والد یا بھائیوں کے ساتھ دوسری جگہ جانے کی اجازت عطا فرمائی اور بڑی تفصیل کے ساتھ واقفین عارضی کی ذمہ داریاں اور وقف عارضی کی برکات بیان فرمائیں۔

جماعتی کارکن بھی اس تحریک میں شرکت کر سکتے ہیں۔ چنانچہ اس بارہ میں الفضل میں یہ اعلان شائع ہوا۔ "معلوم ہوا ہے کہ کارکنان سلسلہ میں سے بعض کو یہ غلط فہمی لگی ہے کہ انہیں وقف عارضی میں شمولیت کی ضرورت نہیں۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس میں کوئی استثناء نہیں۔ جملہ کارکنوں کو اپنی رخصت لے کر وقف عارضی میں شامل ہونا چاہئے اور اس ثواب سے حصہ لینا چاہئے۔"

(الفضل 5/ اپریل 1967ء)

احباب جماعت نے اس تحریک پر والہانہ لبیک کہا اور حضور کے 17 سالہ دور خلافت میں 1966ء تا 1982ء قریباً 40 ہزار افراد نے اس میں شرکت کی سعادت پائی اور دل ٹھنڈے کئے۔

## تعلیم القرآن کا فروغ

اس تحریک کا مرکزی نکتہ قرآن کی تعلیم کو عام کرنا تھا۔ چنانچہ جگہ جگہ قرآن پڑھنے پڑھانے کی کلاسیں گویا فیکٹریوں میں تبدیل ہو گئیں اور مربیان اور معلمین کی تعداد میں کمی کی وجہ سے جو کام سست ہو رہا تھا اس نے دوبارہ رفتار پکڑ لی۔ اسی مقصد کے لئے حضورؒ نے تعلیم القرآن اور وقف عارضی کی ایک نظارت قائم فرمائی۔ جس کی راہنمائی میں واقفین عارضی خدمات سرانجام دیتے ہیں۔ اسی طرح حضورؒ نے مجلس موصیان کا بھی اس نظارت سے گہرا رابطہ قائم فرمایا۔

## بشریٰ لکم

اللہ تعالیٰ نے حضور کو اس تحریک کی کامیابی اور اس کے ذریعہ قرآنی انوار کے پھیلنے کی بشارت بھی دی۔ حضور نے 5 اگست 1966ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

”ایک دن جب میری آنکھ کھلی تو میں بہت دعاؤں میں مصروف تھا۔ اس وقت عالم بیداری میں میں نے دیکھا کہ جس طرح بجلی چمکتی ہے اور زمین کو ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک روشن کر دیتی ہے اسی طرح ایک نور ظاہر ہوا اور اس نے زمین کو ایک کنارے سے لے کر دوسرے کنارے تک ڈھانپ لیا۔ پھر میں نے دیکھا کہ اس نور کا ایک حصہ جیسے جمع ہو رہا ہے۔ پھر اس نے الفاظ کا جامہ پہنا اور ایک پُر شوکت آواز فضا میں گونجی جو اس نور سے ہی بنی ہوئی تھی اور وہ یہ تھی۔ ” بشریٰ لکم “ یہ ایک بڑی بشارت تھی لیکن اس کا ظاہر کرنا ضروری نہ تھا۔ ہاں دل میں ایک خلش تھی اور خواہش تھی کہ جس نور کو میں نے زمین کو ڈھانپتے ہوئے دیکھا ہے۔ جس نے ایک سرے سے دوسرے سرے تک زمین کو منور کر دیا ہے۔ اس کی تعبیر بھی اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے مجھے سمجھائے۔ چنانچہ وہ ہمارا خدا جو بڑا ہی فضل کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے اس نے خود اس کی تعبیر اس طرح سمجھائی کہ گزشتہ پیر کے دن میں ظہر کی نماز پڑھا رہا تھا اور تیسری رکعت کے قیام میں تھا تو مجھے ایسا معلوم ہوا کہ کسی غیبی طاقت نے مجھے اپنے تصرف میں لے لیا ہے اور اس وقت مجھے یہ تفہیم ہوئی کہ جو نور میں نے اس دن دیکھا تھا وہ قرآن کا نور ہے جو تعلیم القرآن کی سکیم اور عارضی

وقف کی سکیم کے ماتحت دنیا میں پھیلایا جارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مہم میں برکت ڈالے گا اور انوار قرآن اسی طرح زمین پر محیط ہو جائیں گے جس طرح اس نور کو میں نے زمین پر محیط ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔

(خطبات ناصر جلد اول صفحہ 344)

### اس نور کا پَرتو واقفین عارضی پر بھی ہوا

ایک دوست نے اپنا عرصہ وقف عارضی پورا کرنے کے بعد اپنی مفصل رپورٹ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں اپنی مندرجہ ذیل دو خوابیں بھی لکھیں۔ ان کے مطالعہ سے وقف عارضی کی نیک تحریک کے عظیم فوائد اور روحانی برکات پر روشنی پڑتی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

1- میں نے خواب میں دیکھا کہ جب میں وقف سے واپس گیا ہوں تو میں نے اپنے کمرے میں بہت تیز روشنی جو بجلی کی تھی دیکھی اور پھر دیکھا کہ میرے کمرے میں بہت سامان پڑا ہے۔ حالانکہ وہ سامان میں رکھ کر نہیں آیا تھا۔ اسی طرح واپسی پر اللہ تعالیٰ نے مجھے نور دکھایا۔ نہ صرف نور دکھایا بلکہ بہت سامان بھی دیا اور یہ تمام نظارہ میں نے اپنے ایک دوست کو بھی دکھایا۔

2- میں نے دیکھا کہ ربوہ میں ایک بہت بڑا اجتماع ہے۔ بہت سے احمدی دوست ربوہ میں اکٹھے ہو رہے ہیں۔ میں بھی ربوہ گیا ہوں۔ اتنی دیر میں نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ معلوم ہوا کہ حضور انور نماز پڑھائیں گے۔ میں بھی مسجد میں گیا تو وہاں دیکھا کہ حضور انور وہاں جلوہ افروز ہیں اور آپ کا چہرہ بہت منور ہے۔ آپ ایک ایک احمدی کو بلا کر اسے بتاتے ہیں کہ یہ کام یوں کرو۔ ہاتھ یہاں رکھو۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ آپ ہر ایک کا سینہ چاک کر کے تمام گند باہر نکال کر پھینکتے جاتے ہیں۔ اس طرح ہر احمدی پاک اور طیب ہوتا جاتا ہے۔

(الفضل یکم ستمبر 1966ء)

## وسعت پذیر تحریک

بیرونی ممالک کے احمدیوں کو ہدایت کی گئی کہ وہ اپنے اپنے ممالک میں وقف عارضی کریں۔ مگر بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اس بابرکت تحریک کو دوسرے ممالک میں وسعت دیتے ہوئے فرمایا:

”جو پاکستان کے علاوہ ممالک ہیں انگلستان ہے یا جرمنی ہے یا ناروے ہے۔ اسی طرح افریقن ممالک ہیں ہندوستان میں آجکل خدا کے فضل سے کثرت سے تبلیغ ہو رہی ہے اور جوق در جوق بعض جگہ لوگ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں ان سب جگہوں میں وقف عارضی کے نظام کو دوبارہ زندہ کرنا بے حد ضروری ہے۔“

(خطبہ جمعہ 11 مئی 1990ء)

حضور نے سپین اور امریکہ میں وقف عارضی کی تحریک کی اور فرمایا کہ احباب اپنی چھٹیاں وہاں گزاریں اور احمدیت کا تعارف کرائیں۔

(الفضل سالانہ نمبر 1996ء صفحہ 19)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اسی تحریک کو دہراتے ہوئے فرمایا:

”یورپ کے بہت سے احمدی سیر کرنے بھی سپین جاتے ہیں یا مختلف جگہوں پر جاتے ہیں۔ اگر ادھر ادھر جانے کی بجائے سپین کی طرف رخ کریں تو زیادہ بہتر ہو گا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ایک دفعہ تحریک فرمائی تھی کہ سپین میں وقف عارضی کے لئے جائیں۔ سیر بھی ہو جائے گی اور اللہ کا پیغام پہنچانے کا ثواب بھی مل جائے گا۔ تو اس طرف میں احمدیوں کو دوبارہ متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ اپنے ملکوں کے امراء کے ذریعے سے جو اس طرح وقف عارضی کر کے سپین جانا چاہتے ہوں، امراء کی وساطت سے وکالت تبشیر میں اپنے نام بھجوائیں۔“

(الفضل 10 مئی 2005ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے مجلس مشاورت پاکستان 2004ء کے موقع پر جماعت کو بڑے زور سے اس تحریک کی طرف متوجہ کیا اور فرمایا

”میری ممبران شوریٰ سے یہ درخواست ہے کہ یہ ارادہ کر کے جائیں کہ اس سال ہم نے ربوہ کے علاوہ باہر سے پانچ ہزار واقفین عارضی مہیا کرنے ہیں جو وفود کی شکل میں مختلف جماعتوں میں جائیں۔ ان شاء اللہ وفود کی اپنی تربیت بھی ہوگی اور جماعت کی تربیت میں بھی مدد ملے گی۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق دے آمین۔ اللہ تعالیٰ آپ کو تقویٰ پر چلائے تقویٰ پر قائم رکھے اور ہمیشہ تقویٰ کے ساتھ اپنے کئے ہوئے عہدوں کو پورا کرنے کی توفیق دے۔“

(الفضل 5/ اپریل 2004ء)

حضور اقدس نے متعدد مرتبہ جماعت کے عہدیداروں کو توجہ دلائی کہ وہ وقف عارضی میں حصہ لے کر احباب جماعت کے لئے نمونہ قائم کریں۔

## وقف عارضی کی برکات

جن لوگوں نے تحریک وقف عارضی میں حصہ لیا اللہ تعالیٰ نے ان پر انفرادی اور اجتماعی طور پر مختلف رنگوں میں بے پناہ فضل نازل فرمائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ایک موقع پر ان افضال کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

”اس تحریک میں حصہ لینے والے ان پڑھ تھے یا کم پڑھے ہوئے تھے یا بڑے عالم تھے۔ چھوٹی عمر کے تھے یا بڑی عمر کے، اللہ تعالیٰ نے ان پر قطع نظر ان کی عمر، علم اور تجربہ کے (کہ اس لحاظ سے ان میں بڑا ہی تفاوت تھا) اپنے فضل کے نزول میں کوئی فرق نہیں کیا۔ اس عرصہ میں ان سب پر اللہ تعالیٰ کا ایک جیسا فضل ہوتا رہا۔ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے اور اس کے فضل سے 99 فیصدی واقفین عارضی نے بہت ہی اچھا کام کیا۔ ان میں سے ہر ایک کا دل اس احساس سے لبریز تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس عرصہ میں اس پر اتنے فضل نازل کئے ہیں کہ وہ اس کا شکر ادا نہیں کر سکتا اور اس کے دل میں یہ تڑپ پیدا ہوئی کہ خدا کرے اسے آئندہ بھی اس وقف عارضی کی تحریک میں

حصہ لینے کی توفیق ملتی رہے اور بعض جماعتوں نے تو یہ محسوس کیا کہ گویا انہوں نے نئے سرے سے ایک احمدی کی زندگی اور اس کی برکات حاصل کی ہیں۔ ان کی غفلتیں ان سے دور ہو گئی ہیں اور ان میں ایک نئی روح پیدا ہو گی۔ ان میں سے بہتوں نے تہجد کی نماز پڑھنی شروع کر دی اور جو بچے تھے انہوں نے اپنی عمر کے مطابق بڑے جوش اور اخلاص کے ساتھ قرآن کریم، نماز یا نماز کا ترجمہ اور دوسرے مسائل سیکھنے شروع کئے۔ غرض واقفین عارضی کے جانے کی وجہ سے ساری جماعت میں ایک نئی زندگی ایک نئی روح پیدا ہو گئی۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے خود واقفین عارضی نے یہ محسوس کیا کہ اس عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے ان پر بڑے فضل نازل کئے، بڑی برکتیں نازل کیں۔ ان میں سے بعض اپنا عرصہ پورا کرنے کے بعد واپس آ کر مجھے ملے تو ہر فقرہ کے بعد ان کی زبان سے یہ نکلتا تھا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے فضل کے بڑے نمونے دیکھے ہیں۔ ان کے منہ سے اور ان کی زبان سے خود بخود اس قسم کے فقرے نکل رہے تھے اور یہ حقیقت ہے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل اور برکت سے کیا ہے نہ کہ ہماری کسی خوبی کے نتیجہ میں۔“

(خطبات ناصر جلد اول صفحہ 402)

وقف عارضی کرنے والوں کے تجربات اور واقعات کی روشنی میں چند برکات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

## تعلق باللہ

انسان دنیا سے نسبتاً کٹ کر 15 دن اللہ اور اس کے رسول کی رضا کے لئے خدمت دین میں گزارتا ہے۔ اس کا یہ عرصہ بنیادی طور پر نمازوں اور دعاؤں میں گزرتا ہے۔ اس لئے بہت سے واقفین عارضی نے محسوس کیا کہ حالت قیام میں نمازوں میں جو سستی ہوتی تھی وہ ختم ہو گئی باجماعت نماز کے ساتھ تہجد کی عادت بھی پڑ گئی۔ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک زندہ تعلق قائم ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کی نصرتوں اور فضلوں کے نظارے دیکھنے لگے۔

### خدانے سیراب کردیا

وقف جدید کے ایک معلم بیان کرتے ہیں:

”ہمارے علاقہ کے ایک بزرگ کا واقعہ ہے جب وہ چھ ہفتے کے وقف عارضی پر جانے لگے تو گندم کی بوائی کا موسم تھا گندم کاشت کی تو اپنے کھیت میں کھڑے ہو کر کہا اب پانی اسے خدا دے گا۔ یہ علاقہ بارانی تھا بارش کے پانی سے ہی فصل نے تیار ہونا تھا۔ دوسرا یہ کہ بارانی علاقہ والی فصل میں اگر پانی کو روکا نہ جائے تو وہ اچھی طرح سیراب نہیں ہوتی۔ کیونکہ زمین ریتلی ہوتی ہے۔ آناًفاناًپانی خشک ہو جاتا ہے یا آگے نکل جاتا ہے۔ بیوی بچوں نے کہا آپ تو جارہے ہیں آپ نے گندم کاشت کی ہے علاقہ بارانی ہے اور اس کے پانی کو کون سنبھالے گا۔ کہنے لگے میرے خلیفہ کا حکم ہے میں نے جانا ضرور ہے۔ فصل میں نے کاشت کر دی ہے اب خدااس کو سیراب کرے گا۔ چنانچہ وہ بزرگ وقف عارضی پر چلے گئے۔ روایت کرنے والے بتاتے ہیں کہ جب بھی ان کی فصل کو پانی کی ضرورت پیش آئی تو ہم نے اس فصل پر بارش برستے دیکھی جب بزرگ اپنی وقف عارضی پوری کرکے واپس لوٹے۔ اپنی فصل کی طرف گئے تو تمام دوسرے لوگوں کی فصل سے ان کی فصل اوپر لہلہارہی تھی۔“

(الفضل 13 مارچ 2006ء)

### سکون قلب

ایک معلم بیان کرتے ہیں کہ خاکسار نے ایک دوست کو وقف عارضی کی طرف توجہ دلائی کہنے لگے شوق تو ہے لیکن دنیوی اور گھریلو کام بہت ہیں۔ توجہ دلائی کہ اگر آپ کچھ عرصہ کے لئے اپنے کام چھوڑ کر ایک دینی کام کے لئے چلے جائیں گے تو یہ گھاٹے کا سودا نہیں ہے کرکے تو دیکھیں۔

ایک دن خود ہی فارم اٹھالائے کہنے لگے میرا فارم پُر کر دیں خاکسار نے دعا کرتے ہوئے فارم پر کر دیا۔ ایڈیشنل نظارت اصلاح وارشاد وتعلیم القرآن ووقف عارضی سے ان کو خط ملا۔ ہاتھ میں خط لئے خاکسار کے پاس آئے کہنے لگے معلم صاحب وقف عارضی کا وعدہ تو آپ نے مجھ سے

کر الیا لیکن میں تو اتنا پڑھا لکھا نہیں۔ وقف عارضی پر جانے میں ابھی کچھ دن باقی تھے۔ خاکسار نے انہیں تیاری کرائی اور وہ خوشی کے ساتھ رخصت ہوئے۔ اپنا وقف شدہ عرصہ گزار کر واپس لوٹے۔ ایک دن ملاقات ہوئی کہنے لگے معلم صاحب میں تو بھولا ہوا تھا میں تو خیال کرتا تھا کہ مجھے ان دنوں سے کیا حاصل ہو گا۔ میں نے تو بہت کچھ پایا۔ مشکلات حل ہونے کے علاوہ مجھے زیادہ سکون قلب میسر ہوا ہے مجھے خوشی ہے کہ جب میں واپس لوٹ رہا تھا تو خدا سے میں نے دعا مانگی کہ اے اللہ میرے ان دنوں کو قبول فرما اور ان ایام کی برکت سے مجھے تہجد کی بھی توفیق دے۔ اللہ تعالیٰ نے میری وہ دعا قبول کر لی اور دنیاوی لحاظ سے بھی مجھ پر بہت فضل فرمائے۔ آج بھی جب ملتے ہیں تو کہتے ہیں آپ نے مجھے بہت ہی اچھے رستہ پر لگا دیا۔

(الفضل 13 مارچ 2006ء)

### درد کافور ہو گئی

ایک واقف عارضی نے 1972ء میں سیرالیون میں وقف عارضی کی توفیق پائی۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ وقف عارضی سے قبل میرے گھٹنوں میں شدید درد شروع ہو گیا تھا اور میں نماز کرسی پر بیٹھ کر پڑھتا تھا۔ سجدہ میں جانا پھر تشہد کے لئے بیٹھنا بہت مشکل بلکہ ناممکن تھا۔ جب میرا وقف عارضی منظوری ہوا اور مجھے Leicester جانے کا ارشاد ہو گیا یکدم عجب طرح کی پریشانی اور سخت اضطراب سا محسوس ہونے لگا۔ خیال آیا کہ وقف عارضی پر جانا ہے وہاں احباب جماعت بہر حال یہ توقع رکھیں گے کہ مرکز کی طرف سے وقف عارضی پر آئے ہوئے نمازیں تو ضرور پڑھائیں گے۔ دل میں بہت گھبراہٹ پیدا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کے حضور دردمندانہ اور عاجزانہ دعا کی کہ خدایا اگر میں وقف پر جا کر دوستوں کو نماز بھی نہ پڑھا سکا تو یہ نہایت افسوسناک بات ہو گی۔ الٰہی مجھے صحت دے اور اس قابل کر دے کہ میں وہاں احباب کو باقاعدہ نماز پڑھا سکوں۔ میرے بیٹے نفیس مجھے پریشان دیکھ کر کہنے لگے کہ مجبوری ہے، جا کے صدر صاحب سے کہہ دیں کہ جو بھی نماز پڑھاتے ہیں پڑھاتے رہیں مجھے تکلیف ہے۔ میں تو بیٹھ کے نماز پڑھوں گا باقی درس و تدریس اور تربیت کے کام سرانجام دیتا رہوں گا۔ مجھے تسلی نہ ہوئی اللہ تعالیٰ کے حضور یہی دعا کی کہ خدایا خارق عادت طور پر

میری مدد فرما۔ مجھے کچھ حوصلہ ہوا اور ہمت کر کے باوجود تکلیف کے گھر میں با قاعدہ امامت کروائی اور کھڑے ہو کر نماز پڑھائی میں نے مصمم ارادہ کر لیا کہ ان شاء اللہ Leicester جا کر جو بھی ہو نماز با قاعدہ کھڑا ہو کر پڑھاؤں گا۔ سو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وقف عارضی کی پہلی عظیم الشان برکت تو یہ حاصل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ مجیب الدعوات نے میری عاجزانہ دعا سنی اور مجھے ہمت دی کہ Leicester پہنچتے ہی میں نے باقاعدہ کھڑے ہو کر نماز پڑھانی شروع کر دی اور میں نے جو یہ سمجھ رکھا تھا کہ اب ساری زندگی کرسی پر بیٹھ کر ہی نمازوں کی ادائیگی ہو گی، وہ غلط تھا۔ اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ کرسی پر بیٹھے بغیر باقاعدہ نمازیں پڑھ اور پڑھا رہا ہوں۔

(الفضل 28 اکتوبر 2005ء)

## نئی روحانی زندگی

وقف عارضی کی سکیم قرآن کریم پڑھنے اور پڑھانے کا بہترین موقع ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

”میں نے ایک بزرگ کو ایک ایسی جماعت میں بھیجا جو تعداد میں بہت بڑی ہے۔ انہوں نے وہاں جا کے مسجد میں ڈیرہ لگا لیا اور دعائیں کرنے لگ گئے۔ انہوں نے جماعت کو قرآن کریم پڑھنے کی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کی لیکن انہوں نے دیکھا کہ شروع میں جماعت پر کوئی اثر نہیں ہو رہا۔ پہلے ہفتہ انہوں نے یہ رپورٹ بھیجی کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جماعت مر چکی ہے اور اس کے زندہ ہونے کی اب کوئی امید نہیں۔ دوسرے ہفتہ رپورٹ بھی اس قسم کی تھی۔ تیسرے ہفتہ کی رپورٹ میں انہوں نے لکھا کہ میں نے پہلے جو رپورٹیں بھجوائی ہیں وہ سب غلط تھیں جماعت مری نہیں بلکہ زندہ ہے لیکن خواب غفلت میں پڑی ہوئی ہے۔ اگر اس کی تربیت کی جائے اور اسے جھنجھوڑا جائے تو اس کی زندگی کے آثار زیادہ نمایاں ہو جائیں گے۔ وہ زندگی جو جماعت ہائے احمدیہ نے حضرت مسیح موعود کے ذریعہ اپنے رب سے حاصل کی ہے۔“

(خطبات ناصر جلد اول صفحہ 404)

ایک واقف عارضی نے اپنی رپورٹ میں لکھا۔ یہ تحریک بڑی بابرکت اور ایمان افروز اور اعلیٰ نتائج کی حامل ہے۔ اس تحریک سے جماعتوں کے اندر ایک نئی بیداری، روحانی تغیر اور بیداری کی روح پیدا ہو گئی ہے۔ یہ تحریک یقیناً ایک روحانی انقلاب لائے گی۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ترقیات کا موجب ہو گی اور سرفروشان و مجاہدین کی جماعت پیدا کرے گی۔

(الفضل10 مئی1967ء)

## خلوص کو خراج تحسین

واقفین عارضی جس محنت، خلوص اور سرفروشانہ جدوجہد سے قرآن کی تعلیم و تدریس میں مشغول رہتے ہیں وہ دیکھنے والوں پر گہرا اثر ڈالتا ہے۔ واقفین عارضی بستی طاہر خان میں پہنچے تو ان کی دیوانہ وار محنت کو دیکھ کر سیکرٹری مال نے لکھا:

”یہ بھی حضرت مسیح موعودؑ کا ایک معجزہ ہے کہ کتنی کتنی دور سے دوست اپنے کاروبار دنیوی چھوڑ کر دین کی خاطر اپنے خرچ پر شہروں کو چھوڑ کر جنگلوں میں تعلیم قرآن دیتے پھرتے ہیں۔ ہر قسم کی مصیبتیں برداشت کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین“

(الفضل23 ستمبر1966ء)

ایک واقف عارضی نے لکھا:

”وقف عارضی پر آنے سے پہلے دعوت الی اللہ اور تربیتی نقطہ نظر سے کچھ کتب کے مطالعہ کا موقع ملا۔ ضرورت کے مطابق کتب ساتھ بھی رکھیں اور خدا کے حضور عاجزانہ دعائیں کرتے ہوئے کام شروع کیا۔ خود اپنے نفس کا محاسبہ کرنے اور اپنی اصلاح کا خوب خوب موقع ملا۔ بفضلہ تعالیٰ وقف عارضی کے دوران تہجد میں مزید باقاعدگی اور سلسلہ کی کتب کے مطالعہ میں انہماک میسر آیا۔ اس کے ساتھ وقف عارضی کا ایک اور بڑا فائدہ یہ ہوا کہ قرآن پاک کا پہلا پارہ اور بعض دوسرے حصے حفظ کر لئے اور یہ حفظ کا سلسلہ جاری ہے۔ وقف عارضی کی برکت سے مطالعہ کا غیر معمولی شوق پیدا ہوا۔“

(الفضل28 اکتوبر2005ء)

ایک صاحب نے اپنا عرصہ وقف گزارنے کے بعد حضور کی خدمت میں لکھا:

”سیدی! عاجز کی شادی کو زیادہ عرصہ نہیں ہوا اور تاریخ بارات کے روز جو خوشی ہوئی تھی وہ وقف عارضی کے نتیجے میں حاصل ہونے والی قلبی بشاشت کے مقابلہ میں حقیر ترین ہوگئی۔ الحمدللہ زبان پر یہ شعر آرہا تھا

اس جہاں کو چھوڑنا ہے تیرے دیوانوں کا کام

نقد پالیتے ہیں وہ اور دوسرے امیدوار

خیال آتا تھا کہ وہ مبارک لوگ کس قدر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے مورد ہیں جنہوں نے ساری زندگی دین کے لئے قربان کی ہوئی ہے۔

(الفضل 31مارچ1967ء)

## ذاتی تجربہ

ایک وفد نے اپنی رپورٹ میں لکھا:

”حضور کی اس وقف عارضی کی تحریک سے اصلی فائدہ تو وہ لوگ محسوس کر سکتے ہیں جو واقعہ میں اس میں شامل ہو کر اپنے گھروں اور عزیزوں سے عارضی طور پر جدا ہوتے ہیں اور کچھ کام اور دعائیں کرنی شروع کرتے ہیں۔ ہم نے تو ان دنوں میں وہ کچھ محسوس کیا ہے جو گھر بیٹھے شاید سال بھر میں بھی ہم نہ پاتے۔“

(الفضل یکم اپریل1967ء)

ایک وفد نے حضور کی خدمت میں لکھا:

وقف عارضی کے دو ہفتوں کے دوران ہم نے اپنے دل میں ایک عجیب روحانی کیفیت محسوس کی، ہماری روحیں ہر دم آستانہ ٔ الوہیت پر سجدہ ریز رہیں۔ ہم نے قبولیت دعا کے نظارے دیکھے۔ احمدیت کی تائید میں متعدد خدائی نشانوں کا ظہور ملاحظہ کیا اور برکات خلافت کے عجیب رنگ کے کرشمے دیکھے۔ یہ محض فضل الٰہی تھا وگرنہ ہم عاجز اپس وقف عارضی کے ایام میں محاسبہ نفس کا موقع ملتا ہے۔ وسعت مطالعہ اور غور وفکر کی عادت پیدا ہوتی ہے۔ خود اعتمادی نشوونما پاتی ہے۔

تقریر اور خطاب کرنے کی مشق ہوتی ہے۔ نئی نئی جگہوں پر جانے سے سیر و تفریح اور نئے نئے علاقے دیکھنے کا وقت میسر آتا ہے۔ وقف عارضی کے نتیجہ میں باہمی اخوت، مودت کے جذبات کا دائرہ وسیع ہوتا ہے۔ رشتہ ناطہ کے معاملات میں بھی فائدہ ہوتا ہے۔

خود کھانے کی تیاری۔ اکثر لوگ خود کھانا تیار کرتے ہیں اور زندگی کے اس مزہ سے بھی لطف اندوز ہوتے ہیں۔ ایک واقف عارضی لکھتے ہیں:

''کھانا خود اپنے ہاتھوں سے تیار کرنے میں جو لطف و سرور حاصل ہوتا ہے وہ بیان سے باہر ہے۔ آج جب دوپہر کے وقت میں نے روٹیاں پکائیں تو بظاہر کچی معلوم ہو رہی تھیں لیکن جب انہیں کھایا تو بڑا ہی لطف آیا۔ یہ حضور انور کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے کہ ہم کو مجاہدانہ زندگی گزارنے کا موقعہ عطا فرمایا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ حضور کی یہ تحریک جو وقف عارضی کے نام سے موسوم ہے خالص الٰہی تحریک ہے۔ ہم جس دن سے یہاں آئے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش کو برستا ہوا دیکھ رہے ہیں۔''

(الفضل 2 دسمبر 1966ء)

ایک اور واقف عارضی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں اپنی رپورٹ میں تحریر کرتے ہیں:

خاکسار حضور کے حکم کے مطابق کھانا خود تیار کرتا ہے اور جماعت پر کسی قسم کے بار کا موجب نہیں۔ اس عمل کی برکات کا مشاہدہ اور اثر خاکسار نے جو محسوس کیا ہے اس کے بیان کے لئے بیان نہیں پاتا ہوں گویا حضور نے ہم جیسے کچوں اور کمزوروں کو پرانے صوفیاء کے نقش قدم پر چلا دیا اور یقیناً ہم ان برکتوں کو اپنے نفس میں محسوس کر رہے ہیں جو ان بزرگوں نے حاصل کیں۔

(الفضل 3 جنوری 1967ء)

### ابدی تحریک

یہ بھی مد نظر رہے کہ گو وقف عارضی کے عنوان سے باقاعدہ تحریک 1966ء میں شروع ہوئی۔ لیکن یہ تحریک اپنی روح کے ساتھ مذہبی جماعتوں میں ہمیشہ سے قائم ہے۔

آنحضرت ﷺ کے صحابہ میں سے کوئی بھی تنخواہ دار نہیں تھا۔ ہر وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر رہتے اور اطاعت کے لئے مستعد ہوتے تھے۔

## صحابہ رسولؐ کے نمونے

غزوات کا موقع ہو، کوئی تبلیغی مہم روانہ کرنی ہو، کوئی اور وفد بھیجنا ہو، دعوت اسلام کا خط لے جانا ہو، تربیتی پروگرام بنانا ہو، کسی علاقے کی حفاظت مطلوب ہوتی ہو، دشمن کی خبریں حاصل کرنا ہو۔ ہر معاملے میں جان، مال، وقت اور عزت کی قربانی کے لئے صحابہ ہمہ وقت تیار رہتے تھے۔ جنگ احزاب میں ایک ماہ تک پیٹ پر پتھر باندھ کر سخت سردی میں خندق کھودی گئی۔ واقعہ رجیع اور رعل و ذکوان میں تبلیغی مہم میں 80 حفاظ شہید ہوئے۔ قرآن جاننے والے صحابہ نئے آنے والوں کو تعلیم دینے کے لئے کلاسیں منعقد کرتے۔ بعض صحابہ خدمت رسول میں حاضری کے لئے باری باری وقت مقرر کر لیتے۔ یہ سب خدا کی نظر میں واقفین زندگی تھے جو دنیا بھی کماتے تھے۔ پاکیزہ کمائی خدا کی راہ میں خرچ کرتے اور دین کی خدمت کے لئے رسول اللہ کے در پر دھونی رما کر بیٹھے رہتے یا حکم پا کر چل پڑتے اور کام کر کے واپس آتے۔ انہی کی قربانیوں کے طفیل آسمان کے خدا نے انہیں روحانی آسمان کے ستارے قرار دیا۔ انہی کی محنت سے دین کی تعلیمات ہم تک پہنچیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر بے شمار برکتیں نازل کرے۔

## صحابہ مسیح موعودؑ کی فدائیت

حضرت مسیح موعودؑ کے رفقاء نے اس زمانہ میں یہی نمونے زندہ کئے۔ جماعت کا کوئی تنخواہ دار کارکن نہیں تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول، حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی اور ان کی اتباع میں بیسیوں رفقاء اپنے کام کاج، گھر بار، کاروبار، ملازمتیں چھوڑ کر قادیان آبسے اور خدمت کے مواقع تلاش کرتے تھے اور مالی قربانی کے علاوہ وقت کی قربانی کے جہاد میں اعلیٰ نمونے پیش کرتے تھے۔

• حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ نے قرآن کریم کے درس فتاویٰ اور جسمانی شفا کا سلسلہ جاری کیا۔

• حضرت مولوی عبد الکریم صاحبؓ سیالکوٹی کے سپرد نمازوں کی امامت، خطبات دینے اور حضور کے لیکچر پڑھنے کی ذمہ داری کی گئی۔ ساتھ ساتھ حضور کی سیرت اور ڈائری لکھنے کا کام بھی سرانجام دیتے رہے۔

• حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ نے لنگر خانہ اور عمارات کی تعمیر کی نگرانی سنبھالی۔

• حضرت شیخ یعقوب علی صاحبؓ عرفانی نے اخبار الحکم نکال کر حضرت مسیح موعود کی تازہ وحی اور ارشادات سے لوگوں کو مطلع کرنا شروع کیا۔

• حضرت پیر منظور محمد صاحب نے بچوں کو قرآن سکھانے کے لئے قاعدہ یسرنا القرآن ایجاد کیا۔

• حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے حضور کی ڈاک کا انتظام سنبھال لیا۔

• کئی خوش نصیبوں نے حضور کی کتب کی کتابت، پروف ریڈنگ اور اشاعت میں خدمات سرانجام دیں۔ حضرت صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحبؓ نعمانی قادیان آکر بیٹھ گئے۔ لمبا عرصہ حضور کی ڈاک کا اہتمام کرتے رہے اور کتب کے پروف دیکھتے رہے۔

• حضرت منشی عبد اللہ سنوری صاحبؓ اور حضرت منشی ظفر احمد صاحب دو دن کے لئے قادیان آئے مگر حضور کے ارشاد پر 6،6 ماہ ٹھہرے اور خدمات بجالاتے رہے۔ اس عرصہ میں ان کو ملازمت سے معطلی کے پیغام بھی آئے مگر واپسی پر اللہ تعالیٰ نے ان کی بحالی کے سامان بھی کئے اور اس عرصہ میں ان کی ملازمت کی تنخواہیں بھی ادا کی گئیں۔

• کسی نے حضور کی ذاتی خدمات اور گھریلو کام کاج کا ذمہ لے لیا۔

• کسی نے مختلف قسم کی علمی تحقیقات میں مدد دینی شروع کر دی۔

• کسی نے گھوڑا پال لیا کہ حضور کا کوئی کام قادیان سے باہر ہو تو فوری طور پر پیش ہو جاؤں۔

• بعض احباب نے قانونی ذمہ داریاں سنبھال لیں۔

• بعض احباب رسائل کی ادارت کے ذریعہ پیغام حق پہنچانے لگے۔

• حضرت قاضی ظہورالدین اکمل صاحبؓ نے اردو میں، حضرت مولوی عبید اللہ صاحبؓ بسمل نے فارسی میں، حضرت مولوی محمد علی صاحب سیالکوٹیؓ اور حضرت بابا ہدایت اللہ صاحبؓ نے پنجابی شاعری کے ذریعہ حضرت مسیح موعودؑ کے پیغام کو عام کرنا شروع کیا۔

• کئی احباب نے مدرسہ تعلیم الاسلام میں بچوں کو تعلیم دینی شروع کر دی۔

**الہامی بشارت**

یہی وہ پاک روحیں تھیں جنہوں نے احمدیت کے ابتدائی خدوخال سنوارے ہیں۔ ان کو اور ان کی اولادوں کو خدا نے نہایت عمدہ پھل لگائے اور ہر قسم کی برکات سے متمتع کیا۔ آج بھی بے شمار احمدی اپنی اپنی جگہ پر خدمات کی نئی تاریخ رقم کر رہے ہیں۔ مگر ان کا ایک دائرہ وقف عارضی سے تعلق رکھتا ہے جس کی طرف خدا کا خلیفہ ہمیں بلا رہا ہے اور بشارتیں بھی دے رہا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ جماعت کو عموماً اور اہل ربوہ کو خصوصیت سے اس طرف متوجہ کرتے اور الہامی بشارت دیتے ہوئے 23 ستمبر 1966ء کے خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں:

"کل رات میں سوچ رہا تھا کہ مجھے جتنے واقفین چاہئیں۔ اس تعداد میں واقفین مجھے نہیں ملے۔ مثلاً ربوہ کی ہی جماعت ہے۔ آج جو دوست میرے سامنے بیٹھے ہیں ان میں کثرت ربوہ والوں کی ہے لیکن ان میں سے بہت کم ہیں جنہوں نے وقف عارضی میں حصہ لیا اور یہ بات قابل فکر ہے کہ کیوں آپ کی توجہ ان فضلوں کے جذب کرنے کی طرف نہیں ہے جو اس وقت اللہ تعالیٰ واقفین عارضی پر کر رہا ہے۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے میں رات سوچ رہا تھا کہ مجھے جتنے واقفین عارضی چاہئیں اتنے نہیں ملے حالانکہ اس کی بہت ضرورت ہے۔ تو جب میں سویا میں نے خواب میں دیکھا کہ

میرے سامنے ایک کاغذ آیا ہے اور اس کاغذ پر دو فقرے خاص طور پر ایسے تھے کہ خواب میں میری توجہ ان کی طرف مبذول ہوئی۔“

پھر حضور نے ان فقرات کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرمایا:

”اس کے ایک معنی رفعت اور علو حاصل کرنے والے کے ہیں اور ان معنوں کے لحاظ سے اس میں یہ بشارت ہے کہ جماعت میں سے جو لوگ قرآنی علوم سیکھنے کے لحاظ سے ضعیف کہلانے والے ہیں اب اللہ تعالیٰ ان کے لئے ایسے سامان پیدا کر دے گا کہ وہ بھی علو مرتبت اور قرآن کریم کی ان رفعتوں تک پہنچنے والے ہوں گے۔ جن رفعتوں تک پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو نازل کیا ہے۔ سو الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ بشارت دے رہا ہے لیکن ہر وہ بشارت جو آسمان سے نازل ہوتی ہے زمین والوں پر ایک ذمہ داری عائد کرتی ہے اور اس ذمہ داری کو پورا کرنا ان کا فرض ہوتا ہے۔“

(خطبات ناصر جلد اول صفحہ 403)

مختلف شعبوں کے حوالہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے چند ارشادات درج ذیل ہیں۔

## کالج کے پروفیسر، سکول کے اساتذہ اور وقف عارضی

”کالجوں کے پروفیسر اور لیکچرار، سکولوں کے اساتذہ، کالجوں کے سمجھدار طلباء بھی اپنی رخصتوں کے ایام اس منصوبہ کے ماتحت کام کرنے کے لئے پیش کریں۔ سکولوں کے بعض طلباء بھی اس قسم کے بعض کام کر سکتے ہیں۔ کیونکہ سکولوں کے بعض طلباء ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنی صحت اور عمر کے لحاظ سے اس قابل ہوتے ہیں کہ اس قسم کی ذمہ داریاں ادا کر سکیں۔ ان کو بھی اپنے نام اس تحریک کے سلسلہ میں پیش کر دینے چاہئیں۔ بشرطیکہ وہ اپنا خرچ برداشت کر سکتے ہوں۔“

(الفضل 23 مارچ 1966ء)

## وقف عارضی کا مقصد

”وقف عارضی کی جو تحریک ہے اس کا بڑا مقصد بھی یہ تھا اور ہے کہ دوست رضاکارانہ طور پر اپنے خرچ پر مختلف جماعتوں میں جائیں اور وہاں قرآن مجید سیکھنے سکھانے کی کلاسز کو منظم

کریں اور منظم طریق پر وہاں کی جماعت کی اس رنگ میں تربیت ہو جائے کہ وہ قرآن کریم کا جوّا بشاشت سے اپنی گردن پر رکھیں اور دنیا کے لئے نمونہ بن جائیں۔"

(الفضل14 مئی1969ء)

### وقف عارضی، نظام وصیت

"عارضی وقف کی تحریک جو قرآن کریم سیکھنے سکھانے کے متعلق جاری کی گئی ہے اس کا تعلق نظام وصیت کے ساتھ بڑا گہرا ہے۔"

(الفضل10 اگست1966ء)

### وقف عارضی اصلاح نفس کا ذریعہ ہے

"تحریک وقف عارضی کا دوسرا بڑا فائدہ یہ ہے کہ جو لوگ وقف عارضی پر جاتے ہیں ان کو اپنے نفس کا بعض پہلوئوں سے محاسبہ کرنا پڑتا ہے۔ جانے سے قبل انہیں اپنی بعض کمزوریوں کی طرف توجہ ہو جاتی ہے اور دعائوں کی طرف ان کی توجہ مائل ہو جاتی ہے۔ یعنی وقف عارضی پر جانے کی جو تیاری ہے اس کا بڑا حصہ یہ ہے کہ وہ دعائوں کی طرف متوجہ ہوتے اور اپنی دینی معلومات میں اضافہ کرتے یا انہیں تازہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور کچھ کتب اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔ وہ سوچتے ہیں اور اپنی عقلوں اور کمزوریوں پر نگاہ رکھتے ہیں اور انہیں دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کے اندر یہ جذبہ پیدا ہوتا ہے کہ جب وہ دوسری جگہ جائیں تو لوگوں کے لئے نیک نمونہ بنیں، ان کے لئے ٹھوکر کا باعث نہ بنیں۔ چنانچہ وقف عارضی کے وفود نے دعائوں کی برکات سے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔"

(الفضل12 فروری1977ء)

### امراء اضلاع اور وقف عارضی

"امراء اضلاع کو اس طرف فوری توجہ دینی چاہیئے...... امراء اضلاع جماعت کے مستعد اور مخلص احباب کو اپنی ذمہ داری کی طرف متوجہ کریں تا زیادہ سے زیادہ احمدی اس مقصد (وقف عارضی) کے پیش نظر اور خدمت... کے لئے اپنے وقت کا ایک تھوڑا اور حقیر سا حصہ پیش کریں۔"

(الفضل13 اپریل1966ء)

## حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خانؓ کی مثالی کارکردگی

جن احباب نے وقف عارضی میں حصہ لیا ان میں حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب بھی شامل تھے۔ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں 1968ء میں جب وقف عارضی کی درخواست پیش کی تو حضور نے فرمایا کہ آپ اس سال کا عرصہ وقف کوپن ہیگن (ڈنمارک) میں گزاریں اور آئندہ سال آئرلینڈ میں۔ حضور انور کے اس حکم کی تعمیل میں حضرت چوہدری صاحب 16 سے 27 جولائی 1968ء تک کوپن ہیگن (ڈنمارک) میں قیام فرمارہے اور مراجعت پر مرکز میں حسب ذیل مفصل رپورٹ ارسال فرمائی جو مثالی بھی ہے اور متعدد ایمان افروز امور پر مشتمل اور یورپین ممالک کے واقفین کے لئے مشعل راہ ہے۔ چنانچہ حضرت چوہدری صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ

”خاکسار جماعت ہائے برطانیہ کے پانچویں سالانہ جلسے منعقدہ 13، 14 جولائی 1968ء میں شرکت کے لئے 13 جولائی کی صبح کو لندن پہنچا۔ 16 کی شام کو لندن سے روانہ ہو کر 17 کی شام کو کوپن ہیگن پہنچا۔ سٹیشن پر جناب سید کمال یوسف صاحب امام اور چند دیگر احباب سے ملاقات ہوئی۔ خاکسار کے قیام کا انتظام مسجد میں تھا۔ کھانے وغیرہ کے اخراجات خاکسار کے ذمہ تھے۔ 18 کی سہ پہر 2 بجے خاکسار کی تقریر ایلسی نور (Elsinor) کے بین الاقوامی کالج میں اسلام اور حقوق انسانی کے موضوع پر ہوئی۔ یہ مقام کوپن ہیگن سے قریب چالیس میل شمال کی جانب ہے۔ تقریر کے بعد سوال جواب ہوئے اور بعد میں بھی یہ سلسلہ پرنسپل صاحب کے مکان پر جاری رہا۔ قریب پونے چھ بجے کوپن ہیگن واپسی ہوئی۔

19 جولائی قبل دوپہر مشنری سوسائٹی کے سات افراد (پانچ مرد اور دو خواتین) ملاقات کے لئے آئے۔ سلسلہ کے متعلق سوال جواب ہوتے رہے۔ جناب امام صاحب کے ارشاد کی تعمیل میں جمعہ کی نماز کا خطبہ خاکسار نے دیا۔ مشنری سوسائٹی کے وفد کی دونوں خواتین بھی مسجد میں موجود تھیں۔ 19 سے شروع کر کے 24 تک اور پھر 26 کو ہر شام سات بجے سے پونے نو بجے تک

سوال وجواب کی مجلس قائم ہوتی رہی جس میں شمولیت عام تھی۔ 19 کی صبح کو جناب نور احمد بولستاد صاحب ناروے سے تشریف لائے اور 22 کی سہ پہر کو واپس تشریف لے گئے۔ 20 کی دوپہر کو جناب محمود ایرکسن صاحب سٹاک ہالم (سویڈن) سے تشریف لائے اور چند گھنٹے قیام کیا۔ 21 کو ایک خصوصی اجلاس جماعت کے احباب کا ہوا جس میں خاکسار نے عبادات کی کماحقہ ادائیگی کی طرف توجہ دلائی۔

23 کو بعد دوپہر ایک عیسائی مشنری جریدے کے نمائندے نے جو ہندوستان میں بھی رہ چکے ہیں خاکسار سے ملاقات کی اور ان کے ساتھ تفصیلی گفتگو ہوئی۔ ان کی رپورٹ ان کے جریدے میں شائع ہو چکی ہے۔ 25 کی دوپہر کو ڈاکٹر لننگ (Dr. Lanning) نے خاکسار کی کھانے کی دعوت کی۔ یہ معروف ڈینش سیاستدان ہیں اور ہر سال اقوام متحدہ کی اسمبلی کے سالانہ اجلاس میں ڈینش وفد کے رکن کے طور پر شمولیت کرتے رہے ہیں۔ خاکسار کے ساتھ عرصے سے ان کے دوستانہ تعلقات ہیں۔ اسی شام مسٹر سوین ہینسن (Sven Hansson) نے جناب امام صاحب کی اور خاکسار کی کھانے کی دعوت کی۔ یہ ڈینش قوم کے ماہر کیمیائی انجینئر ہیں۔ 39 سال عمر ہے بارہ سال سے مسلمان ہیں۔ ان کی بیوی ملایا (Malaya) کی مسلمان ہیں اور غالباً وہی ان کے اسلام قبول کرنے کا باعث ہوئیں۔ میاں بیوی محض رسمی مسلمان نہیں مخلص اور پابند صوم و صلوٰۃ ہیں۔ خاکسار نے کم کسی مغربی مسلمان کو اسلام کی اقدار میں اس قدر رچا ہوا دیکھا ہے جیسے مسٹر ہینسن رچے ہوئے ہیں۔ ہماری شام کی مجلس میں شامل ہوتے۔ قرآن کریم کا ڈینش ترجمہ ساتھ لاتے اور جہاں کسی آیت کا ذکر آتا ترجمہ نوٹ کرتے۔ مجلس کے بعد نماز مغرب میں شامل ہوتے اور ایسے انکسار اور اخلاص سے نماز پوری کرتے اور ایسے اطمینان اور وقار سے اور اس قدر سنوار کر پڑھتے کہ رشک ہوتا۔ ان کے چار بچے (تین فرزند اور ایک بیٹی) ہیں۔ گھر کا ماحول اسلامی ہے۔ بیوی بالکل سادہ طبیعت کی ہے اور خواتین کے ساتھ نماز میں شامل ہوتیں۔ کھانے کے بعد مسٹر ہینسن نے سلسلے کے متعلق گفتگو شروع کی۔ حضرت مسیح موعود کے دعویٰ اور صداقت اور مرتبے کے قائل اور

مؤید ہیں۔ بیعت میں ابھی تأمل ہے۔ آخر میں فرمایا میری بیوی اگر مجھے بیعت کے لئے کہے تو میں کل صبح ہی بیعت کرلوں۔ خاکسار نے کہا آپ کی بیوی کے آپ پر بہت احسانات ہیں۔ ان کا بہترین بدلہ یہ ہے کہ آپ خود بھی بیعت کریں اور انہیں بھی بیعت کی تحریک کریں۔

26جولائی کو بھی جناب امام صاحب کی ہدایت کے مطابق خطبہ جمعہ خاکسار نے دیا۔ شام کی مجلس میں خاصی حاضری تھی۔ تین چار عرب احباب بھی موجود تھے۔ مسٹر ہینسن بھی آئے تھے۔ مغرب کی نماز کے بعد مسٹر ہینسن سے رخصت ہونے پر انہوں نے فرمایا میں کل صبح فجر کی نماز میں بھی شامل ہوں گا چنانچہ وقت سے پہلے ہی کوئی سوا تین بجے سائیکل پر 8-9 میل کا فاصلہ طے کر کے پہنچ گئے۔ موٹریں تو ان کے پاس ایک چھوڑ دو ہیں لیکن امام صاحب سے کہا یہ وقت ایسا سہانا ہے کہ میں نے لطف اندوز ہونے کے لئے سائیکل سے آنا جانا پسند کیا۔ اب کی بار خاکسار سے رخصت ہو کر گئے لیکن 9 بجے پھر ہمارے رخصت ہونے کے وقت الوداع کہنے کے لئے تشریف لے آئے۔ خاکسار نے تحریک کی کہ سردیوں کے موسم میں ربوہ بھی جائیں۔ کہنے لگے ضرور کوشش کروں گا۔

27کی صبح کو خاکسار کو ایک مقام ہسلیو (Haslev) پر ایک عیسائی مذہبی کانفرنس میں مغرب میں اخلاقی اقدار کے انحطاط، اس کے بواعث اور اس کے علاج پر تقریر کے لئے حاضر ہونا تھا۔ اس کانفرنس میں پانچ صد نمائندگان شامل تھے۔ یہ مقام کوپن ہیگن سے 40 میل جانب جنوب واقع ہے۔ آٹھ دیگر احباب ڈینش اور پاکستانی بشمول جنان عبد السلام میڈسن صاحب کے دو کاروں میں ہمارے ہمراہ گئے۔ گھنٹہ بھر کانفرنس کے صدر، نائب صدر اور سیکرٹری کے ساتھ گفتگو رہی۔ سوا گیارہ بجے کانفرنس کا اجلاس شروع ہوا۔ خاکسار نے حسب توفیق مجوزہ موضوع پر گزارش کی۔ خاکسار کی تقریر قریب ایک گھنٹہ جاری رہی اور بحمد للہ توجہ سے سنی گئی۔ دوپہر کا کھانا ہم سب نے وہیں کھایا۔ کھانے کے بعد ظہر اور عصر جمع کیں۔ جناب امام صاحب اور خاکسار تو وہیں سے جنوبی جانب ہمبرگ کے سفر کے لئے روانہ ہوئے اور ہمارے احباب کوپن ہیگن کو واپس ہوئے۔ امام

صاحب اور خاکسار 8 بجے شام ہمبرگ پہنچے۔ جناب چوہدری عبد اللطیف صاحب اور احباب سے سٹیشن پر ملاقات ہوئی۔ ان کے ہمراہ بیت حاضر ہوئے اور یہیں قیام ہوا۔ آج سہ پہر استقبالیہ دعوت ہے۔ کل صبح ان شاء اللہ خاکسار یہاں سے 8 بجے ریل پر روانہ ہو کر ڈیڑھ بجے بعد دوپہر ہیگ پہنچ جائے گا۔

کوپن ہیگن کا قیام خاکسار کے لئے بفضل اللہ بہت سبق آموز رہا۔ مسجد اللہ تعالیٰ کے فضل سے خوب آباد ہے۔ پانچوں وقت نماز باجماعت کا التزام ہے اگرچہ ان ایام میں فجر کی نماز کے ابتداء کا وقت سوا تین بجے سے لے کر آہستہ آہستہ ساڑھے تین بجے تک رہا لیکن نماز بہت باقاعدگی کے ساتھ باجماعت ادا ہوتی رہی اور یہی معمول تمام وقت جاری ہے۔ مسجد میں دو چار مہمان ہر وقت ٹھہرے ہوتے ہیں۔ جناب امام صاحب اپنے مقررہ کمرے میں کم ہی سو سکتے ہیں۔ جس کمرے میں جگہ مل گئی رات بسر کر لیتے ہیں۔ ان کی آخری پناہ گاہ دفتر کا کمرہ ہوتی ہے۔ وہیں لکڑی کے فرش پر بستر بچھ جاتا ہے۔ کھانے میں سب سے آخر میں شامل ہوتے ہیں اور سب سے اول فارغ ہو جاتے ہیں۔ نہایت معمور الاوقات ہیں لیکن چہرے پر ہر وقت مسکراہٹ اور بشاشت رہتی ہے۔ یہ احباب کی تواضع بلکہ ناز برداری سے نہیں تھکتے اور احباب کے دلوں میں ان کی گہری محبت اور مخلصانہ عظمت رچی ہوئی ہے۔

(الفضل 10/اگست 1968ء صفحہ 3-4)

الغرض یہ ایک عظیم الشان تحریک ہے جو اپنے اثرات سے پہچانی جاسکتی ہے۔ اس کی ضرورت بھی ہے اور خدا کے خلیفہ کی ہدایت بھی ہے اس لئے حتی الامکان اس میں حصہ لے کر برکتیں حاصل کرنی چاہئیں۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 مئی 2022ء)



﴾77﴿

# برکات خلافت

## (حنیف محمود)

"خلافت" خاء کی زیر کے ساتھ پانچ حرفی نہ صرف عربی لفظ ہے بلکہ ایک ایسا بابرکت ادارہ (Institution) ہے۔ جس کا آغاز حضرت آدم علیہ السلام کی صورت میں براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کے لقب سے ہوتا ہے۔ لیکن آج مجھے ایک ایسی خلافت کی برکات وفیوض کا ذکر کرنا ہے۔ جو ایک نبی کی وفات کے بعد شروع ہوتی ہے اور جب تک اللہ تعالیٰ چاہے صفحہ ہستی پر قائم رہ کر اپنی برکات بکھیرتی اور لوگوں کو مستفیض کرواتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے خلافت کی برکات کا ذکر قرآن کریم میں مختلف مقامات بالخصوص سورۃ النور آیت 56۔57 میں فرمایا ہے جو یہ ہیں۔

1۔ ایمان اور اعمال صالحہ بجالانے والوں کے ساتھ خلافت کے قیام کا وعدہ۔ جب تک خلافت قائم رہے گی تب تک خلافت پر ایمان لانے والے لوگ حقیقی معنوں میں مومن اور اعمالِ صالحہ سے مزین رہیں گے۔

2۔ تمکنت دین یعنی دین مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا جائے گا۔

3۔ خلافت سے ہر خوف امن میں تبدیل ہوگا اور جماعت پُرامن رہ کر ترقی کرتی چلی جائے گی۔

4۔ توحید، اللہ تعالیٰ کی وحدانیت قائم رہے گی۔

5۔ نماز کا قیام، زکوٰۃ کی ادائیگی اور کامل اطاعت کے نمونے دکھلانا بھی اس کی برکات میں شامل ہیں۔

آج صفحہ ہستی پر مسلمانوں میں صرف آپ ہاں صرف آپ وہ مبارک وجود ہیں جن میں خلافت قائم ہے۔اور ہمارے خلیفہ وقت کو اب تمام دنیامیں Khalifa of Islam کالقب مل چکا ہے جبکہ باقی مسلمان خلافت کی تلاش میں مارے مارے سرگرداں پھرتے، خلافت کی ضرورت اور اہمیت پر تقاریر کرتے، ریلیاں نکالتے اور سڑکوں پر جلوس نکالتے نظر آتے ہیں۔ ان کا اس امر کا اظہار کہ خلافت ہونی چاہیے اپنی ذات میں خلافت کی برکات اور فیوض کا اعلانیہ اعتراف ہے۔ان نام لیوا مسلمانوں کو کیا معلوم کہ خلافت انعامِ خداوندی ہے جو ان شرائط پر پورا اترنے والے مسلمانوں کو دی جاتی ہے جن کا ذکر اُوپر ہو چکا ہے۔آئیں! اختصار کے ساتھ ان برکات کا احاطہ کرتے ہیں جو اُوپر بیان ہوئی ہیں۔

نمبر1۔ اللہ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں خلافت کامیابی کے ساتھ قائم ودائم ہے۔ جس سے ثابت ہوا کہ جماعت احمدیہ میں کامل ایمان لانے والے اور اعمالِ صالحہ بجالانے والے مبارک وجود موجود ہیں۔ بالخصوص آج کے اس مادہ پرست دور میں اللہ تعالیٰ نے ایسے وفادار احمدی عطا کیے ہیں جو اپنے جان،مال،وقت اور عزت کی قربانی کرنے میں دوسروں سے کم نہیں بلکہ پیش پیش ہیں۔

نمبر2۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو دنیا بھر میں ایسے تمکنت عطا کر رہا ہے کہ دنیا بھر کے بادشاہوں کے محلات میں احمدیت کو اسلام کے نمائندہ کے طور پر مقام ملتا اور اُدب واحترام سے پیش آتے ہیں۔ جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے وہ اس سوچ میں گُم ہیں کہ ہم کس طرح احمدیوں کو اس دنیا سے ختم کریں۔ یہ تو مضبوط سے مضبوط تر ہوتے چلے جارہے ہیں بلکہ یوں کہنا درست ہو گا کہ وہ اب زمینی حدود سے نکل کر آسمانی حدود میں داخل ہو چکے ہیں۔ جن سے اب مقابلہ ممکن نہیں۔

نمبر3۔ جماعت میں ہر آنے والا خوف، خلافت کی برکت سے امن میں تبدیل ہوا۔ کیا کیا پہاڑ نہیں توڑے گئے۔ جانیں لی گئیں۔ جائیدادیں جلائی گئیں۔ اب تو تعلیمات پر

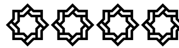
قدغنیں لگانے کے منصوبوں پر دشمن عمل پیرا ہے۔ لیکن خلیفۃ المسیح نے ہر موقع پر پُر امن رہنے کی تعلیم دے کر ہمیں محفوظ کروایا بلکہ یوں کہنا مناسب ہو گا کہ آٹے میں سے بال کی طرح نکال کر ہمیں رکھا اور دشمنوں کی روکیں ہمارے لیے روکیں ثابت نہ ہوئیں بلکہ ایم ٹی اے کے ذریعہ اسلام احمدیت کی حسین تعلیمات کو ہمارے تک پہنچا کر خوف کو امن میں بدل دیا۔

مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مے ان کو ساقی نے پلا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اس مبارک نظام سے اپنے آپ کو اور اپنی نسلوں کو وابستہ رکھیں اور برکات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں۔

رہیں گے خلافت سے وابستہ ہم
جماعت کا قائم ہے اس سے بھرم
نہ ہو گا کبھی اپنا اخلاص کم
بڑھے گا اسی سے ہمارا قدم

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 مئی 2022ء)



﴿78﴾

# اطاعت خلافت کی برکات

## (منزہ ولی سنوری۔ بریمٹن کینیڈا)

نظام خلافت وہ بابرکت آسمانی نظام ہے جس سے مومنین کی فلاح اور کامیابی وابستہ ہے۔ یہ وہ حبل اللہ ہے جس کو مضبوطی سے تھامنا اور اس کی اطاعت کرنا بھی کامیابی کی کلید ہے۔

خلافت کے لغوی معنی نیابت اور جانشینی کے ہیں جو تجدید دین کرے۔ نبیوں کے زمانہ کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے اس کو دور کرنے کے لئے جو ان کی جگہ آتے ہیں انہیں خلیفہ کہا جاتا ہے۔

**وعدہ خلافت**

قرآن کریم میں سورۃ النور آیت 56 میں اللہ تعالیٰ نے مومنین سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ امت محمدیہ میں اعمال صالحہ بجالانے والوں میں خلافت قائم فرمائے گا۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ

(النور:56)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے

ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

اسی طرح سورۃ یونس آیت 15 میں ہے:

ثُمَّ جَعَلۡنٰکُمۡ خَلٰٓئِفَ فِی الۡاَرۡضِ مِنۡۢ بَعۡدِہِمۡ لِنَنۡظُرَ کَیۡفَ تَعۡمَلُوۡنَ

(یونس:15)

پھر ہم نے تمہیں ان کے بعد زمین میں جانشین بنادیا تا کہ ہم دیکھیں کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔

بس ہم دیکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ خلافت کا نظام قائم فرما کر مومنوں کی دینی، تعلیمی، اخلاقی اور روحانی تربیت کا انتظام فرمادیتا ہے۔ خلیفہ وقت کے ذریعہ سے جماعت کی تنظیم کرتا ہے۔ انتشار سے بچاتا اور ایک لڑی میں پرو دیتا ہے۔ الغرض مومنین کو محبت و اخلاص کا وہ درس عظیم ملتا ہے جو خلافت سے وابستگی و اطاعت کے بغیر ناممکن ہے۔ اسی میں کامیابی و کامرانی ہے اور نسلوں کی حفاظت کی ضمانت ہے۔ اور یہ راز اطاعت خلافت میں ہی مضمر ہے ورنہ تاریکی اور گمراہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نور کی شمع کے گرد پروانے کی صورت میں ایک دائرہ میں جمع رکھے اور خلافت کا یہ دائرہ وسیع تر ہوتا جائے۔

## خلفاء کی پیروی کا ارشاد نبوی

اطاعت خلافت کے ضمن میں ہم انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا مطالعہ کرتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا

اِنۡ رَأَیۡتَ یَوۡمَئِذٍ خَلِیۡفَةَ اللّٰہِ فِی الۡاَرۡضِ فَالۡزِمۡہُ وَاِنۡ نُہِكَ جِسۡمُكَ وَأُخِذَ مَالُكَ

ترجمہ:اگر تو اللہ کے خلیفہ کو زمین میں دیکھے گے تو اسے مضبوطی سے پکڑ لینا اگر چہ تیرا جسم نوچ دیا جائے اور تیرا مال چھین لیا جاوے۔

(مسند احمد بن حنبل حدیث نمبر 22916)

اسی طرح جامع ترمذی کی ایک حدیث ہے

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِينَ الْمُهْتَدِيْنَ

(جامع ترمذی کتاب العلم)

ترجمہ:اے مسلمانو!تم پر میری اور میرے خلفاء کی پیروی لازم ہے جن کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہدایت دی جائے گی اور جس کی روشنی میں وہ مومنوں کی راہنمائی کریں گے۔

ان دونوں احادیث سے ہمیں خلافت کی اطاعت کا تاکیدی حکم ملتا ہے۔

**اطاعت خلافت پر ارشادات**

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کامل اطاعت کا نہایت عمدہ بے مثال نمونہ تھے۔جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اطاعت میں دل و جان سے لبیک کہا،جن کے بارہ میں خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ ہیں کہ

”نور دین تو میری اس طرح اطاعت کرتا ہے جس طرح نبض دل کی حرکت کی پیروی کرتی ہے۔“

حضرت مسیح موعود علیہ السلام خلیفہ کی اطاعت اور اس کی اہمیت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں جس سے خلافت کی اطاعت اور برکات کا اندازہ ہوتا ہے

”خلیفہ در حقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے چونکہ کسی انسان کے لیے دائمی بقا نہیں لہذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اعلیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے تاقیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا ہے تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔“

(شہادت القرآن 7،روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 353)

الغرض خلافت کی اطاعت ہی دنیا میں سب سے بڑا اور قیمتی خزانہ ہے اور اس سے چمٹ جانا ہی زندگی اور بقا کی ضمانت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ماننے والوں کو اپنے درخت وجود کی سرسبز شاخیں قرار دے کر دراصل ہمیں یہ نصیحت فرمائی ہے کہ دیکھو! میرے ساتھ اور میرے بعد میرے خلفاء کے ساتھ اگر تم نے پختہ تعلق رکھا اور اطاعت کا حق ادا کیا تو تب ہی تم سرسبز شاخیں کہلا سکو گے یعنی سرسبز و شاداب رہ سکو گے وگرنہ جو تعلق منقطع کرے گا وہ درخت کے زرد پتوں کی طرح انجام دیکھ لے اور عبرت پکڑے۔

خلفاء بھی ہر دور میں اطاعت خلافت کا درس دیتے رہے ہیں۔ اس سلسلے میں ہم حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک پر شوکت ارشاد دیکھتے ہیں۔ فرمایا

”میں یہ وصیت کرتا ہوں کہ تمہارا اعتصام حبل اللہ کے ساتھ ہو...چاہیے کہ تمہاری حالت اپنے امام کے ہاتھ میں ایسی ہو جیسی میت غسال کے ہاتھ میں ہوتی ہے تمہارے تمام ارادے اور خواہشات مردہ ہوں اور تم اپنے آپ کو امام کے ساتھ ایسا وابستہ کرو جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ اور پھر ہر روز دیکھو کہ ظلمت سے نکلتے ہو یا نہیں۔ تیرہ سو سال بعد یہ زمانہ ہمیں ملا ہے اور آئندہ یہ زمانہ قیامت تک نہیں آسکتا بس اس نعمت کا شکر ادا کرو۔ کیوں کہ شکر کرنے پر ازدیاد نعمت ہوتا ہے۔“

(خطبات نور صفحہ 131)

چنانچہ انعام خلافت پر ہم جتنا بھی شکر کریں کم ہے۔ ہمارے وجود کا ذرہ ذرہ بھی اگر سراپا شکر بن جائے تو ہم یہ حق ادا نہیں کرسکتے۔ پس ہمیں چاہیے کہ ہم اس نعمت کی قدر کریں اور اطاعت کے میدان میں بڑھتے چلے جائیں۔

آیت استخلاف میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے جو وعدہ فرمایا کہ وہ ان کے خوف کو امن میں بدل دے گا وہ بھی اعمال صالحہ بجالانے والوں کے لئے یعنی اطاعت گزاروں اور نیک بندوں کے لیے۔ یہ وعدہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفاء راشدین اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ

السلام کے بعد ان کے خلفاء میں دیکھتے چلے آرہے ہیں۔ یہ خوف اجتماعی اور انفرادی رنگ میں دور ہوتا چلا آیا ہے اور قیامت تک ان شاء اللہ پورا ہوگا۔

جماعت میں لاکھوں افراد ہیں جن کا خوف خدا کے فضل سے سے خلیفہ وقت کی دعا سے دور ہوتا ہے۔ ناممکن حالات ممکنات میں بدل جاتے ہیں۔ اس ضمن میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان انتہائی توکل اور یقین پر مبنی ہے:

؎ غیر ممکن کو ممکن میں بدل دیتی ہے
اے میرے فلسفیو زور دعا دیکھو تو

یہ سب کچھ محبت الٰہی اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور پھر خلیفہ سے محبت واطاعت کی بدولت ہے۔ خلافت ثانیہ کے دور میں جب احراری گروپ کی سازشوں نے زور پکڑا اور جماعت پر خطرناک ابتلاء اور خوف کے مقامات آئے، جب انہوں نے قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجانے کا اعلان کیا تو حضور یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے برحق اعلان فرمایا

**”میں احرار کے پاؤں تلے سے زمین نکلتی دیکھ رہا ہوں“**

ساتھ ہی الٰہی منشا کے ذریعہ سے تحریک جدید کا اعلان فرمایا کہ قادیان کی آواز اب زمین کے کناروں تک پہنچے گی۔

الغرض اطاعت اور لبیک کے نتیجہ میں چشم فلک نے دیکھا کہ نہ صرف احرار ناکام ہوئے بلکہ اپنوں اور غیروں میں بھی ذلیل ہوئے اور جماعت کا خوف امن میں تبدیل ہو گیا۔

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے دور میں 1974ء کے واقعات سے کون واقف نہیں۔ خلیفہ وقت کے ہاتھ پر لبیک کہتے ہوئے جاں نثاروں نے جانیں قربان کر دیں لیکن جماعت کے مخالفین نے شجاعت، بہادری اور اطاعت کا عملی نمونہ دیکھا۔ گالیاں سن کر، تکالیف اٹھا کر بھی اپنے حوصلے بلند رکھے اور دشمن کو جواب نہ دیا۔ اطاعت کرتے ہوئے صبر کا بہترین مظاہرہ کیا اور جماعت دور دور تک پھیلتی چلی گئی۔ حتیٰ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ

کے زمانے میں افریقن ممالک میں احمدیت خوب زور شور سے پھیلی اور کافی حد تک ترقی نصیب ہوئی۔

پھر خلافت رابعہ کا دور آیا تو ہم نے ترقی کا ایک نیا چکر دیکھا۔ پاکستان کے حالات اس قدر مخالفت میں چلے گئے کہ حضور کو ملک سے ہجرت کرنا پڑی اور عاشقین خلیفہ نے لندن سے آنے پر خطبات کو اس قدر شوق اور لگن سے عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کے ساتھ نماز سینٹروں، مسجدوں یا گھروں میں اکٹھے ہو کر اپنی پیاس بجھانے میں مصروف عمل رہے جس کی مثال نہیں ملتی۔ وہ قابل دید منظر آج بھی نظروں کے سامنے گھوم جاتا ہے۔ نہ سردی دیکھتے نہ گرمی حضور کے پیغام کو سننے کی لیے بے چین روحیں سڑکوں پر لمبی لمبی قطاروں میں کھڑی رہیں کیوں کہ جب ایم ٹی اے کا آغاز ہوا تو حضور کے دیدار کرنے کی طلب عاشقین خلیفہ میں بھرپور نظر آتی تھی۔ الغرض آپ کے دور میں افریقہ، یورپ، ایشیا اور دنیا کے کونے کونے میں ایم ٹی اے کے ذریعہ جماعت کی آواز پھیلی اور خلافت سے وابستگی کے نظارے دیکھنے کو ملے اور خلافت دن بدن ترقی کرتی چلی گئی۔ اس کے بعد ہم موجودہ حضور کا زمانہ دیکھتے ہیں جن کے ساتھ ہم خلافت کی نئی صدی میں داخل ہوئے ہیں۔ احمدیت کی ترقی اور فتوحات کے اس دور کے بارہ میں حضور خود فرماتے ہیں

”میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کے اللہ تعالیٰ کی تائیدات کے ایسے باب کھلے ہیں اور کھل رہے ہیں کہ ہر آنے والا دن جماعت کی فتوحات کے دن قریب دکھا رہا ہے... ان شاء اللہ کوئی نہیں جو اس دور میں احمدیت کی ترقی کو روک سکے اور نہ ہی آئندہ کبھی رکنے والی ہے خلفاء کا سلسلہ چلتا رہے گا اور احمدیت کا قدم آگے آگے بڑھتا رہے گا ان شاء اللہ۔“

(الفضل انٹرنیشنل 25 جولائی تا 7 اگست 2008 صفحہ 12)

ایک اور جگہ فرمایا

”افراد جماعت خلیفہ سے بہت محبت رکھتے ہیں اور خلیفہ ان سے محبت رکھتا ہے اور وہ سب خدا سے محبت رکھتے ہیں۔ ان شاء اللہ یہ باہمی محبت ہمیشہ رہے گی۔“

(الفضل انٹرنیشنل 11 تا 17 جولائی 2008ء صفحہ 10)

**خلیفہ سے اطاعت و محبت**

خلافت سے وابستگی اور اطاعت تبھی ممکن ہے کہ ہم خلیفہ وقت کی آواز پر لبیک کہیں، ہر حکم کی بر وقت تعمیل کریں، اس کے قدم پر قدم رکھ کر منازل طے کی جائیں۔ اطاعت کا پہلا زینہ یہ ہے کہ خلیفہ کی آواز کو سنیں۔ ہر وقت جستجو میں رہیں کہ ان کے لبوں اور زبان سے کیا نکلتا ہے اور بروقت عمل کے لیے تیار رہیں قرآنی الفاظ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا کے الفاظ ہر وقت ذہن میں رکھیں اور اطاعت میں سبقت لے جانے کی کوشش کریں۔ تحریکات پر عمل کریں، مالی ہوں یا جسمانی یا روحانی ہوں ہر عمل پر بھرپور کوشش کو حرز جان بنالیں۔ تبھی کامیابی ہمارے قدم چومے گی اور جماعت کو ترقیات نصیب ہوں گی۔

اس سلسلے میں خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک اور ارشاد ملاحظہ ہو۔ فرمایا ”یاد رکھیں اگر یہ دعویٰ کیا ہے کہ آپ کو خدا تعالیٰ سے محبت ہے تو پھر نظام جماعت جو نظام خلافت کا حصہ ہے اس کی بھی پوری اطاعت کریں۔“

(الفضل انٹرنیشنل 15 جولائی 2005ء)

**معیار اطاعت**

اطاعت کا اصل معیار یہ ہے کہ اپنی مرضی اور خواہشات کو خلیفہ کی مرضی اور خواہشات کے مطابق ڈھالا جائے۔ اپنی تدبیروں کو ان کے تابع کرنے سے ہی کامیابی میسر آتی ہے۔ اس سلسلہ میں ہم حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمۃ اللہ کا ایک ارشاد دیکھتے ہیں:

”یاد رکھو... ایمان نام ہے اس بات کا کہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ نمائندہ کی زبان سے جو بھی آواز بلند ہو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی جائے۔“

(الفضل 15 دسمبر 1994ء بحوالہ نظام خلافت کی برکات صفحہ 45)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کا ایک ارشاد ہے۔ آپ نے فرمایا:

”بیعت وہ ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے اور خلیفہ کے کسی ایک حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے۔“

(ماہنامہ الفرقان، ربوہ، خلافت نمبر، مئی/جون 1967ء، صفحہ 28)

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

”خلیفہ استاد ہے اور جماعت کا ہر فرد شاگرد جو لفظ بھی خلیفہ کے منہ سے نکلے وہ عمل کے بغیر نہیں چھوڑنا۔“

(روزنامہ الفضل قادیان 2مارچ 1946ء)

پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس پہلو کو کس انداز سے پیش کیا۔ فرمایا

”ہر ایک کے لیے اپنا اطاعت کا معیار ماپنے کا یہ معیار ہے کہ کیا دل میں نور پیدا ہو رہا ہے؟ اطاعت سے روح میں لذت، روشنی آرہی ہے؟ اگر ہر ایک خود اس بات پر غور کرے تو وہ خود ہی اپنے معیار اطاعت کو پرکھ لے گا کہ کتنی ہے۔ کس قدر وہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کر رہا ہے؟“

(خطبہ جمعہ 5 دسمبر 2014ء)

(الفضل انٹرنیشنل 12 جون تا 18 جون 2015ء صفحہ 11)

**افضال**

بیعت کے نتیجہ میں اور خلافت کی اطاعت کے نتیجہ میں حاصل ہونے والے افضال و برکات کا نقشہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب ملاحظہ ہو:

عادت و اخلاق دلکش ہو گئے
جامع حسن و فضائل ہوگئے
نُور عرفاں ہو گیا مجھ کو نصیب
کور دل تھا صاحب دل ہو گیا
طاعت و اخلاص و استغفار سے
قلب مظلم شمع محفل ہو گیا

لَذّتِ طاعات میں رہتا ہوں محو
یار بِن اِک لحظہ مشکل ہوگیا
اب دُعائیں بھی لگیں ہونے قبول
فضلِ رَبیّ جب سے شامل ہو گیا
حُبّ قرآن عشق ختم المرسلینؐ
ہر رگ و ریشے میں داخل ہوگیا
دوستو! کیا کیا بتاؤں نعمتیں
اب تو گننا اُن کا مشکل ہوگیا
ہے ترقی ہر گھڑی انعام میں
خُلدِ دُنیا میں ہی حاصل ہوگیا

(بخارِ دل صفحہ 49-51)

**احمدیت کے درخشاں سپوتوں کی اطاعت خلافت**

آیئے! دیکھیں کہ ہمارے اسلاف نے اطاعت و فدائیت کے کیسے کیسے نمونے قائم کیے اور برکات حاصل کیں۔ اور صحابہ کرام کی طرح رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ یعنی خدا ان سے راضی ہوا اور وہ اپنے مولا سے خوش) کی راہوں پر چلے۔ اس سلسلہ میں مرزا افضل صاحب مربی سلسلہ کینیڈا نے اپنے درس القرآن مورخہ 28 مارچ 2020ء کے دوران اطاعت و فرمانبرداری کے مضمون کو بیان کرتے ہوئے دو خلفاء کی اطاعت کی بڑی پیاری مثالیں پیش کیں۔ فرمایا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کا دور خلافت تھا۔ بنگلہ دیش کے حالات بہت خراب تھے۔ انہوں نے حضرت مرزا طاہر احمدؒ کو وہاں جانے کا حکم دیا۔ اس وقت آپ نے خلیفہ وقت کی اطاعت میں فوراً تعمیل کی اور ایئرپورٹ پہنچے۔ جب وہاں پہنچے تو اعلان ہو رہا تھا کہ جہاز روانگی کے لئے تیار ہے۔ تمام سیٹ مکمل ہو چکی ہیں۔ باقی مسافر واپس چلے جائیں۔ یہ سنتے ہی وہاں کھڑے تمام لوگ چلے گئے لیکن

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ وہاں ہی کھڑے رہے کہ مجھے تو خلیفہ وقت نے جانے کا حکم دیا ہے، یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ میں جانہ سکوں۔ ابھی آپ یہ سوچ ہی رہے تھے اور دعا میں مگن تھے کہ اعلان ہوا کہ صرف ایک مسافر کی سیٹ کی جگہ ہے وہ آجائے۔ چنانچہ آپ فوراً جہاز کی طرف دوڑے اور خدا کا شکر ادا کیا کہ اس نے خلیفہ وقت کی اطاعت کی توفیق بخشی اور آپ بنگلہ دیش پہنچ گئے۔

آج ہم دیکھتے ہیں کہ خدا نے انکو کتنا بڑا رتبہ دیا خود خلافت کے مقام پر کھڑا کر دیا سبحان اللہ۔

اسی طرح حضرت خلیفہ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا اطاعت خلافت کا ایک دلچسپ واقعہ بیان فرمایا۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنی آخری بیماری کے دوران سب کو ملاقات سے منع فرمایا ہوا تھا۔ ان کی بیماری کے سبب مرزا سفیر احمد صاحب نے حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کو پاکستان سے بلا بھیجا۔ جب وہ خلیفہ رابع رحمہ اللہ علیہ سے ملاقات کے لئے گئے تو انہوں نے پوچھا آپ کیسے آئے فرمایا آپ کی تیمارداری کے لیے آیا ہوں فرمایا کہ واپس چلے جائیں۔ آپ اسی وقت خلیفہ وقت کی تعمیل میں اگلی فلائٹ سے واپس چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے مرزا سفیر احمد صاحب سے دریافت کیا کہ ان کو کس نے بلایا تھا میں نے سب کو منع کیا ہوا ہے۔ تو انہوں نے بتایا کہ میں نے ان کو آپ کے لیے بلایا تھا۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے ان کو ہمیشہ اپنی اطاعت میں کامل پایا ہے اور اب بھی وہ میری اطاعت میں فوراً واپس چلے گئے ہیں۔ میں بھی حیران تھا کہ وہ کبھی بھی میری خلاف ورزی نہیں کر سکتے وہ کیسے آ گئے تھے۔

سبحان اللہ! یہاں بھی ہم ایک خلیفہ کی اپنے خلیفہ بننے سے قبل کی اطاعت کا سبق دیکھتے ہیں اور خدا کا انعام آپ کی ذات مبارک پر۔ اطاعت ہو تو ایسی یہی وہ خوش نصیب ہیں جن کو فرشتے بھی رشک کی نگاہوں سے دیکھتے ہوں گے۔

اب حضرت حافظ روشن علی صاحب کی ایک مثال دیکھتے ہیں ابتدائی زمانے میں ان کے پاس کپڑوں کا صرف ایک ہی جوڑا تھا جمعرات کی رات کو دھو لیتے اور جمعے کی صبح پہن لیتے ایک بار ایسا ہوا کہ سردیوں کی شدید سرد رات میں کپڑے دھو کر لٹکائے ہوئے تھے کہ مسیح پاک علیہ السلام کی طرف سے پیغام آیا کہ کسی مقدمہ کی پیروی کے لئے گرداسپور جانا ہے ساتھ جانے کے لیے ابھی آجائیں۔ فدائی روشن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھا وہی گیلے کپڑے پہن لئے اور سردی سے بچاؤ کے لیے لحاف لپیٹ کر ساتھ ہو لیا۔ سبحان اللہ

(ستمبر 2005ء احمدیہ گزٹ کینیڈا)

اطاعت کی ایسی ایمان افروز مثالیں بے شمار ہیں یہ باتیں ہمیں دعوت عمل دیتی ہیں کہ ہم بھی ان سب دعوؤں کو سچ ثابت کر دکھائیں جو ہم ہر بات تجدید بیعت کے دوران دہراتے ہیں ہم میں سے ہر ایک کہتا ہے کہ اے میرے آقا! میں آپ کے ہر حکم پر دل و جان سے آپ کی ہر خواہش پر سو جان سے قربان آپ کے ہر ارشاد پر پابندی کرنا ضروری سمجھوں گا دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا اللہ کرے ہم سب اپنے اس عہد کو پورا کرنے والے ہوں آمین۔

ہماری یہ اولین ذمہ داری ہے کہ ہم اپنی اولادوں کو تلقین کرتے چلے جائیں ان میں بھی یہی روح اور جذبہ پیدا کریں جو ہمارے عمل سے ممکن ہے۔ آج کے بچے کل کے جوان ہیں جماعت کے علمبردار اور نمائندہ ہیں ان کے دلوں میں خلافت سے محبت پیدا کریں جسکا ایک عمدہ نمونہ حضور کی خدمت اقدس میں بار بار دعا کیلئے خطوط وغیرہ لکھنا۔ ایم ٹی اے دیکھنا کلاسوں سے بھرپور فائدہ اٹھانا اور دعاؤں پر بھرپور توجہ دینا ہے اور یہ ہم والدین کی انتہائی ذمہ داری ہے کیونکہ زندہ قوموں کی یہی نشانی ہے کہ ان کی آئندہ نسلیں ان مقاصد کو سربلند رکھنے والی ہوں جن کے لئے ان کے آباء واجداد نے قربانیاں پیش کی ہیں۔ پیارے آقا ہمیں ہر وقت وقت جو ہدایات دیتے ہیں اس پر عمل کریں ضروری ہے کہ ہم خطبات جمعہ بہت باقاعدگی سے سنیں اور دعاؤں پر زور دیں۔

؎ خلافت نے وہ حسن زندگی بخشا ہے دنیا کو
چمکتی ہے جمال پاک سے عالم کی پیشانی

عبدالحمید شوق
(الفضل24 جنوری1962ء)

دعا

محبت کے جذبے وفا کا قرینہ
اخوت کی نعمت ترقی کا زینہ
خلافت سے ہی برکتیں ہیں یہ ساری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری
الٰہی ہمیں تو فراست عطا کر
خلافت سے گہری محبت عطا کر
ہمیں دکھ نہ دے کوئی لغزش ہماری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

(صاحبزادی امتہ القدوس بیگم)

حرفِ آخر

نظام خلافت کی نعمت پر ہم اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر کریں کم ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے اطاعت گزاروں اور صالحین بندوں کے ساتھ اپنے وعدے کے مطابق خلافت کی جو ردا اپنے پیارے بندوں خلفاء نور دین و محمود، ناصر و طاہر اور مسرور کے سروں پر قائم کی ہے جو غریبوں کے سر پر رحمت ہے تو ہمارے دلوں کی غذا ہے۔

امن بخش کر خوف سے جدا کرتی ہے ہمارے دل و جان اور اولاد ان سب پر قربان ہیں اللہ کرے ہمیں خلافت کی یہ سعادت ہمیشہ ملی رہے اور ہم اس سے بھرپور مستفیض ہوتے رہیں۔ خلافت کے دم سے جماعتیں منظم ہیں۔ مجالس کی دوڑیں ہیں۔ نمائش، ریلیاں اور کھیلیں ہیں۔

تنظیموں کی یہ تمام سرگرمیاں خلافت کی بدولت ہیں۔ چمن کی یہ بہاریں اور محبتیں چاہتیں کی خلافت کی ہی رونقیں ہیں خدایا ہمارے دلوں میں کبھی بھی عداوتیں نہ آئیں بلکہ ہم بھرپور اطاعت سے زمین کے کناروں تک اس کو پھیلاتے چلے جائیں تا دین حق کا ڈنکا جابجا بجتا چلا جائے۔ سارے جہان میں تراجم قرآن پھیل جائیں۔ اور قرآنی انوار سے دلوں کو سارے جہانوں میں روشنی ملے ترقی کا یہ راستہ دن بدن پھیلتا پھولتا رہے اور ہم خلافت کے زیر سایہ پروان چڑھتے چلے جائیں اطاعت کی منزلیں طے کرتے ہماری نسلیں شاد و آباد رہیں اور خدا تعالیٰ ہمارے پیارے آقا کو خلافت کے پرچم کو سرسبز اور لہلہاتا ہوا دیکھیں اور ترقیات اور فتوحات نصیب ہوں۔ آمین ثم آمین

؎ روشن خدا نے کی تھی ازل سے جو شمع نور
مسرور میں بھی روشنی آئی یہی تو ہے
اسلام کے عروج کا رستہ یہی تو ہے
نور نبی نے راہ دکھائی یہی تو ہے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 28 مئی 2022ء)



﴾79﴿

# نبوت اور خلافت خدا تعالیٰ کی دو مختلف تجلیات کے مظاہر

(عبید اللہ خان)

ہمارا ایمان ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ قرآن کی آیت استخلاف میں بھی خلیفہ بنانے کی ضمیر خدا کی طرف جاتی ہے۔ یعنی خلیفہ خدا تعالیٰ خود بناتا ہے۔ دوسری طرف نبی بھی خدا خود بناتا ہے گو کہ نبی بھی زمین پر خدا کا خلیفہ ہی ہوتا ہے۔ لیکن ایک نبی براہ راست خدا کی وحی سے مقرر ہوتا ہے۔ اسکی بعثت میں کسی انسان کا دخل نہیں ہوتا۔ لیکن جب نبی کی وفات کے بعد خلافت علی منہاج نبوت کا قیام ہوتا ہے تو اسی نبی کا خلیفہ بہرحال مومنین دنیاوی طریق کے انتخاب کے اسباب کو اختیار کر کے بظاہر خود منتخب کرتے ہیں۔ لیکن وہ خدا کا انتخاب کہلاتا ہے۔ چونکہ یہ انتخاب رعائیت اسباب کے ذریعے ایک دنیاوی طریق کو اپنانے کے نتیجے میں عمل میں آتا ہے اسی وجہ سے دنیادار اور ایمان سے بے بہرہ لوگوں کے دل اس امر کو قبول نہیں کرتے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔

موجودہ دور میں حضرت مسیح موعودؑ جو خدا تعالیٰ کی قدرت اولیٰ کا مظہر تھے، کی وفات کے بعد خدا کی قدرت ثانیہ کے ظہور کے نتیجے جو خلافت حقہ علی منهاج النبوۃ کا قیام عمل میں آیا اس قدرت ثانیہ کے ہر ایک مظہر کو نہ صرف بیرون سے ہی بلکہ جماعت کے اندر سے بھی منافقین اور کمزور ایمان عناصر کی طرف سے اس سوال یا اعتراض کا سامنا کرنا پڑا کہ کیا واقعی خلیفہ خدا بناتا ہے؟ اور اس سوال یا اعتراض کی آڑ میں ہر خلیفہ کی ذات کو، بلا استثناء، اس خلیفہ کے زمانے کے مخالفین اور منافقین کی طرف سے نشانہ بنایا گیا۔ اسکے نتیجے میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ سے لے کر آج تک تمام خلفاء نے اس اعتراض کو سختی سے رد کیا اور نہ صرف یہ واضح کیا کہ ہمارا ایمان ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے بلکہ یہ دعویٰ بھی نہایت تحدی سے کیا کہ اسے خلافت کمیٹی نے نہیں

بلکہ خدا نے خود خلیفہ بنایا ہے۔ بہت سے پیروکار بہت سے غیر حقیقی روحانی درجے غلو سے کام لے کر اپنے مذہبی پیشواؤں کی طرف منسوب کر ہی دیا کرتے ہیں۔ لہٰذا کسی کے مقام کو پرکھنے کا ایک بنیادی معیار کسی پیشوا کا اپنا دعویٰ بھی ہوا کرتا ہے۔ اس لحاظ سے خلافت حقہ کا ہر خلیفہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اسے خدا نے خود خلیفہ بنایا ہے۔

یہاں پر جو عام طور پر سوال یہ اٹھایا جاتا ہے اور اگر نہیں بھی اٹھایا جاتا تو دلوں میں پیدا ضرور ہوتا ہے کہ ایسا کیوں ہے کہ جب نبی کو خدا تعالیٰ نبوت کے مقام پر سرفراز فرماتا ہے تو اسے تو اپنی براہ راست وحی اور الہام سے نبوت کا مقام عطا کرتا ہے جبکہ خلیفہ کے معاملے میں یہ طریق اختیار نہیں کیا جاتا بلکہ مومنین کی جماعت کو ایک رعایت اسباب کی صورت پیدا کر کے ان سے ایسے شخص کا انتخاب کروا دیتا ہے جسے وہ خود اپنا انتخاب قرار دیتا ہے اور پھر اس کے نتیجے میں منتخب ہونے والا خلیفہ بھی خود کو خدا کا ہی انتخاب کہتا ہے۔ مضمون ہٰذا میں اس موضوع پر کچھ عرض کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

## امر اور خلق کے بارے میں خدا تعالیٰ کی دو مختلف تجلیات

اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی تخلیق کے حوالے سے جو مختلف قوانین قدرت بیان فرمائے ہیں ان میں دو طرح کی تجلیات کا بیان فرمایا ہے۔ ایک تجلی خدا تعالیٰ کی اس وقت ظاہر ہوتی ہے جب کسی شے کو عدم سے تخلیق کر کے اسے تخلیق کے کمال تک پہنچایا جائے۔ پھر جب یہ تجلی کے ظہور کے نتیجے میں تخلیق اپنے کمال کو پہنچ جاتی ہے تو اسکے بعد خدا تعالیٰ کی ایک نئی تجلی کا ظہور ہوتا ہے یعنی تخلیق کے بعد اس تخلیق کو ایک نظام کے تحت چلانا۔ قرآن میں یہ اصول ایک سے زیادہ بار اور تکرار سے بیان ہوا ہے۔ اس ضمن میں پہلا بیان درج ذیل آیت میں بیان ہوا ہے۔ جس میں اس اصول کی وضاحت بیان کی گئی ہے۔

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا ۙ وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ؕ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ؕ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۵۵﴾

(الاعراف:55)

یقیناً تمہارا ربّ وہ اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر اس نے عرش پر قرار پکڑا۔ وہ رات سے دن کو ڈھانپ دیتا ہے جبکہ وہ اُسے جلد طلب کر رہا ہوتا ہے اور سورج اور چاند اور ستارے (پیدا کئے) جو اس کے حکم سے مسخر کئے گئے ہیں۔ خبردار! پیدا کرنا بھی اسی کا کام ہے اور حکومت بھی۔ بس ایک وہی اللہ برکت والا ثابت ہوا جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

(ترجمہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

اس آیت کریمہ میں کائنات کے حوالے سے اول اسکی تخلیق کا بیان کیا ہے کہ چھ ادوار میں درجہ بدرجہ ہوئی۔ اسکے بعد جب تخلیق کا مرحلہ مکمل ہو گیا تو استوائے عرش کا مرحلہ آیا۔ یعنی تخلیق شدہ کائنات یا نظام کو اب بعض دوسرے قوانین کے قدرت کے تحت چلانا۔ حتیٰ کہ انسانی پیدائش بھی اس مضمون کی ایک عمدہ مثال کے طور پر پیش کی جاسکتی ہے۔ ایک انسان کو زندہ رہنے کے لئے جن قویٰ اور ماحول کی ضرورت پڑتی ہے پیدائش سے قبل رحم مادر میں وہ اس سے مختلف ماحول میں پرورش پا رہا ہوتا۔ نہ اسکی آنکھ کو روشنی سے غرض ہوتی ہے نہ اسکو سانس لینے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اور نہ ہی خوراک کا نظام اس طرح کام کر رہا ہوتا ہے جیسا کہ اس دنیا میں آنے کے بعد کرتا ہے۔ لیکن جب اسکی تکمیل خلق کا مرحلہ مکمل ہو جاتا ہے تو اسکی ایک نئی پیدائش ہوتی ہے اور اسکے وہ قویٰ جو نشو نما پا رہے تھے مگر استعمال نہیں ہو رہے تھے تکمیل پا کر استعمال ہونے کے لئے اس دنیا میں آتے ہیں۔ جیسے ایک بیج جب زمین میں ہوتا ہے تو اور طریق پر پرورش پاتا ہے لیکن جب وہ پودے کی صورت میں زمین سے باہر آجاتا ہے تو اسکو مختلف قویٰ دیے جاتے ہیں جن سے وہ اب

ایک نئے نظام کے ذریعے نشو نما پاتا ہے۔اب وہی روشنی اور ہوا جس کی بیج کو ضرورت ہی نہیں تھی اب اس پودے کی زندگی کا جزو لازم ٹھہرتی ہے۔

درج بالا آیت کریمہ میں آگے خدا تعالیٰ نے ان دو مراحل میں اپنی مختلف تجلیات کو خلق اور امر کی دو اصطلاحوں میں بھی بیان فرمایا کہ یہ دراصل انہی دو تجلیوں سے متعلق بھی ہیں جن کا پہلے تخلیق کائنات اور بعد ازاں استوائے عرش سے تعلق ہے۔مزید وضاحت کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کا اقتباس پیش خدمت ہے۔

”جب خدائے تعالیٰ کسی چیز کو اس طور سے پیدا کرے کہ پہلے اس چیز کا کچھ بھی وجود نہ ہو تو ایسے پیدا کرنے کا نام اصطلاح قرآنی میں امر ہے اور اگر ایسے طور سے کسی چیز کو پیدا کرے کہ پہلے وہ چیز کسی اور صورت میں اپنا وجود رکھتی ہو تو اس طرز پیدائش کا نام خلق ہے۔خلاصہ کلام یہ کہ بسیط چیز کا عدم محض سے پیدا کرنا عالم امر میں سے ہے اور مرکب چیز کو کسی شکل یا ہیئت خاص سے متشکل کرنا عالم خلق سے ہے۔جیسے اللہ تعالیٰ دوسرے مقام میں قرآن شریف میں فرماتا ہے :اَلَا لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ یعنی بسائط کا عدم محض سے پیدا کرنا اور مرکبات کو ظہور خاص میں لانا دونوں خدا کا فعل ہیں اور بسیط اور مرکب دونوں خدائے تعالیٰ کی پیدائش ہے۔“

(سرمہ چشم آریہ،روحانی خزائن جلد2صفحہ 175-176)

اسی طرح خدا تعالیٰ کی ان دو مختلف تجلیات کے حوالے سے ایک اور جگہ فرماتے ہیں۔

”اس کے متعلق خوب سمجھ لینا چاہئے کہ یہ ایک مجہول الکنہ امر ہے اور خدا تعالیٰ کی تجلیات کی طرف اشارہ ہے وہ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ چاہتی تھی اس لئے اول وہ ہو کر ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَى الْعَرْشِ ہوا۔اگرچہ توریت میں بھی اس طرف اشارہ ہے مگر وہ اچھے الفاظ میں نہیں ہے اور لکھا ہے کہ خدا......ماندہ ہو کر تھک گیا۔اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک انسان کسی کام میں مصروف ہوتا ہے تو اسکے چہرہ اور خدوخال وغیرہ اور دیگر اعضاء کا پورا پتہ نہیں لگتا مگر جب وہ فارغ ہو کر ایک تخت یا چارپائی پر آرام کی حالت میں ہو تو اسکے ہر ایک عضو کو بخوبی دیکھ سکتے ہیں۔اسی طرح استعارہ کے

طور پر خدا کی صفات کے ظہور کو ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ سے بیان کیا گیا ہے کہ آسمان اور زمین کے پیدا کرنے کے بعد صفات الٰہیہ کا ظہور ہوا۔ صفات اسکے ازلی ابدی ہیں مگر جب مخلوق ہو تو خالق کو شناخت کرے اور محتاج ہو تو رازق کو پہچانیں۔ اسی طرح اس کے علم اور قادر مطلق ہونے کا پتہ لگتا ہے :ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ خدا کی اس تجلی کی طرف اشارہ ہے جو خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کے بعد ہوئی۔

(البدر جلد2 نمبر5 مورخہ20 فروری1903ء صفحہ37-38)

اب انہیں دو تجلیوں کے ضمن میں یہ سمجھنا بھی ضروری ہے کہ ان دو تجلیات کا تعلق خدا تعالیٰ کی دو بنیادی صفات یعنی رحمٰن اور رحیم سے بھی ہے۔ کسی شے کو عدم سے وجود میں لانا خدا تعالیٰ کی رحمانیت کے تحت ہے اور پھر اس پیدا شدہ خلق کو برقرار رکھنا صفت رحیمیت کو چاہتا ہے۔ یعنی رحمانیت کے ظہور کے نتیجے میں اگلا مرحلہ رحیمیت اور مالکیت کا آتا ہے۔

**نبوت کا قیام**

خدا تعالیٰ کی یہ تجلیات محض دنیاوی قوانین فطرت میں ہی نظر نہیں آتیں بلکہ انکا اظہار بعینہ روحانی نظام میں بھی اطلاق پاتا ہے۔ ایک نبی کی آمد کے وقت دنیا کی صورتحال ظَھَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کی صورت پیش کرتی نظر آتی ہے۔ روحانیت دنیا سے اٹھ چکی ہوتی ہے۔ مذاہب کے مردہ اجسام ان مذاہب کی حقیقی روح سے عاری ہو چکے ہوتے ہیں۔ ایسے میں روحانیت کو از سر نو دنیا میں قائم کرنا خدا تعالیٰ کی رحمانیت کی صفت اور اسکی الامر کی تجلی یعنی روحانیت کا عدم سے ظہور چاہتا ہے۔ اسی قدرت کے تحت خدا تعالیٰ اس دنیا میں نبی کا مقدس وجود نازل فرماتا ہے۔ جس کے لئے خدا تعالیٰ پہلے سے موجود نظام کی بجائے الامر کی تجلی کے تحت خارق عادت قدرت کے ذریعے دنیا میں ایک نبی برپا کر دیتا ہے اس ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”رسولوں کا مبعوث کرنا اور انبیاء پر کتابوں کا نازل کرنا، یہ سب ہمارے رب ارحم الراحمین کی رحمانیت ہے۔ یہ خالص فضل ہے جو کسی کام کرنے والے کے کام یا گریہ وزاری یا دعا کے نتیجے میں نہیں ہے“

(اعجاز المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 95-92 تفسیر حضرت مسیح موعود جلد اوّل صفحہ 42 تا 44)

### خلافت کا قیام

جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کی تجلی الامر کا ظہور دیگر قوانین قدرت سے مختلف ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کی عدم سے پیدائش والی قدرت کا ظہور ہوتا ہے اس لئے اس میں کسی انسان کا عمل دخل ہونا ممکن ہی نہیں ہے۔ لیکن جب ایک عدم سے پیدا کی گئی تخلیق بدرجہ کمال کو پہنچ جاتی ہے اور اپنی چمکار دکھلانے کو تیار ہو جاتی ہے تو پھر اس تخلیق کو ایک نظام کے تحت اور قوانین قدرت کے تحت چلانا خدا تعالیٰ کی دوسری تجلی کے ظہور کو چاہتا ہے۔ جسے قرآن میں استوائے عرش کے مرحلے سے موسوم کیا گیا ہے۔ جیسا کہ درج بالا اقتباسات سے ظاہر ہے۔ اس ضمن میں جب خدا تعالیٰ روحانی طور پر عدم سے ایک نبی دنیا میں برپا کر دیتا ہے تو نبی کی وفات کے وقت تک اس کی تیار کی ہوئی ایک روحانی جماعت تخلیق کا ابتدائی درجہ کمال حاصل کر چکی ہوتی ہے۔ لہٰذا چونکہ اب عدم نہیں رہا اور روحانیت کی تخم ریزی کے نتیجے میں ایک وجود عدم سے ظہور میں آ چکا ہے تو ایسے وقت میں پھر الامر والی تجلی کی بجائے وہ تجلی ظاہر ہوتی ہے جو ایک نظام کا تسلسل ہوتی ہے۔ جو اسی وجود سے نئے وجود پیدا کرنے کا سلسلہ ہے۔ اور جو جماعت خدا تعالیٰ نبی کے ظہور کے نتیجے میں پیدا کر چکا ہے اب اسی جماعت کا تسلسل اسی جماعت کے ذریعے اپنی دوسری قدرت کا ہاتھ دکھا کر چلاتا ہے اور چونکہ یہ تجلی پہلے سے موجود خلق سے اگلی پیدائش کو چاہتی ہے اس لئے یہ قدرت ثانیہ کا ظہور دنیاوی رعائیت اسباب کو چاہتا ہے۔ اسی مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ الوصیت میں خوب کھول کر بیان فرمایا ہے۔ لہٰذا اس مضمون کو حضور نے کچھ اس طرح بیان فرمایا کہ

"میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔ اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔ اپنی موت کو قریب سمجھو تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ گھڑی آجائے گی۔

اور چاہئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں۔

(حاشیہ) ایسے لوگوں کا انتخاب مومنوں کے اتفاق رائے پر ہوگا۔ پس جس شخص کی نسبت چالیس 40 مومن اتفاق کریں گے کہ وہ اس بات کے لائق ہے کہ میرے نام پر لوگوں سے بیعت لے وہ بیعت لینے کا مجاز ہوگا اور چاہئے کہ وہ اپنے تئیں دوسروں کے لئے نمونہ بناوے۔"

گویا یہ واضح ہے کہ نبوت قدرت اولیٰ جو خدا تعالیٰ کی تجلی الامر کا مظہر ہے جو صفت رحمانیت کو چاہتی ہے وہ اب وجود پا کر قدرت ثانیہ میں تبدیل ہوتی ہے اور تجلی الخلق کا ظہور ہوتا ہے جو صفت رحیمیت کا فیضان ہے۔ رسالہ الوصیت کے پیش کردہ اقتباس میں قدرت ثانیہ کے ذکر میں جیسا کہ حضورؑ نے فرمایا کہ قدرت ثانیہ کا قیام دعاؤں کو چاہتا ہے۔ دوسری طرف حضورؑ نے جہاں رحمانیت اور رحیمیت کے مابین ایک لطیف فرق کو بیان فرمایا وہاں بھی یہ نکتہ بیان فرمایا

"رحمانیت میں فعل کو کوئی عمل دخل نہیں ہوتا مگر رحیمیت میں فعل و عمل کو دخل ہے لیکن کمزوری بھی ساتھ ہی ہے۔"

(تفسیر حضرت مسیح موعود جلد اول صفحہ 123)

"رحمانیت اور رحیمیت میں یہی فرق ہے کہ رحمانیت دعا کو نہیں چاہتی مگر رحیمیت دعا کو چاہتی ہے"

(تفسیر حضرت مسیح موعود جلد اول صفحہ 79)

اب جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے یہ امر بدیہی طور پر ثابت ہے کہ نبوت اور خلافت دراصل خدا تعالیٰ کی دو مختلف تجلیات کے مظاہر ہیں۔ لہٰذا خلافت کا قیام جو خدا تعالیٰ کی ہی قدرت ثانی اور ایک دوسری تجلی کا مظہر ہے اسکا انتخاب دنیاوی رعائیت اسباب سے ہونا دراصل خدا تعالیٰ کا ہی فعل اور قدرت کا مظہر ہے۔

**نبوت امر ربی ہے خلافت استوائے عرش**

اس جگہ ایک لطیف نکتہ بیان کرنے کے لائق ہے۔ یہ سمجھنا ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کے عرش سے کیا مراد ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو عرش کی حقیقت اور اس ضمن میں عرش کو چار ملائکہ کے اٹھانے کی لطیف تفسیر پیش کی ہے اسکے مطابق:

"چار ملائک کا عرش کو اٹھانا یہ بھی ایک استعارہ ہے۔ رب، رحمٰن، رحیم اور مالک یوم الدین یہ صفات الٰہی کے مظہر ہیں۔"

(البدر جلد 2 نمبر 5 مورخہ 20 فروری 1903ء صفحہ 37-38)

اس امر کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کچھ اس طرح بھی بیان فرمایا ہے کہ:

"خدا تعالیٰ کی چار صفتیں ہیں جو اُمّ الصفات ہیں اور ہر ایک صفت ہماری بشریت سے ایک امر مانگتی ہے اور وہ چار صفات یہ ہیں۔ ربوبیت۔ رحمانیت۔ رحیمیت۔ مالکیت یوم الدّین۔ (1) ربوبیت اپنے فیضان کے لئے عدم محض یا مشابہ بالعدم کو چاہتی ہے اور تمام انواع مخلوق کی جاندار ہوں یا غیر جاندار اسی سے پیرایہء وجود پہنتے ہیں۔ (2) رحمانیت اپنے فیضان کے لئے صرف عدم کو چاہتی ہے۔ یعنی اُس عدمِ محض کو جس کے وقت میں وجود کا کوئی اثر اور ظہور نہ ہو اور صرف جانداروں سے تعلق رکھتی ہے اور چیزوں سے نہیں۔ (3) رحیمیت اپنے فیضان کے لئے موجود ذوالعقل کے منہ سے نیستی اور عدم کا اقرار چاہتی ہے اور صرف نوع انسان سے تعلق رکھتی ہے۔ (4) مالکیت یوم الدّین اپنے فیضان کے لئے فقیرانہ تضرّع اور الحاح کو چاہتی ہے اور صرف اُن انسانوں سے تعلق رکھتی ہے جو گداؤں کی طرح حضرت احدیت کے آستانہ پر گرتے ہیں اور فیض پانے کے لئے دامنِ افلاس پھیلاتے ہیں اور سچ مچ اپنے تئیں تہی دست پاکر خدا تعالیٰ کی مالکیت پر

ایمان لاتے ہیں...... یہ چاروں صفتیں لف و نشر مرتب کے طور پر سورہ فاتحہ میں بیان کی گئی ہیں اور کیونکہ صحیفہء فطرت پر نظر ڈال کر ثابت ہوتا ہے کہ اسی ترتیب سے جو سورہ فاتحہ میں ہے یہ چاروں صفات خدا کی فعلی کتاب قانونِ قدرت میں پائی جاتی ہیں۔"

(ایام الصلح روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 242 تا 244)

جیسا کہ مضمون کی ابتداء میں سورہ اعراف کی آیت کی تفسیر فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں تخلیق کے حوالے سے خدا تعالیٰ کی دو تجلیات کا ذکر ہوا ہے اس بارے میں جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ نبوت کے ذریعے روحانیت کے نظام کو دنیا میں عدم سے وجود میں لانا محض ربوبیت اور رحمانیت کی صفت کے تحت ہے اس لئے اس مرحلے پر رحیمیت، مالکیت یوم الدین کا ظہور نہیں ہوتا۔ اس لئے اس مرحلے پر خدا تعالیٰ کی استوائے عرش والی تجلی کا ظہور نہیں ہوتا۔ جبکہ جب ایک نبی اپنی بعثت کے بعد ایک روحانی نظام دنیا میں قائم کر دیتا ہے تو اس مرحلے پر خدا تعالیٰ کی دیگر صفات یعنی رحیمیت اور مالکیت یوم الدین کا ظہور بھی ہو جاتا ہے۔ گویا استوائے عرش کو جن چار صفات کا اظہار چاہئے وہ ظہور تکمیل کو پہنچ جاتا ہے۔ اور خدا کا عرش ایک نئے نظام کی صورت قائم ہو جاتا ہے۔ اور اب ان چاروں صفات کا اظہار ہونا شروع ہو جاتا ہے جو عرش کے استواء کے لئے ضروری ہیں۔

## کیا خلیفہ کا تقرر انسانوں کے ذریعے نہیں ہونا چاہیے؟

اب یہاں ایک اور نکتہ غور کرنے کے لائق ہے کہ جب خدا نے دنیا میں عدم سے ایک روحانی وجود نبی کی صورت میں نازل کر دیا تو اسکا حقیقی مقصد اور علت غائی کیا ہے؟ نبی کی بعثت کا مقصد خدا تعالیٰ کے نہاں در نہاں وجود کو دنیا کو دکھانا اور روحانیت کا قیام یعنی انسانوں کا ان کے خدا سے حقیقی تعلق قائم کرنا ہے۔ یعنی ایک انسان کو نفس امارہ کی گہرائی سے اٹھا کر نفس مطمئنہ کی معراج پر لے جانا۔ گویا خدا اس مومن کے ہاتھ ہو جائے، اسکے پیر ہو جائے، اسکی آنکھ ہو جائے اور اسکے کان ہو جائے۔ ایک زمینی انسان الٰہی رنگ پکڑ لے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ لوہا جب آگ میں پڑتا ہے تو آگ کا رنگ اختیار کر لیتا ہے۔ اس میں وہ سبھی خاصیتیں

پیدا ہو جاتی ہیں جو آگ اپنے اندر رکھتی ہے۔ لیکن نہیں کہہ سکتے کہ وہ اب لوہا نہیں رہا آگ بن گیا ہے۔ گویا ایک انسان جب مذہب کی پیروی کر کے خدا سے تعلق قائم کر لے اور الٰہی رنگ پکڑ لے تو گویا مذہب کا مدعا پورا ہو گیا۔ اور اگر نبی اپنی زندگی میں ایسی جماعت ہی پیدا نہ کر سکے جو الٰہی رنگ پکڑ کر خدا سے جڑ سکے۔ جو خدا کی رضا کو جان کر نبی کے جانشین کو بھی پہچان نہ پائے۔ تو ظاہر ہے کہ نبی کے قیام کا مقصد نعوذ باللہ پورا ہی نہ ہوا۔ گو کہ حضرت مسیح موعودؑ نے لوہے اور آگ کا یہ لطیف استعارہ کئی جگہ بیان فرمایا ہے مگر یہاں اس ضمن میں ایک دلچسپ روایت پیش خدمت ہے۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب روایت کرتے ہیں کہ جن دنوں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آپ کی وفات کے متعلق الہامات ہو رہے تھے اُنہی دنوں کا واقعہ ہے کہ جلسہ سالانہ مسجد اقصیٰ میں منعقد ہوا۔ حضور نے اس جلسہ میں نماز کے بعد متعلق تقریر فرماتے ہوئے سورۃ فاتحہ کی تشریح فرمائی اور عبودیت کے معنی پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ عبد جب صحیح طور پر عبودیت کے رنگ سے رنگین ہوتا ہے تو اُس کی حالت ایسی ہو جاتی ہے جیسے ایک لوہے کا ٹکڑا آگ میں پڑ کر آگ کا انگارہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح صفاتِ الٰہیہ سے عبد متصف ہو جاتا ہے جس طرح کہ وہ لوہا کا ٹکڑا آگ نہیں ہوتا بلکہ اپنی ماہیت میں لوہا ہوتا ہے اور عارضی طور پر آگ کی کیفیت اُس میں سرایت کرتی ہے۔ اسی طرح عبد اپنی حقیقت میں انسان ہوتا ہے لیکن اس میں صفاتِ الٰہیہ کام کر رہی ہوتی ہیں ایسے عبد کا ارادہ اپنا نہیں ہوتا بلکہ الٰہی ارادے کے ساتھ اُس کی تمام حرکات و سکنات وابستہ ہوتی ہیں۔

(روایات حضرت زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ رجسٹر روایات غیر مطبوعہ جلد 14 صفحہ 50)

اب اگر خدا تعالیٰ کو نبی کی وفات کے بعد ایک بار پھر عدم سے نبی کی طرز پر ہی ایک نیا خلیفہ قائم کرنا پڑے تو یہ دراصل خدا کی قدرتِ اولیٰ یعنی نبوت کے قیام پر ایک حملہ تصور ہو گا۔ خدا تعالیٰ کی قدرت اولیٰ اور تجلی الامر پر حملہ ہو گا۔ گویا خدا نے نبی کے ذریعے ایک پودا تو لگا دیا مگر وہ زمین سے باہر نکل کر زندہ نہ رہ سکا اور مرجھا گیا اور یوں کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیۡ والا قانون

بھی سوالیہ نشان بن کر سامنے آجاتا ہے۔ کیونکہ رسولوں کو غلبہ تو عموماً انکی زندگی کے بعد نصیب ہوا کرتا ہے۔ اس مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ الوصیت میں اس طرح بیان فرمایا ہے:

”یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اُس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اِس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور اُن کو غلبہ دیتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِىْ اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اُس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اِسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ اُن کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اُس کی تخم ریزی اُنہیں کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اُس کی پوری تکمیل اُن کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں اُن کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقع دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور اُن کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔“

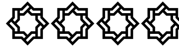
پھر فرماتے ہیں:

”سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سُنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اُس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے۔ بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ مَیں اِس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھائے گا جس کا اُس نے وعدہ فرمایا اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔“

لہٰذا اس ساری بحث سے یہ واضح ہے کہ اس امر کے ماننے کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں ہے کہ خلافت کا انتخاب بہر حال وہی پاک جماعت کرے گی جسے نبی نے اپنی بعثت کے نتیجے میں تیار کیا۔ اور وہ ایسی جماعت تیار ہو گئی جو خدا سے تعلق پکڑ کر اسکا رنگ اختیار کر گئی ہے۔ اور جس نے تقویٰ کا وہ مقام حاصل کر لیا ہے کہ خدا کی رضا اب خدا کی اس جماعت کے ذریعے خدا کی ایک دوسری تجلی کے ظہور کی صورت میں ظاہر ہو رہی ہے۔ نبوت کے بعد روحانی طور پر ایک نئی زمین اور ایک نیا آسمان پیدا ہو گئے ہیں۔ اور اس پیدائش کے بعد اب خدا تعالیٰ کی دوسری تجلی استوائے عرش کو چاہتی ہے جو اس نظام کی بقا کا باعث ہو۔ بالکل ایسے ہی جیسے خدا تعالیٰ نے ابتدا میں ایک

لمبے ارتقا کے نتیجے میں نیستی سے زندگی کو پیدا کیا مگر اب وہ زندگی خدا کی ہی دوسری تجلی کے تحت ایک نظامِ حیات کے ذریعے آگے سے آگے زندگی کو چلانے کا سبب بن رہی ہے اور نادان نہیں سمجھ سکتا کہ اس زندگی کے پیدا کرنے میں بھی خدا تعالیٰ کی ہی قدرت کارفرما ہے اور ایک غیر مومن اپنی محدود نظر سے یہی سمجھتا ہے کہ دنیاوی رعایت اسباب اور قوانین قدرت کے تحت ہی سب چل رہا ہے۔ لیکن خدا کی جماعت جانتی ہے کہ کس طرح خدا تعالیٰ اپنے خلیفہ کو نہ صرف اس جماعت کے ذریعے منتخب کرواتا ہے بلکہ اسکی مسلسل تائید و نصرت کر کے اس انتخاب کو اپنا انتخاب ثابت بھی کرتا ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 28 مئی 2022ء)



﴿80﴾

# خلفائے احمدیت کا کارواں......پیار و محبت کا بحرِ بیکراں

(مبشر احمد ظفر)

نظامِ خلافت کی ان گنت نعمتوں میں سے ایک نہایت ہی پیاری نعمت خلیفۂ وقت کا پیارا وجود ہے۔ جو ساری جماعت کے لئے ہر وقت دعا گو رہتا ہے۔ جو ہر دکھ درد میں ان کا سہارا بنتا ہے اور ہر خوشی میں ان کے ساتھ برابر کا شریک ہوتا ہے۔ خلیفہ کا وجود احبابِ جماعت کے لئے ایک رؤف و رحیم اور شفیق باپ کی طرح ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خلفائے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بارہا فرما چکے ہیں۔

”خلیفہ اور جماعت دراصل ایک ہی چیز کے دو نام ہیں“

اس لئے ہر احمدی یہی سمجھتا ہے کہ حضور پرنور سب سے زیادہ پیار مجھ سے ہی کرتے ہیں۔ خلیفہ ایک پاک اور مطہر وجود ہوتا ہے جو بھی اس سے تعلق جوڑ لیتا ہے وہ تقویٰ کے رنگ میں رنگین ہوتا چلا جاتا ہے۔ آج خلافت کے سائباں کی چھاؤں سے اک جہاں فیضیاب ہو رہا ہے۔ آپ کی صحبت و مجلس میں بیٹھنے سے اور آپ کی زیارت اور درشن کرنے سے انسان کے اندر ایسی غیر معمولی تبدیلی واقع ہوتی ہے جس سے اس کا شمار خدا کے برگزیدہ بندوں میں ہونے لگتا ہے۔ الغرض جسے ایک دفعہ خلیفۂ وقت کے پیار و محبت کا چسکا پڑ جائے وہ کبھی خواب میں بھی جدائی کا نہیں سوچ سکتا۔ اس کا لطیف احساس ایک حسیں یاد اور پیاری دعا کا روپ دھار لیتا ہے

؎ نوروں نہلائے ہوئے قامتِ گلزار کے پاس
اک عجب چھاؤں میں بیٹھے رہے ہم یار کے پاس

یونہی دیدار سے بھرتا رہے کاسۂ دل
یونہی لاتا رہے مولا ہمیں سرکار کے پاس

**کہاں چپڑاسی حاکم دین اور کہاں نورالدین اعظم**

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے زمانے کا واقعہ ہے کہ چوہدری حاکم دین صاحب بورڈنگ کے ملازم تھے ان کی بیوی پہلے بچّہ کی ولادت کے وقت تکلیف میں تھی۔ چوہدری صاحب نے حضرت صاحب سے زچگی کا ذکر کر کے دعا کی درخواست کی۔ حضور فوراً اُٹھے اندر سے جا کر کھجور لائے اور اس پر دعا کر کے دے دی نیز فرمایا اپنی بیوی کو کھلا دیں اور جب بچّہ ہو جائے تو مجھے بھی اطّلاع کر دیں۔

چوہدری حاکم دین صاحب بیان کرتے ہیں کہ کھجور کھلانے کے تھوڑی دیر بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے بچّی کی ولادت ہوئی۔ رات بہت دیر ہو چکی تھی۔ اس لئے حضور کو جگانا مناسب نہ سمجھا۔ نمازِ فجر میں حاضر ہو کر حضور کو ولادت کی اطلاع دی تو اس پر حضرت صاحب نے فرمایا۔

”میاں حاکم دین! بچّی کی ولادت کے بعد تم اور تمہاری بیوی آرام سے سو گئے۔ اگر مجھے بھی اطلاع کر دیتے تو میں بھی سو رہتا۔ میں تو ساری رات جاگتا رہا اور تمہاری بیوی کے لئے دعا کرتا رہا۔“

چوہدری حاکم دین صاحب یہ واقعہ بیان کر کے بے اختیار رو پڑے اور کہنے لگے۔

”کہاں چپڑاسی حاکم دین اور کہاں نور الدین اعظم“

(نظامِ خلافت کی برکات اور ہماری ذمہ داریاں صفحہ 28-29)

جماعتِ احمدیّہ کے دوسرے پیارے امام حضرت مرزابشیر الدین محمود احمد مصلح موعودؓ رضی اللہ عنہ کا اپنی جماعت سے دلی لگاؤ اور تعلق کا اظہار انہی کے اپنے الفاظ میں ملاحظہ ہو۔

تمہارے لئے ایک شخص محبت رکھنے والا ہے مگر اُن کے لئے ایسا کوئی نہیں آپ اپنی پیاری جماعت کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔

”تمہارے لئے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا، تمہاری محبت رکھنے والا، تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا، تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھنے والا، تمہارے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا مگر اُن کے لئے نہیں ہے۔ تمہارا اُسے فکر اور درد ہے۔ وہ تمہارے لئے اپنے مولیٰ کے حضور تڑپتا رہتا ہے۔ لیکن اُن کے لئے ایسا کوئی نہیں۔ کسی کا اگر ایک بیمار ہو تو اُس کو چین نہیں آتا لیکن کیا تم ایسے انسان کی حالت کا اندازہ کرسکتے ہو جس کے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں بیمار ہوں؟“

(انوار العلوم جلد2 صفحہ156)

**لو فاطمہ! یہ آپ کا تکیہ ہے**

حضرت مصلح موعودؓ کی خادمہ محترمہ فاطمہ بیگم صاحبہ بیان کرتی ہیں۔

”ایک دفعہ میں نے غلطی سے رات کے وقت حضور کا تکیہ سرہانے رکھ کر سوگئی۔ بچوں نے حضور کے پاس شکایت کر دی۔ اب میں ڈری کہ نہ معلوم حضور مجھے کیا سزا دیں گے؟ حضور نے اسی وقت اپنے دفتر کو آرڈر دیا کہ آج شام سے پہلے ایک نیا تکیہ پیش کیا جائے۔ شام کو حضور نے مجھے اپنی بیگمات کے سامنے بلایا اور کہا لو فاطمہ یہ آپ کا تکیہ ہے۔ میں حضور کی شفقت اور ہمدردی سے بہت خوش ہوئی اور خُدا کا شکر ادا کیا۔“

(ماہنامہ خالد سیّدنا مصلح موعودؓ نمبر جون، جولائی 2008ء صفحہ 252)

جماعت کے تیسرے پیارے امام حضرت صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی قلبی کیفیّات اور دلگداز دعاؤں کا تذکرہ بھی ہدیۂ قارئین ہے۔

**اے خُدا! جو مجھے خط نہیں لکھ سکے اُن کی مرادیں بھی پوری کر دے**

آپ فرماتے ہیں:

”آپ میں سے ہر ایک کے لئے اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اتنا پیار پیدا کیا ہے کہ آپ لوگ اُس کا اندازہ بھی نہیں کرسکتے۔ بعض دفعہ میں جماعت کے افراد کے لئے یُوں دعا کرتا ہوں۔ اے خُدا! جو مجھے خط لکھنا چاہتے تھے لیکن سستی کی وجہ سے نہیں لکھ سکے اُن کی مرادیں پوری

کر دے۔ اے خُدا! جنہوں نے مجھے خط نہیں لکھا اور نہ اُنہیں خط لکھنے کا خیال آیا اگر اُنہیں کوئی تکلیف یا کوئی ضرورت ہے تو اُن کی تکلیف کو بھی دور کر دے اور حاجتیں بھی پوری کر دے۔"

(نظامِ خلافت کی برکات اور ہماری ذمّہ داریاں صفحہ 28)

## ایسی محبت تو میں نے جسمانی باپوں میں بھی نہیں دیکھی

محترم ثاقب زیروی صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے دورِ خلافت کا دلگداز واقعہ تحریر کرتے ہیں۔

مجلس تحفظ ختمِ نبوّت سرگودھا نے رسالہ لاہور کے پرنٹر میاں محمد شفیع صاحب عرف م ش اور میرے خلاف ہتکِ عزّت کا مقدمہ دائر کر رکھا تھا۔ ہم پیشی کے دن سے پہلے کی رات کا کھانا حضرت صاحب کے ساتھ ربوہ میں کھایا۔ کھانے کے بعد حضور نے فرمایا: "آپ بہت جلد بری ہو جائیں گے۔"

اس پر میاں محمد شفیع صاحب نے مجھے کہا بری تو ہو جائیں گے مگر تین سال بعد۔ کیونکہ میرے خیال میں حضرت صاحب کو ہمارے عدالتی طریقِ کار کا علم نہیں ہے۔ میں نے کہا مجھے لگتا ہے حضور نے ایسا القاء کی بناء پر فرمایا ہے۔

چنانچہ جب ہم سرگودھا کی عدالت میں پہنچے تو سرگودھا بار کے چیئرمین ملک محمد اقبال صاحب نے بار کے سب وکلاء کو مخاطب کر کے کہا:

"کتنی بد قسمتی ہے تحریکِ پاکستان کے دو جیّد کارکنوں کے خلاف جھوٹا مقدمہ سرگودھا کی عدالت میں ہو۔ اگر ایسا ہوا تو ہم عدالت کو مستغیث کی حیثیت و شخصیت کے بارہ میں بھی بتائیں گے۔"

اس بیان پر مستغیث نے مقدمہ واپس لے لیا اور مجسٹریٹ نے ہم دونوں کو باعزّت بری کر دیا۔ جب ہم سہ پہر کو واپس ربوہ پہنچے تو حضور ننگے سر ٹہل رہے تھے۔ دیکھ کر فرمایا لگتا ہے آپ کھانا کھا آئے ہیں۔ میں نے اور بیگم صاحبہ نے ابھی کھانا نہیں کھایا۔ جب حضور کو بتایا کہ ہم باعزت بری ہو گئے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا آپ بیٹھیں میں شکرانے کے نفل پڑھ کر آتا ہوں۔

تب میاں محمد شفیع صاحب دھاڑیں مار کر رونے لگے پوچھنے پر بولے۔

’’مجھ پر تو آج یہ راز کھلا ہے کہ تم لوگ اپنے امام کے اس قدر فدائی کیوں ہو؟ وہ تو تم سے بھی زیادہ بیقرار ہے۔ ایسی محبت تو میں نے جسمانی باپوں میں بھی نہیں دیکھی۔‘‘

(ماخوذ از تجربات جو ہیں امانت حیات کی صفحہ 222-223)

## خلیفہ تو جماعت کے افراد سے اُن سے بھی زیادہ محبت رکھتا ہے

مکرم عطاء المجیب راشد صاحب امام بیت الفضل لندن اپنی ایک تقریر میں خلافتِ رابعہ کے دور کا ایک دلنشین واقعہ بیان کرتے ہیں

کینیڈا کے ایک پروفیسر ڈاکٹر (Gualtier) صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سے پہلی بار ملنے آئے تو ملاقات کے بعد انہوں نے اپنے تاثرات کا اظہار یُوں کیا۔

’’احبابِ جماعت کی اپنے خلیفہ سے محبت اپنی جگہ لیکن میں اس یقین کے ساتھ واپس لوٹا ہوں کہ جماعت کا خلیفہ اپنی جماعت کے افراد سے اُن سے بھی زیادہ محبت رکھتا ہے۔‘‘

کیا سچّی بات اس پروفیسر نے کہی۔ ماں سے زیادہ محبت کرنے والا وجود کسی نے دیکھنا ہو تو خلیفۂ وقت کے وجود میں نظر آتا ہے۔ عالمِ احمدیت سے باہر یہ نعمت آج کسی اور کو نصیب نہیں ہے۔

(نظامِ خلافت کی برکات اور ہماری ذمّہ داریاں صفحہ 26-27)

## چلو! آج میں آپ سے تبرک لے لیتا ہوں

حضورؒ کے پیار کرنے کے انداز بھی انوکھے اور منفرد ہوتے ہیں۔ خود راقم الحروف نے ایم ٹی اے پہ اردو کلاس میں یہ روح پرور نظارہ دیکھا۔ اردو کلاس کے اختتام پر بچے آئس کریم کھا رہے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بچوں کے درمیان سے گزرتے ہوئے ایک بچی کی آئس کریم کے کپ سے ایک چمچ لیتے ہوئے پیار سے فرمایا ’’چلو آج میں آپ سے تبرک لے لیتا ہوں۔‘‘

اِس پر اُس بچی کے چہرہ پر جو خوشی کے تاثرات تھے وہ صرف دیکھنے سے تعلق رکھتے تھے۔ قلم کو بیاں کا یارا نہیں ہے۔

### میں پوری چیز لینے کا عادی ہوں

پیارے حضور کے پیار میں ایسی زبردست مقناطیسی کشش ہوتی ہے جو ناممکن کو نہ صرف ممکن میں بدل دیتی ہے بلکہ عملی جامہ پہنا کر حیرت میں ڈال دیتی ہے۔ ایک غیر از جماعت عرب خاندان حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سے ملاقات کے لئے آیا۔ دورانِ ملاقات حضور نے اُن کے ایک بچہ کو پیار اس انداز سے کیا کہ اس عرب خاندان نے کہا حضور ہم یہ بچہ آپ کی نذر کرتے ہیں۔ جواباً حضور نے ازراہِ تفنن فرمایا ''میں تو پوری چیز لینے کا عادی ہوں''

اللہ تعالیٰ نے حضرت صاحب کے اس فقرہ کو یُوں شرفِ قبولیت عطا کیا کہ اگلے روز وہ عرب خاندان آیا اور جماعت میں شمولیت کا اعلان کر دیا

پھر اُسے سایہ دیوار نے اُٹھنے نہ دیا
آ کے اک بار جو بیٹھا تیری دیوار کے پاس
تجھ میں کچھ ایسی کشش ہے کہ بقول غالب
گُل خودبخود پہنچے ہے گوشہ دستار کے پاس

آج اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ذات کی صورت میں ایسا مہربان آقا عطا فرمایا ہے جو ہم میں سے ہر ایک کو اس محبت سے گلے لگاتا ہے کہ ہر غم بھول جاتا ہے اور دل کی پاتال تک خوشی و مسرت کا بسیرا ہو جاتا ہے۔

### یہ محبت تو نصیبوں سے ملا کرتی ہے

مکرم شیخ مظہر احمد صاحب ایڈووکیٹ آف اوکاڑہ اپنا چشم دید واقعہ یوں بیان کرتے ہیں

جلسہ سالانہ یوکے اسلام آباد ٹلفورڈ کے موقع پر میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے روضۂ مبارک پر دعا کے لئے تشریف لائے تو واپسی پر ایک معصوم بچہ حضور انور کی طرف بڑھا اور حضور پرنور سے پیار لینے کے ساتھ ہی چاکلیٹ کی فرمائش کر دی۔ حضرت صاحب وہاں کھڑے ہو گئے اور ایک خادم کو اپنی

رہائش گاہ پہ بھیجا اور بتایا کہ میری فلاں میز کی فلاں دراز میں چاکلیٹس پڑی ہیں وہ لے آؤ۔ جب وہ خادم چاکلیٹس لے آیا تو حضور انور نے بچہ کو چاکلیٹ دی اور پھر پیار کرکے وہاں سے روانہ ہوئے۔ گو حضرت صاحب کو وہاں کئی منٹ ٹھہرنا پڑا تاہم بچہ کی دلجوئی اور پزیرائی کے بعد ہی وہاں سے آگے بڑھے۔ تب سب ناظرین اس بچہ کو رشک بھری نگاہوں سے دیکھنے لگے۔

؎ یہ محبت تو نصیبوں سے ملا کرتی ہے
چل کے خود آئے مسیحا کسی بیمار کے پاس

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 28 مئی 2022ء)



﴿81﴾

# خلفاء کا مقام و مرتبہ

## (حضرت مسیح موعود کی تحریرات کی روشنی میں)

(ابو عطیہ۔ کیلگری، کینیڈا)

خدا تعالیٰ کے انبیاء زمین پر خدا کی ہستی کا منہ بولتا ثبوت ہیں جن کے ذریعہ لوگوں کو خدا کا حقیقی عرفان اور ایمان کی دولت نصیب ہوتی ہے۔ وہ زمین پر خدا کی طاقتوں اور قدرتوں کے مظہر ہوتے ہیں اور اُنکے بعد خلفاء زمین پر یہی برکات پھیلانے کا موجب بنتے ہیں۔ چنانچہ اُنکے ذریعہ خدا تعالیٰ کی قدرتوں اور نصرتوں کے اظہار کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اِسی سنت کے تحت حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے بھی اپنے بعد آنے والے خلفاء کو خدا تعالیٰ کی دوسری قدرت کا مظہر قرار دیا ہے۔ جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں۔

”تمہارے لیے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لیے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لیے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔“

(الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305)

قرآن کریم اور احادیث میں خدا تعالیٰ کے اولیاء اور مقربین کی بیشمار علامات بیان کی گئی ہیں۔ انبیاء اور خلفاء چونکہ اپنے زمانہ کے تمام صالحین اور متقین کے بھی امام ہوتے ہیں لہٰذا یہ تمام علامات بدرجہ اتم اِن میں بھی پائی جاتی ہیں۔ مثلاً سورۃ المومنون کی ابتدائی آیات میں کامل مومنین کی جن علامات کا ذکر ہے اُن کا کامل ظہور انہیں انبیاء اور خلفاء کی ذات میں بدرجہ اولیٰ ہوتا ہے۔

یہاں انسان کی جسمانی اور روحانی پیدائش کے مراحل کے تذکرہ کے بعد آخری مرحلہ کو اللہ تعالیٰ نے خلقِ آخر (دوسری پیدائش) کے نام سے موسوم کیا ہے۔ کسی عام انسان کے کامل مومن ہونے اور روحانی ترقیات کے اِن تمام مراحل طے کر لینے کی گواہی کوئی دوسرا نہیں دے سکتا، کیونکہ دِلوں کا حال اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے اور بموجب آیتِ قرآنی

فَلَا تُزَکُّوۡۤا اَنۡفُسَکُمۡ ؕ ہُوَ اَعۡلَمُ بِمَنِ اتَّقٰی

(النجم:33)

پس اپنے آپ کو (یونہی) پاک نہ ٹھہرایا کرو۔ وہی ہے جو سب سے زیادہ جانتا ہے کہ متقی کون ہے۔

کسی انسان کو یہ حق بھی نہیں دیا گیا کہ وہ دوسرے کے ایمان و اتقاء کا اندازہ لگاتا پھرے۔ تاہم اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء اور اُنکے خلفاء کا خود انتخاب کر کے اُنکے اوّل المومنین اور امام المتقین ہونے کا خود اعلان فرما دیتا ہے۔ چنانچہ وہ روحانی ترقیات کے تمام زینے طے کرتے ہوئے اُس مقامِ روحانی کو پالیتے ہیں جسے خلقِ آخر (دوسری پیدائش) کے ساتھ موسوم کیا گیا۔ اس پیدائشِ ثانی کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعودؑ بیان فرماتے ہیں۔

”یہ نئی پیدائش اُس وقت ہوتی ہے جب پہلے روحانی قالب تمام تیار ہو چکتا ہے۔ اور پھر وہ روح جو محبتِ ذاتیہ الٰہیہ کا ایک شعلہ ہے ایسے مومن کے دل پر آپڑتا ہے اور یک دفعہ طاقتِ بالا نشیمن بشریت سے بلند تر اُس کو لے جاتی ہے۔ اور یہ مرتبہ وہ ہے جس کو روحانی طور پر خَلقِ آخر کہتے ہیں۔ اس مرتبہ پر خدا تعالیٰ اپنی ذاتی محبت کا ایک افروختہ شعلہ جس کو دوسرے لفظوں میں روح کہتے ہیں مومن کے دل پر نازل کرتا ہے اور اس سے تمام تاریکیوں اور آلائشوں اور کمزوریوں کو دور کر دیتا ہے۔ اور اس روح کے پھونکنے کے ساتھ ہی وہ حسن جو ادنیٰ مرتبہ پر تھا کمال کو پہنچ جاتا ہے اور ایک روحانی آب و تاب پیدا ہو جاتی ہے اور گندی زندگی کی کبودگی بکلّی دور ہو جاتی ہے اور مومن اپنے اندر محسوس کر لیتا ہے کہ ایک نئی روح اُس کے اندر داخل ہو گئی ہے جو پہلے نہیں تھی۔ اُس

روح کے ملنے سے ایک عجیب سکینت اور اطمینان مومن کو حاصل ہو جاتی ہے اور محبتِ ذاتیہ ایک فوّارہ کی طرح جوش مارتی اور عبودیت کے پودہ کی آبپاشی کرتی ہے اور وہ آگ جو پہلے ایک معمولی گرمی کی حد تک تھی اس درجہ پر وہ تمام وکمال افروختہ ہو جاتی ہے اور انسانی وجود کے تمام خس وخاشاک کو جلا کر الوہیت کا قبضہ اس پر کر دیتی ہے۔ اور وہ آگ تمام اعضاء پر احاطہ کر لیتی ہے۔ تب اُس لوہے کی مانند جو نہایت درجہ آگ میں تپایا جائے یہاں تک کہ سرخ ہو جائے اور آگ کے رنگ پر ہو جائے۔ اس مومن سے الوہیت کے آثار اور افعال ظاہر ہوتے ہیں۔ جیسا کہ لوہا بھی اس درجہ پر آگ کے آثار اور افعال ظاہر کرتا ہے مگر یہ نہیں کہ وہ مومن خدا ہو گیا ہے بلکہ محبتِ الٰہیہ کا کچھ ایسا ہی خاصہ ہے جو اپنے رنگ میں ظاہر وجود کو لے آتی ہے اور باطن میں عبودیت اور اس کا ضعف موجود ہوتا ہے۔ اس درجہ پر مومن کی روٹی خدا ہوتا ہے جس کے کھانے پر اس کی زندگی موقوف ہے اور مومن کا پانی بھی خدا ہوتا ہے جس کے پینے سے وہ موت سے بچ جاتا ہے۔ اور اس کی ٹھنڈی ہوا بھی خدا ہی ہوتا ہے جس سے اس کے دل کو راحت پہنچتی ہے۔ اور اس مقام پر استعارہ کے رنگ میں یہ کہنا بے جانہ ہو گا کہ خدا اس مرتبہ کے مومن کے اندر داخل ہوتا اور اس کے رگ وریشہ میں سرایت کرتا اور اس کے دل کو اپنا تخت گاہ بنالیتا ہے۔ تب وہ اپنی روح سے نہیں بلکہ خدا کی روح سے دیکھتا اور خدا کی روح سے سنتا اور خدا کی روح سے بولتا اور خدا کی روح سے چلتا اور خدا کی روح سے دشمنوں پر حملہ کرتا ہے کیونکہ وہ اس مرتبہ پر نیستی اور استہلاک کے مقام میں ہوتا ہے اور خدا کی روح اس پر اپنی محبتِ ذاتیہ کے ساتھ تجلّی فرما کر حیاتِ ثانی اس کو بخشتی ہے۔ پس اس وقت روحانی طور پر اس پر یہ آیت صادق آتی ہے۔

ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ

(ترجمہ: پھر ہم نے اسے ایک نئی خِلقت کی صورت میں پروان چڑھایا۔ پس ایک وہی اللہ برکت والا ثابت ہوا جو سب تخلیق کرنے والوں سے بہتر ہے۔")

(ضمیمہ براہینِ احمدیہ حصّہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 215-216)

پھر اِس نئی پیدائش کے نتیجہ میں انبیاء اور خلفاء کے وجودوں کو جو ایک نیا روحانی حُسن عطا کیا جاتا ہے اِس کا نقشہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ اِس دلنشیں انداز میں کھینچتے ہیں۔

’’یہ وہ حُسن ہے جو اپنی قوی کششوں کے ساتھ حُسنِ بشرہ سے بہت بڑھ کر ہے۔ کیونکہ حُسنِ بشرہ صرف ایک یا دو شخص کے فانی عشق کا موجب ہو گا جو جلد زوال پذیر ہو جائے گا اور اس کی کشش نہایت کمزور ہو گی۔ لیکن وہ روحانی حُسن جس کو حُسنِ معاملہ سے موسوم کیا گیا ہے وہ اپنی کششوں میں ایسا سخت اور زبردست ہے کہ ایک دنیا کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور زمین و آسمان کا ذرّہ ذرّہ اس کی طرف کھنچا جاتا ہے اور قبولیت دُعا کی بھی درحقیقت فلاسفی یہی ہے کہ جب ایسا رُوحانی حُسن والا انسان جس میں محبتِ الٰہیہ کی رُوح داخل ہو جاتی ہے جب کسی غیر ممکن اور نہایت مشکل امر کے لئے دُعا کرتا ہے اور اُس دُعا پر پورا پورا زور دیتا ہے تو چونکہ وہ اپنی ذات میں حُسنِ رُوحانی رکھتا ہے اس لئے خدا تعالیٰ کے امر اور اذن سے اس عالم کا ذرّہ ذرّہ اس کی طرف کھینچا جاتا ہے۔ پس ایسے اسباب جمع ہو جاتے ہیں جو اس کی کامیابی کے لئے کافی ہوں۔ تجربہ اور خدا تعالیٰ کی پاک کتاب سے ثابت ہے کہ دنیا کے ہر ایک ذرّہ کو طبعاً ایسے شخص کے ساتھ ایک عشق ہوتا ہے اور اُس کی دُعائیں اُن تمام ذرّات کو ایسا اپنی طرف کھینچتی ہیں جیسا کہ آہن رُبا لوہے کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ پس غیر معمولی باتیں جن کا ذکر کسی علمِ طبعی اور فلسفہ میں نہیں اس کشش کے باعث ظاہر ہو جاتی ہیں۔ اور وہ کشش طبعی ہوتی ہے۔ جب سے کہ صانعِ مطلق نے عالمِ اجسام کو ذرّات سے ترکیب دی ہے ہر ایک ذرّے میں وہ کشش رکھی ہے اور ہر ایک ذرّہ رُوحانی حُسن کا عاشق صادق ہے اور ایسا ہی ہر ایک سعید رُوح بھی۔ کیونکہ وہ حُسن تجلّی گاہِ حق ہے۔ وہی حُسن تھا جس کے لئے فرمایا گیا

اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ

(البقرہ:35)

(ترجمہ: آدم کی خاطر سجدہ کرو تو وہ سب سجدہ ریز ہو گئے سوائے ابلیس کے۔) اور اب بھی بہتیرے ابلیس ہیں جو اِس حُسن کو شناخت نہیں کرتے مگر وہ حسن بڑے بڑے کام دکھلا تا رہا ہے۔

نوح میں وہی حُسن تھا جس کی پاس خاطر حضرت عزت جلّ شانہٗ کو منظور ہوئی اور تمام منکروں کو پانی کے عذاب سے ہلاک کیا گیا۔ پھر اس کے بعد موسیٰ بھی وہی حُسن رُوحانی لے کر آیا جس نے چند روز تکلیفیں اٹھا کر آخر فرعون کا بیڑا غرق کیا۔ پھر سب کے بعد سیّد الانبیاء و خیر الوریٰ مولانا و سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عظیم الشان روحانی حُسن لے کر آئے جس کی تعریف میں یہی آیت کریمہ کافی ہے۔

دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى

(النجم 9تا10)

یعنی وہ نبی جنابِ الٰہی سے بہت نزدیک چلا گیا۔ اور پھر مخلوق کی طرف جُھکا اور اس طرح پر دونوں حقوں کو جو حق اللہ اور حق العباد ہے ادا کر دیا۔ اور دونوں قسم کا حُسن رُوحانی ظاہر کیا۔ اور دونوں قوسوں میں وتر کی طرح ہو گیا۔“

(ضمیمہ براہینِ احمدیہ حصّہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 219-221)

ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد ﷺ کی ذات میں نہ صرف اِس حسن کی کامل تجلّی ہوئی بلکہ آپ کے بعثت کے بعد یہ نور صرف اور صرف آپ کی اُمت کے ساتھ مخصوص کر دیا گیا۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد خلفاءراشدین اِس نور کی تجلّی گاہ بنے اور پھر مجددین کے سلسلہ کے ذریعہ وقتاً فوقتاً یہ نورِ اُمت کیلئے تاریکی میں روشنی کے مینار کا کام کرتا رہا۔ بالآخر اسلام کی چودھویں صدی میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ذریعہ بدرِ کامل کی مانند اِس نور کی ضیاپاشی سے سارا عالم منور ہو گیا۔

؎مَیں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
مَیں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

تاہم آپ نے بار بار یہ امر بھی کھول کھول کر بیان کیا کہ اِس نور کا حقیقی سرچشمہ آنحضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ذات ہے جسے اللہ تعالیٰ نے سارے زمانوں کیلئے سِراجاً مُنیراً بنا کر بھیجا ہے۔ چنانچہ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں۔

؎وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا
نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مِرا یہی ہے
؎اُس نُور پر فدا ہوں اُس کا ہی مَیں ہوا ہوں
وہ ہے مَیں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

پھر حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد آپ کی بشارتوں کے مطابق خلافت کے مبارک سلسلہ کے ذریعہ انسانیت کو ایک بار پھر ضلالت اور گمراہی کے اندھیروں سے بچنے کیلئے اِس نور کا سہارا مل گیا۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے جہاں اِس روحانی نور کو پانے کیلئے سلوک کی باریک راہوں کا نہایت لطیف پیرایہ میں تذکرہ فرمایا وہاں اِس مقام کو پالینے والوں کی علامات کی بھی تفصیل بیان فرمائی۔ چنانچہ خلفاء کے وجود میں اِن علامات کا پایا جانا نہ صرف اُن کے اعلیٰ روحانی مقام پر فائز ہونے کی گواہی دیتا ہے بلکہ اِس امر کی دلالت بھی کرتا ہے کہ وہ واقعتاً خدا کے بنائے ہوئے خلیفہ ہیں۔ ورنہ انسان کسی خاص کام کیلئے دوسرے انسان کا انتخاب تو کر سکتا ہے مگر اُس میں وہ صفات تو پیدا نہیں کر سکتا جن کے ذریعہ وہ اپنے فرائض کو بخوبی سرانجام دے سکے۔

چنانچہ اِن کامل مؤمنین اور آئمۃ المتقین کے مزید اوصاف کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

”جیسا کہ خدائے کریم بے نیاز ہے اس نے اپنے برگزیدوں میں بھی بے نیازی کی صفت رکھ دی ہے۔ سو وہ خدا کی طرح سخت بے نیاز ہوتے ہیں اور جب تک کوئی پوری خاکساری اور اخلاص کے ساتھ اُن کے رحم کے لئے ایک تحریک پیدا نہ کرے وہ قوت اُن کی جوش نہیں مارتی اور عجیب تر یہ کہ وہ لوگ تمام دنیا سے زیادہ تر رحم کی قوت اپنے اندر رکھتے ہیں۔ مگر اُس کی تحریک اُن کے اختیار میں نہیں ہوتی گو وہ بارہا چاہتے بھی ہیں کہ وہ قوت ظہور میں آوے مگر بجز ارادہ الٰہیہ کے ظاہر نہیں ہوتی۔ بالخصوص وہ منکروں اور منافقوں اور سُست اعتقاد لوگوں کی کچھ بھی پروا نہیں رکھتے اور ایک مرے ہوئے کیڑے کی طرح اُن کو سمجھتے ہیں اور وہ بے نیازی ان کی ایک ایسی شان رکھتی ہے جیسا کہ ایک معشوق نہایت خوبصورت برقع میں اپنا چہرہ چھپائے رکھے۔ اور اِسی بے نیازی کا ایک شعبہ یہ ہے کہ جب کوئی شریر انسان اُن پر بدظنی کرے تو بسا اوقات بے نیازی کے جوش سے اُس بدظنی کو اور بھی بڑھا دیتے ہیں۔ کیونکہ تخلّق باخلاق اللہ رکھتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا

(البقرہ:11)

ترجمہ: ان کے دلوں میں بیماری ہے۔ پس اللہ نے ان کو بیماری میں بڑھا دیا۔

جب خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ کوئی معجزہ اُن سے ظاہر ہو تو اُن کے دلوں میں ایک جوش پیدا کر دیتا ہے اور ایک امر کے حصول کے لئے سخت کرب اور قلق اُن کے دلوں میں پیدا ہو جاتا ہے تب وہ بے نیازی کا برقع اپنے مُنہ پر سے اُتار لیتے ہیں اور وہ حُسن اُن کا جو بجز خدا تعالیٰ کے کوئی نہیں دیکھتا وہ آسمان کے فرشتوں پر اور ذرّہ ذرّہ پر نمودار ہو جاتا ہے۔ اور اُن کا مُنہ پر سے برقع اٹھانا یہ ہے کہ وہ اپنے کامل صدق اور صفا کے ساتھ اور اِس رُوحانی حُسن کے ساتھ جس کی وجہ سے وہ خدا کے محبوب ہو گئے ہیں اس خدا کی طرف ایک ایسا خارق عادت رجوع کرتے ہیں اور ایک ایسے اقبال علی اللہ کی اُن میں حالت پیدا ہو جاتی ہے جو خدا تعالیٰ کی فوق العادت رحمت کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور ساتھ ہی ذرّہ ذرّہ اس عالم کا کھنچا چلا آتا ہے۔ اور اُن کی عاشقانہ حرارت کی گرمی آسمان پر جمع ہوتی اور

بادلوں کی طرح فرشتوں کو بھی اپنا چہرہ دکھا دیتی ہے اور اُن کی دردیں جو رعد کی خاصیت اپنے اندر رکھتی ہیں ایک سخت شور ملاءِ اعلیٰ میں ڈال دیتی ہیں تب خدا تعالیٰ کی قدرت سے وہ بادل پیدا ہو جاتے ہیں جن سے رحمتِ الٰہی کا وہ مینہ برستا ہے جس کی وہ خواہش کرتے ہیں۔ اُن کی روحانیت جب اپنے پورے سوز و گداز کے ساتھ کسی عقدہ کشائی کے لئے توجہ کرتی ہے تو وہ خدا تعالیٰ کی توجہ کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ کیونکہ وہ لوگ بباعث اس کے جو خدا سے ذاتی محبت رکھتے ہیں محبوبانِ الٰہی میں داخل ہوتے ہیں۔ تب ہر ایک چیز جو خدا تعالیٰ کے زیرِ حکم ہے۔ اُن کی مدد کے لئے جوش مارتی ہے اور رحمتِ الٰہی محض اُن کی مراد پوری کرنے کے لئے ایک خلق جدید کے لئے تیار ہو جاتی ہے۔ اور وہ امور ظاہر ہوتے ہیں جو اہل دنیا کی نظر میں غیر ممکن معلوم ہوتے ہیں اور جن سے سفلی علوم محض نا آشنا ہیں۔ ایسے لوگوں کو خدا تو نہیں کہہ سکتے مگر قرب اور علاقہ محبت اُن کا کچھ ایسا صدق اور صفا کے ساتھ خدا تعالیٰ کے ساتھ ہوتا ہے گویا خدا اُن میں اُتر آتا ہے۔ اور آدم کی طرح خدائی رُوح اُن میں پُھونکی جاتی ہے مگر یہ نہیں کہ وہ خدا ہیں لیکن درمیان میں کچھ ایسا تعلق ہے جیسا کہ لوہے کو جب کہ سخت طور پر آگ سے افروختہ ہو جائے اور آگ کا رنگ اُس میں پیدا ہو جائے آگ سے تعلق ہوتا ہے۔ اس صورت میں تمام چیزیں جو خدا تعالیٰ کے زیرِ حکم ہیں اُن کے زیر حکم ہو جاتی ہیں۔ اور آسمان کے ستارے اور سورج اور چاند سے لے کر زمین کے سمندروں اور ہوا اور آگ تک اُن کی آواز کو سُنتے اور ان کو شناخت کرتے اور اُن کی خدمت میں لگے رہتے ہیں اور ہر ایک چیز طبعاً اُن سے پیار کرتی ہے اور عاشقِ صادق کی طرح اُن کی طرف کھنچی جاتی ہے۔ بجز شریر انسانوں کے جو شیطان کا اوتار ہیں۔ عشق مجازی تو ایک منحوس عشق ہے کہ ایک طرف پیدا ہوتا اور ایک طرف مر جاتا ہے۔ اور نیز اس کی بنا اُس حُسن پر ہے جو قابلِ زوال ہے۔ اور نیز اُس حُسن کے اثر کے نیچے آنے والے بہت ہی کم ہوتے ہیں۔ مگر یہ کیا حیرت انگیز نظارہ ہے کہ وہ حسن روحانی جو حُسن معاملہ اور صدق وصفا اور محبتِ الٰہیہ کی تجلّی کے بعد انسان میں پیدا ہوتا ہے اس میں ایک عالمگیر کشش پائی جاتی ہے وہ مستعد دلوں کو اس طرح اپنی طرف کھینچ لیتا ہے کہ جیسے شہد چیونٹیوں کو۔ اور نہ صرف انسان

بلکہ عالم کا ذرّہ ذرّہ اس کی کشش سے متاثر ہوتا ہے۔ صادق المحبت انسان جو سچی محبت خدا تعالیٰ سے رکھتا ہے وہ وہ یوسف ہے جس کے لئے ذرّہ ذرّہ اس عالم کا زلیخا صفت ہے۔ اور ابھی حسن اُس کا اس عالم میں ظاہر نہیں کیونکہ یہ عالم اس کی برداشت نہیں کرتا۔ خدا تعالیٰ اپنی پاک کتاب میں جو فرقان مجید ہے فرماتا ہے کہ مومنوں کا نور اُن کے چہروں پر دوڑتا ہے۔ اور مومن اس حُسن سے شناخت کیا جاتا ہے جس کا نام دوسرے لفظوں میں نور ہے۔

اور مجھے ایک دفعہ عالمِ کشف میں پنجابی زبان میں اِسی علامت کے بارہ میں یہ موزوں فقرہ سُنایا گیا۔ ''عِشق الٰہی وَسّے مُنہ پر ولیاں ایہہ نشانی'' مومن کا نور جس کا قرآن شریف میں ذکر کیا گیا ہے وہ وہی روحانی حُسن و جمال ہے جو مومن کو وجود رُوحانی کے مرتبہ ششم پر کامل طور پر عطا کیا جاتا ہے۔ جسمانی حُسن کا ایک شخص یا دو شخص خریدار ہوتے ہیں مگر یہ عجیب حُسن ہے جس کے خریدار کروڑہا رُوحیں ہو جاتی ہیں۔''

(ضمیمہ براہینِ احمدیہ حصّہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 221-224)

یہاں یہ دلچسپ امر بیان کرنا بھی ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ سورۃ المومنون کی ابتدائی آیات کی نہایت لطیف تشریح بیان کرتے ہوئے جس نور کا ذکر فرما رہے، اِسی نور کی مزید تفصیلات اللہ تعالیٰ نے اِس سے اگلی سورۃ میں مزید کھول کر بیان فرمادیں اور اِس سورۃ کا نام بھی سورۃ النور رکھا۔ جہاں اِس سورۃ کے آغاز میں اِس نور کے بجھانے والوں اور اُس پر پردے ڈالنے والوں کے احوال کا تذکرہ ہے وہاں آیتِ استخلاف کے ذریعہ اِس الٰہی نور کے انبیاء کے بعد نظامِ خلافت کے ذریعہ جاری وساری رہنے کی بھی بشارت عطا فرمادی۔

چنانچہ اِس الٰہی نور کے وارث اور خدا کے اِن مقربین کی مزید علامات کا تذکرہ آپؑ نے اپنی کتاب تذکرۃ الشہادتین کے عربی حصّہ '' علامات المقربین ''میں نہایت فصیح و بلیغ عربی زبان میں تحریر فرمایا ہے۔ اِن میں سے چند ایک علامات اردو ترجمہ کے ساتھ پیش ہیں۔

”اے لوگو! اکٹھے ہو جاؤ، میں تمہارے لئے مقربین کی علامات بیان کروں گا۔ یہ ایسے لوگ ہیں کہ جن کی روح کی شادابی کی حفاظت اللہ نے فرمائی ہے وہ خشک اور کم عقل شخص کی مانند نہیں ہوتے۔ تو انہیں خوش شکل، خوبرو اور بھرپور جوان کی طرح پائے گا اور اس شخص کی طرح نہیں پائے گا جو دِق کے مریض کی طرح لاغر ہو گیا ہو۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے سینے کھول دیئے گئے اور ان کی کمریں مضبوط کی گئیں اور ان کے نور کو تابانی عطا کر دی گئی۔ انہوں نے اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دیا۔ وہ اللہ کی راہ میں کسی بھی تکلیف کی پرواہ نہیں کرتے خواہ ان کی رگ جان ہی کاٹ دی جائے۔ وہ صرف رب العالمین کی خاطر موت سے بچتے ہیں۔ خلق کے دودھ سے پرورش پاتی ہے اور دل ان کے فیض سے مضبوط کر دیئے جاتے ہیں۔“

(تذکرۃ الشہادتین مع علامات المقربین، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 50)

”وہ پیچھے نہیں ہٹتے بلکہ وہ ہر دم آگے ہی آگے بڑھتے ہیں اور اللہ اُن کے نور میں مزید نور کا اتنا اضافہ فرماتا ہے کہ وہ پہچانے نہیں جاتے۔ جاہل انہیں ایسے انسان تصور کرتا ہے جو آلائشوں سے آلودہ ہیں حالانکہ وہ اپنے نفسوں سے دور کئے گئے ہیں۔ جب انہیں کسی شیطانی چکر کا ذرا بھی احساس ہو تو وہ عاجزی کرتے ہوئے اپنا رخ اللہ کی جانب کر لیتے ہیں اور اس (اللہ) کی پناہ کی طرف دوڑتے ہیں تو ناگہاں وہ صاحب بصیرت ہو جاتے ہیں۔

وہ سست ہونے کی حالت میں دعا کے لیے کھڑے نہیں ہوتے بلکہ قریب ہے کہ وہ دعا کرتے کرتے ہی جان دے دیں۔ اور ان کے اس تقویٰ کی وجہ سے ان کی (دعا) سنی جاتی ہے اور وہ مدد یافتہ ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح دعا کے وقت انہیں ضعف کے بعد قوت دی جاتی ہے اور ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اور فرشتے انہیں تقویت دیتے ہیں پس وہ ہر خطا سے مصئون و محفوظ ہو جاتے ہیں اور اللہ کی جانب صعود کرتے ہیں اور اس کی رضا میں گم ہو جاتے ہیں۔ پس اللہ کے سوا انہیں کوئی نہیں جانتا اور وہ لوگوں کی نگاہ سے چھپا لیے جاتے ہیں۔ یہ ایک مخفی قوم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے معاملے میں ہلاک ہونے والے ہلاک ہو گئے۔

اس دنیا کے اندھے انہیں دیکھ کر ان سے استہزاء کرتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) کیا اس کو اللہ نے مبعوث کیا ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ وہ (استہزاء کرنے والے) اندھے ہیں۔ ان (مقربان الٰہی) کی کچھ علامات ہوتی ہیں۔ جن سے وہ پہچانے جاتے ہیں مگر انہیں صاحب فراست اور پاک لوگ ہی پہچانتے ہیں۔

اور ان کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ دنیا سے دور رکھے جاتے ہیں اور انہیں دنیاوی امور کی سماعت سے محروم کر دیا جاتا ہے کہ ان کے دلوں میں دنیا ذرہ برابر بھی نہیں رہتی۔ وہ بکثرت برسنے والے بادل کی طرح ہوتے ہیں اور اللہ کی خاطر بے دریغ خرچ کرتے ہیں اور انہیں ہر آن نور کا غسل دیا جاتا ہے۔

اور ان کی ایک علامت یہ ہے کہ اللہ ان کے قلوب میں ایسی کشش ودیعت فرما دیتا ہے کہ مخلوق ان کی جانب کھینچی چلی آتی ہے۔ ان کی حالت اس جوش مارتے چشمے کی طرح ہوتی ہے جس کا پانی ٹھنڈا ہو۔ پس مخلوق ان کی طرف بھاگتی چلی آتی ہے۔"

(تذکرۃ الشہادتین مع علامات المقربین، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 54)

"ان کی ایک علامت یہ ہے کہ جو لوگ ازراہِ اخلاص ان کے حلقہ بیعت میں آتے ہیں وہ ان کی پرورش اس طرح کرتے ہیں جس طرح چوزوں کی پروش کی جاتی ہے۔ اور وہ انہیں شیطانی پھندوں سے رہا کرتے ہیں اور ان کی خاطر تاریک راتوں میں اللہ کے سامنے کھڑے ہوتے اور سجدے کرتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں ان پر رحمت کی بارش ہوتی ہے اور ان پر رحم کیا جاتا ہے۔"

(تذکرۃ الشہادتین مع علامات المقربین، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 57)

"ان کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ وہ نہ توچیں بجبیں ہوتے ہیں نہ ہی بدمزاجی سے پیش آتے ہیں اور نہ ہی لوگوں سے بے رخی کرتے ہیں اور وہ ہدایت کی چراگاہ میں ہر جگہ چرتے ہیں اور وہ ایسی زمین کی مانند نہیں ہوتے جس میں کسی جگہ روئیدگی ہو اور کہیں نہ ہو۔ وہ شدائد کا سامنا ہونے پر پیٹھ نہیں پھیرتے خواہ انہیں تاریکیوں میں چلنا پڑے۔ وہ بھاگتے نہیں خواہ انہیں قتل ہی کر دیا جائے۔ ان کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ ناحق کسی کی عزت و آبرو کو آلودہ نہیں کرتے اور وہ اپنی

زبان کو نیام میں رکھتے ہیں اور سونتتے نہیں۔ وہ باطل امور میں نہیں پڑتے اور انہیں کتنا ہی بھڑکایا جائے پھر بھی ان کی آتش غضب ٹھنڈی ہی رہتی ہے اور جب کوئی تکلیف دہ بات انہیں پہنچے تو وہ خمیرے آٹے کی مانند غصہ سے نہیں پھولتے۔ وہ استقامت کو نہیں چھوڑتے نہیں بلکہ وہ اس پر ہمیشہ قائم رہتے ہیں۔

تو انہیں بے غیرت کی طرح نہیں پائے گا بلکہ وہ ایک غیور قوم ہیں۔ وہ اللہ کے اخلاق کی نقل کرتے ہیں اور وہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کی بھی نقل کرتے ہیں جیسے تم ایک تحریر سے دوسری تحریر نقل کرتے ہو اور وہ اسی طرح ہی کرتے ہیں۔''

(تذکرۃ الشہادتین مع علامات المقربین، روحانی خزائن جلد20 صفحہ 58)

''ان کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ بلاؤں کے نزول کے وقت ان کی صحبت زمین پر بسنے والوں کے لئے آسمان سے حفاظت کا سامان ہوتا ہے اور اس سنگدلی کی دوا بن جاتی ہے جو دنیا کی تمناؤں اور خواہشات کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے اور جس طرح پانی کے قلتِ استعمال سے بدن پر میل چڑھ جاتی ہے۔ اسی طرح اولیاء اللہ کی صحبت کی قلت دلوں کو میلا کر دیتی ہے اور جاننے والے اس بات کو خوب جانتے ہیں۔

ان کی علامات میں سے ایک یہ ہے کہ ان کی صحبت دلوں کو زندگی بخشتی، گناہوں کو کم کرتی اور ناتواں تھکے ماندوں کو قوت دیتی ہے۔ ان کی صحبت سے لوگ اپنی راہ پر ثابت قدم ہو جاتے ہیں اور وہ تفرقہ میں نہیں پڑتے۔''

(تذکرۃ الشہادتین مع علامات المقربین، روحانی خزائن جلد20 صفحہ 60)

''ان کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ لغو اور فضول بات نہیں کرتے۔ تمسخر سے پرہیز کرتے ہیں اور ٹھٹھا نہیں کرتے وہ افسردہ زندگی گزارتے ہیں اور اس بات سے ڈرتے رہتے ہیں کہ کہیں ان کے منہ سے نکلی ہوئی کوئی بات اور ان کا کوئی فعل ان کے (نیک) اعمال کو ضائع نہ کردے۔ ان کی گفتار صرف مضبوط (بنیاد) پر استوار ہوتی ہے اور وہ لایعنی گفتگو نہیں کرتے۔ ان کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ تو انہیں دیکھتا ہے کہ اللہ انہیں ضعف کے بعد قوت اور افلاس کے بعد تونگری

بخشتاہے اور وہ لوگ بے یارومددگار نہیں چھوڑے جاتے۔ان کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ وہ لوگوں کے ہاتھوں سے ہر قسم کی تکلیف اور کجروی پاتے ہیں اور ہر طرف سے انہیں مایوسی نظر آتی ہے پھر اللہ تعالیٰ انہیں تھام لیتاہے اور وہ بچائے جاتے ہیں۔جب ان پر کوئی آفت نازل ہوتی ہے تو اللہ کی جناب سے انہیں ایساصبر عطاکیاجاتاہے جو فرشتوں کو حیران کر دیتاہے۔پھر فضل نازل ہوتاہے تووہ (آفات سے) نجات دیئے جاتے ہیں۔"

(روحانی خزائن جلد20۔(اُردوترجمہ) تذکرۃالشہادتین مع علامات المقربین صفحہ62)

"ان کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ ان کی گردنیں ہر بار امانت اٹھانے والے شخص سے زیادہ اللہ کی امانتوں کابارِ گراں اٹھائے ہوئے ہیں۔اور ان کی گردنیں اس بوجھ سے خم نہیں کھاتیں بلکہ وہ (بارِ امانت) انہیں ایک خوبصورت لمبی گردن والی عورت کی طرح حسین کر دیتاہے اور اس سے حسن استقامت جھلکتاہے جو ایک کرامت ہی دکھائی دیتی ہے اور وہ اللہ کے حضور اور لوگوں میں بھی عزت دیئے جاتے ہیں۔"

(تذکرۃالشہادتین مع علامات المقربین،روحانی خزائن جلد20صفحہ66)

"پس یہ اللہ کااپنی خَلق پر عظیم فضل ہے کہ یہ (مقربین) مبعوث کئے جاتے ہیں اور یقیناً سب لوگ سنگلاخ زمین کی طرح ہیں اور یہ ان کی اصلاح کرتے ہیں اور جس نے انہیں کھودیاوہ یتیم کی طرح ہے اور جس نے فطرت صحیحہ کو کھودیاوہ ایسے بچے کی طرح ہے جس کی ماں نہ ہو اور جس نے ان دونوں کو کھودیاوہ ایسے شخص کی طرح ہے جس کے ماں باپ (دونوں) مر گئے ہوں اور وہ بدبختوں میں ہے۔ پس مبارک ہو انہیں جنہیں سب سعادتیں دی جائیں اور وہ (ان کو) جمع کرلیتے ہیں۔"

(تذکرۃالشہادتین مع علامات المقربین،روحانی خزائن جلد20صفحہ68)

"ان کی ایک علامت یہ ہے کہ اللہ ان کے گھروں، کپڑوں، پگڑیوں، قمیصوں، چادروں، ہونٹوں، ہاتھوں اور پیٹھوں میں اور اسی طرح ان کے جملہ اعضاءبدنی میں، ان کے بچے کھچے ٹکڑوں

اور اس پانی میں جو ان کے پینے کے بعد بچ جاتا ہے برکت رکھ دیتا ہے اور اُن کی کمزوری کے وقت اور اُس وقت جب وہ گرے پڑے ہوں وہ اُن کے ساتھ ہوتا ہے اور وہ اُن کی دعائیں قبول کرتا ہے۔“

(تذکرۃ الشہادتین مع علامات المقربین، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 70)

”وہ اپنے تئیں ایسا بنا لیتے ہیں جیسے شاخ دار درخت ہو کہ ہر طرف سے آنے والا بھوکا شخص ان کے پھل کھاتا ہے۔ کیا ہی اچھے مہمان اور کیا ہی اچھے میزبان ہیں۔ یہ لوگ حسن تام کے مالک ہیں اور بدی کو نیکی سے دور کرتے ہیں اور مخلوق کی خدمت کرتے ہیں اور جو انہیں ایذاء پہنچائے وہ اسے ایذاء نہیں پہنچاتے اور معذرت خواہ کی معذرت قبول کرتے ہیں اور جب کمینہ دشمنوں کی طرف سے ان پر سختیاں کی جائیں تو اس کے جواب میں وہ ان پر احسان کرتے ہیں اور وہ گالی کے جواب میں گالی دینے سے اجتناب کرتے ہیں اور اس کی کوشش بھی نہیں کرتے۔ اور وہ اپنے دشمنوں کے لیے اللہ کی طرف سے خیر، سلامتی، صحت و عافیت اور ہدایت کی دعا کرتے ہیں اور وہ اپنے سینوں میں کسی کے لیے بھی ذرہ برابر کینہ نہیں رکھتے اور وہ ان کے لئے بھی دعا کرتے ہیں جو ان پر گندے الزام لگاتے اور حقیر جانتے ہیں۔ اور عاصی تک کو اپنی جماعت میں پناہ دیتے ہیں۔ پس اللہ ان پر ظاہر ہو جاتا ہے کیونکہ وہ اسے مقدم کرتے ہیں اور اس کے بندوں پر رحم کرتے ہیں اور اس وجہ سے کہ وہ اخلاص رکھتے ہیں۔ حقیقتاً یہی لوگ ابدال اور اولیاء اللہ ہیں اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

ان کی تشریف آوری سے زمین کو برکت دی جاتی ہے اور لوگوں کو ان کے غموں سے نجات دی جاتی ہے۔ پس مبارک ہو ان لوگوں کو جو ان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اے میرے رب! تو مجھے ان میں شامل فرما اور میرا ہو اور میرے ساتھ ہو جا اس دن تک کہ جب لوگ اٹھائے جائیں اور پیش کیے جائیں۔ اے میرے رب! ان لوگوں پر جو میری دشمنی کر رہے ہیں گرفت نہ فرما کیونکہ وہ مجھے نہیں پہچانتے اور نہ انہیں بصیرت حاصل ہے۔ پس اے میرے رب! اپنی جناب سے ان پر رحم کر اور انہیں ہدایت یافتہ لوگوں میں شامل فرما۔“

(تذکرۃ الشہادتین مع علامات المقربین، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 89-90)

دوسری طرف خدائی نور کے مظہر بننے والے اِن خلفاء اور برگزیدوں کے مقابل کھڑے ہونے والے اور اِس نور کے بجھانے کے درپے ہونے والوں کے عبرتناک انجام کا ذکر حضرت اقدس مسیح موعودؑ اِن الفاظ میں فرماتے ہیں۔

’’اب یہ بھی یاد رہے کہ بندہ تو حُسنِ معاملہ دکھلا کر اپنے صدق سے بھری ہوئی محبت ظاہر کرتا ہے مگر خدا تعالیٰ اس کے مقابلہ پر حد ہی کر دیتا ہے اس کی تیز رفتار کے مقابل پر برق کی طرح اس کی طرف دوڑتا چلا آتا ہے اور زمین و آسمان سے اس کے لئے نشان ظاہر کرتا ہے اور اس کے دوستوں کا دوست اور اس کے دشمنوں کا دشمن بن جاتا ہے اور اگر پچاس کروڑ انسان بھی اُس کی مخالفت پر کھڑا ہو تو ان کو ایسا ذلیل اور بے دست و پا کر دیتا ہے جیسا کہ ایک مرا ہوا کیڑا۔ اور محض ایک شخص کی خاطر کے لئے ایک دنیا کو ہلاک کر دیتا ہے اور اپنی زمین و آسمان کو اس کے خادم بنا دیتا ہے اور اس کے کلام میں برکت ڈال دیتا ہے اور اس کے تمام درو دیوار پر نور کی بارش کرتا ہے اور اُس کی پوشاک اور اُس کی خوراک میں اور اس مٹی میں بھی جس پر اس کا قدم پڑتا ہے ایک برکت رکھ دیتا ہے اور اس کو نامراد ہلاک نہیں کرتا۔ اور ہر ایک اعتراض جو اس پر ہو اُس کا آپ جواب دیتا ہے۔ وہ اُس کی آنکھیں ہو جاتا ہے جن سے وہ دیکھتا ہے اور اُس کے کان ہو جاتا ہے جن سے وہ سنتا ہے اور اُس کی زبان ہو جاتا ہے جس سے وہ بولتا ہے اور اُس کے پاؤں ہو جاتا ہے جن سے وہ چلتا ہے اور اُس کے ہاتھ ہو جاتا ہے جن سے وہ دشمنوں پر حملہ کرتا ہے۔ وہ اُس کے دشمنوں کے مقابل پر آپ نکلتا ہے اور شریروں پر جو اُس کو دُکھ دیتے ہیں آپ تلوار کھینچتا ہے۔ ہر میدان میں اس کو فتح دیتا ہے اور اپنی قضاء و قدر کے پوشیدہ راز اس کو بتلاتا ہے۔ غرض پہلا خریدار اس کے رُوحانی حُسن و جمال کا جو حُسنِ معاملہ اور محبتِ ذاتیہ کے بعد پیدا ہوتا ہے خدا ہی ہے۔ پس کیا ہی بدقسمت وہ لوگ ہیں جو ایسا زمانہ پاویں اور ایسا سورج اُن پر طلوع کرے اور وہ تاریکی میں بیٹھے رہیں۔‘‘

(ضمیمہ براہینِ احمدیہ حصّہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 224)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 28 مئی 2022ء)



﴿82﴾

# خلافتِ احمدیہ ۔ ایک حقیقت ایک نعمت

## (وسیمہ اُپل ۔ آسٹریلیا)

آج سے 130 سال قبل قادیان میں اللہ نے اپنے ایک بندے کو مبعوث فرمایا تا اسلام کو پھر سے زندہ کرے اور تمام ادیان پر غلبہ کا وعدہ پورا ہو۔ مسیح مہدیؑ امام آخر الزمان کی وفات کے بعد آپ کے کام کو جاری رکھنے کے لئے آپ کی جماعت میں اللہ کے وعدے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ و سلم کی پیشگوئی کے مطابق خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا قیام ہوا۔

(مشکوۃ باب تغیر الناس صفحہ 453، مسند احمد جلد 4 صفحہ 272 دار الفکر بیروت)

تاریخ کے حوالے سے یہ ثابت ہے کہ خلافتِ احمدیہ ہی سچ ہے کیونکہ:

- اس خلافت کو خدا کی تائید حاصل ہے
- اس خلافت کے ساتھ برکات وابستہ ہیں
- خلیفہ خدا کا منتخب بندہ ہوتا ہے
- خلیفہ کا ایک خاص مرتبہ ہے
- خلیفہ کے ساتھ محبت اور عقیدت کا تعلق ہوتا ہے
- اسی محبت کا تقاضا ہے کہ اُسکی اطاعت کی جائے
- اسی اطاعت کے لئے ہم خدا کے ساتھ ایک عہد کرتے ہیں تا اپنی ذمہ داریاں احسن طریق سے پوری کر سکیں

- قرآن کریم کے مطابق سلسلہ محمدیہ میں خلافت کا قیام سلسلہ موسویہ سے مشابہت کی وجہ سے ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ ہر نیکی اور بدی میں دونوں سلسلوں میں ایک دوسرے سے مطابقت پائی جاتی ہے۔
- جیسے موسیٰؑ کی قوم میں حکومت اور خلافت ویسے ہی محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی قوم میں
- جیسے موسیٰؑ کی قوم میں بادشاہوں نے خانہ جنگیاں کیں ویسے ہی محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی قوم نے
- جیسے موسیٰؑ کی قوم کے اکثر بادشاہوں کا چال چلن خراب ویسے ہی محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی قوم کے اکثر بادشاہوں کا
- جیسے موسیٰؑ کی قوم کا خاتم الخلفاء عیسیٰؑ ابنِ مریم ویسے ہی محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا خاتم الخلفاء ابنِ مریم

اللہ تعالیٰ نے دونوں قوموں کو فرمایا تھا کہ تمہیں حکومت اور خلافت ملے گی پھر اللہ دیکھے گا کہ تم راستبازی پر قائم رہتے ہو یا نہیں.

(الاعراف:130، یونس:15)

یعنی اگر نعمت کی قدر نہ کی تو تباہی بربادی آئے گی۔ اور تاریخ سے ثابت ہے کہ یہود نے اس نعمت کی قدر نہ کی اور اُن پر پہلی تباہی 587 قبل مسیح میں بابل کے بادشاہ بنوکدنضر کے ہاتھوں آئی۔ پھر اللہ نے رحم کیا اور خورس بادشاہ نے ان کو واپس یروشلم میں آباد کیا اور بیت المقدس کی پھر تعمیر ہوئی۔ لیکن یہود پھر بگڑے اور یونانیوں اور رومیوں کے ماتحت ہو گئے۔ اللہ نے عیسیٰؑ مسیح ابنِ مریم کو ان کی اصلاح کے لئے بھیجا مگر یہود نے ان کو نہ صرف مسترد کر دیا بلکہ صلیب پر مارنے کی کوشش کی اور دوسری بار تباہی بربادی ان کا نصیب بنی، نہ نبوت رہی نہ خلافت۔ ارضِ مقدس سے نکالے گئے اور ذلیل وخوار ہوئے۔

تاریخ کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے مسلمان بھی یہود کے نقشِ قدم پر چلے اور اُن سے بھی حکومت سلطنت اور خلافت جاتی رہی مگر اللہ نے اپنی رحمت سے اسلام کو مکمل تباہی سے بچالیا کیونکہ لِیُظۡہِرَہٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّہٖ کا وعدہ پورا ہونا باقی تھا۔

## تاریخی حقائق اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا قیام

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا میرے اوّل کو آخر سے مشابہت ہے چنانچہ پہلی خلافت علیٰ منہاج النبوۃ آپ ﷺ کی وفات کے بعد قائم ہوئی اور تیس سال تک جاری رہی اس کے بعد بادشاہوں اور ملوکیت امیہ اور عباسی خلفاء کا دور 661 عیسوی سے 1258 عیسوی تک رہا جس کو اسلام کا سنہری دور ادبی، ثقافتی، سائنسی ترقی اور علوم و فنون کے لحاظ سے کہا جاتا ہے۔ مگر خاتمہ قتل و خون اور تباہی و بربادی سے ہوا جو منگولز کے ہاتھوں ہوئی۔ سمر قند بخارا بغداد کی تباہی۔ لاکھوں کا قتلِ عام اور عظیم سرمایہ برباد ہو گیا یا چُرا کر ٹیمپلز لے گئے۔ اس کے بعد عثمانیہ سلطنت وسیع علاقے پر پھیلی جس میں اُردن، عرب، شام، مصر، مراکش، ایران اور یورپ کے مشرقی اور شمالی علاقے شامل تھے۔ سلطنتِ عثمانیہ کے آخری بادشاہ برائے نام خلیفہ تھے اور ظالم اور سفاکی میں مشہور۔ اس سلطنت کا زوال 1807ء سے 1866ء تک اقتصادی بدحالی اور اقرباپروری کی وجہ سے ہوا۔

1876ء میں برائے نام خلیفہ اور سلطان کو پارلیمینٹ کے تحت کر دیا گیا۔ 1908ء میں Young Turk Revolution نے خلافتِ عثمانیہ کے خاتمہ کی تیاری کر لی اور اٹلی اور سلطنتِ عثمانیہ نے Balkan Wars میں بہت نقصان اٹھایا۔ خلیفہ کے خلاف سازش کے نتیجہ میں سلطنتِ عثمانیہ کے کچھ حصّے پر آسٹریا اور کچھ پر اٹلی نے قبضہ کر لیا۔ 1913ء میں سلطنتِ عثمانیہ کے 83 فی صد علاقے بڑی طاقتوں کے پاس جا چکے تھے اور 69 فی صد مسلمان آبادی بھی۔ جب 1914ء میں پہلی عالمی جنگ شروع ہوئی تو سلطنتِ عثمانیہ بلاوجہ جنگ میں ملوث ہوئی اور جرمنی کا ساتھ دیا۔ اس کے نتیجہ میں لاکھوں عرب مارے گئے اور بے شمار ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے۔ اس طرح جنگ کے ختم ہونے پر ایک معاہدے Treaty of Sevres of London کے تحت سلطنتِ عثمانیہ کے ٹکڑے کر کے بڑی طاقتوں نے آپس میں بانٹ لئے اور جو معمولی حصہ بچ گیا وہ ترکی کہلایا اور اس طرح برائے نام خلافت اپنے اختتام کو پہنچی۔ یکم نومبر 1922ء کو The Grand National Assembly of Turkey نے اعلان کیا (ترجمہ)

''اس خلافت کی کوئی حیثیت نہیں کیونکہ یہ اسلامی اقدار کی پابند نہیں اور اللہ کے نبی کی جانشین نہیں۔ خلیفہ میں کوئی ایسی خاصیت نہیں کہ اسکی عزت اور اطاعت کی جائے اور اسے اس ملک میں رہنے کی اجازت نہیں''...

اسی طرح کی تحریر قاہرہ کی الازہر یونیورسٹی کے ریکٹر شیخ محمود ابو الفضل الجزاوی نے مارچ1924ء میں تحریر کی۔ اور16 مارچ1924ء کو The Times New York نے شہ سرخی لگائی"Caliphate Abolished" (خلافت کا خاتمہ)۔ ہندوستان کے علماء اور مسلمانوں نے 1919ء سے 1924ء تک خلافت کو بچانے کے لئے تحریک چلائی جس کے سر کردہ لیڈر شوکت علی، محمد علی اور ابو الکلام آزاد تھے۔ مگر جب ترکی کے رہنما کمال اتاترک نے ہی خلافت کو ختم کرنے اور خلیفہ اور اُس کے خاندان کو ملک بدر کرنے کا اعلان کر دیا تو یہ تحریک ختم ہو گئی۔ یہ سب اللہ کی تقدیر اور اُس کے اذن سے ہوا کیونکہ 1908ء سے مومنین کی جماعت میں مسیح مہدیؑ کی وفات کے بعد خلافت علی منہاج النبوۃ کا قیام ہو چکا تھا اور یہ ہے پہلا ثبوت اس خلافت کی سچائی کا۔ آج خلیفۃ المسیح مرزا مسرور احمد کا نام ہے۔ اسلام احمدیت میں خلیفہ کے طور پر دنیا کی تاریخ پر لکھ دیا گیا ہے ''مسیح کا خلیفہ امیر المومنین''۔

## خلافتِ حقہ کے خلاف ناکام تحریکات

آج 2022ء ہے اور پچھلے سو سال کی تاریخ گواہ ہے کہ احمدیہ خلافت اور جماعت کے خلاف جو بھی تحریکات منظرِ عام پر آئیں وہ ہمیشہ ناکام ہوتی رہیں اور خلافتِ احمدیہ ترقی کی طرف گامزن رہی اور یہی اس خلافت کی سچائی کی دلیل ہے۔

1929ء میں ہندوستان میں عطاءاللہ شاہ بخاری نے احمدیت کے خلاف مجلس احرار الاسلام کے نام سے تنظیم قائم کی اور ہندوستان میں مذہبی فسادات کی بنیاد رکھی۔ پاکستان بننے کے بعد مولانا عبد الستار نیازی اور مودودی نے بھی اسی ایجنڈے پر کام کیا اور 1953ء کے فسادات میں احمدیوں کو جانی اور مالی نقصان کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن جلد مارشل لا نافذ ہوا اور ان سر کردہ رہنماؤں کو

پھانسی کی سزا سنائی گئی جو بعد میں معاف کر دی۔ مجلس احرار الاسلام پر پابندی لگا دی گئی مگر انہی سرکردہ مذہبی لیڈروں نے اپنی تنظیم کو ختمِ نبوت تحریک کے نام سے جاری رکھا تا جماعت احمدیہ کے خلاف سرگرمیاں جاری رکھیں۔

حزب التحریر کے نام سے عالمی تنظیم 1953ء میں فلسطین میں قائم کی گئی جس کا مقصد اسلامی خلافت کو نئے سِرے سے قائم کر کے اسلامی قوانین کا نفاذ عمل میں لانا تھا۔ آج ان کی شاخیں دنیا کے کئی ممالک میں موجود ہیں جبکہ پاکستان میں اس کا قیام 1990ء کی دہائی میں عمل میں آیا اور ان کے ممبرز کا مقصد کسی بھی اسلامی ملک میں خلافت کا قیام کرنا ہے اور امت کو ''کُفر'' کے چنگل سے نکالنا ہے اور اس کے لئے خلیفہ جہاد کا اعلان کرے گا۔

2001ء میں حزب التحریر نے خلافت کے قیام کے لئے باقاعدہ جہاد کا اعلان کر دیا اور کفر اور اسلام کی جنگ کے لئے انتہا پسند عسکری خودکش حملہ آور تیار کئے اور دہشت گردی کے نتیجہ میں ہزاروں لوگوں اور پاکستانی فوجیوں کی جانیں ضائع ہوئیں لیکن نہ تو خلافت قائم ہو سکی اور نہ ہی نظامِ مصطفیٰ کا نفاذ ہوا۔

2010ء سے 2016ء تک حزب التحریر نے دنیا میں خلافت قائم کرنے کے لئے سرگرمیاں تیز کر دیں اور ایک خونی انقلاب لا کر شام اور عراق کو ملا کر اسلامی ریاست کے قیام اور خلیفہ بنانے کا منصوبہ بنایا۔ پاکستان میں ڈاکٹر اسرار نے تنظیمِ اسلامی کے نام سے جماعت قائم کی تھی جب وہ جماعتِ اسلامی سے 1956ء میں الگ ہوا اور مقصد یہی تھا کہ وہ ایک مسلم ریاست کا قیام کر کے خلافت قائم کرے گا۔ اس طرح حزب التحریر اور تنظیمِ اسلامی کا ایک ہی مقصد تھا مگر ڈاکٹر اسرار احمد نے 2002ء میں تنظیمِ اسلامی کی قیادت کو خیرباد کہہ دیا۔ اور 2010ء میں وفات پائی کسی بھی مقصد کو حاصل کئے بغیر۔

حزب التحریر کے تحت ہی 29 جون 2014ء کو سیاسی خلافت کے قیام کے لئے سب سے بڑی سیاسی کوشش ISIS اور ''داعش'' کے نام سے منظرِ عام پر آئی اور اعلان کیا گیا ''ہم اسلامی

ریاست بنا کر خلافت قائم کریں گے"۔ چنانچہ ان کے لیڈر ابو بکر البغدادی نے اعلان کیا کہ میں اسلامی ریاست عراق اور شام کا خلیفہ ہوں اور اُسے "خلیفہ ابراہیم" کا نام دیا گیا۔ دنیا کے اکثر ممالک نے اسکو ماننے سے انکار کر دیا اور کہا کہ یہ طریقہ اسلامی شریعت کے خلاف ہے۔ اس نام نہاد "خلیفہ" کی قیادت میں 2014ء سے 2019ء تک شام میں ظلم و بربریت، قتل اور تباہی بربادی کی ایک داستان رقم کر دی گئی۔ 19 مارچ 2019ء کو امریکہ نے شام کی فوج کے ساتھ مل کر "داعش" کے ان خونی جہادیوں کا خاتمہ کیا اور 26 اکتوبر کو امریکی صدر نے اعلان کیا کہ ابو بکر البغدادی مارا گیا۔

پس ایک بار پھر ثابت ہوا کہ انسانی کوششوں اور سیاسی ہتھکنڈوں سے خلافت قائم کرنا ممکن نہیں جبکہ اللہ کے وعدے کے مطابق مسیح مہدیؑ کی جماعت میں خلافت کا قیام ہو چکا ہے۔ اسی لئے ان منکرین کی سوچ غلط، تمام طریقے اور سرگرمیاں ظالمانہ اور اندھیروں میں بھٹکنا ان کا مقدر بن چکا ہے کیونکہ انہوں نے سورۃ النور کی روشنی سے فائدہ نہیں اٹھایا اور اندھے ہی رہے۔

احمدیہ خلافت کے خلاف بہت بڑی سیاسی کوشش 1974ء میں OIC کی میٹنگ میں لاہور میں بنائی گئی جس کا اجلاس 22 سے 24 فروری کو منعقد کیا گیا۔ اس میں پسِ پردہ پاکستان کے وزیرِ اعظم ذوالفقار علی بھٹو اور جماعتِ اسلامی کو ایک "task" دیا گیا جس کے نتیجہ میں جماعتِ احمدیہ کی خلافت کو ختم کیا جا سکے اور شاہ فیصل کی حاکمیت کو "امیر المؤمنین" کے طور پر قبول کیا جائے۔ اس منصوبے کی تکمیل کے لئے پہلے احمدیوں کے خلاف فساد برپا کیا اور پھر قومی اسمبلی میں "ڈرامہ" رچا کر 'ایسے فیصلے کئے جن کا اسلامی تعلیم سے دور دور کا کوئی تعلق نہیں۔

### معاندین کا بھیانک انجام

اس ساری کاروائی کے اکثر سربراہان کا انجام تاریخ میں درج ہے۔ شاہ فیصل کا قتل 1975ء میں۔ بھٹو کی حکومت کا خاتمہ اور پھانسی کی سزا پاکستان کے فوجی ڈکٹیٹر ضیاء الحق کے ہاتھوں۔ مگر پھر بھی گمراہ اور اندھے اللہ کی کتاب سے روشنی حاصل نہ کر سکے۔ پاکستان کے مذہبی

لیڈروں نے ضیاء الحق کو مذہب کے نام پر اُکسایا۔ ”ختمِ نبوت“ کا کارڈ استعمال کیا اور اُسے ”امیر المؤمنین“ بنانے کے خواب دکھا کر ایک بار پھر جماعتِ احمدیہ کی خلافت کے خلاف منصوبہ بنایا اور ظالمانہ قوانین بنائے گئے تا مسیح مہدی کی جماعت اور خلافت کو نقصان پہنچایا جائے۔ یہ عقل کے اندھے نہ جانتے تھے کہ ان کے اوپر وہ عظیم ذات ہے جس کے منصوبے بہترین اُسی قادر خدا نے خلیفۃ المسیح اور خلافت کی حفاظت فرمائی اور 1984ء میں اُس جگہ ہجرت ہوئی جہاں سے احمدیہ خلافت کا ایک نیا سفر شروع ہونا تھا۔ یہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے مسیح مہدیؑ کی صداقت اور خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کی قبولیت کا واضح ثبوت فراہم کیا جب ظالم ضیاء الحق آخرین کا فرعون ایک ہوائی حادثہ میں 17 اگست 1988ء کو محرم کے مہینہ میں حدیث کے مطابق عبرتناک انجام کو پہنچا۔ سچ ہے

”جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں“۔

ان واقعات نے ایک بار پھر ثابت کر دیا کہ خلافتِ احمدیہ ہی سچ ہے۔

آج اگرچہ دنیا کے مسلمان جانتے ہیں کہ صرف خلافت ہی اسلام کو دجّال سے بچا سکتی ہے اور امام کے تحت ہی ترقی نصیب ہوتی ہے کیونکہ وہ ایک ڈھال ہے اور اللہ کے رسول نے حذیفہؓ کو فرمایا تھا ”فتنوں کے وقت میں اُس جماعت کے ساتھ ہو جانا جس کا امام ہو“۔ آج مسلمانوں کے دگر گوں حالات اور خاص طور پر پاکستان کی اخلاقی، سماجی، اقتصادی اور مذہبی تباہی مسیح مہدیؑ امام آخر الزمان کے انکار کے نتیجہ میں ہے۔ ان کی تمام سرگرمیاں ظالمانہ، ان کی سوچ غلط اور گمراہی اور اندھیروں میں بھٹکنا ان کا مقدر بن چکا ہے۔ اس قوم نے تاریخ سے سبق نہیں سیکھا کیونکہ دل کی آنکھ سے محروم ہیں۔ آج بھی ان کی حکومتوں کے کارندے احمدیہ جماعت کے خلاف جھوٹ اور دشنام درازی سے باز نہیں آتے اور علی محمد خان جیسے قومی اسمبلی میں کھڑے ہو کر ”ختمِ نبوت“ کا بل پاس کرواتے اور خاتم النبیین کی نئی تشریح ایجاد کر کے دعویٰ کرتے کہ ہم نے قادیانیت کی کمر توڑ دی۔ کیسے بدبخت ہیں، نہیں جانتے کہ ہماری کمر نہیں بلکہ اِن کی مغرور گردن کو خدا نے توڑ دیا۔

ہم ان سب کو کہتے ہیں اے گمراہو! تمہاری لڑائی تو اُس رب العزت سچے وعدوں والے خدا کے ساتھ ہے جس نے بار بار اپنے مسیح مہدیؑ اور اس کی جماعت میں قائم خلافت کو سچا ثابت کیا۔

؎ اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوفِ کردگار

پس میں نے آپ کے لئے تاریخ کے اوراق کو پلٹ پلٹ کر یہی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ وہ خلافت جس کے ہم علمبردار ہیں وہ اللہ کے اذن سے قائم ہوئی ہے اور اسکو مٹانے کی ہر کوشش ناکام ہوتی رہی اور یہی اس خلافت کی صداقت کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف اس کی حفاظت فرمائی بلکہ ہر خلیفہ کے وقت خوف کو امن میں بدلا اور اپنی تائید سے نوازا۔ 1908ء میں خلیفۃ المسیح اوّل کے وقت انجمن کے نام پر سیاست کرنے والے ناکام ہوئے۔ 1914ء میں پھر فتنہ پرداز گروہ نے سیاست کا ڈھونگ رچایا۔ خواجہ کمال الدین، مولوی محمد علی اور عبدالحکیم کے چیلے ان سب کا ایمان متزلزل، حرکتیں منافقانہ اور سوچ شیطانی تھی کیونکہ انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی تحریر کو غلط رنگ میں پیش کر کے جماعت میں فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کی۔ مولوی محمد علی نے جب کتاب "The Split" لکھی تو دسمبر 1921ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے آئینہ صداقت لکھ کر اس فتنہ کے بارے میں تمام حقائق واضح فرمائے۔ خلافت کے منکرین قادیان چھوڑ کر چلے گئے اور لاہور میں "انجمن حمایت اسلام" قائم کر لی۔ آج یہ "خوارج" اسلام کی کون سی خدمت کر رہے ہیں۔ کون سا ایجنڈا ہے جس پر کام ہو رہا ہے سوائے جھوٹ پر مبنی گمراہی پھیلانے کے۔ سچ تو یہ ہے کہ یہ سب سوکھی ٹہنیاں تھیں جن کو خدا نے کاٹ کر پھینک دیا اور جماعتِ احمدیہ کا درخت خلافت کے پانی سے ہرا بھرا ہے۔ ان خوارج کے بارے میں حضرت مسیح موعودؑ کو رویا میں دکھایا گیا تھا کہ فتنہ پیدا کریں گے خلافت میں مزاحم ہوں گے... (7 دسمبر 1892ء تذکرہ صفحہ 169)۔ نیز 6 اگست 1906ء میں رویا میں دیکھا کہ کثرت سے "زنبور" ہیں جو نیش زنی کا ارادہ رکھتے ہیں اور اللہ نے خبر دی کہ تمہارے اہلِ بیت محفوظ رہیں گے۔

ہم جانتے ہیں کہ آج بھی اللہ نے مسیح موعودؑ کے خاندان کے خلیفہ کو اپنے فضل سے اسی طرح کے ''خوارج'' سے محفوظ رکھا ہے۔ کیونکہ اُسی نے مسیح موعودؑ کو الہاماً کہا تھا'' اِنِّیْ مَعَكَ یَامَسْرُوْرُ''

وہ خوارج جو خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے بارے میں کہتے تھے کہ کمزور ہے بیمار ہے جماعت کو نہ چلا سکے گا کتنے غلط تھے وہ نہ جانتے تھے کہ خدا کا سایہ اُس کے سر پر تھا۔ اللہ نے اُس کو شفاء دی۔ طاقت دی۔ علم دیا۔ فراست دی اور ثابت کر دیا کہ اللہ کی مدد ہمیشہ خلیفہ کے ساتھ ہوتی ہے۔ آج بھی اُن ''خوارج'' کے چیلے پیدا ہوتے رہتے ہیں کبھی غلام رسول چک 35 والا۔ کبھی مصری کبھی کریم اور کبھی جنبہ اینڈ کمپنی۔ یہ سب ناکام و نامراد۔ روشنی سے عاری۔ حقیقت سے نابلد۔ اللہ اور رسول کے احکامات سے بے بہرہ۔ اور احمدیت کی ترقی سے حسد کرنے والے اور خلافت کے منکر وہ خلافت جس کے سائے تلے آج جماعت 212 ممالک میں قائم ہے اور ترقی کر رہی ہے۔ یہی ہے خلافت کی صداقت کا ثبوت۔

**خلیفہ کا مرتبہ اور اطاعت**

حضرت مسیح موعودؑ نے خلیفہ کے مرتبہ کے بارے میں فرمایا ہے:

''خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظِلّی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو اس واسطے رسول کریم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ در حقیقت رسول کا ظِلّ ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دُنیا کے وجودوں سے اشرف واَولیٰ ہیں ظِلّی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دُنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔''

(شہادت القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 353)

چنانچہ جو بھی خلیفہ کا مرتبہ پہچانتا ہے اُسے قدرتی طور پر خلیفہ سے محبت ہوتی ہے اور یہ ایسا قدرتی جذبہ ہے جو چھوٹے بچوں میں بھی دکھائی دیتا ہے جو خلیفہ سے چمٹنا اُسکا ہاتھ پکڑنا اپنی سعادت سمجھتے ہیں اور محبت سے بات کرتے ہوئے آنسو بہاتے ہیں۔ ایک چھوٹی سی مسکراتی شامی بچی کی مثال جو خلیفۃ المسیح کو کہتی ہے:

I do not have any question to ask you. I just have to say it makes me very happy when I see you smile. And I love you

یہ وہ محبت ہے جو اللہ نے دل میں ڈال دی ہے یہ کوئی پیر پرستی نہیں۔

؎ تجھ میں اک ایسی کشش ہے کہ بقولِ غالب
خود بخود پہنچے ہے گل گوشۂ دستار کے پاس

جب دلی عقیدت اور محبت ہوتی ہے تو اطاعت ایک قدرتی چیز ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ خلیفہ نبی کا نائب ہوتا ہے اس لئے خلیفہ کی اطاعت اصل میں اللہ اور رسول کی اطاعت ہے چنانچہ حدیث میں ہے جس نے امیر کی اطاعت کی اُس نے گویا میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اُس نے گویا میری نافرمانی کی۔ اسی لئے جب ہم بیعت کرتے ہیں تو ہم یہی عہد کرتے ہیں کہ ہم خلیفہ کے ہر معروف حکم کی اطاعت کریں گے۔ اللہ اور نبی کی ہر بات ہر حکم معروف ہے اور خلیفہ کا ہر حکم قرآن اور حدیث کے مطابق ہے کیونکہ وہ خدا سے تائید یافتہ ہے۔ خلیفہ ہی تربیت کرتا ہے، پاکیزگی کے طریق بتاتا ہے، شریعت سکھاتا ہے تا اُس کے ماننے والے اعمالِ صالحہ بجالائیں اور اللہ کی معرفت حاصل کریں۔ یہ کام انجمنیں نہیں کرسکتیں۔ آج اگر کوئی خلیفہ کی اطاعت کے بارے میں شک کرتا ہے اور خود فیصلے کرکے معروف اور غیر معروف کی لسٹ بنارہا ہے تو وہ جان لے کہ قرآن کے مطابق وہ اطاعت کے دائرے سے نکل چکا ہے اور اندھیروں میں بھٹک رہا ہے نہ اس میں خشیتِ الٰہی ہے اور نہ تقویٰ۔ جو خلیفہ کی بات سُن کر سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا نہیں کہتے وہ اُن یہود کی صف میں کھڑے ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

”اے مسلمانو! اُن کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے کہا ہم نے سُن لیا اور در حقیقت وہ سُن نہیں رہے تھے)“

(الانفال:14)

یہ اطاعت نہیں کہ خلیفۃ المسیح کو مشورے دیئے جائیں یا نظام پر انگلیاں اٹھائی جائیں۔ خلیفۃ المسیح کوئی سیاسی لیڈر نہیں جو کسی کے سامنے جوابدہ ہو۔ وہ خدا کا منتخب خلیفہ ہے، مسیح محمدیؑ کا نمائندہ ہے۔ خدا کے حضور اُس کا اعلیٰ مرتبہ ہے اور روح القدس سے تائید یافتہ ہے۔ آج خلیفہ سے محبت کرنے والے لاکھوں پروانے موجود ہیں جو اعلیٰ سوچ رکھتے ہیں کہ خلیفہ کے اشارے پر جان دے دیں۔ خلیفہ کے چہرے پر ملال دیکھیں تو نیندیں اُڑ جائیں اور خلیفہ کے سکون کے لئے اپنا آرام قربان کر دیں۔

اگر آج کوئی گمراہ طبقہ social media پر fake accounts بنا کر نفرت پھیلانے کی کوشش کر رہا ہے تو وہ منکرین اور منافقین کے اُس گروہ سے تعلق رکھتا ہے جو رسول اللہ ﷺ کے وقت میں بھی تھے۔ دل بُغض اور کینہ سے بھرے ہوئے اور مُنہ سے کہتے تھے اطاعت۔ ہم ان کے حسد اور نفرت کو نہ صرف reject کرتے ہیں بلکہ ان پر لعنت بھیجتے ہیں کیونکہ یہ جھوٹوں کا طبقہ ہے ان میں سے بہت سے پہلے ہی سچائی سے پھر چکے ہیں اور اپنی دکانداری چمکا رہے ہیں۔ ہمارا پیغام ان سب کو یہی ہے کہ تمہارے ان ہتھکنڈوں سے احمدیت کا کچھ نہیں بگڑنے والا۔ خلافتِ احمدیہ تو ایک مضبوط قلعہ ہے اور تقویٰ سے اس کی دیواروں کو طاقت بخشی گئی ہے اس لئے کوئی بدخواہ اس کا نقصان نہیں کر سکتا۔ ہمارے خلیفہ نے فرمایا تھا جماعتِ احمدیہ تو ایک ولی رکھتی ہے۔ زمین و آسمان کا مالک ہمارا مولا ہے اور اسی مولا کی تائید ہمارے خلیفہ کو حاصل ہے پس خلافت ہمارے لئے ایک نعمت ہے اور اس کی برکات انہیں کو نظر آتی ہیں جو بصیرت اور معرفت رکھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ

آج صرف خلیفۃ المسیح ہی ہے جو دنیا کے امن کے لئے انسانیت کے لئے درد رکھتا ہے اور دنیا کو تباہی سے بچانے کے لئے کوشاں ہے۔

آج کونسا سیاسی یا مذہبی لیڈر ہے جو دعا کی اپیل کرتا ہے تا دنیا اپنے رب کو پہچانے اور اپنی نسلوں کو بربادی سے بچالے۔ آج کونسا دینی رہنما یا سیاسی حاکم ہے جو ہر رات اپنے لوگوں کے لئے خدا کے حضور التجا کرتا ہے۔ آج کون سا لیڈر ہے جس کو اپنی اولاد سے بڑھ کر دوسروں کی اولاد کی فکر ہے اور ان کے عائلی مسائل کو دور کرنے کی پریشانی ہے۔ آج صرف خلیفۃ المسیح ہی ہے جو ہر رات کو سونے سے قبل چشمِ تصور میں اپنے لوگوں تک پہنچتا ہے اور دعا کرتا ہے۔ آج صرف خلیفۃ المسیح ہی ہے جو اپنے رب سے کہتا ہے

؎ کشکول میں بھر دے جو میرے دل میں بھرا ہے

پس ہم کتنے خوش قسمت ہیں کہ ہمارا خلیفہ ہمارا امام ہے، ہمارا رہنما ہے، ہمارا مربی ہے، ہمارا محسن ہے اور ہمارا روحانی باپ ہے اور کیسا پیارا خلیفہ ہے جو یہ کہتا ہے ”یہ میں کوئی احسان نہیں کرتا بلکہ میرا فرض ہے اور اللہ کرے کہ میں اس سے بڑھ کر فرض ادا کرنے والا بنوں“...

(خطبہ جمعہ 6 جون 2014ء)

آج ہم میں سے خوش قسمت وہی ہے جو خلافت کی نعمت کی قدر کرے اور خلیفۃ المسیح کے ہر حکم کو دل و جان سے قبول کرے نہ کہ اپنی طرف سے معنی اختراع کرتا پھرے کہ خلیفہ نے جو بات بیان کی ہے اس کا منشاء اور مطلب یہ تھا۔ ہمارے خلیفۃ المسیح نے 25 اکتوبر 2019ء کو جرمنی میں خدام سے خطاب کرتے ہوئے یہی بات واضح فرمائی تھی کہ بعض عہدیداران خلیفہ کی بات کا اپنے طور پر مطلب نکالتے ہیں یا پرانی باتوں کو کھنگالتے رہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا

”اطاعت یہی ہے کہ جو کچھ خلیفہ کہے اسے غور سے سنو اور عمل کرو۔ اور عہدیداران کا کام یہ ہے کہ اپنے بچوں اور افرادِ جماعت میں اس اہمیت کو اجاگر کریں اسی طرح سے خلافت کی حفاظت ہو سکتی ہے۔“

حضور کا یہ ارشاد بڑا واضح اور قرآن کے عین مطابق ہے کہ

”کسی امر کے بارے میں باتیں نہ پھیلاؤ بلکہ اپنے امام سے جا کر پوچھو نہ کہ خود ہی تاویلیں کرتے پھرو۔

(النساء:84)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 06جون2022ء)



﴿83﴾

# اطاعت خلافت، کامرانی کی کلید

## قسط 1

(در ثمین احمد۔ جرمنی)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِیۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡكُمۡ

(النساء:60)

ترجمہ ”اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے حکام کی بھی۔“

حضرت مسیح موعودؑ اس آیت کریمہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اَطِیۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡكُمۡ یعنی اللہ اور رسول اور اپنے بادشاہوں کی تابعداری کرو“

(شہادت القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 332)

اولی الامر سے مراد جسمانی طور پر بادشاہ اور روحانی طور پر امام الزمان ہے....

(ضرورت الامام، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 493)

”...اطاعت ایک ایسی چیز ہے کہ اگر سچے دل سے اختیار کی جائے تو دل میں ایک نور اور روح میں ایک لذت اور روشنی آتی ہے۔ مجاہدات کی اس قدر ضرورت نہیں ہے جس قدر اطاعت کی ضرورت ہے مگر ہاں یہ شرط ہے کہ سچی اطاعت ہو اور یہی ایک مشکل امر ہے۔ اطاعت میں اپنے ہوائے نفس کو ذبح کر دینا ضروری ہوتا ہے۔ بدوں اس کے اطاعت ہو نہیں سکتی۔ صحابہ رضوان

علیہم اجمعین پر کیسا فضل تھا اور وہ کس قدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں فنا شدہ قوم تھی۔ یہ سچ بات ہے کہ کوئی قوم، قوم نہیں کہلا سکتی اور ان میں ملیت اور یگانگت کی روح نہیں پھونکی جاتی جب تک وہ فرمانبرداری کے اصول کو اختیار نہ کرے ...اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے اس میں یہی تو سرّ ہے۔ اللہ تعالیٰ توحید کو پسند فرماتا ہے اور یہ وحدت قائم نہیں ہو سکتی جب تک اطاعت نہ کی جاوے۔ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی صحابہ بڑے بڑے اہل الرائے تھے، خدا نے ان کی بناوٹ ہی ایسی رکھی تھی، وہ اصول سیاست سے بھی خوب واقف تھے کیونکہ آخر جب حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ اور دیگر صحابہ کرام خلیفہ ہوئے اور ان میں سلطنت آئی تو انہوں نے جس خوبی اور انتظام کے ساتھ سلطنت کے بارگراں کو سنبھالا ہے اس سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے کہ ان میں اہل الرائے ہونے کی کیسی قابلیت تھی مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ان کا یہ حال تھا کہ جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ فرمایا اپنی تمام آرائوں اور دانشوں کو اس کے سامنے حقیر سمجھا اور جو کچھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی کو واجب العمل قرار دیا...نا سمجھ مخالفوں نے کہا ہے کہ اسلام تلوار کے زور پر پھیلایا گیا مگر میں یہ کہتا ہوں کہ یہ صحیح نہیں ہے اصل بات یہ ہے کہ دل کی نالیاں اطاعت کے پانی سے لبریز ہو کر بہہ نکلی تھیں۔ یہ اس اطاعت اور اتحاد کا نتیجہ تھا کہ انہوں نے دوسرے دلوں کو تسخیر کر لیا... تم جو مسیح موعود کی جماعت کہلا کر صحابہ کی جماعت سے ملنے کی آرزو رکھتے ہو اپنے اندر صحابہ کا رنگ پیدا کرو۔ اطاعت ہو تو ایسی ہو، باہم محبت اور اخوت ہو تو ایسی ہو۔ غرض ہر رنگ میں ہر صورت میں تم وہی شکل اختیار کرو جو صحابہ کی تھی۔“

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد 3 سورۃ النساء صفحہ 317-318)

اس آیت کریمہ کی تفسیر کی روشنی میں جب ہمیں اس حدیث کا مطالعہ کرتے ہیں کہ ”مومن کی مثال نکیل والے اونٹ کی سی ہے جدھر اسے لے جاؤ ادھر چل پڑتا ہے۔ اور اطاعت کا عادی ہوتا ہے۔“ (مسند احمد بن حنبل جلد 4 صفحہ 126۔ ابو داؤد کتاب السنہ باب فی لزوم الطاعۃ) تو ہمیں اطاعت کا وہ اعلیٰ سبق ملتا ہے جس میں امت کا اتحاد اور خلافت کی بقا ہے۔ عمومی طور پر دیکھیں تو ہر انسان چاہتا ہے کہ اسے کامیابی ملے، اسے فتح نصیب ہو۔ ایسی خواہش رکھنے والے ہر انسان کے لئے

خدا تعالیٰ کا یہ پیغام ہے کہ وہ اس کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے آپ کو خلافت کے ساتھ وابستہ کرلے ۔ اس کے نتیجہ میں اس کی کامیابی اور فتح یقینی ہو گی۔اور اسی مضمون کو حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے ایک خطبے میں یوں بیان کیا ہے آپؓ فرماتے ہیں:

”خلافت کی بنیاد محض اور محض اس بات پر ہے کہ اَلْاِمَامُ جُنَّةٌ یُّقَاتَلُ مِنْ وَّرَآئِهٖ یعنی امام ایک ڈھال ہوتا ہے اور مومن اس ڈھال کے پیچھے سے لڑائی کرتا ہے۔ مومن کی ساری جنگیں امام کے پیچھے کھڑے ہو کر ہوتی ہیں۔ اگر ہم اس مسئلہ کو ذرا بھی بُھلادیں، اِس کی قیود کو ڈھیلا کر دیں اور اس کی ذمہ واریوں کو نظر انداز کر دیں تو جس غرض کیلئے خلافت قائم ہے وہ مفقود ہو جائے گی ...امام اور خلیفہ کی ضرورت یہی ہے کہ ہر قدم جو مومن اُٹھاتا ہے اُس کے پیچھے اُٹھاتا ہے اپنی مرضی اور خواہشات کو اس کی مرضی اور خواہشات کے تابع کرتا ہے، اپنی تدبیروں کو اس کی تدبیروں کے تابع کرتا ہے، اپنے ارادوں کو اس کے ارادوں کے تابع کرتا ہے، اپنی آرزوئوں کو اس کی آرزوئوں کے تابع کرتا ہے اور اپنے سامانوں کو اس کے سامانوں کے تابع کرتا ہے۔ اگر اس مقام پر مومن کھڑے ہو جائیں تو ان کیلئے کامیابی اور فتح یقینی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اسی نکتہ کو واضح کرنے کیلئے فرماتا ہے کہ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَهُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا یعنی جو خلفاء اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کئے جاتے ہیں ہمارا وعدہ یہ ہے کہ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَهُمْ یعنی ان کے طریق کو جو ہم ان کیلئے خود چُنیں گے دنیا میں قائم کریں گے۔ دین کے معنی صرف مذہب کے ہی نہیں۔ گو مذہب بھی اس میں شامل ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ مذہب تو انبیاء کے ذریعہ سے قائم ہوتا ہے۔ خلفاء کے ذریعہ سنن اور طریقے قائم کئے جاتے ہیں ورنہ احکام تو انبیاء پر نازل ہو چکے ہوتے ہیں۔ خلفاء، دین کی تشریح اور وضاحت کرتے ہیں اور مُغْلَقْ امور کو کھول کر لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں اور ایسی راہیں بتاتے ہیں جن پر چل کر اسلام کی ترقی ہوتی ہے۔ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہ نہیں فرمایا کہ جو مسلمانوں کا دین ہو گا ہم اسے مضبوط کریں

گے بلکہ یہ فرمایا ہے کہ جو خلیفہ کا دین ہو گا اسے مضبوط کریں گے۔ جس پالیسی کو خلفاء پیش کریں گے ہم اسے ہی کامیاب بنائیں گے اور جو پالیسی ان کے خلاف ہو گی اُسے ناکام کریں گے۔"

(الفضل 4/ستمبر 1937ء صفحہ 3-4)

تاریخ اسلام پہ نظر ڈالیں تو کئی ایسے واقعات ملتے ہیں جن میں صحابہ رضوان اللہ علیہم نے اپنے پاکیزہ نمونے قائم کئے ہیں۔ رسول کریم ﷺ جب بھی صحابہ رضوان اللہ علیہم کو کسی بات کا حکم دیتے صحابہؓ اسی وقت اس پر عمل کے لیے کھڑے ہو جاتے تھے کیونکہ صحابہ کرامؓ میں اطاعت کی روح کمال تک پہنچی ہوئی تھی۔ اس ضمن میں تاریخ اسلام سے یہ ایمان افروز واقعات ملاحضہ فرمایئے۔

آنحضرت ﷺ کو مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ قیام کیے ہوئے ابھی تیرہ مہینے ہی گزرے تھے کہ قریش مکہ نے مدینہ پر چڑھائی کرنے اور مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے کا منصوبہ بنایا۔ کفار مکہ کا ایک تجارتی قافلہ ابوسفیان کی نگرانی میں ملک شام سے تجارت کر کے واپس مکہ جارہا تھا اور ان کا راستہ مدینہ سے کچھ فاصلے سے گزرتا تھا مکہ والوں نے اس کی حفاظت کے بہانے ایک زبردست لشکر مدینہ کی طرف لے جانے کا فیصلہ کیا۔ رسول کریم ﷺ کو اس کی اطلاع مل گئی تھی۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف سے بھی آپ پر وحی ہوئی کہ اب وقت آگیا ہے کہ دشمن کے ظلم کا اس کے اپنے ہتھیار کے ساتھ جواب دیا جائے۔ چنانچہ آپؐ مدینہ سے 313 صحابہ کرامؓ کو لے کر نکلے۔ جب آپؐ مدینہ سے نکلے اس وقت تک یہ ظاہر نہ تھا کہ آیا مقابلہ قافلہ والوں سے ہو گا یا اصل لشکر سے۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ الٰہی منشا یہی تھی کہ قافلہ سے نہیں، بلکہ اصلی مکی لشکر سے مقابلہ ہو۔ آپؐ نے صحابہؓ کو جمع کیا اور ان کے سامنے یہ سوال پیش کیا کہ اب قافلہ کا کوئی سوال نہیں۔ صرف فوج ہی کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے اور صحابہؓ اس بارے میں آپؐ کو مشورہ دیں۔ ایک کے بعد دوسرے مہاجر صحابی کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا کہ یارسول اللہؐ! اگر دشمن ہمارے گھروں پر چڑھ آیا تو ہم اس سے ڈرتے نہیں ہم اس کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہیں۔ حضورؐ ہر مہاجر کا جواب سن کر یہی فرماتے چلے جاتے "مجھے مشورہ دو۔ مجھے مشورہ دو۔" مدینہ کے انصار اس وقت تک

خاموش تھے۔ پھر ایک انصاری سردار مقدار بن اسود اور سعد بن معاذ رئیس قبیلہ اوس رضی اللہ عنہما نے رسول کریم ﷺ کی منشا کو سمجھا اور اطاعت کا اعلیٰ نمونہ پیش کرتے ہوئے فرمایا۔ یارسول اللہ ﷺ مشورے تو آپؐ کو مل رہے ہیں مگر پھر بھی آپؐ بار بار مشورہ طلب فرمارہے ہیں۔ تو شاید آپؐ کی مراد ہم انصار سے ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں۔ اس سردار نے جواب میں کہا: یارسول اللہ ﷺ شاید آپؐ اس لیے ہمارا مشورہ طلب کررہے ہیں کہ آپؐ کے مدینہ آنے سے پہلے ہمارے اور آپؐ کے درمیان ایک معاہدہ ہوا تھا اور وہ یہ تھا کہ اگر مدینہ میں رہتے ہوئے کسی نے آپؐ پر اور مہاجرین پر حملہ کیا تو ہم آپ اور مہاجرین کی حفاظت کریں گے۔ لیکن اِس وقت آپؐ مدینہ سے باہر تشریف لے آئے ہیں۔ جس وقت وہ معاہدہ ہوا تھا اُس وقت تک ہم پر آپؐ کی حقیقت پورے طور پر روشن نہیں ہوئی تھی۔ اب جبکہ ہم پر آپؐ کا مرتبہ اور آپؐ کی شان پورے طور پر ظاہر ہو چکی ہے۔ یارسول اللہؐ! اب اس معاہدے کا کوئی سوال نہیں۔ ہم موسیٰ کی قوم کی طرح آپؐ کو یہ نہیں کہیں گے۔ فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ (المائدہ:25)

یعنی تو اور تیرا رب جاؤ اور دشمن سے جنگ لڑتے پھرو، ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔ بلکہ ہم آپؐ کے دائیں بھی لڑیں گے بائیں بھی لڑیں گے۔ آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے۔ اور یا رسول اللہ ﷺ دشمن جو آپؐ کو نقصان پہنچانے کے لیے آیا ہے وہ آپ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک ہماری لاشوں پر سے گزرتا ہوا نہ جائے۔ یارسول اللہ۔ جنگ تو ایک معمولی بات ہے۔ یہاں سے تھوڑے فاصلے پر سمندر ہے۔ آپؐ ہمیں حکم دیجئے کہ سمندر میں اپنے گھوڑے ڈال دو اور ہم بلا دریغ سمندر میں اپنے گھوڑے ڈال دیں گے۔

اور ہم میں سے ایک فرد بھی پیچھے نہیں رہے گا اور آپؐ ان شاء اللہ ہم کو لڑائی میں صابر پائیں گے اور ہم سے وہ بات دیکھیں گے جو آپؐ کی آنکھوں کو ٹھنڈا کرے گی۔ آپ ﷺ نے یہ تقریر سنی تو بہت خوش ہوئے اور فرمایا۔ سِيْرُوْا وَابْشِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ وَعَدَنِیْ اِحْدَی الطَّآئِفَتَيْنِ وَاللّٰهِ لَكَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی مَصَارِعِ الْقَوْمِ یعنی تو پھر اللہ کا نام لے کر آگے بڑھو اور خوش ہو کیونکہ اللہ نے

مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ کفار کے ان دو گروہوں یعنی لشکر یا قافلہ جو ہے ان میں سے کسی ایک گروہ پر وہ ہم کو ضرور غلبہ دے گا اور خدا کی قسم! میں گویا اس وقت وہ جگہیں دیکھ رہا ہوں جہاں دشمن کے آدمی قتل ہو ہو کر گریں گے۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ صفحہ 354-355)

بعد ازاں مورخہ 17 رمضان 2ھ بمطابق 14/مارچ 624ء کو میدان بدر میں کفار مکہ کے لشکر اور مسلمانوں کے درمیان جنگ ہوئی۔ چند گھنٹوں کی لڑائی میں ہی مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔ کفار مکہ کو جنگ میں شکست کے علاوہ زبردست جانی و مالی نقصان ہوا۔ اس فتح کی اَور بہت سی وجوہات ہیں اور ان میں سے ایک اہم وجہ صحابہ کرامؓ کا مکمل اطاعت اور فرمانبرداری کا جذبہ و نمونہ تھا۔

اسی طرح ایک اور صحابیؓ کی اطاعت کا بے نظیر نمونہ ملاحضہ کیجیے

"ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت خطبہ ارشاد فرمارہے تھے۔ خطبے کے دوران آپؐ نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ یہ سنتے ہی آپؓ مسجد سے باہر جس جگہ کھڑے تھے وہیں بیٹھ گئے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبے سے فارغ ہوئے اور یہ خبر آپؐ کو پہنچی تو آپؐ نے ان سے فرمایا کہ زَادَكَ اللّٰهُ حِرْصًا عَلٰى طَوَاعِيَةِ اللّٰهِ وَ طَوَاعِيَةِ رَسُوْلِهٖ کہ اللہ کی اطاعت اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کی خواہش میں اللہ تمہیں زیادہ بڑھائے۔"

(الفضل انٹرنیشنل 14/فروری 2020ء صفحہ 5)

ایک اور واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں

"رسول کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے رؤیا میں دیکھا کہ کعبہ کا طواف کر رہے ہیں۔ چونکہ وہ حج کا وقت نہیں تھا، آپ نے عمرہ کی نیت کی اور صحابہؓ کو بھی اطلاع دی۔ چلتے چلتے آپ کی اونٹنی حدیبیہ کے مقام پر بیٹھ گئی اور زور لگانے کے باوجود نہ اُٹھی۔ آپ نے فرمایا کہ اسے خدا تعالیٰ نے بٹھادیا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اس کی مشیت یہی ہے کہ ہم آگے نہ جائیں۔ مسلمانوں کی آمد دیکھ کر کفار نے

بھی اپنا لشکر جمع کرنا شروع کیا۔ کیونکہ وہ یہ گوارا نہیں کرسکتے تھے کہ مسلمان طواف کریں۔ رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ان کے آدمیوں کی انتظار میں تھے کہ آئیں تو شائد کوئی سمجھوتہ ہو جائے۔ان کی طرف سے مختلف نمائندے آئے اور آخر کار صلح کا فیصلہ ہوا۔ شرائط صلح میں سے ایک شرط یہ بھی تھی کہ مسلمان اِس وقت واپس چلے جائیں۔ وہ سمجھتے تھے کہ اگر اب انہوں نے طواف کر لیا تو ہمارے پر سٹیج میں فرق آئے گا اس لئے انہوں نے یہی شرط پیش کی کہ اب کے واپس چلے جائیں اور اگلے سال آکر طواف کرلیں۔ دوسری شرط یہ ہوئی کہ اگر کوئی کافر مسلمان ہو کر رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس آجائے تو آپ اسے واپس کر دیں گے لیکن اگر کوئی مسلمان مرتد ہو کر مکہ والوں کے پاس جانا چاہے تو اسے اس کی اجازت ہوگی۔ بظاہر یہ شرطیں بڑی کمزور شرطیں تھیں اور پھر جس وقت آپ نے اس شرط کو منظور کرلیا، اُسی وقت ایک مسلمان جس کے ہاتھوں اور پاؤں میں کڑیاں اور بیڑیاں پڑی تھیں، جس کا تمام جسم لہولہان تھا نہایت تکلیف سے لڑھکتا اور گِرتا پڑتا وہاں پہنچا اور عرض کیا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ! میرا حال دیکھئے میں مسلمان ہوں اور میرے رشتہ داروں نے اس طرح مجھے بیڑیاں پہنائی ہوئی ہیں اور مجھے شدید تکالیف پہنچا رہے ہیں۔ آج کفار لڑائی کیلئے تیار ہوئے تو میرا پہرہ ذرا کمزور ہوا اور میں موقع پاکر نکل بھاگا اور اس حالت میں یہاں پہنچا ہوں۔ صحابہؓ کو اس کی حالت دیکھ کر اتنا جوش تھا کہ وہ آپے سے باہر ہو رہے تھے۔ لیکن اہل مکہ کی طرف سے جو شخص سفیر ہو کر آیا ہوا تھا اُس نے رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا نام لے کر کہا کہ ہمیں آپ سے غداری کی امید نہیں۔ آپ نے وعدہ کیا ہے کہ ہم میں سے اگر کوئی شخص آپ کے پاس آئے تو اسے واپس کر دیں گے اس لئے یہ شخص واپس کیا جائے۔ اُس وقت اُن ہزاروں آدمیوں کے سامنے جو اپنے گھروں سے جانیں دینے کیلئے نکلے تھے، ان کا ایک بھائی تھا جو مہینوں سے قید تھا، جس کے ہاتھوں اور پاؤں سے خون کے فوارے چھُوٹ رہے تھے اور جس کا قصور صرف اتنا تھا کہ وہ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لایا تھا۔ اسے دیکھ کر صحابہؓ کی تلواریں میانوں سے باہر نکل رہی تھیں اور وہ دلوں میں کہہ رہے تھے کہ ہم سب یہیں ڈھیر ہو جائیں گے مگر اسے واپس نہیں جانے دیں گے۔ مگر رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اُن

کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ خدا کے رسول دھوکا نہیں کیا کرتے۔ ہم نے وعدہ کیا ہے اور اب خواہ ہمارے دلوں کو کتنی تکلیف ہو، اسے پورا کریں گے اور آپ نے کفار کے نمائندہ سے فرمایا کہ اسے لے جائو۔ جب اس شخص نے دیکھا کہ مجھے واپس کیا جارہا ہے تو اس نے پھر نہایت مترحمانہ نگاہوں کے ساتھ صحابہؓ کی طرف دیکھا اور کہا تم جانتے ہو مجھے کس طرف دھکیلتے ہو؟ تم مجھے ظالم لوگوں کے قبضہ میں دے رہے ہو؟ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کسی کو تاب نہ تھی کہ آنکھ اُٹھا سکے اس لئے خون کے گھونٹ پی کر رہ گئے۔ لیکن صحابہ کو اس کا رنج اتنا تھا، اتنا تھا کہ جب صلح نامہ پر دستخط ہو چکے تو رسول کریم ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا اللہ تعالیٰ کی مشیت یہی تھی کہ اس سال ہمیں عمرہ کا موقع نصیب نہ ہو۔ جائو اور اپنی قربانیوں کو ذبح کر دو۔ آپ نے یہ فرمایا اور وہ صحابہؓ جو آپ کے ایک اشارے پر اُٹھ کھڑے ہوتے اور نہایت بے تابی کے ساتھ فرمانبرداری کا اعلیٰ نمونہ دکھانے کی کوشش کرتے تھے، ان میں سے ایک بھی نہ اُٹھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پھر اپنے خیمہ میں تشریف لے گئے۔ آپ کے ساتھ اُمّہات المومنین میں سے ایک بی بی تھیں۔ آپ نے ان سے کہا کہ آج میں نے وہ نظارہ دیکھا ہے جو نبوت کے ایام میں کبھی نہیں دیکھا تھا۔ میں نے باہر جاکر صحابہؓ سے کہا کہ اپنی قربانیاں ذبح کر دو مگر ان میں سے ایک بھی نہیں اُٹھا۔ انہوں نے کہا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ! آپ کسی سے بات ہی نہ کریں۔ آپ سیدھے جاکر اپنی قربانی کے جانور کو ذبح کر دیں۔ یہ زجر زبان کی زجر سے بہت سخت تھی اور یہ مشورہ نہایت ہی اچھا تھا۔ چنانچہ آپ باہر آئے، نیزہ لیا اور بغیر کسی مدد کے اپنے جانور ذبح کرنے شروع کر دیئے۔ جونہی صحابہؓ نے یہ دیکھا معاً انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوا اور وہ دَوڑے، بعض رسول کریم ﷺ کی مدد کیلئے اور بعض اپنی قربانیوں کی طرف اور ان کی بے تابی اِس قدر بڑھ گئی کہ وہ ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کیلئے تلواروں کی نوکوں سے ایک دوسرے کو ہٹاتے تھے۔ لیکن گو انہوں نے یہ فرمانبرداری دکھائی اور ان کا جوش بھی ٹھنڈا ہوا مگر پوری طرح نہیں ہوا۔ حضرت عمرؓ جیسا مخلص انسان بھی اپنے جوش کو نہ دبا سکا۔ آپ رسول کریم ﷺ کی مجلس میں جاکر بیٹھ گئے اور عرض کیا کہ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ! کیا آپ

خدا کے رسول نہیں ہیں؟ کیا ہم خدا کی سچی جماعت نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! آپ کو ایک رؤیا ہوئی تھی کہ ہم مکہ میں داخل ہو کر عمرہ کر رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں یہ صحیح ہے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ یہ ناکامی پھر کس بات کا نتیجہ ہے؟ ہم ایمان پر ہوتے ہوئے دب گئے اور کفار کا پہلو بھاری رہا اور ہم نے ایسی ایسی شرطیں منظور کر لیں کہ اپنے ایک بھائی کو سخت مصیبت کی حالت میں دیکھا مگر کچھ نہ کر سکے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک مجھے رؤیا ہوئی تھی مگر کیا میں نے کہا تھا کہ اس سال ہم عمرہ کریں گے؟ میں نے صرف قیاس کیا تھا اور اسی قیاس کی بناء پر آیا اور تم کو معلوم ہے کہ یہ بات شرائط میں ہے کہ ہم اگلے سال عمرہ کریں گے اور خواب پورا ہو گا۔ پھر اس میں ذلّت کی کوئی بات نہیں کہ جو مسلمان ہو اُسے واپس کیا جائے اور جو کافر ہو اسے اپنے ہم مذہبوں کے پاس جانے دیا جائے۔ جس مسلمان کو کفار پکڑ کر رکھیں گے وہ تبلیغ ہی کرے گا اور جو مسلمان مرتد ہو جائے تم بتاؤ ہم نے اُسے رکھ کر کرنا ہی کیا ہے۔ اس پر حضرت عمرؓ خاموش ہو گئے۔ ان کا جوش کم ہوا مگر پوری طرح فرو نہیں ہوا۔ اور پھر وہ اس شخص کے پاس پہنچے جسے اللہ تعالیٰ نے صدیق کہا ہے اور جس کی نبض محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبض کے تابع چلتی تھی اور کہا ابو بکرؓ؟ کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول ہیں؟ کیا ہمارا دین سچا ہے؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب نہیں دیکھا تھا کہ ہم عمرہ کر رہے ہیں، پھر ہوا کیا؟ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا عمرؓ! کیا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا تھا کہ ہم ضرور اسی سال عمرہ کریں گے؟ خواب صرف یہی ہے کہ ہم عمرہ کریں گے سو ضرور کریں گے۔ تب حضرت عمرؓ کا دل صاف ہوا اور انہوں نے سمجھ لیا کہ صداقت جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے نکلی اُسی طرح ابو بکر کی زبان سے بھی نکلی۔ تو صلح حدیبیہ بڑا بھاری امتحان تھا، بڑی آزمائش تھی مگر صحابہؓ نے انتہائی اطاعت کا نمونہ دکھایا۔

(خطبات محمود جلد18 صفحہ 368-371)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 21 جون 2022ء)



﴿84﴾

# اطاعت خلافت، کامرانی کی کلید

## قسط2

(درثمین احمد۔ جرمنی)

بعد کے حالات وواقعات اس بات کے شاہد ہیں کہ دراصل صلح حدیبیہ ہی اس فتح عظیم کی جانب پہلا قدم تھا جس کی بشارت رب کریم نے دی تھی۔ اسی طرح ایک اور واقعہ میں فتح شام کے بارے میں ذکر ملتا ہے کہ 13/ہجری میں رومیوں میں کئی اطراف سے لشکر کشی کی گئی۔ ایک دستہ کے قائد حضرت یزید بن ابوسفیان تھے۔ ابوسفیان کے ایک بیٹے کا نام بھی یزید تھا، یہ پہلے فوت ہو گئے تھے، جو اردن کے مشرق کی طرف سے حملہ آور ہوئے۔ دوسرے کے حضرت شُرَحْبِیْل بن حَسَنَہ تھے جو بَلْقَاء کی طرف سے آگے بڑھے۔ تیسرے کے قائد حضرت عمرو بن عاصؓ تھے جو فلسطین کی طرف سے شام میں داخل ہوئے۔ چوتھے دستے کے قائد حضرت ابوعبیدہ بن جَراحؓ تھے جو حِمص کی طرف بڑھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ جب یہ سب ایک جگہ اکٹھے ہو جائیں تو حضرت ابوعبیدہ بن جَرَّاحؓ سپہ سالار ہوں گے۔ ہر لشکر چار ہزار پر مشتمل تھا جبکہ حضرت ابوعبیدہؓ کا لشکر آٹھ ہزار کا تھا۔ جب لشکر روانہ ہونے لگے تو حضرت ابوبکرؓ نے قائدین لشکر کو فرمایا دیکھو! نہ اپنے پر تنگی وارد کرنا نہ اپنے ساتھیوں پر۔ اپنی قوم اور ساتھیوں پر ناراضگی کا اظہار نہ کرنا۔ ان سے مشورے کرنا اور انصاف سے کام لینا۔ ظلم و جور سے دور رہنا کہ ظالم کبھی فلاح نہیں پاتا اور کبھی کامیابی کا منہ نہیں دیکھتا۔ اور جب تمہاری دشمن سے مڈھ بھیڑ ہو جائے تو دشمن کو پیٹھ نہیں دکھانا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو اس دن پیٹھ پھیرے گا اس پر خدا کا غضب ٹوٹے گا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہو گا

سوائے اس کے کہ جو لڑائی کے لیے جگہ بدلتا ہے یا اپنے ساتھیوں سے رابطہ قائم کرنا چاہتا ہے۔ قرآن کریم میں سورۂ انفال میں آیت سترہ میں یہ لکھا ہوا ہے۔ پھر فرمایا کہ دیکھو! جب تم دشمن پر غلبہ پاؤ تو کسی بچے، بوڑھے اور عورت کو قتل نہ کرنا، کسی جانور کو ہلاک نہ کرنا، عہد شکنی نہ کرنا، معاہدہ کرکے اسے خود نہ توڑنا۔

حضرت ابوعبیدہؓ نے سب سے پہلے شام کے شہر مآب کو فتح کیا۔ وہاں کے باشندوں نے جزیہ کی شرط پر صلح کر لی۔ اس کے بعد آپؓ نے جَابِیَہ کا رخ کیا۔ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ رومیوں کا بڑا لشکر مقابلے کے لیے تیار ہے۔ اس پر حضرت ابوعبیدہؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں مزید مدد کے لیے درخواست کی۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ جو اس وقت عراق کی مہم پر مامور تھے ان سے فرمایا کہ نصف لشکر حضرت مثنیٰؓ بن حارثؓ کی قیادت میں چھوڑ کر تم حضرت ابوعبیدہؓ کی مدد کو پہنچ جاؤ اور حضرت ابوبکرؓ نے حضرت ابوعبیدہؓ کو خط لکھا کہ مَیں نے خالد کو امیر مقرر کیا ہے اور مَیں خوب جانتا ہوں کہ تم اس سے بہتر اور افضل ہو۔ پورے خط کا متن یہ ہے کہ اللہ کے بندے عتیق بن ابوقُحافہ۔ عتیق حضرت ابوبکرؓ کا اصل نام تھا اور ابوقحافہ ان کے والد کا نام تھا۔

اللہ کے بندے عتیق بن ابوقحافہ کا خط ابوعبیدہ بن جَرَّاحؓ کے نام۔ تجھ پر خدا کی سلامتی ہو۔ مَیں نے شام کی فوجوں کی کمان خالد کے سپرد کی ہے۔ آپ اس کی مخالفت نہ کرنا اور سننا اور اطاعت کرنا۔ مَیں نے تمہیں اس پر والی مقرر کیا ہے۔ مَیں جانتا ہوں کہ تم اس سے افضل ہو لیکن میرا خیال ہے کہ اس میں، خالد بن ولیدؓ میں، فنِ حرب کی صلاحیت یعنی جنگی معاملات کی صلاحیت تمہاری نسبت بہت زیادہ ہے۔ اللہ مجھے اور تمہیں صحیح راہ پر گامزن رکھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے یہ لکھا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے حِیرہ، عراق میں ایک شہر کا نام ہے وہاں سے حضرت ابوعبیدہؓ کو خط لکھا کہ اللہ کی آپؓ پر سلامتی ہو۔ مجھے حضرت ابوبکرؓ نے شام کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا ہے اور فوجوں کی قیادت میرے سپرد فرمائی ہے۔ خدا کی قسم! مَیں نے اس کا کبھی مطالبہ نہیں کیا اور نہ میری خواہش تھی۔ آپؓ کی وہی حیثیت ہوگی جو پہلے ہے۔ ہم آپؓ کی نافرمانی نہیں کریں گے اور نہ

آپؓ کو نظر انداز کر کے کوئی فیصلہ کریں گے۔ آپؓ مسلمانوں کے سردار ہیں۔ آپؓ کی فضیلت کا ہم انکار نہیں کرتے اور نہ آپؓ کے مشورے سے مستغنی ہو سکتے ہیں۔ (ماخوذ از روشن ستارے از غلام باری سیف صاحب جلد2 صفحہ 19 تا 21)(عشرہ مبشرہ از بشیر ساجد صفحہ 804، البدر پبلیکیشنز اردو بازار لاہور، 2000ء) (سیر الصحابہ جلد4 صفحہ 457، 459 مطبوعہ دار الاشاعت کراچی)(فرہنگ سیرت صفحہ 110 زوار اکیڈمی پبلیکیشنز کراچی 2003ء) یہ دیکھیں۔ یہ ہے مومنانہ شان۔ دونوں طرف سے کس طرح عاجزانہ طور پر اطاعت کا اظہار کیا گیا ہے۔

اسی طرح ایک واقعہ حضرت خالد بن ولید کی اطاعت و فرمانبرداری کے حوالے سے ملتا ہے جنہیں خود رسول کریمؐ نے سیف اللہ کا خطاب عطا کیا تھا۔ جو اسلام لانے کے بعد واقعتاً دشمنوں کے لئے ننگی تلوار کی طرح تھے جو اپنی قائدانہ صلاحیتوں کے باعث جنگ کا پانسہ پلٹنے میں ماہر سمجھے جاتے تھے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ شام کے علاقہ میں مسلم افواج کے کمانڈر انچیف تھے لیکن حضرت عمر فاروقؓ نے خلیفہ بننے کے بعد بعض مصالح کی وجہ سے آپؓ کو معزول کر کے حضرت ابوعبیدہ بن الجرّاحؓ کو کمانڈر انچیف مقرر فرما دیا۔ جب یہ اطلاع خالد بن ولیدؓ کو ملی تو آپ نے اطاعتِ خلافت کا شاندار نمونہ پیش کرتے ہوئے خود لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ خلیفۃ الرسول کی طرف سے ابوعبیدہ بن الجرّاح (اَمِینُ الامّت) سپہ سالار مقرر ہوئے ہیں ان کی اطاعت کرو۔ آپؓ خود چل کر ابوعبیدہ کے پاس گئے اور انہیں سپہ سالاری سونپ دی۔ عسکری تاریخ میں شاذ ہی ایسی مثال ملے گی لیکن یہ سب خلافت کی اطاعت کے سبب ممکن ہوا کیونکہ صحابہ جانتے تھے کہ ساری کامیابیوں کا دارومدار اطاعتِ خلافت میں ہے۔ اس واقعے کی تفصیل کچھ یوں ہے

"یرموک کی فتح سے چند روز قبل حضرت ابو بکرؓ کا وصال ہو گیا، آپؓ کی وفات ہو گئی اور حضرت عمرؓ خلیفہ منتخب ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے شام کی نگرانی اور فوجوں کی قیادت حضرت ابوعبیدہؓ کے سپرد کی۔ جب حضرت ابوعبیدہؓ کو حضرت عمرؓ کی اس تقریر کا خط پہنچا تو اس وقت جنگ پورے زوروں پر تھی اس لیے حضرت ابوعبیدہؓ نے اس کا اظہار نہ کیا اور حضرت خالد بن ولیدؓ کو جب اس کا علم ہوا کیونکہ حضرت خالد بن ولیدؓ اس وقت کمانڈر تھے تو انہوں نے پوچھا کہ آپ نے

اس کو کیوں چھپائے رکھا۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے فرمایا اس لیے کہ ہم دشمن کے بالمقابل تھے اور مَیں کسی طرح آپ کی دل شکنی نہیں چاہتا تھا۔ جب مسلمانوں کو فتح ہوئی تو حضرت خالد کا لشکر عراق واپس جانے لگا تو حضرت ابو عبیدہؓ نے حضرت خالدؓ کو کچھ دیر اپنے پاس روکے رکھا۔ جب حضرت خالدؓ روانہ ہونے لگے تو انہوں نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تمہیں خوش ہونا چاہیے کہ اس امّت کے امین تمہارے والی ہیں یعنی حضرت ابو عبیدہؓ۔ اس پر ابو عبیدہؓ نے فرمایا مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ خالد بن ولید خدا کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے۔ غرض اس طرح محبت اور احترام کی فضا میں دونوں قائد ایک دوسرے سے جدا ہوئے۔

(ماخوذ از روشن ستارے از غلام باری سیف جلد 2 صفحہ 26-27 الفضل انٹر نیشنل سیرت النبیؐ نمبر 27/اکتوبر تا 03/نومبر 2020ء صفحہ 5 تا 9)

صحابہ کرامؓ کی زندگیوں میں ایک چیز ہمیں نہایت واضح نظر آتی ہے اور وہ یہ کہ وہ خلفاء اور امراء کی اطاعت سے کسی صورت میں بھی جی نہ چراتے تھے۔ اور اپنے علم و فضل کے باوجود ان کے ساتھ اختلاف کو گوارا نہ کرتے تھے۔ بلکہ ان کے پیچھے چل کر قومی وحدت کو برقرار رکھتے تھے اور یہی ایک چیز ہے جس نے اختلافات کے باوجود ان کے شیرازہ کو منتشر نہ ہونے دیا۔ اور من حیث القوم ان کو اس قدر مضبوط کر دیا تھا کہ اپنی کمی تعداد، غربت، بے بسی اور انتہائی کمزوری کے باوجود وہ بڑے بڑے طاقت ور دشمنوں کے مقابلہ میں کامیاب و کامران ہوتے تھے۔

اسی طرح ایک واقعہ ہمیں حضرت علیؓ کے دور خلافت میں ملتا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ

”جب رومی بادشاہ نے حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کی جنگ کی خبر معلوم کر کے اسلامی مملکت پر حملہ کرنا چاہا تو حضرت معاویہؓ نے اسے لکھا کہ ہوشیار رہنا ہمارے آپس کے اختلاف سے دھوکہ نہ کھانا۔ اگر تم نے حملہ کیا تو حضرت علیؓ کی طرف سے جو پہلا جرنیل تمہارے مقابلہ کے لئے نکلے گا وہ میں ہوں گا۔“

(تفسیر کبیر جلد 4 صفحہ 430)

آپؓ نے اس کا ذرا تفصیل سے ذکر اس طرح بھی بیان فرمایا ”کہ ایک زمانہ وہ تھا کہ جب روم کے بادشاہ نے حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ میں اختلاف دیکھا تو اس نے چاہا کہ وہ مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لیے ایک لشکر بھیجے۔ اس وقت رومی سلطنت کی ایسی ہی طاقت تھی جیسی اس وقت امریکہ کی ہے۔ اس کی لشکر کشی کا ارادہ دیکھ کر ایک پادری نے جو بڑا ہوشیار تھا کہا بادشاہ سلامت آپ میری بات سن لیں اور لشکر کشی کرنے سے اجتناب کریں۔ یہ لوگ اگرچہ آپس میں اختلاف رکھتے ہیں لیکن آپ کے مقابلے میں متحد ہو جائیں گے اور باہمی اختلاف کو بھول جائیں گے۔ پھر اس نے کہا کہ آپ کتے منگوائیں اور انہیں ایک عرصہ تک بھوکا رکھیں۔ پھر ان کے آگے گوشت ڈالیں وہ آپس میں لڑنے لگ جائیں گے۔ اگر آپ انہی کتوں پر شیر چھوڑ دیں تو وہ دونوں اپنے اختلاف کو بھول کر شیر پر جھپٹ پڑیں گے۔ اس مثال سے اس نے یہ بتایا کہ تُو چاہتا ہے کہ اس وقت حضرت علی اور معاویہ کے اختلاف سے فائدہ اٹھالے لیکن مَیں یہ بتا دیتا ہوں کہ جب بھی کسی بیرونی دشمن سے لڑنے کا سوال پیدا ہو گا یہ دونوں اپنے باہمی اختلافات کو بھول جائیں گے اور دشمن کے مقابلے میں متحد ہو جائیں گے اور ہوا بھی یہی۔ جب حضرت معاویہ کو روم کے بادشاہ کے ارادے کا علم ہوا تو آپ نے اسے پیغام بھیجا کہ تُو چاہتا ہے کہ ہمارے اختلاف سے فائدہ اٹھا کر مسلمانوں پر حملہ کرے لیکن مَیں تمہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ میری حضرت علی کے ساتھ بیشک لڑائی ہے لیکن اگر تمہارا لشکر حملہ آور ہوا تو حضرت علی کی طرف سے اس لشکر کا مقابلہ کرنے کے لیے جو سب سے پہلا جرنیل نکلے گا وہ میں ہوں گا۔“ (مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع 1956ء میں خطابات، انوار العلوم جلد 25 صفحہ 416-417) یہ تھا وہ پیغام جسے سن کر رومی بادشاہ نے وقتی طور پر لشکر کشی کا ارادہ ملتوی کر دیا۔

اسلام کے دور آخر پر نگاہ ڈالیں تو تاریخ احمدیت ایسے بے شمار واقعات سے مزین ہے جو آنے والی نسلوں کے لئے مشعل راہ ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول حاجی الحرمین حافظ حکیم مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ کی تو ساری زندگی اطاعت و فدائیت کے واقعات سے معمور ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے پیارے مرید حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کے بارے میں فرماتے ہیں۔

”مولوی حکیم نور دین صاحب اپنے اخلاص اور محبت اور صفت ایثار اور للہ شجاعت اور سخاوت اور ہمدردی اسلام میں عجیب شان رکھتے ہیں۔ کثرت مال کے ساتھ کچھ قلیل خدا تعالیٰ کی راہ میں دیتے ہوئے تو بہتوں کو دیکھا۔ مگر خود بھوکے پیاسے رہ کر اپنا عزیز مال رضائے مولیٰ میں اٹھا دینا اور اپنے لئے دنیا میں سے کچھ نہ بنانا یہ صفت کامل طور پر مولوی صاحب موصوف میں ہی دیکھی یا ان میں جن کے دلوں پر ان کی صحبت کا اثر ہے... خدا تعالیٰ اس خصلت اور ہمت کے آدمی اس امت میں زیادہ سے زیادہ کرے۔ آمین ثم آمین

چہ خوش بُودے اگر ہر یک ز اُمت نور دیں بودے
ہمیں بُودے اگر ہر دل پر از نور یقین بودے

ترجمہ: کیا ہی اچھا ہوتا اگر قوم کا ہر فرد نورالدین بن جائے۔ مگر یہ تب ہی ہو سکتا ہے کہ جب ہر دل یقین کے نور سے بھر جائے۔“

(نشان آسمانی، روحانی خزائین جلد 4 صفحہ 410-411)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ میں اطاعت و ادب کا مادہ کمال درجہ پر تھا۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں کہ

”جن دنوں ہمارا چھوٹا بھائی مبارک احمد صاحب بیمار تھا۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت مولوی نورالدین صاحب کو اس کے دیکھنے کے لئے گھر میں بلایا۔ اس وقت آپ صحن میں ایک چارپائی پر تشریف رکھتے تھے اور صحن میں کوئی فرش وغیرہ نہیں تھا۔ حضرت مولوی صاحبؓ آتے ہی چارپائی کے پاس زمین پر بیٹھ گئے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا مولوی صاحب چارپائی پر بیٹھیں۔ مولوی صاحب نے عرض کیا حضور! میں بیٹھا ہوں اور کچھ اونچے ہو گئے۔ اور ہاتھ چارپائی پر رکھ لیا مگر حضرت صاحب نے جب دوبارہ کہا تو مولوی صاحب اٹھ کر چارپائی کے ایک کنارہ پر پائنتی کے اوپر بیٹھ گئے۔ اس روایت کے نیچے حضرت صاحبزادہ صاحبؓ کا نوٹ بایں

الفاظ درج ہے ”مولوی صاحب میں اطاعت وادب کا مادہ کمال درجہ پر تھا“ اللہ اللہ اطاعت آقا میں کیسا کمال ہے کہ وہ شخص جو کسی بڑے سے بڑے آدمی کے سامنے زمین پر بیٹھنے کے لئے طالب علمی کے زمانہ میں بھی تیار نہیں ہوتا تھا، دینی و دنیوی ترقیات کی اعلیٰ منزلیں طے کرنے کے بعد بھی حضرت مسیح پاکؑ کے سامنے زمین پر بیٹھنے ہی میں سعادت عظمیٰ سمجھتا ہے۔

(حیات نور صفحہ 188-189)

ایک مرتبہ آپ مطب میں بیٹھے تھے۔ ارد گرد لوگوں کا حلقہ تھا۔ ایک شخص نے آکر کہا کہ مولوی صاحب! حضور یاد فرماتے ہیں۔ یہ سنتے ہی اس طرح گھبراہٹ کے ساتھ اٹھے کہ پگڑی باندھتے جاتے تھے اور جوتا گھسیٹتے جاتے تھے۔ گویا دل میں یہ تھا کہ حضور کے حکم کی تعمیل میں دیر نہ ہو۔ پھر جب منصب خلافت پر فائز ہوئے تو اکثر فرمایا کرتے تھے کہ تم جانتے ہو نورالدین کا یہاں ایک معشوق ہوتا تھا جسے مرزا کہتے تھے۔ نورالدین اس کے پیچھے یوں دیوانہ وار پھرا کرتا تھا کہ اسے اپنے جوتے اور پگڑی کا بھی ہوش نہیں ہوا کرتا تھا۔

(حیات نور صفحہ 188)

تو یہ نمونہ تھا ان لوگوں کا جن کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی فرمار کھا ہے۔

مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہؓ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مے ان کو ساقی نے پلا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

یعنی ہم صحابہؓ جیسا کردار اختیار کریں گے ان کا رنگ چڑھائیں گے۔ محبت و عشق اور اس درجہ اطاعت کی مئے پئیں گے جو صحابہؓ نے پی تو اَخْزَی الْاَعَادِیْ دیکھنے کو ملے گا۔ یعنی ہمارا دشمن ذلیل اور رسوا ہو گا۔

حضرت مصلح موعودؓ ایک موقع پر احباب جماعت کو اطاعت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں

”جس طرح حنین کی لڑائی کے موقع پر جب رسول کریم ﷺ کی طرف سے یہ آواز بلند کرائی گئی کہ اے انصار! خدا کا رسول تم کو بلاتا ہے اور صحابہ بیتاب ہو کر اُس آواز کی طرف بھاگے بلکہ جن کے گھوڑے نہیں مُڑتے تھے انہوں نے اُن کی گردنیں کاٹ دیں اور پیدل دَوڑے۔ اسی طرح... وہی خدا جو اُس وقت فوجوں کے ساتھ تائید کرنے آیا آج میری مدد پر ہے اور اگر آج تم خلافت کی اطاعت کے نکتہ کو سمجھ لو تو تمہاری مدد کو بھی آئے گا۔ نصرت ہمیشہ اطاعت سے ملتی ہے۔ جب تک خلافت قائم رہے نظامی اطاعت پر اور جب خلافت مٹ جائے انفرادی اطاعت پر ایمان کی بنیاد ہوتی ہے۔ پس میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خواہ تم کتنے عقلمند اور مدبر ہو، اپنی تدابیر اور عقلوں پر چل کر دین کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ جب تک تمہاری عقلیں اور تدبیریں خلافت کے ماتحت نہ ہوں اور تم امام کے پیچھے پیچھے نہ چلو ہرگز اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت تم حاصل نہیں کرسکتے۔ پس اگر تم خدا تعالیٰ کی نصرت چاہتے ہو تو یاد رکھو کہ اس کا کوئی ذریعہ نہیں سوائے اس کے کہ تمہارا اٹھنا بیٹھنا کھڑا ہونا اور چلنا، تمہارا بولنا اور خاموش ہونا میرے ماتحت ہو۔ بیشک میں نبی نہیں ہوں لیکن میں نبوت کے قدموں پر اور اس جگہ پر کھڑا ہوں۔ ہر وہ شخص جو میری اطاعت سے باہر ہوتا ہے وہ یقیناً نبی کی اطاعت سے باہر جاتا ہے۔ جو میرا جوا اپنی گردن سے اُتارتا ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جوا اُتارتا ہے۔ اور جو اِن کا جوا اُتارتا ہے وہ رسول کریم ﷺ کا جوا اُتارتا ہے۔ اور جو آنحضرت ﷺ کا جوا اُتارتا ہے وہ خدا تعالیٰ کا جوا اُتارتا ہے۔ میں بے شک انسان ہوں خدا نہیں ہوں مگر میں یہ کہنے سے نہیں رہ سکتا کہ میری اطاعت اور فرمانبرداری میں خدا تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری ہے۔

(خطبات محمود جلد18 صفحہ376 تا377، الفضل 4 ستمبر 1937)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 22 جون 2022ء)



﴿85﴾

# اطاعت خلافت، کامرانی کی کلید

## قسط 3

(در ثمین احمد۔ جرمنی)

"اطاعت خلافت کامرانی کی کلید" اس سلسلے میں قرون آخر کے اصحاب کے چند مزید ایمان افروز واقعات پیش کرنا چاہوں گی۔ 1947ء میں ہندوپاک کی تقسیم ہوئی، پانچ دریائوں کا متحدہ پنجاب دو حصوں میں تقسیم ہوا۔ مشرقی پنجاب ہندوستان کے حصہ میں آیا اور مغربی پنجاب پاکستان کے حصہ میں آیا۔ اس خونی تقسیم کے نتیجہ میں دونوں طرف لاکھوں بے گناہ انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ ایک اندازہ کے مطابق مشرقی پنجاب میں 25-20 لاکھ مسلمانوں کو قتل کروایا گیا۔ لاکھوں بچے یتیم ہوئے بہت سے مسلمان اپنے بوڑھے ماں باپ کو پناہ گزین کیمپوں میں چھوڑ کر بھاگ گئے اور وہ وہاں سسک سسک کر مر گئے۔ ہزاروں مسلمان عورتیں مفسدہ پردازوں اور ان کے فوجیوں نے اغوا کر لیں۔ مسلمانوں کی کم و بیش تمام مساجد، مقابر، خانقاہیں، تباہ و برباد کر دی گئیں۔ (الشاذ کالمعدوم) تقسیم ملک کے ابتدائی سالوں میں مشرقی پنجاب کے ایک دو مقامات کے علاوہ کہیں مسلمان نظر نہ آتا تھا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان حالات کے رونما ہونے سے بہت پہلے ان امور کا اندازہ لگا لیا تھا۔ اور اس کے بد نتائج سے بچنے کے لیے تیاریاں شروع کر دی تھیں۔ ان تیاریوں میں سے حفظ ماتقدم کے طور پر ایک تیاری یہ تھی کہ فوج میں ملازمت کرنے والے احمدیوں کو یہ تحریک کروائی گئی کہ وہ فوجی ملازمت سے استعفیٰ دے کر حفاظت مرکز کے لیے فوراً قادیان پہنچ جائیں۔ چنانچہ تعمیل ارشاد میں سینکڑوں احمدی فوجیوں نے اطاعت کا نمونہ دکھایا اور ملازمت کو خیر آباد کہہ کر قادیان پہنچے۔ ان میں سے بہت سے احمدی فوجیوں کو ان کے

افسروں نے سمجھایا کہ تمہاری ملازمت کا عرصہ مکمل ہونے میں صرف ایک ماہ باقی ہے اس وقت تک رک جاؤ آپ کو پنشن اور دیگر مراعات مل جائیں گی۔ احمدیوں نے جواب دیا ہم ایک دن کے لیے بھی رک نہیں سکتے، ہمارا استعفیٰ منظور کریں، یا نہ کریں، ہم قادیان جا رہے ہیں۔ فوجیوں کے علاوہ بہت سے احمدی رضاکار بھی خدمت کے لیے قادیان پہنچ گئے۔ تقسیم ملک کے خطرناک ایام میں جو خدمات انہوں نے انجام دیں ان کی تفصیل فی الحال بیان کرنے کا موقعہ نہیں۔ صرف اتنا بتانا ضروری ہے کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ 31 اگست 1947ء کو قادیان سے ہجرت فرما کر لاہور تشریف لے گئے اور آپ نے اپنے ایک اہم پیغام میں فرمایا:

”اے عزیزو! احمدیت کی آزمائش کا وقت اب آئے گا۔ اور اب معلوم ہو گا کہ سچا مومن کون سا ہے، پس اپنے ایمانوں کا ایسا نمونہ دکھائو کہ پہلی قوموں کی گردنیں تمہارے سامنے جھک جائیں، اور آئندہ نسلیں تم پر فخر کریں“

(الفضل 8 جون 1948ء صفحہ 3)

1947ء کے پُر آشوب زمانہ میں مسجد اقصیٰ قادیان کی مغربی جانب ایک مکان میں چالیس 40 عورتیں محصور تھیں، ان کی حفاظت کے لیے انہیں مسجد اقصیٰ میں لانا ضروری تھا۔ باہر کرفیو لگا ہوا تھا مسجد کی مغربی دیوار اور مکان کے درمیان تقریباً 7-8 فٹ چوڑی گلی تھی۔ دو نَوجوان غلام محمد صاحب، اور مستری غلام قادر صاحب مسجد کی مغربی دیوار اور دوسری طرف مکان کی دیوار پر تختے رکھ کر ایک ایک عورت کو مسجد میں منتقل کرنے لگے۔ جب انتالیس عورتیں مسجد میں پہنچ گئیں اور چالیسویں 40 کو لارہے تھے وہ بھی مسجد میں پہنچ گئی تو فوجیوں کی نظریں دونوں نوجوانوں پر پڑ گئیں۔ انہوں نے ان پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی اور انہیں شہید کر دیا۔ ان دونوں نوجوانوں نے اپنی اپنی جانوں کو خطرہ میں ڈالا اور کسی خاتون کی بے حرمتی نہیں ہونے دی۔ جب ان دونوں نوجوانوں کی شہادت کی اطلاع حضرت مصلح موعودؓ کو ملی تو آپ نے فرمایا:

”یہ دونوں بہادر اور سینکڑوں اور آدمی اس وقت منوں مٹی کے نیچے دفن ہیں لیکن انہوں نے اپنی قوم کی عزت کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ مرنے والے مر گئے، انہوں نے بہر حال مرنا

ہی تھا، اگر اور کسی صورت میں مرتے تو ان کے نام کو یاد رکھنے والا کوئی نہ ہو تا... خدا کی رحمتیں ان لوگوں پر نازل ہوں۔ اور ان کا نیک نمونہ مسلمانوں کے خون کو گرماتا رہے۔"

(الفضل 11/اکتوبر 1947ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 11 صفحہ 190-191)

ایک دفعہ حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی جماعت کے جذبۂ اطاعت کا ذکر کرتے ہوئے اعلان فرمایا:

"خدا نے مجھے وہ تلواریں بخشی ہیں جو کفر کو ایک لحظہ میں کاٹ کر رکھ دیتی ہیں۔ خدا نے مجھے وہ دل بخشے ہیں جو میری آواز پر ہر قربانی کے لیے تیار ہیں۔ میں انہیں سمندر کی گہرائیوں میں چھلانگ لگانے کے لیے کہوں تو وہ سمندر میں چھلانگ لگانے کے لیے تیار ہیں، میں انہیں پہاڑوں کی چوٹیوں سے اپنے آپ کو گرانے کے لیے کہوں تو وہ پہاڑوں کی چوٹیوں سے اپنے آپ کو گرادیں۔ میں انہیں جلتے ہوئے تندوروں میں کود جانے کا حکم دوں تو وہ جلتے ہوئے تندوروں میں کُود کر دکھا دیں۔ اگر خودکشی حرام نہ ہوتی، اگر خودکشی اسلام میں ناجائز نہ ہوتی تو میں اس وقت تمہیں یہ نمونہ دکھا سکتا تھا کہ جماعت احمدیہ کے سو آدمیوں کو میں اپنے پیٹ میں خنجر مار کر ہلاک ہو جانے کا حکم دیتا اور وہ سو آدمی اسی وقت اپنے پیٹ میں خنجر مار کر مر جاتا۔ خُدا نے ہمیں اسلام کی تائید کے لیے کھڑا کیا ہے۔ خدا نے ہمیں محمد رسول اللہ ﷺ کا نام بلند کرنے کے لیے کھڑا کیا ہے۔"

(الفضل مصلح موعود نمبر 18 از تبلیغ فروری 1958ء صفحہ 17-18)

ہماری جماعت کے جلیل القدر بزرگ صحابی حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ اطاعت کی برکت کے حوالے سے اپنا ایک ذاتی واقعہ بیان کرتے ہیں:

"ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں قادیان مقدس میں تھا۔ اتفاق سے گھر میں اخراجات کے لئے کوئی رقم نہ تھی۔ اور میری بیوی کہہ رہی تھیں کہ گھر کی ضروریات کے لئے کل کے واسطے کوئی رقم نہیں۔ بچوں کی تعلیمی فیس بھی ادا نہیں ہو سکی۔ سکول والے تقاضہ کر رہے ہیں بہت پریشانی ہے۔ ابھی وہ یہ بات کہہ رہی تھیں کہ دفتر نظارت سے مجھے حکم پہنچا کہ دہلی اور کرنال وغیرہ میں بعض جلسوں کی تقریب ہے، آپ ایک وفد کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہو کر ابھی دفتر

میں آجائیں۔ جب میں دفتر میں جانے لگا تو میری اہلیہ نے پھر کہا کہ آپ لمبے سفر پر جا رہے ہیں اور گھر میں بچوں کے گذارا اور اخراجات کے لئے کوئی انتظام نہیں۔ میں ان چھوٹے بچوں کے لئے کیا انتظام کروں؟

میں نے کہا کہ میں سلسلہ کا حکم ٹال نہیں سکتا۔ صحابہ کرامؓ جب اپنے اہل و عیال کو گھروں میں بے سروسامانی کی حالت میں چھوڑ کر جہاد کے لئے روانہ ہوتے تھے تو گھر والوں کو یہ بھی خطرہ ہوتا تھا کہ نہ معلوم وہ واپس آتے ہیں یا شہادت کا مرتبہ پا کر ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا ہو جاتے ہیں۔ اور بچے یتیم اور بیویاں بیوہ ہوتی ہیں... اس پر میری بیوی خاموش ہو گئیں اور میں گھر سے نکلنے کے لئے باہر کے دروازہ کی طرف بڑھا۔ اس حالت میں میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کیا کہ

”اے میرے محسن خدا تیرا یہ عاجز بندہ تیرے کام کے لئے روانہ ہو رہا ہے اور گھر کی حالت تجھ پر مخفی نہیں تو خود ہی ان کا کفیل ہو اور ان کی حاجت روائی فرما۔ تیرا یہ عبدِ حقیر ان افسردہ دلوں اور حاجت مندوں کے لئے راحت و مسرت کا کوئی سامان مہیا نہیں کر سکتا۔“

میں دعا کرتا ہوا ابھی بیرونی دروازہ تک نہ پہنچا تھا کہ باہر سے کسی نے دروازہ پر دستک دی۔ جب میں نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا تو ایک صاحب کھڑے تھے۔ انہوں نے کہا کہ فلاں شخص نے ابھی ابھی مجھے بلا کر مبلغ یکصد روپیہ دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ آپ کے ہاتھ میں دے کر عرض کیا جائے کہ اس کے دینے والے کے نام کا کسی سے ذکر نہ کریں۔ میں نے وہ روپیہ لے کر انہی صاحب کو اپنے ساتھ لیا اور کہا کہ میں تو اب گھر سے تبلیغی سفر کے لئے نکل پڑا ہوں۔ بازار سے ضروری سامان خورونوش لینا ہے وہ آپ میرے گھر پہنچا دیں۔ کیونکہ میرا اب دوبارہ گھر میں واپس جانا مناسب نہیں۔ وہ صاحب بخوشی میرے ساتھ بازار گئے۔ میں نے ضروری سامان خرید کر ان کو گھر لے جانے کے لئے دیدیا اور بقیہ رقم متفرق ضروریات کے لئے ان کے ہاتھ گھر بھجوا دی۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذالك۔

(حیات قدسی جلد چہارم صفحہ 5)

تاریخ میں ہمیں صرف صحابہ رضوان اللہ علیہم کے نمونے ہی نظر نہیں آتے بلکہ خلفائے احمدیت کی ذاتی زندگیاں بھی اطاعت کے اعلیٰ نمونوں سے مزین نظر آتیں ہیں جنکی ایک جھلک آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی حیات مبارکہ کے واقعات میں ملاحضہ کی ہے اسی طرح تمام خلفائے کرام کی حیات طیبہ کا مطالعہ کرلیں یہ قدر مشرک آپ کو تمام خلفائے عظام کی سیرت مبارکہ میں نظر آئیں گی حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے جون 1912ء میں احمدیہ بلڈنگ لاہور میں خلافت کے موضوع پر اپنے خطاب میں فرمایا:

”مرزا صاحب کی اولاد دل سے میری فدائی ہے... مَیں کسی لحاظ سے نہیں کہتا بلکہ مَیں امر واقعہ کا اعلان کرتا ہوں کہ ان کو خدا کی رضا کے لیے محبت ہے۔ بیوی صاحبہ کے منہ سے بیسیوں مرتبہ میں نے سنا ہے کہ میں تو آپ کی لونڈی ہوں۔... مرزا صاحب کے خاندان نے میری فرماں برداری کی ہے اور ایک ایک ان میں سے مجھ پر ایسا فدا ہے کہ مجھے کبھی وہم بھی نہیں آسکتا کہ میرے متعلق انہیں کوئی وہم آتا ہو۔“

(اخبار بدر 4، 11/ جولائی 1912 بحوالہ حیات نور صفحہ 564 عبدالقادر سابق سوداگرمل، بحوالہ روزنامہ الفضل ربوہ 23/ جنوری 2013ء صفحہ 6)

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحبؓ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی اطاعتِ امام کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

ایک دفعہ خواجہ کمال الدین صاحب نے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو مخاطب کر کے کہا:

میاں ہم سے ایک غلطی ہوگئی ہے جس کا تدارک اب سوائے اس کے کچھ نظر نہیں آتا کہ ہم کسی ڈھنگ سے خلیفہ کے اختیارات کو محدود کر دیں۔ وہ بیعت لے لیا کریں۔ نماز پڑھا دیا کریں۔ خطبہ نکاح پڑھ کر ایجاب و قبول اور اعلان نکاح فرما دیا کریں یا جنازہ پڑھا دیا کریں اور بس۔ خواجہ صاحب کی بات سن کر جو جواب حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دیا اسے ہم حضور ہی کے الفاظ میں درج کرتے ہیں۔ حضور فرماتے ہیں:

”میں نے کہا کہ اختیارات کے فیصلہ کا وہ وقت تھا جبکہ ابھی بیعت نہ ہوئی تھی جبکہ حضرت خلیفہ ٔ اولؓ نے صاف صاف کہہ دیا (تھا) کہ بیعت کے بعد تم کو پوری پوری اطاعت کرنی ہوگی اور اس تقریر کو سن کر ہم نے بیعت کی۔ تو اب آقا کے اختیار مقرر کرنے کا حق غلاموں کو کب حاصل ہے؟“

(حیات نور مرتبہ شیخ عبد القادر سابق سوداگر مل، صفحہ 365)

1927ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے خلیفہ وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جو اطاعت کا نمونہ قائم کیا اس کا ذکر الفضل میں یوں ملتا ہے۔

”مہمانوں کی غیر معمولی کثرت اور اژدہام اس سال کی ایک خاص خصوصیت تھی۔ حاضرین کا ہجوم اس قدر تھا کہ تیار کردہ جلسہ گاہ ناکافی ثابت ہوئی اور خصوصاً حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر کے وقت اس قدر کثرت تھی کہ لوگ جگہ نہ ملنے کی وجہ سے جلسہ گاہ کے باہر کھڑے رہے۔ اس پر حضور نے اظہار افسوس فرماتے ہوئے ذمہ دار کارکنوں کو توجہ دلائی اور منتظمین نے اس قدر ہمت اور کوشش سے کام لیا 27/ دسمبر کی کارروائی ختم ہونے کے بعد راتوں رات جلسہ گاہ کو پہلے سے بہت وسیع کر دیا اور صبح جلسہ گاہ میں جانے والوں کو وہ بہت فراخ نظر آئی اور اس پر حضرت اقدس نے بھی اظہارِ خوشنودی فرمایا۔ جلسہ گاہ کی تیاری میں ساری رات مدرسہ احمدیہ کے طلباء اور دیگر اصحاب مصروف رہے۔ طلبہ نے شہتیریاں اٹھا کر لانے، اینٹیں اور گارا بہم پہنچانے میں بڑی تن دہی اور محنت سے کام کیا۔ ان کام کرنے والوں میں صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد سلمہ اللہ تعالیٰ ابن حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ بھی تھے۔ خدا تعالیٰ ان کی عمر میں برکت دے۔

(الفضل 3 جنوری 1928 صفحہ 2)

حضرت مرزا طاہر احمد (خلیفۃ المسیح الرابعؒ) کراچی میں تھے جب آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی طرف سے پیغام ملا کہ فوری طور پر ڈھاکہ بنگلہ دیش روانہ ہو جائیں کیونکہ وہاں پر جماعتی حالات ٹھیک نہیں ہیں۔ وہاں جا کر ان کی رہنمائی کریں۔ یاد رہے کہ اس وقت بنگلہ دیش

پاکستان کا حصہ تھا۔ ڈھاکہ جانے کے لئے ہوائی جہاز کا پتہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ کوئی جگہ نہیں ہے چانس پر ٹکٹ حاصل کیا گیا۔ احباب کی تمام تر کوششوں کے باوجود جب کوئی سیٹ نہ مل سکی تو آپ کو مشورہ دیا گیا کہ آپ اگلے جہاز پر کچھ دن بعد ڈھاکہ چلے جائیں مگر حضرت مرزا طاہر احمد نے فرمایا کہ جب خدا کا خلیفہ مجھے فوراً ڈھاکہ جانے کا حکم دے رہا ہے تو میں کیونکر اس میں تاخیر کر سکتا ہوں۔ چنانچہ آپ اپنا سامان لے کر Air Port پہنچ گئے جبکہ سیٹ کنفرم نہیں تھی۔

کچھ دیر انتظار کے بعد ائرپورٹ کی انتظامیہ نے اعلان کر دیا کہ ڈھاکہ جانے والا جہاز روانگی کے لئے تیار ہے یہ سننے پر تمام وہ لوگ جو چانس پر جانے کے لئے آئے ہوئے تھے مایوس ہو کر واپس چلے گئے۔ مگر حضرت مرزا طاہر احمد اس یقین کے ساتھ وہاں موجود رہے کہ یہ جہاز مجھے ضرور لے کر جائے گا۔ کیونکہ خلیفۂ وقت کا منشاء یہ ہے کہ میں فوراً ڈھاکہ جاؤں۔ چنانچہ آپ انتظار میں ہی تھے کہ اعلان کیا گیا کہ ڈھاکہ جانے والے جہاز میں ایک شخص کی جگہ خالی ہے اگر کسی مسافر کے پاس ٹکٹ ہے تو فوراً رپورٹ کرے۔ آپ نے فوراً پیش قدمی کی اور اسی جہاز میں ڈھاکہ روانہ ہوئے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ایک ناممکن کام کو خلیفۂ وقت کی توجہ اور برکت سے ممکن بنا دیا۔

(الفضل 22 مئی 2009ء صفحہ 9)

حضرت سیدہ امۃ السبوح بیگم صاحبہ (حرم خلیفۃ المسیح الخامس) اطاعت امام کے حوالے سے خلیفۃ المسیح الخامس کے بارے میں فرماتی ہیں۔ خلفاء کے ساتھ اطاعت آپ کی طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور ہمیشہ اشارہ سمجھ کر اطاعت کی۔ آپ ہر معاملہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ہر حکم کی پوری تعمیل کرتے۔ انیس بیس کا فرق بھی نہ ہونے دیتے۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ بیمار ہوئے آپ نے منع فرمایا تھا کہ کسی کے آنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن طبیعت کمزور تھی اور فکر مندی تھی۔ انتہائی گرتی ہوئی حالت دیکھ کر میاں سیفی (مرزا سفیر احمد صاحب) نے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو فون کر دیا اور صورتِ حال بتا کر کہا کہ اگر آپ آجائیں تو اچھا ہے۔ چنانچہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ لندن تشریف لے آئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے ملاقات کے لیے گئے تو حضورؒ نے دریافت فرمایا۔ ''کیسے آئے ہو۔'' آپ نے جواب دیا کہ آپ کی طبیعت کی وجہ

سے جماعت فکر مند ہے اس لیے پوچھنے کے لیے آیا ہوں تو حضورؒ نے فرمایا حالات ایسے ہیں کہ فوراً واپس چلے جاؤ۔ چنانچہ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ بہت بہتر۔ میں فوراً واپسی کی سیٹ Book کروالیتا ہوں۔ بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے میاں سیفی سے پوچھا کہ اس (حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ) میں تو اتنی اطاعت ہے کہ یہ میرے کہے بغیر آہی نہیں سکتا۔ یہ آیا کیسے؟ تب میاں سیفی نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو بتایا کہ ان کو تو میں نے فون پر آنے کو کہا تھا اس لیے آئے ہیں۔ اس پر حضور رحمہ اللہ کو اطمینان ہوا کہ ان کی توقعات کے مطابق ان کے مجاہد بیٹے کی اطاعت اعلیٰ ترین معیار پر ہی تھی۔

(ماہنامہ تشحیذ الاذہان سیدنا مسرور ایدہ اللہ نمبر ستمبر، اکتوبر 2008ء صفحہ 20-21)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

”تم سب امام کے اشارے پر چلو اور اس کی ہدایات سے ذرہ بھر بھی ادھر اُدھر نہ ہو۔ جب وہ حکم دے بڑھو اور جب وہ حکم دے بیٹھ جاؤ۔ اور جدھر بڑھنے کا وہ حکم دے اُدھر بڑھو اور جدھر سے ہٹنے کا وہ حکم دے ادھر سے ہٹ جاؤ۔“

(انوار العلوم جلد 14 صفحہ 515-516)

پس اطاعتِ خلافت در حقیقت وہ کامل محبت ہے جس میں انسان امامِ وقت کی ایسی پیروی کرے جیسے نبض کی حرکت تنفس کی حرکت کی پیروی کرتی ہے اور سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا کی مجسم تصویر بن جائے۔

یہی نظارہ چشمِ فلک نے اس روز دیکھا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو مسند خلافت پر متمکن فرمایا تو آپ نے مسجد فضل کے اندر موجود احباب کے لیے ارشاد فرمایا بیٹھ جائیں۔ طیورِ ابراہیمی کو جیسے جیسے اپنے خلیفہ کا یہ ارشاد پہنچتا گیا۔ یہ بیٹھتے چلے گئے یہاں تک کہ مسجد فضل کے ارد گرد ہزاروں کی تعداد میں موجود احمدی اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

"عمومی طور پر ہر بات جو اس زمانے میں اپنے اپنے وقت میں خلفاء وقت کہتے رہے ہیں۔ جو خلیفہ وقت آپ کے سامنے پیش کرتا ہے، جو تربیتی امور آپ کے سامنے رکھے جاتے ہیں۔ ان سب کی اطاعت کرنا اور خلیفہ وقت کی ہر بات کو ماننا یہ اصل میں اطاعت ہے اور یہ نہیں ہے کہ تحقیق کی جائے کہ اصل حکم کیا تھا؟ یا کیا نہیں تھا؟ اس کے پیچھے کیا روح تھی؟ جو سمجھ آیا اس کے مطابق فوری طور پر اطاعت کی جائے تبھی اس نیکی کا ثواب ملے گا۔"

(خطبات مسرور جلد4 صفحہ288)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ چند سالوں سے دنیا کو عالم گیر تباہی سے متنبہ فرمارہے ہیں۔ آپ ایک طرف تو ان ہولناک خطرات سے دنیا کو آگاہ کر رہے ہیں اور اس کے نتیجہ میں ہونے والی تباہیوں کا احساس دلا رہے ہیں۔ اور دوسری طرف رحمۃ للعالمین کی غلامی میں وہی جذبہ رحمت نمایاں نظر آتا ہے۔ اور افراد جماعت کو دنیا والوں کے لیے دعائیں کرنے کی بار بار تاکید فرمارہے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

"ہر روز ایک نئی خبر آتی ہے کہ آج جنگ کا شعلہ بھڑکنے والا ہے، آج ختم ہونے والا ہے۔ بظاہر یہی لگتا ہے کہ بڑی طاقتیں جو ہیں وہ جنگ کی طرف جس تیزی سے بڑھ رہی ہیں اس میں اب مزید کوئی روک پیدا ہونے کے آثار نظر نہیں آرہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ خاص طور پر مسلمانوں کو، خاص طور پر احمدیوں کو ان جنگ کے بداثرات سے بچا کر رکھے اور عمومی طور پر انسانیت کو بھی بداثرات سے بچائے۔ اگر ابھی بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان لوگوں کی اصلاح ہو سکتی ہے اور کوئی ذریعہ بن سکتا ہے کہ ان کی اصلاح ہو جائے اور یہ خدا کو پہچاننے والے ہوں تو اللہ تعالیٰ وہ حالات پیدا کرے کہ یہ اللہ تعالیٰ کو پہچانیں اور اپنی تباہی سے بچ سکیں۔"

(خطبہ جمعہ 18 مئی 2018ء)

اطاعت کا تقاضا ہے کہ ہم درد دل سے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ عصر حاضر کے انسانوں کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور عذاب الٰہی سے بچائے۔ کیونکہ انذاری پیشگوئیاں توبہ، دعا اور صدقات سے ٹل جاتی ہیں۔

اطاعت خلافت کامرانی کی کلید کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دُنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو یہی نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں۔ اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے۔''

(الفضل انٹر نیشنل 23تا30 مئی2003ء صفحہ 1)

آخر میں دُعا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اُسی طرح کامل اطاعت وفرمانبرداری کی توفیق عطا فرمائے جیسے صحابہ کرام رسول کریم ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہؓ حضور علیہ السلام کی کیا کرتے تھے اور یہ بھی دُعا ہے اللہ تعالیٰ اس اطاعت کو قبول فرمائے اور ہماری جماعت کو اور ہمیں اور ہماری اولاد کو دنیا اور آخرت میں بے انتہا برکتیں وکامرانیاں اور کامیابیاں عطا فرمائے آمین۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 23جون2022ء)



﴿86﴾

# خلفاء احمدیت کے حق میں پوری ہونے والی بعض پیشگوئیاں

(جاذب محمود۔جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ایک بنیادی اصول یوں بیان فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

(النور:56)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کے ساتھ کیے گئے ایک وعدہ کا ذکر فرمایا ہے۔

مذہب کی تاریخ گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس وعدہ کو پورا کرنے کے لیے اپنے خلفاء کی تائید و نصرت فرماتا ہے اور ان کی سچائی کو ظاہر کرنے کے لیے مقبولین کی زبانوں سے قبل از وقت خبریں دیتا ہے۔

چنانچہ زیر نظر مضمون میں ایسی ہی چند پیش خبریوں کا ذکر کیا گیا جو خلفائے احمدیت کے متعلق بزرگان سلف نے بیان کی ہیں۔

### آنے والے مہدی کا قریب ساتھی

حضرت محی الدین ابن عربیؒ جنہیں شیخ اکبر کہا جاتا ہے اور آپ کی کتب امت مسلمہ میں خاص اہمیت کی حامل ہیں، اپنی کتاب فتوحات مکیہ میں آنے والے مہدی کی نشانیاں بتاتے ہوئے فرمایا:

لَهُمْ حَافِظٌ لَيْسَ مِنْ جِنْسِهِمْ مَا عَصَى اللّٰهَ قَطٌّ هُوَ أَخَصُّ الْوُزَرَاءِ وَأَفْضَلَ الْاَمْنَاءِ

یعنی ان میں سے ایک حافظ ہو گا۔ جو ان کی جنس میں سے نہیں ہو گا۔ اس نے کبھی خدا کی نافرمانی نہیں کی ہو گی۔ وہی اس موعود کا وزیر خاص اور بہترین امین ہو گا۔

(فتوحات مکیہ جلد 6 صفحہ 52 دار الکتب العلمیۃ 2006ء)

پس یہ پیشگوئی حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے حق میں صاف صاف پوری ہوئی۔ آپؓ حافظِ قرآن تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قریبی رفیق۔ چنانچہ آپؓ جس قدر اعلیٰ اخلاق، نیکی اور تقویٰ کے مقام پر فائز تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے متبعین کے لیے اسے ایک مثال قرار دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کے بارے میں فرمایا:

چہ خوش بودے اگر ہریک زامت نور دین بودے
ہمیں بودے اگر ہر دلُ پر از نورِ یقین بودے

(آسمانی نشان، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 411)

## 1910ء میں ایک حادثہ

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی وفات سے چند برس پہلے آپؓ گھوڑے سے گرنے کے باعث زخمی ہوئے اور آپ کے چہرہ پر اس زخم کا نشان رہا۔ اس طرح آپ پر حضرت عمرؓ کی یہ پیشگوئی پوری ہوئی کہ

مِنْ وِلْدِیْ رَجُلٌ بِوَجْهِهٖ شُجَّةٌ يَمْلَأُ الْاَرْضَ عَدْلًا

(تاریخ الخلفاء صفحہ 171 از امام جلال الدین السیوطی مکتبۃ نزار مصطفی الباز 2004ء)

یعنی ”ایک شخص میری اولاد سے ہو گا جس کے چہرہ پر نشان ہو گا (یعنی جس کے منہ اور سر کے کسی حصہ میں ایسا زخم لگے جو ہڈی تک پہنچا ہو گا۔) وہ زمین کو عدل سے بھر دے گا۔“

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی ایک خواب میں حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب کو گھوڑے سے گرتے دیکھا۔

(تذکرہ صفحہ 671)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جبکہ آپ اُن دنوں تشحیذ الاذہان کے ایڈیٹر تھے اِس پیشگوئی پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

”پیشگوئی کا ایسے وقت میں ہونا جب آپ کے پاس کیا، قادیان کے احمدیوں میں سے کسی کے پاس بھی گھوڑا نہ تھا۔ پھر اس عرصہ میں حضرت مسیح موعودؑ کا فوت بھی ہو جانا اور اس پیشگوئی کا بالکل ظہور نہ ہونا۔ پھر کسی شخص کا عزیزم عبد الحیی سلّمہ اللہ تعالیٰ کو گھوڑا ہدیۃً پیش کرنا اور خرید اہوا نہ ہونا۔ نواب صاحب کے خود آکر ملنے کے باوجود حضرت مولوی صاحب کا وہاں تشریف لے جانا۔ رکابوں کا چھوٹا ہونا اور باوجود کہنے کے آپ کا بچوں کی تکلیف کے خیال سے اُن کے لمبے کرنے سے منع کرنا۔ احباب کا ساتھ چلنے کی خواہش کرنا اور آپ کا روک دینا۔ گھوڑے کا بِدک کر تیز ہو جانا اور دونوں ساتھیوں کا پیچھے رہ جانا اور پھر آپ کا خاص اُس جگہ پر گرنا جہاں پتھر تھے، ایسے عجیب واقعات ہیں کہ سوائے اِس کے کہ یقین کیا جائے کہ خدا تعالیٰ کے خاص ارادے کے ماتحت حضرت صاحب کی پیشگوئی کو پورا کرنے کیلئے ہوئے ہیں اَور کوئی صورت نظر نہیں آتی۔“

(تشحیذ الاذہان جلد 5 نمبر 11 نومبر 1910ء صفحہ 404)

## اس کے بعد محمود ظاہر ہو گا

پانچویں صدی ہجری کے ایک عالم امام یحیٰ بن عقبؒ نے آنے والے مہدی کے نشانات کا ذکر اپنے اشعار میں کیا۔ مہدی کے بعد آنے والے جانشینوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

إِذَا مَا جَاءَهُمُ الْعَرَبِيّ حَقًّا
عَلَى عَمَلٍ سَيمْلكُ لَا محَال
وَ يفْتحُوْنَهَا مِنْ غَيْرِ شَكٍّ
وَكَمْ دَاع يُنَادِيْ بِابْتِهَال
وَ مَحْمُوْد سَيُظْهَرُ بَعْدَ هَذَا
وَ يملك الشَّامِ بِلَا قِتَال

(شمس المعارف الکبریٰ صفحہ 358 از احمد البونی مؤسسۃ النور بیروت 2006ء)

یعنی ”حضرت امام مہدی کے بعد ایک عظیم الشان عربی النسل آئے گا جو خلیفہ بر حق ہو گا (یا یہ حق بات ہے کہ وہ عربی نسل ہو گا) اور نیک عمر و سیرت اور بلند مرتبت کے باعث وہ روحانی بادشاہت کا ضرور وارث ہو گا اور اس کے زمانہ میں بلا شک ممالک فتح ہوں گے۔ بے شمار دعائیں کرنے والے اسلام کی فتح (قدرت ثانیہ کے ظہور) کے لئے دعائیں کریں گے اور اس کے بعد محمود ظاہر ہو گا اور بغیر جنگ کے ملک شام کا مالک ہو گا۔“

یہ پیشگوئی بتصریح حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے وجود میں پوری ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے دور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام ایشیا کے علاوہ، افریقہ، امریکہ، اور یورپ میں پھیلنا شروع ہو گیا تھا۔ حضرت مصلح موعودؓ آپ کے بعد آئے، اور آپ کا نام محمود تھا۔

## دساتیر آسمانی میں پیشگوئی

دساتیر آسمانی قدیم فارسی نبی حضرت زرتشتؑ اور دیگر فارسی انبیاء کے اقوال کا مجموعہ ہے۔ اس کتاب میں ایسی پیشگوئیاں ہیں جو ہماری آنکھوں کے سامنے پوری ہو رہی ہیں۔ ایک جگہ مذہب اسلام کی حالت کی پیشگوئی کرتے ہوئے فرمایا:

”چون ہزار سال تازی آئین راگذرد چنان شود آن آئین از جدائی یہا کہ اگر بایین گر نمایند نداندش۔“

(دساتیر آسمانی جلد 2 صفحہ 302 ملا فیروز بن کوس بمبئی 1818ء)

پھر فرمایا کہ اس وقت ایسا ہو گا کہ:

”و روز بروز جدایی و دشمنی درآنھا افزون شود... پس بابید شما خوبی ازین۔ و اگر ماند یکدم از مھین جرج انگیزم از کسان توکسی... و آیین و آب توبتور سانم ... و پیغمبری و پیشوائی از فرزندان تو بر نگیر۔“

(دساتیر آسمانی جلد 2 صفحہ 294 ملا فیروز بن کوس بمبئی 1818ء)

اس پیشگوئی کا ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے یوں کیا:

”پھر شریعت عربی پر ہزار سال گزر جائیں گے تو تفرقوں سے دین ایسا ہو جائے گا کہ اگر خود شارع (ﷺ) کے سامنے پیش کیا جائے تو وہ بھی اسے پہچان نہ سکے گا...... اور ان کے اندر انشقاق اور اختلاف پیدا ہو جائے گا اور روز بروز اختلاف اور باہمی دشمنی میں بڑھتے چلے جائیں گے۔...... جب ایسا ہو گا تو تمہیں خوشخبری ہو اگر زمانہ میں ایک دن بھی باقی رہ جائے تو تیرے لوگوں سے (فارسی الاصل) ایک شخص کو کھڑا کروں گا جو تیری گمشدہ عزت و آبرو واپس لائے گا اور اسے دوبارہ قائم کرے گا۔ میں پیغمبری و پیشوائی (نبوت و خلافت) تیری نسل سے اُٹھاؤں گا۔“

(سوانح فضل عمر جلد 1 صفحہ 66)

حضرت مصلح موعودؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سگے بیٹے تھے جو آپ کے بعد دوسرے خلیفہ بنے اور پیشگوئی میں مذکور یہ الفاظ کہ ”میں پیغمبری و پیشوائی (نبوت و خلافت) تیری نسل سے اُٹھاؤں گا۔“ کے مصداق ہوئے۔

## حضرت شاہ نعمت اللہ صاحب ولیؒ کی پیشگوئی

حضرت نعمت اللہ صاحب ولی صاحب کشف مشہور صوفی بزرگ اور شاعر تھے۔ آپ نے آنے والے مسیح و مہدی کے زمانہ اور اس کی بعثت و کارناموں پر ایک قصیدہ لکھا۔ چنانچہ اس قصیدہ میں مذکور دیگر پیشگوئیوں کے ساتھ ساتھ ایک پیشگوئی یہ لکھی ہے کہ

دور اوچوں شود تمام بکام
پسرش یادگار مے بینم

(پیشن گوئی از حضرت نعمت اللہ شاہ ولی صفحہ 36 نوریہ روضیہ پبلی کیشنز لاہور 2007ء)

یعنی ”اس کا زمانہ کامیابی کے ساتھ گزر جائے گا تو اس کے نمود پر اس کا بیٹا یادگار رہ جائے گا۔“

حضرت مصلح موعودؓ اس پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”نعمت اللہ صاحب ولی کی پیشگوئی موجود ہے۔ اور مسیح موعود نے اس کا ذکر کیا ہے جس میں لکھا ہے ”پسر ش یادگارے بینم“۔ صرف خلافت کا اس میں ذکر نہیں ہے حضرت مسیح موعود اور میرے درمیان خلافت تو ایک اور بھی ہوئی ہے۔ جو بہت بڑی خلافت تھی مگر نعمت اللہ صاحب ولی نے اس کا ذکر نہیں کیا۔ اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ وہ زمانہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کو پھیلایا جائے گا وہ میرا زمانہ ہے۔ اور میرے زمانہ میں خدا تعالیٰ کی خاص برکات نازل ہوں گی۔ اس لئے اس کی نسبت پیشگوئی کی گئی ہے۔“

(خطبہ جمعہ 21 اکتوبر 1927ء مطبوعہ خطباتِ محمود، جلد 11 صفحہ 223)

پس حضرت مصلح موعود کا 52 سالہ دور خلافت جو بے شمار ترقیات کا حامل تھا۔ آپ نے جماعت کے بنیادی نظام کو تشکیل دی اور جماعت کو ایک نئے دور میں داخل کیا۔

## حضرت ابراہیمؑ اور ان کے دو بیٹے

حضرت مصلح موعودؓ کو ایک دفعہ رؤیا میں ابراہیم موسوم کیا گیا۔ (الفضل 7 مارچ 1944ء، رؤیا و کشوف سیدنا محمود صفحہ 13) اسی مشابہت کے تحت آپؓ کو قادیان سے ربوہ ہجرت کرنی پڑی اور ایک نیا مرکز اسلام شروع کرنا پڑا۔

(الفضل 18 فروری 2022ء صفحہ 47)

اسی طرح حضرت مصلح موعودؓ کو یہ بھی بشارت دی گئی کہ آپ کے بعد حضرت اسحاقؑ اور حضرت اسماعیلؑ آپ کے بعد آپ کے جانشین ہوں گے۔

(عرفانِ الٰہی، انوار العلوم جلد 4 صفحہ 350)

یہ پیشگوئی آپؓ کے بعد آپ کے دو صاحبزادوں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ جو بعد میں جماعت احمدیہ کے خلیفہ منتخب ہوئے پر اطلاق پائی۔

**بیٹا اور پوتا**

طالمود میں حضرت مصلح موعودؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے بارے میں پیشگوئی موجود ہے۔ لکھا ہے:

"Others say that the kingdom of the Messiah will endure for thousands of years, as 'when there is a good government it is not quickly dissolved.' It is also said that He shall die, and His kingdom descend to His son and grandson. In proof of this opinion Isaiah xiii. 4 is quoted: 'He shall not fail, nor be discouraged, till He have set judgment in the earth.' "

(The Talmud by Joseph Barclay [London:J. Murray (1878)], p. 37)

یعنی "یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ (یعنی مسیح) وفات پا جائے گا اور اس کی سلطنت اس کے بیٹے اور پوتے کو ملے گی۔ اس رائے کے ثبوت میں یسعیاہ باب 42 کی آیت 4 پیش کی جاتی ہے کہ وہ ماندنہ ہو گا اور ہمت نہ ہارے گا جب تک کہ عدالت کو زمین پر قائم نہ کرے۔"

پس آنے والے مسیح ابن مریم کے بارے میں یہ پیشگوئی پوری حضرت مصلح موعودؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ پر پوری ہوئی۔

**پوتے کی بشارت**

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک پوتے کی پیدائش کی خوشخبری دی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتایا:

إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ نَّافِلَةً لَّكَ

(تذکرہ صفحہ 519 ایڈیشن چہارم 2004ء)

یعنی ہم تمہیں ایک بچہ کی بشارت دیتے ہیں جو تمہارا پوتا ہو گا۔

حضرت مسیح موعودؑ اس الہام کی ذاتی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”ممکن ہے کہ اس کی یہ تعبیر ہو کہ محمود کے ہاں لڑکا ہو کیونکہ نافلہ پوتے کو بھی کہتے ہیں یا بشارت کسی اور وقت تک موقوف ہو۔“

(تذکرہ صفحہ 519 ایڈیشن چہارم 2004ء)

اسی طرح حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا:

”مجھے بھی اللہ تعالیٰ نے پہلے خبر دی ہے کہ میں تجھے ایک ایسا لڑکا دوں گا جو دین کا ناصر ہو گا اور اسلام کی خدمت پر کمربستہ ہو گا۔“

(الفضل 8 اپریل 1915ء صفحہ 5، رؤیا و کشوف سیدنا محمود صفحہ 19)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس پیشگوئی کا ذکر بطور نشان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”بیالیسواں نشان یہ ہے کہ خدا نے نافلہ کے طور پر پانچویں لڑکے کا وعدہ کیا تھا۔ جیسا کہ اسی کتاب مواہب الرحمن کے صفحہ 139 میں اس طرح پر یہ پیشگوئی لکھی ہے:

وَبَشَّرَنِیْ بِخَامِسٍ حِیْنَ مِنَ الْاَحْیَانِ

یعنی پانچواں لڑکا جو چار سے علاوہ بطور نافلہ پیدا ہونے والا تھا اُس کی خدا نے مجھے بشارت دی کہ وہ کسی وقت ضرور پیدا ہو گا اور اس کے بارہ میں ایک اور الہام بھی ہوا کہ جو اخبار البدر اور الحکم میں مدت ہوئی کہ شائع ہو چکا ہے اور وہ یہ ہے کہ

اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ نَّافِلَةً لَّكَ نَافِلَةً مِّنْ عِنْدِیْ

یعنی ہم ایک اور لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں کہ جو نافلہ ہو گا یعنی لڑکے کا لڑکا یہ نافلہ ہماری طرف سے ہے۔“

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 228-229)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بعض اور الہامات بھی ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتایا:

اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهٗ یَحْیٰی

میں تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتا ہوں جس کا نام یحییٰ ہے۔

(تذکرہ صفحہ 626 ایڈیشن چہارم 2004ء)

حضورؑ نے یہ بھی تعبیر فرمائی کہ یہاں یحییٰ سے مراد ایک لمبی عمر رہنے والا لڑکا بھی ہو سکتا ہے۔ اسی طرح قرآن کریم میں حضرت یحییٰ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:

يَا يَحْيَى خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ وَآتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا

(مریم:13)

اے یحییٰ! کتاب کو مضبوطی سے پکڑ لے۔ اور ہم نے اسے بچپن ہی سے حکمت عطا کی تھی۔

پس اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے بھی بچپن میں قرآن کریم کا حفظ مکمل کیا اور قرآن کریم کی ایسی خدمت کرنے کا موقعہ آپ کو نصیب کیا گیا کہ خلفاء احمدیت میں خاص امتیاز رکھتی ہے۔

**اِس دور کا موسیٰ**

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُونِي أَقْتُلْ مُوسَى وَلْيَدْعُ رَبَّهُ

(المؤمن:27)

اور فرعون نے کہا مجھے ذرا چھوڑو کہ میں موسیٰ کو قتل کروں اور وہ اپنے رب کو پکارے۔

اسی آیت کا ٹکڑا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی الہام ہوا۔ چنانچہ آپؑ لکھتے ہیں:

”میری طبیعت الہام کی طرف منحدر ہوئی اور الہام کے رو سے خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا کہ ایک شخص مخالف میری نسبت کہتا ہے۔

ذَرُونِي أَقْتُلْ مُوسَى

یعنی مجھ کو چھوڑو تا میں موسیٰ کو یعنی اِس عاجز کو قتل کر دوں۔“

(آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 218-219، تذکرہ صفحہ 219 ایڈیشن چہارم 2004ء)

اسی ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی ایک رؤیا یوں بیان کرتے ہیں:

”میں مصر کے دریائے نیل پر کھڑا ہوں اور میرے ساتھ بہت سے بنی اسرائیل ہیں اور میں اپنے آپ کو موسیٰ سمجھتا ہوں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم بھاگے چلے آتے ہیں۔ نظر اُٹھا کر پیچھے دیکھا تو معلوم ہوا کہ فرعون ایک لشکرِ کثیر کے ساتھ ہمارے تعاقب میں ہے اور اس کے ساتھ بہت سامان مثل گھوڑے و گاڑیوں ورتھوں کے ہے اور وہ ہمارے بہت قریب آگیا ہے۔ میرے ساتھی بنی اسرائیل بہت گھبرائے ہوئے ہیں اور اکثر ان میں سے بے دل ہو گئے ہیں اور بلند آواز سے چلاتے ہیں کہ اے موسیٰ ہم پکڑے گئے۔ تو میں نے بلند آواز سے کہا۔

كَلَّا إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ

اتنے میں میں بیدار ہو گیا۔ اور زبان پر یہی الفاظ جاری تھے۔“

(ملفوظات جلد4 صفحہ 153 مطبوعہ 2018ء)

اسی رؤیا کی تشریح کرتے ہوئے آپؑ نے فرمایا:

”اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ایسا وقت بھی آوے جب جماعت کو کوئی یاس ہو مگر میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا زور آور حملوں سے سچائی ظاہر کر دے گا۔ اس وقت یہ پورے زور لگائیں گے تا کہ قتل کے مقدمہ کی حسرتیں نہ رہ جائیں کہ کیوں چھوٹ گیا۔ یہ لوگ ان باتوں پر یقین نہیں رکھتے جو خدا کی طرف سے میں پیش کرتا ہوں مگر وہ دیکھ لیں گے کہ اِنَّہٗ اَمْرًا عَجَبًا کیسے ہوتا ہے۔“

(ملفوظات جلد4 صفحہ 178-179 مطبوعہ 2018ء)

قرآن کریم قصے کہانیوں کی کتاب نہیں ہے۔ پس اس آیت میں قرآن کریم کی دیگر آیات کی طرح ایک پیشگوئی ہے۔ یہ پیشگوئی حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ذات میں پوری ہوئی جب آپؒ پاکستان سے ہجرت کر کے لندن تشریف لائے اور صرف اس لیے آئے کہ حکومت آپؒ کے خلاف تھی۔ جنرل ضیاء الحق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کے معاملے میں آخری زمانے کے فرعون تھے۔

5 جولائی 1985ء کو اپنے خطبہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا کہ یہ آیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نازل ہونا اس بات کی علامت ہے کہ یہ ان پر یا ان کے خلفاء میں سے کسی پر اطلاق پائے گی۔ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ایسا کوئی واقعہ پیش نہیں آیا، اس لیے حضورؒ نے اعلان کیا کہ یہ پیشگوئی ان کی ذات میں پوری ہوئی۔ فرمایا:

”حضرت مسیح موعود کے متعلق یہ الہام ہے۔ لیکن یہ آپ کے کسی غلام کی شکل میں پورا ہونا تھا اور عجیب بات یہ ہے کہ میری ذات یعنی خلیفۃ المسیح الرابع کے سوا آج سے پہلے کسی خلیفہ کے متعلق قوم نے یہ آواز بلند نہیں کی کہ اس کو پکڑو اور قتل کرو اور قتل کا جھوٹا الزام لگایا جس طرح حضرت موسیٰ پر بھی قتل کا جھوٹا الزام لگایا گیا تھا۔“

(خطبہ جمعہ 5 جولائی 1985ء مطبوعہ خطباتِ طاہر جلد 4 صفحہ 599)

اللہ تعالیٰ اسی مضمون کو قرآن کریم میں آگے یوں فرماتا ہے:

إِنِّيٓ أَخَافُ أَن يُبَدِّلَ دِينَكُمۡ أَوۡ أَن يُظۡهِرَ فِي ٱلۡأَرۡضِ ٱلۡفَسَادَ

(المؤمن: 27)

یقیناً میں ڈرتا ہوں کہ وہ تمہارا دین بدل دے گا یا زمین میں فساد پھیلا دے گا۔

حضورؒ نے فرمایا کہ یہ واقعی عجیب بات ہے کہ حکومت پاکستان کی جانب سے احمدیوں کی مخالفت اور غیر مسلمان قرار دینے کے یہ دو ثبوت دنیا کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں کہ احمدی اسلام کو تبدیل کرنا چاہتے ہیں، یا یہ کہ انہیں انگریزوں نے زمین میں فساد پھیلانے کے لیے بویا ہے وغیرہ وغیرہ۔

## اپنی پیشانی ہماری پیشانی سے ملا کر چسپاں کر دی

حضرت مسیح موعودؑ اپنی خواب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”ایک بار ہم نے کرشن جی کو دیکھا وہ کالے رنگ کے تھے اور پتلی ناک کشادہ پیشانی والے ہیں۔ کرشن جی نے اُٹھ کر اپنی ناک ہماری ناک سے اور اپنی پیشانی ہماری پیشانی سے ملا کر چسپاں کر دی۔“

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 459 مطبوعہ 1988ء)

جیسا کہ قارئین نے اندازہ لگایا ہو گا، یہ رسم نیوزی لینڈ کے معروف مقامی قبیلے ماوری (Māori)لوگوں میں سب سے زیادہ رائج ہے۔ لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ کرشن جی کا ذکر کیوں کیا گیا؟

دلچسپ بات یہ ہے کہ ہندوؤں اور ماوری لوگوں میں بہت سی مماثلتیں ہیں۔ ان کے رسم ورواج اور زبانیں ملتی جلتی ہیں، اور جدید تحقیق نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ ماوری لوگوں نے ہندوستان سے ہجرت کی۔ ڈی این اے (DNA) سے پتہ چلتا ہے کہ ماوری خواتین جنوب مشرقی ایشیاء سے شاید 6,000 سال پہلے آئی تھیں، جو کہ کرشنا کی پیدائش کے وقت کے قریب بھی ہے۔

(مزید تفصیلات کے لیے دیکھیں Decoding Māori Cosmology:The Ancient Origins of New Zealand's Indigenous Culture (2018))

چنانچہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ 1989ء میں نیوزی لینڈ تشریف لے گئے تو آپ کو اس رسم سے تعجب ہوا جو اس وقت اس سے بے خبر تھے۔ تاہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مذکورہ بالا خواب کو پڑھ کر انہیں معلوم ہوا کہ ملک میں یہ رسم پہلے زمانے سے چلی آ رہی ہے۔ یہ خواب بھی ان کی ذات میں پُورا ہوا۔

(خطبہ جمعہ 17 جنوری 2003، الفضل انٹرنیشنل 21 فروری 2003ء صفحہ 8)

### زمینداری کا ماہر

رسول اللہ ﷺ آنے والے مسیح کی علامات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

يَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ وَرَاءِ النَّهَرِ يُقَالُ لَهُ الْحَارِثُ حَرَّاثٌ، عَلَى مُقَدِّمَتِهِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ مَنْصُورٌ، يُوَطِّئُ أَوْ يُمَكِّنُ لِآلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا مَكَّنَتْ قُرَيْشٌ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَبَ عَلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ نَصْرُهُ

(سنن ابو داؤد، کتاب المھدی حدیث نمبر 4291)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس حدیث کا ترجمہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”یعنی روایت ہے علی کرّم اللہ وجہہ سے کہ کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ایک شخص پیچھے نہر کے سے نکلے گا یعنی بخارا یا سمر قند اس کا اصل وطن ہو گا اور وہ حارث کے نام سے پکارا جاوے گا یعنی باعتبار اپنے آبا و اجداد کے پیشہ کے افواہ عام میں یا اس گورنمنٹ کی نظر میں حارث یعنی ایک زمیندار کہلائے گا پھر آگے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ کیوں حارث کہلائے گا اس وجہ سے کہ وہ حرّاث ہو گا یعنی ممیّز زمینداروں میں سے ہو گا اور کھیتی کرنے والوں میں سے ایک معزز خاندان کا آدمی شمار کیا جاوے گا۔ پھر اس کے بعد فرمایا کہ اس کے لشکر یعنی اس کی جماعت کا سردار و سرگروہ ایک توفیق یافتہ شخص ہو گا جس کو آسمان پر منصور کے نام سے پکارا جاوے گا کیونکہ خدائے تعالیٰ اس کے خادمانہ ارادوں کا جو اس کے دل میں ہوں گے آپ ناصر ہو گا۔ اس جگہ اگرچہ اُس منصور کو سپہ سالار کے طور پر بیان کیا ہے مگر اس مقام میں در حقیقت کوئی ظاہری جنگ و جدل مراد نہیں ہے بلکہ یہ ایک روحانی فوج ہو گی کہ اُس حارث کو دی جائے گی...... وہ منصور مجھے کشف کی حالت میں دکھایا گیا اور کہا گیا کہ خوشحال ہے خوشحال ہے مگر خدائے تعالیٰ کی کسی حکمت خفیہ نے میری نظر کو اُس کے پہچاننے سے قاصر رکھا لیکن امید رکھتا ہوں کہ کسی دوسرے وقت دکھایا جائے۔ اب بقیہ ترجمہ حدیث کا یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ حارث جب ظاہر ہو گا تو وہ آلِ محمد کو (آلِ محمد کے فقرہ کی تفسیر بیان ہو چکی ہے) قوت اور استواری بخشے گا اور ان کی پناہ ہو جائے گا یعنی ایسے وقت میں کہ جب مومنین غربت کی حالت میں ہوں گے۔ اور دین اسلام بیکس کی طرح پڑا ہو گا اور چاروں طرف سے مخالفوں کے حملے شروع ہوں گے۔ یہ شخص اسلام کی عزت قائم کرنے کے لئے بقوت تمام اُٹھے گا اور مومنین کو جہال کی زبان سے بچانے کے لئے بجوش ایمان کھڑا ہو گا اور نور عرفان کی روشنی سے طاقت پا کر انکو مخالفوں کے حملوں سے بچائے گا اور اُن سب کو اپنی حمایت میں لے لے گا۔“

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 148-150 حاشیہ)

آپؑ نے مزید فرمایا:

"ایک صاف اور صریح کشف میں مجھ پر ظاہر کیا گیا کہ ایک شخص حارث نام یعنی حرّاث آنے والا جو ابو داؤد کی کتاب میں لکھا ہے یہ خبر صحیح ہے اور یہ پیشگوئی اور مسیح کے آنے کی پیشگوئی در حقیقت یہ دونوں اپنے مصداق کی رُو سے ایک ہی ہیں۔ یعنی ان دونوں کا مصداق ایک ہی شخص ہے جو یہ عاجز ہے۔"

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 135 حاشیہ)

یہ حدیث ہمارے موجودہ خلیفہ کی ذات میں بھی اجمالی رنگ میں پوری ہوئی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے والد ماجد کا نام منصور تھا۔ 1976ء میں حضور نے فیصل آباد یونیورسٹی سے زرعی معاشیات میں ڈگری حاصل کی۔ آپ زراعت میں بڑی مہارت رکھتے ہیں۔ گھانا میں کامیابی سے گندم اُگانے والے پہلے شخص آپ ہیں۔ لہٰذا اگرچہ اس پیشگوئی کے اصل مصداق حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی تھے مگر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس پر بھی یہ پیشگوئی اطلاق پا سکتی ہے۔

**بلاد عرب میں احمدیت**

مصلح موعودؓ خطبہ جمعہ فرمودہ 23 نومبر 1945ء میں ایک طویل رؤیا بیان فرماتے ہیں۔ حضورؓ نے رؤیا میں دیکھا کہ وہ عربی بلاد میں ہیں اور ایک موٹر میں سوار ہیں۔ ساتھ ہی ایک اور موٹر ہے جو غالباً میاں شریف احمد صاحبؓ کی ہے۔ پہاڑی علاقہ ہے اور اس میں کچھ ٹیلے سے ہیں ایک جگہ جا کر میاں شریف احمد صاحبؓ کی موٹر کسی اور طرف چلی گئی ہے۔ جب حضورؓ موٹر سے اترے تو دیکھا کہ بہت سے عرب جن میں کچھ سیاہ رنگ کے ہیں اور کچھ سفید رنگ کے، آپ کے پاس آئے اور ان سے عربی میں گفتگو ہوئی۔ حضورؓ فرماتے ہیں میں ان سے پوچھتا ہوں کہ آپ لوگ کہاں سے آئے ہیں؟ وہ جواب دیتے ہیں ہم عربی بلاد سے آئے ہیں اور ہم قادیان گئے اور وہاں معلوم ہوا کہ آپ باہر گئے ہیں اور ہم آپ کے پیچھے چلے یہاں تک کہ ہمیں معلوم ہوا کہ آپ یہاں ہیں۔ اس پر میں نے ان سے پوچھا۔ کس غرض سے آپ تشریف لائے ہو؟ تو ان میں سے لیڈر نے جواب دیا ہم

اقتصادی اور تعلیمی اور غالباً سیاسی معاملات میں مشورہ کرنے آئے ہیں۔ اس پر میں ڈاک بنگلہ کی طرف مڑا اور ان سے کہا کہ مکان میں آجایئے، وہاں مشورہ کریں گے۔ جب میں کمرہ میں داخل ہوا تو دیکھا کہ میز پر کھانا چنا ہوا ہے اور کرسیاں لگی ہیں اور میں نے خیال کیا کہ شاید کوئی انگریز مسافر ہوں۔ ان کے لئے یہ انتظام ہو اور میں آگے دوسرے کمرے کی طرف بڑھا۔ وہاں فرش پر کچھ پھل اور مٹھائیاں رکھی ہیں اور اِرد گرد اس طرح بیٹھنے کی جگہ ہے جیسے کہ عرب گھروں میں ہوتی ہے۔ میں نے ان کو وہاں بیٹھنے کو کہا اور دل میں سمجھا کہ یہ انتظام ہمارے لئے ہے۔ ان لوگوں نے وہاں بیٹھ کر پھلوں کی طرف ہاتھ بڑھایا کہ میری آنکھ کھل گئی۔

(جمعہ 23 نومبر 1945، مطبوعہ خطباتِ محمود، جلد 26، صفحہ 492 تا 493)

اس خواب کی حضورؓ نے تعبیر کرتے ہوئے فرمایا کہ عرب میں احمدیت پھیلے گی۔ مزید معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ سے مراد حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ ہیں۔ مختلف راستوں پر چلنے والی موٹرز کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ عربوں کو تبلیغ کرنے کے لیے حضرت مصلح موعودؓ کا طریقہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کا طریقہ حسبِ حالات مختلف ہو گا۔

چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے زمانے کے مطابق کتابوں اور اخبارات کے ذریعے تبلیغ کی لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وقت کے مطابق MTA 3 العربیہ کا اجراء کیا۔ علاوہ ازیں عربی زبان میں احمدیہ لٹریچر کے لیے ایک ویب سائٹ شروع کی اور اس کے علاوہ دیگر منصوبے بھی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ پہلے خلیفہ ہیں جنہوں نے بین الاقوامی سطح پر عربوں سے عربی زبان میں خطاب کیا۔

قادیان سے باہر اور انگریزوں کے قریب ہونا بھی اس بات کی علامت ہے کہ یہ کام برصغیر پاک وہند میں جماعت کے مرکز میں نہیں ہو گا بلکہ مغرب میں ہو گا۔

(الفضل انٹرنیشنل 18 فروری 2022 صفحہ 47)

الغرض یہ کہ ہمارے خلفاء کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نصرت ہے، اور یہ جماعت اللہ کے ہاتھ کے سایہ میں ہے ایک ایسی حقیقت ہے جس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 17جون2022ء)



﴿87﴾

# میرے سر پہ ہے وہی اک شجر

(ثمرہ خالد۔ جرمنی)

خلافت وہ شجر سایہ دار ہے جس کی چھاؤں تلے پلنے والے افرادِ جماعت احمدیہ وہ بامراد اور بانصیب لوگ ہیں جو اطاعت خلافت کا درس لئے دینی اور دنیاوی ترقیات کے زینے طے کر رہے ہیں یوں تو خلافت سے وفا کا درس ہمیشہ ہی پیش نظر رہتا ہے یومِ خلافت کے موقع پر منعقدہ جلسے خلیفۂ وقت کے احسانات کو یاد کرتے ہوئے اپنے جائزے لینے اور تجدیدِ عہدِ وفا کا موقع بہم پہنچاتے ہیں۔

یومِ خلافت کے موقع پر مجلس زولٹاؤ میں منعقدہ نشست میں مربیِ سلسلہ مکرم سلمان احمد ملہی صاحب نے افرادِ جماعت کے خلافت سے عشق و وفا اور خلیفۂ وقت کے اپنی جماعت سے پیار اور حسن و احسان کے جو واقعات بیان کیے ان میں سے چند ایک ہدیہ قارئین الفضل کرتی ہوں۔

مکرم مربیِ سلسلہ سلمان احمد ملہی صاحب نے بیان کیا کہ جامعہ سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد جب انہوں نے افریقہ کا دورہ کیا تو جابجا خلافت سے عشق و وفا کی داستانیں دیکھیں جنہیں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالی عنہ کی مثال کے مصداق پایا۔

ایسی ہی ایک مثال ٹوگو کے دارالحکومت لومے سے 96 کلومیٹر شہر نوچے میں واقع جماعت کے ریجنل ہیڈ کوارٹر سے پندرہ کلومیٹر دور ایک گاؤں میں ملی۔ اس گاؤں میں 2006ء میں جماعت قائم ہوئی۔

یہ گاؤں بجلی پانی اور ٹرانسپورٹ کی سہولیات سے تاحال محروم ہے۔ سڑکیں کچی اور ذرائع آمد و رفت نہ ہونے کے باعث آج بھی کئی لوگ گاؤں سے شہر جانے کے لیے 15 کلومیٹر کی مسافت پیدل طے کرتے ہیں۔ وہاں کے مقامی مربی سلسلہ مکرم عامر احمد صاحب ایک جھونپڑی میں

لے کر گئے۔ جس کے مقیم مومیا سالف صاحب (جو اب بطور صدر جماعت اور نیشنل سیکرٹری اشاعت خدمت کی توفیق پا رہے ہیں) نے مالی طور پر کمزور ہونے اور نامساعد حالات کے باوجود سولر پینل کے ذریعے ایم۔ ٹی۔ اے کا انتظام کر رکھا تھا۔ استفسار پر انہوں نے بتایا کہ کس طرح انہوں نے وسائل کی کمی کے باوجود مشقت اٹھا کر 2017ء میں اس کا انتظام کیا تا کہ خلیفۂ وقت کو دیکھ اور سن سکیں۔

خلافت سے عقیدت و محبت کے ان پیمانوں کو ناپنا اتنا آسان نہیں کہ جسمانی خوراک سے محروم وہ روحیں روحانی خوراک کے حصول کے لیے ہر مشکل کو سہہ جانے کو تیار ہیں۔

وہاں کے لوگ جب یہ سنتے تھے کہ وہ خلیفۂ وقت کے نمائندہ ہیں تو نہایت عقیدت سے ملتے ہوئے ہر فرد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں سلام پہنچاتا۔ حسرت سے اس بات کا اظہار کرتے کہ وہ خلیفۂ وقت تک پہنچنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ ایک طرف عشق و وفا کی یہ داستانیں تھیں تو دوسری طرف محبتِ خلافت میں ڈوبا آنسوؤں سے تر مکرم مربی صاحب کا وہ گلوگیر لہجہ جو جھنجھوڑتا رہا کہ ہم نعمتوں میں پلنے والے اپنے دعوؤں اور وعدوں میں کس قدر سچے ہیں اور اس عہدِ وفا کو نبھانے میں کہاں کھڑے ہیں۔

خدائے ذوالمنن کا احسان ہے کہ اُس نے ایسا خلیفہ ہمیں عطا فرمایا ہے جو محبت بھری دعاؤں کا کبھی نہ ختم ہونے والا خزانہ ہے۔ خلیفۂ وقت کی دعاؤں سے حصہ پانے اور ان کے لطف و احسان سے دامن بھرنے کا ایک واقعہ مربی صاحب نے بیان کیا جو انہیں دورہِ افریقہ کے دوران وہاں کے لوکل مربی صاحب نے گوش گزار کیا تھا۔

واقعہ کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ مکرم وسیم احمد ظفر (ثانی) ریجنل مشنری پالیمے (ٹوگو) جنوری 2001ء میں حسبِ ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ مغربی افریقہ کے ملک آئیوری کوسٹ اپنے فرائض کی ادائیگی کے سلسلہ میں پہنچے۔ اکتوبر 2002ء میں حکومت کے خلاف بغاوت کے سبب ملک دو حصوں میں منقسم ہو گیا۔ ایک حصہ کا کنٹرول باغیوں نے سنبھال لیا۔ ملک

میں کرفیو کے نفاذ اور سیکیورٹی خدشات کے سبب حضرت خلیفۃ المسیح الربع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے ماتحت مربی صاحب کو فیملی سمیت برکینا فاسو منتقل ہونا پڑا۔

2003ء کے جلسہ سالانہ انگلینڈ (جو کہ خلافتِ خامسہ کا پہلا جلسہ تھا) کے دوران مربی صاحب کے بیٹے عزیزم طلحہ فصیح احمد بعمر اڑھائی سال کو ملیریا بخار ہو گیا۔(افریقہ میں اگر ملیریا بخار کا علاج جلد نہ شروع کیا جائے تو پہلے ٹائیفائڈ پھر گردن توڑ بخار میں تبدیل ہو جاتا ہے) چونکہ ان دِنوں جلسہ سالانہ کے دوسرے روز کی کارروائی چل رہی تھی جسے براہِ راست سننے کے لیے گھر میں احبابِ جماعت بھی موجود تھے۔ سوچا کہ مکرم مولانا عطاالمجیب راشد صاحب کی تقریر کے بعد دوا لے آئیں گے۔ سو ایسا ہی کیا لیکن قبل اس کے کہ دوا دی جاتی۔ طلحہ فصیح کی آنکھیں اوپر چڑھ گئیں اور جسم تختہ کی مانند اکڑ گیا۔ یہ سب دیکھ کر عزیزم طلحہ کی والدہ رونے لگیں۔ وہاں موجود احبابِ جماعت بھی پریشان ہو گئے۔ مربی صاحب نے نہایت اضطراب کے عالم میں روتے ہوئے محمود ناصر ثاقب صاحب (امیر جماعت احمدیہ برکینا فاسو) کو فون کر کے بتایا کہ عزیزم طلحہ وفات پا گیا ہے۔ انہوں نے تفصیلات پوچھتے ہوئے ایک ہومیو پیتھی میڈیسن عزیزم کے منہ میں ڈالنے کو کہا۔ مربی صاحب نے محترم امیر صاحب سے درخواست کی کہ حضورِ اقدس کی خدمت میں دعا کے لیے فیکس کر دیں۔ (ان کے شہر میں فیکس کی سہولت موجود نہ تھی)

اُس وقت مشن میں کوئی سواری نہ تھی پڑوس میں گاڑی پر آئے مہمانوں سے بچے کو ہسپتال لے جانے کی درخواست کی اور ان کے تعاون سے عزیزم کو سرکاری ہسپتال پہنچایا گیا۔ اسی اثنا میں ہومیو پیتھی دوائی کی چند خوراکوں کے مثبت اثر سے عزیزم کے جسم کے اکڑاو میں بھی کمی آگئی. ہاسپٹل میں ٹیسٹ کے بعد گردن توڑ بخار تشخیص ہوا۔ عزیزم طلحہ ہسپتال میں دس روز زیرِ علاج رہا۔ اس دوران امیر صاحب کی وساطت سے حضورِ اقدس کی خدمت میں درخواستِ دعا کی فیکس بھیجتے رہے۔

دس روز بعد عزیزم طلحہ کو ہسپتال سے ڈسچارج کر دیا گیا اور مشن ہاؤس واپس آ کر مربی صاحب اپنے روٹین کے کاموں میں مصروف ہو گئے۔ کہ تین روز بعد امیر صاحب کا فون آیا۔ انہوں نے بتایا کہ مکرم عبد الماجد طاہر صاحب (وکیل التبشیر) کا لندن سے فون آیا ہے اور حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان سے فرمایا ہے کہ برکینا فاسو میں وسیم ظفر صاحب کا بیٹا کافی بیمار تھا۔ ان کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں آئی۔ ابھی فون کر کے بیٹے کی صحت کے بارے میں دریافت کریں۔ اللہ اللہ قربان جائیں پیارے آقا کے اس لطف و احسان پر۔

امیر صاحب نے فرمایا کہ ابھی اپنے ہاتھ سے حضورِ اقدس کی خدمت میں خط لکھ کر بھیجیں تا کہ فوراً فیکس کیا جا سکے۔ سو مربی صاحب نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے فوراً خط لکھ کر ایک خادم کے ہاتھ مکرم امیر صاحب تک پہنچایا۔

مربی صاحب ایک طرف نہایت پشیمانی کے ساتھ خلیفۂ وقت کو اطلاع نہ دے سکنے جیسی غفلت پر بے حد افسوس کا اظہار کرتے رہے تو دوسری جانب اس واقعہ کو سرشاری کا ایک لمحہ قرار دیتے رہے جس کی بدولت وہ اپنی خوش قسمتی پر نازاں تھے۔ کہ اس زمین پر موجود ہمارا واحد روحانی بادشاہ جسکی دعاؤں نے نا صرف ایک مردہ میں زندگی کی روح پھونک دی۔ بلکہ وہ کوئی اطلاع نہ ملنے پر از خود احوال بھی دریافت فرماتا ہے۔

کیا ہے ایسی کوئی مثال جو ہمیں کسی اور رشتہ اور تعلق میں نظر آتی ہو۔ یہ صرف خلیفۂ وقت کا ہی محسن اور پیارا وجود ہے جو کہیں ہماری غفلت کی حالت میں بھی ہمارے لئے راتوں کو اٹھ کر دعائیں کرتا اور کہیں اپنے خطوط سے ہماری ڈھارس بندھاتا ہے۔ خدا کرے کہ جماعتِ احمدیہ کا ہر مرد و زن ہر پیر و جواں اخلاص و وفا کے ساتھ خلافت کے ساتھ روحانی رشتہ کو نبھانے کے لئے اس عہد کو حرزِ جاں بنائے۔

؎ تمہیں چھاؤں میں رکھیں گے تمازت ہم سنبھالیں گے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 15 اگست 2022ء)



《88》

# خلافت اور ہمارا عہد بیعت

## تقریر جلسہ سالانہ برطانیہ 2022ء جلسہ گاہ مستورات

## (ڈاکٹر فریحہ خان۔ صدر لجنہ اماء اللہ برطانیہ)

آج جلسہ سالانہ یوکے کے اس مبارک موقع پر ہم اپنے پیارے مہدی کے باغ میں جمع ہیں۔ یہاں جس موضوع پر میں آپ سے بات کروں گی وہ نہایت اہم اور وقت کی ضرورت ہے اور وہ ہے ”خلافت اور ہمارا عہد بیعت“۔ اس موضوع پر بات کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ ہم اس بات پر غور کریں کہ انبیاء کے آنے کا مقصد کیا تھا؟

قرآن کریم میں آنحضرتؐ کی بعثت کا مقصد اس آیت کریمہ میں نہایت خوبصورتی سے بیان ہوا ہے۔ سوۃ الجمعہ کی آیت نمبر 3 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِى الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۳

(الجمعہ:3)

وہی ہے جس نے اُمی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ اُن پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔

یہ آیت کریمہ چند الفاظ میں اس عظیم الشان مقصد کو بیان کرتی ہے جس کو ہمارے آقاو مطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شان کے ساتھ پورا کیا کہ عرب کی بنجر اور بیابان

زمین روحانی اور اخلاقی سر سبزی سے تر ہو گئی۔ آپؐ پر دین کامل، ایک کامل کتاب کی صورت میں اترا۔ جس نے لاکھوں روحوں کو پاک کیا۔ ایسا معجزہ انسانی تاریخ میں کہیں نہیں ملتا۔

بھیج درود اس محسن پر تو دن میں سو سو بار
پاک محمد مصطفٰی نبیوں کا سردار

خدا تعالیٰ کا کلام اتنا پُر معارف ہے کہ اگلی ہی آیت میں ایک پیشگوئی بھی فرمادی:

وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

(الجمعہ:4)

اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔

اس آخری زمانہ کی بھی وضاحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی فرمادی کہ وہ کیا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ آپؐ پر سورۃ الجمعہ نازل ہوئی۔ جب آپؐ نے اس کی آیت وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ پڑھی جس کے معنی یہ ہیں کہ کچھ بعد میں آنے والے لوگ بھی ان صحابہ میں شامل ہوں گے جو ابھی ان کے ساتھ نہیں ملے تو ایک آدمی نے پوچھا "یارسول اللہؐ! یہ کون لوگ ہیں جو صحابہ کا درجہ تو رکھتے ہیں لیکن ان میں ابھی شامل نہیں ہوئے۔"

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سوال کا جواب نہیں دیا۔ اس دفعہ کے تین دفعہ سوال دہرانے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسیؓ کے کندھے پر اپنا ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ اگر ایمان ثریا کے پاس بھی پہنچ گیا۔ یعنی زمین سے اٹھ گیا تو ان لوگوں میں سے کچھ لوگ واپس لے آئیں گے۔

ہم یہ جانتے ہیں کہ یہ پیشگوئی کیسے عالیشان رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بابرکت وجود میں پوری ہوئی اور نا صرف آپ کے وجود میں بلکہ آپ کے خلفاء کے وجود میں بھی۔

حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت آنحضرتؐ کی پیشگوئیوں کے عین مطابق ہوئی۔ آپؑ ایک نئی شریعت نہیں لائے بلکہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ آپؑ کے ہاتھوں ہوئی۔ آپؑ نے ہر چیز اپنے آقا و مطاع حضرت محمدؐ سے ہی سیکھی اور وہی دوسروں کو سکھایا۔ آپؑ نے اس جماعت کا قیام خدا کے حکم پر کیا اور اس جماعت میں اور آپؑ کی بیعت میں آنے کے لئے جو شرائط آپؑ نے بیان کی ہیں وہ کیا ہیں؟ وہ شریعت ہی تو ہیں۔ وہ اسلام ہی تو ہیں۔ وہ قرآن ہی تو ہیں۔ وہ حکمت ہی تو ہیں۔ ان پر پورا اتر کر ہی ہم احمدی اپنا تزکیہ نفس کر سکتے ہیں۔ وہ دس شرائط بیعت ہر احمدی کو ہر وقت پڑھنی چاہئیں۔ چھاپ کر کہیں سامنے لگانی چاہئیں کیونکہ وہ ایک ایسا مکمل ضابطہ حیات ہیں جن پر عمل کر کے ہم ایک حقیقی مسلمان بن سکتے ہیں۔ اپنے عہد بیعت کو پورا کر سکتے ہیں اور یہی شرائط بیعت ہیں جن پر ہم خلیفۂ وقت کی بیعت کرتے ہیں۔

یہاں یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ بیعت ہے کیا؟ بیعت کا لفظی مطلب ہے بِک جانا۔ اگر آپ اس لفظ بیعت کو Google Search میں ڈالیں تو وہ آپ کو اس کا مطلب بتاتا ہے Sold تو جو چیز بِک جاتی ہے وہ تو خریدنے والے کے اختیار میں آجاتی ہے۔ بیچنے والے کا تو کوئی حق نہیں رہتا اس کی کوئی مرضی نہیں رہتی۔ اس کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”بیعت سے مراد خدا تعالیٰ کو جان سپرد کرنا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ہم نے اپنی جان آج خدا تعالیٰ کے ہاتھ بیچ دی۔ یہ بالکل غلط ہے کہ خدا تعالیٰ کی ارہ میں چل کر انجامکار کوئی شخص نقصان اٹھاوے۔ صادق کبھی نقصان نہیں اٹھا سکتا۔ نقصان اسی کا ہے جو کاذب ہے۔ جو دنیا کے لئے بیعت کو اور عہد کو جو اللہ تعالیٰ سے اس نے کیا ہے توڑ رہا ہے۔ وہ شخص جو محض دنیا کے خوف سے ایسے امور کا مرتکب ہو رہا ہے، وہ یاد رکھے بوقت موت کوئی حاکم یا بادشاہ اسے نہ چھڑا سکے گا۔ اس نے احکم الحاکمین کے پاس جانا ہے جو اُس سے دریافت کرے گا کہ تُونے میرا پاس کیوں نہیں کیا؟ اس لئے ہر مومن کے لئے ضروری ہے کہ خدا جو ملک السمٰوات والارض ہے اس پر ایمان لاوے اور سچی توبہ کرے۔“

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 29-30 ایڈیشن 1984ء)

اس سے پہلے کہ میں یہ بیان کروں کہ خلافت کے ساتھ ہمارا عہد بیعت ہم سے کیا تقاضا کرتا ہے، یہ تو واضح ہے کہ آنحضرتؐ کی پیشگوئی کے عین مطابق جماعت احمدیہ میں خلافت علیٰ منہاج النبوت قائم ہوئی۔ اس کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ رسالہ الوصیت میں فرماتے ہیں:

”سو اے عزیزو! قدیم سے سنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے۔ سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔

اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لیے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے۔“

(الوصیت، روحانی خزائن جلد نمبر 20 صفحہ 305)

پھر ہم نے دیکھا کہ الٰہی وعدوں کے عین مطابق اللہ تعالیٰ نے جماعت کو دوسری قدرت کی نعمت سے نوازا۔ کیا ہی پیارا خدا ہے ہمارا جس نے آنحضرتؐ سے کیے ہوئے وعدوں کو اور آپؐ کے غلام حضرت مسیح موعودؑ سے کیے ہوئے وعدوں کو کس شان سے پورا کیا اور بار بار خلافت احمدیہ کے ہاتھ سے دین کو تمکنت عطا فرمائی۔

سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمۡدِہٖ سُبۡحَانَ اللّٰہِ الۡعَظِیۡمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ

اور کیا ہی پیاری یہ نعمت ہے خلافت کی 114 سالہ تاریخ احمدیت اس بات کی گواہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے خلفاء نے آپ سے وفا کے وہ اعلیٰ نمونے قائم کیے جس کی مثال موجودہ زمانہ

میں اور کوئی نہیں۔ اسلام اور آنحضرتؐ کا جھنڈا دنیا کے کونے کونے میں گاڑا۔ لاکھوں سعید روحیں اسلام احمدیت کی آغوش میں آئیں۔ ہمارے پیارے خلفاء نے اپنے اپنے وقت میں اپنا دن رات ہماری تعلیم، تربیت اور اسلام کی اشاعت میں گزار دیا۔ یہاں اس دریا کو کُوزے میں بند کرنے کا وقت نہیں۔ لیکن میں اور آپ اگر ہم صرف اپنے اوپر ہی نظر ڈال لیں تو ہم اپنے آپ کو خلافت کے احسانوں تلے دبا ہوا پائیں گے۔ یہ وہ ہاتھ ہے کہ جب ہم ہاتھ اس کی بیعت میں دیتے ہیں تو یہ مٹی کو سونا بنا دیتا ہے۔ اور یہ تجربہ صرف میرا ہی نہیں بلکہ ہزاروں لاکھوں احمدیوں کا تمام دنیا میں ہے۔ یہ وہ ہاتھ ہے جو ہمیں خدا سے جوڑتا ہے۔ یاد رکھیں کہ اگر ہم خلیفۂ وقت سے وفا دکھائیں گے تو خدا ہم سے وفا دکھائے گا۔ اور کون ہے جس کو خدا کی دوستی کی حاجت نہیں۔ صرف شیطان ہی ہے جو اس ہاتھ کو دھتکارے گا۔ نعوذ باللہ

خلافت کے ساتھ اس عہد بیعت کو باندھنے کی پہلی شرط اطاعت ہے۔ اطاعت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”اللہ اور اس کے رسول اور ملوک کی اطاعت اختیار کرو۔ اطاعت ایک ایسی چیز ہے کہ اگر سچے دل سے اختیار کی جائے تو دل میں ایک نور اور روح میں ایک لذت اور روشنی آتی ہے۔ مجاہدات کی اس قدر ضرورت نہیں ہے جس قدر اطاعت کی ضرورت ہے۔ مگر ہاں یہ شرط ہے کہ سچی اطاعت ہو اور یہی ایک مشکل امر ہے۔ اطاعت میں اپنے ہوائے نفس کو ذبح کر دینا ضروری ہوتا ہے۔ بدوں اس کے اطاعت ہو نہیں سکتی“

(خطبہ جمعہ 5 دسمبر 2014ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا ہم پر بڑا یہ احسان ہے کہ انہوں نے خلافت کے استحکام کے لیے جماعت کی بہت تربیت کی۔ اس وقت جماعت میں جو فتنہ اٹھ رہا تھا آپؓ نے ایک شاندار جرنیل کی طرح اس کا مقابلہ کیا۔

آپؓ فرماتے ہیں:

"کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کا کام صرف نماز پڑھا دینا اور یا پھر بیعت لے لینا ہے۔ یہ کام تو ایک مُلّاں بھی کر سکتا ہے اس کے لئے کسی خلیفے کی ضرورت نہیں اور میں اس قسم کی بیعت پر تھوکتا بھی نہیں۔ بیعت وہ ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے اور خلیفہ کے کسی ایک حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے۔"

(الفرقان خلافت نمبر مئی جون 1986ء صفحہ 28)

لیکن تربیت اور نصائح بھی اسی کو فائدہ دیتے ہیں جو ان سے فائدہ اٹھانے والا ہو اور یہ ہمارے لیے بہت غور اور خوف کا مقام ہے۔ وہ جنہوں نے خلافت ثانیہ کے دور میں خلافت سے انکار کیا وہ بظاہر بڑے لوگ تھے، عالم تھے۔ تعداد میں بھی زیادہ تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے دکھا دیا کہ وہ خلافت کے ساتھ ہے۔ اس نے جماعت کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دور میں اتنی ترقیات عطا کیں لیکن وہ جنہوں نے خلافت سے اپنا عہد نہیں باندھا وہ بکھر گئے اور کچھ ترقی نہ کر سکے۔

جماعت کی ترقیات کا سلسلہ صرف خلافت ثانیہ کے ساتھ ہی نہیں رہا بلکہ وہی ترقیات خلافت ثالثہ کے دور میں ہمیں نظر آئیں، وہی ترقیات خلات رابعہ کے دور میں ہمیں نظر آئیں اور وہی ترقیات ہم خلافتِ خامسہ کے دور میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ خلیفہ خدا بناتا ہے اور چونکہ وہ خود بناتا ہے وہ خود اپنے خلیفہ کے ساتھ کھڑا ہو جاتا ہے۔ خدا اپنے خلیفہ کا ولی ہوتا ہے۔ اس کی روح القدس سے مدد کرتا ہے۔ اس کے ہر فیصلہ میں برکت ڈالتا ہے۔ اس کی زابان سے نکلے ہوئے الفاظ کو پورا کرتا ہے۔ اس کی دعاؤں کو قبولیت کا شرف بخشتا ہے۔ تو کون بیوقوف ہو گا جو اس خدا کی رسی کو چھوڑے۔ جس کو اس نعمت کی قدر نہ ہو وہ یقیناً بہت ہی بدقست ہے۔

بعض لوگ اطاعت بالمعروف جیسے خوبصورت حکم کو اپنے مقاصد کے حصول کے لیے توڑ مروڑ کر پیش کرتے ہیں۔ اس لیے یہاں یہ بھی ضروری ہے کہ اس کی بھی وضاحت کر دوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ اس کے بارہ میں فرماتے ہیں:

"ایک اور غلطی ہے وہ اطاعت در معروف کے سمجھنے میں ہے کہ جن کاموں کو ہم معروف نہیں سمجھتے اس میں اطاعت نہ کریں گے۔ یہ لفظ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بھی آیا ہے۔ لَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ۔ اب کیا ایسے لوگوں نے حضرت محمدؐ رسول اللہ کے عیوب کی بھی کوئی فہرست بنالی ہے۔"

(حقائق الفرقان جلد4 صفحہ 75-76)

انہی معنوں کو بیان کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"نبی نے تمہیں کوئی خلاف شریعت اور خلاف عقل حکم تو نہیں دینا مثلاً حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھے مان لیا ہے تو پنج وقتہ نماز کے عادی بنو۔ جھوٹ چھوڑ دو۔ لوگوں کے حق مارنے چھوڑ دو۔ آپس میں پیار محبت سے رہو۔ تو یہ سب اطاعت در معروف کے حکم میں ہی آتا ہے۔ تو یہ کام تو کرو نہ اور کہتے پھرو کہ ہم قسم کھاتے ہیں کہ آپ جو ہمیں حکم دیں گے کریں گے۔ اسی طرح خلفاء کی طرف بھی سے مختلف وقتوں میں روحانی ترقی کے لئے مختلف تحریکات ہیں۔ جیسے مساجد کو آباد کرنے کے بارے میں، اولاد کی تربیت کے بارے میں، اپنے اندر وسعت حوصلہ پیدا کرنے کے بارے میں، دعوت الی اللہ کے بارے میں یا متفرق مالی تحریکات ہیں۔ تو یہ باتیں ہیں جن کی اطاعت کرنا ضروری ہے یا دوسرے لفظوں میں طاعت در معروف کے زمرے میں آتی ہیں۔ تو نبی نے یا کسی خلیفہ نے تمہارے سے خلاف احکام الٰہی اور خلاف عقل کام تو نہیں کروانے۔ یہ تو نہیں کہنا کہ تم آگ میں کود جاؤ یا سمندر میں چھلانگ لگا دو۔ انہوں نے تو تمہیں ہمیشہ شریعت کے مطابق ہی چلانا ہے۔"

(شرائط بیعت اور ہماری ذمہ داریاں صفحہ 177)

خلافت کے ساتھ ہمارا عہد بیعت ہم سے کیا تقاضے کرتا ہے اس کی ایک جھلک تو ہمیں آیتِ استخلاف میں نظر آتی ہے۔ جہاں ایک طرف یہ آیت خلافت کے ساتھ خدا کے عظیم الشان وعدہ کی طرف اشارہ کرتی ہے وہاں ہمیں ہماری ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلاتی ہے۔

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ۪ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَہُمۡ دِیۡنَہُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَہُمۡ وَلَیُبَدِّلَنَّہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِہِمۡ اَمۡنًا ؕ یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا ؕ وَمَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ﴿۵۶﴾

(النور:56)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”یعنی خلافت قائم رکھنے کا وعدہ ان لوگوں سے ہے جو مضبوط ایمان والے ہوں اور نیک اعمال کر رہے ہوں۔ جب ایسے معیار مومن قائم کر رہے ہوں گے تو پھر اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کے مطابق خلافت کا نظام جاری رکھے گا۔ نبی کی وفات کے بعد خلیفہ اور ہر خلیفہ کی وفات کے بعد آئندہ خلیفہ کے ذریعہ سے یہ خوف کی حالت امن میں بدلتی چلی جائے گی۔ اور یہی ہم گزشتہ 100 سال سے دیکھتے آ رہے ہیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ ایک خدا کی عبادت کرنے والے ہوں اور دنیا کے لہو و لعب ان کو متاثر کر کے شرک میں مبتلا نہ کر رہے ہوں۔ اگر انہوں نے ناشکری کی، عبادتوں سے

غافل ہو گئے، دنیاداری ان کی نظر میں اللہ تعالیٰ کے احکامات سے زیادہ محبوب ہو گئی تو پھر اس نافرمانی کی وجہ سے وہ اس انعام سے محروم ہو جائیں گے۔ پس فکر کرنی چاہئے تو ان لوگوں کو جو خلافت کے انعام کی اہمیت نہیں سمجھتے۔ یہ خلیفہ نہیں ہے جو خلافت کے مقام سے گرایا جائے گا بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جو خلافت کے مقام کو نہ سمجھنے کی وجہ سے فاسقوں میں شمار ہوں گے۔ تباہ وہ لوگ ہوں گے جو خلیفہ یا خلافت کے مقام کو نہیں سمجھتے، ہنسی ٹھٹھا کرنے والے ہیں۔ پس یہ وارننگ ہے، تنبیہ ہے ان کو جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں یا یہ وارننگ ہے ان کمزور احمدیوں کو جو خلافت کے قیام و استحکام کے حق میں دعائیں کرنے کی بجائے اس تلاش میں رہتے ہیں کہ کہاں سے کوئی اعتراض تلاش کیا جائے۔"

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ 27 مئی 2005ء صفحہ 310)

اسی طرح ایک اور موقعہ پر آپ فرماتے ہیں:

"اِن آیات میں اللہ اور رسول کو ماننے والوں کے لئے اور خلفاء کی بیعت کرنے والوں کے لئے بھی ایک مکمل لائحہ عمل سامنے رکھ دیا ہے۔ اور پہلی بات اور بنیادی بات یہ بیان فرمائی کہ اطاعت کیا چیز ہے اور اس کا حقیقی معیار کیا ہے؟ اطاعت کا معیار یہ نہیں ہے کہ صرف قسمیں کھالو کہ جب موقع آئے گا تو ہم دشمن کے خلاف ہر طرح لڑنے کے لئے تیار ہیں۔ صرف قسمیں کام نہیں آتیں۔ جب تک ہر معاملے میں کامل اطاعت نہیں دکھاؤ گے حقیقت میں کوئی فائدہ نہیں۔ کامل اطاعت دکھاؤ گے تو تبھی سمجھا جائے گا کہ یہ دعوے کہ ہم ہر طرح سے مر مٹنے کے لئے تیار ہیں حقیقی دعوے ہیں۔ اگر اُن احکامات کی پابندی نہیں اور اُن احکامات پر عمل کرنے کی کوشش نہیں جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول نے دیئے ہیں تو بسا اوقات بڑے بڑے دعوے بھی غلط ثابت ہوتے ہیں۔ پس اصل چیز اس پہلو سے کامل اطاعت کا عملی اظہار ہے۔ اگر یہ عملی اظہار نہیں اور بظاہر چھوٹے چھوٹے معاملات جو ہیں اُن میں بھی عملی اظہار نہیں تو پھر دعوے فضول ہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ کہہ کر یہ واضح فرما دیا کہ انسانوں کو دھوکہ دیا جا سکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ جو ہر چیز کی خبر

رکھنے والا ہے، ہر مخفی اور ظاہر عمل اُس کے سامنے ہے، اس لئے اُس کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔ پس ہمیشہ یہ سامنے رہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر وقت دیکھ رہا ہے۔ اور ایک حقیقی مومن کو اس بات کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔“

(خطبہ جمعہ 27 مئی 2011ء)

اسلام ایک دین فطرت ہے اور ہر زمانہ اور ہر جگہ کے لوگوں کے لئے اترا ہے۔ مغربی ممالک اور اسلام دشمن عناصر، اسلامی تعلیمات پر دقیانوسی ہونے کا الزام لگاتے ہیں۔ پھر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ ان کے زیر اثر کچھ مسلمان بھی اس قسم کی باتیں شروع کر دیتے ہیں۔ اب پردہ کے حکم کو ہی لے لیں کہا جاتا ہے کہ ان مغربی ممالک میں تو پردہ کی ضرورت ہی نہیں۔ آپ آج اس مغربی معاشرہ کی اخلاقی اور معاشرتی حالت پر نظر ڈالیں تو کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہاں پردہ کی ضرورت نہیں؟ اب تو اس معاشرہ کی بظاہر آزاد عورت بھی چیخ چیخ کر کہنے لگ گئی ہے کہ ہمیں مرد کے ظلم سے بچاؤ۔ ہمیں علیحدہ اور با حفاظت جگہ دلواؤ۔ اور صرف یہ ہی نہیں اپنے ارد گرد نظر ڈالیں تو کیا ہو رہا ہے اس معاشرہ میں؟ جہاں شخصی آزادی کے نام پر، تیکنیکی ترقی کے نتیجہ میں اور سب سے بڑھ کر خدا سے دوری اور مذہب سے دوری نے معاشرے میں قیامت برپا کر دی ہے۔ ہر روز ایک نیا دجالی فتنہ، ہر روز ایک نئی اخلاقی گراوٹ۔ آج خلافت احمدیہ ہی ہے جس نے ان تمام غیر اخلاقی طوفانوں سے جماعت کو اپنے حصار میں لیا ہوا ہے۔ سوشل میڈیا ابھی پوری طرح جڑ بھی نہیں پکڑ پایا تھا کہ ہمارے پیارے حضور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کے بد اثرات سے متنبہ کرنا شروع کر دیا تھا۔ اب وہی نقصانات دنیا نے تجربہ کر کے سیکھ لیے ہیں۔ وہی باتیں ان کے دانشور اور ہوشمند لوگ کہہ رہے ہیں۔

اسی طرح دہریہ طاقتوں نے لوگوں کو مذہب سے دور کرنے کے لیے جو چال کھیلی ہے وہ ہم سب کے سامنے ہے۔ فیملی کی شکل تبدیل کر دی گئی ہے۔ عورت اور مرد کی تعریف بدل دی گئی ہے۔ معاشرہ ٹوٹ ٹوٹ کر بکھر رہا ہے۔ اب اتنے بڑے زہر کا اثر ہماری جماعت پر بھی پڑ سکتا ہے اور پڑتا ہے۔ اس حالت میں کون ہے جس نے بار بار ہمیں اس سے محفوظ رہنے کی تلقین کی ہے۔

ہمارے بچوں کے ذہن میں اٹھنے والے سوالات کے جواب دیے ہیں۔ فکر سے بار بار ہماری تربیت کی ہے۔ یہ خلیفہ ُوقت ہی ہیں۔

خدا کا فضل اور احسان ہے کہ لجنہ کے کام کے سلسلہ میں مجھے پیارے حضور سے براہ راست راہنمائی ملتی ہے۔ الحمدللہ

میں نے ایسی فراست نہیں دیکھی۔ ایسی ہمدردی اور محبت نہیں دیکھی۔ ہر ایک فرد جماعت کے لیے اس قدر درد اور سب سے بڑھ کر ہماری اگلی نسل کے لیے، ہمارے بچوں کے لیے کہ احمدیت کی اگلی نسل ہیں ان کی تربیت ہو جائے۔ ہمارے پیارے خلیفہ کی دُوررس نظر نہ صرف جماعت کی ترقیات اور حضرت مسیح موعودؑ کے مشن کو آگے بڑھانے کے لیے تدابیر کرتی ہیں۔ وہاں معاشرے کے خطرات اور دجّالی قوتوں سے ہمیں بچانے کے لیے بھی دن رات کوشاں ہیں۔ یہ خلافت کا ہی دائمی سلسلہ ہے جس کی یہ برکات ہیں کہ خلفہ وقت، وقت اور زمانہ کے حساب سے ہماری راہنمائی فرماتے ہیں۔ خلیفہ وقت کی اطاعت اور فرمانبرداری میں ہی ہماری اور ہماری نسلوں کی بقا ہے۔ اور یہ بھی خلافت کے ساتھ ہمارے عہد بیعت کی ایک اہم کڑی ہے کہ ہم اپنی اگلی نسلوں کو خلافت کے ساتھ جوڑیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خلافت جوبلی کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہم سے جو عہد لیا تھا اس کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنے وعدے کو پورا کرنے کے لئے جو جو نظام بھی جاری فرمایا اس کو خلافت کے انعام سے باندھا ہے۔ پس ہمیشہ اس کی قدر کرتے رہیں۔ اس خلافت جوبلی کی تقریب سے ہر احمدی میں جو تبدیلی پیدا ہوئی ہے یہ عارضی تبدیلی نہ ہو، عارضی جوش نہ ہو، بلکہ اس کو ہمیشہ یاد رکھیں اور جگالی کرتے رہیں اور اس کو مستقل اپنی زندگیوں کا حصہ بنالیں۔ مَیں نے جو عہد لیا تھا اس عہد کا بھی بڑا اثر ہوا ہے۔ ہر ایک پر یہ اثر ظاہر ہو رہا ہے۔

اسے ہمیشہ یاد رکھنے کی کوشش کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم جو عہد کرو اسے پورا کرو کیونکہ تمہارے عہدوں کے بارے میں تم سے پوچھا جائے گا۔“

(خطبہ جمعہ 30 مئی 2008ء)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اور ہماری اولاد در اولاد کو خلافت کے ساتھ اپنا عہد بیعت ہمیشہ اور ہر حال میں، تنگی میں بھی اور خوشحالی میں بھی نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 23 اگست 2022ء)



﴿89﴾

# خلافت: خوف کو امن میں بدلنے کی ضمانت

## تقریر جلسہ سالانہ جرمنی 2022ء

## (مولانا عطاء المجیب راشد۔ امام مسجد فضل لندن)

اس موضوع کی بنیاد اس آیت کریمہ پر ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۶﴾

یہ سورۃ النور کی آیت نمبر 56 ہے۔ اس کا اردو ترجمہ اس طرح ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

اس آیت کو آیتِ استخلاف کہا جاتا ہے۔ اس میں یہ بات ظاہر فرمائی گئی ہے کہ جس طرح خدا نے پہلے انبیاء کے بعد خلافت کا سلسلہ جاری فرمایا تھا اسی طرح آنحضور ﷺ کے بعد بھی جاری فرمائے گا اور وہ خلافت نبی کے نور کو لے کر آگے بڑھے گی۔ اور ہر دفعہ جب کوئی خلیفہ

گزرے گا تو جماعت کو ایک خوف کا سامنا کرنا پڑے گا جو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ خلافت کی برکت سے امن میں بدل جائے گا۔ پس سچی خلافت کی نشانی یہ ہے کہ وہ مومنوں کی جماعت کو بد امنی سے امن کی طرف لے آئے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ''الوصیت'' میں یہی فرمایا ہے کہ ایک نبی یا خلیفہ کے گزرنے کے بعد وقتی طور پر یہی محسوس ہوتا ہے کہ اب دشمن اس نور کو بجھا دے گا لیکن آیت استخلاف میں قطعی وعدہ ہے کہ دشمن ہر دفعہ ناکام رہے گا۔

(نوٹ از خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کے تین مقدس اور غیر متبدل وعدوں کا ذکر ہے اور ہر بار لامِ تاکید اور نونِ ثقیلہ کی تکرار سے انہیں حتمی اور یقینی بتایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا مومنوں سے حتمی وعدہ ہے کہ:

ایمان لانے والی اور اعمالِ صالحہ بجا لانے والی جماعت کے لئے یہ حتمی وعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس جماعت کو خلافت کی عظیم نعمت سے نوازے گا۔

اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ بھی اس آیت میں مذکور ہے کہ نعمتِ خلافت کی برکت سے اللہ تعالیٰ اُس جماعت کو دینی لحاظ سے مضبوطی اور تمکنت عطا فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ کا یہ بھی وعدہ ہے کہ ان عظیم الشان نعمتوں کی برکت سے ایک تیسرا انعام اس جماعتِ مومنین کو یہ عطا ہو گا کہ جب بھی انہیں کسی وجہ سے حالتِ خوف سے گزرنا پڑے گا تو اللہ تعالیٰ اُس کو حالت امن میں بدل دیگا۔

## خلافت کی حقیقت اور نوعیت

خلافت کی حقیقت اور نوعیت کے بارہ میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''انبیاء کو تو عصمتِ کبریٰ حاصل ہوتی ہے۔ لیکن خلفاء کو عصمت صغریٰ حاصل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان سے کوئی ایسی اہم غلطی نہیں ہونے دیتا جو جماعت کے لئے تباہی کا موجب ہو۔ ان کے فیصلوں میں جزئی اور معمولی غلطیاں ہو سکتی ہیں۔ مگر انجام کار نتیجہ یہی ہو گا کہ اسلام کو غلبہ حاصل ہو گا اور اس کے مخالفوں کو شکست ہو گی۔ گویا بوجہ اس کے کہ ان کو عصمتِ صغریٰ حاصل

ہو گی خدا تعالیٰ کی پالیسی بھی وہی ہو گی جو ان کی ہو گی۔ بیشک بولنے والے وہ ہوں گے۔ زبانیں انہی کی حرکت کریں گے۔ ہاتھ انہی کے چلیں گی۔ دماغ انہیں کا کام کرے گا۔ مگر ان سب کے پیچھے خدا تعالیٰ کا اپنا ہاتھ ہو گا۔ ان سے جزئیات میں معمولی غلطیاں ہو سکتی ہیں۔ بعض دفعہ ان کے مشیر بھی ان کو غلط مشورہ دے سکتے ہیں لیکن ان درمیانی روکوں سے گزر کر کامیابی انہی کو حاصل ہو گی اور جب تمام کڑیاں مل کر زنجیر بنے گی تو وہ صحیح ہو گی اور ایسی مضبوط ہو گی کہ کوئی طاقت اسے توڑ نہیں سکے گی۔"

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 377)

**ایک بہت اہم نکتہ**

آیتِ استخلاف کے حوالہ سے حضرت مصلح موعودؓ تفسیر کبیر میں ایک اہم نکتہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"پانچویں علامت اللہ تعالیٰ نے یہ بتائی ہے کہ :وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا یعنی جب بھی قومی طور پر اسلامی خلافت کے لئے کوئی خوف پیدا ہو گا اور لوگوں کے دلوں میں نورِ ایمان باقی ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اس خوف کے بعد ضرور ایسے سامان پیدا کر دیگا کہ جن سے مسلمانوں کا خوف امن سے بدل جائے گا۔"

آپ نے مزید وضاحت فرمائی کہ:

"بیشک خوف کا امن سے بدل جانا بھی بڑی نعمت ہے۔ لیکن اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ:

وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا کہ جو بھی خوف پیدا ہو گا اسے امن میں بدل دیا جائے گا۔

بلکہ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا فرمایا ہے۔ کہ جو خوف اُن کے دل میں پیدا ہو گا اور جس چیز سے وہ ڈریں گے، اللہ تعالیٰ اسے دور کر دیگا۔ اور اس کی جگہ امن پیدا کر دیگا۔ پس

وعدہ یہ نہیں کہ زید اور بکر کے نزدیک جو بھی ڈرنے والی بات ہو وہ خلفاء کو پیش نہیں آئے گی۔ بلکہ وعدہ یہ ہے کہ جس چیز سے وہ ڈریں گے۔ اللہ تعالیٰ اسے ضرور دور کردیگا۔ اور ان کے خوف کو امن سے بدل دیگا۔

مثال کے طور پر یوں سمجھ لو کہ سانپ بظاہر ایک بڑی خوفناک چیز ہے مگر کئی لوگ ہیں جو سانپ کو اپنے ہاتھ میں پکڑ لیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے سانپ کا خوف کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ اسی طرح فقر ایک بڑی خوف والی چیز ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اس کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: الفقر فخری کہ فقر میرے لئے ذلت کا موجب نہیں بلکہ فخر کا موجب ہے۔

اب اگر کسی کے ذہن میں یہ بات ہو کہ کھانے کے لئے اگر ایک وقت کی روٹی بھی نہ ملے تو بڑی ذلت کی بات ہوتی ہے، تو کیا اس کے اس خیال کی وجہ سے ہم یہ مان لیں گے کہ نعوذ باللہ رسول کریم ﷺ کی بھی ذلّت ہوئی؟

جو شخص فقر کو اپنی عزّت کا موجب سمجھتا ہے۔ جو شخص چیتھڑوں کو قیمتی لباس سے زیادہ بہتر چیز سمجھتا ہے اور جو شخص دنیوی مال و متاع کو نجاست کی طرح حقیر سمجھتا ہے اس کے لئے فقر کا خوف بالکل بے معنی ہے۔

پس خدا تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا ہے :وَلَیُبَدِّلَنَّھُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ الۡخَوۡفِ اَمۡنًا بلکہ فرمایا ہے :وَلَیُبَدِّلَنَّھُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِھِمۡ اَمۡنًا کہ کوئی ایسی خوف والی بات پیدا نہیں ہوگی جس سے وہ ڈرتے ہونگے۔

اس فرق کو مدنظر رکھ کر دیکھو تو معلوم ہوگا کہ خلفاء پر کوئی ایسی مصیبت نہیں آئی جس سے انہوں نے خوف کھایا ہو اور اگر آئی تو اللہ تعالیٰ نے اسے امن سے بدل دیا۔"

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 377 تا 378)

خلاصہ کے طور پر آپ نے مزید فرمایا:

”اصل وعدہ اس آیت میں اُسی خوف کے متعلق ہے جس کو وہ خوف قرار دیں اور وہ بجائے کسی اور بات کے ہمیشہ اس ایک بات سے ہی ڈرتے تھے کہ امت محمدیہ میں گمراہی اور ضلالت نہ آجائے۔ سو خدا کے فضل سے امتِ محمدیہ ایسی ضلالت سے محفوظ رہی اور باوجود بڑے بڑے فتنوں کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی وفات کے بعد اس کی ہدایت کے سامان ہوتے رہے۔“
(تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ 381)

## واقعات کی دنیا میں

آیت استخلاف میں مذکور چند اہم اور بنیادی امور کے ذکر کے بعد اب ہم واقعاتی لحاظ سے اس بات کا مختصر جائزہ لیتے ہیں کہ کس طرح خلافت کا آسمانی نظام الٰہی جماعتوں پر آنے والے خوف کے مواقع کو امن و سکون میں بدل دیتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ یہ واقعات، الٰہی جماعتوں کی ترقی کا موجب بن جاتے ہیں۔

خلافت کی نعمت کا آغاز رسول اکرم ﷺ کے وصال کے فوراً بعد ہوا جب کہ صحابہ اس اندوہناک سانحہ کی وجہ سے سخت نڈھال تھے۔ حضرت عمرؓ غم میں ڈوبے ہوئے تھے اور کہہ رہے تھے کہ جو شخص کہے گا کہ رسولِ خدا فوت ہو گئے ہیں، میں اس کا سر قلم کر دوں گا۔ اس وقت خدا تعالیٰ نے حضرت ابو بکرؓ صدیق کو توفیق دی اور وہ سامنے آئے اور آیت: ”وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ“ کی تلاوت کی جس سے صحابہ کو یقین ہو گیا کہ وصالِ نبوی ہو چکا ہے۔ جذبات میں ٹھہراؤ پیدا ہوا اور صحابہ نے مشورہ کے بعد حضرت ابو بکرؓ کو خلیفہ تسلیم کر لیا۔ خوف کی حالت امن میں بدل گئی اور خلافتِ راشدہ کا بابرکت نظام شروع ہوا جس نے مسلمانوں میں یک جہتی، امن اور اتحاد پیدا کیا اور مسلمان ترقی کی شاہراہ پر آگے سے آگے بڑھنے لگے۔ خلافتِ راشدہ کے دوران ہر خلیفہ کی وفات پر خوف اور حزن کے بادل چھاتے رہے اور ہر دفعہ وعدۂ الٰہی کے مطابق نئے خلیفہ کے انتخاب کے بعد خوف کی ہر حالت امن میں بدلتی رہی۔

ہمارے اس دورِ آخرین میں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد حقیقی خلافت کا احیاء اور قیام ہوا۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب ''الوصیت'' میں ذکر فرمایا تھا کہ یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ دو قدرتیں دکھاتا ہے۔ نبی کی وفات پر قدرتِ ثانیہ خلافت کی صورت میں آتی ہے اور اللہ تعالیٰ گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ بڑی شان سے پورا ہوا اور ساری کی ساری جماعتِ احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے ہاتھ پر جمع ہو گئی اور بلا استثناء سب نے بیعت میں شمولیت کی جیسا کہ انجمن کے اعلان میں بھی یہ الفاظ تھے کہ کل قوم نے جو قادیان میں موجود تھی حضرت خلیفہ اوّل کو مسیح پاک کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہوا، خوف کے بادل چھٹ گئے اور احمدیت کا قافلہ ترقی کی منازل کی طرف بڑھنے لگا!

حضرت مسیح موعودؑ نے الوصیت میں واضح طور پر تحریر فرمایا ہے کہ خلافت دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا۔ حضرت خلیۃ المسیح الاوّلؓ کے وصال پر خوف کا موقع اس وقت پیدا ہوا جب چند سر کردہ مگر نادان لوگوں نے خلافت کی نعمت سے منہ موڑا۔ لیکن وہی ہوا جس کا وعدہ حضرت مسیح موعودؑ نے دیا تھا۔ جماعت کی غالب اکثریت نے خدائی تصرف سے انجمن کی بجائے خلافت کے حق میں رائے دی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک بار پھر جماعت میں خلافت کا نظام مستحکم بنیادوں پر قائم ہو گیا۔ اور یہ سلسلہ حضرت مصلح موعودؓ کی بابرکت قیادت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے نصف صدی سے زائد عرصہ تک آگے سے آگے بڑھتا گیا۔

الٰہی سلسلوں کے دشمنوں اور حاسدوں کی کبھی کمی نہیں ہوتی لیکن خدائی تقدیر کے مطابق پسپائی اور ہزیمت ہمیشہ ان کا مقدر ہوتی ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ کے اس سنہری دور میں جماعت کے اندر منافقین اپنی مفسدانہ سرگرمیوں میں مصروف رہے۔ علاوہ ازیں جماعت کی روزافزوں ترقی دیکھ کر مخالفین بھی سرگرم عمل ہوگئے۔ مجلسِ احرار نے مخالفت کا عَلم بلند کیا اور قادیان کی مقدس بستی کے تقدّس کو پامال کرنے کی کوشش کی۔ جماعت کے لئے مسلسل خوف اور پریشانی کا باعث بنتے رہے۔ اپنی طاقت کے گھمنڈ میں انہوں نے یہ نعرہ بھی بلند کیا کہ ہم

مرکزِ احمدیت قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا کر دم لیں گے۔ انہوں نے ہر طرح خوف کی فضا پیدا کی۔ اس کے جواب میں حضرت مصلح موعودؓ نے ایک خطبہ جمعہ میں بڑے جلال سے فرمایا کہ:

”خدا مجھے اور میری جماعت کو فتح دیگا...... زمین ہمارے دشمنوں کے پاؤں سے نکل رہی ہے اور میں ان کی شکست کو ان کے قریب آتے دیکھ رہا ہوں“

(الفضل قادیان، 30 مئی 1935ء)

خدا تعالیٰ کی قادرانہ تجلّی سے احرار اپنے مقاصد میں کلیۃً ناکام و نامراد رہے اور جماعت کو اللہ تعالیٰ نے نہ صرف ان کی مفسدانہ چالوں سے محفوظ رکھا بلکہ امن و امان سے ساری دنیا میں اشاعتِ اسلام کی عالمگیر تدبیر تحریکِ جدید کی صورت میں عطا فرمائی۔ تحریکِ جدید کا شجرۂ طیبہ ساری دنیا پر سایہ فگن ہو گیا۔ دنیا کے کناروں تک اسلام اور احمدیت کا پیغام پہنچا اور گزشتہ ایک صدی میں اس کے شیریں اثمار ہزاروں مسجدوں، مراکزِ تبلیغ، مدارس، جامعات، اخبارات اور ہسپتالوں کی صورت میں خلافتِ احمدیہ کے زیرِ سایہ دن رات خدمتِ انسانیت میں مصروف ہیں۔ کیا ہی حسین انتقام ہے مجلسِ احرار کے ظالمانہ عزائم کا اور کیا ہی ایمان افروز منظر نظر آتا ہے۔ آج تحریکِ جدید کے ذریعہ قریہ بہ قریہ اسلام کی تبلیغ اور انسانیت کی بے لوث خدمت ساری دنیا میں دن رات جاری ہے اور تیزی سے وسعت پذیر ہے۔ یہ سب نظامِ خلافت کے ثمرات ہیں۔

1947ء میں جب قیامِ پاکستان کے وقت جماعت کو اپنے مرکز قادیان دارالامان سے ہجرت کرنی پڑی تو احمدی مہاجرین کے لئے کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ خلافت کی برکت سے اور خلیفۂ وقت کی دعاؤں کے طفیل اللہ تعالیٰ نے ایک وسیع و عریض مگر کلیۃً بنجر سرزمین حاصل کرنے اور اسے ایک خوشنما شہر میں تبدیل کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ افرادِ جماعت کو بے سروسامانی میں قادیان سے نکلنا پڑا لیکن خلافت کی برکت سے ایک پر امن مرکز مل گیا جو آج پاکستان کے خوشنما شہروں میں شمار ہوتا ہے۔ خلافت کے ذریعہ خوف کے امن میں تبدیل ہونے کی کیا شاندار مثال ہے!

خلافت ثانیہ کے دوران 1953ء میں جماعت کے خلاف حکومتی سطح پر ایک خطرناک مہم کی صورت میں ابتلاء کی صورت پیدا ہوئی۔ اس موقع پر حکومتِ وقت نے کھلم کھلا سامنے آکر

جماعت اور خلیفۂ وقت پر پابندیاں لگانے کی جسارت کی۔ جماعت کی تاریخ میں یہ ایک بہت ہی خوفناک مرحلہ تھا جس نے ساری جماعت کو ہلا کر رکھ دیا۔ اس موقع پر بھی سچے وعدوں والے خدا نے جماعت کو اُس حالتِ خوف سے نکال کر امن کا حصار عطا فرمایا۔ اس موقع پر خلیفۂ وقت حضرت مصلح موعودؓ کا کردار ناقابل فراموش ہے۔

ہوا یہ کہ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جھنگ نے 12 مارچ 1953ء کو جماعت کو نوٹس دیا کہ جماعت کے خلاف کاروائیوں کے بارہ میں کوئی بیان نہ جاری کیا جائے۔ اس عرصہ میں حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے ایک پیغام میں جماعت کو بشارت اور تسلی دی کہ گھبراؤ نہیں، خدا میری مدد کے لئے دوڑا چلا آرہا ہے۔ اس کے ردّ عمل میں گورنر پنجاب نے براہ راست حضرت مصلح موعودؓ کو نوٹس جاری کر دیا کہ آپ موجودہ صورتِ حال میں کسی قسم کا کوئی بیان جاری نہ کریں۔ اس موقع پر حضرت مصلح موعودؓ نے نہایت پُر جلال انداز میں گورنر کا پیغام لانے والے افسر کو فرمایا:

"آپ اس وقت اکیلے مجھ سے ملنے آئے ہیں اور کوئی خطرہ محسوس کئے بغیر میرے پاس پہنچ گئے ہیں۔ اسی لئے کہ آپ کو یقین ہے کہ گورنمنٹ آپ کی پشت پر ہے۔ پھر اگر آپ کو یہ یقین ہے کہ گورنمنٹ کا نمائندہ ہونے کی وجہ سے حکومت آپ کی مدد کرے گی۔ تو کیا میں جو خدا تعالیٰ کا مقرر کردہ خلیفہ ہوں، مجھے یقین نہیں ہونا چاہیئے کہ خدا میری مدد کرے گا۔"

آپ نے بڑے جلال اور یقین سے فرمایا:

"بے شک میری گردن آپ کے گورنر کے ہاتھ میں ہے لیکن آپ کے گورنر کی گردن میرے خدا کے ہاتھ میں ہے۔ آپ کے گورنر نے میرے ساتھ جو کچھ کرنا تھا وہ کر لیا۔ اب میرا خدا اپنا ہاتھ دکھائے گا"

سنیئے اور غور سے سنیئے! کہ خدائے ذوالجلال نے کس شان سے اپنی تجلّی کا ظہور فرمایا۔ خلیفہ وقت کی زبانِ مبارک سے یہ الفاظ جاری ہوئے اور آپ کی کہی ہوئی بات چند دنوں کے اندر اندر ایسے حیرت انگیز طریق پر پوری ہوئی کہ ایک عالَم انگشت بدنداں رہ گیا۔ پاکستان کی مرکزی

حکومت کے حکم سے مسٹر آئی آئی چندریگر کو جو اس وقت گورنر پنجاب تھے برطرف کر دیا گیا اور ان کی جگہ میاں امین الدین صاحب گورنر پنجاب مقرر ہوئے، جنہوں نے یکم مئی 1953ء کو یہ ظالمانہ نوٹس واپس لے لیا۔ اور اس حقیقت پر ایک بار پھر مہر تصدیق ثبت ہو گئی کہ

جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار و نزار

1965ء میں حضرت مصلح موعودؓ کی رحلت جماعت کے لئے ایک عظیم زلزلہ تھی۔ ہر طرف خوف کے بادل چھا رہے تھے۔ اس مرحلہ پر بھی خدائے قادر و توانا نے اپنے وعدہ کے مطابق جماعت کے سر پر دستِ شفقت رکھا۔ مخالفین کی کوششوں کو خاک میں ملا دیا اور دنیا نے دیکھا کہ خلافتِ ثالثہ کے زیرِ سایہ جماعت کا قافلہ ہر پہلو سے بلندیوں کی طرف بڑھنے لگا۔ یہ دیکھ کر حکومتی سطح پر جماعت کی مخالفت کا طوفان اٹھا۔ 1974ء میں قومی اسمبلی میں خلیفہ ثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کئی دن تک سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا۔ ملاؤں کے ہاتھ کوئی بھی قابلِ اعتراض بات نہ آئی۔ لیکن دنیوی طاقت کے نشہ میں مغرور حاکمِ وقت کے ایماء پر جماعت کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا۔ یہ وقت ساری جماعتِ احمدیہ عالمگیر کے لئے بہت نازک اور خطرناک تھا۔ اس خوف کے وقت خدائے قادر نے اپنے سچے وعدوں کے مطابق یہ چمکتا ہوا نشان دنیا کو دکھایا کہ ظالم اور جابر حاکمِ وقت اپنے جرموں کی پاداش میں پھانسی پر جھولتا نظر آیا اور کوئی کوشش بھی اسے عبرتناک انجام سے بچا نہ سکی۔ یہ وہی حاکم تھا جس نے ایک موقع پر اپنی ترنگ میں یہ کہا تھا کہ میں جماعتِ احمدیہ کے ہاتھ میں کشکول پکڑوا دوں گا۔ دیکھو کہ اس تعلّی کا کیا نتیجہ نکلا۔ خود تو وہ نشانِ عبرت بن کر دنیا سے رخصت ہوا اور ہر آنے والی حکومت آج تک ہاتھوں میں کشکول پکڑے دربدر ملکوں سے بھیک مانگتی نظر آتی ہے۔ فاعتبروا یا أولی الابصار!

اس جگہ میں یہ ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتِ احمدیہ کا اپنا ایک بیت المال ہے۔ جماعت کے افراد انفاق فی سبیل اللہ کرتے ہوئے دل کھول کر چندے

دیتے ہیں اور جماعت کا یہ خزانہ ہمیشہ بھرا رہتا ہے۔ جماعت کی ساری تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ 213 ممالک میں قائم کسی ایک جماعتِ احمدیہ نے کبھی بھی ایک دھیلہ تک کسی حکومت سے نہ مانگا اور نہ وصول کیا۔ جماعت کا خزانہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیشہ بھرا رہتا ہے!

1982ء میں حضرت خلیفہ ثالثؒ کے وصال پر ایک بار پھر غم اور خوف کو خدائی تقدیر نے امن میں بدل دیا اور جماعت اپنی تاریخ کے ایک اور شاندار دور میں داخل ہوئی۔ خلافت رابعہ کا آغاز ہوا اور خلافت کے ساتھ وابستہ برکتوں کے دروازے کھل گئے لیکن ایک اور ظالم حاکم وقت نے ایک سفّاکانہ آرڈیننس 20 کے ذریعہ احمدیوں پر عرصہ ٔحیات تنگ کر دیا۔ احمدیت سے وابستگی کا اعلان اور کسی پہلو سے یہ اظہار، یا اسلام کی تبلیغ ایک قابل تعزیر جرم قرار دے دیا گیا۔ اس ظالمانہ قانون کے بعد خلیفہ ٔوقت کے لئے ملک میں رہتے ہوئے اپنے دینی فرائض ادا کرنا ناممکن ہو گیا۔ سخت خوف اور فکر مندی کا وقت تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس حالتِ خوف کو اپنے فضل سے ایک بار پھر امن میں بدل دیا۔ خلیفہ ٔوقت نے عاجزانہ دعاؤں اور مشوروں کے بعد پاکستان سے ہجرت کا فیصلہ کیا۔ سخت نگرانی کی وجہ سے باہر جانا بظاہر ناممکن تھا لیکن دستِ قدرت نے خلیفہ وقت کو ہر طرف کڑی نگرانی کے باوجود فرشتوں کی حفاظت میں ملک چھوڑنے کی توفیق دے دی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی پاکستان سے انگلستان ہجرت میں ہجرت مدینہ کی جھلک نظر آتی ہے۔ قدم قدم پر خطرات منڈلا رہے تھے ہر طرف خوف چھایا ہوا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کی غالب قدرت نے سارا سفر امن و سلامتی کے ساتھ کروایا اور آپ خیریت سے لندن پہنچ گئے۔ ساری دنیا کے احمدیوں نے خوف کو امن میں بدلنے کا ایک اور ایمان افروز نظارہ دیکھا!

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا 21 سالہ دورِ خلافت ایک تاریخی دور تھا۔ ہر طرف ایک غیر معمولی جذبہ سے جماعتِ احمدیہ آگے سے آگے بڑھنے لگی۔ اس دور میں وقفِ نو کی بابرکت تحریک جاری ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جماعت کو MTA کا عظیم ذریعہ ٔابلاغ عطا کیا جس

کے ذریعہ تبلیغ کا سلسلہ ساری دنیا پر محیط ہو گیا۔ یہ ساری عالمگیر ترقیات ایسی تھیں کہ دشمنانِ احمدیت کے دلوں میں خار بن کر کھٹکنے لگیں۔

پاکستان کی حکومت کی اشیر باد سے جماعت کی مخالفت تیز سے تیز تر ہونے لگی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے حکمرانِ وقت کو اس بارہ میں انتباہ کیا اور مباہلہ کا چیلنج بھی دیا۔ جس کی کوئی پرواہ نہ کرتے ہوئے وہ اپنی روش پر قائم رہا۔ بلکہ یہ بھی کہا کہ میں احمدیت کے کینسر کو مٹا کر دم لوں گا۔

اس پر حضور رحمہ اللہ نے ایک خطبہ جمعہ کے دوران فرمایا:

”جماعتِ احمدیہ تو خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک والی رکھتی ہے، ایک ولی رکھتی ہے۔ جماعت احمدیہ کا ایک مولا ہے اور زمین و آسمان کا خدا ہمارا مولا ہے لیکن میں تمہیں بتاتا ہوں کہ تمہارا کوئی مولا نہیں۔ خدا کی قسم! جب ہمارا مولا ہماری مدد کو آئے گا تو کوئی تمہاری مدد نہیں کر سکے گا۔ خدا کی تقدیر جب تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کرے گی تو تمہارے نام و نشان مٹا دیئے جائیں گے اور ہمیشہ دنیا تمہیں ذلت اور رسوائی کے ساتھ یاد کرے گی“

(خطبہ جمعہ 14 دسمبر 1984ء)

اس اِنذار کے صرف چار سال کے اندر اندر، محفوظ ترین فوجی جہاز میں سفر کرتے ہوئے یہ آمر اپنے فوجی ساتھیوں کے ساتھ حادثہ کا شکار ہو گیا اس کا جسم خاک کا ڈھیر بن گیا۔ اللہ تعالیٰ کی غالب تقدیر نے اس کا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔ خلیفۂ وقت کی زبانِ مبارک سے نکلی ہوئی بات حرف بہ حرف پوری ہو گئی!

نئی خلافت کے آغاز کا وقت ہمیشہ ہی بہت خوف اور حزن کا وقت ہوتا ہے۔ مومنوں کے دل جانے والے کے غم سے رنجور ہوتے ہیں اور جماعت کی تاریخ گواہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جماعت کو نیا خلیفہ عطا کرتا ہے تو امن و عافیت اور خوشی و مسرت اور شکر کی ناقابلِ بیان کیفیت ہوتی ہے۔ ہر بار ایسا ہوتا رہا ہے خلافتِ خامسہ کے وقت تو یہ کیفیت بے مثال تھی۔ نہایت پرامن طور پر کاروائی ہوئی اور جب اس کا اعلان ہوا تو یوں لگا کہ رحمتِ باری تعالیٰ نے امن و سکون اور شادمانی کی دولت عطا کر دی ہے۔ خوشی کے آنسوؤں کا سیلاب بہہ نکلا اور جب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ

نے بیعت لینے سے قبل یہ ارشاد فرمایا کہ احباب بیٹھ جائیں تو اسی لمحہ ساراعالَم احمدیت تعمیلِ ارشاد میں بیٹھ گیا۔ اطاعت کا یہ نمونہ اور تعمیلِ ارشاد کا یہ عالَم ساری دنیا کے لوگوں کے ذہنوں پر نقش ہو گیا!

### ”امن کا سفیر“

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کے بے شمار ملکوں کے ایوانوں میں خود جا کر اسلام کی پُر امن تعلیمات کے بارہ میں بہت پُر اثر خطابات فرمائے۔ ان کی وجہ سے آپ کو ”امن کے سفیر“ کا خطاب دیا گیا ہے۔ لاتعداد لوگوں نے اعتراف کیا ہے کہ حضور کی زبانِ مبارک سے اسلام کا تعارف سن کر آپ کی آواز ہمارے دل میں گھر کر گئی ہے اور ہمارے دل و دماغ اسلام کی تعلیم سے سرشار ہو گئے ہیں۔ صرف ایک اعتراف پیش کرتا ہوں:

2012ء میں حضورِ انور نے برسلز میں یورپین پارلیمنٹ سے خطاب فرمایا۔ اس موقع پر Bishop Dr Amen Howard جنیوا (سوئٹزر لینڈ) سے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطاب میں شمولیت کے لئے آئے تھے، انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار جن الفاظ میں کیا وہ توجہ سے سننے والے ہیں۔ انہوں نے کہا:

”یہ شخص جادوگر نہیں لیکن ان کے الفاظ جادو کا سا اثر رکھتے ہیں۔ لہجہ دھیما ہے لیکن ان کے منہ سے نکلنے والے الفاظ غیر معمولی طاقت، شوکت اور اثر اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اس طرح کا جرأت مند انسان میں نے اپنے زندگی میں کبھی نہیں دیکھا۔ آپ کی طرح کے صرف تین انسان اس دنیا کو مل جائیں تو امن عامہ کے حوالے سے اِس دنیا میں حیرت انگیز انقلاب مہینوں نہیں بلکہ دنوں کے اندر برپا ہو سکتا ہے اور یہ دنیا امن اور بھائی چارہ کا گہوارہ بن سکتی ہے۔ میں اسلام کے بارہ میں کوئی اچھی رائے نہیں رکھتا تھا۔ اب حضور کے خطاب نے اسلام کے بارہ میں میرے نکتۂ نظر کو کلیۃً تبدیل کر دیا ہے۔“

(احمدیہ گزٹ کینیڈا مئی 2018ء صفحہ 20)

خلافتِ خامسہ میں بھی جماعت کے لئے خوف اور پریشانی کے اوقات آئے لیکن قرآنی وعدہ کے مطابق ہر خوف امن مین تبدیل ہوتا رہا۔ اس کی ایک مثال بطور نمونہ پیش کرتا ہوں:

28مئی2010ء کو لاہور میں جماعتِ احمدیہ کی دو مرکزی مساجد دار الذکر اور بیت النور ماڈل ٹاؤن میں مخالفین نے عین جمعہ کے وقت خوفناک حملہ کیا جس کے نتیجہ میں 86 احمدیوں نے جامِ شہادت نوش کیا۔ اس وحشت اور بربریت نے ایک دفعہ تو ساری عالمگیر جماعت کو ہلا کر رکھ دیا۔ اس جاں گداز موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے جس مومنانہ عزم اور محبت سے ساری جماعت کو اور بالخصوص شہادت پانے والوں کے پسماندگان کو حوصلہ، صبر اور دعاؤں کی نصیحت فرمائی وہ ایسا مرہم تھا جس نے ورثاء کو اپنے قدموں پر کھڑا کر دیا۔ حضورِ انور نے ایک ایک شہید کے گھر میں براہِ راست فون کر کے سب افرادِ خاندان سے بات کی اور ان سے دلی تعزیت فرمائی۔ ایسی محبت اور پیار کی گفتگو فرمائی جس سے ان کے دل کناروں تک بھر گئے۔ بعد ازاں شہداء کی فیملیز سے ایسی دلداری کا سلوک فرمایا جس کو وہ کبھی بھول نہیں سکتے۔ جماعت پر آنے والے خوف کے بعد امن میں تبدیل ہونے کی یہ مثال عدیم النظیر ہے!

اللہ تعالیٰ کا بے حد کرم اور احسان ہے کہ ہمیں خلافتِ خامسہ کا کامیابیوں اور ترقیات سے بھرپور سنہری دور اپنی آنکھوں سے دیکھنے کی توفیق اور سعادت مل رہی ہے۔ آج خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالی کے سوا دنیا میں کوئی قائد نظر نہیں آتا جس کو خدا نے مقرر کیا ہو، کوئی ایسا سربراہ نہیں جس کے سر پر خدا کا سایہ ہو۔ کوئی ایسا نہیں جس کو خدائی مدد اور نصرت کا عَلَم عطا کیا گیا ہو۔ کوئی نہیں جس کے قدموں میں خدائی اذن سے عالمگیر فتوحات بچھتی چلی جاتی ہیں۔

ہم یقیناً بہت خوش قسمت ہیں کہ ہم نے یہ بابرکت دورِ خلافت پایا جس میں خدائی تائید و نصرت اور قبولیتِ دعا کے اعجازی نشانات موسلا دھار بارش کی طرح برستے چلتے جاتے ہیں اور احمدیت کی عالمگیر فتح کی منزلیں قریب سے قریب تر ہوتی جا رہی ہیں۔

جماعتِ احمدیہ کے لئے ایک فتح کے بعد دوسری فتح منتظر ہے اور ہمارے مخالفین کے نصیب میں ناکامی اور پھر ناکامی اور پھر ناکامی لکھی جاچکی ہے۔ ہم تو مسیح دوراں کی جماعت ہیں جس نے فرمایا تھا کہ میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں!

''خلافت: خوف کو امن میں بدلنے کی ضمانت ہے''۔ اس بیان میں رتّی برابر بھی شک نہیں۔ خلافتِ احمدیہ کے ہر دور میں اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت اس بات پر شاہدِ ناطق ہے۔ اللہ تعالیٰ جو سب طاقتوں کا مالک ہے وہ خلافت پر ایمان لانے والوں اور اس نعمتِ خداوندی سے منسلک ہونے والی جماعت پر آنے والے، خوف کے سب حالات کو اپنی قادرانہ قدرت سے امن میں بدل دیتا ہے۔ یہ خدائی وعدہ ہمیشہ اور ہر دور میں پورا ہوتا رہا ہے۔ ہر خوف امن میں بدلتا رہا ہے۔ آج اس عظیم الشان جلسہ سالانہ میں ہزاروں کی تعداد میں احمدی موجود ہیں جو اس بات کے زندہ گواہ ہیں کہ ہم نے خلافتِ احمدیہ کے بابرکت سایہ میں رہتے ہوئے، ہر حالتِ خوف کو ہمیشہ امن میں بدلتے ہوئے، اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور ہم حلفًا یہ اعلان کرتے ہیں کہ یہ خدائی وعدہ خلافت کے ہر دور میں بڑی شان سے پورا ہوتا رہا ہے اور آج بھی خلافتِ خامسہ کے مبارک دور میں بڑی شان سے پورا ہو رہا ہے۔ جماعت احمدیہ عالمگیر اس شان سے دنیا میں ہر طرف پھیلتی جارہی ہے کہ اس کو دیکھ کر مخالفین کی ہر کوشش اپنی موت آپ مرتی جارہی ہے۔ یہی خدائی تقدیر ہے جو ہمیشہ جاری وساری رہے گی!

## اختتامیہ

ہم سب پر خدائے ذوالمنن کا عظیم احسان اور کرم ہے کہ اس نے ہمیں خلافت کے خدّام میں شامل ہونے کا شرف عطا کیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے ہمیں ایک عظیم امانت کا امین بنایا ہے۔ ایک عظیم الشان انعام سے نوازا ہے جو آج دنیا میں کسی اور جماعت کو نصیب نہیں۔ لیکن یاد رہے کہ یہ سعادت اپنے ساتھ عظیم ذمہ داریاں بھی لے کر آئی ہے۔ یہ انعام ہمیں اطاعت کی دعوت دیتا ہے۔ ایسی اطاعت کہ اپنا کچھ نہ رہے اور ہم میں سے ہر ایک پیارے آقا کے اشارے پر نثار ہونے کو

بے تاب نظر آئے۔ یہ انعام ہمیں قربانی اور استقامت کے میدانوں کی طرف بلاتا ہے۔ وہ میدان جن میں قرون اولیٰ اور اس دورِ آخرین کے صحابہ کرامؓ کی عظیم الشان قربانیوں کی داستانیں رقم ہیں۔ ان داستانوں کو آج پھر زندہ کرنا ہمارا فرض ہے۔ مکّہ کی وادیوں میں گونجنے والی حضرت بلالؓ کی صدائے ''اَحَدٌ اَحَدٌ '' کی بازگشت کو دہرانا آج ہمارے ذمہ ہے۔

دیکھو اور سنو! کہ اُحد کے شہداء کی روحیں پکار پکار کر تمہیں دعوت دے رہی ہیں کہ جس طرح انہوں نے ہتھیلیوں پر رکھ کر، اپنی جان کے نذرانے پیش کئے تھے اور شمعِ رسالت پر آنچ نہ آنے دی۔ اسی طرح آج تم بھی پروانہ وار شمعِ خلافت کا طواف کرو اور وقت آئے اور ضرورت پڑے تو فزت برب الکعبۃ کا نعرہ لگاتے ہوئے شہادت کی ابدی زندگی کے وارث بن جاؤ!

اے شمعِ خلافت کے پروانو!
گوش بر آوازِ آقا بن جاؤ

حضرت مقدادؓ نے ایک اعلان کیا تھا اور صحابہ نے اس کے ایک ایک حرف کو سچ کر دکھایا تھا۔ اسی طرح آج تم بھی اس بات کا عزم کرو کہ ہم سب شمعِ خلافت کے دائیں بھی لڑیں گے، بائیں بھی لڑیں گے، آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے۔ اور دشمنانِ احمدیت اُس وقت تک شمعِ خلافت تک نہیں پہنچ سکتے جب تک ہماری لاشوں کو روند کر نہ جائیں۔ آیئے ہم خدا تعالیٰ کو حاضر وناظر جان کر ایک بار پھر یہ عہد کریں کہ ہمارے سر تو تن سے جدا ہو سکتے ہیں لیکن ہمارے جیتے جی کوئی اس شمع خلافت کی طرف بری نیت سے پیش قدمی نہیں کر سکتا۔ ہرگز نہیں کر سکتا!

خدا کرے کہ ہم سب اس عہد کو پورا کرنے والے ہوں اور ہم سب کی طرف سے ہمیشہ ہمارے محبوب امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں۔ اللہ تعالیٰ حضورِ انور کو اپنی حفظ و امان میں رکھے، لمبی اور فعال، مبارک زندگی عطا فرمائے اور ہم سب کا شمار خلافتِ احمدیہ کے جانثاروں میں ہو۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 02 ستمبر 2022ء)



﴿90﴾

# اے محبت! تو عجب آثار نمایاں کردی

(محمد مطیع اللہ جوئیہ۔ مبلغ سلسلہ امریکہ)

### دورۂ امریکہ کے دوران احمدی بچوں کا حضور ایّدہ اللہ تعالیٰ سے اظہارِ محبت

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امریکہ کی سرزمین کو اپنے ورودِ مسعود سے برکت بخشی۔ آپ کا مبارک دورۂ امریکہ 26/ستمبر کو شروع ہوا اور 17/اکتوبر تک رہا۔ اس دوران حضورِ انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک ہفتہ زائن، ایلانوئے، ایک ہفتہ ڈیلس، ٹیکساس اور آخری ہفتہ سلور سپرنگ، میری لینڈ میں قیام فرمایا۔ اس مبارک دورہ میں احبابِ جماعت ہائے امریکہ نے اپنے محبوب آقا کی صحبت سے بھرپور روحانی فیض پایا اور الگ الگ انداز میں اپنے جذبات کا اظہار کیا۔

### ایک بارہ سالہ لڑکا نمازیوں کی قطار میں سب سے آگے

نمازوں کے لئے انتظامیہ نے مسجد سے باہر لائن کا انتظام کیا ہوا تھا۔ ایک چیز جو نہایت پُراثر معلوم ہوئی یہ تھی کہ احبابِ جماعت مسجد میں حضور انور کے پیچھے نماز ادا کرنے کے لئے گھنٹوں پہلے ہی لائن میں کھڑے ہونا شروع ہو جاتے تھے۔ ان لوگوں میں چھوٹے بڑے جوان بزرگ سب شامل تھے۔ بزرگوں نے جو لمبا عرصہ کھڑے نہیں ہو سکتے تھے ساتھ کرسیاں لی ہوئی تھیں جن پر بیٹھ کر یہ وقت ذکرِ الٰہی میں گزارتے۔ خلوص و وفا کے اس جذبے میں بچے بھی پیچھے نہیں رہے۔ ڈیلس، ٹیکساس جماعت کے مکرم سید نعمان خضر نے بتایا کہ وہ نماز فجر ادا کرنے کے معاً بعد ہی نمازِ جمعہ کے لئے مسجد کے صدر دروازے پر تشریف لے گئے تو دیکھا کہ اتنی جلدی جانے کے باوجود وہاں پر احباب کی ایک لمبی لائن بن چکی تھی اور شدید سردی کے باوجود اس لائن میں سب

سے پہلے ایک گیارہ بارہ سالہ لڑکا کھڑا تھا تا کہ جمعہ کے دوران وہ اپنے آقا کا قریب سے دیدار کر سکے۔ یہی منظر ڈیلس اور میری لینڈ میں بھی دیکھنے کو ملا۔ خاکسار 14/اکتوبر کو نماز فجر ادا کر کے دوسرے دوستوں کے ساتھ مسجد سے باہر آقا کا دیدار کرنے کے لئے آیا۔ حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جوں ہی مسجد سے اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے تو ساتھ ہی ہم نے پارکنگ لاٹ میں تقریباً سو افراد کی ایک لمبی لائن دیکھی۔ خاکسار کو تجسس ہوا کہ اس وقت یہ کس چیز کے لئے لائن میں کھڑے ہیں۔ جا کر پوچھا تو معلوم ہوا یہ بچے بزرگ اور جوان نمازِ جمعہ کے لئے 7 گھنٹے پہلے ہی لائن میں کھڑے ہیں۔

اے محبت تو عجب آثار نمایاں کردی
زخم و مرہم بہ رہِ یار تو یکساں کردی

امریکہ میں وقت کی بہت قدر ہے بعض تو اسے مال وزر سے زیادہ اہم سمجھتے ہیں۔ کام سے رخصت لینا بہت مشکل ہوتا ہے کیونکہ اس سے لوگوں کا روزگار متاثر ہوتا ہے۔ مگر دیکھنے میں آیا کہ لوگ کام کاج سے چھٹی لے کر صرف اپنے پیارے امام کے دیدار کی غرض سے حاضر ہوئے۔ نہ ملاقات کی آس نہ کوئی دنیاوی لالچ، یہ لوگ ہزاروں میل کی مسافت طے کر کے صرف اس لئے آئے ہوئے تھے تا کہ اپنے محبوب آقا کی ایک جھلک نصیب ہو جائے۔ محبت کے اس جذبے کے اظہار میں ہر طبقہ یکساں نظر آیا۔ جو لوگ ٹرک چلانے کا کام کرتے ہیں وہ بھی پیچھے نہیں رہے۔ ڈیلس میں پارکنگ لاٹ بہت وسیع تھا۔ اس میں متعدد ٹرک نظر آئے جو ایسے خادموں کے تھے جو دن بھر اپنے محبوب آقا کی اقتدا میں نمازیں ادا کرتے اور ڈیوٹیاں دیتے اور رات وہیں پارکنگ لاٹ میں بسر کرتے۔ ورجینیا جماعت کے عزیزم مجتبیٰ نے بتایا کہ انہوں نے ٹرک لوڈ ہی ایسا لیا تھا جس کے ذریعہ وہ ڈیلس شہر میں حضور انور کے دیدار کے لئے ہفتہ قیام کر سکیں۔ موصوف نے یہ بھی بتایا کہ انہیں میری لینڈ میں 70 سے 80 ایسے خدام نظر آئے جو ٹرک کا کام چھوڑ کر مسجد بیت الرحمان میں حاضر ہوئے تھے۔ نیز بتایا کہ صرف ایک لڑکے کو وہ جانتے ہیں جو مسجد بیت الرحمان میں نہیں آیا اور عجیب بات یہ کہ اس جوان کا ٹرک رستے میں ہی خراب ہو گیا جس پر اس کی ہزاروں ڈالرز

لاگت آئی۔ اس خادم نے اعتراف کیا کہ اسے یہ نقصان اس لئے ہوا کیونکہ اس نے خدا تعالیٰ کے خلیفہ کی بابرکت صحبت سے فیض اٹھانے کو نظر انداز کیا۔

## We Love You Huzur

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دورۂ امریکہ کے دوران 105 نمازیں پڑھائیں اور ہر نماز میں عشاق کا ہجوم حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دیدار اور دعاؤں کے لئے بے تابی سے انتظار کرتا۔ جب بھی حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز رہائش گاہ سے تشریف لاتے یا واپس تشریف گاہ کی طرف آتے تو یہ احباب مختلف انداز میں اپنی محبت کا اظہار کرتے۔ بعض بچے ”السلام علیکم پیارے حضور!“ کہتے سنائی دیتے تو بعض “We Love you Huzur” کہتے۔ ڈیلس میں ایک کم سن بچی بہت بھلی معلوم ہوتی۔ جب بھی حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تشریف لاتے تو اس کی بلند آواز سب کو یہ کہتے ہوئے سنائی دیتی کہ ”السلام علیکم پیارے حضور! میرا نام عالیہ ہے۔“

## Don't go Huzur, please

الوداع کا منظر بھی ہر شہر میں منفرد تھا۔ خاص طور پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی میری لینڈ سے راوانگی کے وقت ہر شخص کے چہرے پر اداسی، ہر آنکھ اشک بار تھی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جب رہائش گاہ سے تشریف لائے تو تقریباً 10 منٹ تک احباب کے درمیان قیام فرمایا۔ اس دوران چھوٹے بڑے سب نے اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ بعض پُر جوش نعرہ ہائے تکبیر بلند کر رہے تھے تو بعض اپنے انداز میں حضورِ انور سے خلوص دکھا رہے تھے۔ نئی نسل کے وہ بچے جن کو اردو زیادہ نہیں آتی وہ انگریزی میں ہی اظہار محبت کرتے نظر آئے۔ ایک بچہ فرط محبت میں ”Don't go Huzur, please!“ کہتا ہوا بھی سنائی دیا۔ ایسی محبت صرف خدا تعالیٰ ہی دلوں میں ڈال سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خلافت کا سایہ ہمارے سروں پر ہمیشہ قائم رکھے، آمین۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 12 نومبر 2022ء)



﴿91﴾

# خلافت علیٰ منہاج النبوۃ

(ابن ناصر الدین طارق)

## حضرت مسیح موعودؑ اور امام مہدی سے ہی شروع ہونی تھی، جو جماعت احمدیہ میں قائم ہو چکی ہے

خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے الفاظ ہی اس بات کو ثابت کرنے کے لیے کافی ہیں کہ یہ وہ مقام ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتا ہے۔ جیسے نبوت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے ویسے ہی خلافت بھی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔ خلیفہ اللہ تعالیٰ ہی بناتا ہے کوئی انسان نہیں بنا سکتا۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۶﴾

(النور:56)

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ان سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے ان کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے عہد کا ذکر کیا ہے۔ جس کی تفصیل آگے آئے گی۔یقیناً قرآن کریم قیامت تک کے لیے ہے اور اس کی تفسیر قیامت تک ہوتی جائے گی۔ لیکن اول حق یہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا اور یہ آپ ہی کا کام تھا جو قرآن کریم کی تفسیر فرماتے۔ آیت استخلاف کی سب سے واضح تفسیر جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائی، وہ حدیث یہ ہے:

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر وہ اس کو اٹھالے گا اور خلافت علیٰ مِنۡهَاجِ النُّبُوَّة قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھالے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور تنگی محسوس کریں گے۔ پھر جب یہ دور ختم ہوگا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم و ستم کے دور کو ختم کر دے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوگی اور یہ فرما کر آپؐ خاموش ہوگئے۔

(مسند احمد بن حنبل مشکوۃ کتاب الرقاق باب الانذار والتحذیر الفصل الثالث)

اب ہم آیت استخلاف کی طرف چلتے ہیں جو شروع ہوتی ہے، وعد اللّٰہ سے یعنی اللہ نے وعدہ کیا ہے، اُن لوگوں سے جن کے بارہ میں آگے فرماتا ہے، الَّذِیۡنَ آمَنُوا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ، یہاں '' مِنۡکُمۡ '' کا لفظ بتا رہا ہے کہ امت مسلمہ میں ہی کسی ایک خاص ایسے گروہ کا ذکر ہے جو ایسا کامل ایمان لائے ہیں کہ ان کے ایمانوں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور قرآن کی ہر پیش گوئی کو مکمل کر دیا ہے۔ چونکہ قرآن نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا آپ آخرین میں دوبارہ تشریف لائیں گے۔ تو جب سورۃ جمعہ کی یہ آیت نازل ہوئی۔

وَّاٰخَرِيۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا يَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ‌ؕ وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ﴿۴﴾ ذٰلِكَ فَضۡلُ اللّٰهِ يُؤۡتِيۡهِ مَنۡ يَّشَآءُ‌ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِيۡمِ ﴿۵﴾

ترجمہ: اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے وہ اس کو جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔

رسول اللہؐ نے اس آیت کی تفسیر فرمائی، جو ان حدیثوں میں بیان ہوئی ہے۔

جب یہ آیات نازل ہوئیں تو صحابہ کرامؓ نے آنحضرت ﷺ سے یہ دریافت فرمایا کہ یہ آخرین کون لوگ ہیں؟ جن میں حضور ﷺ کی دوسری بعثت ہوگی۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے اُسی مجلس میں موجود حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا:

لَوْكَانَ الْاِيْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَنَالَهٗ رَجُلٌ اَوْرِجَالٌ مِنْ هٰؤُلَآءِ

(بخاری کتاب التفسیر سورۃ الجمعہ)

یعنی اگر ایمان ثریا ستارہ پر بھی چلا گیا تو ایک فارسی الاصل شخص یا اشخاص اس ایمان کو دوبارہ دُنیا میں قائم کریں گے۔

ایک اور حدیث میں فرمایا:

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ آپؐ پر سورۃ جمعہ نازل ہوئی۔ جب آپؐ نے اس کی آیت وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ پڑھی جس کے معنے یہ ہیں کہ ”کچھ بعد میں آنے والے لوگ بھی ان صحابہ میں شامل ہوں گے جو ابھی ان کے ساتھ نہیں ملے“ تو ایک آدمی نے پوچھا یارسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں جو درجہ تو صحابہ کا رکھتے ہیں لیکن ابھی ان میں شامل نہیں ہوئے۔ حضورؐ نے اس سوال کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس آدمی نے تین دفعہ یہی سوال دہرایا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسیؓ ہم میں بیٹھے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ ان کے کندھے پر رکھا اور فرمایا اگر ایمان ثریّا کے پاس بھی پہنچ گیا یعنی زمین سے اُٹھ گیا تو ان لوگوں میں سے کچھ لوگ اس کو واپس لے آئیں گے۔ (یعنی آخرین سے

مراد ابنائے فارس ہیں جن میں سے مسیح موعودؑ ہوں گے اور ان پر ایمان لانے والے صحابہؓ کا درجہ پائیں گے۔)

(بخاری کتاب التفسیر سورۃ جمعہ و مسلم)

حضرت رسول اللہ ﷺ نے تفسیر فرمائی کہ اہل فارس میں سے ایک شخص یا کئی اشخاص اگر ایمان ثریا ستارے پر بھی چلا گیا تو اسے واپس لائیں گے۔ اور اس حدیث کی تشریح میں آپ نے واضح بیان فرما دیا کہ آنے والا اہل فارس کا آنا ایسے ہے جیسے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود تشریف لائے ہیں۔ کیونکہ واضح بات ہے کہ قرآن کریم تو وہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخرین سے ملا رہا ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرما رہے ہیں کہ میں اپنے، اسی جسمانی وجود کے ساتھ نہیں لیکن اپنے روحانی رنگ میں واپس آؤں گا جو وہ اہل فارس ہو گا جس کا حدیث میں ابھی ذکر آیا ہے۔

## خلافت کی حقدار صرف جماعت احمدیہ ہے

تو جب اللہ نے یہ فرمایا کہ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوا مِنْكُمْ تو اس سے اول مراد یہی تھی کہ امت مسلمہ میں سے ایک گروہ ایسا ہے جو ایمان کے تمام تقاضوں کو پورا کرے گا۔ تب اُن میں خلافت علی منہاج النبوۃ قائم کی جائے گی۔ چونکہ خلافت بغیر کسی مامور من اللہ اور نبی اللہ کے قائم ہو ہی نہیں سکتی۔ اس لئے ضروری تھا کہ وہ مامور آئے۔ یعنی وہی مامور۔ جس کا آنا آنحضور ﷺ کا آنا قرار دیا گیا، جس کو مسیح ابن مریم اور امام مہدی قرار دیا گیا، جسے اہل فارس کہا گیا، جسے حدیث میں نبی اللہ فرمایا گیا، جسے حکم و عدل قرار دیا گیا۔ یہ بات بھی سمجھنا ضروری ہے کہ وہ ایک ہی وجود ہے جس کے آنے کی بشارت دی گئی اور خود آنحضور ﷺ نے لا مھدی الا عیسیٰ فرما کر اس قضیہ کو ہمیشہ ہمیش کے لئے دفن کر دیا۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و امام مہدی علیہ السلام نے جب اللہ تعالیٰ سے وحی پا کر یہ تمام دعوے فرمائے، تو ایک جماعت، آپ علیہ السلام کے ہر دعویٰ پر لبیک کہتی ہوئی آپ پر ایمان لاتی چلی گئی اور اُس جماعت میں شامل ہوئی

جسے قرآن نے آنحضور ﷺ کے اصحاب قرار دیا ہے۔ یہی وہ ایمان والا گروہ ہے، جس کے لیے خلافت کا وعدہ کیا گیا تھا اور اللہ نے اپنے وعدہ کے مطابق جماعت احمدیہ میں حضرت مسیح موعود اور امام مہدی علیہ السلام کے ذریعہ خلافت علی منہاج النبوہ کو قائم فرما دیا۔ الحمدللّٰہ۔ یہ وعدہ نام کے اُن مسلمانوں کے لئے نہیں تھا، جو حضرت رسول اللہ ﷺ اور قرآن کی تمام پیشگوئیوں کا انکار کرتے چلے گئے اور بغیر مامور من اللہ کے خلافت کے قیام کی باتیں کرتے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ وہ علماء اور مذہبی جماعتیں اور وہ سربراہان ممالک اور وہ عوام جو خلافت کو قائم کرنا چاہتے ہیں، اُن کے پاس کیسا حق ہے اس بات کا کہ اُن میں خلافت قائم ہو؟ کیونکہ اُس پیش گوئی میں خلافت کا پہلا حصہ تو خلافت راشدہ کی صورت میں پورا ہو چکا لیکن اُسی پیشگوئی کے ساتھ خلافت کے دوبارہ شروع ہونے کی جو ضروریات ہیں، جب تک وہ پوری نہ ہوں وہ کیسے خلافت کو قائم کر سکتے ہیں؟ سو اب آنے والے مامور کو، مخالف نبی اللہ مانے یا نہ مانے جس کی قرآن اور حدیث میں بشارت دی گئی تھی۔ جب تک وہ موعود نہیں آجاتا، یہ کسی کا حق ہی نہیں کہ وہ خلافت اور اس کے قیام کی باتیں کرے اور اگر جسارت کرے گا تو مونہہ کی کھائے گا اور ایسی مثالوں سے حالیہ تاریخ بھری پڑی ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ ہم وہ خلافت جاری ہی نہیں کر رہے جو خلافت علیٰ منہاج النبوۃ ہے۔ تو پہلی بات یہ ہے کہ جس چیز کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی پیش گوئیوں میں خاص زمانہ تک بند کر دیا اسے جاری کرنے کا حق کس کو ہے؟ اور اگر خلافت کے نام پر، کچھ جاری کرنے کی کوشش کی جائے گی تو وہ حضور کی بیان فرمودہ ٹائم لائن میں، ظالم بادشاہت اور ملوکیت تو ہو سکتی ہے، خلافت نہیں ہو سکتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت کے بغیر اور واضح پیشگوئیوں کے بعد تو خلافت کا لفظ بھی کسی کو استعمال کرنے کا حق نہیں ہے۔ کیونکہ متواتر حدیثوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو شروع تیس سال کے بعد خلافت کو ختم فرما دیا اور خلافت کے دوسرے حصہ کو مہدی اور مسیح موعود کے ساتھ باندھ دیا۔ جسے اللہ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاں ختم

کر دیا، اُسے کوئی کیسے شروع کر سکتا ہے؟ اور جسے اللہ اور حضور ﷺ نے شروع فرمادیا تو کس کی مجال کہ اُسے ختم کر سکے؟

اگر کوئی گروہ جو اپنی خلافت کا قیام چاہتا ہے، تو پہلے خلیفۃ اللہ مہدی اور عیسی مسیح کو لائے، جب لے آئے گا، تو پھر اس کی موت کے بعد سوچنا کہ اب خلافت کا کیا کرنا ہے۔ لیکن ناک رگڑر گڑ کر آج کا انسان کیا اُن کی نسلیں گزر جائیں گی، نا کوئی آسمان سے اب مسیح نازل ہو گا نہ ہی کسی مہدی کا ظہور ہو گا۔ نہ ہی کبھی کوئی خلافت قائم کر سکے گا۔ سو وہ اصول جو خلافت کے لئے اللہ اور حضرت رسول اللہ ﷺ نے قائم کر دیئے ہیں اُس کے بعد کسی کا خلافت پر ہر گز کوئی حق نہیں ہے۔

حضرت سیدی خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خلافت جوبلی کے موقع پر اپنے معرکہ آراء خطاب میں فرمایا:

”اے دشمنان احمدیت! میں تمہیں دوٹوک الفاظ میں کہتا ہوں کہ اگر تم خلافت کے قیام میں نیک نیت ہو تو آؤ! اور مسیح محمدی کی غلامی قبول کرتے ہوئے اس کی خلافت کے جاری و دائمی نظام کا حصہ بن جاؤ۔ ورنہ تم کوششیں کرتے کرتے مر جاؤ گے اور خلافت قائم نہیں کر سکو گے، تمہاری نسلیں بھی اگر تمہاری ڈگر پر چلتی رہیں تو وہ بھی کسی خلافت کو قائم نہیں کر سکیں گی۔ قیامت تک تمہاری نسل در نسل یہ کوشش جاری رکھے تب بھی کامیاب نہیں ہو سکے گی۔ خدا کا خوف کرو اور اور خدا سے ٹکر نہ لو اور اپنی اور اپنی نسلوں کی بقا کے سامان کرنے کی کوشش کرو۔“

ایک اور بات یہ کہ آج کل کے نوجوان ترکی کے ڈرامہ ارطغل کو دیکھ کر اور نت نئے پروپیگنڈا سوشل میڈیا پر سن کر اپنے خیالات اور اپنے دماغ کو شیطان اور گمراہی کا گھر بنا رہے ہیں۔ ایک یہ بھی خیال ہے پس پردہ اُن ڈراموں کے ذریعے سے خلافت کے دوبارہ قیام کی کوششیں کی جارہی ہیں اور مسلمانوں کو خلافت کی طرف بلایا جارہا ہے۔ لیکن یہ تمام کوششیں تو اب بعثت مسیح و مہدی کے بعد ناکام و نامراد چلی جائیں گی اور مسلمانوں کے اپنے فرقے ہی کبھی کسی ایک کی خلافت پر راضی نہیں ہونگے۔ نیز جیسا کہ میں پہلے عرض چکا ہوں کہ جو ٹائم لائن آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے اپنی پیش گوئیوں میں بیان فرمائی ہے اُس ٹائم لائن میں خلافت تو پہلے تیس سال میں ختم ہو چکی تھی اور سلطنت عثمانیہ (بعض اس کے لئے خلافت کا لفظ استعمال کرتے ہیں) اس ٹائم لائن میں وہ سلطنت عثمانیہ کہاں کھڑی ہے؟ وہیں کھڑی تھی جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فیج اعوج کا زمانہ قرار دیا تھا۔ نیز اُس خلافت سے پہلے وہ مامور من اللہ کہاں تھا جس کے ساتھ خلافت نے دوبارہ شروع ہونا تھا؟ نیز اس بات کو بھی اپنے ذہن میں رکھنا چاہیے کہ اس حدیث میں جس کا ذکر چل رہا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر دور کا ذکر کر دیا پھر اس کے بعد اس دور کو ختم فرماتے چلے گئے یا اس کے آگے نئے حالات بیان فرماتے چلے گئے اگر آپ خاموش ہوئے تو ایک جگہ اور وہ یہ کہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ یعنی وہ قیامت تک جاری رہے گی۔ اب ذرا سلطنت عثمانیہ کو دیکھو! کدھر ہے اگر یہ وہی خلافت ہوتی جس کے دوبارہ قیام کی خواہش ہے۔ تو وہ ختم ہی کیوں ہو گئی ہے؟

## مومن کا امن کیا ہے اور خوف کیا ہے؟

وہ مخالفین جو اپنے تئیں سمجھتے ہیں اور گمان رکھتے ہیں کہ انہوں نے اپنے فتنہ اور فساد اور اپنی دشمنی سے جماعت احمدیہ کو بے امن کر دیا ہے اور وہ چند ایک ایسے بھی کمزور ایمان والے جو چھوٹی چھوٹی باتوں پر لغزش کھاتے ہیں اور اعتراض کرتے اور اپنے آپ کو رسوائی اور ہلاکت کے گڑھوں میں گرا دیتے ہیں اور قرآن کریم کے بیان کے مطابق وہ گہرے گڑھوں میں گرے ہوئے ہیں۔ بلکہ ایسے لوگوں کے مونہوں کی غلاظت اور گند انہی پر واپس لوٹا دیا جاتا ہے اور جماعت احمدیہ پہلے سے زیادہ پاک اور صاف ہو کر ابھرتی جاتی ہے۔

یاد رکھنا چاہیے کہ جو دشمنوں کی دشمنیاں اور ان کے ظلم و ستم اور منافقوں کی منافقتیں ہیں، یہ الٰہی جماعتوں کے لئے ایک عظیم الشان صداقت کا نشان ہوتی ہیں۔ جہاں تک خوف اور امن کا سوال ہے وہ دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک دنیاوی خوف اور ایک روحانی۔ جہاں تک دنیاوی خوف کا سوال ہے جس میں دشمن اور دنیا کی حکومتیں اپنے ظلم و ستم کی انتہا کر دیتے ہیں۔ آخر پھر خدا کی

غیرت جوش میں آتی ہے اور دشمن کی خاک اڑا دی جاتی ہے۔ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا:

اَمۡ حَسِبۡتُمۡ اَنۡ تَدۡخُلُوا الۡجَنَّۃَ وَلَمَّا یَاۡتِکُمۡ مَّثَلُ الَّذِیۡنَ خَلَوۡا مِنۡ قَبۡلِکُمۡ ؕ مَسَّتۡہُمُ الۡبَاۡسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلۡزِلُوۡا حَتّٰی یَقُوۡلَ الرَّسُوۡلُ وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَہٗ مَتٰی نَصۡرُ اللّٰہِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ نَصۡرَ اللّٰہِ قَرِیۡبٌ ﴿۲۱۵﴾

(البقرہ:215)

ترجمہ: کیا تم گمان کرتے ہو کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے جبکہ ابھی تک تم پر ان لوگوں جیسے حالات نہیں آئے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ انہیں سختیاں اور تکلیفیں پہنچیں اور وہ ہلا کر رکھ دیئے گئے یہاں تک کہ رسول اور وہ جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے پکار اٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی۔ سنو! یقیناً اللہ کی مدد قریب ہے۔

یعنی دشمن نے اس قدر اذیتیں اور تکلیفیں دیں کہ انبیاء اور ان کے متبعین کی چیخیں نکل گئی تھیں اور متٰی نصر اللہ جو کوئی شکایت نہیں تھی بلکہ جہاں یہ ایک سوال تھا وہاں درد دل سے مانگی ہوئی دعائیں تھی جن کا جواب اللہ تعالیٰ نے خود ہی عطا فرما دیا کہ سنو! یقینا اللہ کی مدد قریب ہے اور آخر کار دشمن ذلیل ورسوا اور پارہ پارہ کر دیا گیا اور مومنین کو غلبہ، فتح اور امن عطا فرما دیا گیا۔ آج بھی ہر دشمن اور ہر منافق ذلیل ورسوا اور پارہ پارہ کر دیا جائے گا اور جماعت احمدیہ المومنین کو اللہ تعالیٰ غلبہ، فتح اور امن عطا فرمائے گا۔ ان شاء اللہ

جہاں تک روحانی امن کا سوال ہے تو اللہ نے اس آیت استخلاف میں جو یہ فرمایا کہ اللہ ”مومنوں“ کی خوف کی حالت کو امن میں بدل دے گا۔ سو مومن تو وہ ہے جو نبوت اور اُس کی خلافت پر ایمان لاتا ہے جس کی بشارات اللہ اور اُس کے رسول نے دی ہیں۔ پھر وہ حالت امن میں چلا جاتا ہے۔ کیونکہ مومن کا امن یہ ہے کہ اس کی روح یہ فریاد کرتی ہے کہ کوئی امام اور ہادی ہو جو خدا کی طرف سے مامور ہو اور ہمیں اس راہ پر چلائے جو اللہ کی جنتوں کا وارث بنا دے اور ہمیں اپنی

دعاؤں کے حصار میں لے لے۔ سو دیکھ لو کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر امن قائم کرنے والا کون تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے والے انتہائی خوف سے اس امن میں داخل ہوئے تھے۔ جس کا ابھی اوپر ذکر گزرا ہے۔ لیکن ظاہری نظر سے دیکھا جائے تو وہ اپنے گھروں سے نکالے گئے، ہجرتیں کیں، وہ صحراؤں میں گھسیٹے گئے، ان پہ ایسا قتل وغارت ہوا کہ دنیا کی تاریخ میں ایسے واقعات دیکھنے میں نہیں آتے۔ انہوں نے جنگیں لڑیں اور شہادتیں پائیں۔ ہر طرح سے اذیت دیے گئے اور تو اور شریر دشمنوں اور منافقین نے حضرت محمد ﷺ پر اور آپؐ کی ازواج کے کردار مبارک ومطہرہ پر غلیظ حملے کیے، لیکن مومنین اسی امن کی حالت میں جس کا وہ وعدہ دیے گئے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں بھی لڑے اور بائیں بھی لڑے آگے بھی لڑے اور پیچھے بھی لڑے اور اُن کی جان اور روح کا ہر حصہ زور زور سے گواہی دے رہا تھا کہ ہم امن میں ہیں اور ایک لمحہ کے لیے بھی ان لوگوں نے خوف محسوس نہ کیا، کیونکہ وہ مومن تھے ان کے خوف امن میں بدل دیے گئے تھے وہ خدا کے ہو گئے تھے خدا اُن کا ہو گیا تھا۔

اور ایسا ہی حضرت مسیح موعودؑ اور آپؑ کی خلافت میں ہوا۔ جماعت احمدیہ ہر قربانی کرتی چلی گئی اور کرتی چلی جائے گی کیونکہ جماعت احمدیہ میں خلافت ہے اور جماعت کا ہر فرد امن میں ہے۔ کیونکہ جماعت کا ایک خلیفہ ہے۔ جو ڈھال بن کر ہر احمدی کے سامنے کھڑا ہے۔ جس کی دعاؤں کی قبولیت کے حصار میں، جس کی اطاعت اور محبت اور وفا کی چار دیواری میں بیٹھ کر، ایک احمدی ایسے امن میں ہے کہ دنیا اس کا تصور بھی نہیں کر سکتی۔ اللہ اپنے خلیفہ سے کلام کرتا ہے اور اُس کی کی تائید ونصرت کے لیے اللہ جیسے آسمان سے زمین پر آتا ہے اور اپنے ہاتھوں سے اپنے خلیفہ کے کام کرتا ہے اور دنیا کی حکومتوں، دشمنوں اور مخالفین کی، خلافت اور خلیفہ وقت کے آگے اور جماعت احمدیہ المومنین کے آگے، ایک مرے ہوئے کیڑے سے زیادہ حیثیت نہیں ہوتی اور یہی وہ امن کا وعدہ ہے جو مومنین کیلئے دیا گیا تھا، سو وہ وعدہ بڑی شان سے اللہ تعالیٰ نے پورا کیا اور قیامت تک اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے پورا کرتا چلا جائے گا۔ ان شاء اللہ۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے جب خلافت کمیٹی کا قیام فرمایا تو آپ نے آنے والے خلفاء کے لئے یہ عظیم الشان پیشگوئی فرمائی:

”یہ سب لوگ مل کر جو فیصلہ کریں گے وہ تمام جماعت کے لئے قابل قبول ہو گا اور جماعت میں سے جو شخص اس کی مخالفت کرے گا وہ باغی ہو گا اور جب بھی انتخابِ خلافت کا وقت آئے اور مقررہ طریق کے مطابق جو بھی خلیفہ چنا جائے میں اُس کو ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر اس قانون کے ماتحت وہ چنا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہو گا اور جو بھی اس کے مقابل میں کھڑا ہو گا وہ بڑا ہو یا چھوٹا ہو ذلیل کیا جائے گا اور تباہ کیا جائے گا کیونکہ ایسا خلیفہ صرف اس لئے کھڑا ہو گا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کو پورا کرے کہ خلافت اسلامیہ ہمیشہ قائم رہے۔ پس چونکہ وہ قرآن اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی باتوں کو پورا کرنے کے لئے کھڑا ہو گا اس لئے اُسے ڈرنا نہیں چاہیے۔“

(خلافت اسلامیہ حقہ)

مسند احمد کی وہ حدیث جو مضمون کے شروع میں بیان ہوئی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک دور کے بعد دوسرے آنے والے دور کی پیشگوئی فرمائی لیکن آخر میں خلافت علیٰ منہاج النبوہ کے قیام کی پیشگوئی فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش ہوگئے۔ اس حدیث کی تشریح میں آپ کے غلام کامل اور عاشق صادق حضرت مسیح موعود و خلیفۃ اللہ المہدی علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے الہام پا کر خلافت کے دوبارہ قیام کے ساتھ اس کے قیامت تک قائم رہنے کی خوشخبری عطا فرمائی۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سُنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قُدرتیں دِکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دِکھلاوے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم

سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اُس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ مَیں اِس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جُدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دِکھائے گا جس کا اُس نے وعدہ فرمایا۔ اگرچہ یہ دن دُنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دُنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ مَیں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور مَیں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔“

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد20 صفحہ 301 تا302)

ہر احمدی کو اور ہر خادم سلسلہ اور ہر عہدیدار کو اپنا محاسبہ کرتے ہوئے اسی بات کی فکر کرنی چاہئے اور یہی دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اُن مبارک وجودوں میں شامل فرمائے، اللہ تعالیٰ نے جن کی بشارت حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کو عطا فرمائی تھی۔

حضرت سیدی خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خلافت جوبلی 2008ء کے موقع پر اپنے خطاب میں فرمایا:

”میری تو بہت عرصہ پہلے خدا تعالیٰ نے یہ تسلی کروائی ہوئی ہے کہ اس دور میں وفاداروں کو خدا تعالیٰ خود اپنی جناب سے تیار کرتا رہے گا۔ پس آگے بڑھیں اور اپنے ایمان اور

اعمال صالحہ کا محاسبہ کرتے ہوئے آپ میں سے ہر ایک ان بابرکت وجودوں میں شامل ہو جائے جن کو خدا تعالیٰ خلافت کی حفاظت کے لئے خود اپنی جناب سے ننگی تلوار بنا کر کھڑا کرے گا“

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 17 دسمبر 2022ء)



# حصہ نظم

# خلافت ہے اِک عافیت کا حصار

﴿92﴾

## دیوانوں کی فہرست میں اِک نام بڑھا دے

(حضرت حافظ سید مختار احمد شاہ جہانپوریؒ)

اے نالۂ خاموش خدا تجھ کو جزا دے
افلاک سے بڑھ کر عرشِ معلیٰ کو ہلا دے

اے چشمِ ستم دیدہ وہ طوفان بپا کر
جو دیدۂ سفاک کو بھی خون رُلا دے

اے دل تو لہو بن کے مری آنکھ سے ڈھل جا
چمکا ہوا رنگ رخِ آفاق اُڑا دے

اے خونِ جگر سینے میں کھول اور اُبل جا
اک جوشِ جنوں خیز رگ و پے میں رچا دے

اے عقلِ رسا اور تیرا اب نہیں کچھ کام
دیوانوں کی فہرست میں اک نام بڑھا دے

گزرا ہے جو نظروں سے وہ بھولی نہیں نظریں
گزری ہے جو دل پر اسے دل کیسے بھلا دے

خود میرے محافظ نے ہی چھینی مری دولت
یہ طرفہ ستم کیوں نہ مری جان جلا دے

رگ رگ میں تپِ غم سے لہو کھول رہا ہے
منہ تکتے ہیں حسرت سے میرے دل کے ارادے

مخلوق نے انصاف کی توقیر گھٹا دی
اللہ مرا حوصلۂ ضبط بڑھا دے

صد حیف کہ کمزور کو بے وجہ زبردست
اک تختۂ مشقِ ستم وجَور بنا دے

کیا جرم ہے کیا میں نے بگاڑا ہے کسی کا
کچھ میری خطا بھی تو کوئی مجھ کو بتا دے

اک میں ہی تو دیوانۂ آئینِ وفا تھا
اللہ مجھی کو وہ غم ہوش ربا دے

آتے ہی مرا نام بدل جاتی ہے تیوری
اب کیا کہوں اللہ ان آنکھوں کو حیا دے

حق کا تو زبردست گلا گھونٹ چکا ہے
کمزور کو برداشت کی توفیق خدا دے

پاکیزگیٔ نفس ہے اک نعمت عظمیٰ
لیکن یہ اسی کے لئے ہے جس کو خدا دے

کل تھا تو میں وہ تھا جو ہے مشہور۔ مگر آج
جو چاہے وہ اس کا لبِ الزام بنا دے

تقصیر بھی کچھ ہے کہ نہیں اس سے غرض کیا
شائق جو سزا دینے کا ہو کیوں نہ سزا دے

یونہی سہی میں فاتحۂ خیر تو پڑھ دوں
انصاف کو گاڑا ہے کہاں کوئی بتا دے

خالی نہیں جاتیں کبھی مظلوم کی آہیں
کوئی یہ اُس انصاف کے پتلے کو بتا دے

یوسف تو اسیری میں بھی یوسف ہی رہے گا
لیکن اسے کیا کہیے جو یوسف کو سزا دے

ہے بہر سزا جرم کا اثبات بھی لازم
الزام تو جس پر بھی جو چاہے وہ لگا دے

اے وہ کہ نظر بندئ یوسف سے ہے شاداں
دنیا کو ذرا دامنِ یوسف بھی دکھا دے

رہتا ہے عیاں ہو کے ہی فرق حق و ناحق
گر کوئی اُسے کتنے ہی پردوں میں چھپا دے

اللہ رہے پاکیزگئ دامنِ یوسف
شرمندہ زلیخا ہو عزیز آنکھ جھکا دے

اے دل یہ تیری نظم تو احباب نے سن لی
اک نظم اسی دھن میں خدا کو بھی سنا دے

جو دیکھنے والے ہیں وہ یہ دیکھ لیں مختاؔر
تُو نظم پڑھے۔ داد تجھے تیرا خدا دے

(کلام مختار)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 06جون2020ء)



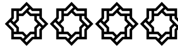
﴿93﴾

## ”دیوانوں کی فہرست میں اِک نام بڑھا دے“

(خواجہ عبدالمومن۔ناروے)

مہدی کا مجھے عاشق و دیوانہ بنا دے
صد شکر کہ پھر ہم میں ہوئی جاری خلافت
احسان ہے یہ مہدی کا خدا اس کو جزاء دے
انعامِ خلافت ہے خداتعالیٰ کی رحمت
وابستہ رہوں اس سے یہ توفیق خدا دے
اس نے تو ہمیں ایک لڑی میں ہے پرویا
مولا تا قیامت تو خلافت کو بقا دے
یا رب تیرا احسان ہے دی ہم کو خلافت
یا رب دل مومن کو خلافت سے وفا دے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 02 مئی 2020ء)



﴿94﴾

## "دیوانوں کی فہرست میں اِک نام بڑھا دے"

(محمد مقصود احمد منیبؔ)

اے خامۂ تقدیر ذرا کام دکھا دے
"دیوانوں کی فہرست میں اک نام بڑھا دے"

گر عرش کا تارہ ہوں سجا مجھ کو فلک پر
گر ذرۂ خاکی ہوں تہہِ خاک سُلا دے

ویسے تو شہادت ہے مہ و مہر کی کافی
اَذہان سے اَوہام کی چلمن بھی ہٹا دے

بستی میں کہیں چھوڑ کے آیا ہوں میں خود کو
بچھڑا تو نہیں خود سے مگر پھر بھی ملا دے

اِس یومِ خلافت کی صداقت کے ہی صدقے
ہاتھوں سے مسیحا کے کوئی جام پلا دے

دشمن کو جو للکارے ببر شیر کی مانند
آئینِ وفا دار و غمِ ہوش رُبا دے

آغاز خلافت کا ہوا نور سے دیں کے
مہدی کی محبت جو رگ و پے میں بسا دے

دے عشقِ صفا کام جو محمود کو بخشا
جو دین کی چاہت کو جنوں خیز ہوا دے

اسلام کی سطوت کو نیا رنگ دلا کر
احرار کے قدموں تلے انگار بچھا دے

اور ناصرِ ذی جاہ کی مسکان تھی جادو
ایوان میں دشمن پہ جو اِک دھاک بٹھا دے

بس ایک ہی مقصد تھا مرا پیارا خدا اب
اسلام کا اثبات جو دنیا کو دکھا دے

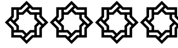
عرفان کی مجلس جو ہے طاہر نے سجائی
اُس انجمنِ ناز کے قدموں میں بٹھا دے

احمد ہو کہ محمود ہو ناصر ہو کہ طاہر
میں ساتھ ہوں ہر دم، مرے مسرور بتا دے

اے اہلِ طلب! راہِ نجات ایک ہی ہے بس
بیعت ہے جو پچھلوں کو بھی پہلوں سے ملا دے

کر مجھ کو تنومند برومند اے مولیٰ!
شاخوں پہ خیالوں کی حسیں پھول کھلا دے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 09جون2020ء)



﴿95﴾

## ”دیوانوں کی فہرست میں اِک نام بڑھادے“

(مریم منور)

اللہ کی نوبت بجے دنیا کو صدادے
زجاجِ خلافت سے تو ظلمات کو مٹادے

لے آئے ہیں ثریا سے ایماں جو زمیں پر
وارث ان آخرین کا خدا ہم کو بنا دے

مانگے یہ دعا ازل سے ہر قلبِ عبقری
”دیوانوں کی فہرست میں اِک نام بڑھادے“

کافوری، زنجبیلی، سلسبیلِ خلافت
سیرابی ابد تک ہمیں یہ آبِ بقا دے

من موتی آب دار سے ہے مالا پرونی
مریم کو سیپ جیسا وہی ذوق صناع دے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 09جون2020ء)



﴿96﴾

## ”دیوانوں کی فہرست میں اک نام بڑھادے“

(مبارک احمد ظفر۔لندن)

جو ڈھانپ لے عصیاں کو مرے عیب چھپا دے
رحمت کی خدایا مجھے اک ایسی عبا دے

دیوانہ ہوا جاتا ہوں میں جذبِ جنوں میں
”دیوانوں کی فہرست میں اک نام بڑھا دے“

دربارِ خلافت کا ہوں وہ مست قلندر
جو وجد میں آجائے تو دنیا کو بھلادے

اس شمعِ خلافت کا ہوں پروانہ میں ایسا
جو مجھ کو جلائے نہ مگر مجھ کو جِلا دے

ہوں رند میں اک بادۂ یثرب کا اے ساقی
کوثر کا کوئی خاص مجھے جام پلادے

رہتا ہے وہی زندۂ جاوید جہاں میں
اولاد کو بچپن سے ہی جو درسِ وفا دے

یہ دوسری قدرت کا جو ہے پانچواں مظہر
اس دور میں ہی غلبۂ دیں مولیٰ دکھا دے

اس عہد میں بس ایک سفینۂ اماں ہے
چڑھ جائے جو اس پہ تو اسے پار لگادے

بیمار جو آیا ہو کوئی آخری دم پر
اعجازِ مسیحائی سے وہ زندہ اٹھا دے

واللہ یہ اس کی ہی نظر کا تو اثر ہے
پڑ جائے تو سوئی ہوئی قسمت کو جگا دے

مانا ہے جسے ہم نے یہی خلق ہے اس کا
دشمن اسے گالی دے تو وہ اس کو دعا دے

اس وقت کے عیسیٰ کی مسیحائی جدا ہے
وہ جس کو دعا دے اسے ساتھ دوا دے

اک ڈھال ہے جو عرش سے اتری ہے زمیں پر
اللہ کے بندوں سے بلاؤں کو بھگا دے

انعامِ الٰہی ہے یہ اک عروۂ وثقیٰ
بندے کو وہ جو خالقِ ازلی سے ملا دے

منصف ہی تو ہے نظر ہٹالیتا ہے ورنہ
انصاف پہ آئے تو وہ اک حشر مچا دے

اس عہد کے خاصوں میں ہے خاص اس کا یہ خاصہ
توحید کے ڈنکے کو وہ ہر سمت بجا دے

ہر ملک کے ہر شہر میں اللہ کے گھر ہوں
وہ دینِ محمد کا علم اونچا اڑا دے

ہے احمدِ ہندی ہی فقط ایک وسیلہ
رستہ جو درِ احمدِ عربی کا بتا دے

سجدے میں جبیں اس کی اٹھے ہاتھ دعا کو
دیکھا ہے کہ پھر عرش کے کنگرے وہ ہلا دے

وارث ہے جو اس تختِ مسیحا کا خدایا
دے عمرِ خضر حفظ و اماں اپنی سدا دے

ہو تختِ محمد ہی سبھی تختوں سے اونچا
اب عظمتِ اسلام کو ہر دل میں بٹھا دے

مضرابِ محبت پہ فقط تیری ہی دھن ہو
شیطان کے ہر ساز کو دنیا سے مٹادے

جو چاہے کرے قادرِ مطلق ہے تری ذات
کوئی شان بڑھادے تو کوئی شان گھٹا دے

تو فرش نشینوں کو کرے عرش نشیں بھی
تو چاہے تو پھر تخت نشیں نیچے گرا دے

اللہ بڑا سب سے ہے اللہ ہی بڑا ہے
دنیا میں فقط ایک سنائی یہ صدا دے

دن دیکھ لیں ہم آنکھ سے یہ عمر میں اپنی
طاعت میں تری سر کوئی ہر ایک جھکا دے

اے شافیٔ امراض بھلا خیر ہو سب کی
بیمار پہ ہو فضل تیرا سب کو شفا دے

کچھ ایسی وبا پھیلی کہ دم گھٹتا ہے اس میں
ہم حبس کے ماروں کو خداوندا صبا دے

اوڑھوں تو مری روح نکھر جائے خدایا
وہ خاص مجھے حسنِ عمل کی جو قبا دے

میں بندۂ ناچیز گنہگار شرمسار
اللہ مجھے بخش دے جنت کی فضا دے

محفوظ جو رکھے شرّ شیطان سے ہر دم
ناچیز ظفر کو وہ حفاظت کی ردا دے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 01 مئی 2020ء)



﴿97﴾

## ”دیوانوں کی فہرست میں اِک نام بڑھا دے“

(حافظ محمد مبرور)

دیوانوں کی فہرست میں اک نام بڑھا دے
مجھ کو بھی خلافت کے غلاموں میں بنا دے

وہ شوق جنوں سوزِ جگر مجھ کو عطا ہو
تن من ہو خلافت پہ فدا ایسی فنا دے

ہر طور مقدم کروں دُنیا پہ میں دیں کو
پیمان یہ پورا ہو مجھے ایسی وفا دے

اکناف میں دنیا کے ہو وحدت کا چراغاں
توحید کے دیپک میں جلاؤں وہ ضیا دے

سائے میں خلافت کے ہے اب امنِ جہاں بھی
اے کاش سمجھ آئے یہ عالم کو بتا دے

بے فیض نہ حافظ کی کٹی زندگی مالک
اک بار خلیفہ کی زیارت تُو کرا دے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 10 جون 2020ء)



﴿98﴾

## خلافت خدا کی نمائندگی

(عبدالسلام اسلام۔ لندن)

وہ رشک ملائک یہی تاج ہے
یہی آدمیت کا معراج ہے

یہ نورِ خدا کی ہے جلوہ گری
یہ تکوین کا نقطہ محوری

نظام خلافت ہے پائندہ تر
اسی سے یہ خاکی ہے تابندہ تر

عدُوّ مُبیں اس سے پامال ہے
قبائے خلافت تری ڈھال ہے

ازل سے ابد تک یہ اعجازِ قُم
یہی روحِ مردہ کو آوازِ قُم

یہ ہے چشم گیتی میں تِل کی طرح
یہ سینہ ہستی میں دل کی طرح

شہی کا نہ جمہوریت کا ہے راج
یہ دونوں کا گویا حسیں امتزاج

بظاہر یہ جمہور کا ساز ہے
مگر قدرتِ حق کی آواز ہے

خلیفہ گو چنتے ہیں اہل وفا
مگر اُس میں ہوتی ہے حق کی رضا

خلافت خدا کی نمائندگی
اسی کی جھلک اور درخشندگی

جمالی صفت میں رحیم و کریم
یہ شان جلالی میں ضرب کلیم

ملے نورِ حق کو تھے مظہر نئے
بدلتا رہا تھا یہ پیکر نئے

یہ داوٗدؑ و آدمؑ میں تھا جلوہ گر
ازل سے ابد تک یہ محوِ سفر

بنا مصطفیٰؐ اس سے شمسُ الضّحیٰ
تو مہدیؑ ہوا مثلِ بدرُ الدُّجیٰ

یہ صدیقؓ و فاروقؓ و عثمانؓ میں
یہ حیدرؓ پہ اُترا نئی شان میں

اگر نورِ دیںؓ میں یہ تھا جلوہ گر
تو محمودؓ تھا اس سے رشکِ قمر

یہ ناصرؒ میں طاہرؒ میں مسرور میں
شرابور تینوں اسی نُور میں

یہ زندہ تو زندہ ہے دینِ متیں
یہ قدرت کے جلووں کا عکسِ حسیں

اسی سے سدا محوِ پرواز تُو
فرشتوں سے بڑھ کر فلک باز تُو

اگر پاسبانی کا احساس ہے
سدا یہ امانت تیرے پاس ہے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 21 دسمبر 2019ء)



﴿99﴾

## لفظ ڈھل جائے جس کو تو بولے

(چوہدری محمد علی مضطرؔ عارفی مرحوم)

قبلہ رخ ہو کے باوضو بولے
لفظ ڈُھل جائے جس کو تو بولے

نرم و نازک، حسین، خوشبودار
ایک ہی پھول چارسُو بولے

لِلّٰہِ الْحَمْدُ عہدِ الفت میں
پانچ کے پانچ خوبرو بولے

قدرتِ ثانیہ کا ہر مظہر
عکس در عکس ہو بہ ہو بولے

سلسلہ وار ایک ہی آواز
دشت در دشت کُو بہ کُو بولے

اس کراں تا کراں خموشی میں
کون بولے اگر نہ تو بولے

کون ہے تو کہاں سے آیا ہے
تیرا اندازِ گفتگو بولے

تجھ سے ملنے کے بعد بھی دل میں
تجھ سے ملنے کی آرزو بولے

میرے اندر بھی بولتا ہے تو
میرے باہر بھی تو ہی تو بولے

بولنا بھول جائے دنیا کو
مسکرا کر اگر نہ تو بولے

مسکرا دوں اگر سرِ مقتل
میں نہ بولوں مرا لہو بولے

پھول تو پھول ہے بہر صورت
چپ رہے بھی تو رنگ و بو بولے

قتلِ ناحق سے قتلِ ناحق تک
سارا رستہ لہو لہو بولے

یا سنے حوصلے سے میری بات
یا نہ مجھ سے مرا عدو بولے

بولنے کا جسے بھی دعویٰ ہو
سامنے آئے روبرو بولے

مفت کی بٹ رہی ہے جوتوں میں
جام بولے نہ اب سبو بولے

لُٹ گئی آبرو سرِ اخبار
اب نہ عزّت نہ آبرو بولے

بولنا سیکھ لے اگر مضطرؔ
بھول کر بھی نہ پھر کبھو بولے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 23 دسمبر 2019ء)



﴿100﴾

## فلک پہ وہ ماہِ تام آیا

(صاحبزادی امۃ القدوس بیگم)

تمہیں مبارک ہو اہلِ مشرق! محبتوں کا سَلام آیا
تمہارے آقا کی شفقتوں اور چاہتوں کا پیام آیا

طویل تر فاصلے، کڑی دُھوپ، راہ پُر پیچ آبلہ پا
رہِ وفا میں نہ اِس سے پہلے تھا ایسا مشکل مقام آیا

جدائیوں میں تو عشق کی آگ کی تپش اور بڑھ گئی ہے
سکون و صبر و قرار دل کو نہ صبح آیا نہ شام آیا

ہموم کی منزلوں سے گزرے ہیں فکر کی رہ گزر بھی طے کی
خیالِ بے مائیگی بھی دل میں قدم قدم گام گام آیا

یہ کرب اور ابتلاء کے لمحے سعادت اِس طور بن گئے ہیں
عجیب لذّت سجود میں تو عجیب لُطفِ قیام آیا

زہے مقدّر اے خوش نصیباں کہ پیار کی چاشنی میں ڈوبا
تمہارے محبوب کی طرف سے یہ خط تمہارے ہے نام آیا

غموں کی جو تلخیاں مٹا دے جو ذہن و دل کو سکون بخشے
وہ مدھ بھرا، وہ سُرور آور کلامِ شیریں کلام آیا

تمہاری خوشیاں جھلک رہی ہیں کسی کی قسمت کے زائچے میں
نویدِ فتح و ظفر لئے یہ سروش کا ہے پیام آیا

تمہارے آقا کی ہے یہ خواہش کہ سونے والوں کو بھی جگا دو
خبر دو ظُلمت کے باسیوں کو کہ روشنی کا نظام آیا

نقاب رُخ سے اٹھا رہا ہے، حسین جلوے دکھا رہا ہے
نوید ہو دید کے پیاسو کہ حُسن بالائے بام آیا

مہیب تاریکیاں چَھٹی ہیں زمین پر چاندنی ہے اُتری
جو عکس خورشید کا لئے ہے فلک پہ وہ ماہِ تام آیا

ہماری کوتاہی نظر ہے جو لُطف اُس کا نہ دیکھ پائیں
پیامِ رحمت تو عاصیوں کو ہمیش آیا، مدام آیا

نہ خُم، سبو، ساغر وصراحی، نہ جام و مینا ہی مِلک میری
یہ میرے ساقی کی ہے نوازش کہ میرے ہاتھوں میں جام آیا

میری ادا تو کوئی بھی ایسی نہ تھی کہ جو اُن کا دل لُبھاتی
فقط مِرا جذبۂ وفا ہے کہ آج جو میرے کام آیا

نہیں ہے علم اِس کا دشمنوں کو کہ جال قُدرت بھی بُن رہی ہے
چلی ہے جس نے بھی چال کوئی وہ آپ ہی زیرِ دام آیا

قسم خدا کی نہیں دلوں میں ہمارے دُنیا کا خوف کوئی
ہمارا حامی وہی ہے جس کی گرفت میں لیکھرام آیا

ہمیں بھی نسبت ہے مَردِ فارس سے اِک نگاہِ کرم ہو آقا!
تمہارے در پہ بڑی امیدیں لئے یہ اَدنیٰ غلام آیا

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 08 جنوری 2020ء)



﴿101﴾

# خلافت کی آغوش

(حافظ محمد مبرور)

صد ساز ہیں دنیا کے اک ساز ہے روحانی
رس گھولے جو کانوں میں ہر روح ہو مستانی

نغمہ ہے محبت کا دل کھنچے چلے آتے
پُر کیف سرودوں سے ہر روح ہو وجدانی

اخلاق کی قدریں ہیں پیغامِ اخوت ہے
الفت کی صداؤں میں اقدار ہیں انسانی

طوفاں میں سفینے ہیں گرداب ہے طغیانی
اک نوح کی کشتی کی مولا کرے نگرانی

آجاؤ خلافت کی آغوش میں اے لوگو!
موعود زمانہ ہے اور ساعتِ نورانی

اس عہدِ مفاسد میں ظلمات کی شورش میں
حافظ ہے یہی ملجا اور مامنِ یزدانی

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 13 جنوری 2020ء)



﴿102﴾

## راحتیں نصیب ہوں

(مبارک احمد صدیقی۔لندن)

خدا کرے کہ ہر کسی کو راحتیں نصیب ہوں
محبتوں کی دولتیں، رفاقتیں نصیب ہوں

خدا کرے امامِ وقت کی ہمیں دعا لگے
اُنہیں کبھی نہ غم،نہ دکھ، نہ درد کی ہوا لگے

خدا کرے کہ درد سے کوئی نہ بیقرار ہو
مریض کو طبیب کا کبھی نہ انتظار ہو

معاملات زندگی کچھ اسطرح عجیب ہوں
اگر مریض ایک ہو تو ساتھ دو طبیب ہوں

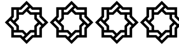
خدا کرے کہ ہر کسی کی زندگی گلاب ہو
یہاں بھی کامران ہو وہاں بھی کامیاب ہو

خدا کرے کہ بیٹیوں کو نیک ہمسفر ملیں
سدا سکھی رہیں جہاں وہ شادمان گھر ملیں

خدا کرے مسافروں کو ہر گھڑی امان ہو
جہاں بھی دھوپ ہو کڑی وہیں پہ سائبان ہو

خدا کرے وفاؤں کا ہر ایک کو صلہ ملے
کوئی اگر غزل کہے تو داد بے پناہ ملے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 17 جنوری2020ء)



﴿103﴾

# اِک شخص

(پروفیسر مبارک احمد عابدؔ۔امریکہ)

باغِ احمد میں مثالِ عندلیب اک شخص ہے
جس کے گُن گاتے ہیں شاعر اور ادیب اک شخص ہے

سردیوں کی دھوپ ہے وہ گرمیوں کی چاندنی
ہر کسی موسم میں ہر دل کے قریب اک شخص ہے

لاکھ کوشش سے بھی جن کی تشنگی بجھتی نہیں
ایسی روحوں کا مسیحا اور طبیب اک شخص ہے

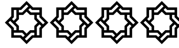
پیار ہے سب سے اسے نفرت کسی سے بھی نہیں
اس زمانے میں بھی وہ ایسا نجیب اک شخص ہے

جس کے اک اک لفظ سے مسرور ہو جاتی ہے جاں
ایسا خوش گفتار، محفل میں خطیب اک شخص ہے

جو بڑے ہیں اس کی خاطر دست بستہ ہیں کھڑے
اور چھوٹوں کے دلوں کے بھی قریب اک شخص ہے

دور رہ کر بھی تو اس سے روز مل لیتا ہے تو
تو مبارک احمد عابدؔ خوش نصیب اک شخص ہے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 21 جنوری 2020ء)



﴿104﴾

# پچھلی رات کے راز و نیاز

(عبدالکریم قدسیؔ۔ امریکہ)

قدم قدم پہ خلافت کی خاص ڈھال کے ساتھ
کیا ہے پون صدی کا سفر کمال کے ساتھ

تراشے فضلِ عمر نے جو اپنے ہاتھوں سے
ہمیں ہے ناز انہی پیارے خدوخال کے ساتھ

وفا کا رشتہ خلافت سے باندھا جو ہم نے
خدا کرے کہ بڑھے اور ماہ و سال کے ساتھ

ادب کی، علم کی دولت اک ایسی دولت ہے
کمی نہ ہوگی کبھی جس میں استعمال کے ساتھ

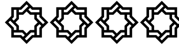
وہ پچھلی رات کو راز ونیاز کی باتیں
ہمیشہ کرتے رہیں ربِ ذوالجلال کے ساتھ

جبیں کو، کرتے ہوئے تذکرے محبت کے
نہ میلا کیجئے گا سلوٹ و ملال کے ساتھ

ہیں سکے عِشق خلافت کے کاسئہ دل میں
ہمارا واسطہ کیا روبل و ریال کے ساتھ

یہ نوجواں ہے، پچھتر برس کا اے قدسیؔ
تم اس کے ساتھ الجھنا ذرا خیال کے ساتھ

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 25 جنوری 2020ء)



﴿105﴾

## چار دربارِ خلافت

(امۃ الباری ناصر ۔ امریکہ)

ممکن نہیں الفاظ میں خوبی سے بیاں ہو
وہ فیض جو دربارِ خلافت سے ملا ہے

شامل ہے مرے خون میں اس در کی محبت
سرمایہ یہ ماں باپ سے ورثے میں ملا ہے

خوش قسمت ہوں دیکھے ہیں چار عہد خلافت
احقر پہ خدا تعالیٰ کا احسان بڑا ہے

جب آنکھ کھلی راج تھا فرزند مسیحؑ کا
دیکھا کہ ہر اک فرد خلیفہ پہ فدا ہے

ملتی تھی ہمیں اُن سے سگے باپ کی شفقت
درویش کے بچوں کو یہ اعزاز ملا ہے

صد شکر کہ خود مصلح موعودؓ سے میں نے
درسِ قرآن قصرِ خلافت میں سنا ہے

ہے یاد وہ عرفان سے بھرپور خطابت
لگتا تھا کہ بندے میں خدا بول رہا ہے

ملتی ہیں مجھے حضرتِ ناصرؒ کی دعائیں
مجھ پر جو عنایات ہیں سب اُن کی عطا ہے

یاد آتے ہیں جیسے کہ کوئی ماں کو کرے یاد
اک میٹھا تبسم مری آنکھوں میں بسا ہے

اک خاص تعلق تھا عقیدت کا وفا کا
جو دل کے نہاں خانے کا اک حصہ رہا ہے

خود سب سے محبت پہ عمل کر کے دکھایا
نفرت کو مٹانے کا ہمیں درس دیا ہے

میں حضرت طاہرؒ کا کروں ذکر تو کیسے
الفاظ نے ہیجان کا کب ساتھ دیا ہے

میرے تو مہ و سال کچھ اس حال میں گزرے
لگتا تھا کہ اُس شخص نے جادو سا کیا ہے

وہ حوصلہ افزائی سے کرواتے تھے سب کام
یہ سچ ہے کہ میں کچھ نہیں،سب اُن کی دعا ہے

بخشا مجھے تحریر کے شہزادے نے اک پین
اک جہد مسلسل کا جو ہتھیار بنا ہے

کچھ خط ہیں جو خود دستِ مبارک سے لکھے تھے
قیمت مرے مخزن کی جواہر سے سوا ہے

راضی ہو خدا اُن سے ملے قربِ الٰہی
قدموں میں جگہ پاؤں ، وہاں میری دعا ہے

مولا نے ہمیں بخشا ہے اب پانچواں مظہر
دل کو مرے خود ان کی محبت سے بھرا ہے

وہ نور ہے چہرے پہ نگاہیں نہیں ٹکتیں
یہ کیوں نہ ہو اللہ تو خود ساتھ کھڑا ہے

سونپا ہے قلم وارثِ سلطانِ قلم نے
اور ساتھ اشاعت کا بھی کچھ کام دیا ہے

مجھ جیسی گنہگار پہ اکرام کی بارش
یہ سارا خلافت سے محبت کا مزا ہے

پانا ہے اگر کچھ تو اطاعت سے ملے گا
پہلوں سے سبق سیکھا ہے نسلوں کو دیا ہے

جاری ہیں مری آنکھوں سے شکرانے کے آنسو
ہر ذرۂ تن حمدِ الٰہی میں جھکا ہے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 01 فروری 2020ء)



﴿106﴾

## وہ خدا کا ہی نوشتہ تو لکھا کرتا ہے

(مبارک احمد ظفر)

وہ خدا کا ہی نوشتہ تو لکھا کرتا ہے
ہو کے رہتا ہے وہی جو وہ کہا کرتا ہے

بیٹھ جائیں جو ترے در پہ بھکاری بن کر
کاسۂ خیر انہی کا ہی بھرا کرتا ہے

نیک فطرت جو رہیں صحبت یار میں آ کر
ہم نشینی سے عجب رنگ چڑھا کرتا ہے

اس سے بڑھ کر بھی غنی اور کوئی کیا ہو گا
اپنی اوقات میں جو شخص رہا کرتا ہے

سانس پھر لیتے ہیں محفوظ فضا میں سب لوگ
شہر میں وقت کا حاکم جو پھرا کرتا ہے

ساحلوں پر تو فقط ریت یا پتھر ہوں گے
گوہرِ خاص تو ساگر میں پلا کرتا ہے

گونجتی ہے یہ صدا وقت کے ایوانوں میں
اس کا ہوتا ہے بھلا جو بھی بھلا کرتا ہے

چاہے جتنی بھی بلندی پہ چلا جائے عروج
اک نہ اک تو زوالوں میں ڈھلا کرتا ہے

مار دیتا ہے ہر اک جوہرِ روحانی کو
اژدھا جب بھی تکبر کا ڈسا کرتا ہے

عشق اور دشت نوردی تو ہیں لازم ملزوم
اس میں رکھے نہ قدم وہ جو ڈرا کرتا ہے

وقت کی قدر نہیں کرتا جو غافل بندہ
حسرت و یاس کی تصویر بنا کرتا ہے

قول دے کر جو مکر جائے اُسے کیا کہیے
یہ تو مومن کا ہے اسلوب وفا کرتا ہے

بادشاہ ہو کے بھی سنتا ہے گنہگاروں کی
اس کے دربار میں مضطر جو صدا کرتا ہے

ہجر میں آنکھ جو بھیگی تو یہ احساس ہوا
دل کے آنگن میں ہی ہر اشک گرا کرتا ہے

پاک مٹی میں تعصب کے لگیں جب پودے
پھل ہی نفرت کا درختوں کو لگا کرتا ہے

خونِ ناحق سے تعصب کا چمن سینچیں تو
باغ جل جاتا ہے سب راکھ ہوا کرتا ہے

ظلم کے تخت کو تختے میں بدل دیتا ہے
ایک طوفان جو مژگاں سے اٹھا کرتا ہے

اس کو بن مانگے ملیں تاج و سریر و مسند
سر جو تعظیم و محبت میں جھکا کرتا ہے

مہر نصرت کی کرے ثبت وہ اپنی جس پر
وہ مظفر وہی منصور ہوا کرتا ہے

یا الٰہی ہو مرا نام وفا داروں میں
سر بسجدہ یہ ظفرؔ تجھ سے دعا کرتا ہے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 20 دسمبر 2019ء)



﴿107﴾

## حسین سا رُخِ انور

(پروفیسر عبد الصمد قریشی)

ایک چاند یا چمکتا ستارہ کہیں جسے
روشن سا دلنشین نظارہ کہیں جسے
اِک لا زوال حسن کا پیکر تھا سامنے
دلکش حسین سا رُخِ انور تھا سامنے

ایسا ہی ایک حسین سا منظر نظر میں تھا

اُجلا بدن وہ ریشم و کمخواب کی طرح
صورت جہان قدس کے مہتاب کی طرح
لگتا تھا کوئی خواب سہانا تھا سامنے
ایک حسن کا حسین زمانہ تھا سامنے

ایسا ہی اک حسین سا منظر نظر میں تھا

دیکھا جو اس کا حسن تو شرما گئے گلاب
نظریں ملیں جو اس سے تو گھبرا گئے گُلاب

حاضر تھی دست بستہ صبا اس کے سامنے
آئی تھی ہو کے زیرِ ہوا اس کے سامنے

ایسا ہی ایک حسین سا منظر نظر میں تھا

کلیاں بھی سوچتی تھیں اُسے ہو کے با وضو
پریاں بھی دیکھتی تھیں اسے ہو کے با وضو
پُر نور سا شباب تھا اک سب کے سامنے
کیا حسن لاجواب تھا اک سب کے سامنے

ایسا ہی ایک حسین سا منظر نظر میں تھا

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 04 فروری 2020ء)



﴾108﴿

## پُرنور سے چہرے کا نظارہ

(اطہر حفیظ فراز)

آنکھوں میں دعاؤں بھرا اک دریا رواں ہے
اس موسم فرقت میں تڑپ اور عیاں ہے

ہر چند کہ ربوہ پہ اداسی کا سماں ہے
خدام خلافت کی محبت بھی جواں ہے

تو اپنے کرم سے یہ نصیبہ ہمیں دے دے!!
اے قادر مطلق!! تو خلیفہ ہمیں دے دے

اقصیٰ کے میناروں کی صدا گونج رہی ہے
پھر مسجد مبارک سے وفا گونج رہی ہے

بہتے ہوئے دریا کی ادا گونج رہی ہے
ربوہ کے مکینوں کی دعا گونج رہی ہے

پھر اس کی قرابت کا سہارا ہمیں دے دے!!
اے قادر مطلق!! تو خلیفہ ہمیں دے دے!!

یا باری تعالیٰ!! تو یہاں بھیج خلافت
خدام خلافت کو ملے اس سے سعادت

ربوہ کے محلوں میں ہو پھر نور بصیرت
ہر دل میں ہو ایمان کی حد درجہ حرارت

اس خواب کی تعبیر کا تحفہ ہمیں دے دے!!
اے قادر مطلق!! تو خلیفہ ہمیں دے دے!!

ربوہ تیری بستی، تیرا مسکن ہی رہے گا
ہر قلب و نظر میں تیرا درشن ہی رہے گا

اور قصر خلافت پہ وہ جوبن ہی رہے گا
ہر آن مہکتا ہوُا گلشن ہی رہے گا

وہ حسن و محبت کا سراپا ہمیں دے دے!!
اے قادر مطلق!! تو خلیفہ ہمیں دے دے!!

اک بار تو آئے تو چمن زار سجا دیں
ہم راہوں میں تیری انہیں پلکوں کو بچھا دیں

پھر نعرہ تکبیر فلک بوس لگا دیں
اور فرش سے ہم عرش کے کنگرے بھی ہلا دیں

وہ پیکر الفت جو اشارہ ہمیں دے دے!!
اے قادر مطلق!! تو خلیفہ ہمیں دے دے!!

ہم مذہب و ملت کے علمدار رہیں گے
جاں، مال کے دینے کو بھی تیار رہیں گے

ہم تابع احکام، وفادار رہیں گے
ہم عہدوں کے پابند سر دار رہیں گے

جذبوں کی فراوانی کا دریا ہمیں دے دے!!.
اے قادر مطلق!! تو خلیفہ ہمیں دے دے!!

اے روح رواں!! جان جہاں!!ہر ظلم سہیں گے
اے وحدت اقوام زماں!! تجھ سے نہ ہٹیں گے

اے شیریں سخن!! سحر بیاں!! ہم عہد کریں گے
اطفال قوی، خدام جواں تیرے ہی رہیں گے

پُر نور سے چہرے کا نظارہ ہمیں دے دے!!
اے قادر مطلق!! تو خلیفہ ہمیں دے دے!!

صدقات میں، اعمال میں آگے ہی بڑھیں گے
ہم نفل پڑھیں گے، سبھی روزے بھی رکھیں گے

راتوں کو دعاؤں سے یونہی زندہ کریں گے
ہم تیری ہی آواز پہ بیٹھیں گے، چلیں گے

تعمیل خلافت کا تہیہ ہمیں دے دے!!
اے قادر مطلق!! تو خلیفہ ہمیں دے دے!!

یا باری تعالیٰ!! اسے نصرت تو عطا کر
خدام کو خدمت کی سعادت تو عطا کر

اب لوٹ کے آنے کی سہولت تو عطا کر
پھر میرے وطن کو کوئی الفت تو عطا کر

یعقوبؑ نگاہوں سا نظارہ ہمیں دے دے
اے قادر مطلق!! تو خلیفہ ہمیں دے دے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 08فروری2020ء)



﴿109﴾

## خطیب جہاں اوریورپی یونین

(عبدالکریم قدسیؔ۔امریکہ)

عبقری لوگ تھے اور چنیدہ سبھی
با ادب صف بہ صف یورپی یونین

گر رہے تھے خطابت کے دُرِّعدن
چن رہی تھی صدف یورپی یونین

اک طرف تھا خطیبِ جہاں بولتا
سنتی تھی اک طرف یورپی یونین

خوبیاں ان کی ، کوتاہیاں بھی بیاں
گفتگو کا ہدف یورپی یونین

سن کے حیران تھی ساتھ تقریر کے
جو دلائل تھے لف یورپی یونین

جس کے آہنگ سے قدسیؔ سبھی چُور تھے
سن رہی تھی وہ دف یورپی یونین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 19 فروری 2020ء)



﴿110﴾

## مُرشدم، رَہبرم، اے حسیں دِلبرم

(عطاء الحئی ناصر۔ لندن)

مُرشدم، رَہبرم، اے حسیں دِلبرم
ہے فِدا تجھ پہ ہر آن جان و دِلَم

تیرے آگے سروں کو کیا سب نے خم
تُو جہاں بھر میں ہر سُو ہوا محترم

تیرے پیارے تبسّم پہ قربان ہم
تیرا سایہ ہے ہم پر خدا کا کرم

ہے یہ وعدہ، کبھی سُست ہوں گے نہ ہم
دِینِ احمد کا اونچا کریں گے عَلَم

تُو ہمارا ہے آقا ، تو خادم ہیں ہم
تیرے قدموں میں لائیں گے عرب و عجم

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 19 مارچ 2020ء)



﴿111﴾

# ہم پہ فضلِ خدا

(عطاء الحیٔ ناصر۔لندن)

ہم پہ فضلِ خدا ہر قدم پر ہوا
ہم کو حاصل خلافت کا سایہ ہوا

جاوِدانی بہاروں کا موسم کھلا
گلشنِ دین احمد ہے مہکا ہوا

نصرتوں کے نظاروں کے شاہد ہیں ہم
اور عُدُو ہر قدم پر شکستہ ہوا

عصرِ حاضر میں وحدت خلافت سے ہے
یہ جہاں میں اَماں کا سفینہ ہوا

راہبر ہے ہمارا، وہ شیر خدا
جو ہے تختِ مسیحا کا وارث ہوا

ہم خدا کے خلیفہ کے تابع ہوئے
جس کی طاعت کا ہے عہد باندھا ہوا

اُس کی خاطر فرشتے محافظ ہوئے
اُس کا حامی خدا ہر قدم پر ہوا

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 18مارچ2020ء)



﴿112﴾

## ہمارے حضرتِ مسرور آقا

(عبدالجلیل عبادؔ۔جرمنی)

جہاں میں حق کی ہیں آواز حضرت
ہیں کرتے آپ پر ہم ناز حضرت

ہمارے حضرت مسرور آقا
ہماری جان اور دَم ساز حضرت

خلافت سے ہمیں قلبی محبت
خدائی اِس میں ہیں انداز حضرت

اُلوہی نغمگی جس سے ہے اُٹھتی
وہ دین مصطفیٰؐ کا ساز حضرت

جہاں میں حق کی ہیں للکار کرتے
خُدا کے شیر یہ جانباز حضرت

بلاتے جب بھی قربانی کی خاطر
کریں پہلے وہ خود آغاز حضرت

گواہی اس کی دیتا ہے زمانہ
دِکھاتی ہے دُعا ، اِعجاز حضرت

ہے یاری آپ کی تو آسماں سے
فرشتے آپ کے ہمراز حضرت

یہ کچھ پل آپ کی صحبت میں رہنا
سمجھتے حکمراں اعزاز حضرت

ہمارے آپ ہیں محمود دِل کے
اور ہم ہیں آپ کے ایاز حضرت

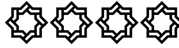
تیرے دیوانے ہم ہیں تیرے عاشق
تمہی دلبر تمہی دَم ساز حضرت

تمہی ہو بادشاہ ربّ کے زمیں پہ
تمہی ہو دیں کے بھی شہباز حضرت

تمہیں دیکھیں تو آنکھیں وِرد کرتیں
محبت کی نمازِ ناز حضرت

مِری بستی کے ہجری چاند ہو تم
ہے تم پر مان اور ہے ناز حضرت

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 31مارچ2020ء)



﴾113﴿

## ہزاروں میل پہ بیٹھا بھی دل میں بستا ہے

(عبدالکریم قدسی۔امریکہ)

وہ مالا مال کرے بن کہے دعاؤں سے
وہ ماں نہیں ہے مگر کم نہیں ہے ماؤں سے

خدا نے جیسے ہمیں دھوپ میں سنبھالا ہے
ہماری نسلیں بھی محروم ہوں نہ چھاؤں سے

انہوں نے دور بہت شہر کر لئے آباد
جو راہِ حق میں نکالے گئے تھے گاؤں سے

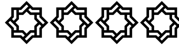
وہ دے گا طورِ تسلی مرے بجھے دل کو
وہی نکالے گا کانٹے وفا کے پاؤں سے

ہزاروں میل پہ بیٹھا بھی دل میں بستا ہے
وہ آشنا ہے میرا بڑھ کے آشناؤں سے

جوابی خط کوئی ملتا ہے یا نہیں ملتا
کہ جھولیوں کو غرض ہے فقط دعاؤں سے

نہیں ہیں خط پہ جو مرشد کے دستخط قدسی
یہ کم نہیں کہ وہ واقف ہے میرے ناؤں سے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 04اپریل2020ء)



﴾114﴿

## خلافت تا قیامت رہے گی

(خواجہ عبدالمومن۔ناروے)

خلافت ہماری سلامت رہے گی
یہ ہم میں سدا تا قیامت رہے گی

مسیح نے وصیت میں مژدہ سنایا
سدا تم میں جاری خلافت رہے گی

اگر تم نے تقویٰ دلوں میں بسایا
تمہاری ہمیشہ سیادت رہے گی

اگر ہم خلافت کے عاشق رہیں گے
مسیحا کی ہم میں نیابت رہے گی

اطاعت کریں گے خلیفہ کی جب تک
سدا ہم پہ رب کی عنایت رہے گی

خلافت بنائیں گر ڈھال اپنی
ہمیشہ ہماری حفاظت رہے گی

اگر شکر کرتے رہے ہم ہمیشہ
ہماری جہاں میں قیادت رہے گی

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 11 اپریل 2020ء)



﴿115﴾

# خلافت رابعہ اور خلافت خامسہ کا سنگم

(اطہر حفیظ فراز)

میرے ساتھ ساتھ چلا کرے، کوئی ایسی راہ وفا کرے
وہ ترا خیال جمال ہے جو قدم قدم پہ نبھا کرے

تیرے بعد اے میرے راہنما! یہ عجیب عالم شوق ہے
نہ ہی تارے دل کو بھلے لگیں، نہ ہی چاند اچھا لگا کرے

"جسے ڈھونڈتی ہیں گلی گلی میری خلوتوں کی اداسیاں"
وہ خدا رسول کے پاس ہے، وہ بہشت میں ہی رہا کرے

تو نے دیپ ایسے جلا دیئے کہ کبھی نہ پھر سے اندھیر ہو
اے مرے وطن کے مسافر! تری لحد پہ وہ ضیاء کرے

کبھی دوریاں، کبھی رت جگے، کبھی سلسلے ہیں ملال کے
مرے پاس دل بھی تو ایک ہے جو یہ سارے درد سہا کرے

"مری چاہتیں، مری قربتیں، جسے یاد آئیں قدم قدم"
کبھی اس طرف، کبھی اس طرف، کبھی دل کے پار صدا کرے

یہ خدا کا ہی بڑا فضل ہے کہ وطن وطن میں ہے روشنی
اگر ایک چاند ہے چھپ گیا تو نیا بھی آ کے ضیاء کرے

ترے ساتھ بھی ہے وہی خدا جو سدا سے کرتا رہا وفا
ترے منہ سے جو بھی نکل گیا، ہے مرا یقیں، وہ خدا کرے

ترے لفظ لفظ حقیقتیں، یہ جو حکم ہیں یا نصیحتیں
مری روح بھی، مرا جسم بھی، مرا رؤاں رؤاں وفا کرے

وہی راستے، وہی منزلیں، فقط ایک چاند بدل گیا
جسے خود خدا نے کھڑا کیا، تو وہ قافلہ نہ لٹا کرے

مرا دل جگر کوئی تھام لے کہ فراز! اب ہوئی انتہا
مری دسترس میں نہیں ہے دل، یہ عجیب حشر بپا کرے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 23 اپریل 2020ء)



﴿116﴾

## ٹلتی ہیں یہ آفات بھی جب آقا دعا دے

(ذیشان لاشاری)

"دیوانوں کی فہرست میں اک نام بڑھا دے"
قدموں میں خلیفہ کے تُو مجھ کو بھی جگہ دے

جس راہ سے عشاق کا یہ کارواں گزرے
مولا مجھے اس راہ کی تُو خاک بنا دے

صد رشک کے قابل ہیں جو رہتے ہیں ترے پاس
اے بخت کبھی مجھ کو بھی لندن کی ہوا دے

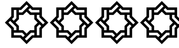
اے مہدی دوراں کے گلستاں کے محافظ
اس عاجز و احقر کو بھی لشکر میں جگہ دے

واللہ یہ پیشانی و رخسار منور
جو ویسے نہ مانے اسے یہ نور دکھا دے

یہ تجربہ، ایمان و عقیدہ ہے ہمارا
ٹلتی ہیں یہ آفات بھی جب آقا دعا دے

آقا کی غلامی میں جیوں اور مروں میں
ہے شان یہ خواہش مری توفیق خدا دے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 18 فروری 2021ء)



﴿117﴾

## چٹھی میرے حضور کی

(عبد السلام عارف)

بسمل کو شب کا روگ تڑپ صبح نور کی
غالب نے کوئی بات یہاں پر ضرور کی

مانا سبھی کا ذوقِ نظر ہے جدا جدا
پھر بھی چلو کہ سیر کریں کوہ طور کی

فردا کی فکر ہے تو کر امروز جستجو
اور یہ بھی سوچ رکھ کہ یہ منزل ہے دور کی

رستے ہیں سارے بند کبوتر اڑائیے
لندن سے چٹھی لائے جو میرے حضور کی

خلدِ بریں کا شوق ہے عرفانِ ذات رکھ
باتیں سمجھ نہ پایا میں اس پر غرور کی

عارفؔ تماشا کیا ہے سہل بول بولئے
پلے تو کوئی بات پڑے ذی شعور کی

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 07 مئی 2020ء)



﴿118﴾

## وہ جب بھی نظر آئے ہمیں جلسہ نظر آئے

### (جلسہ سالانہ یوکے کے التواپر)

(عبدالکریم قدسی۔امریکہ)

منبر پر کھڑا ہو کہ وہ بیٹھا نظر آئے
ہر حال میں اک چاند چمکتا نظر آئے

اک بار جو دیکھے وہ محبت کی نظر سے
ماحول پر اک نور برستا نظر آئے

ہم اپنی تمناؤں کے آشاؤں کے بیمار
جب دیکھیں اسے ہم کو وہ اچھا نظر آئے

تھوڑی سی مشقت سے بدن ٹوٹے ہے اپنا
وہ سب کا مگر بوجھ اٹھاتا نظر آئے

اس کی ہی دعا سے میرا ایماں ہے مکمل
یوں وہ میرے ایمان کا حصہ نظر آئے

وہ بولے تو الفاظ کا اک شہد مِلا دودھ
اک شان سے رگ رگ میں اترتا نظر آئے

اک ذات سے وابستہ دل و جاں کی ہے رونق
وہ جب بھی نظر آئے ہمیں جلسہ نظر آئے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 11 مئی 2020ء)



﴾119﴿

## حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کاملہ کیلئے شعراء کے جذبات

### میرے آقا کو مولا شفا بخش دے

(عبدالکریم قدسیؔ۔امریکہ)

عشق ہی بس دکھاتا ہے یہ معجزہ
چوٹ اُن کو لگی درد مجھ کو ہوا

کیسے زخمی کیا اس خبر نے مجھے
میرا دل جانتا ہے یا میرا خدا

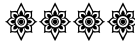
آڑے آتی نہ گر میرے قیدِ قفس
ملنے جاتا ہواؤں میں اُڑتا ہوا

نام لے کے میرا مجھ کو آواز دے
ساری دنیا میں بس اک وہی آشنا

ان کی راہوں میں آنکھیں بچھاتا رہوں
خاک رستوں کی ہو میرے سر کی ردا

میرے آقا کو مولا شفا بخش دے
ہے کروڑوں دلوں کی دُعا ، التجا

شہر مرشد میں قدسیؔ بنا جھونپڑی
آتے جاتے انہیں تُو رہے دیکھتا



﴿120﴾

## اے خدا! اے خدا!

## دعائیہ آزاد نظم

(سید سمیع الحسن شاہ حجازی)

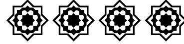
اے خدا! اے خدا!
اے خدا! اے خدا!
کرتا ہوں التجا
چہرہ دلدار کا
وہ مرے یار کا
تو ہمیں پھر دکھا
تو ہمیں پھر دکھا
اے خدا! اے خدا!
اے خدا! اے خدا!
دے دے اس کو شفا
آنسوؤں کی لڑی
آنکھوں میں ہے کھڑی
کر رہا ہوں دعا
اے خدا! اے خدا!
چہرہ دلدار کا

وہ مرے یار کا

تو ہمیں پھر دکھا

تو ہمیں پھر دکھا

اے خدا! اے خدا!



﴿121﴾

## ہم کو پیارے آقا سے ملتی رہے ہر دم دعا

**(خواجہ عبدالمومن۔ناروے)**

میرے آقا کو شفا دے اے میرے پیارے خدا
صحت والی عمر دے تائید کر ان کی سدا

ان کا برکت والا سایہ قائم اور دائم رہے
ہم کو پیارے آقا سے ملتی رہے ہر دم دعا

ہم بھی مانگیں آقا کے حق میں دعائیں ہر گھڑی
اے خدا توفیق دے ہر احمدی کو یہ سدا

ہم خلافت سے محبت دمبدم کرتے رہیں
اور ہم کرتے رہیں اپنے خلیفہ سے وفا



﴿122﴾

## اُسے دے شفا میرے چارہ گر

(عبدالجلیل عبادؔ۔جرمنی)

کسی زخمِ تَن کا آزار یہ
میرے ذہن و دِل پہ سوار ہے

میرے آسماں مجھے یہ بتا
کیا یہ عشق ہے یا کہ پیار ہے

اُسے دے شفا میرے چارہ گر
تجھے کہہ رہی میری چشمِ تر

جو دُعائیں دیتا ہے رات دن
وہ نِگار اپنا بیمار ہے

جو اُداسیوں کی ہوا چلی
تو دُعا کی کھڑکی ہر اک کُھلی

دلِ مُضطرب نہ ہو مُضمَحِل
لے کے آ رہا وہ قرار ہے

نہ ہی عاشقوں کی کمی رہی
نہ ہی صادقوں کی کمی رہی

تیرے سلسلہ پہ مِرے خُدا
دلِ عاشقاں یہ نثار ہے

تیرے دَر پہ سَر ہیں جُھکے ہوئے
لئے کاسَہ خالی کھڑے ہوئے

یہ کون زخمی ہے گُلبدن
جو شفا شفا کی پُکار ہے

میرے کافِیّہ میرے شافِیَہ
میرے کِبریا میرے ساقِیّہَ

دے اِمامِ وقت کو تُو شفا
تیرے ہاتھ میں ہی مہار ہے



﴿123﴾

## شفادے توشافی ہے میرے خدا

## حضورانور کو چوٹ لگنے کی اطلاع ملنے پر

(ڈاکٹر محمد جلال شمس۔ یوکے)

میرے مولا میں بے شک گنہگار ہوں
تیرے کرموں کا پھر بھی طلب گار ہوں

میرے آقا نہ دیکھیں کبھی کوئی غم
نہ آئے قریب ان کے کوئی الم

جو چوٹیں لگیں ان کو مجھ کو لگیں
وہ اداس اور غمگیں مجھے کر گئیں

ہم تو کمزور ہیں اور نادان ہیں
پھر بھی آقا پہ ہر آن قربان ہیں

تڑپتے ہیں سجدوں میں روتے ہیں ہم
ہم فقیروں کا مولیٰ تو رکھ لے بھرم

شفا دے تو شافی ہے میرے خدا
نہیں اور کوئی جو دے دے شفا

مخالف ہیں جو سالہا سال سے
شماتت کا موقع نہ تو ان کو دے

وہ نہیں جانتے کہ خلیفہ ہے کیا
یہ عرفان اُن کو بھی کر دے عطا

بتااُن کو آقا کی کیا شان ہے
شمسؔ کا ہے وہ دل شمسؔ کی جان ہے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 19 مئی 2020ء)



﴿124﴾

## جلد اپنا شفایاب دلدار ہو

(مبارک احمد عابد۔ امریکہ)

منتظر تھے سبھی کہ ابھی آئے گا
ہم کو اپنا وہ روحِ گلستاں نظر

پھر پریشاں ہوئے آج کیا ہو گیا
آیا موجۂ خوشبو صبح نہ ادھر

دل بڑے زور سے پھر دھڑکنے لگے
"احمدی دور درشن" نے دی جب خبر

آج منبر پہ نہ پھول کھل پائیں گے
کہ علیل ہو گیا اپنا جانِ جگر

دل میں پھر کیا کہیں درد کتنے جگے
چوٹ آئی اسے زخم ہم کو لگے

عافیت جلد اس کو لگائے گلے
لب دعاؤں سے لبریز ہونے لگے

خود ہی پیشانیاں سجدہ ریز ہو گیئں
اشک آنکھوں میں موتی پرونے لگے

ٹھیس پہنچی دلوں کو تو اہلِ قلم
اپنے لفظوں میں جذبے سمونے لگے

التجا سب نے کی یہ حضورِ خدا
نہ رہا خود پہ قابو تو رونے لگے

جلد اپنا شفا یاب دل دار ہو
پھر خدایا کبھی نہ یہ بیمار ہو

(آمین)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 22 مئی 2020ء)



﴾125﴿

## برکاتِ خلافت

(خواجہ عبدالمومن۔ناروے)

خلافت نے ہر کام اپنا سنوارا
ہمارے دِلوں کو اُسی نے نکھارا

خلافت کے نوروں سے ہم ہیں منور
دِلوں سے خلافت نے ہے زنگ اُتارا

خلافت نہ ہوتی تو ہم بھی نہ ہوتے
ہدایت کا ملتا ہمیں نہ منارہ

خلافت کے دَم سے جماعت ہے قائم
دیا ہے خلافت نے ہم کو سہارا

خلافت کے دَم سے فیض پاؤں
اُسی سے تو مومن کا چمکا ستارہ

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 23 مئی 2020ء)



﴿126﴾

## تیرا جب ذکر کرتے ہیں

## (پیارے آقا کی یاد میں)

(سدرۃ المنتہیٰ۔کینیڈا)

میرے مولا صدائیں سن تو اپنے ان فقیروں کی
کہ اس کی اک جھلک کی خواہشیں ہم پیش کرتے ہیں

ہو اشکوں کی جھڑی تو پھر تیرا ہم ذکر کرتے ہیں
یہ اشکوں کا گلستاں تیری خاطر پیش کرتے ہیں

محبت ساری دنیا کی فقط تجھ سے ہے
ثبوت اس بات کا اک اک عمل سے پیش کرتے ہیں

کوئی بھی معاملہ در پیش ہو کوئی بھی مشکل ہو
دعاؤں کیلئے ہم سب وہ تجھ کو پیش کرتے ہیں

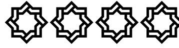
خدا نے ہے چنا تجھ کو زمانے کا سپہ سالار
ہم اپنی ذات و ہستی تیرے آگے پیش کرتے ہیں

لیا تھا عہد جو تو نے وفاؤں کا اطاعت کا
سو اپنی جان و عزت مال و زر ہم پیش کرتے ہیں

مگر یہ داغ ہجرت تجھ سے ہے روز و شب ہم کو
در مولا پر رو رو کر صدائیں پیش کرتے ہیں

کہ ہوں مسرور ہم سب بھی ہماری عید بھی تو ہو
اے مولیٰ! آج ہم بس یہی عرضی پیش کرتے ہیں

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 25 مئی 2020ء)



﴾127﴿

## حضورانور ایّدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کاملہ کیلئے شعراء کے جذبات

### اے میرے مولا! شفا کی عرضی لیے کھڑے ہیں

(شکیل احمد خان)

دل گرفتہ ہے سانس بوجھل اور آنکھ نم ہے
کہ پیر و مرشد کے حزن کا، ہم سب کو غم ہے

اے غمگسارو! خشوع سے اپنے خدا کے آگے
یوں گڑگڑاؤ، دعائیں مانگو، دعا میں دم ہے

اک عمر سے جو سبھوں کی خاطر سیماب پا ہیں
کچھ ان کی خاطر جو راتیں جاگو تو پھر بھی کم ہے

اے میرے مولا! شفا کی عرضی لیے کھڑے ہیں
وہ سارے بیٹے کہ جن کو بس، تیرا بھرم ہے

ہمیں یقیں ہے، خدا شناسوں کے زہد کا
تاب بخشی ہے جب بھی آیا کوئی الم ہے



﴿128﴾

## ہو عطا آپ کو بس شفا مرشدی

## دلی جذبات

(صدف علیم صدیقی۔ کینیڈا)

دل سے نکلی میرے یہ دعا مرشدی
ہو عطا آپ کو بس شفا مرشدی

آج دیکھا نہیں آپ کو سیدی
وقت گزرا بہت ہی کڑا مرشدی

ایسی آئی خبر دل میرا ڈر گیا
روح تک ہو گئی تھی فنا مرشدی

آپ تو جان ہیں مان ہیں مرشدی
ہیں ہمارے سروں کی ردا مرشدی

آپ کے واسطے سب دعائیں میری
بھیک مانگوں میں بن کے گدا مرشدی

بن بھلا آپ کے کیسے چل پائیں گے
آپ تو ہیں ہمارے عصا مرشدی

جان تک ہو فدا آپ پر مرشدی
ایسی کر پاؤں کامل وفا مرشدی

میرا مولا سلامت رکھے آپ کو
دور ہو جائے ہر اک بَلا مرشدی



﴿128﴾

## جاں بھی لٹا دوں تیری اطاعت میں مرشدی

(کاشف احمد)

آقا میرے حبیب میرے مرشد و امام
کوئی میزانِ عشق ہو دل تول پاؤں میں

جاں بھی لٹا دوں تیری اطاعت میں مرشدی
تیری عنایتوں کا نہیں مول پاؤں میں



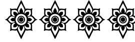
﴿129﴾

## اک شخص

(مبشر احمد کاہلوں۔جرمنی)

جو اس کو پیار سے دیکھے کھل اٹھے یارو
ہر روز نئی شان کا ہے وہ اک شخص

الٰہی عمر خضر اس کو تو عطا کر دے
رہے ہمیشہ میرے دل کا مہماں وہ اک شخص



﴿130﴾

# کیسے ممکن ہے یہ جاں نثار آئے نہ

(حافظ اسد اللہ وحید۔ سیرالیون)

تیری آواز جب تک سنائی نہ دے
ایک لمحہ نہ گزرے قرار آئے نہ

غمزدہ دل کی حالت بیاں کیا کروں
دل کی بنجر زمیں پر بہار آئے نہ

تیری قامت کی تعریف ممکن نہیں
بالمقابل کوئی شہسوار آئے نہ

اپنے ہاتھوں سے جس کو تراشے گا تو
اس کی حالت میں کیونکر نکھار آئے نہ

تیرا دشمن رگڑتا رہے ایڑیاں
اس کا تیری طرف کوئی وار آئے نہ

حکم تیرا کوئی ہو میری ذات کو
کیسے ممکن ہے یہ جاں نثار آئے نہ

دل سے دل کا تعلق نہ ٹوٹے کبھی
تا ابد اس پہ گرد و غبار آئے نہ

ہر دعا ایک ساعت سے مشروط ہے
جب تلک کوئی جان اپنی مار آئے نہ

خشک ٹہنی کی اوقات کچھ بھی نہیں
کاٹ دی جائے تو برگ و بار آئے نہ



﴾131﴿

## آرزو تھی کہ دیکھیں گے جلوہ ترا

(سید طاہر احمد زاہد)

جس سے کرتے ہو عہد وفا دوستو
اس کی خاطر کرو تم دعا دوستو

دوڑتا ہے رگوں میں لہو کی طرح
کیا بتاؤں وہ کیا ہے مرا دوستو

آرزو تھی کہ دیکھیں گے جلوہ ترا
پھر اچانک ہوا دل برا دوستو

تیرے بن ایک لمحہ بھی کٹتا نہیں
چین آئے کہاں پھر ذرا دوستو

چوٹ چہرے پہ تم کو لگی ہے مگر
کاش ہوتا وہ چہرہ مرا دوستو

پھر وہ آئے گا منبر پہ ہنستا ہوا
ہے یقیں ایسا پختہ مرا دوستو

بن گیا ہے وہ انمول زاہد ترا
شعر آقا پہ جب بھی لکھا دوستو

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 25 مئی 2020ء)



﴿132﴾

## خلافت کے سائے میں امن واماں

(حافظ محمد مبرور)

نورِ ازلی کی جب سے تجلی ہوئی
رخشاں و تاباں عالم یہ سارا ہوا

ظلمتیں ہوگئیں پل میں کافور سب
جب نزولِ مسیحا دوبارہ ہوا

بے سہاروں کو پھر سے سہارا ہوا
جب خلافت کا روشن ستارا ہوا

یہ سیاسی زمینی نہیں سلسلہ
آسماں سے ہے یارو اُتارا ہوا

ہے خلافت کے سائے میں امن و اماں
دُور ہر ایک ہم سے شرارہ ہوا

جو بھی آیا مقابل پہ اپنے کبھی
دیکھتے دیکھتے پارا پارا ہوا

سب ہی پیروں فقیروں سے بیزار دل
اب خلافت ہی آنکھوں کا تارا ہوا

پھول کھلتے ہیں لاکھوں جہاں میں مگر
گل خلافت کا سب سے نیارا ہوا

زمرہِ غیر بھی کہہ رہا ہے یہی
اب نہ بیعت کے بن کوئی چارا ہوا

اپنی سانسیں جڑی ہیں خلافت کے سنگ
اور خلیفہ کے بن نہ گزارا ہوا

ہے یہ حافظ ہر اک دل کی اب تو صدا
ہم خلیفہ کے اور وہ ہمارا ہوا

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 مئی 2020ء)



﴿133﴾

## نظامِ خلافت ۔ مبارک نظام

(انیس احمد ندیم ۔ جاپان)

خلافت نبوّت کا فیضانِ عام
خدا کی عطا ہے یہ عالی مقام

خلافت کا جس دل میں ہے احترام
رہے گا زمانے میں وہ شاد کام

رہیں ہم خلافت کے ادنیٰ غلام
نظامِ خلافت مبارک نظام

خلافت ہے چشمۂ علم و یقیں
خلافت ہمارا ہے حصنِ حصیں

خلافت تو ہے ایک حبلِ متیں
خلافت نبوّت کی ہے جانشیں

خدایا یہ سایہ رہے تا مدام
نظامِ خلافت مبارک نظام

خلافت کے دُشمن رہیں ہوشیار
خلافت ہمارا ہے عزّو وقار

خلافت پہ کرتے ہیں ہم جاں نثار
خلافت ہی ہے عافیت کا حِصار

خدا کی ہے حمد و ثناء صبح و شام
نظام خلافت مبارک نظام

خلافت ہمارے دُکھوں کی دوا
خلافت ہے منبعٔ فیض و دعا

خلافت ہے امن و محبت کی راہ
خلافت کا سایہ ہماری پناہ

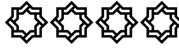
خدایا رہے اس کو حاصل دوام
نظام خلافت مبارک نظام

خلافت نبوّت کی قائم مقام
خدا کے ہے ہاتھوں میں اس کی زمام

نبی کا ہے پَرتَو یہ نورِ تمام
خدا اِن سے ہوتا ہے اب ہمکلام

کرو سب خلافت کا پیغام عام
نظام خلافت مبارک نظام

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 مئی 2020ء)



﴿134﴾

## آقا مرے بخیر رہیں عمر ہو دراز

(صاحبزادی امۃ القدوس بیگم)

پوشیدہ تجھ سے کوئی ہمارا نہیں ہے راز
سینے بھرے ہیں سوز سے دل ہیں بہت گداز

رحمت کی آس میں ہوئے دستِ دعا دراز
اِک نظرِ التفات سے مولا ہمیں نواز

آئے ہیں در پہ چاک گریباں کئے ہوئے
سینوں میں ایک حشر بپا، لب سیئے ہوئے

ہر آن ہے لپیٹ میں اپنی لئے ہوئے
افکار کی تپش ہمیں احساس کا گداز

کٹ جائے گی کبھی نہ کبھی رات ہی تو ہے
اِک عارضی یہ تلخیٔ حالات ہی تو ہے

تیرے سوا ہے کون تری ذات ہی تو ہے
مشکل کشا مجیبِ دعا ربّ کارساز

خدمت میں پیش کرتے ہیں صبر و رضا کے پھول
اہلِ وفا کی ساری خطاؤں کو جائیں بھول

جیسی بھی جس طرح کی بھی ہیں کیجئے قبول
میری دعائیں میری عبادت مری نماز

پھیلائے جھولیاں ترے در پہ ہیں آئے آج
بندے ہیں ہم تو تیرے ہی رکھ لے ہماری لاج

تیرے ہی پاس ہے مرے ہر کرب کا علاج
چارہ گری کا کوئی کرشمہ اے چارہ ساز

کیسا تفکرات کا پھیلا ہے سلسلہ
پیش آگیا ہے راہ میں اک اور مرحلہ

ربّ کریم شانِ کریمی کا واسطہ
پہلی سی ڈال پھر وہی اِک نِگہ دلنواز

جاؤں کہاں کہ میرا تو ہے ایک ہی خدا
تُو ہی طبیب و چارہ گر و مالکِ شفاء

ہونٹوں پہ میرے آج تو ہے بس یہی دعا
آقا مرے بخیر رہیں عمر ہو دراز

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 مئی 2020ء)



﴾135﴿

## سراپا دُعا ہے خلیفہ ہمارا

(وسیم احمد محمود بٹ)

رہو زیرِ سایہ خلافت کے گر تم
خلافت سے پھوٹے محبت کا دھارا

خدایا خلافت ہے احسان تیرا
مَیں ممنون تیرا، مَیں جاں اُس پہ ہارا

اُٹھی قادیاں سے جو آوازِ حق تھی
ثریّا سے ایمان اُس نے اُتارا

ہے کامل تریں جس کا نورِ نبوّت
بنا ظِلّ اُسی کا یہ مہدی ہمارا

خلیفہ جسے ہم نے مہدی کا مانا
زمانے کا اُس بِن نہیں اب گزارا

بنے قدرتِ ثانیہ کا جو مظہر
سراپا دُعا ہے خلیفہ ہمارا

رجوعِ جہاں کے مشاہد ہو تم بھی
عداوت کو چھوڑو خدارا خدارا

محبت میں اس کی چلو ڈوب جائیں
جسے ربّ نے موعود مہدی پُکارا

جو مستی میں ڈوبے ہے اس مے کی یارو
نہ اُبھرے ، نہ چاہے وہ پھر سے کنارا

عطا ہو خلافت سے نورِ فراست
اطاعت میں مفہوم مضمر ہے سارا

خلافت سے تم منسلک یوں ہی رہنا
خلافت کو تم ڈھال رکھنا خدارا

جو چمٹے خلافت کے دامن سے یارو
بنیں آسماں کا وہ روشن ستارا

یہ انصار، خدام، اطفال، لجنہ
خلافت نے عملوں کو اُن کے نکھارا

خلافت سے زندہ تعلق رہے گا
کبھی ہو گا جھوٹا نہ وعدہ ہمارا

یہ عزت، یہ دولت، نچھاور ہے جاں بھی
بچی آل باقی اُس کو بھی وارا

تعلق سدا یونہی بڑھتا رہے گا
کروں سب نچھاور جو تُو نے پُکارا

مرے خط کو کہتا، ہے دل وہ تو اپنا
مَیں قربان اُس پر وہ آقا ہمارا

کروں مَیں عمل وہ، کہے جو خلافت
کروں نقش دل پر ترا ہر اشارا

رہو زیرِ سایہ خلافت کے گر تم
تو محمود قسمت کا چمکے ستارا

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 مئی 2020ء)



﴾136﴿

## سَر رکھ دو خلافت کی چوکھٹ

(عبد الجلیل عباد۔ جرمنی)

طُیورِ چمن گاتے یہ صحنِ خِلافت میں
نفرت کو بدل دیں گے خوشبوئے محبت میں

پرواز کریں گے پَر افلاک سے بھی اُونچی
وُسعَت ہے بہت پنہاں اِس عشق کی طاقت میں

یہ عہد کیا ہم نے رکھیں گے سدا اُونچا
اِسلام کے پرچم کو خُلفاء کی اِمامت میں

رَکھ جذبہ جنوں زندہ اے احمدی ! تُو اپنا
ہے کام یہی آتا اِس دشتِ محبت میں

مسرور کیا جس نے مسرور ہے نام اُس کا
دُکھ دَرد کے ماروں کو اِس وقتِ خرابت میں

دِل میں بھی اُجالا ہے اور رات بھی ہے روشن
یہ کون درخشاں ہے مہتاب کی صورت میں

تِشنہ ہیں روحیں جن کی سیراب ہوئیں آ کر
مَے خانہ کُھلا رہتا یہ عہدِ خلافت میں

مغرب ہو کہ مشرق ہو دُوری ہو یا نزدیکی
وہ چاند نکل آتا اب خلوت و جلوت میں

بیٹھے گا جو اَب آکر اِس کشتیٔ نوح میں وہ
بچ جائے گا بہنے سے طوفان کی شدّت میں

سَر رکھ دو خلافت کی چوکھٹ پہ یہ حکمت ہے
پھولو گے پھلو گے تم برکت ہے اِطاعت میں

مانا ہے تجھے اپنا اور تیری خِلافت کو
اے مولا! ہمیں رکھنا تم اپنی حفاظت میں

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 مئی 2020ء)



﴿137﴾

# اس کے خطبے کی چاشنی دے دے

(اطہر حفیظ فراز)

میرے مولا مری دعا سن لے ساری خلقت کو یہ خوشی دے دے
وہ دعاؤں کا جو خزانہ ہے اس کو صحت ابھی ابھی دے دے

اس کا چہرہ جو چاند چہرہ ہے اس کی آنکھیں ستارہ آنکھیں ہیں
اب وہ جلدی سے آ کے منبر پر ساری دنیا کو روشنی دے دے

حسن اس کا کمال کرتا ہے یوں تنفس بحال کرتا ہے
جیسے رندوں کو دے کے پیمانہ کوئی امرت کی اک ندی دے دے

میں سوالی سوال لایا ہوں طشت لایا ہوں تھال لایا ہوں
اس کے درشن ہمیں عطا کر دے ہم کو دلبر کی دلبری دے دے

ویراں ویراں حیات لگتی ہے پھیکی پھیکی سی ذات لگتی ہے
بول اس کے مٹھاس رکھتے ہیں اس کے خطبے کی چاشنی دے دے

اپنے آقا کی دید کی خاطر سارا عالم فراز تڑپا ہے
سب دعائیں قبول کر مالک سب کو دیدار کی گھڑی دے دے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 02جون2020ء)



﴿138﴾

## چمٹے رہو خلافتِ حقّہ کے ساتھ تم

(عبدالجلیل عبادؔ۔جرمنی)

خطبہ جمعہ ہے یا کوئی رنگِ جمال ہے
یا آسمانی پیڑ کے پھولوں کی ڈال ہے

موتی چمکتے اِس میں ہیں حکمت کے باخُدا
ہر لفظ لفظ اِس کا سمندر مِثال ہے

اِک وجد اِک سُرور میں کرتا ہے مُبتلا
لگتا ہے جیسے ارض وسما کا وِصال ہے

اِک نُور نُور شخص خدا کا ہے ترجمان
اِس کا وجود مظہرِ نُورِ جمال ہے

کرتا چمن کو خوشبوئے شبنم وہ جب عطا
اُٹھتی ہے دل سے پھر کوئی شاخِ نِہال ہے

برکت بہت خلافتِ خطبات میں نہاں
کرتا یہ پھل اِنعام نئے پورے سال ہے

چِمٹے رہو خلافتِ حَقّہ کے ساتھ تم
اَب اِس میں ہے عروج بس باقی زوال ہے

سب برکتیں رکھی ہیں اِطاعت میں دوستو
مِلتا خدا اُسے ہے جو عِجزو کمال ہے

ڈَر ڈَر کے روز وشب یہ گزارو جہان میں
ربِّ رحیم وہ کبھی ربِّ جَلال ہے

قدموں میں رکھ دو دین کے تم لا کے دولتیں
آخر میں فائدہ دیکھنا دے گا یہ مال ہے

اب کیا یہاں بیان کروں حالتِ جہاں
چشمِ مَلال کہتی کہ پھیلا زوال ہے

میں اُس کو پیار کیوں نہ کروں جان و دل کے ساتھ
میرا حسیں تو ارض و سما کا غزال ہے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 03جون 2020ء)



﴾139﴿

# صحت کی ندا آئی ہے

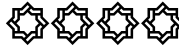
(نصرت عقیل)

چہرے پہ شفق سی پھوٹی ہے
آنکھوں میں خوشی لہرائی ہے

پیارے امام کی صحت کی ندا آئی ہے
خوش ہو جاؤ مستانوں نسیم سحر یہ خبر لائی ہے

پیارے خلیفہ کی مسکراتی شبیہ
میرے خواب میں آئی ہے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 06جون2020ء)



﴿140﴾

# سایہ رہے سروں پر

(سرافتخار احمد ایاز۔لندن)

آقا ہمارا تُو حوصلہ ہے
تُو ہی ہمارے ہر غم کی دوا ہے

تجھی سے ملتی ہے دل کو قوّت
تیری دعا ہماری روح کی غذا ہے

شفقت تیری یاد آ رہی ہے
درد تیرا دل پہ جا لگا ہے

الٰہی جلدی سے دُور کر دے
یہ جو بلا ہے جو ابتلا ہے

چلے نسل در نسل ہمیشہ
تجھ سے وفا کا جو سلسلہ ہے

بنے تیری دید عید ہر دَم
عرض ہے ربّ سے یہ التجا ہے

تیری حفاظت کرے ہمیشہ
جو ساری مخلوق کا خدا ہے

سایہ رہے تا ابد سروں پر
تجھ کو شفا ہو میری دعا ہے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 08جون2020ء)



﴾141﴿

## حضرت مسرور

**(عبد السلام عارف)**

جس کا ہر لمحہ خدا کے ذکر سے معمور ہے
وہ خدا کا پیارا بندہ حضرتِ مسرور ہے

جس کا دستِ ناز ہی اب مشعلِ ایماں بنا
جو بھی اس سے دور ہے ایمان سے بے نور ہے

ڈال دیں اس نے کمندیں منزلوں کے آس پاس
دور اندیشی میں تو وہ پہلے ہی مشہور ہے

بانٹتا ہے علم و عرفاں کے خزانے روز و شب
سید و سادات ہے ان کا یہی دستور ہے

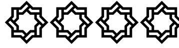
اس کو بخشا ہے خدا نے خوب انداز بیاں
سنتے ہیں کہ ان کی باتوں میں مزہ بھرپور ہے

کوئے جاناں کے گلی کوچوں سے ہے وہ آشنا
آشنائی کے لئے وہ مثلِ کوہِ طور ہے

چُن لیا اس کو خدا نے اپنے کاموں کے لئے
ناصرِ دین متیں ہے شاکر و مشکور ہے

سیکھنا ہو جس نے عارف سیکھ لے حق الیقین
وہ خدا کے اذن سے اس کام پر مامور ہے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 09جون2020ء)



﴿142﴾

# خلافت

(سلیق احمد نائیکؔ۔ قادیان)

خلافت روحِ انساں کی طبیعت کو بدلتی ہے
یہ روحوں کو ہے گرماتی یبوست کو بدلتی ہے

بچا کے خشک سالی سے سدا شاداب کرتی ہے
بھری رت سے یہ مؤمن کی زراعت کو بدلتی ہے

گناہ کے زہرِ قاتل کا عجب تریاق بے پایاں
مرض دل کے فنا کر کے عفونت کو بدلتی ہے

بہا کے علم وعرفاں کے خزینے مؤمنوں پر یہ
بڑی حکمت سے ان کی سب فراست کو بدلتی ہے

صدا میں اس کی یکسر عجب تاثیرِ قدسی ہے
پڑے جس دل پہ اس کی سب قساوت کو بدلتی ہے

خلوصِ دل سے اس حبلِ خدا سے جُڑ کے دیکھو تو
یقیناً ہر بشر کو اور جمیعت کو بدلتی ہے

سکھائے عاجزی ہر پل کرے اخلاق میں محکم
خلافت مؤمنوں کی ہر طریقت کو بدلتی ہے

بتائے معرفت کے گُر کرے نور یقیں سے پُر
دمِ عیسیٰ سے شیطانی کدورت کو بدلتی ہے

خدا کے اذن سے اس کی دعا مقبول ہوتی ہے
مٹا دیتی ہے مایوسی صعوبت کو بدلتی ہے

خلافت ظلمتوں میں روشنی کی لَو جلاتی ہے
عطا کرتی بصیرت ہے بصارت کو بدلتی ہے

ڈھا پائیں نہ شیطاں بھی جو تعمیرِ حسینِ روح
سِرے سے قلب و جاں کی وہ عمارت کو بدلتی ہے

بڑے فضل و کرم سے اب یہ نعمت پھر ملی ہم کو
بکھیرے گُل محبت کے جو نفرت کو بدلتی ہے

خلوصِ دل سے طاعت میں جھکائے سر کھڑا نا یکؔ
خلافت کی قدم بوسی ہزیمت کو بدلتی ہے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 09جون2020ء)



﴿143﴾

## خلافت ہمارے گھروں کا دِیا ہے

(عبد القدیر کوکب۔ لندن)

خلافت ہمارے گھروں کا دیا ہے
یہ انمول تحفہ خدا کی عطا ہے

خلافت کی برکت سے سب کچھ ہے حاصل
یہ برکت کا دیا ہمیشہ جلا ہے

خلافت پہ ہم سب ہیں قربان ہر دم
سبھی مر مٹیں جب اشارہ ہوا ہے

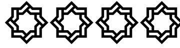
اُدھر خوش ہوں آقا ، سبھی مسکرائیں
سکونِ قلب ہر کسی کو ملا ہے

خلافت خدا کی ہمیشہ رہے گی
جس کا خدا نے ہی وعدہ کیا ہے

خدا کی قسم یہ ، سب کو بتا دوں
کیا وعدہ جب بھی ، کیا پھر وفا ہے

خلافت ہے چاہت ، خلافت ہے طاقت
خلافت سے ہر ایک زندہ ہوا ہے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 10 جون 2020ء)



﴾144﴿

# آقا مرے انمول ہیں

(امۃ الباری ناصر۔ امریکہ)

اللہ کی تائید ہو اللہ کی اماں ہو
افضال کی بارش ہو مرا آقا جہاں ہو

آقا مرے انمول ہیں اور نادرو نایاب
اے قادر و قیوم تو ہر پل نگراں ہو

وہ نور ہے جیسے ہو کوئی چاند کا ٹکڑا
اخلاق ہے جیسے کوئی قرآں کا بیاں ہو

دنیا کی ہر اک قوت و طاقت سے غنی ہے
جس شخص کے ہمراہ وہ خود یار نہاں ہو

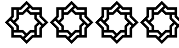
لازم ہے کہ ہر سانس ہو اسلام کی خاطر
اک جہد مسلسل میں ہر اک پیرو جواں ہو

قدرت کبھی جھوٹوں کی حمایت نہیں کرتی
کھلتے ہیں وہیں پھول کہ سچائی جہاں ہو

ہر ملک میں اب نعرہ ء تکبیر ہی گونجے
دنیا میں ہر اک سمت اب آواز اذاں ہو

اے کاش کہ اب نیکی کے معیار ہوں اونچے
ہر شخص مسیحا کی صداقت کا نشاں ہو

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 10 جولائی 2020ء)



﴿145﴾

## تم اصل ہو یا خواب ہو تم کون ہو

(عبید اللہ علیمؔ مرحوم)

تم اصل ہو یا خواب ہو تم کون ہو
تم مہر ہو مہتاب ہو تم کون ہو

جو آنکھ بھی دیکھے تمہیں سرسبز ہو
تم اس قدر شاداب ہو تم کون ہو

تم لب بہ لب، تم دل بہ دل، تم جاں بہ جاں
اک نشہ ہو اک خواب ہو تم کون ہو

جو دست رحمت نے مرے دل پر لکھا
تم عشق کا وہ باب ہو تم کون ہو

میں ہر گھڑی اک پیاس کا صحرا نیا
تم تازہ تر اک آب ہو تم کون ہو

میں کون ہوں وہ جس سے ملنے کے لیے
تم اس قدر بے تاب ہو تم کون ہو

میں تو ابھی برسا نہیں دو بوند بھی
تم روح تک سیراب ہو تم کون ہو

یہ موسم کمیابیِ گُل کل بھی تھا
تم آج بھی نایاب ہو تم کون ہو

چھوتے ہو دل کچھ اس طرح جیسے صدا
اک ساز پر مضراب ہو تم کون ہو

دل کی خبر دنیا کو ہے تم کو نہیں
کیسے مرے احباب ہو تم کون ہو

وہ گھر ہوں میں جس کے نہیں دیوار و در
اس گھر کا تم اسباب ہو تم کون ہو

اے چاہنے والے مجھے اس عہد میں
میرا بہت آداب ہو تم کون ہو

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 16 جولائی 2020ء)



《146》

## وہ مسکن ہے خلافت کا جو جاری ہے نبوت سے

(حافظ محمد مبرور)

سہارا بے سہاروں کو ملے جیون سنور جائے
محبت کی کھلیں کلیاں گل و گلزار مہکائے
وہ مسکن ہے خلافت کا جہاں راحت یہ دل پائے

جہاں پر در بدر ٹھوکر زدہ آ کر سنبھلتے ہیں
جہاں اخلاص کی لو پر وفا کے دیپ جلتے ہیں

محبت امن کا پیغام لے کر سب نکلتے ہیں
وہ مسکن ہے خلافت کا جہاں پر دل بدلتے ہیں

جہاں پر تشنہ لب روحانیت کے جام پیتے ہیں
جہاں افسردہ خاطر اپنے سارے زخم سیتے ہیں

وہی لمحات بہتر ہیں جو اس کے پاس بیتے ہیں
وہ مسکن ہے خلافت کا ہم اس نسبت سے جیتے ہیں

جہاں پر ذوق بڑھتا ہے عبادت اور ریاضت کا
سرورِ جاوداں ملتا جہاں پر ہے اِطاعت کا

جو مرکز عاشق و معشوق کے ہے میل و سنگت کا
وہ مسکن ہے خلافت کا جو محور ہے محبت کا

جہاں ہو ختم نفرت اور محبت بیج بو جائے
دلوں کی میل دھل کر نور من میں بھی سمو جائے

وفا ایثار و قربانی کی دھن میں کوئی کھو جائے
وہ مسکن ہے خلافت کا جہاں پر عشق ہو جائے

جہاں پر صبح نوروں میں نہائی کرنیں داخل ہوں
جہاں کی شام میں دلبر کے جلوے کی محافل ہوں

جہاں کے رات اوردن میں ملائک بھی تو نازل ہوں
وہ مسکن ہے خلافت کا جہاں ایمان کامل ہوں

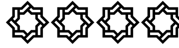
حقائق اور معارف کے جہاں پر چشمے بہتے ہیں
فقط ہم ہی نہیں کہتےم خالف بھی یہ کہتے ہیں

دعا ہی اپنا شیوہ ہے اگرچہ ظلم سہتے ہیں
وہ مسکن ہے خلافت کا جہاں سب مل کے رہتے ہیں

جہاں پر بے کسوں کی جھولیاں بھرتی ہیں رغبت سے
کس وناکس بھی پاتے برکتیں ہیں فیضِ صحبت سے

جہاں اپنی انا کو مار کر جھکتے عقیدت سے
وہ مسکن ہے خلافت کا جو جاری ہے نبوت سے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 25جولائی2020ء)



﴿147﴾

## وہ بندہ ہے جس میں خدا بولتا ہے

(سید طاہر احمد زاہد)

خلافت کا دیکھو فقط معجزہ ہے
وہ بندہ ہے جس میں خدا بولتا ہے

وہ چہرہ کہ ملتی ہے آنکھوں کو ٹھنڈک
وہ بولے تو لفظوں میں رس گھولتا ہے

چلے تو ہوائیں ادب میں کھڑی ہوں
رکے ہر نظارہ قدم چومتا ہے

خلافت سے پہچان ہر احمدی کی
خلافت نے مردوں کو زندہ کیا ہے

خلافت وہ امید کی روشنی ہے
اندھیروں میں جس نے اجالا کیا ہے

زمانے کے طوفان یا آندھیوں میں
خلافت شجر وہ کہ پھولا پھلا ہے

خلافت تو بادِ صبا کا ہے جھونکا
خلافت نے صحرا بھی دریا کیا ہے

خلافت وہ زنجیر ہے جس نے زاہد
دلوں کو محبت سے یکجا کیا ہے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 07اگست2020ء)



﴿148﴾

## جماعت اور آقا جیسے ہیں یک جان و دو قالب

(امۃ الباری ناصر۔ امریکہ)

اگر خطبے نہ آتے تو یہ دن ہم کاٹتے کیسے
جو کیفیت ہے آقا کی اُسے ہم جانتے کیسے

جماعت اور آقا جیسے ہیں یک جان و دو قالب
خدا کا خاص ہے یہ فضل و احساں مانتے کیسے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 14 اگست 2020ء)



﴿149﴾

## اُس نور نے پختہ مرا ایمان بنایا

(راجہ سکندر جلال)

آقا نے مجھے صاحبِ عرفان بنایا
اُس نورِ خدا نے مجھے ذیشان بنایا

اِک بار خلیفہ نے نظر ڈالی تھی مجھ پر
تھا خاک کا ذرہ مجھے مرجان بنایا

آقا سے ملاقات کا ہی مجھ پہ اثر ہے
اُس نور نے پختہ مرا ایمان بنایا

تھا شاخ بِنا پھول، ثمر جس پہ نہیں تھے
محبوب کی صحبت نے گُلِستان بنایا

شیطان سے لڑنے کے لئے مجھ کو دعا دی
آقا نے مجھے با خدا انسان بنایا

جو امن و محبت کی ہے تعلیم اسی سے
اُس نے مجھے ہمدرد مسلمان بنایا

کرتے ہیں سکندر کے سخن دل پہ اثر بھی
اللہ نے مجھے صاحبِ دیوان بنایا

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 14 اگست 2020ء)



﴿150﴾

## خیر کا سرچشمہ

**(امۃ الباری ناصر۔ امریکہ)**

یہ نظمِ خلافت جو تسلسل سے رواں ہے
ہے سچ کہ مسیحا کی صداقت کا نشاں ہے

انعامِ خداوندی ہے یہ دوسری قدرت
یہ سورۂ النور میں قرآں کا بیاں ہے

اب عافیت و امن کا منبع ہے خلافت
دنیا کے مفاسد سے اماں صرف یہاں ہے

اس ڈھال کے پیچھے ہی ہر اک فتح و ظفر ہے
اب دین کی واللہ خلافت میں ہی جاں ہے

بنیاد ہیں اس قصر کی پُر درد دعائیں
اخلاص و محبت کا نرالا ہی سماں ہے

پیوستگی اس پیڑ سے ضامن ہے بقا کی
سچ ہی تو کہا جاتا ہے جاں ہے تو جہاں ہے

بیعت نے اُبھارا ہے نیا رنگِ عقیدت
اس دور میں یہ رنگ کہیں اور کہاں ہے

دلدادہ و دلدار ہوئے یک دل و یک جاں
دریائے محبت ہے جو ہر سمت رواں ہے

ہے خیر کا سر چشمہ دعاؤں کا ادارہ
یہ دل ہے خلیفہ کا کہ تقویٰ کا مکاں ہے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 20اگست2020ء)



﴿151﴾

## تو اپنے عہد کا مسند نشیں ہے

(چوہدری محمد علی مضطرؔ عارفی مرحوم)

تو اپنے عہد کا مسند نشیں ہے
تو سچّا ہے تو سُچّا ہے حسیں ہے

زمانے میں کہاں تجھ سا حسیں ہے
نہیں، ہرگز نہیں، ہرگز نہیں ہے

جہاں تو ہے مرا دل بھی وہیں ہے
وہیں پر ہے، وہیں پر ہے، وہیں ہے

ترے اجداد اِک دوجے سے بڑھ کر
کہ تو خود بھی یکے از کاملیں ہے

ترے رخ سے اجالا ہے جہاں میں
کہ تو اس عہد کا ماہِ مبیں ہے

ترے ہمراہ ہے سچّی جماعت
کہ تو سچّوں کا آقا ہے امیں ہے

فقط تو قافلہ سالار ہے آج
مرا ایمان ہے، میرا یقیں ہے

بتاؤں کس طرح خلقِ خدا کو
کہ تو اس عہد کا حِصنِ حصیں ہے

تری دہلیز ہے اور میں ہوں پیارے
مرا جینا، مرا مرنا، یہیں ہے

عجب کیا وقت کی رفتار رک جائے
مگر ایسا کبھی ہوتا نہیں ہے

مجھے خطرہ اگر ہے تو اسی سے
تکلّف کا جو مارِ آستیں ہے

یہ مٹّی مجھ کو کھا جائے گی آخر
کہ میں اس کا ہوں یہ میری نہیں ہے

تو اس کے پاؤں کی ہے خاک مضطرؔ
بچھڑ کر جس سے دنیا ہے نہ دیں ہے

(اشکوں کے چراغ ایڈیشن سوم صفحہ 601-602)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 26اگست 2020ء)



﴿152﴾

## آنکھوں کی ٹھنڈک مرزا مسرور ہوا

(عبد السلام عارف)

نوروں نہلایا وہ خود بھی نور ہوا
آنکھوں کی ٹھنڈک مرزا مسرور ہوا

صبحِ نَو کی ایک نئی تعبیر ہوئی
آخرِ شب جو اِک بندۂ منظور ہوا

اِک جلوے نے سارا عالم اوڑھ لیا
بیت الفضل ہی گویا کوہِ طور ہوا

دشمن کا ہر حربہ ٹوٹا اور اپنی
وحدت کا سِکہ بیٹھا مشہور ہوا

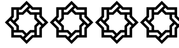
اس کا باطن عکسِ غلامِ احمد ہے
ظاہر میں تو وہ ابنِ منصور ہوا

طاہر سے بچھڑا تو بوجھل بوجھل تھا
پایا جب مسرور تو من مسرور ہوا

مت بھولو، ہم آن ملیں گے متوالو!
ہجر بھی تو دنیا کا اِک دستور ہوا

جب سے مانگا عارف اس کو سجدوں میں
لطف عبادت کا تب سے بھر پور ہوا

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 04 ستمبر 2020ء)



﴿153﴾

## ازل سے ہوا اہتمام خلافت

(شیخ روشن دین تنویر مرحوم)

ازل سے ہوا اہتمام خلافت
ابد تک رہے گا نظام خلافت

بتایا ہے قرآن میں یہ خدا نے
پیا پہلے آدم نے جام خلافت

ملائک کی جس سے جبینیں ہیں روشن
وہ ہے خاک بیت الحرام خلافت

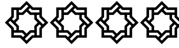
پتنگے محبت کے جلتے ہیں جس میں
وہ ہے شعلہ شمعِ بام خلافت

رہِ راست پاتے ہیں جس سے مسافر
وہ ہے نورِ ماہِ تمام خلافت

وہ طائر ہے بھٹکا ہوا بوستاں کا
نہیں جس کی گردن میں دام خلافت

پکارا ہے تنویر پھر میکدے سے
پیو آ کے کاس الکرام خلافت

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 09 ستمبر 2020ء)



﴿154﴾

## خلافت

(عبدالسلام اختر)

یہ نکتہ کیا نہیں ہے آدمی کے غور کے قابل
کہ پتہ شاخ سے گرتا ہے جب مرجھا ہی جاتا ہے

رواں ہے بلبلے کی ناؤ بھی دریا کی موجوں پر
ذرا ابھرے تو ہیئت میں تغیر آ ہی جاتا ہے

سبق دیتی ہے تاریخ خلافت نوع انساں کو
کہ اہل حق کے قدموں میں زمانہ آ ہی جاتا ہے

ہزاروں ہوں گھنے تاریک بادل مٹ ہی جاتے ہیں
کہ جب سورج نکلتا ہے تو آخر چھا ہی جاتا ہے

اخوت ایک نعمت ہے وگرنہ سلسلہ غم کا
اگر ہو مستقل تو آدمی گھبرا ہی جاتا ہے

عجب شے ہے جہاں میں جذبۂ شوق محبت بھی
جو اس کو ڈھونڈنے آتا ہے آخر پا ہی جاتا

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 17 ستمبر 2020ء)



﴿155﴾

# خلیفہ وہ ہمارا ہے

(حافظ مستنصر احمد قاہر)

خلافت کے بنا اپنا نہیں کچھ بھی گزارہ ہے
یہی ظلمات بحروبر میں اک اپنا سہارا ہے

کوئی ایسا بھی ہے جو دوسروں کے درد میں جاگے
یقیناً ایک بندہ ہے، خلیفہ وہ ہمارا ہے

چلے وہ دشت و صحرا میں تو ان میں پھول کھل اٹھیں
وہی ہے جس نے ہر بگڑی ہوئی شے کو سنوارا ہے

بچاؤ جنگ سے سب کو، یہی پیغام اس کا ہے
اسی میں فائدہ سب کا ہے، ورنہ سب خسارہ ہے

براہِ راست ہے اس کا تعلق عرش والے سے
جو اُس کی مرضی ہوتی ہے وہی اِس کا اشارہ ہے

ہے اس رخ پر فدا قاہر! وہ جس کا نور ربانی
خدا کو دیکھنا چاہو تو اس کا یہ نظارہ ہے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 21 ستمبر 2020ء)



﴿156﴾

# قدرت ثانیہ

(سید محمود احمد شاہ)

یہ تیری کرامت ہے پیارے جو دشت کو سبزہ زار کیا
اس بستی کو آباد کیا ، ہر صحرا کو گل زار کیا

قادر کی پہلی قدرت نے ہر وحشی کو انسان کیا
قادر کی دوسری قدرت نے ہر پت جھڑ کو گلبار کیا

ہر ایک نظر نے دیکھا ہے تم کتنے پیارے محسن ہو
ہر باغ سے پھول چنے تم نے ہر دل کو لالہ زار کیا

تری پیار بھری اس قربت نے اور پاک مطہر صحبت نے
ان لوگوں کو اس دنیا کی آلائش سے بے زار کیا

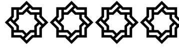
بن تیرے نہ کوئی چاہت ہے نہ اور کسی کی طاعت ہے
بس ہاتھ پر رکھ کے ہاتھ ترے یہ ہم نے ہے اقرار کیا

ہر حکم پر تیرے سب کے سب ہی جان لٹانے والے ہیں
ان تیرے چاہنے والوں نے اس بستی کو گلنار گیا

ہم مہجوروں نے اے جاناں ظلمت میں دیپ جلائے ہیں
ان دیپ جلانے والوں نے تجھے یاد ہے لاکھوں بار کیا

ہم لوگ محبت کرتے ہیں ، تیرے پیار کی مالا جپتے ہیں
ترے پیار کی خوشبو سے ہم نے سب جگ کو عنبر بار کیا

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 02 اکتوبر 2020ء)



﴾157﴿

# اب خلافت عالمِ کل کے لئے ہے سائباں

(حافظ محمد مبرور)

دل سے دل ملنے لگے اور فاصلے کم ہو گئے
قرب کی راہیں کھلیں جب دور سب غم ہو گئے

قریہ قریہ بسنے والے ایک عالم ہو گئے
یہ خلافت کی ہے برکت کیا تھے کیا ہم ہو گئے

اب خلافت ہی جہانِ نو کی اک تقدیر ہے
کذب کے ہر وار پر یہ برہنہ شمشیر ہے

سارے عالم میں حقیقی دین کی تصویر ہے
ہاں خلافت سے ہی دین اور دنیا کی توقیر ہے

مشرق و مغرب میں پھیلی جا رہی ہے یہ صدا
آؤ لوگو کہ یہیں پاؤ گے تم نورِ خدا

پھر زمانِ مصطفیٰؐ کی چل پڑی بادِ صبا
ہے خلافت کی یہ برکت پائی ہے رب کی لقا

فرق مٹتے جا رہے ہیں رنگوں نسلوں کے یہاں
فیض کے دریا سے اپنا کاسہ بھرتا اک جہاں

جو تھے مردہ پھر سے زندہ ہوتے جاتے ہیں یہاں
ہاں خلافت سے ملی ہے زندگی اک جاوداں

ایک پرچم کے تلے سب پرچموں کی ہے اماں
ورنہ جاہ و حشمتیں سب ہوتی جائیں گی دھواں

در بدر ٹھوکر زدہ کا ہے خلافت آشیاں
اب خلافت عالمِ کل کے لئے ہے سائباں

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 09 اکتوبر 2020ء)



﴿158﴾

## رہے سلامت سفید پگڑی

(سید طاہر احمد زاہد)

رہے سلامت سفید پگڑی
مری محبت سفید پگڑی

محبتوں کی صداقتوں کی
ہے اک علامت سفید پگڑی

بڑی سبھی ہے یہ پانچوے پر
یہ اک امانت سفید پگڑی

اسے فسانہ نہ سمجھے کوی
ہے اک حقیقت سفید پگڑی

تمہارا چہرہ گلاب چہرہ
ہے شان و شوکت سفید پگڑی

بلند و بالا رہے گی زاہد
یہ تا قیامت سفید پگڑی

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 06 نومبر 2020ء)



﴿159﴾

## خدا خود کر رہا ہے احمدیت کی نگہبانی

(عبدالحمید شوق)

خلافت باعث صد جلوہ ہائے نور یزدانی
خلافت سرّ ِ شان و شوکت آیات قرانی

خلافت رحمت حق مظہرِ صد شانِ ایمانی
خلافت آفتاب و نیرّ ِ ملت کی تابانی

خلافت ظلمت کفر و ضلالت کیلئے مشعل
خلافت نعرۂ حق، نغمۂ توحید ربانی

نگاہ بوبکرؓ سے دشمنان دیں پراگندہ
شکستہ ہیبت فاروقؓ سے اصنام شیطانی

خلافت دولت گم گشتۂ انسان اللہ ھو
خلافت برکت صبر و رضا و عشقِ عثمانی

ارے ناداں! خلافت کی بجان و دل حفاظت کر
اسی میں آج پوشیدہ ہے معراج مسلمانی

خلافت ہی تو ہے ملجا و ماوٰی ابنِ آدم کا
خلافت ہی تو ہے محبوب روحانی و جسمانی

خلافت نے بشر کو عشق کے وہ راز سمجھائے
کہ ان کو دیکھ کر ہوتی ہے حیرت کی فراوانی

خلافت نے وہ حسن زندگی بخشا ہے دنیا کو
چمکتی ہے جمال پاک سے عالم کی پیشانی

خلافت کیا ہے انوار نبوت کا تتمہ ہے
انہی انوار سے روشن ہے چشم نوع انسانی

خلافت کی ردائے بے بدل چھینے کوئی مشکل
خدا خود کر رہا ہے احمدیت کی نگہبانی

بحمد اللہ عروج آدم خاکی کا دور آیا
میسر ہے ہمیں پھر شوقؔ یہ انعام رحمانی

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 13 نومبر 2020ء)



﴿160﴾

# خلافت کی برکات

(مبشر احمد پسر حضرت مولانا غلام رسول راجیکیؓ)

حفاظت اہل ایماں کی مقدر ہے خلافت سے
خلافت ہی بچاتی ہے انہیں قعرِ مذلت سے

خلافت مظہرِ شانِ نبوت اور وحدت ہے
خلافت روحِ مذہب ہے خلافت جانِ ملت ہے

خلافت ہی ستونِ امت و سامانِ رحمت ہے
خلافت ہی جہاں میں دین کی وجہِ حفاظت ہے

خلافت ہی ہدایت کے لئے تکمیل کا باعث
خلافت ہی شریعت کے لئے تعمیل کا باعث

خلافت حق تعالیٰ کی رفاقت کا نشاں سمجھو
خلافت نعمتِ ارض و سماء، کون و مکاں سمجھو

خلافت کی اطاعت میں نہاں راہ جناں سمجھو
خلافت ہی سے وابستہ نجات دو جہاں سمجھو

غرض جب بھی کبھی اس دور کا آغاز ہوتا ہے
تو ظاہر دستِ قدرت سے نیا اک راز ہوتا ہے

جہاں میں نور سے معمور ہیں اہلِ خلافت ہی
مئے عرفان سے مخمور ہیں اہلِ خلافت ہی

نگارِ یار میں منظور ہیں اہلِ خلافت ہی
مظفر ، غالب و منصور ہیں اہلِ خلافت ہی

وہی معتوب ہوتے ہیں وہی مقہور ہوتے ہیں
خلافت کے جو دامن سے مبشّر دور ہوتے ہیں

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27نومبر2020ء)



﴿161﴾

## خلافت

**(مبشرہ صدیقہ رانا۔ لندن)**

ہمارے ہے ذمہ بہت کام بھاری
کہ کرنا ہے اعلانِ توحیدِ باری

یہ ظلم و تعصّب تشدّد بغاوت
یہ شیطانی قوت کی قِسمیں ہیں ساری

نہیں کوئی محفوظ جنّ و بشر میں
محافظ ہی ہر سُو بنے ہیں شکاری

یہ قوموں میں نفرت تعصّب یہ جنگیں
نشاں ان کے مٹنے کی ہے سب تیاری

خدا نے لیا ہم کو اپنی اماں میں
جو نعمت خلافت کی اس نے اتاری

کہیں دکھ کسی احمدی کو جو پہنچے
تڑپ اٹھیں سارے کریں گریہ زاری

محبت ہے ایسی ہوں ماں جیسے جائے
خلافت سے ہی الفتیں ہیں یہ ساری

خدائے محمدؐ ہمارا خدا ہے
لبوں پہ یہی بس رہے ورد جاری

جو فضلوں کی ہم پر ہے برسات جاری
خلافت کی ہی برکتیں ہیں یہ ساری

ہمارا خدا ایک مشکل کشا ہے
جو کرتا ہے آسان مشکل ہماری

خدا کی خدائی کے قائل وہ ہوں گے
جو ہیں آج اپنے بتوں کے پجاری

انہیں عشق و مستی کا کیا ذوق ہوگا
وفا کے سبق سے جو ہوں لوگ عاری

درِ مصطفےٰؐ کو صدیقہ جو چھوڑے
ردا امن کی اس نے خود ہی اتاری

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 04دسمبر2020ء)



﴿162﴾

## خلافت دائمی نعمت ہے منہاج نبوت پر

(ڈاکٹر عبدالکریم خالد)

انہیں زعمِ تفاخر ہے زر و مال و حکومت پر
ہمیں شرفِ فضیلت ہے کہ مرتے ہیں خلافت پر

زہے قسمت ہمارے سر پہ سایہ ہے امامت کا
ہمیں وہ لوگ ہیں جن کا یقیں پختہ خلافت پر

یہ اس کا فضل و احساں ہے یہ اس کی مہربانی ہے
یہ خاص الخاص رحمت ہے جو اس نے کی جماعت پر

بہ فیضِ نصرتِ ایزد ہوئی ہم کو عطا بہجت
کیا شاداں ہمیں اس نے عظیم الشان نعمت پر

بشارت دی مسیحائے زماں نے الوصیت میں
عزیزو غم نہ کرنا تم مری دنیا سے رخصت پر

مرا جانا ہی لازم ہے مگر غمگین مت ہونا
خدا تم کو سکینت دے کے لائے گا خلافت پر

تمہارے خوف کو وہ امن میں تبدیل کر دے گا
خلافت ایک مرہم ہے دلِ زخمیدہ صورت پر

خدا کا شکر واجب ہے کریں حمد و ثنا اس کی
جھکیں اس آستانے پر جھکیں اس کی عنایت پر

نبوّت قدرتِ اول خلافت قدرتِ ثانی
یہ دونوں قدرتیں شاہد ہیں مہدی کی صداقت پر

خلافت منبع خیر و عمل رشد و ہدایت ہے
خلافت دائمی نعمت ہے منہاج نبوت پر

کہاں ہو گا جہاں میں اَور کوئی ہم سا خوش قسمت
کہ خود کو بیچ ڈالا ہے ترے دستِ امامت پر

ترا ہر بول شیریں ہے ترا ہر لفظ خوشبو ہے
ملائک وجد کرتے ہیں ترے حسنِ خطابت پر

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 11 دسمبر 2020ء)



﴾163﴿

## ہم کو خاص الخاص بخشا ہے خدا نے یہ انعام

(مبارک احمد عابد۔ امریکہ)

سایۂ ابرِ خلافت، نعمتِ خیر الوریٰ
یہ سروں پر ہے ہمارے شفقتوں کی اک رِدا

مَے کدۂ علم و عرفاں بہرِ فیضِ خاص و عام
ہم کو خاص الخاص بخشا ہے خدا نے یہ انعام

خیر سے معمور ہے جو یہ ہے وہ کوہِ بلند
اس کے سائے میں جو آیا ہو گیا وہ ارجمند

یہ ہے چشمہ جس کا پانی معرفت آمیز ہے
رحمتِ رحماں سے جو ہر ثانیہ لبریز ہے

یہ ہے دریا جس میں لاکھوں ہی بصیرت کے صدف
شان دکھلاتے نظر آتے ہیں روشن ہر طرف

یہ لڑی ہے پھول جو بکھریں، پروئے جاتے ہیں
جو غبار آلود گُل ہوں سارے دھوئے جاتے ہیں

خوشا کہ ہے نور پایا ہم نے اس مہتاب سے
اپنے سینے ہیں فروزاں اس کی آب و تاب سے

ہم پریشاں ہوں تو اس کے در پہ ہی جاتے ہیں ہم
اور اسی دہلیز پر جا کر سکوں پاتے ہیں ہم

مُنضبط یہ رشتۂ طاعت، قیادت ہو ہمیش
سر پہ اپنے سایۂ ابرِ خلافت ہو ہمیش

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 18 دسمبر 2020ء)



﴿164﴾

## جب بھی وہ عہد کا حسیں بولے

(چوہدری محمد علی مضطرؔ عارفی مرحوم)

جب بھی وہ عہد کا حسیں بولے
عرش بولے، کبھی زمیں بولے

جب وہ بولے تو ساتھ ساتھ اس کے
ذرّہ ذرّہ بصَد یقیں بولے

چاند سورج گواہی دیں اس کی
اُس کا منکر نہیں نہیں بولے

شور برپا ہے صحنِ مقتل میں
برسرِ دار اک حسیں بولے

اشک ہی تھے جو چپ رہے، یعنی
اشک ہی تھے جو بہتریں بولے

کب کرے اپنے جرم کو تسلیم
کس لئے مارِ آستیں بولے

یہ ہمارا ہی حوصلہ ہے میاں
قتل ہو کر بھی ہم نہیں بولے

قتلِ ناحق پہ کس لئے مضطرؔ
چپ رہے آپ، کیوں نہیں بولے

(اشکوں کے چراغ ایڈیشن سوم صفحہ 587)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 08 جنوری 2021ء)



﴿165﴾

# قافلہ سالارِ عشق

(عبد المنعم ناصر۔ناروے)

امن کا پیغام لے کر ، سر تا پا سرشارِ عشق
جیتنے نکلا پہن کر سر پہ وہ دستارِ عشق

وہ علمدارِ صداقت ، مقصدِ امن و صلح
نفرتوں کے دَور میں کرتا ہے وہ پرچارِ عشق

بالمقابل ایک دنیا ساتھ اُس کے چند لوگ
بڑھ رہا ہے پھر بھی آگے قافلہ سالارِ عشق

جس طرف کو رُخ کرے میدان میں ، ہو فتح مند
ڈھیر ہو جائے مخالف سہہ نہ پائے وارِ عشق

درجہ درجہ گامزن ہے اک بلندی کی طرف
دن بہ دن بڑھتی ہی جائے شدّتِ یلغارِ عشق

پیار سے، گفتار سے پھیلا رہے ہیں ہر طرف
چاہے کوئی مان لے، چاہے کرے انکارِ عشق

ہے الٰہی سلسلہ، قائم رہے اس پہ بہار
یوں ہی آتی جائے اس پہ رفعتِ ادوارِ عشق

احمدی اخلاص کے جذبے سے ہیں گوندھے گئے
ہو گیا کارِ ثواب اب تو جہاں میں کارِ عشق

ہے ہماری زندگی اب تو خلافت کے تلے
اب شفا اس عشق میں پائیں سبھی بیمار عشق

ہم پہ بھی ہوتا رہے ناصرؔ سدا اُس کا کرم
آئندہ نسلوں کی بھی قسمت بنے گلزارِ عشق

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 15 جنوری 2021ء)



﴿166﴾

# اے کاش میسّر ہو دیدار خلافت کا!

(عبد السلام اسلام)

اے کاش میسّر ہو دیدار خلافت کا!
جی بھر کے کبھی دیکھوں دربار خلافت کا!

صد رنگ ہیں پھول اس میں چشمے ہیں گھنا سایہ
جنت کے مشابہ ہے گلزار خلافت کا

گرداب میں گھر جائے حق والوں کی جب کشتی
کرتا ہے خدا بیڑہ خود پار خلافت کا

اُس آنکھ پہ کھلتے ہیں اسرار خداوندی
وہ آنکھ جو کرتی ہے دیدار خلافت کا

ابلیس کا پڑھ قصہ عبرت کی نگاہوں سے!
لعنت ہی سراسر ہے انکار خلافت کا

مسرور کا ہالہ ہے آفاق کو اب گھیرے
اس چاند میں تاباں ہے وہ یار خلافت کا

مل جائیں گی سب خبریں اس عرش معلی کی!
پڑھ چشم بصیرت سے اخبار خلافت کا

خورشید کے پرتو سے ہے چاند کی تابانی
اللہ کا پرتو ہے اظہار خلافت کا

صد رنگ سدا اس پر انوار برستے ہیں
ہے جلوہ گہِ یزداں مینار خلافت کا

دربانی پہ نازاں ہیں لاریب فرشتے بھی
آ دیکھ ذرا تو بھی دربار خلافت کا!

فطرت کے تقاضوں کو اب وہ بھی سمجھتے ہیں
دم بھرنے لگے سارے اغیار خلافت کا

دنیا میں کہاں طاقت تعمیرِ خلافت کی
اسلامؔ خدا خود ہے معمار خلافت کا!

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 05 فروری 2021ء)



﴾167﴿

# اک وعدہِ خدا تھا لیستخلفنھم

(جنرل ریٹائرڈ محمود الحسن نوری)

اک وعدہِ خدا تھا لَیَستخلفنھم
یہ وعدہِ خدا تھا جو ہم سے وفا ہوا

اس کی تلاش تھی رہِ جمہور پر عبث
اس کا تو شاہراہِ نبوت تھا راستہ

قصر شہی میں جستجو اس کی ہوئی مگر
اس کا وجود سطوت شاہی میں بھی نہ تھا

یہ راستہ خدا کی رضا کا ہے راستہ
کرتا ہے وہ خدا جسے چاہے اسے عطا

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 11 فروری 2021ء)



﴾168﴿

# خدا کی عطا کردہ نعمت خلافت

(محمد ابراہیم شاد مرحوم)

خدا کی عطا کردہ نعمت خلافت
ہے ایمان والوں کی دولت خلافت

نبوت کی زندہ صداقت خلافت
خدا کی طرف سے امانت خلافت

نبوت خدا کی مکمل ہدایت
ہدایت کی کامل اِشاعت خلافت

خلافت نبوت کا اک تکملہ ہے
خلافت نبوت، نبوت خلافت

نہیں ہوتے معزول ہرگز خلیفے
کہ رکھتی ہے اک خاص نصرت خلافت

نہیں چھین سکتا خلیفہ سے کوئی
خدا کا عطیہ ہے خلعت خلافت

ہراساں دلوں کی تسلی کا موجب
سراپا تشفی سکینت خلافت

غمِ رحلتِ انبیا کا مداوا
پریشان روحوں کی راحت خلافت

ہے بندوں پہ گر انتخابِ خلافت
حقیقت میں ہے دستِ قدرت خلافت

تصرف خدا کا جھکاتا ہے سب کو
ہے گویا خدا کی مشیت خلافت

سراجِ نبوت جو ہوتا ہے اوجھل
تو آتی ہے پھر حسبِ سنت خلافت

تقرب اِلی اللہ کا واحد ذریعہ
ہے صدق و وفا کی علامت خلافت

خلافت ہے دینِ متیں کی محافظ
ہے امن و سکوں کی ضمانت خلافت

خلافت سے ہوتی ہے تنظیم قائم
یہی ہے نبی کی نیابت خلافت

کیا سورۃ نور میں حق نے وعدہ
کہ پائے گی یہ خیرِ امت خلافت

خلافت ہے اثبات مرکز کا باعث
خدا کی جماعت کی طاقت خلافت

خلافت کا انکار کرتا ہے فاسق
سمجھتا ہے وہ بے حقیقت خلافت

کرو صدق دل سے اِطاعت ہمیشہ
خدا کی ہے لَاریب رحمت خلافت

ہمیں ناز ہے اس غلامی پہ ہر دم
ملی دائمی ایک نعمت خلافت

مشرف بہ بیعت ہوئے شاد ہم بھی
کہ ہے موجبِ صد سعادت خلافت

(شعری مجموعہ–بہارِ جاوداں صفحہ 94،93)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 12 فروری 2021ء)



﴿169﴾

## سخنوروں کے شہر میں وہ شہ سُخن کمال است

(مبارک صدیقی۔لندن)

سخنوروں کے شہر میں وہ شہ سُخن کمال است
گُلاب تو ہزار ہیں وہ گُل بدن کمال است

مِرے لیے وہی تو ہے متاعِ جاں جمالِ زیست
اگر وہ ساتھ چھوڑ دے، مِرے لیے جہان نیست

سنو گے اُسکی گفتگو کہو گے بات ختم شد
ملے جو آفتاب سے کہو گے رات ختم شد

یونہی عطا نہیں ہوا اُسے مقامِ دلبری
مجھے دکھاؤ تو سہی کرے جو اُسکی ہمسری

اُسی پہ جاں فریفتہ یہ دل بصد نیاز ہے
غزل غزل سا شخص وہ جو سر تا پا نماز ہے

اگر ملے نہ یار تو گھر تمام سنگ و خِشت
کہ عاشقوں کے واسطے وِصالِ یار ہے بہشت

دِلم درِ فِراقِ تُو، جوں طفلِ اشکبار ہو
اذاں کہ انتظار میں جوں گوشِ روزہ دار ہو

اے شاہِ گُل مِرے لیے تِری رضا ہے تاج و تخت
یہی ہے میری داستاں یہی ہے میری سرگزشت

تُو پیار سے جو دیکھ لے تو ساغر و شراب کیا
کلام ہو تِرا اگر تو نغمہ و رُباب کیا

سدا رہے تُو شادماں گُلاب سے اے دلبرم
میں اپنا حال کیا کہوں میں جان و دل سے تُو شُدم

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 17 فروری 2021ء)



﴿170﴾

## شمع ہاتھوں میں ہے خلافت کی

(سید طاہر احمد زاہد)

شمع ہاتھوں میں ہے خلافت کی
راہ ہم نے چنی صداقت کی

تو نے رستہ چنا اندھیروں کا
ہم نے پائی ضیاء خلافت کی

میں فسانہ نہیں ہوں دنیا کا
اک کہانی ہوں میں حقیقت کی

کیا بتاؤں میں آج کا ملاں
توڑ دی ہیں حدیں عداوت کی

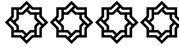
بم دھماکوں سے کیسے مل جائے
بات کرتے ہیں کیسے جنت کی

میرا چرچا ہے سارے عالم میں
خوشبو پھیلی ہے ایسی بیعت کی

ڈال دے اے خدا تو جھولی میں
وہ جو دولت ہے اک اطاعت کی

عشق پھولوں سے ہے مگر زاہد
ہم نے کانٹوں سے بھی محبت کی

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 19 فروری 2021ء)



﴿171﴾

# مرے آقا اطاعت کی

(حافظ مستنصر احمد قاہر)

خدا کے بعد اس نے ہم فقیروں پر یہ شفقت
خلافت کے سوا کس نے بھری محفل میں الفت کی

وہ لمحے مسکراہٹ کے وہ نظروں کو جھکا لینا
غلامانِ خلافت نے دل و جاں سے محبت کی

میں واری جاؤں اس پر جس کے روحانی مریض اتنے
وہ جس نے سجدوں کے ذریعہ کروڑوں کی طبابت کی

وہ جس کہ اک اشارے پر سبھی قربان ہو جائیں
اسی ہی عہد پر ہم نے یہ بیعت خلافت کی

ادب اتنا ضروری ہے خلافت کے تعلق میں
کہ قاہر سنتے ہی کہہ دو مرے آقا اطاعت کی

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 26 مارچ 2021ء)



《172》

# پیکرِ انوارِ عشق

(بشریٰ سعید عاطف۔مالٹا)

خوب جچتی ہے یہ سر پر آپ کے دستارِ عشق
آپ ہی ہیں دنیا میں تو پیکرِ انوارِ عشق

گھر سے نکلے ہیں اٹھا کر پرچمِ اسلام جو
مصطفائی کر رہے ہیں ہر طرف پرچارِ عشق

حوصلہ رکھتا ہے دل میں وہ چٹانوں کی طرح
ہے رواں منزل کی جانب قافلہ سالارِ عشق

آپ کے قدموں کو چومیں اُلفتوں کی بستیاں
خاک کر دے دشمنوں کو آپ کا اِک وارِ عشق

دیکھنا رکھ دے گا بنیادیں ہلا کر اُن کی یہ
ایک دن پسپا کرے گی اُن کو یہ یلغارِ عشق

دل میں جذبہ رکھتا ہے اخلاص کا یہ ہر گھڑی
کرتی ہے پتّھر دلوں کو موم یہ گفتارِ عشق

جن کے ہاتھوں نے پہن لیں پیار کی ہیں بیڑیاں
راہ الفت میں کریں گے کیسے وہ انکارِ عشق

مثلِ جنت زندگی میری بنائے گا یہی
میری قسمت میں لکھے گا راحتیں اقرارِ عشق

راستوں سے رکھ دیے پتھر ہٹا کر آپ نے
دل میں یہ رچ بس گیا ہے آپ کا کردارِ عشق

بول بالا ہو گا اُس کا دیکھنا اک دن ضرور
دنیا پر غالب رہے گی آ کے یہ تلوارِ عشق

سارے مردے ایک پل میں زندہ کر دے گا خدا
پائیں گے اک دن شفا تم دیکھنا بیمارِ عشق

اپنی خوشبو سے معطر کر دے جسم و جان کو
رب کرے ہر دم مہکتا یہ رہے گلزارِ عشق

رات دن بشریٰ کے ہونٹوں پر دعا رہتی ہے یہ
رب کرے ،دلبر رہے میرا سدا پندارِ عشق

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 22اپریل 2021ء)



﴿173﴾

## سائے میں تیرے دھوپ نہائے بصد نیاز

(عبید اللہ علیمؔ مرحوم)

سائے میں تیرے دھوپ نہائے بصد نیاز
اے چھاؤں چھاؤں شخص تیری عمر ہو دراز

اے اپنے ربّ کے عشق میں دیوانے آدمی
دیوانے تیرے ہم کہ ہؤا تو خدا کا ناز

کیوں کر کھلے خدا جو نہ دیکھو وہ آدمی
سجدہ کرے زمیں پہ تو ہو عرش پر نماز

آیا زباں پہ اسم گرامیؐ کہ بس ادھر
پرنم ہوئی وہ آنکھ وہ سینہ ہؤا گداز

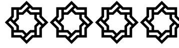
اتنی ہی اس چراغ کی لو تیز ہو گئی
جتنی بڑھی ہوائے مخالف میں سازباز

اس پر ہے ختم اس سے ہی جاری ہے روشنی
اک درخدا نے بند کیا سو کئے ہیں باز

ہر جام عشق اس کے ہی لب سے ہے لب بہ لب
شائد ابھی یہ راز ہے شائد رہے نہ راز

دیتا ہے بادہ ظرفِ قدح خوار دیکھ کر
ہر دور کو ہے ساقی کوثر پہ اپنے ناز

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 20 مئی 2021ء)



﴿174﴾

# خلیفہ خدا بناتا ہے

## (عبد السلام اختر)

وہی جو خاک کے سینہ سے پھول اگاتا
جو پتھروں سے بھی چشمے بہا کے لاتا

نہاں جو رکھتا ہے موتی صدف کے سینے میں
جو بحر و بر سے گھٹائیں نئی اٹھاتا ہے

جو کوہ و وادی و صحرا کے ذرے ذرے میں
سحر کی پہلی کرن بن کے جگمگاتا ہے

وہ خود ہے محور عالم اور ایک عالم کو
وہ ایک مرکز و محور پہ لے کے آتا ہے

جلا کے وحدتِ روحانیت کا ایک چراغ
وہ اس چراغ کی لو اور بھی بڑھاتا ہے

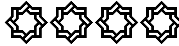
نثار ہونے کو آتے ہیں اس پہ پروانے
وہ جب دلوں پہ وفا کے دیے جلاتا ہے

ہزار بھڑکے جہاں میں شرار بولہبی
چراغ مصطفوی اور جگمگاتا ہے

یہی خدا کی مشیت کا ہے عمل اے دوست!
یہ اس لئے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے

(ماہنامہ خالد مئی 2003ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 25 مئی 2021ء)



﴾175﴿

# خلافت

(15 دسمبر 2007 صد سالہ جوبلی کے موقع پر)

(طارق بشیر ملک۔ سڈنی آسٹریلیا)

خُدا ظاہر ہوا پھر سے لگی بجنے وہ شہنائی
سجا کر رَتھ محمد کی مسیح کی ہے برات آئی

خلافت پھر ہوئی تازہ بڑھی گُلشن کی رَعنائی
خزِاں رُخصت ہوئی اسلام پر پھر سے بہار آئی

بڑا احسان ہے ربّ کا ہوئی جاری خلافت پھر
چھٹے ہیں خوف کے بادل جواں رُت امُن کی آئی

بُہت اب ہو رہے باہم یہاں اِک ہاتھ پر دیکھو
جو تھی بے چین جاں پہلے ہے اُس کی جاں میں جاں آئی

رہا نا گورا یا کالا نہ دیسی یا نہ پردیسی
مِٹا ہے فرقِ غیر اِن میں بنیں ہیں سب کے سب بھائی

جہاں ہم ہوں خلیفہ بھی ہمارے پاس ہوتا ہے
بنایا کام یہ ڈِش نے اُمیدِ وَصل بَر آئی

ہوئے سو سال سے اوپر خلافت پر سُنو طارقؔ
خدا کی حمد میں گائیں خلافت جُوبلی پائی

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 مئی 2021ء)



﴿176﴾

## حضور انور کے خطبات جمعہ سے متاثر ہو کر

(خواجہ عبدالمومن۔ناروے)

اک حسیں ہوتا جب بھی شان سے جلوہ نما
سینہ میں قرآں سجائے لب پہ مولیٰ کی ثنا

اس کی پر تاثیر باتیں دل کو دیتی ہیں سکوں
اس کا خطبہ ہے سبھی کے واسطے آب بقا

کرتا ہے انذار اور تبشیر وہ حکمت کے ساتھ
سنتے ہیں سب لوگ اس کا یہ پیام جاں فزا

نیکی و تقویٰ محبت پیار کی تلقین بھی
کرتا ہے وعظ و نصیحت ہر گھڑی سب کو سدا

میرا آقا تو خدائی نور سے بھرپور ہے
اس کو مولیٰ سے ملی ہے ایک نورانی قبا

بادشاہ پایں گے برکت حضرت مسرور سے
قومیں اسکے امن کے پرچم میں ڈھونڈیں گی پناہ

شکر کرتا ہے یہ مومن اپنے مولیٰ کے حضور
جس نے بخشا ہے ہمیں مسرور جیسا رہنما

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 مئی 2021ء)



﴾177﴿

## حضرتِ مسرور کے ہمراہ رہتا ہے خدا

(امۃ الباری ناصر۔امریکہ)

غیر ممکن ہے کریں بارش کے قطروں کو شمار
ہیں جماعت پر خدا کے فضل اس سے بھی سِوا

وہ جو آنحضرتؐ نے دی تھی اِک مسیحاؑ کی خبر
قادیاں دارالاماں سے اک جری اللہ اُٹھا

پھر کیا قرآن کی دائم شریعت کا قیام
سربراہ اسلام کا ہے اب خلیفہ پانچواں

کارناموں کی ہمہ جہتی سے روشن تر ہوا
ہے مسیحائے زماں کے نام سب فتح وظفر

ہو رہا ہے آج مغرب سے طلوعِ آفتاب
مجلسیں بین المذاہب ہو رہی ہیں جابجا

امن کے سمپوزیم ہیں امن کے انعام ہیں
مقتدر لوگوں کو خط لکھے ہدایت کے لئے

اپنے آقا کی یہ خواہش پوری کرتا ہے غلام
شش جہت میں امن کا اب ایک ہی پیغام ہے

اپنے خالق کی طرف آؤ ملے گی عافیت
کیا سیاست دان دے پائے ہیں انساں کو اماں؟

اس تباہی سے بچا سکتا وہ قادر خدا
رعب سے نصرت ملی اتنی کہ سب پر چھا گئے

جس طرف دیکھیں ہے تازہ ولولہ ہر سو رواں
افتتاح ہے اور مساجد کی کہیں بنیاد ہے

مشنری کا گھر 'سرائے' گیسٹ ہاؤس 'ہسپتال'
اب پریس اپنے ہیں چھپتی ہیں کتابیں بے شمار

ہر صورتِ ابلاغ ہے اب خادمِ دینِ متیں
سات دن چوبیس گھنٹے ساری دنیا کو پیام

اک نئی دنیا بنادی عربی چینل کھول کر
کرتے ہیں تلقین ہر لمحہ دعا کرتے رہیں

وہ زمیں جس پر گرا ہے احمدی لوگوں کا خوں
خالی ہے اب قرب کا میداں چلو آگے بڑھیں

ہر گھڑی ہر وقت اپنے جائزے لیتے رہیں
جو بھی اس آغوش میں آئے گا راحت پائے گا

کر عطا ہر خیر آقا کو الٰہ العالمیں
آسماں کے تاروں اور مٹی کے ذروں کو شمار

ہم پہ رب کی رحمتوں کا مستقل دَر ہے کھلا
جس کی خاطر دیکھتے تھے راہ سب اہلِ نظر

اس مسیحؑ و مہدیؑ نے اسلام کا اِحیا کیا
احمدیت میں ہوا جاری خلافت کا نظام

برق رفتاری سے شہراہِ ترقی پر رواں
حضرت مسرور کے ہمراہ رہتاہے خدا

ساتھ رہتی ہے سدا تائید خدائے مقتدر
ہر طرف ہے امن کی دعوت سے برپا انقلاب

اونچے ایوانوں میں گونجا ہے پیامِ مصطفیٰؐ
بے غرض سب خدمتیں انسانیت کے نام ہیں

درد مند دل سے بنی نوع کی محبت کے لئے
دوسروں سے جاکے انگریزی میں کرتا ہے کلام

پانچوں براعظموں میں یہ صدائے عام ہے
ایک حل ہے سب مسائل کا فقط وحدانیت

ایٹمی ٹکراؤ کی جانب ہے سب دنیا رواں
جس نے ہے اسلام کا سچا صحیح رستہ دیا

آپ کے افکار سارے میڈیا پر آگئے
اب تو گھر گھر میں پہنچتی ہے صدائے قادیاں

ہر خدا کا گھر خدا کے ذکر سے آباد ہے
ہر طرف پھیلا دیا ہے کالج سکولوں کا جال

ساری دنیا کھا رہی ہے باغِ احمدؑ کے ثمار
بٹ رہے ہیں خوب روحانی خزائن بالیقیں

خوب پھل لایا ہے ایم ٹی اے کا بابرکت نظام
ہورہی ہے خوب ہی تبلیغ عربی بول کر

عرش کے پائے ہلادیں فضل و رحمت مانگ لیں
اس کی خاطر بھی دعا کرتے ہیں باصبر و سکوں

اور مسیحائے زماںؑ کی دعا کے ہم وارث بنیں
ہر قدم ہم نیکیوں میں آگے بڑھاتے رہیں

یہ خدا کے ہاتھ کا پودا ہے بڑھتا جائے گا
اپنے فضلوں سے بچا ہر شر سے رب عالمیں

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 مئی 2021ء)



﴿178﴾

## خلافت ضامنِ امن حقیقی خوف سے خالی

(میر اللہ بخش تسنیمؔ مرحوم)

خلافت نے کیا کونین کا مقصود آدم کو
خلافت نے فرشتوں کا کیا مسجود آدم کو

خدا کا ہاتھ پنہاں ہے خلافت کے ارادوں میں
مرادیں حق کی شامل ہیں خلافت کی مرادوں میں

خلافت شہپرِ پروازِ آدم کی توانائی
یدِ بیضا خلافت ہے خلافت ہے مسیحائی

خلافت ناتوانوں کی توانائی کا سرمایہ
خلافت سے غریبوں پر خدا کے فضل کا سایہ

خلافت سے میسر دین کو تمکین ہوتی ہے
خلافت میں سراسر قوتِ تکوین ہوتی ہے

خلافت مرکزِ پرکارِ جوشِ کامرانی ہے
خلافت کیا ہے اکسیر حیات جاودانی ہے

خلافت ہے دلیل ایمان کی اور نیکو کاری کی
خلافت ہے دلیل امت پہ لطف و فضلِ باری کی

خلافت میں نہاں راز دوامِ شادکامی ہے
فدا ہے حریت جس پر خلافت کی غلامی ہے

خلافت سے عبادت زندگی کا نور پاتی ہے
نشاطِ جانفروز جلوہ ہائے طور پاتی ہے

خلافت عصمتِ صغریٰ عطا کرتی ہے ملت کو
ہلاکت سے مصیبت سے بچا لیتی ہے امت کو

خلافت کے وسیلے سے جہاں زیر نگیں کرلو
جہاں کا ذکر کیا کون و مکان زیرِ نگیں کرلو

خلافت ہی بالفاظ دِگر ہے قدرتِ ثانی
جہاں کی بزم میں آئینہ دار شان رحمانی

ہیں پھل نخلِ خلافت کے جہانگیری جہانبانی
خلافت ہے سراسر مہبطِ الطافِ ربانی

خلافت سے اشاعت حق کی دنیا کے کناروں تک
صداقت پھیلتی ہے ریگ زاروں کوہ ساروں تک

خلافت اُمت مرحوم میں موعودِ ربانی
بغیر اِس کے پنپ سکتی نہیں شاخِ مسلمانی

خلافت شاہبازوں سے ممولوں کو لڑاتی ہے
یہی آئینِ فطرت ہے خلافت غالب آتی ہے

خلافت سے شعور قوم کو تابندگی حاصل
اِسی کے فیض سے تنظیم کو ہے زندگی حاصل

خلافت ضامنِ امنِ حقیقی خوف سے خالی
اِسی سے وحدتِ باری کی پاتی ہے نمو ڈالی

خلافت سے حزف ریزے بہا پاتے ہیں گوہر کی
چمک ذروں میں ہوتی ہے نمایاں مہرِ انور کی

حصار عافیت ہے خیر و خوبی کا خزانہ ہے
خلافت سے جدا ہونا شعارِ فاسقانہ ہے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 11 جون 2021ء)



﴿179﴾

# خلافت خدا کی ہے سنّت قدیم

(ڈاکٹر طارق انور باجوہ۔ لندن)

خلافت خدا کی ہے سنّت قدیم
خلافت عطائے خدائے کریم

خلافت اندھیرے میں شمعِ حریم
خلافت خدا کی ہے نعمت عظیم

جہاں میں خلافت کا جو نور ہے
جو دور اس سے، اُس سے خدا دور ہے

خلافت سے ہم کو محبّت ملی
اسی کی اطاعت میں ہے زندگی

یہاں معرفت کے ملے جام بھی
کوئی بھی نہ باقی رہی تشنگی

پلانے پہ ساقی جو مامور ہے
جو دور اس سے اس سے خدا دور ہے

خلافت سے بڑھ کر نہ نعمت کوئی
نہ دیکھی ہے ایسی محبّت کوئی

جو کر لیتا ہے اس کی بیعت کوئی
نہیں ویسی کرتا اطاعت کوئی

ہو نازل خدا جس پہ وہ طور ہے
جو دور اس سے اس سے خدا دور ہے

خلافت نے رستہ دکھایا ہمیں
کسی نے بھی جب آزمایا ہمیں

اسی نے ہے جینا سکھایا ہمیں
وہ یوں دیکھ کر مسکرایا ہمیں

ہمارا خلیفہ جو مسرور ہے
جو دور اس سے اُس سے خدا دور ہے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 09 جولائی 2021ء)



﴿180﴾

## آؤ اپنے عہد کے مامور کی باتیں کریں

(عبدالرحمان خاکی مرحوم)

آؤ اپنے عہد کے مامور کی باتیں کریں
وادی ایمن میں بیٹھیں طور کی باتیں کریں

اک جہاں ہے ظلمت چاہ ضلالت میں اسیر
نار سے اس کو نکالیں نور کی باتیں کریں

ہر غلط فہمی کو ان کی دور کرنے کے لئے
مھدی موعود کے منشور کی باتیں کریں

خون باطل کا نہ ہو اعلائے حق کی راہ میں
دار پر بھی حضرت منصور کی باتیں کریں

وہ جو تھا دستور دیں خیر القروں کے دور میں
عہد حاضر میں اسی دستور کی باتیں کریں

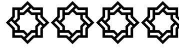
گر چہ ہے سیل حوادث راہزن تسکین دل
غم سے گزریں حضرت مسرور کی باتیں کریں

اک نگاہ لطف کی ہے آرزو خاکی مجھے
آپ ان سے طالب مہجور کی باتیں کریں

نوٹ:۔ منصور اور مسرور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامی نام ہیں۔

(ماہنامہ خالد جنوری 1995ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 10 جولائی 2021ء)



﴿181﴾

## دے کے پھر مسرور تو نے امن قائم کر دیا

(احمدی بیگم)

اے خدائے ذوالمنن اے مالکِ کون و مکاں
اپنے وعدے پورے کرتا آیا ہے تو ہر زماں

جب خلافت کا امیں رخصت اچانک ہو گیا
ایک عالم خوف کا ہم پر مسلّط ہو گیا

پر مرے مولا ترے وعدے تو ٹل سکتے ہیں
ہر دلِ رنجور کو تھا تیرے وعدوں پر یقیں

نور کی پھوٹی کرن اور 'بند دروازہ کھلا'
دے کے پھر مسرُور (ایدہ) تو نے امن قائم کر دیا

اک طرف تھا رنج اور تھی دوسری جانب خوشی
یہ تسلسل کی کڑی تھی جس نے بخشی تھی خوشی

آنے والے کے لئے دل فرشِ راہ ہم نے کئے
اور دعاؤں سے گُندھے پھر ہار لے کر ہم بڑھے

اشکبار آنکھیں تھیں اپنی، دل عزائم سے تھے پرُ
حمد کے لب پر ترانے، آنکھ میں نورِ سحر

آنے والے سے دوبارہ عہد تازہ پھر کیا
آنے والے آ خوشی سے مرحبا صد مرحبا

(وفاکے قرینے صفحہ439)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 10جولائی 2021ء)



﴾182﴿

## وہ اتنا پیارا ہے

(مبارک صدیقی۔لندن)

اگر وہ سامنے آئے، وہ اتنا پیارا ہے
تو دل میں دیپ جلائے وہ اتنا پیارا ہے

غزل، کہانی، گرامر، اُسے سلامی دیں
اگر وہ اردو پڑھائے، وہ اتنا پیارا ہے

گُلاب اُس کے بدن سے ادھار لے خُوشبو
صبا گلے سے لگائے وہ اتنا پیارا ہے

وہ لب کُشا ہو تو غالِب کرے قدم بوسی
کہے گا میر بھی ”ہائے“ وہ اتنا پیارا ہے

وہ فلسفے پہ جو بولے تو فرطِ حیرت سے
ارسطو سر کو کھجائے، وہ اتنا پیارا ہے

اُسی کی بات کو میں آخری سند سمجھوں
اُسی کی ”رائے“ ہے رائے، وہ اتنا پیارا ہے

فراز و فیض اُسے داد دیں مَزاروں سے
وہ جب بھی شعر سنائے، وہ اتنا پیارا ہے

اُسی کے واسطے میں بن سنور کے سوتا ہوں
کہ کاش خواب میں آئے، وہ اتنا پیارا ہے

میں چاہتا ہوں کسی روز وہ خفا ہو کر
مجھے بھی چار ”سنائے“ وہ اتنا پیارا ہے

وہ میکدے کو جو دیکھے تو میکدہ جُھومے
سبُو کو ہوش نہ آئے وہ اتنا پیارا ہے

تو پھر وہ ذرّہ بھی گوہر مثال ہوتا ہے
جسے وہ ہاتھ لگائے وہ اتنا پیارا ہے

میں بھول جاؤں گا سارے بہشت کے منظر
اگر وہ پاس بٹھائے، وہ اتنا پیارا ہے

میں چاہتا ہوں کسی روز برف باری ہو
اسے پلاؤں میں چائے وہ اتنا پیارا ہے

وہ شخص دیکھنے نکلے کبھی جو عید کا چاند
تو چاند نوروں نہائے وہ اتنا پیارا ہے

میں اس کے شہر کی مٹی بھی چوم سکتا ہوں
دل و نظر کو بچھائے وہ اتنا پیارا ہے

وہ سامنے ہو تو پھر جی، حضور، وہ، میں، نا
سمجھ میں کچھ بھی نہ آئے وہ اتنا پیارا ہے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 16 جولائی 2021ء)



﴿183﴾

# دیکھا ہے وہ چہرہ کبھی جی بھر نہیں دیکھا

(ڈاکٹر طارق انور باجوہ۔ لندن)

دیکھا ہے وہ چہرہ کبھی جی بھر نہیں دیکھا
نظریں جو ملیں ، نظریں اُٹھا کر نہیں دیکھا

اک حسن کے جلوے کا تصور تو ہے قائم
آنکھوں نے اسے نور سے باہَر نہیں دیکھا

اُس شمعِ فروزاں پہ فدا ہم جو ہوئے ہیں
اُس لعل سا روشن کوئی گوہر نہیں دیکھا

ہم ہی نہیں داخل صفِ عشّاق میں اس کی
کرتا جو نہ ہو جان نچھاور ، نہیں دیکھا

دل اس کی محبّت میں دھڑکتا ہے تو ایسا
ہم نے تو کوئی دنیا میں ، دلبر نہیں دیکھا

ہے ایک جہاں کب سے کھڑا اس کے مقابل
اس میں کبھی دشمن کا کوئی ڈر نہیں دیکھا

الزام ہمیں دیتی ہے دنیا تو وہ دے گی
پیغام یہ رکنے کا تو منظر نہیں دیکھا

عرفان کے نکتوں کو صحیفوں سے بتا کر
جو علم سے کرتا ہو منوّر نہیں دیکھا

طارق کو تسلّی ہے تو بس اس کی دعا سے
اس جیسا زمانے میں تو رہبر نہیں دیکھا

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 31 جولائی 2021ء)



﴿184﴾

# خلافت نعمت اول، خلافت فضل ربانی

(منیر احمد ریحان صابر)

خلافت نعمت اول، خلافت فضل ربانی
خلافت ظل نبوت کا، خلافت نور سبحانی

خدا نے اپنے پیاروں سے کیا وعدہ وفا اپنا
ہوئی ظاہر خلافت کی ردا میں قدرت ثانی

خلافت اس کو ملتی ہے خدا جس کے لئے چاہے
خلافت رحمت یزداں، خلافت عکس رحمانی

خلافت بحر طوفاں میں امیدوں کا سہارا ہے
خلافت گوہر مقصد، جہاں داری، خدادانی

خلافت ڈوبتی ناؤ کو لاتی ہے کنارے پر
خلافت میں نمو پاتے نہیں افکار شیطانی

خلافت کی ضیاء پاشی سے دل تسکین پاتے ہیں
خلافت ثبت کرتی ہے دلوں میں نقش ایمانی

خلافت کی ردا ہم پر رہے سایہ فگن صابر
کہ حاصل ہو ہمیں علم و عمل کی بھی جہانبانی

(وفا کے قرینے)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 20 اگست 2021ء)



﴿185﴾

## نذرانہِ عقیدت

(شاہدرضوان۔شیفیلڈیوکے)

مرے حضور! مرے پیشوا! مرے آقا!
خدا ہمیش تری عمر کو دراز کرے

تجھے عطاء ہوں عنایاتِ ربِّ مالکِ کُل
قدم قدم پہ فتوحات کارساز کرے

لگائیں دیں کو جو چرکیں یہود و نصرانی
وہ زخم تجھ کو دل و جان سے گداز کرے

ہوا ہے سینہ سپر ایک توہی میداں میں
فتح نصیب! خدا تجھ کو سرفراز کرے

جو تاجِ دین مقدر تھا آخریں کے لیے
اسے کمال عطاء آپ شاہ نواز کرے

خزانے قیصر و کسریٰ کے ہوں نصیب ترے
دلوں کی جیت ہو جنگ و جدل سے باز کرے

جو تہہ کو پائے نہ افلاک کی کوئی بھی نظر
وہاں کی سیر تری چشمِ نیم باز کرے

دعا سے تیری فقیروں کو تخت و تاج
نصیب حیاتِ جاوداں پیدا تری نماز کرے

وہ اس کے فیض سے پایا تری دعا نے کمال
"جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے"

مٹائے نفرتیں اور دے محبتوں کو رواج
یوں انقلاب زمانے کا عہد ساز کرے

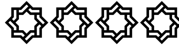
عیوب میرے بھی دھل جائیں تیرے گریا سے
کچھ اس طرح سے تو مالک سے "سازباز" کرے

کہ دے کہ واسطہ اُسکے حبیب کا اک بار
کچھ التجاء کرے کچھ راز اور نیاز کرے

کبھی جو یاد دلائے وہ مشتِ خاک کی بات
امید ہے کہ خدا اس رِجا پہ ناز کرے

یقیں کی دھونی رمائے ہنوز بیٹھا ہوں
ہوں وہ گدا جو فقط تکیہ نِیاز کرے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 21اگست 2021ء)



﴿186﴾

## عجب اپنا جلوہ دکھائے خلافت

(تنویر احمد ناصر۔ قادیان)

عجب اپنا جلوہ دکھائے خلافت
خدا کا مقرب بنائے خلافت

ہر اِک شرک و بدعت کو کافور کر کے
ہدایت کی شمع جَلائے خلافت

خدا کی عبادت نبیؐ کی اطاعت
ہو دِیں کی اشاعت رَجائے خلافت

خلیفہ خدا کا ہے دنیا میں نائب
خدا ہی کی باتیں بتائے خلافت

یہ نعمت ہمیں خود خدا نے عطا کی
ہے سایہ فگن اب رِدائے خلافت

جو ہیں حق کے پیاسے اُنہیں اپنے ہاتھوں
مئے وصل مولیٰ پلائے خلافت

جو طاقت کے نشّے میں ہیں چور حاکم
اُنہیں عدل و احساں سکھائے خلافت

کوئی سِحر اِس سے نہ ٹکرا سکے گا
عصائے کلیمی دُعائے خلافت

یہ دُنیا تباہی کی جانب رواں ہے
ہے اِس کی بقا اَب بقائے خلافت

ہماری نِگہ بس خلافت کی جانب
سر آنکھوں پہ جو حکم لائے خلافت

خلافت ہمارا سہارا ہے اس پر
نہ کچھ آنچ آئے خدائے خلافت

دکھا دیں گے باطل کو اوقات اس کی
ہو اِک جنبشِ چشم ہائے خلافت

غرض کیا ہے ناصرؔ کو سُود و زِیاں سے
وہ ہے جان و دِل سے فِدائے خلافت

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 اگست 2021ء)



﴾187﴿

## خلافت کی غلامی ہے ضمانت تیری قربت کی

(شہناز اختر)

خلافت کی غلامی ہے ضمانت تیری قربت کی
ہمیں بھی اس کے قدموں کی ہمیشہ خاکِ پا رکھنا

اگر نورِ نبوت سے منور جگ کو کرنا ہے
تو روشن ہر جگہ ہر دم خلافت کا دیا رکھنا

اگر ہے تم کو ملنا اوّلیں سے! آخریں ہو کر
خلافت کی امانت سے دلوں کو آشنا رکھنا

کلیساؤں کی دنیا کی صلیبیں جس نے توڑی ہیں
ہمارے سر پر اس مہدی کی تو ہر دم رِدا رکھنا

(وفا کے قرینے صفحہ440)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 01 ستمبر 2021ء)



﴿188﴾

# پیکرِ تاباں و رخشاں ہیں وہ مثلِ آفتاب

## نذرانہ عقیدت بحضور سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدکم اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

(م م محمود)

وہ سراسر خندگی اور لطف سے معمور ہیں
نغمۂ دل ساز اُن کا دل زدوں نے جب سنا

اُس طبیبِ روح و جاں کا نسخۂ معجز نما
اک شجر کے سائے میں دو پل بتانے آئے جو

چشمِ ساقی کر گئی سیراب اُن کو دفعتاً
بھا سکی کچھ بھی نہ پھر رعنائیِ ماہِ تمام

پیکرِ تاباں و رخشاں ہیں وہ مثلِ آفتاب
بوئے عنبر مُشکِ آہو یا شمیمِ گلستاں

اتّباعِ امرِ جاناں حاصلِ مقصودِ جاں
''ہم تو ہر دم چڑھ رہے ہیں اک بلندی کی طرف''

اُس حسینِ مصر کے تم نے تو بس قصے سنے
اک زماں سے ہجر میں محمودؔ اُن کے ہے فگار

ہم ہوئے مسرور اُن سے خود بھی جو مسرور ہیں
پاگئے تسکینِ خاطر اب نہ وہ رنجور ہیں

کر گیا ہر غم غلط اور درد سب کافور ہیں
عمر بھر بیٹھے رہے پھر، دھوپ سے وہ دور ہیں

بن پیے دو گھونٹ بھی وہ بے خود و مخمور ہیں
جب تجلّی اُن کی دیکھی جو سراپا نور ہیں

کر رہے نابود سب ظلمات اور دیجور ہیں
اُس معطر ذات میں سب نکہتیں مذکور ہیں

رائگاں اِس کے سوا سب حکم اور دستور ہیں
رفعتیں سب اُن کی عالی ذات میں مستور ہیں

ہم جمالِ رشکِ یوسف سے ہوئے مسحور ہیں
دل کے سب زخمِ کُہن اب ہو رہے ناسور ہیں

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 02 ستمبر 2021ء)



﴿189﴾

## نئے انداز اپنائیں عبادت کی ریاضت میں

(عبدالجلیل عباد۔ جرمنی)

نئے انداز اپنائیں عبادت کی ریاضت میں
انوکھے رنگ بھر دیں ہم خلافت کی محبت میں

ہماری جاں نثاری کا زمانہ یہ گواہی دے
حسینی روح نظر آئے ہمارے قلب و صورت میں

ہمیں ہیں وقت کے فرہاد، مجنوں اور رانجھا بھی
ہمارے عشق کے قدموں سے پھوٹیں دودھ پربت میں

لوائے عشق لہرائیں زمیں کے سب کناروں تک
کریں تسخیر ہر دل ہم صداقت کی قیادت میں

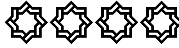
ہیں ساری برکتیں وابستہ دامانِ خلافت سے
خدا بنتا زباں ہے ہر خلیفہ کی خطابت میں

امام وقت ہی ہوتا ہے رہبر وقت دوراں کا
خدائی نور ہوتا ہے رواں فہم و فراست میں

ادب سے پاؤں رکھنا تم جھکا کر آنکھ ملنا تم
خدا کا بادشاہ ہوتا ہے دربارِ خلافت میں

وہ دن آتے ہیں اب نزدیک سن لو اے جہاں والو
کہ ہوں گے بادشہ شامل مسیحا کی جماعت میں

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 16 ستمبر 2021ء)



﴿190﴾

# میں اپنے خلیفہ سے سب سے زیادہ محبت کرتا ہوں

(سید طالع احمد شہید)

(مترجم:ابو سلطان)

I love my Caliph more than the others
میں دوسروں کی نسبت اپنے خلیفہ سے زیادہ محبت کرتا ہوں

They only love, I'm only his lover
وہ صرف محبت کرتے ہیں، میں تو اسی کی محبت میں وارفتہ ہوں

They crawl to his hand from far icy coasts
لوگ آپ کے ہاتھ کی طرف دور دراز برفانی ساحلوں سے گھٹنوں کے بل چلے آتے ہیں

A wonderful host, supported by hosts
کیا ہی اعلیٰ میزبان ہے جس کی معاونت میں لوگوں کا ایک ہجوم ہے

As mountains migrate for prophets and kings
جیسے پہاڑ (عالی مرتبہ لوگ) نبیوں اور بادشاہوں کے لئے سرک جاتے ہیں

When heaven comes near they see him and sing

جب آسمان قریب آجاتا ہے تو وہ (پہاڑ) اس کو دیکھ کر خوشی سے گانے لگتے ہیں

My silence might grate but I love him more

میری خامشی بھلے کسی کو نہ بھائے لیکن حقیقت یہ ہے کہ میں آپ کی محبت میں سرشار ہوں

Whole with holiness as my soothed soul soars

آپ کی قربت میں میری پر سکون روح بلند پرواز کرنے لگتی ہے

When they see his face they weep and they cry

جب وہ (عشاق) آپ کا چہرہ دیکھتے ہیں تو وہ (فرط اشتیاق سے) روتے ہیں

My heart beats to tears but my eyes are dry

میرا دل (فرطِ محبت سے) آنسو بہاتا ہے مگر میری آنکھیں (افشائے محبت کے خوف سے) خشک رہتی ہیں

But by God's promise I'm able to boast

لیکن با خدا میں بڑے فخر سے کہہ سکتا ہوں

I swear I can prove I love him the most

واللہ! میں ثابت کر سکتا ہوں کہ میں آپ سے سب سے زیادہ محبت کرتا ہوں

They truthfully tell, disclosing their love
لوگ برملا اپنی سچی محبت کا اظہار کرتے ہیں

Humble, he blushes, embarrassed enough
تو آپ جو سراسر عاجزی کا پیکر ہیں اپنے آپ کو اس قابل بھی نہیں قرار دیتے

For his weary ears, here surely prefer
یہ تعریف آپ کے کانوں پر گراں گزرتی ہے وہ جس آواز کی جستجو کرتے ہیں

Durood and Takbirs, Allahu Akbar
وہ درود، تکبیرات اور اللہ اکبر ہے

So their cue of lovers ends at this line
لوگوں کا اظہار محبت اس اشارہ پر ختم ہو جاتی ہے

I keep my secret for his sake not mine
میں اپنے دل کا حال صرف آپ ہی کی خاطر پوشیدہ رکھتا ہوں، نہ کہ اپنے لیے

The lamp in my night, forever aglow
میرا (محبت بھرا) چراغ رات بھر چراغاں کرتا رہے گا

I love my Caliph but he'll never know

میں اپنے خلیفہ سے کس قدر محبت کرتا ہوں، آپ کو کبھی پتہ نہ چلے گا

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 ستمبر 2021ء)



﴿191﴾

# دعائیہ قطعہ بر موقع اختتام جلسہ سالانہ برطانیہ 2021ء

(م م محمودؔ)

دلوں میں حمد جاری ہے، زباں پر شکر ہے رب کا
خدا نے دن دکھائے پھر، ہر اِک تھا منتظر کب کا

ہمارے پیارے آقا کی عطا ہو عمر میں برکت
ہو اگلے سال مہدی کے حدیقہ میں ملن سب کا

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 06 اکتوبر 2021ء)



﴿192﴾

## شانِ مصلح موعود رضی اللہ عنہ

(خواجہ عبدالمومن، ناروے)

آسماں سے مہدیٔ موعود نے پائی خبر
نور کا پیکر ملے گا تجھ کو اک لختِ جگر

ساری قومیں برکتیں پائیں گی اس موعود سے
نورِ فرقاں پائے گا سارا جہاں محمود سے

درحقیقت آپ کا استاد تھا ربِ کریم
آپ پر جلوہ کناں تھا ہرگھڑی وہ ہی علیم

آپ مظلوموں کے حامی اور تھے ان کے نصیر
آپ کے دم سے رہائی پا گئے لاکھوں اسیر

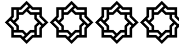
یورپ و افریقہ میں بھیجے مبشر آپ نے
کر دیے ہیں گورے کالے سب منور آپ نے

آپ کی ہمت کی ہے غماز ربوہ کی زمیں
بن گیا ہے آپ کی آہوں سے اک شہر حسیں

یاد رکھیں گی تجھے قومیں سدا فضل عمرؓ!
رحمتیں بھیجیں گی تجھ پر اے مسیحا کے پسر

مصلح موعود تجھ پر ہر گھڑی ہوں رحمتیں
میرے مولا کی سدا نازل ہوں تجھ پر برکتیں

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 20 اکتوبر 2021ء)



﴿193﴾

## عشق ایسا ہوا خلافت سے

(سید طاہر احمد زاہد)

عشق ایسا ہوا خلافت سے
جینا مرنا مرا خلافت سے

کشمکش میں حیات گزری ہے
سیدھا رستہ ملا خلافت سے

میرا ایمان اپنے مولا پر
اور پختہ ہوا خلافت سے

اپنے آقا کا پیار دیکھا تو
پیار ہوتا گیا خلافت سے

چھوڑ دو انتظار عیسیٰ کا
آؤ پائیں جِلا خلافت سے

اس نے منزل کو پا لیا، زاہد!
"ربط جس کا رہا خلافت سے"

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 03 نومبر 2021ء)



﴾194﴿

# فرشتے جس کی راہیں پھول برسا کر سجاتے

(حافظ مستنصر احمد قاہر)

خلافت سا نہ اس دنیا میں میخانہ کوئی ہو گا
کہ جس کے فیض سے خالی نہ پیمانہ کوئی ہو گا

غلامانِ خلافت کی محبت کو اگر تولو
ترازو ٹوٹ جائیں گے، نہ پیمانہ کوئی ہو گا

کوئی معشوق اپنے عاشقوں سے عشق کرتا ہو
ہمارے بعد جگ میں ایسا افسانہ کوئی ہو گا؟

خدائی نور کی چادر میں ہو لپٹا ہوا ہر دم
مرے محبوب کے دل سا بھی آئینہ کوئی ہو گا؟

فرشتے جس کی راہیں پھول برسا کر سجاتے ہیں
زمانے میں بھلا ایسا بھی دیوانہ کوئی ہو گا؟

فدا ہے جان و مال و آبرو قاہر کی آقا پر
اشارے پر لیے حاضر یہ نذرانہ کوئی ہو گا

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 10 نومبر 2021ء)



﴾195﴿

## ہماری جاں خلافت پر فدا ہے

(تنویر احمد ناصر۔ قادیان)

ہماری جاں خلافت پر فدا ہے
یہ روحانی مریضوں کی دوا ہے

اندھیرا دل کا اس سے مٹ گیا ہے
یہی ظلمات میں شمعِ ہدیٰ ہے

ہماری جاں خلافت پر فدا ہے
یہ روحانی مریضوں کی دوا ہے

حصارِ امن و ایمان و یقیں ہے
کنارِ عافیت، حبلِ متیں ہے

جوارِ رحمت و خلدِ بریں ہے
خدا نے ہم پہ یہ احساں کیا ہے

ہماری جاں خلافت پر فدا ہے
یہ روحانی مریضوں کی دوا ہے

خلافت سے ہے ہر اک کامیابی
خدا کا قرب اس کی ہمکلامی

رہیں جس کے لیے صدیاں ترستی
یہ وہ آئینۂ خالق نما ہے

ہماری جاں خلافت پر فدا ہے
یہ روحانی مریضوں کی دوا ہے

نبوت کا ہے اب فیضان جاری
خدا نے خود ہے یہ نعمت اُتاری

ہے واجب ہم پہ شکرِ ربّ باری
ہمیشہ دَر دُعاؤں کا کُھلا ہے

ہماری جاں خلافت پر فدا ہے
یہ روحانی مریضوں کی دوا ہے

عَلَم اسلام کا لہرا رہا ہے
شِکست اب کفر ہر جا کھا رہا ہے

پیامِ امن ہر سو جا رہا ہے
ہر اک خوف و خطر زائل ہوا ہے

ہماری جاں خلافت پر فدا ہے
یہ روحانی مریضوں کی دوا ہے

نہ جانی جس نے بھی شانِ خلافت
نہ پائی اُس نے درگہ میں کچھ عزت

وہی پائے گا اب رُشد و ہدایت
سرِ تسلیم جس نے خَم کیا ہے

ہماری جاں خلافت پر فدا ہے
یہ روحانی مریضوں کی دوا ہے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 30نومبر 2021ء)



﴾196﴿

# یاامیر المومنیں! پیارے خلیفۃ المسیح!

(پروفیسر عبد الصمد قریشی)

آپ ہی ہر اک زمانے میں وفا کی شان ہیں
آپ ہی تو عظمتِ دیں کی حسیں پہچان ہیں

آپ ہیں دلبر ہمارے اور ہماری جان ہیں
آپ ہیں کتنے حسیں، صد آفرین، صد آفرین

خلعتِ حق کے امیں! پیارے خلیفۃ المسیح!
یا امیر المومنیں! پیارے خلیفۃ المسیح!

پیار کی ساری مہکتی راہگذاریں آپ سے
اور محبت کی رواں سب آبشاریں آپ سے

پیارے آقا! عشق کی ساری بہاریں آپ سے
آپ دلکش، دلنشیں، صد دلنشیں، صد دلنشیں

خلعتِ حق کے امیں! پیارے خلیفۃ المسیح!
یا امیر المومنیں! پیارے خلیفۃ المسیح!

جاننا یہ، کیا ہے بیعت، بھی تو ہم پر فرض ہے
اور خلافت کی اطاعت بھی تو ہم پر فرض ہے

پھر خلافت سے محبت بھی تو ہم پر فرض ہے
آپ پر رکھ کر یقیں، ہاں بالیقیں، ہاں بالیقیں

خلعتِ حق کے امیں! پیارے خلیفۃ المسیح!
یا امیر المومنیں! پیارے خلیفۃ المسیح!

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 28 جنوری 2022ء)



﴿197﴾

## حصارِ عافیت، دارالسکینہ یہ خلافت ہے

**(عبیداللہ خان)**

مصائب کے سمندر میں سفینہ یہ خلافت ہے
ہے منزل آسماں بے شک، پہ زینہ یہ خلافت ہے

سجاتے ہیں دکانوں پر سبھی خود ساختہ گوہر
نظامِ آسمانی کا نگینہ یہ خلافت ہے

نہیں ہے زندگی اس میں جسے مذہب وہ کہتے ہیں
دھڑکتا دل ہوا جس کا وہ سینہ یہ خلافت ہے

اترتا آسماں سے ہے ضمانت زندگی کی ہے
مصفّٰی آب ہے اور آبگینہ یہ خلافت ہے

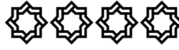
وسیلے اور بھی ہوتے رہے ہر دور میں پہلے
خدا کی بندگی کا اب قرینہ یہ خلافت ہے

سکینت ڈھونڈنے والو! ادھر آؤ، ادھر دیکھو
حصارِ عافیت، دارالسکینہ یہ خلافت ہے

دکھوں دردوں کے دریا جس سمندر میں گریں آکر
جہاں بھر کے غموں کا وہ دفینہ یہ خلافت ہے

منور رحمتوں سے برکتوں سے آستانہ اک
دعاؤں سے بھرا ہے جو خزینہ یہ خلافت ہے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 12 فروری 2022ء)



﴿198﴾

## دن رات مسیحا کی دعاؤں کا صلہ ہے

(ضیاء اللہ مبشر)

دن رات مسیحا کی دعاؤں کا صلہ ہے
وہ شخص جو رحمت کا نشاں بن کے ملا ہے

پیغمبرِ لولاک نے دی جس کی نشانی
مولا نے کہی عرش سے خود جس کی کہانی

وہ مصلحِ موعود نوشتوں میں تھا مذکور
چرچا تھا فلک پر تو فرشتوں میں تھا مذکور

اک نور تھا ممسوحِ رضامندئِ باری
اک چشمۂ عرفان ہوا آپ سے جاری

وابستہ تھی تقدیر امم ذات سے اُس کی
آتی تھی صداقت کی مہک بات سے اُس کی

وہ سخت ذہین اور فہیم اور ذکی تھا
پُر علم تھا وہ ظاہر و باطن میں تقی تھا

بیواؤں، یتیموں کا، اسیروں کا سہارا
قوموں کے مقدر کا درخشندہ ستارا

وہ پاک، وجیہ، مظہرِ حق، نور جبیں پر
گویا کہ خدا عرش سے اترا ہے زمیں پر

اے فضلِ عمر زندہ ہے ہر لمحہ ترا نام
تاریخ کے سینے پہ چمکتا ہے ترا کام

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 18 فروری 2022ء)



﴿199﴾

## خلافت احمدیہ کے ساتھ عہدِ وفا

(سعدیہ تسنیم سحر۔جرمنی)

مقصودِ زندگی ہو اِطاعت خدا کرے
حاصل رہے سدا یہ سعادت خدا کرے

اخلاص اور وفا میں بڑھائیں قدم ہمیش
ٹوٹے کبھی ہماری نہ ہمت خدا کرے

ہم اور ہماری نسل بھی تجھ سے جڑی رہے
محبوب ہو تمہاری، خلافت، خدا کرے

تسلیم نَے کریں ترے معروف فیصلے
صادر نہ ہو کبھی یہ شقاوت خدا کرے

مطلوب و مدعا ہو رضائے خدا ہمیش
مقبول ہو ہماری یہ چاہت خدا کرے

تجدید عہد روز کریں ہم خدا کے ساتھ
وعدوں میں ہو ہمارے صداقت خدا کرے

کبر و غرور و بدظنی کے بت شکن بنیں
توفیق سے ملے یہ مہارت، خدا کرے

بیعت کا عہد تا دمِ آخر نبھائیں ہم
قائم رہے یہ عقدِ اُخوت خدا کرے

تبلیغِ دین مصطفیٰ مدنظر رہے
مولا کرے قبول یہ خدمت خدا کرے

فعال زندگی ملے، منصور تُو رہے
پیارے! تیرے ہر ایک کام میں برکت خدا کرے

ہستی پہ اپنی ایسی فنا آئے جس طرح
غسال کے ہو ہاتھ میں میت خدا کرے

”بدتر بنیں ہر ایک سے اپنے خیال میں“
بھولیں کبھی نہ ہم یہ نصیحت خدا کرے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 25 فروری 2022ء)



﴿200﴾

## مسرور کا خدا ہے مدد گار دیکھنا

(لئیق احمد عابد)

(جناب عابد نے اپنا یہ کلام 2018ء کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ایک ادبی نشست میں حضور انور ایدہ اللہ کی موجودگی میں پڑھ کر سنایا تھا)

چبھنے نہ پائے اس کو کوئی خار دیکھنا
اے ساکنانِ کوچہ دلدار دیکھنا

جب آسمان اس کی صداقت پہ ہو گواہ
پھر کیا دمشق اور کیا مینار دیکھنا

بیٹھے ہیں اس کی راہ میں پلکیں بچھائے ہم
سج دھج کے آئے گا وہ میرا یار دیکھنا

ہر گام پہ فرشتوں کا لشکر ہے ساتھ ساتھ
مسرور کا خدا ہے مدد گار دیکھنا

اتری ہیں اس کے واسطے افواجِ قدسیاں
اے دشمنانِ دین، خبردار، دیکھنا

فتحِ مبیں کے واسطے جو سجدہ ریز ہے
دشمن سے اس کو بر سرِ کار دیکھنا

اذنِ خدا کی دیر ہے کردے گا سب کو ڈھیر
تیغِ دعا کا ایک ہی بس وار دیکھنا

ہر احمدی ہے آپ کا خادم میرے حضور
خدّام تو ہیں آپ کے انصار دیکھنا

عابد تجھے نصیب ہوئی لذت وصال
ہر شخص چاہتا ہے رُخ یار دیکھنا

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 01مارچ2022ء)



﴿201﴾

# خلافت کیا ہے اکسیرِ حیاتِ جاودانی ہے

(میر اللہ بخش تسنیم مرحوم)

خلافت نے کیا کونین کا مقصود آدم کو
خلافت نے فرشتوں کا کیا مسجود آدم کو

خدا کا ہاتھ پنہاں ہے خلافت کے ارادوں میں
مرادیں حق کی شامل ہیں خلافت کی مرادوں میں

خلافت شہپرِ پروازِ آدم کی توانائی
یدِ بیضا خلافت ہے، خلافت ہے مسیحائی

خلافت ناتوانوں کی توانائی کا سرمایہ
خلافت سے غریبوں پر خدا کے فضل کا سایہ

خلافت سے میسر دین کو تمکین ہوتی ہے
خلافت میں سراسر قوتِ تکوین ہوتی ہے

خلافت مرکزِ پرکارِ جوشِ کامرانی ہے
خلافت کیا ہے اکسیرِ حیاتِ جاودانی ہے

خلافت ہے دلیل ایمان کی اور نیکو کاری کی
خلافت ہے دلیل امت پہ لطف و فضلِ باری کی

خلافت میں نہاں رازِ دوامِ شادکامی ہے
فدا ہے حریت جس پر خلافت کی غلامی ہے

خلافت سے عبادت زندگی کا نور پاتی ہے
نشاطِ جانفروزِ جلوہ ہائے طور پاتی ہے

خلافت عصمتِ صغریٰ عطا کرتی ہے ملت کو
ہلاکت سے مصیبت سے بچا لیتی ہے امت کو

خلافت کے وسیلے سے جہاں زیرِ نگیں کرلو
جہاں کا ذکر کیا کون و مکاں زیرِ نگیں کرلو

خلافت ہی بالفاظ دِگر ہے قدرتِ ثانی
جہاں کی بزم میں آئینہ دارِ شانِ رحمانی

ہیں پھل نخلِ خلافت کے جہانگیری، جہانبانی
خلافت ہے سراسر مہبطِ الطافِ ربانی

خلافت سے اشاعت حق کی دنیا کے کناروں تک
صداقت پھیلتی ہے ریگزاروں کوہساروں تک

خلافت اُمتِ مرحوم میں موعودِ ربانی
بغیر اِس کے پنپ سکتی نہیں شاخِ مسلمانی

خلافت شاہبازوں سے ممولوں کو لڑاتی ہے
یہی آئینِ فطرت ہے خلافت غالب آتی ہے

خلافت سے شعورِ قوم کو تابندگی حاصل
اِسی کے فیض سے تنظیم کو ہے زندگی حاصل

خلافت ضامنِ امنِ حقیقی خوف سے خالی
اِسی سے وحدتِ باری کی پاتی ہے نمو ڈالی

خلافت سے خَزف ریزے بہا پاتے ہیں گوہر کی
چمک ذروں میں ہوتی ہے نمایاں مہرِ انور کی

حصارِ عافیت ہے خیر و خوبی کا خزانہ ہے
خلافت سے جدا ہونا شعارِ فاسقانہ ہے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 04مارچ2022ء)



﴾202﴿

# منکرانِ خلافتِ محمود

## (حضرت میر قاسم علیؓ)

(1914ء میں حضرت خلیفہ اوّلؓ کے وصال اور حضرت محمودؓ کے سریر آرائے خلافت ہونے پر جماعت میں جو سخت تفرقہ رونما ہوا اس کے استیصال کے لئے میر قاسم علی صاحبؓ کے اخبار ''الحق دہلی'' نے نہایت نمایاں خدمات انجام دیں۔اس وقت حضرت میر صاحبؓ نے بھی اخبار ''الحق'' میں کچھ نظمیں خلافتِ ثانیہ کی تائید میں لکھی تھیں ان میں سے ایک یہاں نقل کی جاتی ہے)

منکرانِ خلافتِ محمود
کر رہے ہو مخالفت بے سُود

کیوں اطاعت سے پھیرتے ہو سر
کیا نہیں یاد آدمِ مسجود

مان لو بات تم ملک بن کر
ہو نہ اِبلیس راندۂ معبود

ہر خلیفہ خدا بناتا ہے
خواہ آدمؑ ہو۔ یا کہ وہ داوٗدؑ

اتحادِ جماعتِ احمد
بس یہی ہے غرض یہی مقصود

چارہ جز طاعتِ اِمام نہیں
جب وہ ثابت ہے ہر طرح موعود

منکر اس کا ہے منکرِ احمدؐ
دشمن اُس کا ہے فاسق اور مرذُود

اُس کی تخریب کے جو ہیں در پےَ
آپ ہو جائیں گے وہی نابود

احمدیت ہی صرف ہے
ہو گئی ہے نجات یاں محدود

اِک طریقہ یہی خدا تک ہے
اور سب راہ ہو گئے مسدود

جو ہیں توحیدِ خشک کے قائل
یا وہ برھمو ہیں یا مثیلِ یہود

دوستو! حق کی راہ کو پکڑو
نہ کرو اتباعِ نام و نمود

خرمَنِ دِین کو بچاؤ تم
اُن کا "اعلاں"[1] ہے شعلۂ بارود

یاں مُصَدّق کا بڑھ رہا ہے یقیں
واں مُکَذّبْ لِرَبِّہٖ لَکَنُوْد[2]

حق کی نصرت ہے اِس طرف ظاہر
کسمپرسی ہے اس طرف مشہود

اب تو پیغامِ[3] صلح میں ہر روز
اک عقیدہ جدید ہے موجود

تھے مسیحِ محمدیؑ نہ رسول
اور نہ ایمان اُن پہ تھا مقصود

ایک مصلح تھے مثلِ سر سیّد
اس سے بڑھ کر مبالغہ بے سُود

احمدیت ہے تفرقہ کی جڑ
مل کے ”چندے“ کرو تو ہے بہبود

مشمر اِسلام اصل میں وہ ہے
جس میں زَر کا ہو فائدہ اور سُود

ہر طرف سے ملے غنیمتِ مال
فکرِ کَسبِ مَعاش ہو مَفقود

”کل کا بچہ“ خلافت آرا ہو
ہائے رہ جائیں ”مولوی“ مطرود

مانیں کیونکر؟ کہ عمر میں کم ہے
”ہم“ سے چھوٹا ہے مصلحِ موعود

نہ گرانڈیل ہے نہ توندل ہے
اپنی نظروں میں کیا جچے محمودؔ

خدمتیں بیشتر ہمِیں نے کیں
اور ہمِیں نے کیا "کفن"[4] وجود

اب مدینہ نیا بنا لاہور
مرکزِ قادیاں ہوا مفقود

ہجرتِ ثانیہ کی خاطر سے
ہجرتِ اوّلیں ہوئی مردود

مقبرہ اِک ضرار بنتا ہے
دفن ہوں گے جہاں یہ سب موؤد

پڑ گئے پتھر ان کی عقلوں پر
کیسی قسمت ہوئی ہے نامسعود

ہوئے آزاد ساری قیدوں سے
مٹ گئیں دین کی تمام حدود

"اللہ اللہ" کر لیا بس ہے
محض توحیدِ حق سے ہے مقصود

بعثتِ انبیاء سراسر لغو
ہیں برابر یہاں پہ ہودؔ و ثمودؔ

دائرہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
جس میں داخل ہیں مسلم اور یہود

ہے جہنم بڑا نفیس مقام
عارضی چونکہ ہے وہاں کا ورود

کیا ہوا۔ گر رہیں وہاں احقاب
دائمی تو وہاں نہیں ہے خَلود

ہو مبارک تمہیں تمنا یہ
ہو مبارک تمہیں ورود و خلود

یا الٰہی ہمیں بچا اس سے
تو ہی بندوں کا ہے غفور و وَدود

حشر ہو ساتھ تیرے احمدؑ کے
صد سلام اس پر اور ہزار درُود

رحمتیں اہل و آل پر اُس کی
خاص کر جو کہ ہے پسر موعود

آشناؔ بس قلم کو رکھ دے تو
وقت ہے تنگ قافیے معدود

1۔ اعلان ضروری مولفہ مولوی محمد علی صاحب مطبوعہ 1914 کی طرف اشارہ ہے۔

2۔ یعنی انسان اپنے رب کا ناشکر گزار ہے۔

3۔ لاہوری احمدیوں کا اخبار۔

4۔ لاہوری احمدیوں نے جھوٹا دعویٰ کیا تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ کو کفن ہم نے دیا۔

(اخبار الحق دہلی 22 مئی 1914ء صفحہ 3)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 29 مارچ 2022ء)



﴿203﴾

# خلافت کے غلاموں کو جو شیطاں نے ستایا ہے

(عبید اللہ خان)

خلافت کے غلاموں کو جو شیطاں نے ستایا ہے
خدا نے بارہا پہلے بھی ان کو آزمایا ہے

کھرا ہے کون اور کھوٹا یہاں پر کون ہے ان میں
خدا نے ابتلاؤں میں یہی سب کو دکھایا ہے

کہیں سستی نہ ہو جائے، کہیں منزل نہ کھو جائے
کچھ ایسے زلزلوں نے ہی تو غفلت سے جگایا ہے

خدا کا قرب پانے کا وسیلہ ایک ہی ہے بس
خلافت ہی کے قدموں میں یہ دل ہم نے بچھایا ہے

تھی قربت بھی خلافت سے، نجابت بھی تھی دو طرفہ
تجھے یوں شامتِ اعمال نے نیچے گرایا ہے

مسیحا کی جماعت کو ہو کیسا خوف فتنوں سے
خلافت کے توسط سے خدا کا سر پہ سایا ہے

خلافت نورِ یزدانی ازل سے جس کا وعدہ ہے
کہاں اس کو کبھی کافر نے پھونکوں سے بجھایا ہے

خلیفہ اس جہاں میں اک نمائندہ خدا کا ہے
خدائی عرش دنیا میں خلافت نے دکھایا ہے

نبوت امر ربی ہے خلافت سلسلہ اس کا
ہوئی تھی تخم ریزی جو تو اس کا پھل بھی پایا ہے

نظامِ آسمانی سے زمینی آگ ڈرتی ہے
خس و خاشاک تھا اس آگ نے جس کو جلایا ہے

ترے ایماں کا ہے پھر امتحاں مطلوب مولیٰ کو
نئے اک سامری نے جھوٹ کا بچھڑا بنایا ہے

یہ منصب ہے خلافت کا، سیاست مت اسے سمجھو
وہ بندہ ہے مگر اس میں خدا کا نور آیا ہے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 31مارچ2022ء)



﴿204﴾

## وہ اتنا پیارا ہے

(مغفورہ درانی۔ جرمنی)

خوشی کے پھول اگائے، وہ اتنا پیارا ہے
گلے سے سب کو لگائے، وہ اتنا پیارا ہے

وہ میرے ساتھ ہو تو دکھ کوئی زمانے کا
نہ میرے پاس بھی آئے، وہ اتنا پیارا ہے

وہ شخص باغ میں آئے تو اُس کی جھلمل سے
چمن بھی نوروں نہائے، وہ اتنا پیارا ہے

وہ نور نور سا چہرہ، دعا دعا سا وجود
دلوں میں پیار جگائے، وہ اتنا پیارا ہے

مری دعا ہے اسے میری عمر لگ جائے
خدا غموں سے بچائے، وہ اتنا پیارا ہے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 25 مئی 2022ء)



﴿205﴾

## محبت، سکوں اور اماں ہے خلافت

(بشارت محمود طاہر)

غموں سے تو گزرے، گزرتے رہیں گے
مگر دل سکینت سے بھرتے رہیں گے
یہیں قافلے سب اترتے رہیں گے

ہمارا ہے دل اور جاں ہے خلافت
محبت، سکوں اور اماں ہے خلافت

ترے عشق میں آزمائے گئے ہیں
ستم ہر طرح ہم پہ ڈھائے گئے ہیں
مگر ہم کچھ ایسے سکھائے گئے ہیں

خدا کا یہ زندہ نشاں ہے خلافت
محبت، سکوں اور اماں ہے خلافت

یہ آنسو ہمارے، دعائیں ہماری
ہیں مولیٰ کے آگے صدائیں ہماری
خلافت کی خاطر وفائیں ہماری

ہماری تو ہر داستاں ہے خلافت
محبت، سکوں اور اماں ہے خلافت

چمکتا ہے ایسے کہ جیسے ستارہ
ہماری تو جاں ہے خلیفہ ہمارا
دلوں میں وہ بستا ہے، لگتا ہے پیارا

ہمارے لیے کل جہاں ہے خلافت
محبت، سکوں اور اماں ہے خلافت

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 25 مئی 2022ء)



﴿206﴾

# خلافت دھوپ میں سایہ

(م-ج-مرزا)

خلافت ہی حفاظت ہے، خلافت ہی نگہبانی
رہا گھاٹے میں وہ جس نے یہ نعمت ہی نہ پہچانی

خلافت دھوپ میں سایہ، خلافت غم میں غمخواری
یہ چشمہ ہے محبت کا جو سب دنیا میں ہے جاری

خلافت درد کا چارہ، خلافت ہی سہارا ہے
جو رہبر ہو اندھیرے میں، خلافت وہ ستارہ ہے

خلافت کا جو دشمن ہے کہیں کا بھی نہیں رہتا
فلک کا تو وہ کیا ہوگا، زمیں کا بھی نہیں رہتا

خلافت کا شجر پھولے پھلے گا، وعدہ ربانی
وہ خود مٹ جائے گا جس نے مٹانے کی اسے ٹھانی

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 25 مئی 2022ء)



﴿207﴾

# سلسلہ خلافت کا

(سید طاہر احمد زاہد)

نور ہے صداقت کا
سلسلہ خلافت کا

وقت پر ہوا ظاہر
چاند وہ صداقت کا

آج بحر ظلمت میں
ہے دیا خلافت کا

مل گیا ہمیں یارو
آستاں محبت کا

امن کا ہے اب مرکز
علم احمدیت کا

ہے دعا نہ میلا ہو
پیرہن اطاعت کا

ہے جہاں بھی گرویدہ
اس کی شان و شوکت کا

وقت نے بدل ڈالا
فیصلہ عدالت کا

کیا کریں زمانے کی
اس قدر جہالت کا

زندگی نہ ہو زاہد!
کیا کرو گے دولت کا

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 26 مئی 2022ء)



﴿208﴾

## لاریب خلافت سے عبادت ہے عبادت

(میر انجم پرویز۔لندن)

ہوتے نہیں دل سرخوشِ صہبائے محبت
پیتے نہ اگر جامِ مئے حسنِ خلافت

مژدہ دلِ افسردہ! کہ تا روزِ قیامت
ہے صحّتِ ایمان و عمل کی یہ ضمانت

ورنہ تو یہ تربت سدا آمادہ بہ فرقت
اس حبلِ الٰہی کے تمسّک میں ہے وحدت

ہے عصمتِ کبریٰ تو پئے قدرتِ اولیٰ
ہے عصمتِ صغریٰ کا نشاں دوسری قدرت

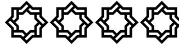
آیات مجسم ہے ہر اک مظہرِ قدرت
دیدارِ رُخِ یار ہے مصحف کی تلاوت

اعدا بھی اخوت کی لڑی میں ہیں پروئے
اک جسم کے اعضا ہیں سب افرادِ جماعت

حق دین وہی جس کو خلافت سے ہے تمکیں
لارَیب خلافت سے عبادت ہے عبادت

میں دامنِ امید و رجا تھامے ہوئے ہوں
اس خاکِ کفِ پا پہ بھی ہو جائے عنایت

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 مئی 2022ء)



﴿209﴾

## جدا ہوا اِس شجر سے جو بھی نہ پائی چھاؤں کہیں بھی اُس نے

(م م محمود)

وہ لب کشا ہوں تو ہر سُو مہکے، سخن کو اُن کے گلاب جانا
پیام گہرے لیے ہوئے ہے، سکوت اُن کا خطاب جانا

وجود اُن کا سراپا ہر پل قیام و قعدہ رکوع و سجدہ
دعا کو اُن کی ہمیشہ ہم نے قبول اور مستجاب جانا

زباں مقدس قدم مبارک ہر عیب خامی سے ہیں منزّہ
اُنہیں خدائے قوی و برتر کے ہاتھوں لکھی کتاب جانا

ہماری صبحیں اُنہی سے روشن اُنہی سے لیل و نہار تاباں
سحر میں ناہید، دن میں خورشید، رات میں ماہتاب جانا

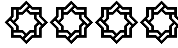
ملے نہیں تھے وہ اُن سے جب تک، تھے وہم دل میں سوال لب پر
ملے جب اُن سے بنا ہی پرسش تشفّی پائی جواب جانا

جدا ہوا اِس شجر سے جو بھی، شجر بھی وہ کہ گھنا ہے سایہ
نہ پائی چھاؤں کہیں بھی اُس نے، ہمیشہ زیرِ عتاب جانا

ہے ہم میں روحِ بلال و مُصعب، تمہارے عزمِ لہب کریں گے
ہمارے پائے ثبات لرزاں، یہ کیسے تم نے جناب جانا!

بتاؤں کیسے لکھوں میں کیونکر زباں ہے قاصر قلم بھی خستہ
وہ لمحہ اک اک بغیر اُن کے بسر کیا جو، عذاب جانا

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 28 مئی 2022ء)



﴿210﴾

## مرشد دعا کریں مرا انجام ہو بخیر

(مبارک صدیقی۔ لندن)

مرشد دعا کریں کہ خدا درگزر کرے
دونوں جہاں میں پیار کی مجھ پر نظر کرے

اپنا بنائے وہ مجھے اور معتبر کرے
پتھر سے اس وجود کو لعل و گہر کرے

مرشد خزاں کی شام ہوں میں آپ کے بغیر
مرشد دعا کریں مرا انجام ہو بخیر

مرشد مرا یہ خواب تھا قرباں یہ جاں کروں
شام و سحر دوائے غمِ دوستاں کروں

وقفِ رضائے یار میں شایانِ شاں کروں
توفیق دے خدا تو فلاں اور فلاں کروں

مرشد یہ میرے خواب تھے کچھ ہو نہیں سکا
کچھ سانحے تھے جن پہ کبھی رو نہیں سکا

اب زندگی کی شام ہے اور غم ہزار ہیں
دشمن بھی باکمال ہیں اور بے شمار ہیں

پاؤں بھی سخت جاں نہیں رستے بھی خار ہیں
اور دکھ بھی ایسے ساتھ کہ یاروں کے یار ہیں

مرشد بس ایک آپ کی شفقت کا مان ہے
ورنہ غریب شخص کا دشمن جہان ہے

مرشد میں دل فگار ہوں اور بے شمار ہوں
کندن مثال لوگوں میں مثلِ غبار ہوں

پھر بھی رضائے یار کا امیدوار ہوں
بس آپ کا ہوں اور میں دیوانہ وار ہوں

مرشد کوئی درود کوئی دم دعا کریں
اس بے ثمر سی خاک کو بھی کیمیا کریں

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 01 جولائی 2022ء)



﴿211﴾

## خلافت دھوپ میں سایہ

(م-ج-مرزا)

خلافت ہی حفاظت ہے، خلافت ہی نگہبانی
رہا گھاٹے میں وہ جس نے یہ نعمت ہی نہ پہچانی

خلافت دھوپ میں سایہ، خلافت غم میں غمخواری
یہ چشمہ ہے محبت کا جو سب دنیا میں ہے جاری

خلافت درد کا چارہ، خلافت ہی سہارا ہے
جو رہبر ہو اندھیرے میں، خلافت وہ ستارہ ہے

خلافت کا جو دشمن ہے کہیں کا بھی نہیں رہتا
فلک کا تو وہ کیا ہوگا، زمیں کا بھی نہیں رہتا

خلافت کا شجر پھولے پھلے گا، وعدہ ربانی
وہ خود مٹ جائے گا جس نے مٹانے کی اسے ٹھانی

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 16 جولائی 2022ء)



﴾212﴿

# عمر بھر رہے یہ خلافت کا سایہ

(ابنِ کریم)

کیا خلعتِ خلافت سجتی ہے تیرے سر پر
لاکھوں ایاز آقا مرتے ہیں تیرے در پر

جلسہ میں جب تُو آئے اور عجب شان سے چلے
سب جھوم جھوم اٹھیں رہبر ہے اپنے سر پر

قدرت نے ثانیہ کی قدرت ہمیں دکھائی
صدقہ ہے مصطفٰی کا سایہ فلک کا سر پر

ہر خوف سے وراء تُو، ہر نور تجھ کو حاصل
لے کر فرشتے رحمت اترے تمہارے سر پر

یہ پانچواں ہے در جو کھولا خدا نے ہم پر
صدیوں رہے گا جاری یہ فیض اپنے سر پر

حافظ پھیلا کے جھولی ہے مانگتا دعائیں
تا عمر بھر رہے یہ خلافت کا سایہ سر پر

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 18 اگست 2022ء)



﴿213﴾

## پھلے پھولے چمن پیارا مرے اللہ! خلافت کا

(ڈاکٹر عبد الکریم خالد)

رہے پرچم بہت اونچا مرے اللہ! خلافت کا
سروں پر ہو گھنا سایا مرے اللہ! خلافت کا

قدم رکھو ذرا بڑھ کر بلندی پر بہت آگے
مقام ارفع بہت اعلیٰ مرے اللہ! خلافت کا

کرو سجدوں میں گریہ تم، دعاؤں سے مدد مانگو
کہ چمکے عرش پر تارا مرے اللہ! خلافت کا

یہ منصب آپ کے شایاں، فرشتے جس پہ ہیں
درباں
یہ رتبہ آپ کو زیبا مرے اللہ! خلافت کا

مرے اللہ کی بخشی ہوئی اک نعمتِ عظمیٰ
ملا ہے مجھ کو سرمایہ مرے اللہ! خلافت کا

مسیحِ پاک کا گلشن رہے قائم، رہے دائم
پھلے پھولے چمن پیارا مرے اللہ! خلافت کا

تعلق ہے اگر پختہ تو ہو گی تمکنت حاصل
پسندیدہ یہی رستہ مرے اللہ! خلافت کا

اسی سے دین کی شوکت خدا کے فضل و احساں سے
یہ وعدہ ہے مسرت زا مرے اللہ! خلافت کا

خلافت کے لیے ہم نے ہے جاں رکھ دی ہتھیلی پر
سدا روشن رہے چہرہ مرے اللہ! خلافت کا

لہو دے کر نکھاریں گے رخِ روشن جبیں تیری
کریں گے رنگ دوبالا مرے اللہ! خلافت کا

بیاں کیسے کریں خالد! فضائل ہم خلافت کے
فلک سے جا ملا رتبہ مرے اللہ! خلافت کا

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 20 اگست 2022ء)



﴾214﴿

## بادشہ پائیں گے برکت حضرتِ مسرور سے

(خواجہ عبدالمومن۔ناروے)

اک حسیں ہوتا ہے جب بھی شان سے جلوہ نما
سینہ میں قرآں سجائے لب پر مولیٰ کی ثنا

اس کی پُرتاثیر باتیں دل کو دیتی ہیں سکوں
اس کا خطبہ ہے سبھی کے واسطے آبِ بقا

کرتا ہے انذار اور تبشیر وہ حکمت کے ساتھ
سنتے ہیں اپنے پرائے سب پیامِ جانفزا

نیکی تقویٰ اور محبت پیار کی تلقین بھی
کرتا ہے وعظ و نصیحت، رہنمائی وہ سدا

اس کا دل تو آسمانی نور سے معمور ہے
اس کو مولیٰ سے ملی ہے ایک نورانی قبا

بادشہ پائیں گے برکت حضرتِ مسرور سے
قومیں اس کے امن کے پرچم میں ڈھونڈیں گی پنہ

شکر کرتا ہے یہ مومن اپنے مولیٰ کے حضور
جس نے بخشا ہے ہمیں مسرور جیسا رہنما

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 01 ستمبر 2022ء)



﴿215﴾

## وہ شخص تر و تازہ گلابوں کی طرح ہے

(مبارک صدیقی۔لندن)

خوشبو میں نہائے ہوئے خوابوں کی طرح ہے
وہ شخص تر و تازہ گلابوں کی طرح ہے

انگور کا پانی ہی ضروری نہیں ساقی
دلبر کی زیارت بھی شرابوں کی طرح ہے

اب چونکہ چنانچہ کی ضرورت نہیں کوئی
وہ سارے سوالوں کے جوابوں کی طرح ہے

پوچھے جو کوئی اہلِ سخن اس کا تعارف
کہنا وہ محبت کے نصابوں کی طرح ہے

دل اس کی محبت میں ہے سرشار مبارکؔ
جس شخص کی محفل بھی ثوابوں کی طرح ہے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 07 ستمبر 2022ء)



﴿216﴾

## اک بار ہاتھ چومنے دیں ہم کو بھی حضور

(حافظ مستنصر احمد قاہر)

اک بار ہاتھ چومنے دیں ہم کو بھی حضور
قرب و جوار میں ترے رہ کر بھی دور ہیں

چھاؤں میں تیری بیٹھ کے دل کو سکوں ملے
تیری محبتوں کے سمندر بھی طور ہیں

آئے ہیں تیرے در پہ بصد عجز و انکسار
عشق و وفا کی راہ میں عقلوں سے دور ہیں

مدت سے منتظر ہیں عنایاتِ یار کے
محوِ صنم بشوقِ درِ یار چور ہیں

آنکھیں کریں گے ٹھنڈی یہ دل پائے گا سرور
مسرور تیرے جسم و جاں بھی رب کا نور ہیں

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 17 ستمبر 2022ء)



﴿217﴾

## ہمارا خلافت پہ ایمان ہے
## (میر اللہ بخش تسنیم مرحوم)

ہمارا خلافت پہ ایمان ہے
یہ ملّت کی تنظیم کی جان ہے

اسی سے ہر اِک مشکل آسان ہے
گریزاں ہے اِس سے جو نادان ہے

ہیں دانا تو سَو جاں سے اِس پر نثار

رہیں گے خلافت سے وابستہ ہم
جماعت کا قائم ہے اِس سے بھرم
نہ ہو گا کبھی اپنا اِخلاص کم
بڑھے گا اِسی سے ہمارا قدم

خلافت ہے اِک عافیت کا حصار

خلافت سے زیرِ نگیں ہو جہاں
خلافت سے ملّت ہمیشہ جواں
خلافت سے اسلام ہے کامراں
خلافت کا اونچا ہے ہر دم نشاں

خلافت کی ہیں برکتیں بے شمار

خلافت کا جب تک رہے گا قیام
نہ کمزور ہو گا ہمارا نظام
خلافت کا جس کو نہیں احترام
زمانے میں ہو گا نہ وہ شادکام

خلافت سے ہی ہوں گے ہم کامگار

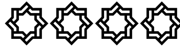
خلافت سے زندہ دلوں میں خدا
خلافت غریبوں کا ہے آسرا
نہ کیوں جان و دل سے ہوں اِس پر فدا
اِسی کے ہے دم سے ہماری بقا

خلافت کا حامی ہے پروردگار

خلافت سے اپنی ہے سب آبرو
ہے دھاک اپنی بیٹھی ہوئی چار سُو
بغیر اِس کے باقی رہوں میں نہ تُو
خلافت سے ہے گرم اپنا لہو

اِسی سے ہیں تسنیمؔ! ہم ہوشیار

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 23 ستمبر 2022ء)



﴿218﴾

## پیارے حضور کے امریکہ کے دورہ پر نذرانۂ عقیدت

(امۃ الباری ناصر۔ امریکہ)

اس چاند سے پیارے چہرے پر بس ایک نظر بس ایک نظر
کردیتی ہے دل کو زیروزبر بس ایک نظر بس ایک نظر

کرتی ہے سکینت دل کو عطا ملتا ہے جس سے عجیب مزا
رکھتی ہے بے حد پاک اثربس ایک نظر بس ایک نظر

پیدا ہو محبت مولا سے وہ شخص کچھ ایسا جادو کرے
ہے نو رِ سماوی کا مظہر بس ایک نظر بس ایک نظر

مردوں کو زندہ کرتی ہے ایمان کو تازہ کرتی ہے
اس رشک قمر کی ایک نظر بس ایک نظر بس ایک نظر

بیمار کو مل جاتی ہے دوا مایوس کو ہوجاتی ہے شفا
ہے مسیح زماں کا لختِ جگر بس ایک نظر بس ایک نظر

کرتے ہیں دعائیں روز و شب اور فیض اٹھاتے ہیں ہم سب
برکات خلافت کا پیکر بس ایک نظر بس ایک نظر

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 03اکتوبر2022ء)



﴿219﴾

## رہے گا خلافت کا فیضان جاری

(صاحبزادی امۃالقدوس بیگم)

خدا کا یہ احسان ہے ہم پہ بھاری
کہ جس نے ہے اپنی یہ نعمت اتاری

نہ مایوس ہو نا گھٹن ہو نہ طاری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

نبوت کے ہاتھوں جو پَودا لگا ہے
خلافت کے سائے میں پُھولا پَھلا ہے

یہ کرتی ہے اس باغ کی آبیاری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

خلافت سے کوئی بھی ٹکر جو لے گا
وہ ذلّت کی گہرائی میں جا گرے گا

خدا کی یہ سنّت ازل سے ہے جاری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

خدا کا ہے وعدہ خلافت رہے گی
یہ نعمت تمہیں تا قیامت ملے گی

مگر شرط اس کی اطاعت گزاری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

محبت کے جذبے، وفا کا قرینہ
اخُوّت کی نعمت، ترقی کا زینہ

خلافت سے ہی برکتیں ہیں یہ ساری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

الٰہی ہمیں تو فراست عطا کر
خلافت سے گہری محبت عطا کر

ہمیں دکھ نہ دے کوئی لغزش ہماری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 10اکتوبر2022ء)



﴿220﴾

## خلافت کا علم تھامے

(سید طاہر احمد زاہد)

صداقت کا علم تھامے
خلافت کا علم تھامے

چلے ہیں کارواں لے کر
محبت کا علم تھامے

ہمیں ہیں آج دنیا کی
امامت کا علم تھامے

کھڑے ہیں خوش نصیبوں میں
خلافت کا علم تھامے

لیے حاضر ہیں جان و دل
عقیدت کا علم تھامے

بھلا بیٹھے ہیں سب قصے
حقیقت کا علم تھامے

سدا صبح و مسا گذرے
اطاعت کا علم تھامے

ہمیں سب کچھ ملا زاہد
جماعت کا علم تھامے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 12 اکتوبر 2022ء)



﴿221﴾

# تیری دید کو ترس گئی ہیں اے مسرور آنکھیں

(طاہر احمد شہزاد)

شب و روز برس رہی ہیں میری ناسور آنکھیں
تیری دید کو ترس گئی ہیں اے مسرور آنکھیں

کب تک رہے گا فراق کب تک رہے گا دل مچلتا
کسی روز تو فیض پائیں گی ان شاءاللہ ضرور آنکھیں

حسرت ہے آپ کو جی بھر کے دیکھ لوں ایک بار
اس کے بعد ہو جائیں چاہے بے نور آنکھیں

جو مجھ کو میرے حبیب تک لے چلے طاہر
زندگی بھر رہیں گی اُس کی مشکور آنکھیں

میرا دل میری روح و جان، نورِ چشم آپ پر قربان
گر دید نہیں نصیب کس کام کی ہیں حضور آنکھیں

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 15 اکتوبر 2022ء)



﴾222﴿

## در گزر تُو کرتا رہ گر میں خطا کرتا رہوں

(انصر رضا۔ کینیڈا)

لوحِ دل پر بس حدیث یار میں لکھتا رہوں
مجھ میں ظاہر یار ہو اور اس میں مَیں دِکھتا رہوں

شکرِ نعمت کے لیے کافی نہیں ہے ایک زیست
یار کی خاطر جیوں، مر مر کے میں جیتا رہوں

مالکِ کوثر کا میخانہ رہے قائم سدا
لوگ مے پیتے رہیں اور جام میں بھرتا رہوں

کر نہ پائے میرے آقا کو کبھی گھائل عدو
تیر طلحہ کی طرح ہاتھوں پہ میں کھاتا رہوں

سربلندی کے لیے اسلام کی بازو کٹیں
بن کے مثل جعفرِ طیار میں اڑتا رہوں

اپنا اپنا کام ہم کرتے رہیں اے ذوالمنن!
درگزر تُو کرتا رہ گر میں خطا کرتا رہوں

راستہ میرا ہو اللہ کی رضا کا راستہ
یوں امامِ وقت کے پیچھے ہی میں چلتا رہوں

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 19 اکتوبر 2022ء)



﴿223﴾

## اللہ کی زمیں خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ

(ہادی علی چوہدری۔ کینیڈا)

اے ہمنشیں اے ہمنشیں
آ دیکھ اللہ کی زمیں

یہ میرے مولا کی زمیں
ہے میرے اللہ کی زمیں

جس پر خلافت ہے اُگی
اِس میں نبوّت سی جگی

ہے میرے مولا کی سگی
یہ ہے صداقت دلنشیں

اے ہمنشیں اے ہمنشیں
آ دیکھ اللہ کی زمیں

ہے نور کی قندیل، جو
دیتی ہے دل کو ایک لَو

اور روح کو بھی ایک ضَو
ہے آبِ فیضانِ مَعیں

اے ہمنشیں اے ہمنشیں
آ دیکھ اللہ کی زمیں

نورِ تجلّی صد بصد
ہمراہ اللہ کی مدد

عالم میں ہے بس اک عدد
نہ ہے مثال اس کی کہیں

اے ہمنشیں اے ہمنشیں
آ دیکھ اللہ کی زمیں

ضامن ترقی کی ہے یہ
اور پاسبانِ امن یہ

توحید کی ناشر بھی یہ
اس کا کوئی ثانی نہیں

اے ہمنشیں اے ہمنشیں
آ دیکھ اللہ کی زمیں

تمکین کا ہے یہ نشاں
تسکین کا ہے یہ جہاں

غلبے کا بس ہے یہ ساماں
اور ضامنِ امن و یقیں

اے ہمنشیں اے ہمنشیں
آ دیکھ اللہ کی زمیں

دیں کی یہی ہے پاسباں
ہم سب پہ ہے یہ سائباں

اللہ اس میں ہے نہاں
رحمت ہے یہ للمؤمنیں

اے ہمنشیں اے ہمنشیں
آ دیکھ اللہ کی زمیں

ارض و سماء اور بحر و برّ
حمد و ثنا سے گئے ہیں بھر

یہ ہیں خلافت کے ثمر
ہے شکرِ ربُّ العالمیں

اے ہمنشیں اے ہمنشیں
آ دیکھ اللہ کی زمیں

صلِّ علیٰ سے کائنات
ہر شہر بھی اور ہر دیہات

بھر بھر رہے ہیں ساتھ ساتھ
لبریز ہے روئے زمیں

اے ہمنشیں اے ہمنشیں
آ دیکھ اللہ کی زمیں

اس میں خدا ہے جلوہ گر
اس سے ہیں روشن بحر و برّ

اس سے ہوا دیں بالا تر
رسوا ہوئے دشمن لعیں

اے ہمنشیں اے ہمنشیں
آ دیکھ اللہ کی زمیں

ہے عافیت کا یہ حصار
رحمت ہے ہمراہ بیشمار

نصرت بھی ہے لیل و نہار
از طرفِ ربّ العالمیں

اے ہمنشیں اے ہمنشیں
آ دیکھ اللہ کی زمیں

ہے یہ زمیں کہ جس پہ اب
ہر سمت سے آتے ہیں سب

اثمار سے ہے لب بہ لب
دنیا میں ہے خلدِ بریں

اے ہمنشیں اے ہمنشیں
آ دیکھ اللہ کی زمیں

ایمان کی ہے شرط اب
اور عمل صالح ہے سبب

یہ ہے ہمارے ساتھ تب
جب تک رہیں ہم صالحیں

اے ہمنشیں اے ہمنشیں
آ دیکھ اللہ کی زمیں

قائم ہے دائم، بالیقیں
ہے تا قیامت یہ یہیں

نہ اب یہ جائے گی کہیں
رحمت سے ہے خندہ جبیں

اے ہمنشیں اے ہمنشیں
آ دیکھ اللہ کی زمیں

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 22 اکتوبر 2022ء)



## ﴾224﴿

# اے خدا! سارے زمانے کو ہدایت دے دے

(عبد الجلیل عباد۔ جرمنی)

اس سے پہلے کوئی دستک یہ قیامت دے دے
اے خدا! سارے زمانے کو ہدایت دے دے

سُن لے تُو اپنے خلیفہ کی دعائیں ساری
درد میں ڈُوبی صداؤں کو بشارت دے دے

یہ جو نفرت کے رویے ہیں بنی آدم کے
اِن میں چاہت کی، محبت کی حلاوت دے دے

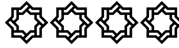
آگ کے ڈھیر پہ بیٹھے جو زمیں زادے ہیں
اِن کی آنکھوں کو تُو دریا سی ندامت دے دے

اے خُدا! میرے وطن میں بھی اُجالا کر دے
اِس کی ظُلمت کو بھی تُو نورِ خلافت دے دے

احمدی اشکوں سے دنیا میں اماں ہو قائم
اِن کی آنکھوں کو تُو اِک ایسی کرامت دے دے

دلِ عبّاد ہے صحرا، اسے ٹھنڈا کر دے
اِس میں دریا کی طرح اپنی تُو چاہت دے دے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 10 نومبر 2022ء)



﴿225﴾

# تیری دید کو ترس گئی ہیں اے مسرور! آنکھیں

(طاہر احمد شہزاد)

شب و روز برس رہی ہیں میری مجبور آنکھیں
تیری دید کو ترس گئی ہیں اے مسرور! آنکھیں

کب تک رہے گا فراق کب تک رہے گا دل مچلتا
کسی روز تو فیض پائیں گی ان شاءاللہ ضرور آنکھیں

حسرت ہے آپ کو جی بھر کے دیکھ لوں ایک بار
اس کے بعد ہو جائیں چاہے بے نور آنکھیں

میرا دل میری روح و جان، نورِ چشم آپ پر قربان
گر دید نہیں نصیب کس کام کی ہیں حضور آنکھیں

جو مجھ کو میرے حبیب تک لے چلے طاہر
زندگی بھر رہیں گی اُس کی مشکور آنکھیں

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 12 نومبر 2022ء)



﴿226﴾

## کامیاب دورۂ امریکہ کے بارے میں چند اشعار

(خواجہ عبدالمومن۔ ناروے)

مرے آقا! خدا کے فضل سے ہیں کامراں آئے
پیامِ حق سنا کر ہر طرف سے شادماں آئے

کیا اسلام کے چہرے کو روشن ہر کنارے پر
محمدؐ کے محاسن کو فروزاں کر کے واں آئے

دیا درسِ محبت اور اُخوت میرے آقا نے
نصیحت ہر طرح فرما کے میرِ کارواں آئے

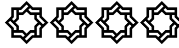
خدا کے گھر کیے تعمیر امریکہ کے شہروں میں
نظارہ دیکھنے یہ احمدی پیر و جواں آئے

عطا کی ہے انہیں مولا نے حکمت بھی، فراست بھی
وہاں پر ہر جگہ دے کر وہ حکمت کے بیاں آئے

خدا کی خاص رحمت سے خلافت ہے ملی ان کو
خدا کے شیر بن کر وہ بہادر پہلواں آئے

ہمارے واسطے لازم ہے کہ طاعت کریں اس کی
وہ بن کر ڈھال سب کے واسطے ہیں مہرباں آئے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 19 نومبر 2022ء)



﴿227﴾

## خدا حفاظت میں اپنی رکھے، ہو اس کے فضلوں کا سایہ سر پر

(ڈاکٹر طارق انور باجوہ۔ لندن)

حسیں تصوّر جو تیرا آیا تو بے خودی میں ہنسا کروں گا
میں سوچتا ہوں کہ سامنے میں نے تجھ کو پایا تو کیا کروں گا

زمیں کی گردش یونہی چلے گی، فلک پہ تارے رواں رہیں گے
جو چاند روشن ہوا کرے گا، میں دل کا روشن دیا کروں گا

کوئی جو نزدیک تیرے آئے، وہ دور تجھ سے کبھی نہ جائے
مری بھی خواہش یہی ہے اب تو، قریب تیرے رہا کروں گا

خدا حفاظت میں اپنی رکھے، ہو اس کے فضلوں کا سایہ سر پر
خدا جو توفیق دے، ہمیشہ ترے لیے یہ دُعا کروں گا

ہزاروں عاشق ترے جہاں میں جو اک اشارے پہ جاں لُٹا دیں
میں تجھ سے یہ عہد کر رہا ہوں، ہمیشہ تجھ سے وفا کروں گا

ہے کتنے برسوں سے ساتھ اپنا، چلے ہیں اک راستے پہ طاؔرق
میں عادی اب اس کا ہو چکا ہوں، نہ وہ ہوا تو میں کیا کروں گا

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 23نومبر 2022ء)



﴾228﴿

# چشمِ ماروشن دلِ ماشاد

(نبیلہ رفیق فوزی۔ناروے)

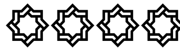
ہو مبارک! اُسے روشنی کا سفر صُلح کا امن کا آشتی کا سفر
لوٹ آیا ہے پھر مسکراتا ہوا ہاتھ میں لے کے فتح و ظفر کی خبر
ارضِ صیحون ہو وے مبارک تجھے تیرا جاگا مقدر بہ مثلِ سحر

ہو مبارک اُسے روشنی کا سفر

مرحبا! آگیا حمد گاتا ہوا حبّذا ! ساتھ ہے جس کے ربّ الوریٰ
عاشقوں کے دلوں میں اُترتا ہوا پیاسی روحوں پہ شبنم چھڑکتا ہوا
جام بھر،بھر کے سب کو پلاتا رہا کہہ اُٹھی سب فضا بادشاہ آگیا

ہو مبارک اسے روشنی کا سفر
صُلح کا امن کا آشتی کا سفر

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 25نومبر 2022ء)



﴿229﴾

## اسے محبت ہے روشنی سے

(طاہرہ زرتشت نازؔ۔ ناروے حال امریکہ)

کلید شہروں کی پا رہا ہے
وہ اور بھی جھکتا جا رہا ہے

وہ بانجھ کھیتوں میں امن بو کر
کمال فصلیں اُگا رہا ہے

اسے محبت ہے روشنی سے
دیا ہوا سے بچا رہا ہے

پیام دے کر محبتوں کا
سکوں کی جانب بلا رہا ہے

کلی کلی مسکرا رہی ہے
بہار بن کر وہ چھا رہا ہے

عطا ہوئی ہے خدا کی نصرت
سمے کا پنچھی یہ گا رہا ہے

ہوائیں رحمت کی چل رہی ہیں
چمن، چمن لہلہا رہا ہے

وہ دینِ اسلام کے عدو کو
نشانِ عبرت بنا رہا ہے

نشان تک بھی نہیں ہے باقی
یہ شہر زائن بتا رہا ہے

نہیں ہے آسان منزلِ عشق
یہ راستہ ہی بتا رہا ہے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 01دسمبر2022ء)



﴾230﴿

## اک خط بھی لکھتے رہو ماہانہ وار

(عمیر احمد انجم)

اس کو یاد کرتے رہو مستانہ وار
عشق وہی ہے جو ہو دیوانہ وار

ربط مسلسل ضروری ہے ویسے
اک خط بھی لکھتے رہو ماہانہ وار

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 08 دسمبر 2022ء)



﴿231﴾

## حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ کے امریکہ کے دورے پہ ایک نظم

(منعم احمد خان نعیم۔ امریکہ)

امریکہ کی سر زمین پہ اک نور آ گیا
مہدی کا جانشین جب مسرور آ گیا

فتح عظیم ہوگئی زائن میں جلوہ گر
جب بادشاہ مظفر و منصور آ گیا

کنجی شہر کی Mayor نے ہے پیش کی اسے
جب شاہ سوار حسن کا پر نور آ گیا

قلب و نظر بھی دید سے روشن ہوئے تمام
جب اک حسین چہرۂ مسحور آگیا

وہ جس کے ساتھ ہے خدا اور وہ خدا کے ساتھ
صحیفے میں جو لکھا تھا وہ مامور آ گیا

منعم نعیم ہم نے وہ لمحات پائے ہیں
دل مطمئن تو روح کو سرور آ گیا

امریکہ کی سر زمین پہ اک نور آ گیا
مہدی کا جانشین مسرور آ گیا

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 14 دسمبر 2022ء)



﴿232﴾

# مصلح موعود کی یاد میں

(عروج وسیم)

مجھے یاد ہیں آج بھی وہ تیری مسکراہٹیں
تیری جبیں پہ وہ تیری شگفتگی کا بانکپن

سدا رہا تو گامزن صراط مستقیم پر
تیرے ہی راستوں پہ ہم چلیں تو منزلیں ملیں

بشیر الدّین، بشیر الدّین، بشیر الدّین، بشیر الدّین
تجھے جو پا لیا تو زندگی میں تشنگی نہیں

گلہ نہیں، کمی نہیں، تیرے بغیر ہم نہیں
بشیر الدّین، بشیر الدّین، بشیر الدّین، بشیر الدّین

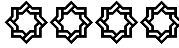
تو اس جہاں میں محترم ،تو اس جہاں میں آفریں
تجھے خدا نے چن لیا رہے بہشت کا مکیں

بشیر الدّین، بشیر الدّین، بشیر الدّین، بشیر الدّین
وہ پیار وہ خلوص وہ دعا وہ دل کا درد بھی

شعور بھی، قرار بھی، محبتوں کی چاشنی
وہ خلعتیں ہمیں ملیں جو غیر کو نہیں ملیں

کہ تیرے دم سے ہم کو ساری نعمتیں ہی مل گئیں
بشیر الدّین، بشیر الدّین، بشیر الدّین، بشیر الدّین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 29 دسمبر 2022ء)



﴿233﴾

# میرے آقا میرے مرشد کمال ہے تو

(عمیر احمد انجم)

میرے آقا میرے مرشد کمال ہے تو
یہ سچ ہے کہ بے مثال ہے تو

کیا عجب پیارے انداز تبسم ہے ترا
چاند تو ہے لیکن زیادہ جمال ہے تو

ہو نصیب عاجز کو وصال تیرا
اب تو دل و دماغ کا خیال ہے تو

ہوں مرعوب زمانے والے جس کی اک جھلک سے
کوئی شک نہیں کہ وہ جلال ہے تو

ہے زندگی بخش دیدار تیرا انجم کو
روحانی فیض سے بھرپور مالامال ہے تو

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 30 دسمبر 2022ء)



﴿234﴾

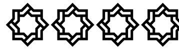
## قطعہ

(خواجہ عبدالمومن۔ ناروے)

خدا کے خلیفہ کی تقریر سن کر
ہوئی نیکیوں کی شمع دل میں روشن

ہوئی دل میں پیدا گناہوں سے نفرت
ہمیں مل گیا ایک تقوی کا مخزن

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 30 دسمبر 2022ء)



﴿235﴾

## میں ایک خط ان کے نام لکھوں

(کنیز بتول نجمہ)

جھکا کے پلکیں، درود پڑھ کر
خدائے واحد کا نام لے کر

عقیدتوں کے، محبتوں کے
میں چاہتوں کے سلام لے کر

بنا کے قرطاس اپنے دل کو
میں پھر بصد احترام لکھوں

قلم حیا کو بنا کے اپنا
میں ایک خط ان کے نام لکھوں

میں ان کو لکھوں اے میرے ساقی!
کہ میکدے کے امین تم ہو

ملی ہے مے "لاالہ" کی جس میں
مرا وہ جامِ یقین تم ہو

میں ان کو لکھوں کہ جس سے قائم
نماز ہے، وہ ستون تم ہو

خدا کو پا کر جو مطمئن ہو
قسم سے وجہِ سکون تم ہو

ہو مہدویت کا عکسِ مطلق
محمدیت کا روپ تم ہو

کہ شرک کی برف جس سے پگھلے
وہ فضلِ باری کی دھوپ تم ہو

خلیفۃ اللہ ہو اس زمیں پر
خدا کا رعب و جلال تم ہو

جو حسنِ احمد مجھے دکھائے
وہ آئینہ باکمال تم ہو

میں ان کو لکھوں، عقیدتوں کے
فلک پہ میری اڑان تم ہو

فقط ہے نجمہ نے اتنا کہنا
مرا تو سارا جہان تم ہو

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 01 جنوری 2023ء)



﴿236﴾

# غزل

(ڈاکٹر طارق انور باجوہ۔ لندن)

ذکر جب اُس کا سنا دل مرا مسرور رہا
وہ تو جس کرسی پہ بیٹھا وہاں منصور رہا

ذکر الہام میں آیا تھا شریف احمد کا
بادشہ، تخت پہ بیٹھا وہ بدستور رہا

وہ یہاں فرض نبھانے کے لئے آیا تھا
چاہتا کب تھا، یہاں رہنے پہ مجبور رہا

جس کو توفیق ہوئی دوڑا چلا آیا وہ
کون محبوب کے قدموں سے بھلا دور رہا

جب اُجالا ہو تو کچھ رات کا منظر بدلے
واپسی تب ہو زمانے کا یہ دستور رہا

جس نے وعدہ تھا کیا ساتھ رہا ہے اس کے
امن کا بن کے نمائندہ وہ مشہور رہا

جب پکارو اسے وہ جلوہ دکھاتا ہے خدا
اس کا شاہد ہوا سینین میں ہے طور رہا

تھا جو محبوبِ خدا، گرچہ وہ تھا درِّ یتیم
بادشہ بن کے مدینے کا وہ مشہور رہا

اس کو ہر وقت میسّر تھی فرشتوں کی مدد
معجزے دیکھ کے ہر شخص ہی مسحور رہا

خانہ کعبہ کے بھی معماروں کے صدقے جائیں
تھا نبی باپ، نبی بیٹا بھی مزدور رہا

اپنے بیٹے کی جو قربانی کو تیّار ہوا
نشّہ توحید کا تھا جس میں وہ مخمور رہا

طارق اب اُس سے تعلّق ہی بچائے گا ہمیں
ایک عرصے سے، زمانے سے جو مستور رہا

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 11 جنوری 2023ء)



﴿237﴾

## قطعات

(خواجہ عبدالمومن۔ناروے)

جن کو ملتا ہے خلافت کا مقام
چاہتے ہیں دل سے وہ سب کا بھلا

خوابِ غفلت سے جگاتے ہیں ہمیں
اپنی تقریروں سے ہم کو وہ سدا



ہمیں بخشی ہے مولیٰ نے خلافت آسمانی بھی
دکھائی ہے ہمیں مولیٰ نے اس کی کامرانی بھی

خلافت نے ہمیں ہر اک اندھیرے سے نکالا ہے
خلافت کی ہی برکت سے ملی ہے شادمانی بھی

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 03فروری 2023ء)



﴿238﴾

## نام ہے مسرور اس کا، ہر گھڑی مسرور وہ

(منیر احمد باجوہ۔ ہمبرگ جرمنی)

آج جس ظلمت میں ہے غرقاب سب خلقِ خدا
سب مسائل کا یہ حل، سب کے لیے روشن نشاں

اس کے پیچھے چل کے ملتی ہے مرادِ زندگی
ہے ضمانت کامرانی کی وہ میرِ کارواں

اس کے ہونٹوں سے جو نکلیں لفظ، دل لیتے ہیں موہ
کیا حسیں دلبر ہمارا، کیا ہی پیارا باغباں

اس کے اک دیدار سے ملتی ہے ہم کو زندگی
ہو ترا سایہ سلامت، اے شفیق و مہرباں

نام ہے مسرور اُس کا، ہر گھڑی مسرور وہ
رحمتیں ہیں ساتھ اُس کے، ہر قدم پر کامراں

اس کی طاعت میں لگا دے جان و دل کو اے منیرؔ!
پھر چلے جا بے خطر، تیرا خدا خود پاسباں

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 08 فروری 2023ء)






## ادارہ الفضل آن لائن کی دیگر کتب

1. اسلامی اصطلاحات کا برمحل استعمال
2. ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک و شہر
3. جماعت احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں خلافت خامسہ کا عظیم الشان کردار اور معیت الٰہی
4. ارشادات نور
5. کتابِ تعلیم
6. ذیلی تنظیموں کا تعارف اور اس حوالے سے مضامین
7. مجددین اسلام۔ تعارف و کارہائے نمایاں
8. میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا
9. جماعت احمدیہ کا نظام خلافت
10. اداریے (حنیف محمود کے قلم سے) جلد اول

11. حیات نورالدینؓ
12. دعا، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے
13. قرآنی انبیاء
14. معلمین وقف جدید کے لئے مشعل راہ
15. جامع المناہج والاسالیب
16. مقام و عظمت خلافت
17. اداریے (حنیف محمود کے قلم سے) جلد دوم
18. الفضل کی اہمیت، افادیت اور قلم کے استعمال کی ترغیب
19. مسز ناصر کی کہانی، مسز ناصر کی زبانی
20. واقعہ افک
21. اداریے (حنیف محمود کے قلم سے) جلد سوم
22. قرآنی سورتوں کا تعارف
23. سیدنا حضرت امیر المؤمنین کا دورہ امریکہ 2022ء
24. ربط ہے جانِ محمد سے مری جاں کو مدام
25. سیدنا حضرت مصلح موعودؓ (روزنامہ الفضل آن لائن لندن کے اوراق سے)
26. جماعت احمدیہ کی دنیا بھر میں مساجد
27. احمدیت کے چمکتے ستارے۔ شہدائے برکینافاسو
28. لجنہ اماء اللہ کے سو سال
29. دلچسپ و مفید واقعات و حکایات

30. اپنے جائزے لیں
31. دعاؤں کا تحفہ قرآنی دعائیں
32. اداریے بابت رمضان المبارک
33. خلافت۔ اہمیت، فضلیت وبرکات
34. بنیادی مسائل کے جوابات (زیر تکمیل)
35. اداریے بلحاظ ترتیب مضامین جلد اول (زیر تکمیل)
36. اداریے (حنیف محمود کے قلم سے) جلد چہارم (زیر تکمیل)
37. بچوں کی تقاریر از فرخ شاد (زیر تکمیل)
38. ہجری شمسی مہینوں کا تعارف (زیر تکمیل)

